سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(جمعرات19، جمعتہ المبارک20، سوموار23، منگل24، بدھ25۔جنوری 2012)

(یوم الخمیس24، یوم الجمع25، یوم الاثنین28، یوم الثلاثہ،29۔صفر المظفر، یوم الاربعاء، یکم ربیع الاوّل 1433ھ)

پندرھویں اسمبلی :تینتیسواں اجلاس

جلد33(حصہ اول):شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تینتیسواں اجلاس

جمعرات،19۔جنوری2012

جلد 33:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
3۔	ایوان کے عہدے دار -----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	9
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل -----------	11
	تعزیت	
7۔	سابق ایم این اے، محمد عظیم دولتانہ، سید علی مردان شاہ المعروف پیر پگاڑا سانحہ خان پور کے مرحومین، آئی ٹی ایکسپرٹ ارفع کریم رندھاوا اور صحافی مکرم خان کی وفات پر دعائے مغفرت -----------	11
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	12
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	45
	پوائنٹ آف آرڈر	
10۔	صوبہ میں درسی کتب کے حوالے سے پبلشرز کے معاملات کو کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ -----------	54
11۔	ملازمین میں بگ سٹی الاؤنس دینے کے حوالے سے پائی جانے والی عدم مساوات و تفریق کو دور کرنے کا مطالبہ -----------	55
12۔	پنجاب میں یونین کونسل کی سطح پر ہونے والے سپورٹس مقابلوں میں ایم پی ایز کو شامل کرنے کا مطالبہ -----------	56
	توجہ دلاؤ نوٹس	
13۔	حافظ آباد، جیولرز کی دکان سے 10 کروڑ روپے کے سونا کی ڈکیتی کی تفصیلات -----------	59
	تحاریک استحقاق	

14۔	ای ڈی او (ہیلتھ) جہلم کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	68
15۔	کورم کی نشاندہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	68
	جمعۃ المبارک،20۔جنوری2012	
	جلد 33:شمارہ 2	
16۔	ایجنڈا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	70
17۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	72
نمبر شمار	**مندرجات**	**صفحہ نمبر**
18۔	نعت رسول مقبول ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	73
	سوالات (محکمہ جات اطلاعات و ثقافت)	
19۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	74
20۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	107
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	120
22۔	کورم کی نشاندہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	122
	سوموار،23۔جنوری2012	
	جلد 33:شمارہ 3	
23۔	ایجنڈا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	125
24۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	127
25۔	نعت رسول مقبول ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	128
	سوالات (محکمہ محنت و انسانی وسائل)	
26۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	129

تعزیت

27۔ صوبہ میں جعلی ادویات کی وجہ سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے
دعائے مغفرت ------------ 134

28۔ تمام نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 136

29۔ کورم کی نشاندہی ------------ 165

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

منگل24۔جنوری2012

جلد 33: شمارہ 4

30۔ ایجنڈا ------------ 167

31۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 169

32۔ نعت رسول مقبولﷺ ------------ 170

تعزیت

33۔ پنجاب میں جعلی ادویات کی وجہ سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے
دعائے مغفرت ------------ 171

سوالات (محکمہ صحت)

34۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------ 176

35۔ نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 210

پوائنٹ آف آرڈر

36۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے ایمرجنسی سنٹر میں ادویات
کی کمی کی وجہ سے نوجوان طالبعلم کی ہلاکت ------------ 233

تحاریک استحقاق

37۔ ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ ---------- 237

تحاریک التوائے کار

38۔ لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ (---جاری) ---------- 238

39۔ وہاڑی ملتان روڈ ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے تصادم سے سولہ افراد ہلاک ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا مطالبہ (---جاری) ---------- 241

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
40۔	پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت منعقدہ امتحانات میں پاس ہونے والے ہزاروں امیدواروں کو سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کو عملہ کی کمی کا سامنا (---جاری) ----------	243
41۔	دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ (---جاری) ----------	244
	پوائنٹ آف آرڈر	
42۔	گجرات کے تھانہ گھلیانہ کے قصبہ گھلیانہ میں سات افراد کے قتل کے ملزمان کی گرفتاری کا مطالبہ ----------	246
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
43۔	پنجاب کی لاکھوں ایکڑ اراضی کو سیم و تھور سے بچانے کے لئے بین الاقوامی اداروں سے قرض لئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکنے کا مطالبہ ----------	247
44۔	ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کا مطالبہ ----------	250

45۔ حکومت پاکستان کی جانب سے بھارتی فلموں پر عائد پابندی کے نوٹیفکیشن کی خلاف ورزی پر ٹھوس اقدامات کئے جانے کا مطالبہ ------------ 251

46۔ صوبہ میں قبرستانوں کی چار دیواری تعمیر کرنے، ان میں جادو ٹونے اور کفن چوری کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کرنے کا مطالبہ ------------ 252

47۔ صوبہ کے تمام سرکاری و غیر سرکاری سکولوں میں میوزیکل کنسرٹس پر فوری پابندی عائد کرنے کا مطالبہ ------------ 256

48۔ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا مطالبہ ------------ 259

49۔ آبادی میں اضافہ کو کنٹرول کرنے کے لئے مربوط پالیسی اور بجٹ مختص کرنے کا مطالبہ ------------ 260

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

بدھ 25-جنوری 2012

جلد 33: شمارہ 5

50۔ ایجنڈا ------------ 270

51۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 276

52۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 277

سوالات (محکمہ جات یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

53۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 278

54۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 325

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

55۔ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------ 348

56۔ مسودہ قانون (تنسیخ) سیٹلمنٹ کمشنرز (احکامات کی توثیق) مصدرہ 2011

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	اور مسودہ قانون (تنسیخ)(ترمیم) متروکہ وقف املاک اور بے دخل اشخاص مصدرہ 2011کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	348
	پوائنٹ آف آرڈر	
57۔	سکولوں میں میوزیکل کنسرٹس پر پابندی کے حوالے سے پاس کی گئی قرارداد سے معزز ممبران کے بارے میں میڈیا کا غلط تاثر پیدا کرنا -----------	350
58۔	پی آئی سی میں غلط ادویات کی وجہ سے ہلاکتوں کے ذمہ داران سے جواب طلبی اور اس پر بحث کا مطالبہ -----------	355
	تحاریک استحقاق	
59۔	تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سب انسپکٹر کا معزز خاتون ممبر کو ہراساں کرنا-----------	357
60۔	کورم کی نشاندہی -----------	358
	تحاریک التوائے کار	
61۔	ضلع راولپنڈی کے مرد اور خواتین اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ڈی سی او کے رُوبرُو پیش ہونے کے انوکھے حکم سے پریشانی کا سامنا (---جاری) -----------	362
	پوائنٹ آف آرڈر	
62۔	پی آئی سی میں غلط ادویات کی وجہ سے ہلاکتوں کے ذمہ داران سے جواب طلبی اور اس پر بحث کا مطالبہ (---جاری) -----------	363
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئی)	
63۔	ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11۔2010کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	377
64۔	پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال2010	

	کاایوان میں پیش کیا جانا -----------	377
65۔	پنجاب پنشن فنڈ کی 30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال کی سالانہ رپورٹ کاایوان میں پیش کیا جانا -----------	378
66۔	پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال10۔2009کاایوان میں پیش کیا جانا -----------	378
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
67۔	مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ2011 -----------	381
68۔	کورم کی نشاندہی -----------	382
69۔	مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ2011(---جاری) -----------	383
70۔	کورم کی نشاندہی -----------	398
71۔	مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ2011(---جاری) -----------	399
72۔	مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ2011 -----------	401

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
73۔	کورم کی نشاندہی -----------	416
74۔	مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ2011(---جاری) -----------	416
75۔	مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز مصدرہ2011 -----------	426
76۔	مسودہ قانون (ترمیم) دادرسی مختص مصدرہ2011 -----------	431
77۔	مسودہ قانون (ترمیم) متولیان سرکار مصدرہ2011 -----------	438
78۔	مسودہ قانون (ترمیم) ازالہ حیثیت عرفی مصدرہ2011 -----------	442
79۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ2011 -----------	444
80۔	مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی ومذہبی اوقاف مصدرہ2011 -----------	447

81۔ مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی معذوریوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ مصدرہ 2011 ----------- 452

82۔ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ مصدرہ2011 ----------- 456

83۔ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد مصدرہ2011 ----------- 459

84۔ کورم کی نشاندہی ----------- 460

85۔ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افرادمصدرہ 2011(--جاری) ----------- 460

86۔ مسودہ قانون(ترمیم)کارخانہ جات مصدرہ2011 ----------- 462

87۔ مسودہ قانون(ترمیم)کم از کم اجرت مصدرہ2011 ----------- 465

88۔ مسودہ قانون(ترمیم)پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب مصدرہ2011 ----------- 468

89۔ انڈکس

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(110)/2012/506.17th January, 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, 19th January, 2012 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
17th January 2012 GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی(ٹیوٹا)کی سالانہ رپورٹ برائے سال2010-11

ایک وزیر ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی(ٹیوٹا)کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010-11ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر : رانامحمد اقبال خان

جناب ڈپٹی سپیکر : رانامشہود احمد خان

قائد ایوان : میاں محمد شہباز شریف

قائد حزب اختلاف : راجہ ریاض احمد

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔ مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے پی
پی۔150

2۔ ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے پی
پی۔138

3۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، ایم پی اے پی پی۔2

4۔ سیدہ ماجدہ زیدی، ایم پی اے
ڈبلیو۔353

3۔ کابینہ

1۔ چودھری عبدالغفور : وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، صنعتیں

معدنیات و کانیں*

2۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور واوقاف، بیت المال

اور محنت وانسانی وسائل*

3۔ ملک ندیم کامران : وزیر زکوٰۃ وعشر، امداد باہمی اور بہبود آبادی*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (19۔جنوری تا 6۔فروری 2012) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15۔مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (19۔جنوری تا 6۔فروری 2012) تفویض کیا گیا۔

6

4۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک وڈیری

ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و
جنگلی حیات، سیاحت و ترقی تفریحی
مقامات اور
آبپاشی وقوت برقی

5۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر تجارت و سرمایہ کاری

6۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

7۔ جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین

سماجی بہبود، خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیاتی*

8۔ رانا ثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و عشر*

ایس اینڈ جی اے ڈی، داخلہ، پبلک پراسیکیوشن ، مواصلات و تعمیرات اور مال*

9۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ

2۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

3۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ وعشراوربیت المال

4۔ جناب ظفراقبال ناگرا : ہاؤسنگ وشہری ترقی

5۔ جناب افتخاراحمد خان : مذہبی امور و اوقاف

6۔ سردار محمدایوب خان گادھی : تحفظ ماحولیات

7۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

8۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

9۔ جناب محمدآجاسم شریف : آبکاری ومحصولات

10۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

11۔ رانامبشراقبال :

12۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

13۔ جناب غلام نبی :

14۔ رانامحمدارشد : سیاحت

15۔ جناب احسن رضاخان : خواندگی وغیررسمی بنیادی تعلیم

16۔ جناب عامر سعیدانصاری : جیل خانہ جات

17۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : جنگلات

18۔ سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز و اشتمال اراضی

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

8

19۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ

20۔ جناب آصف منظور موہل : زراعت

21۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعرات،19۔جنوری 2012

(یوم الخمیس،24۔صفر المظفر 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 29 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا
تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

سُوْرَةُ العَنکبوت آیات 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو (56) ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے (57) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم بہشت کے اُونچے اُونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے (58) جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (59) اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (60)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہیں اس کو نواز دیں یہ در حبیب کی بات ہے
جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
وہ خدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے
میں بُروں سے لاکھ بُرا سہی مگر ان سے ہے میرا واسطہ
میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

(1)	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
(2)	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
(3)	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، ایم پی اے	پی پی۔2
(4)	سیدہ ماجدہ زیدی، ایم پی اے	ڈبلیو۔353

تعزیت

سابق ایم این اے، محمد عظیم دولتانہ، سید علی مردان شاہ المعروف پیر پگاڑا، سانحہ خان پور کے مرحومین، آئی ٹی ایکسپرٹ ارفع کریم رندھاوا اور صحافی مکرم خان کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: میاں محمد عظیم دولتانہ سابق ایم این اے، سید علی مردان شاہ پیر آف پگاڑا اور سانحہ خان پور کے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! بچی ارفع کریم رندھاوا جو کہ I.T expert تھی کے فوت ہونے اور چارسدہ میں قتل ہونے والے صحافی بھائی مکرم خان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2055، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ پی پی۔143-144 میں گرلز و بوائز سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2055: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔143 اور 144 لاہور میں کتنے گرلز اور کتنے بوائز ہائی سکولز ہیں نیز ان کے پتا جات اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ گرلز سکولوں میں کتنا سٹاف ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ بوائز سکولوں میں کتنا سٹاف ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) مذکورہ حلقہ میں کتنے سکولوں میں سائنس لیبارٹریز ہیں

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) حلقہ پی پی۔144-143 لاہور میں 10 گرلز اور 13 بوائز ہائی سکولز ہیں۔ لسٹ (Annexure-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ گرلز سکولوں میں سٹاف کے نام۔ عہدہ اور گریڈ وار تفصیل (Annexure-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بوائز سکولوں میں سٹاف کی تفصیل (Annexure-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ حلقہ میں 16 سکولوں میں سائنس لیبارٹریز ہیں۔ لسٹ (Annexure-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! محکمہ نے جواب دیا ہے کہ حلقہ پی پی۔143,144 کے اندر 10 گرلز اور 13 بوائز ہائی سکولز موجود ہیں جبکہ سائنس لیبارٹریاں صرف 16 سکولوں میں موجود ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا باقی سات سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کی ضرورت نہیں ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت 16 سکولوں میں Science Laboratories available ہیں جبکہ باقی سکولوں میں proper سہولت میسر نہیں ہے مگر ہم جلد از جلد ان سکولوں میں بھی سائنس لیبارٹریاں مہیا کریں گے۔ ان سکولوں میں عارضی طور پر ایک کلاس روم میں سائنس لیبارٹری کا بندوبست کیا گیا ہے مگر وہاں پر proper سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ ہمیں جیسے ہی funds کی availability ہوتی ہے تو ہم ان سکولوں میں بھی سائنس لیبارٹریاں مہیا کر دیں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ گزشتہ چار سالوں میں ہم نے کتنے سکولوں کے اندر سائنس لیبارٹریاں بنائی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے اگر یہ دوبارہ سوال کر لیں تو میں اس کی تفصیل دے سکتا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: چلیں، منسٹر صاحب معلوم کر کے ہمیں بتا دیں۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن 16 سکولوں کے اندر سائنس لیبارٹریاں موجود ہیں کیا ان میں لیبارٹریوں کا تمام materials اور سائنس کے اساتذہ available ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن 16 سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں موجود ہیں وہاں پر سائنس کے اساتذہ اور سائنس لیبارٹریوں کا proper materials بھی موجود ہیں۔ میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم پچھلے سال ایک project لے کر آئے تھے جس کے تحت ہم نے ایک ہزار سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں بنانی تھیں لیکن سیلاب کی وجہ سے پچھلے سال ہمارا یہ project رہ گیا تھا۔ ہم آئندہ آنے والے بجٹ میں اس کو take up کر رہے ہیں۔ ہم کم از کم ایک ہزار

یا شاید اس سے بھی زیادہ ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں بنائیں گے۔اس وقت ہمارے کل ہائی سکول 4286 ہیں ان میں سے ہم ایک ہزار سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! آخری ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں، چونکہ منسٹر صاحب کا تعلق بھی شمالی لاہور سے ہے اور یہ بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں کہ اب بھی سات سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں موجود نہیں ہیں۔یہ بتا دیں کہ کیا ان سکولوں میں سائنس کے اساتذہ بھی موجود ہیں یا نہیں، منسٹر صاحب یہ بھی بتا دیں کہ ان سات سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں کب تک بن جائیں گی اور یہ بچے جو کہ لیبارٹریاں نہ ہونے کی وجہ سے suffer کر رہے ہیں وہ اپنے سائنس کے تجربات کے لئے کہاں جاتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں پچھلے اجلاس میں بھی بتایا تھا کہ 31 ہزار کے قریب سائنس، ریاضی اور کمپیوٹر کے اساتذہ کی recruitment ان دنوں in progress ہے جیسے ہی یہ بھرتیاں مکمل ہوں گی تو ہم ان اساتذہ کو سکولوں میں تعینات کر دیں گے۔ محترمہ نے پی پی۔143,144 کے حوالے سے پوچھا ہے کہ جن سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں کیا ان میں سائنس کے اساتذہ موجود ہیں یا نہیں؟ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ان سکولوں میں سائنس کے اساتذہ موجود ہیں۔ہماری کوشش ہے کہ ان سکولوں میں ہم سائنس لیبارٹریاں بھی جلد از جلد مہیا کر دیں۔ معزز ممبران اسمبلی کو سکولوں کی upgradation کے لئے funds دیئے جاتے ہیں۔پی پی۔143,144 کے مقامی ایم پی اے صاحبان بھی اپنے funds میں سے ان سکولوں کے لئے رقوم مہیا کر دیں تو پھر وہاں پر فوری طور پر لیبارٹریاں مہیا کی جا سکتی ہیں۔ ہم اگلے سال کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے حوالے سے علیحدہ سے funds رکھنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ رکھیں گے۔اس وقت جن سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں وہاں پر عارضی طور پر ایک کلاس روم میں لیبارٹری سے related سامان رکھ کر بچوں کو سائنس کے تجربات کے حوالے سے تعلیم دی جاتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔کیا یہ بات درست ہے کہ 2011-12 کے بجٹ میں 2۔ارب روپے پنجاب کے ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں بنانے کے لئے رکھے گئے تھے اگر رکھے گئے تھے تو یہ پیسے کہاں گئے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 11-2010 کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے لئے 2۔ارب روپے فنڈز رکھے گئے تھے مگر ہم سیلاب کی وجہ سے اُس سال یہ فنڈز ان لیبارٹریوں پر خرچ نہیں کر سکے تھے۔ اب 13-2012 کے بجٹ میں ہماری proposal ہے کہ ہم سائنس لیبارٹریوں کے لئے دوبارہ سے پیسے رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے 12-2011 کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے لئے جو پیسے رکھے گئے تھے وہ پیسے کہاں گئے کیونکہ 12-2011 میں کوئی سیلاب نہیں آیا اگر نویں اور دسویں جماعت کے بچوں کو لیبارٹریاں مہیا نہیں کی جائیں گی تو وہ بچے خاک سائنس پڑھیں گے۔ ہم اُن سے مختلف ٹیکنالوجی کی امیدیں لگا کر بیٹھے ہیں کہ یہ ڈاکٹر قدیر کے پائے کے سائنسدان بنیں گے جبکہ ہم تو ان کی basics ہی خراب کرتے جا رہے ہیں اور اُن کے پیسوں کو اُٹھا کر کہیں نہ کہیں استعمال کر لیتے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اسی سال ہمارے بچوں کو لیبارٹریاں مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بتایا ہے کہ 11-2010 کے بجٹ میں ایک ارب روپیہ رکھا گیا تھا۔ پچھلے سال 12-2011 کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا گیا تھا کیونکہ اس بجٹ میں ماڈل سکولوں کے لئے پیسے رکھے گئے تھے تو جن سکولوں کو ہم ماڈل سکول declare کریں گے وہاں پر ساری چیزیں upgrade ہوں گی جس میں سائنس لیبارٹریاں بھی آ جاتی ہیں اور اس پراجیکٹ پر اگلے چند دنوں میں کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! انہوں نے جو بات کی ہے یہ تمام ممبر صاحبان کی بات ہے۔ جہاں جہاں آپ کی سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں وہاں پر فوری طور پر ان کا اہتمام کیا جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اگلے سال کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے لئے الگ سے پیسے رکھیں گے۔ معزز ممبران کو جو فنڈز ملتے ہیں اُن سے یہ اپنے حلقے کے سکولوں کو سائنس لیبارٹریوں کے لئے پیسے دے کر upgrade کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے پھر بات ٹال دی ہے، یہ اچھا تو نہیں ہے۔ محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 2057 ہے۔ چار سال بعد بھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا، اگر وزیر صاحب کو اس سوال کا جواب موصول ہو گیا ہے تو پڑھ کر سُنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا کیونکہ کل شام کو پتا چلا تھا کہ آج محکمہ تعلیم کا وقفہ سوالات ہے تو میں آج ان سارے سوالات کو دیکھ رہا تھا تو میں نے اس پر inquiry call کی ہے کہ تین سال گزرنے کے باوجود ابھی تک ان سوالات کے جوابات اسمبلی کو کیوں نہیں موصول ہوئے۔ میں اس کے بارے میں کل detail سے ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! آج کے وقفہ سوالات کے تیرہ سوالات کے جوابات ابھی تک اسمبلی کو موصول نہیں ہوئے تو وزیر صاحب اپنے محکمہ کو ابھی تک relax کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان کا محکمہ ہمارے معزز ممبران کے سوالات کے جوابات دینا پسند نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! یہ میرے لئے بھی اور اس معزز ایوان کے لئے بھی انتہائی کوفت کی بات ہے کہ یہ سوال 2008 کا ہے لیکن محکمہ نے آج تک اس کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا تو مجھے بتائیں کہ آپ اس پر کیا ایکشن کریں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ محکمے کی کوتاہی ہے تو میں اس پر محکمے کو defend نہیں کروں گا۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے سیکرٹری سکولز ایجوکیشن سے خود کہا ہے کہ وہ اس پر انکوائری کر کے مجھے بتائیں کیونکہ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ تین سال پہلے کے سوالات کے جوابات ابھی تک اسمبلی کو موصول نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! یہ آپ کے پاس اس ایوان کی امانت ہے۔ آپ نے وزیر اعلیٰ صاحب کو دکھانا ہے کہ محکمہ تعلیم نے ابھی تک چار سال پرانے سوالات کے جوابات نہیں دیئے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! آپ اس بات پر متعدد بار وارننگ دے چکے ہیں۔ آپ براہ مہربانی اس پر رولنگ دیں کہ چار سال سے اتنے سوالات کے جوابات نہیں آئے تو وزیر صاحب بتائیں کہ وہ ذمہ داران کو کیا سزا دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، میں نے وزیر صاحب سے کہہ دیا ہے اور آپ نے میری بات سُن بھی لی ہے۔ وزیر صاحب! آپ اس کی انکوائری کر کے ایوان کو بتائیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ تعلیم پنجاب کا سب سے بڑا محکمہ ہے اور ہمارے پاس سٹاف کی بھی کمی ہے۔ پچھلے اجلاس میں بھی میں نے آپ کو بتایا تھا کہ جن لوگوں نے وقت پر یا مناسب جواب نہیں دیئے ہم نے اُن کے خلاف کارروائی کی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھے وقت دیں میں اس کی مناسب انکوائری کر کے ایوان کو بتادوں گا کیونکہ ان تین سالوں کے دوران بہت سے لوگ آگے پیچھے تبدیل بھی ہوئے اور میں ابھی سیکرٹری صاحب سے یہ بات کر کے بھی آیا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر موصوف خود commit کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس سٹاف کی کمی ہے۔ سٹاف کی کمی کا مطلب یہ ہے کہ اسامیاں خالی ہیں۔ محکمہ جیل خانہ جات کے وقفہ سوالات میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ وہاں پر چار ہزار اسامیاں خالی ہیں۔ آج وزیر موصوف محکمہ تعلیم کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ سٹاف کی کمی ہے تو ان اسامیوں پر کب بھرتی کی جائے گی؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب انکوائری کر کے ایوان میں بتائیں گے۔ جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں محکمہ تعلیم کے وقفہ سوالات کے دوران on the floor of the House تین سوالات کے غلط جوابات ثابت کئے تھے اُن کے بارے میں مجھے آج تک نہیں بتایا گیا۔ آپ نے اُن کے اوپر حکم فرمایا تھا تو اگر آپ کے حکم کو entertain نہیں کیا جائے گا تو پھر یہاں پر کیا ہونا ہے۔ وزیر موصوف کا تب بھی یہی جواب تھا کہ انکوائری کروا کر ایوان کو بتائیں گے۔ مجھے بتایا جائے کہ بغیر ڈومیسائل کے جو بندے غلط بھرتی کئے گئے اُن کا کیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ وزیر صاحب! میری بات نوٹ کر لیں۔ سوال نمبر 2057 اور آگے بھی جتنے سوالات آرہے ہیں ہم اُن پر اب وقت ضائع نہیں کریں گے لیکن ان کی مکمل طور پر انکوائری کر کے بتائیں کہ آپ نے ذمہ داران کے خلاف کیا propose action کیا ہے، نہیں تو پھر ایوان خود action کرے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! رول50 کے تحت آٹھ دنوں میں سوال کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے اور یہ بارہ سو دنوں کی violation ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر پچاس فیصد سوالات کے جوابات نہیں آئے۔ یہاں پر33 میں سے13 سوالات کے جوابات نہیں آئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ وزیر موصوف کو اسی محکمہ کی وجہ سے پہلے بھی بارہ بارہ سوالات کے بارے میں توجہ دلائی جاچکی ہے۔ گزشتہ سال میں بھی جب سکول ایجوکیشن پر وقفہ سوالات تھا تو اُس میں بھی بارہ سوالات کے جوابات نہیں دیئے گئے تھے تو وزیر موصوف اس مرض کے habitual offender ہیں کہ انہوں نے گزشتہ سالوں میں بھی ایسا ہی کیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! آپ نے انکوائری کے لئے کہہ دیا ہے۔ اس بات پر تو انکوائری ہو گی کہ جواب موصول نہیں ہوئے لیکن سوالات کے بھی تو proper جوابات نہیں دیئے جا رہے اس لئے انکوائری کے ساتھ انہیں بھی attach کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کس کی اجازت سے بولنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر3159 ہے۔

پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا تعین کرنے کے لئے بنائی گئی کمیٹی کی تفصیلات

*3159: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا تعین اور انہیں regulate کرنے کے لئے حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے، اگر ہاں تو یہ کمیٹی کب تشکیل دی گئی اور اس کے ممبران کے نام کیا ہیں اور اگر وہ سرکاری عہدہ دار ہیں تو ان کے عہدے کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ کمیٹی کب تک اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرے گی کیا کمیٹی کو کوئی target date دی گئی ہے؟

(ج) اگر مذکورہ کمیٹی کی سفارشات موصول ہو گئی ہیں تو کیا اس میں سرکاری ملازمین کے بچوں کے داخلہ کے لئے کوئی خصوصی رعایت دی گئی ہے، کیا حکومت مذکورہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر PA(DS-A) P&D-Misc/08 مورخہ 06-12-2008 کے تحت پرائیویٹ اداروں کو ریگولیٹ کرنے کے لئے سفارشات مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے۔اس نوٹیفکیشن میں ممبران کی تفصیل دی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کمیٹی کے اجلاس ہو رہے ہیں تاحال معاملہ زیر غور ہے۔امید ہے کہ کمیٹی جلد سفارشات تیار کر کے حکومت کو پیش کر دے گی۔

(ج) ابھی کمیٹی کی سفارشات موصول نہیں ہو سکیں۔حکومت سفارشات آنے پر مناسب فیصلہ کرے گی۔معزز ممبران اسمبلی پہلے ہی اس کمیٹی میں شامل ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ کمیٹی کے اجلاس ہو رہے ہیں اور امید ہے کہ کمیٹی کی سفارشات جلد تیار کر کے پیش کر دی جائیں گی۔ مجھے یہ سوال کئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں اور اب اس کا جواب آیا ہے جبکہ کمیٹی بنائے ہوئے ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں۔ اس بات سے حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سفارشات ابھی بھی تیار کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک کمیٹی کی کتنی میٹنگز ہوئی ہیں اور output کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اس ضمنی سوال کا جواب دینے سے پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ کی بات کا جواب دوں گا کہ میں ان کے سوالات کے جوابات لے کر آیا تھا اس دن محترمہ تشریف فرما نہیں تھیں میں نے وہ یہاں پر پیش کر کے فائل آپ کو پیش کر دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، اس دن یہ نہیں تھیں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ کمیٹی وزیر اعلیٰ صاحب نے بنائی تھی جس کی تفصیل ان کے پاس ہے۔ اس کمیٹی کی میٹنگز ہوتی رہی ہیں جس میں Regulatory Authority بنانے کے لئے تجویز تھی۔ یہ سوال پرانا ہے اس لئے اس کمیٹی کی تمام سفارشات مکمل ہو گئی تھیں۔ ہم نے پچھلے ہفتے وزیر اعلیٰ صاحب کو تمام سفارشات پیش کیں تو انہوں نے ایک High Powered Committee سینئر مشیر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی صدارت میں تشکیل دی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے دو سے تین ہفتوں میں اسے finalize کرکے Regulatory Authority Bill اسمبلی میں لے آئیں گے۔ اس میں پرائیویٹ سیکٹر کے تعلیمی اداروں اور فیسوں کے حوالے سے تمام چیزیں شامل ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان سفارشات میں سرکاری ملازمین کے بچوں کی داخلہ فیس میں کوئی خصوصی رعایت کی بات کی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم کسی بھی پرائیویٹ سکول کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی سرکاری ملازم سے داخلہ فیس کم لے مگر ہم کلی طور پر fee structure کو دیکھیں گے۔ یہ Bill جب اسمبلی میں آئے گا تو ظاہر ہے اس پر یہاں بحث ہوگی اور ایجوکیشن کمیٹی بھی اس میں ترامیم کر سکے گی۔ یہ تجویز اس میں شامل ہے جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک High Powered Committee سینئر مشیر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی صدارت میں تشکیل دی ہے۔ ہم نے اگلے تین ہفتوں میں سفارشات کو final کرنا ہے تاکہ Bill اسمبلی میں آسکے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کیا یہ اگلے تین ہفتوں میں اپنی سفارشات مکمل کر لیں گے اور پیش کر دیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ایک بڑا پیچیدہ معاملہ ہے۔ اس پر پہلے بھی بہت زیادہ کام ہوا ہے اور بہت سی کمیٹیاں مختلف levels پر بنتی رہی ہیں۔ اب وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے کیونکہ یہ چیز کابینہ کے ایک ہفتہ پہلے ہونے والے اجلاس میں بھی زیر بحث آئی تھی۔ اس کے بعد یہ کمیٹی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی سربراہی میں بنائی گئی ہے۔ ہم نے اس کمیٹی میں تمام stakeholders کو onboard لینا ہے اور پھر ہم نے تمام معاملات کو final کرنا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ اگلے اجلاس میں Regulatory Authority Bill لے آئیں۔ حکومت

بھی بہت keen ہے کہ Regulatory Authority بنے اور پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر کے سکولوں کے معاملات بہتر طور پر district wise دیکھے جا سکیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کیا ہم امید رکھیں کہ اسی tenure میں Regulatory Authority Bill اسمبلی میں آجائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اسی tenure میں بلکہ مجھے امید ہے کہ اگلے ایک ماہ میں ہم اس کو مکمل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا تعین اور انہیں regulate کرنے کے لئے حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے تو میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا کسی پرائیویٹ ادارے یا پرائیویٹ بزنس کے charges یا فیسوں کا تعین کرنا حکومت کے اختیار میں ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت ہمارا جو existing law ہے اس میں تو اختیار نہیں ہے لیکن ہم جو Regulatory Authority بنانا چاہتے ہیں اور اس میں نئے laws لانا چاہتے ہیں تو ان میں ہم نے بالکل اس point پر working کی ہے کہ پرائیویٹ سکولوں میں student cost کیا ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ فیس کے متعلق بھی معاملات کو دیکھا جائے گا۔ ہم اس چیز کو نئے قانون میں لے کر آئیں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! حکومت کے اختیار میں یہ نہیں ہے کہ کسی پرائیویٹ بزنس کے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ اسے دیکھ لیں گے اور بعد میں وہ بل یہاں آپ کے پاس آئے گا۔ اگلا سوال محترم محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 3183 ہے۔

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن لاہور کے دفتر میں منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*3183: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ایگزامینیشن کمیشن لاہور کے دفتر میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) کتنے ملازمین مستقل اور کتنے کنٹریکٹ / عارضی طور پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت عارضی / کنٹریکٹ ملازمین کی جگہ از سر نو میرٹ پر مستقل بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ایجوکیشن کمیشن لاہور کے دفتر میں کل 33 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن کی تفصیل Annex "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل Annex "A" میں دے دی گئی ہے۔

(ج) مستقبل بنیاد پر بھرتی کے لئے تاحال قوانین وضع نہیں کئے گئے ہیں۔تاہم کنٹریکٹ کے متعین ضابطوں کے مطابق خالی اسامیاں پر کی جاتی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ محکمہ 2006 میں بنایا گیا تھا۔ اس میں 33 اسامیاں ہیں اور ابھی تک یہ ساری کی ساری کنٹریکٹ پر چل رہی ہیں۔ کیا یہ part time jobs ہیں جو چھ سال سے لوگ کنٹریکٹ پر رکھے ہوئے ہیں اگر یہ full time jobs ہیں تو کب تک انہیں regular کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے رانا محمد افضل خان صاحب کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ حکومت کے پاس اختیار نہیں ہے کہ وہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا تعین کر سکیں۔ اس میں جواب یہ ہے کہ جب اسمبلی میں Bill آئے گا، پاس ہو گا اور قانون کی شکل اختیار کر لے گا تو پھر حکومت کے پاس پرائیویٹ سکولوں کی فیسوں کا تعین کرنے کا اختیار آ جائے گا۔

جناب سپیکر! اب میں حاجی نوید انجم صاحب کے سوال کا جواب دیتا ہوں کہ اس وقت محکمہ کے چیف ایگزیکٹو آفیسر ڈی ایم جی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا گریڈ 20 ہے، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے دو لوگ ہیں جو ٹرانسفر ہو کر وہاں پر گئے ہیں وہ بھی مستقل ملازم ہیں۔ اس وقت 31 لوگ کام کر رہے ہیں اور دو اسامیاں ابھی خالی ہیں۔ ہم نے کنٹریکٹ پر جو تعیناتیاں کی ہیں وہ میرٹ پر کی ہیں۔ وہ اس وقت comfortably کام کر رہے ہیں، حکومت کی طرف سے کوئی ایسی ہدایات نہیں ہیں کہ ان کو regularize کیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! گزشتہ چھ سالوں میں قوانین ہی وضع نہیں کئے گئے تو میرا سوال یہ ہے کہ یہ قوانین کب تک وضع کر لئے جائیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ میں پھر کہوں گا کہ جو تعیناتیاں کنٹریکٹ پر ہوئی ہیں وہ میرٹ پر اور ضابطے کے مطابق ہوئی ہیں۔ اس وقت وہاں پر 33 اسامیاں ہیں جن میں سے 31 پر لوگ کام کر رہے ہیں اور دو اسامیاں خالی ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ سمجھا ہوں کہ یہ محکمہ forever کنٹریکٹ پر چلے گا، کیا یہ بات درست ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ضروری نہیں ہے جیسے جیسے اس محکمہ میں کام بڑھتا جائے گا اس میں مزید اسامیاں بھی create ہوں گی اور آنے والے وقت میں regular ملازمین بھی بھرتی ہوں گے۔ اس کے علاوہ جو لوگ کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں وہ بھی regular ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی جناب نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3184 ہے۔

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کا قیام، مقاصد و دیگر تفصیلات

*3184: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کب قائم ہوا اس کے مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اس میں کون کون سی کلاسز کے امتحان لئے جاتے ہیں؟

(ج) اس کے دفاتر لاہور کے علاوہ کس کس شہر میں کام کر رہے ہیں؟

(د) آٹھویں اور پانچویں کلاسز سال 2009 میں کتنے طالب عالموں نے امتحان دیا اور ان سے کتنی فیس لی گئی؟

(ہ) آٹھویں اور پانچویں کلاسز کے امتحان سال 2009 کا کتنے فیصد result ڈیکلیئر ہوا اور کتنے فیصد طالب علموں کا رزلٹ غلط ڈیکلیئر ہوا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ادارہ 2006 میں قائم ہوا۔ صوبہ (پنجاب) میں طالب علموں کی learning achievements کو جانچنے کے لئے صوبائی سطح پر ایک خود مختار ادارے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ تعلیمی تجزیے کے لئے یونیسف کے تعاون سے 2006 میں ایک ادارہ پنجاب میں "پنجاب ایگزامینیشن کمیشن" قائم کیا گیا۔

خاصیتی اعتبار سے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لئے اور بہتر طریقے سے تجزیہ کرنے کے لئے یہ طے پایا گیا کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ایک ہی امتحانی طریقہ رائج کیا جائے تاکہ بچوں کے تعلیمی معیار، اساتذہ کے پڑھانے کی صلاحیت اور سکولوں کی کارکردگی کو جانچنے میں آسانی ہو سکے۔ اس ادارے کا مقصد موجودہ تعلیمی معیار کا تجزیہ کرنا اور اس تجزیے سے حاصل کردہ نتائج سے ایسے پہلوؤں کا تعین کرنا جن کو بنیاد بنا کر پنجاب کے تمام اضلاع میں بچوں کے تعلیمی معیار کو مقداری لحاظ کی بجائے خاصیتی اعتبار سے بہتر بنانا ہے۔

(ب) اس میں جماعت پنجم اور ہشتم کے امتحانات لئے جاتے ہیں۔

(ج) اس کا دفتر صرف لاہور میں ہے۔

(د) سال 2009 میں پانچویں کلاس کے 1232213 اور آٹھویں کلاس کے 904487 طالب علموں نے امتحان دیا اور ان سے کوئی فیس نہیں لی گئی۔

(ہ) آٹھویں اور پانچویں کلاسز کے امتحان سال 2009 کا 100 فیصد رزلٹ ڈیکلیئر ہوا۔ ضلع کی جانب سے مہیا کی گئی سٹوڈنٹ رجسٹریشن و دیگر معلومات کے مطابق کسی کا رزلٹ غلط ڈیکلیئر نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جز (د) کے جواب میں کہا ہے کہ 2009 میں پانچویں کلاس کے 12 لاکھ 32 ہزار 213 بچے اور آٹھویں کلاس کے 9 لاکھ 4 ہزار 487 بچے appear ہوئے ہیں جن میں سے کوئی بھی فیل نہیں ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ یا تو امتحان نہیں لیا گیا یا اساتذہ کرام نے ان کے پیپر چیک نہیں کئے یا کچھ اور گڑبڑ لگتی ہے۔ یہ بڑی سنجیدہ بات ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ایک گھر میں پانچ، دس یا بیس بچے ہوں تو اُن میں سے بھی کوئی نہ کوئی رہ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: سارے لائق بھی تو ہو سکتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کیا21لاکھ بچے اتنے لائق ہیں؟

جناب سپیکر: سارے آپ جیسے لائق بھی ہو سکتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس جواب سے یہ سمجھا ہوں کہ پنجاب میں اساتذہ کرام نے اتنا جانفشانی سے پڑھایا ہے کہ کوئی بچہ فیل ہی نہیں ہوا، کیا یہ بات درست ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پانچویں اور آٹھویں جماعت کا امتحان learning achievements کو judge کرنے کا ہوتا ہے مگر اُن کی grading ضرور کی جاتی ہے کیونکہ judge کرنے کے لئے ایک minimum criteria ہوتا ہے کہ بچے نے کتنا سیکھا ہے؟ ہم بچوں کو normally فیل نہیں کرتے بلکہ بچوں کو اگلی کلاس میں promote کر دیا جاتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جانچنے کے لئے grading ہوتی ہے مگر فیل پاس سسٹم نہیں ہوتا۔ آج کل کے بچے یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بالشت ناپ کر یہ پیپر چیک ہوتے ہیں تو کوئی بات نہیں کیونکہ ہم نے پاس تو ہو ہی جانا ہے۔ ہم نے معاشرے میں اس چیز کو پروان چڑھایا ہے۔ جانچنے کے لئے واقعی grading کی جاتی ہے کہ ہمارا teaching style کیا ہے اور بچوں کو جو material communicate کر رہے ہیں اسے جانچنے کے لئے grading کی جاتی ہے کہ آیا ہمارا بچہ صحیح سمت میں جا رہا ہے یا سمت سے ہٹ گیا ہے لیکن فیل پاس کا concept نہیں ہوتا۔ کیا یہ اس criteria کو change کریں گے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اصل میں نوید صاحب کو سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں اُن کو سمجھ آ گئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال یہ نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں۔ لکھا یہ ہے کہ طالبعلموں کا رزلٹ 100 فیصد declare ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اُن کو جواب لینے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب ابھی منسٹر صاحب نے نہیں دیا۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال کا منسٹر صاحب کو پتا ہے اور نہ ہی نوید صاحب کو پتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کیا میں انہیں منسٹر سمجھوں؟

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! میری بات سنیں۔ میں آپ کو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ جن کا سوال ہو اُن کو مہربانی کر کے جواب لینے دیا کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جن کو آپ ٹائم دے رہے ہیں کیا یہ اُن کا سوال ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا کیا مطلب ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! باقی سارے جو ممبران سوال کر رہے ہیں کیا وہ ٹھیک کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ جب میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا تو تشریف رکھیں۔ مہربانی کر کے آپ ایسے نہ کھڑے ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ 9لاکھ بچہ پاس نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: میں خود ہی پوچھ لوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ اس طریقہ کو چھوڑ دیں یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ مجھے ٹائم کہاں دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پھر یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ پاس فیل سسٹم نہیں ہوتا بلکہ assessment exam ہوتا ہے۔ پانچویں کلاس میں دس سے بارہ فیصد اور آٹھویں کلاس میں پندرہ فیصد بچوں کو اگلی کلاس میں promote نہیں کیا جاتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ آگے آپ کا کوئی سوال آئے گا تو پھر میں کیا کروں گا؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا آگے کوئی سوال ہو گا تو ضرور کیجئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ relevant ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ انتہائی relevant سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ آپ کچھ خیال کیا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب اس سوال پر بات نہیں ہوگی۔

محترمہ عائشہ جاوید: On his behalf سوال نمبر 3299 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چک نمبر 27 ڈھولن پتوکی کے گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن

*3299: رانا آصف محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 27 ڈھولن پتوکی میں صرف ایک گرلز مڈل سکول چل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس یو سی میں کوئی گرلز ہائی سکول نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں زیر تعلیم طالبات کو مڈل کے بعد تعلیم کے حصول کے لئے پتوکی شہر کے سکولوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے جبکہ پتوکی 20/22 میل کے فاصلے پر واقع ہے؟

(د) کیا حکومت سکول ہذا کو اپ گریڈ کرنے اور اس میں ٹیچرز کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے یونین کونسل چک نمبر 27 ڈھولن میں ایک گرلز سکول چل رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔مڈل کے بعد طالبات کو پتو کی یا واں راد ھارام میں تعلیم کے حصول کے لئے جانا پڑتا ہے لیکن سکول ہذا سے پتو کی کا فاصلہ تقریباً 10 کلو میٹر اور واں راد ھارام کا فاصلہ تقریباً 16 کلو میٹر ہے۔

(د) اس وقت سکول کے نام صرف 2 کنال اور 14 مرلے اراضی ہے۔ایک مڈل سکول کو ہائی سکول کے لیول تک اپ گریڈ کرنے کے لئے مجوزہ گرلز مڈل سکول کی زمین مکمل ہے۔ مجوزہ سکول کی اپ گریڈیشن کرنے کے لئے 6 ملین کی رقم کی ضرورت ہے جو کہ موجودہ حالات میں دیئے نہیں جا سکتے کیونکہ صوبہ پنجاب میں تباہ کن سیلاب کی وجہ سے ہزاروں سکول برباد ہو گئے ان سکولوں کی مرمت و بحالی کے لئے فنڈز دیئے جا رہے ہیں جب مزید فنڈز مہیا کئے جائیں گے تو مجوزہ گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے رقم فراہم کر دی جائے گی۔اپ گریڈیشن کے لئے متعلقہ معزز ممبر اسمبلی حلقہ مذکور خود بھی اپنے فنڈ سے پیسے دے سکتے ہیں۔ مذکورہ سکول میں PET اور AT کی ایک ایک اسامی خالی ہے۔تبادلہ جات سے پابندی اٹھنے پر یا نئی بھرتی ہونے پر یہ دونوں اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں مانا ہے کہ اس یونین کونسل میں کوئی گرلز ہائی سکول نہ ہے۔ جز (ج) میں کہہ رہے ہیں کہ طالبات کو تعلیم کے حصول کے لئے تقریباً دس کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے جانا پڑتا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مڈل سکول کی upgradation کے لئے رقم فراہم کر دی جائے گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ کب تک رقم فراہم کر دی جائے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز (ج) میں تھوڑا misprint ہوا ہے کہ سکول ہذا سے پتو کی کا فاصلہ تقریباً دس کلو میٹر اور واں راد ھارام کا فاصلہ تقریباً سولہ کلو میٹر ہے۔ یہ سولہ نہیں بلکہ چار کلو میٹر ہے جو misprint ہو گیا ہے۔ دوسرا انہوں نے رقم کے حوالے سے کہا ہے تو سکول کو upgradation کرنے کے لئے تمام چیزیں موجود ہیں مگر اس کی funding اگلے سال کے بجٹ میں آئے گی اور اس وقت کوئی فنڈز نہیں ہیں کیونکہ upgradation کے فنڈز متعلقہ حلقہ کے ایم پی اے کے ذریعے لگتے ہیں لہذا اس کو اگلے مالی سال میں دیکھا جا سکتا ہے کہ اس کے لئے فنڈ رکھا جائے یا نہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سکول کے لئے فنڈ فراہم کرنے کی ذمہ داری کیا متعلقہ ایم پی اے کے اوپر آتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت ڈویلپمنٹ کے four sector programmes چل رہے ہیں، سکولوں کی upgradation متعلقہ حلقہ کے ممبر صوبائی اسمبلی کی وساطت سے کی جاتی ہے اور اس کے بعد ہی فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ تو محکمہ ایجوکیشن کی طرف سے فنڈز دیئے جاتے ہیں مگر متعلقہ ایم پی اے کی ذمہ داری تو نہیں ہوتی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بارہا دفعہ بتایا ہے کہ چونکہ ہمارے سکولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اٹھارہ ہزار سے زیادہ سکول ایسے ہیں جن میں missing facilities اور دوسرے مسائل ہیں۔ کچھ سکولوں کو nationalization اور کچھ سکولوں کو آپس میں merge بھی کر رہے ہیں۔ تمام سکولوں کی upgradation کے لئے ہمیں تقریباً ڈیڑھ سو ارب روپے چاہئیں مگر ہمارے پاس جو available funds ہیں اُن میں ایم پی اے صاحبان کی جو priority ہوتی ہے اس کے حساب سے فنڈز دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ feasibility دیکھیں اور جو آپ نے criteria بنایا ہے اس کے مطابق چلیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سکول criteria meet کرتا ہے مگر ایم پی اے صاحب کی طرف سے recommendation کبھی نہیں آئی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ مڈل کے بعد طالبات کو پتو کی یا واں رادھا رام میں تعلیم کے حصول کے لئے جانا پڑتا ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ واں رادھا رام کہاں پر ہے اور اگر اُس کا نام تبدیل ہو گیا ہے تو براہِ مہربانی اس کی تصحیح کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا نام حبیب آباد ہے لہذا درستی کر لی جائے۔اگلا سوال بھی رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: On his behalf سوال نمبر3433 ہے۔(معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب بھی چار سال بعد موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: محترمہ!یہ بات پہلے ہو چکی ہے کہ جس جس سوال کا جواب نہیں آیا وہ انکوائری کر کے ہمیں بتائیں گے کہ کیا action لیا گیا ہے؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر!اس سوال میں معمولی سی معلومات چار سال میں فراہم نہیں کی گئیں۔

جناب سپیکر: جی،اب آپ اس پر وقت ضائع نہ کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔اگر آپ کہیں تو میں یہاں پر پڑھ دیتا ہوں یا انہیں مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں،اب ایسا نہیں ہو گا۔اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: On his behalf سوال نمبر 3549 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے جناب طاہر اقبال چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔236 میلسی کے ہائی سکولوں کے مسائل

*3549: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل میلسی پی پی۔236 ضلع وہاڑی میں کتنے ایسے ہائی سکول ہیں جن میں ہیڈ ماسٹر نہ ہیں؟

(ب) کتنے ہائی سکول ایسے ہیں جن میں طلباء کے لئے لیبارٹریز نہ ہیں؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں جو اساتذہ ریٹائر ہو چکے ہیں، کیا ان کی جگہ پر حکومت کی طرف سے ان مضامین کے اساتذہ مہیا کئے گئے ہیں اگر نہیں تو کب تک مہیا کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔236 ضلع وہاڑی میں 11 بوائز ہائی سکولز اور 8 گرلز ہائی سکولز ہیں۔ایک بوائز ہائی سکول میں مورخہ 22-08-2011 سے ہیڈ ماسٹر تعینات نہ ہے اور ایک گرلز ہائی سکول میں مورخہ 16-05-2011 سے ہیڈ مسٹریس تعینات نہ ہے۔

(ب) 12 ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں۔سکول وار تفصیل مع تعداد سائنس طلباء جماعت نہم و دہم درج ذیل ہے:۔

		نہم	دہم
1	گورنمنٹ ہائی سکول WB/59 وہاڑی	15	07
2	گورنمنٹ ہائی سکول EB/228 وہاڑی	06	10
3	گورنمنٹ ہائی سکول WB/34 وہاڑی	80	51
4	گورنمنٹ ہائی سکول WB/62 وہاڑی	13	30
5	گورنمنٹ ہائی سکول WB/24 وہاڑی	20	01
6	گورنمنٹ ہائی سکول WB/79 وہاڑی	00	00
7	گورنمنٹ ہائی سکول WB/11-9 وہاڑی	00	00
8	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول WB/11-9 وہاڑی	11	11
9	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول WB/24 وہاڑی	03	03
10	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول WB/41 وہاڑی	47	44
11	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول WB/65 وہاڑی	25	21
12	گورنمنٹ ہائی سکول ایکس بلاک وہاڑی	00	00
	میزان	220	178

فی الوقت ان سکولز میں سائنس لیبارٹری کے لئے ایک کلاس روم مختص کیا گیا ہے۔ان میں باقاعدہ طلباء کو پریکٹیکل کروائے جاتے ہیں۔تاہم فنانس ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز مہیا ہونے پر سائنس لیبارٹریز تعمیر کروا دی جائیں گی۔

(ج) مذکورہ حلقہ میں جو اساتذہ ریٹائر ہوئے ان کی جگہ پر چار سکولز میں امیدوار مہیا نہ ہونے کی بناً پر اساتذہ مہیا نہیں کئے جا سکے۔باقی سکولز میں بذریعہ تعیناتی / ٹرانسفر اساتذہ مہیا کر دیئے گئے ہیں۔سکول وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ حلقہ میں جو اساتذہ ریٹائر ہو چکے ہیں کیا ان کی جگہ پر حکومت کی طرف سے ان مضامین کے اساتذہ مہیا کئے گئے ہیں، اگر نہیں کئے گئے تو کیوں نہیں کئے اور کیا ارادہ ہے؟ اس کی تفصیل یہ فراہم کی گئی ہے جسے میں آپ کو بھجوا دوں گی کہ اتنا

irrelevantاور غلط جواب ان کے محکمہ کی طرف سے آیا ہے۔ پوچھا یہ گیا ہے کہ کتنے ملازمین فارغ ہوئے ہیں اور اُن کی جگہ پر کتنے بھرتی کئے گئے ہیں جس کا جواب یہ آیا ہے کہ پی پی۔236 کے بوائز سکول کے مسائل اور وہ مسائل کیا ہیں؟ نمبر شمار، نام سکولز اور نام ہیڈ ماسٹر تو کیا ہیڈ ماسٹر ہی ان سکولوں کا مسئلہ ہے؟ یہ کیا جواب ہے کہ سوال گندم اور جواب چنا؟ منسٹر صاحب دیکھیں کہ ان کا محکمہ اور تو بڑے کام کر رہا ہے تو یہ کام ان کا محکمہ کر رہا ہے؟ اس سے زیادہ اس ایوان کی تضحیک نہیں کی جا سکتی کہ جواب ہی نہیں آ رہے اور اگر آ رہے ہیں تو irrelevantاور غلط آ رہے ہیں۔ یہ قوم کو کیا messageدے رہے ہیں کہ کیا استاد اس سکول کا مسئلہ ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے ضمنی سوال پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ مجھے بتائیں کہ گیارہ بوائز اور آٹھ گرلز سکولوں کا مسئلہ پوچھا ہی نہیں گیا تو کیا وہاں کے استاد۔۔۔

جناب سپیکر: گیارہ نہیں بلکہ بارہ سکول ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے پاس جواب میں گیارہ بوائز اور آٹھ گرلز سکولوں کے مسائل وہاں کے استاد ہیں۔ یہ کیا ہے اور محکمہ کیا کر رہا ہے، یہ لوگوں کو باشعور بنا رہے ہیں یا بے شعور بنا رہے ہیں؟ وزیر موصوف محکمے کی اتنی بڑی negligenceکی وجہ تو بتائیں جو کہ میرا حق بنتا ہے اور میں یہ آپ کے پاس بھجوا رہی ہوں کہ آپ "پی پی۔236 کے بوائز سکولوں کے مسائل" کی headings ضرور پڑھیں۔ میں آپ کی توجہ کے لئے بھجوا رہی ہوں اور مجھے اس کا جواب بھی لے دیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران نے جواب کی کاپی جناب سپیکر کو بھجوائی)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! پی پی۔236 میلسی کے ہائی سکولوں کے حوالے سے وہاں کے معزز ممبر نے سوال کیا تھا جس کے جز (الف) میں ہے کہ پی پی۔236 ضلع وہاڑی میں گیارہ بوائز ہائی اور آٹھ گرلز ہائی سکول ہیں ایک بوائز ہائی سکول میں 22-08-2011 سے ہیڈ ماسٹر تعینات نہیں، کیونکہ پوچھا یہ گیا تھا کہ پی پی۔236 ضلع وہاڑی میں کتنے ایسے سکول ہیں جن میں ہیڈ ماسٹرز نہ ہیں؟ جواب ہے کہ "وہاں دو سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز نہیں ہیں جبکہ باقی سکولوں میں تعینات ہیں۔"

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ مجھے بتادیں کہ کیا میں نے وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھا ہے اور میں پھر وہی کہوں گی کہ سوال گندم اور جواب چنا ہے۔ یہی محکمہ کی اور منسٹر صاحب کی کارکردگی ہے؟ میں اس سارے incident کے بعد سمجھتی ہوں کہ منسٹر صاحب کو اس portfolio پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ پورا ایوان گواہ ہے اور اس ایوان کے در و دیوار اس بات کے شاہد ہیں کہ میں نے یہ سوال نہیں کیا تھا۔ میرا سوال entirely different تھا۔ ان کے محکمہ کی طرف سے provide کی گئی لسٹ میں لکھا ہوا ہے کہ بوائز سکولوں کے گیارہ اساتذہ اور گرلز سکولوں کی آٹھ ہیڈ مسٹریس ان سکولوں کا مسئلہ ہیں۔ آپ پورے سوال کو پڑھ لیں جس میں مسائل کہیں بھی نہیں پوچھے گئے۔ وزیر موصوف نے گورنمنٹ کی کون سی پالیسی کے تحت اساتذہ کو مسائل قرار دے دیا؟ انہوں نے ایجوکیشن کی پالیسی میں ترامیم کہاں بیٹھ کر کی ہیں کہ استاد اس وقت اس معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے دکھادیں کہ کہاں استاد اور ہیڈ ماسٹر کو مسائل قرار دیا گیا ہے اور یہ کہاں سے پڑھ رہی ہیں کیونکہ میرے پاس موجود فائل میں کہیں پر اس کا ذکر نہیں ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! افسوس کہ وزیر موصوف کے پاس جواب بھی مکمل نہیں ہے جو کہ اس ایوان کی تضحیک ہے---

جناب سپیکر: جو بات آپ نے کرنی ہے وہ سوال کی صورت میں کریں جس کا وہ جواب دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہی ہوں بار بار مائیک بند کیوں کیا جا رہا ہے۔ میں نے بڑی humbly request کی تھی کہ ان کے محکمہ کی طرف سے جواب اس ایوان میں circulate کیا گیا ہے جسے یہ کہتے ہیں کہ جواب ایوان کی میز پر ہے تو اسی جواب میں لکھا ہوا ہے جو چیز نہیں پوچھی گئی اور انہوں نے extra information provide کی ہے کہ بوائز سکول میں گیارہ مسائل ہیں جنہیں انہوں نے مسائل declare کیا ہے تو یہ declared مسائل وہاں کے ہیڈ ماسٹرز ہیں اور آٹھ گرلز سکولوں کے declared مسائل وہاں کی ہیڈ مسٹریسز ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ تعلیم کی ایسی کون سی پالیسی ہے جس کے تحت انہوں نے وہاں کے ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریسز کو مسائل declare کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کی heading یہاں پر دی گئی تھی کہ پی پی-236 میلسی کے ہائی سکولوں کے مسائل۔ چونکہ مختلف سکولوں کے حوالے سے سوال تھے تو انہوں نے ساری چیزیں ہی بتائی ہیں اور وہاں پر جو problems ہوتی ہیں اس حوالے سے ہی آ جاتی ہیں۔ تفصیل میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ پی پی-236 بوائز ہائی سکولوں کے مسائل، تو اس میں ہم نے تفصیل فراہم کر دی ہے اس میں مسائل لکھنے میں انہیں کیا اعتراض ہے، یہ تجویز کر دیں کہ یہاں پر ہم کیا word use کریں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کو یہی بتانا چاہتی ہوں کہ جن مسائل کا انہوں نے ذکر کیا ہے تو وہ مسائل وہاں کے ہیڈ ماسٹرز ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اسمبلی کے ایک ہی حلقہ کے تمام سکولوں کا ایک ہی مسئلہ ہے اور وہ وہاں کے ہیڈ ماسٹرز ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ---

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ مسائل نہیں ہے بلکہ آپ اسے دیکھیں کہ سوال کی heading یہاں پر دوبارہ سے ٹائپ ہوئی ہوئی ہے۔ ہیڈ ماسٹر تو مسائل نہیں ہیں کیونکہ ہیڈ ماسٹر تو ان سکولوں میں پورے ہو گئے ہیں اور ان کی تفصیل دی گئی ہے جو انہوں نے مانگی تھی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے request کرتی ہوں کہ میں نے ان کے محکمہ کی طرف سے آنے والا paper جو آپ کو بھجوایا ہے وہ وزیر موصوف کو تخلیے میں بیٹھ کر سمجھا دیجئے گا۔

جناب سپیکر: اس کے متعلق انہوں نے بتا دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مسائل تو پھر وہاں کے استاد ہیں اور تو کوئی مسئلہ ان سکولوں میں نہیں ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال وزیر موصوف سے ہے کہ پی پی-236 وہاڑی میں گیارہ بوائز اور آٹھ گرلز ہائی سکول ہیں جن میں ایک بوائز سکول میں ہیڈ ماسٹر 22-08-2011 اور گرلز سکول میں ہیڈ مسٹریس 16-05-2011 سے تعینات نہ ہے؟ مجھے اس بارے میں بتائیں کہ یہ کب تعینات ہو جائیں گے اس کی کوئی تاریخ بتائیں۔ اسی میں یہ کہتے ہیں کہ سائنس لیب میں ایک کلاس روم مختص کیا ہے---

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: آدھے گھنٹہ کا نماز مغرب کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز مغرب کے بعد 6.02 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، بات کہاں سے منقطع ہوئی تھی؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے معزز وزیر سے دوسرا ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ انہوں نے جز (الف) میں ذکر کیا ہے کہ پی پی۔236 میں گیارہ بوائز سکول ہیں اور ایک بوائز سکول میں مورخہ 11-08-22 سے ہیڈ ماسٹر کی سیٹ vacant ہے اسی طرح گرلز سکول میں مورخہ 11-06-16 سے ہیڈ مسٹریس تعینات نہ ہے اور اسی کے جز (ب) میں کہہ رہے ہیں کہ فی الوقت ان سکولوں میں سائنس لیبارٹری کے لئے صرف ایک کلاس روم ہے اور وہاں پر طلبا کو باقاعدہ پریکٹس کروائی جاتی ہے تاہم فنانس ڈیپارٹمنٹ سے فنڈز مہیا ہونے پر سائنس لیبارٹریز تعمیر کروائی جائیں گی۔ ہم ہر بجٹ میں معزز وزراء صاحبان سے یہ واویلا سنتے رہے کہ صوبہ پنجاب کے سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں قائم کی جائیں گی اور ہمیں اس بات کو سنتے ہوئے بھی تقریباً چار سال ہو رہے ہیں لیکن آج محکمے کا جو جواب آیا ہے اس سے مجھے سوائے disappointment کے اور کچھ نہیں ہوا کہ پورے پی پی۔236 میں یہ حال ہے کہ وہاں سائنس لیبارٹری کے نام پر صرف ایک کمرہ ہے اور اسی کمرے میں نہم کے 220 اور دہم کے 178 سٹوڈنٹس وہاں جاتے ہیں اور پورے ضلع میں ایک کمرہ ہے، بچوں اور ان کے مستقبل کے ساتھ اس سے زیادہ اور کیا کھیلا جا سکتا ہے؟ ایک طرف تو آپ بے دریغ لیپ ٹاپس اڑا رہے ہیں اور عوام کی محنت کی کمائی کو بے دریغ لٹا رہے ہیں کہ اس صوبے کے سٹوڈنٹس کا right ہے۔ کیا لیپ ٹاپ چلانا زیادہ ضروری ہے یا سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں provide کرنا زیادہ ضروری ہیں۔ اگر یہ ایوان میں رونا روئیں گے کہ ہمارے پاس پیسا نہیں تو یہ جو للے تللوں پر، اپنی تشہیر اور اپنی الیکشن campaign پر جو پیسا خرچ کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔ آپ تو لمبی بات کرتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہے محکمے نے جواب دیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: (بیٹھے بیٹھے) یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ پچھلے اجلاس سے اس ایوان میں ایک نیا culture introduce کرایا گیا ہے آپ پہلے مجھے یہ بتادیں کہ حکومت پنجاب نے پنجاب اسمبلی میں officially اپنے کوئی spokes men مقرر کئے ہیں؟ اگر کئے ہیں تو پہلے ایوان کو اس بارے intimate کیا جائے۔ جب ہم سوال پوچھتے ہیں تو اس کا جواب Chair سے بھی نہیں چاہیئے۔

جناب سپیکر: There should be no cross talk جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: بلکہ اس کا جواب منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری سے چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: اگر حکومت پنجاب نے کوئی spokesperson مقرر کئے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: جو کرنے والی بات ہے وہ کریں، وقفہ سوالات کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب گورنمنٹ کے behalf پر جوابات دیئے جاتے ہیں تو اس طرح ایوان کا ٹائم ضائع کیا جاتا ہے۔ آپ Rules of Procedure دیکھیں اور یہ اسمبلی rules کے مطابق چلتی ہے۔ اگر منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان غلط جواب دیں گے تو ہم اسے challenge کر سکتے ہیں لیکن اگر کوئی معزز ممبر غلط جواب دیتا ہے تو ہم اسے challenge نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ منسٹر صاحب! محترمہ کی بات کا جواب دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے شروع میں ایک سوال میں سائنس لیبارٹریوں کی تفصیل بتادی تھی شاید محترمہ اس وقت ایوان میں نہیں ہوں گی لہذا میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ اس کے لئے PC-1 بن گیا ہے اور جن سکولوں میں proper لیبارٹریاں نہیں ہیں وہاں ہم اگلے سال کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے لئے علیحدہ سے فنڈز مختص کر رہے ہیں۔ ابھی بھی پورے ضلع میں ایک کمرہ نہیں ہے بلکہ یہاں جتنے سکولوں کی details دی ہوئی ہے ان سب سکولوں میں ایک کلاس روم کو سائنس لیبارٹری کے لئے مختص کیا گیا ہے مگر جو proper سائنس لیبارٹری ہوتی ہے جس میں تمام facilities ہونی چاہئیں وہ اگلے مالی سال کے بجٹ میں provide کریں گے۔ انہوں نے یہاں پر لیپ ٹاپس کی بڑی مخالفت کی ہے میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے ان کو بتانا چاہوں گا کہ اس وقت یونیورسٹیوں میں، میڈیکل کالجز اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں جو سٹوڈنٹس ہیں ان کو purely on merit لیپ ٹاپس دیئے جا رہے ہیں۔ آج کل سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور وہ سٹوڈنٹس اس سے

استفادہ کریں گے۔یہ تو آپ ان یونیورسٹیوں میں جا کر سٹوڈنٹس سے پوچھیں کہ ان کے لئے پنجاب حکومت نے کتنا بڑا اقدام کیا ہے اور یہ international standard کا کام ہے۔دنیا میں جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں one computer for one student کے حساب سے کمپیوٹر دیئے جاتے ہیں۔ہم نے ابھی ہائرایجوکیشن کی طرف یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور میں ان کو یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ ہم اس چیز کو ختم نہیں کریں گے بلکہ ہم اگلے سال پھر لیپ ٹاپس اس سے نچلی کلاس کے سٹوڈنٹس کو بھی دیں گے اور پنجاب کے ایک ایک بچے اور بچی کو computer literate ہونا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ at least یہ وزیراعلیٰ پنجاب کے through کوئی اچھا کام کر تو رہے ہیں۔لیپ ٹاپ بہت اچھی بات ہے یہ اگلے سال چھوڑ کر جب یہ اپوزیشن میں بیٹھیں گے تب بھی ضرور لیپ ٹاپ دیں۔میری گزارش ہے کہ پہلے یہ جا کر ان سکولوں کا حال تو دیکھیں جہاں پر سائنس لیب کے نام پر خالی خالی کمرے ہیں اور وہ well equipped نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس بارے میں ضمنی سوال پوچھیں آپ تو لمبی بات کرنا شروع کر دیتی ہیں اور اصل بات بیچ میں رہ جاتی ہے۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ مجھے سوال مکمل کرنے دیں یہ سوال 25۔مئی 2009 کو پوچھا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، لکھا ہوا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: آج کی تاریخ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ آج 19۔جنوری 2012 ہے اور مجھے یہ جواب سننے کو مل رہا ہے کہ ہم اگلے سال کے بجٹ میں فنڈز رکھ دیں گے اور سائنس لیبارٹریاں بنادیں گے تو یہ بتائیں کہ ان کا کتنے سال رہنے کا پروگرام ہے یہ بتادیں کہ مزید کتنے سال ڈکٹیٹر شپ چلانی ہے اور عوام کو لارے دیتے رہیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایم پی اے صاحبان کو بھی funds مہیا کئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے علاقے کے سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں بنوائیں، missing facilities پوری کر دیں یا ان کی upgradation, gradation کرالیں۔ان کاموں کی priorities اس علاقے کے منتخب نمائندے طے کرتے ہیں۔حکومت پنجاب نے

سائنس لیبارٹریوں کی کمی کو دیکھتے ہوئے اگلے مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے علیحدہ funds مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمارے ساڑھے چار ہزار ہائی سکولوں میں تھوڑے سے سکول ایسے ہوں گے کہ جن میں proper سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں اس لئے حکومت اگلے مالی سال کے بجٹ میں منتخب نمائندوں کی priorities کے علاوہ سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں بنانے کے لئے علیحدہ سے بھی funds مختص کر رہی ہے۔ ہم نے اس کا PC-I پہلے ہی بنا لیا ہے اور انشاء اللہ اگلے بجٹ میں یہ آ جائے گا اور پنجاب کے تمام سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں provide کر دی جائیں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تمام پنجاب کی بات نہیں کر رہی بلکہ میں تو specially ایک ضلع کے بارے میں بات کر رہی ہوں۔ آپ بھی ایک منتخب نمائندے ہیں اور آپ اپنے حلقے میں گلیاں اور نالیاں بنانے کو prefer کریں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ .Let me proceed further now اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3676، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوالیفائیڈ پی ای ٹی ٹیچرز کی ترقی و دیگر تفصیلات

*3676: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی ٹی سی، ایس ایس ٹی، ایس ایس ٹیچرز اور لیکچرار کے لئے ہائی کوالیفکیشن پر پروموشن کے مواقع موجود ہیں مگر پی ای ٹی ٹیچرز جو ہائر کوالیفکیشن بھی رکھتے ہیں ان کے پروموشن کے مواقع موجود نہ ہیں اور نہ ہی ان کے سروس رولز ابھی تک بنائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی ای ٹی سروس رولز نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ میں ہزاروں ٹیچرز ہائر کوالیفکیشن کے باوجود ترقی سے محروم ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اسامی کے سروس رولز تشکیل دینے اور اہل پی ای ٹی ٹیچرز کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

(1) درست ہے۔

(2) درست نہ ہے۔ان اساتذہ کے لئے بھی اسی طرح بطور ایس ایس ٹی ترقی کے مواقع موجود ہیں بشرطیکہ ان کے پاس مطلوبہ کوالیفکیشن موجود ہو۔مزید برآں انہیں علیحدہ طور پر بطور اے ای او فزیکل ایجوکیشن بھی ترقی مل سکتی ہے اور ان کے باقاعدہ سروس رولز موجود ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔سروس رولز موجود ہیں۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) رولز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے مطابق پی ای ٹی کی ان سروس پروموشن کے مواقع موجود ہیں نیز ان کی بطور ایس ایس ٹی بھی ترقی ہو سکتی ہے اگر ان کے پاس مطلوبہ تعلیمی قابلیت موجود ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ "پی ای ٹی ٹیچرز کے لئے higher qualification پر promotion کے مواقع موجود ہیں" تو سال 2009 سے اب تک کتنے پی ای ٹی ٹیچرز کو ترقی دی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ہم نے پی ای ٹی ٹیچروں کا گریڈ 9 سے بڑھا کر 14 کر دیا ہے۔پہلے ان کی ترقی کا Fourtier formula ہوتا تھا۔جب یہ اپنی qualification improve کرتے ہیں تو اس پر ان کی ترقی ہوتی ہے۔اس کے علاوہ اس میں A.E.O Physical Education کی اسامی کا بھی ذکر کیا گیا ہے وہ ضلع کی سطح پر ہوتی ہے۔جب یہ M.A Physical Education کر لیتے ہیں تو ان کی promotions ہوتی ہیں۔جب ہم نے ان کو گریڈ۔9 سے 14 میں promote کیا تو overall سب پی ای ٹی ٹیچروں کی promotion ہو گئی۔ان کی تعداد کے لئے محترمہ fresh question کر لیں تو پھر میں ان کو بتا سکتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ سال 2009 سے اب تک کل کتنے ٹیچروں کو فزیکل ایجوکیشن میں ترقیاں دی گئی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کا fresh question بنتا ہے۔ یہ پوچھ رہی ہیں کہ سال 2009 سے اب تک کتنے پی ای ٹی ٹیچرز promote ہوئے ہیں؟ ہم نے ان کو ایک one go promotion دی تھی۔ اب اس وقت ان کی promotion کے لئے تین درجاتی formula اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ongoing process ہے تو میں اس کے exact figures معلوم کر کے ہی بتا سکتا ہوں اس لئے یہ اس کے لئے fresh question کر لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اگلا ضمنی سوال کرتی ہوں اور شاید ان کا پھر سے یہی جواب ہو گا کہ fresh question کر لیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کتنے پی ای ٹی ٹیچروں کو ایس ایس ٹی کے طور پر ترقی دی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، بالکل پی ای ٹی ٹیچروں کو ایس ایس ٹی کے طور ترقیاتی ملی ہیں اور جز (ج) میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اگر معزز ممبر اس کی details اور کل تعداد معلوم کرنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے ان کو fresh question ہی کرنا پڑے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں بنتا۔ منسٹر صاحب کو اس کا جواب دینا چاہئے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں کہ پی ای ٹی ٹیچروں کی upward mobility کا ایک ongoing process ہے۔ میں اس کی کل تعداد معلوم کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس اس کی تفصیل نہیں ہے کہ 2009 سے لے کر 2012 تک کتنے ٹیچروں کی promotions ہو چکی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب کے پاس اس کے exact figures نہیں ہیں تو اندازاً بتا دیں کہ اب تک کتنے ٹیچروں کو promotion دی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ میرے خیال میں اندازاً بتانے سے بہتر ہے کہ میں آپ کو exact figures مہیا کروں۔ اگر بہت ضروری ہے تو میں اس کی تفصیل کل مہیا کر دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس وقت محکمہ کے افسران گیلری میں موجود ہیں تو یہ ان سے جواب منگوا کر ہمیں بتا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ محکمہ کے افسران سے اس کا جواب منگوا لیں اگر وہاں سے ان کو پرچی آ جائے گی تو ہم اس کا بُرا نہیں منائیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! منسٹر صاحب وہاں سے کوئی بوٹی وغیرہ منگوا لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر وہاں سے پرچی آ بھی جائے گی تو ہم mind نہیں کریں گے کیونکہ اس طرح ہمیں information مل جائے گی۔ مہربانی کر کے منسٹر صاحب ہمیں یہ information مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب اس کے لئے fresh question کرنے کا کہہ رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں جو بات کی گئی ہے وہ جز(ب) کے ساتھ contradictory ہے۔ جز(الف) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ پی ٹی سی، ایس ایس ٹی، ایس ایس اور لیکچرار کے لئے higher qualification پر پروموشن کے مواقع موجود ہیں مگر پی ای ٹی ٹیچرز جو higher qualification رکھتے ہیں ان کی پروموشن کے مواقع موجود ہیں اور نہ ہی ان کے سروس رولز ابھی تک بنائے گئے ہیں؟" اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "یہ بات درست ہے"۔ سوال کیا گیا تھا کہ کیا پی ای ٹی ٹیچروں کے سروس رولز اور پروموشن رولز موجود نہیں ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ "یہ بات درست ہے جبکہ جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ درست نہ ہے۔ سروس رولز موجود ہیں۔ اس طرح جز(الف) اور جز(ب) کا جواب آپس میں contradictory ہے۔ منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرما دیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنا سوال repeat کر دیں کیونکہ جواب بڑا واضح ہے۔ یہ کون سے جز کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پی ٹی سی، ایس ایس ٹی، ایس ایس اور لیکچرار کے لئے higher qualification پر پروموشن کے مواقع موجود ہیں مگر پی ای ٹی ٹیچرز جو higher qualification رکھتے ہیں ان کے پروموشن کے مواقع

موجود ہیں اور نہ ہی ان کے سروس رولز ابھی تک بنائے گئے ہیں؟"اس کے جواب میں جز(الف) میں کہا گیا کہ "یہ بات درست ہے کہ پی ای ٹی ٹیچروں کے سروس رولز ہیں اور نہ ہی پروموشن رولز ہیں"جبکہ جز(ب)میں یہ کہا گیا ہے کہ "سروس رولز موجود ہیں اور کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے"یہ تو جز(الف)کی جز(ب)کے ساتھ بالکل واضح contradictory ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ contradictory نہیں ہے۔میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ یہ دوبارہ سے اس کو دیکھیں اور اپنے ضمنی سوال کو explain کر دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:میں اس کو دہرا دیتا ہوں۔سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پی ٹی سی،ایس ایس ٹی اور ایس ایس ٹیچرز کے لئے سروس رولز اور پروموشن رولز موجود ہیں جبکہ پی ای ٹی ٹیچروں کے سروس رولز ہیں اور نہ ہی پروموشن رولز ہیں؟انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ "یہ بات درست ہے"جبکہ جز(ب)میں یہ کہا گیا ہے کہ "سروس رولز موجود ہیں اور کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے"تو یہ جز(الف)کی جز(ب)کے ساتھ بالکل واضح contradiction ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!جز(الف)میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پی ٹی سی،ایس ایس ٹی،ایس ایس اور لیکچرار کے لئے higher qualification پر پروموشن کے مواقع موجود ہیں؟"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ درست ہے کہ ان کی higher qualification پر promotion ہوتی ہے۔پھر اس سوال کا اگلا حصہ یہ ہے کہ "کیا پی ای ٹی ٹیچرز جو higher qualification رکھتے ہیں ان کی پروموشن کے مواقع موجود ہیں اور نہ ہی ان کے سروس رولز ابھی تک بنائے گئے ہیں؟"یہ سوال ہے۔اس کا جواب ہم نے دیا ہے کہ درست نہ ہے۔ان اساتذہ کے لئے بھی اسی طرح بطور ایس ایس ٹی ترقی کے مواقع موجود ہیں بشرطیکہ ان کے پاس مطلوبہ qualification موجود ہو۔مزید برآں انہیں آئندہ بطور اے ای او فزیکل ایجوکیشن بھی ترقی مل سکتی ہے اور ان کے لئے باقاعدہ سروس رولز موجود ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!وزیر موصوف کو انکوائری کرنی چاہئے کہ اس سوال کا غلط جواب کیوں دیا گیا ہے کیونکہ اس سوال کے جواب کا جز(الف)جز(ب)سے contradictory ہے۔ میں چوتھی دفعہ وضاحت کر رہا ہوں اور وزیر صاحب کو میری بات کی سمجھ نہیں آ رہی تو میں باقی محکموں کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔جز(الف)میں کہتے ہیں کہ پروموشن کے رولز موجود نہیں ہیں اور جز(ب)میں کہتے ہیں کہ پروموشن کے رولز موجود ہیں اور ہم پروموشن بھی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے کب کہا ہے کہ پروموشن کے رولز موجود نہیں ہیں۔ جز(ب) میں سوال یہ کیا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ پی ای ٹی سروس رولز نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ میں ہزاروں ٹیچرز higher qualification کے باوجود ترقی سے محروم ہیں۔اس کا جواب ہے کہ درست نہ ہے۔ سروس رولز موجود ہیں۔ جز(الف) میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ ترقی کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں اور جز(ب) میں بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کی ترقی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ انڈیا سے Mr. Deepender Singh Hooda, MP یہاں ہمارے پاس اسمبلی میں آئے ہیں اور ہمارے معزز مہمان ہیں ہم اُنہیں یہاں پر welcome کرتے ہیں۔ اگلا سوال شیر علی خان صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! Question No. 3837, on his behalf (معزز خاتون ممبر نے جناب شیر علی خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈدادنخان میں کھیلنے کے گراؤنڈ کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*3837: جناب شیر علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈدادنخان ضلع جہلم میں بچوں کے کھیلنے کے لئے سپورٹس کا سامان موجود نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت سپورٹس کا سامان دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار میں بچوں کے کھیلنے کا کوئی گراؤنڈ نہ ہے؟

(د) کیا حکومت کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈ دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اگر اس سوال کا جواب آگیا ہے تو وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب میرے پاس آگیا ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ملیار میں سکول کونسل کی منظوری سے 2011-09-07 کو فروغ تعلیم فنڈ سے 17 ہزار روپے کا سامان خرید لیا گیا ہے۔

(ب) جز(الف) کی روشنی میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ گراؤنڈ موجود ہے۔ سات کنال سترہ مرلے کی پلے گراؤنڈ 09-08-08 کو خسرہ نمبر 679 کے تحت سکول کو ٹرانسفر کی گئی ہے۔

(د) جز(ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ 17 ہزار روپے کا سامان خرید لیا گیا ہے۔ یہ 17 ہزار روپے کا سامان کب خریدا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سامان 11-09-07 کو خریدا گیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرگودھا گورنمنٹ ہائی سکول تحصیل گوندل میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*3877:جناب شیر علی خان: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گوندل تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا کتنے کمروں پر مشتمل ہے کتنے قابل استعمال ہیں کتنے ناکارہ ہیں؟

(ب) اس سکول میں کلاسز کی تعداد کتنی ہے کلاس وار بچوں کی تعداد بتائیں نیز سکول میں کتنا فرنیچر برائے طالبات ہے کیافرنیچر طالبات کی تعداد کے مطابق ہے؟

(ج) سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں گریڈوار کتنی ہیں اور کتنی کب سے خالی ہیں خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(د) کیاحکومت مذکورہ سکول کے مسائل حل کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سکول کی عمارت نو کمروں ،ایک سٹوراورچھ لیٹرینوں پر مشتمل ہے۔چار کلاس روم قابل استعمال ہیں دو2کلاس روم مرمت کے قابل ہیں اور3کلاس روم گرانے کے قابل ہیں۔

(ب) سکول میں کلاسز کی تعداد گیارہ ہے طالبات کی تعداد درج ذیل ہے۔

TOTAL	X	IX	VIII	VII	VI	V	IV	III	II	I	Kachi
291	29	31	21	31	32	17	23	13	26	29	39

فرنیچر کی تفصیل تین سینٹر ڈیسک بنچ42عدد موجود ہیں جوکہ طالبات کی تعداد کے لحاظ سے کم ہیں۔

(ج) سکول میں اساتذہ کی13منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے نواسامیاں پر ہیں چار اسامیاں تقریباًایک سال سے خالی ہیں ،وزیراعلیٰ پنجاب نے مالی سال 12۔2011میں بھرتی کی منظوری دے دی ہے۔ نئی بھرتی کے ذریعے خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

(د) Priorityکی بنیاد پر اور فنڈز کی دستیابی پر تمام سہولیات فراہم کر دی جائیں گی۔

نئے سکول بنانے کی بجائے پہلے سے موجود سکولوں میں ڈبل شفٹ کا اجرا

*3892: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال نئے سکول بنانے پر اربوں روپے خرچ کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر حکومت نئے سکول بنانے کی بجائے موجودہ سکولوں میں ڈبل شفٹ شروع کر دے تو اس سے بھی کام چل سکتا ہے؟

(ج) کیا حکومت صوبہ کے بڑے بڑے شہروں میں واقع سکولوں میں ڈبل شفٹ تعلیم کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ تعلیم کی سہولت سب تک پہنچانے کے لئے حکومت ہر سال وسائل کے مطابق نئے سکولوں کے اجراء کے لئے رقم خرچ کرتی ہے۔

(ب) حکومت نئے سکولوں کا اجراء ان علاقوں میں کرتی ہے جہاں پہلے سے سکول موجود نہ ہیں۔ حکومت نے موجودہ سکولوں میں انرولمنٹ کا رش کم کرنے کے لئے چند سکولوں میں ڈبل شفٹ شروع کرنے کی منظوری دی لیکن یہ تجربہ کامیاب نہ ہوا ہے۔

(ج) حکومت نے شہری سکولوں میں انرولمنٹ کا رش کم کرنے کے لئے چند سکولوں میں ڈبل شفٹ سکول چلانے کی منظوری دی لیکن اس تجربے کو معاشرہ میں پذیرائی نہ ملی ہے۔ تاہم اگر کسی علاقے میں ڈبل شفٹ سکول چلانے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے تو حکومت ایسے علاقے میں ڈبل شفٹ سکول چلانے کی منظوری دینے کے لئے تیار ہے۔

سرگودھا۔ بوائز سکول چک نمبر 84 کی اپ گریڈیشن

*3895: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز سکول چک نمبر 84 کو اپ گریڈ کر کے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا ہے اور اس سکول میں کلاس اوّل سے ہائر سیکنڈری کلاسز میں داخلے ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک ہائی کلاسز کے لئے عملہ فراہم نہیں کیا گیا جس سے طلباء کو حصول تعلیم میں مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عملہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے طلباء اور اساتذہ دونوں کی کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے؟

(د) عملہ کی تعیناتی میں تاخیر اور کلاس رومز کی تعمیر میں تاخیر میں کیا مشکلات درپیش ہیں اور کیا حکومت اس مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 1996 میں عوامی نمائندے کی خواہش پر براہ راست ہائر سیکنڈری سکول کا اجرا کیا گیا جبکہ یہاں پر پہلے صرف گرلز پرائمری سکول موجود تھا۔سکول میں کلاسوں کی تعداد بالترتیب درج ذیل ہے:۔

6th	7th	8th	9th	10th	11	12	Total
22	20	24	14	17	21	13	132

(ب) مڈل کلاسز کے لئے دو اساتذہ ہائی اور ہائر کلاسز کے لئے نو اساتذہ موجود ہیں۔ان کے ساتھ نو ملازمین بھی تعینات ہیں۔اگر گورنمنٹ کا منظور شدہ قاعدہ مدنظر رکھا جائے تو چالیس بچوں پر ایک استاد مقرر ہوتا ہے جبکہ اس سکول میں مڈل حصہ میں 33 بچوں پر اور ہائی اور ہائر کلاسز کے بچوں کو ملا کر سات بچوں پر ایک استاد مقرر ہے۔سال 09-2008 کے دوران سکول ہذا کا خرچہ 4932184 روپے ہے اس طرح ہر طالبہ پر سالانہ خرچ 37365 اور ماہوار خرچ دوران سکول ہذا کا خرچ 3113 روپے ہے۔

(ج) موجودہ بچوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے تدریسی عملہ پہلے ہی زیادہ ہے مزید اساتذہ کی تعیناتی کی ضرورت نہ ہے۔

(د) موجودہ بچوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے مزید اساتذہ کی تعیناتی کی ضرورت نہ ہے۔فنڈز کی فراہمی کے مطابق ہائی حصہ کی عمارات شروع کی گئیں۔ہائی حصہ کی عمارت جو کہ پانچ کمروں اور دفاتر پر مشتمل ہے مکمل کر دی گئی۔موجودہ بچوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہائر حصہ کی نامکمل جو کہ ڈی پی سی تک بنی ہوئی ہے مکمل کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

گوجرانوالہ میں کیڈٹ کالج کا قیام

*3925: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت وقت کی ضرورت کے مطابق گوجرانوالہ میں کیڈٹ کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

ایک کیڈٹ کالج پہلے ہی پسرور ضلع سیالکوٹ میں چل رہا ہے۔ اس لئے حکومت کا ضلع گوجرانوالہ میں کیڈٹ کالج کے قیام کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

پی پی۔32 سرگودھا۔سکولوں میں مسنگ فیسلیٹیز کی فراہمی

*4188: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔32 ضلع سرگودھا میں 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کن کن سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئی ہیں؟

(ب) جن سکولوں میں مہیا نہیں کی گئیں ان کی مکمل تفصیل مع وجوہات ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔32 ضلع سرگودھا میں 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران 23 مدارس میں missing facilities فراہم کی گئیں۔ فہرست مدارس وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔32 ضلع سرگودھا میں 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران 128 مدارس کو missing facilities فنڈز کی کمی کی وجہ سے فراہم نہ کی جا سکیں۔ Priority کی بنیاد پر بتدریج باقی مدارس کو بھی missing facilities فراہم کر دی جائیں گی۔

پڑتانوالی سکول سیالکوٹ میں کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

*4427: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پڑتانوالی سکول جو کہ ہندل یونین کونسل سیالکوٹ کو کب اپ گریڈ کیا گیا؟

(ب) اس سکول میں ابھی تک کلاسز کا اجرا و سٹاف کو تعینات کیوں نہیں کیا گیا، اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول پڑتانوالی یونین کونسل ہندل تحصیل و ضلع سیالکوٹ کی بطور ہائی سکول کی منظوری 2007 میں ہوئی تھی نئی عمارت برائے ہائی کلاسز 2008 میں مکمل ہوئی۔

(ب) مذکورہ سکول میں ہائی کلاسز کے لئے سٹاف (تدریسی / غیر تدریسی) محکمہ تعلیم پنجاب نے منظوری دے دی ہے اور ہائی کلاسز 2011-04-01 کو شروع ہو چکی ہیں۔

تحصیل پنڈدادنخان، ملازمین کو موبلٹی الاؤنس دینے کی تفصیلات

*4735: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل پنڈدادنخان میں تعینات محکمہ تعلیم کے ملازمین کو موبلٹی الاؤنس ادا نہ کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت دیگر اضلاع کی طرح اس تحصیل میں تعینات ملازمین کو موبلٹی الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق صرف مدرسین کو موبلٹی الاؤنس دیا گیا ہے۔ دیگر ملازمین اس میں شامل نہیں۔

(ب) کسی بھی تحصیل / ضلع میں مدرسین کے علاوہ دیگر ملازمین کو موبلٹی الاؤنس نہ دیا گیا ہے کیونکہ نوٹیفکیشن کی رو سے دیگر ملازمین پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈدادنخان میں بے قاعدگیاں

*4736: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈدادنخان میں سائنس ٹیچر کنٹریکٹ پر کام کر رہا ہے اور باقاعدہ سرکاری خزانہ سے تنخواہ بھی وصول کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے علاوہ مذکورہ سائنس ٹیچر کو طالب علموں سے زبردستی 200 روپے فی طالب علم ماہانہ وصول کر کے ادائیگی بھی کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سائنس ٹیچر صرف دو گھنٹے اس سکول میں ڈیوٹی دیتا ہے اور اس کے بعد پرائیویٹ سکول اکیڈمی میں پارٹ ٹائم ملازمت کرتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے خلاف متعلقہ افسران کو درخواستیں بھی وصول ہوئی ہیں مگر کوئی ایکشن نہ لیا گیا ہے؟

(ہ) حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈ داد نخان میں سائنس ٹیچر کنٹریکٹ پر تعینات ہے۔ مذکورہ ٹیچر کونسل کی اجازت سے اعزازی طور پر کام کرتا ہے اور اس کو کونسل کی اجازت سے اعزازیہ کے طور پر۔/3500 روپے ماہوار معاوضہ دیا جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا معاوضہ کے علاوہ کوئی ادائیگی نہیں کی جاتی۔

(ج) مذکورہ ٹیچر فل ٹائم سکول میں رہتا ہے اور چھٹی کے بعد گھر جاتا ہے۔

(د) مذکورہ ٹیچر کے خلاف کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) مذکورہ ٹیچر قواعد و ضوابط کے تحت کام کر رہا ہے۔

تحصیل فورٹ عباس، سکیورٹی کے پیش نظر سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر

*4809: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل فورٹ عباس کے چکوک 227/9-آر، 240/ایچ ایل، 279/ایچ آر، 293/ایچ آر، 363/ایچ آر، 213/9 آر اور 185/7 آر میں تا حال قائم سکولوں کی چار دیواری نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا سکولوں کی چار دیواری سکیورٹی کے پیش نظر فوری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع بہاولنگر کے گورنمنٹ بوائز اور گرلز ہائی سکول چک نمبر R-9/227 چک نمبر R-7/185 اور گرلز ایلیمنٹری سکول چک نمبر R-9/213 کی چار دیواری موجود ہے جبکہ بوائز H/S چک نمبر 240/HL چک نمبر 279/HR اور چک نمبر 293/HR، چک نمبر R-9/213، بوائز پرائمری سکول چک نمبر 363/HR کی چار دیواری نہ ہے۔

(ب) درج بالا سکولز کو آئندہ PESRP پروگرام برائے سال 12۔2011 فنڈز فراہمی کی بناء پر شامل کر دیا جائے گا۔

ضلع بہاولنگر کے سکولوں کو سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*4810: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں سرکاری سکولوں میں سے اکثر کی چار دیواری، باتھ رومز، بجلی پنکھے اور فرنیچر نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے تاحال کتنے سکولوں کو facilitate کیا ہے اور کتنے تاحال محروم ہیں اور سہولیات سے محروم سکولوں کو کب تک مکمل سہولیات فراہم کر دی جائیں گی آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ ضلع بہاولنگر میں درج ذیل سرکاری سکولوں میں چاردیواری، فرنیچر، باتھ روم اور بجلی نہ ہے۔

	ہائی سکولز بوائز	ہائی سکولز گرلز	پرائمری و مڈل سکولز بوائز	پرائمری و مڈل سکولز گرلز
بغیر چاردیواری	40	09	237	121
بغیر باتھ روم	30	09	425	398
بغیر بجلی پنکھے	0	0	391	415
بغیر فرنیچر	39	27	441	306

(ب) مختلف پروگرامز کے تحت بہت سے سکولوں کو missing facilities فراہم کر دی گئی ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ESR Saving Programme اور 33 سکولز 2009 ESR Programme کے تحت 18 سکولز اور 25 ملین پروگرام کے تحت 46 سکولز اور ایم پی اے پیکج پروگرام 11۔2010 میں 76 سکولز اور ایم پی اے پیکج پروگرام 12۔2011، 52 سکولز کو بنیادی سہولتیں فراہم کر دی گئی ہیں۔ تاہم بقیہ سکولز کو فنڈز کی فراہمی پر بتدریج missing facilities فراہم کر دی جائیں گی۔

پی پی۔125 سیالکوٹ میں سکولوں کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*4815: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کتنے ہیں؟

(ب) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گڑھی میں کتنی اساتذہ ہیں اگر نہیں ہیں تو سکول کتنے عرصہ سے بند پڑا ہے؟

(ج) گرلز ہائی سکول ہندل میں کتنی اسامیاں ہیں کتنی پر اور کتنی خالی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔125 سیالکوٹ میں پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد درج ذیل ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی	ہائر سیکنڈری	میزان
زنانہ	102	21	05	01	129
مردانہ	86	07	06	00	99
ٹوٹل	188	28	11	01	228

(ب) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گڑھی میں ایک ٹیچر مسمات ثمینہ یوسف کام کر رہی ہے اور سکول میں طالبات کی تعداد 55 ہے نیز سکول بند نہ ہے۔ تفصیل منظور شدہ اسامیاں درج ذیل ہے۔

منظور شدہ	PST اسامیاں	02
ورکنگ	01	
خالی	01	

(ج) گرلز ہائی سکول ہندل میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 31 ہے جن میں 24 اسامیاں پر ہیں اور سات اسامیاں خالی ہیں۔ اسامی وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔پی پی 144 کے سکولوں میں کھیلوں کے لئے گراؤنڈز بنانے کی تفصیلات

*4838: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 لاہور کے سکولوں میں کھیل کے میدان نہ ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان سکولوں میں کھیلوں کے لئے گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)　حلقہ پی پی۔144 میں کل 23 سکول ہیں جن میں تین سکولوں میں کھیل کے میدان ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔CDGL بوائز ہائی سکول ریلوے روڈ پکے کوارٹرز لاہور۔

2۔ گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ لاہور۔

3۔ گورنمنٹ نیو اسلامیہ مڈل سکول نصیر آباد لاہور۔

(ب)　پی پی۔144 کے باقی ماندہ سکولوں میں کھیل کے میدان کے لئے جگہ میسر نہ ہے۔ سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکولوں میں کھیلوں کے ٹورنامنٹس کروانے کی تفصیلات

*4840: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف)　کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ میں پہلے ہاکی، فٹ بال، اور کرکٹ کی ٹیمیں تھیں لیکن اب ختم کر دی گئی ہیں؟

(ب)　کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ اور شہر لاہور کے دوسرے تمام سکولوں میں سالانہ کھیلوں کے مقابلے (ٹورنامنٹس) کروائے جاتے تھے جو اب نہیں کروائے جاتے؟

(ج)　اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکولوں میں ہاکی، کرکٹ، فٹ بال وغیرہ کی ٹیمیں بنانے اور سالانہ کھیلوں کے مقابلے منعقد کروانے اور سکول کے سالانہ فنڈز کھیلوں پر خرچ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)　یہ درست نہ ہے گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ میں تقریباً تمام کھیلوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے کھیلوں کا سلسلہ عارضی طور پر معطل ہوا ہے۔

(ب)　یہ بھی درست نہ ہے۔لاہور کے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں ثانوی اور انٹرمیڈیٹ بورڈوں کے زیر انتظام باقاعدگی سے سالانہ ٹورنامنٹ کرائے جاتے ہیں جن کی نگرانی ہیڈماسٹرز کی ایسوسی ایشن کرتی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے صوبہ کے تعلیمی اداروں میں طلباء وطالبات میں کھیلوں کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس کے فروغ کے لئے سپورٹس فنڈ قائم کیا ہے تاہم ہاکی، کرکٹ، فٹ بال کے کھیل کے لئے مخصوص فنڈز مختص نہ ہیں بلکہ تعلیمی ادارے ان کھیلوں کے انتظامات کے لئے فروغ تعلیم فنڈز کی حاصل شدہ آمدنی سے ہی اخراجات کرتے ہیں۔ ہر سال باقاعدگی سے ان کھیلوں کے ٹورنامنٹ کے انعقاد اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں کو فنڈز فراہم کرتے ہیں ہر بورڈ اپنے وسائل کے مطابق فنڈز فراہم کرتا ہے۔ فنڈز کی مقدار میں یکسانیت نہ ہے۔

2009-10 اور 2010-11 میں پورے صوبہ میں کھیلوں کے مقابلہ جات پر دو کروڑ روپے سے زائد کے فنڈز وزیر اعلیٰ پروگرام برائے سپورٹس پر خرچ کئے گئے۔

پوائنٹ آف آرڈر

صوبہ میں درسی کتب کے حوالے سے پبلشرز کے معاملات کو کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں لیکن اس سے پہلے میں انڈیا سے آئے ہوئے معزز مہمان کو اپنی پارٹی مسلم لیگ (ق) کی جانب سے welcome کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میرا ایک انتہائی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے جو میں نے پچھلے اجلاس میں بھی پیش کیا تھا کہ درسی کتب کے حوالے سے پبلشرز بڑے پریشان ہیں کیونکہ یہ لوگوں کی روٹی روزی کا مسئلہ ہے۔ میں نے استدعا کی تھی کہ اس issue کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس issue کے حوالے سے کافی debate بھی ہو چکی ہے اور اس کا سارا احوال وزیر موصوف کے نوٹس میں ہے۔ آپ سے میری humble request ہے کہ درسی کتب کے حوالے سے میں نے جو raise issue کیا تھا اُس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ یہ بہت سے لوگوں کے روزگار کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے اور پچھلے اجلاس میں آپ نے اس پر قانون سازی کر کے درسی کتب کے حوالے سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں

curriculum development کے حوالے سے ایک کمیٹی بھی constitute کر دی۔ میں اس میں propose کروں گا کہ چونکہ یہ بڑا اہم issue ہے اگر آپ اس پر ایوان کی کوئی کمیٹی constitute کر دیں تو اس حوالے سے بڑا fast کام ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا کچھ کرتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس وقت لاہور اور پنجاب کے اندر کھلے گٹروں اور ڈرینز میں روزانہ ماؤں کے لختِ جگر لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ کل پھر وہی واقعہ repeat ہوا ہے اور دو بچے ڈرین میں گر گئے ہیں۔ یہ واسا حکام کی کھلی نااہلی ہے جس کی وجہ سے یہ گٹر اور ڈرینز موت کے کنوئیں بنے ہوئے ہیں جس میں ہر روز بچے گرتے ہیں اور صرف انکوائریوں کے احکامات ہوتے ہیں لیکن انکوائریوں کی findings پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا تو اس سلسلے کو کہیں نہ کہیں توڑ کنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ہم اُن سے پتا کریں گے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

ملازمین میں بگ سٹی الاؤنس دینے کے حوالے سے پائی جانے والی عدم مساوات و تفریق کو دور کرنے کا مطالبہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور یہ سوال نمبر 2057 سے متعلقہ ہے۔ یہ سوال بگ سٹی الاؤنس کے بارے میں ہے اس کا جواب تو نہیں آیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بگ سٹی الاؤنس ایک discriminatory الاؤنس ہے۔ میں آپ کی توسط سے یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ بگ سٹی الاؤنس کی وجہ سے ایک تو بڑے شہروں میں تعیناتی، ٹرانسفر اور پوسٹنگ کا رش پڑتا ہے جو ایک مقابلہ شروع ہوتا ہے وہ کرپشن کا باعث بھی بنتا ہے۔ میں اس بات کا جواب چاہوں گا کہ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور یہ الاؤنس کیوں دیا جاتا ہے۔ یہ الاؤنس صرف محکمہ تعلیم میں ہی نہیں بلکہ دیگر محکموں میں بھی بگ سٹی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ کیا چھوٹے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں مہنگائی نہیں ہے؟ یہ disparity and discrimination ہے لہذا اس کو ختم ہونا چاہئے اور ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ آئین پاکستان یہ گارنٹی کرتا ہے کہ ہر فرد کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے گا اور ایک جیسی مراعات دی جائیں گی۔ بہت شکریہ

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے Big City allowance کے حوالے سے کہا ہے تو اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کے متعلق جیسے جناب نے

فرمایا ہے اس کے مطابق میں نے سیکرٹری صاحب کو انکوائری کے لئے کہہ دیا ہے۔ ہم انکوائری کرانے کے بعد ساری تفصیل معزز ایوان اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

جناب والا! میں بھی پنجاب حکومت کی جانب سے بھارت سے آنے والے معزز مہمان Mr. Deepender Singh Hooda, MP کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

پنجاب میں یونین کونسل کی سطح پر ہونے والے سپورٹس مقابلوں میں ایم پی ایز کو شامل کرنے کا مطالبہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! حکومت پنجاب، پنجاب کی ہر یونین کونسل میں سپورٹس مقابلے شروع کرا رہی ہے جو ایک دو روز میں شروع ہو جائیں گے۔ میری گزارش ہے کہ ان مقابلوں پر کروڑوں روپے خرچ ہوں گے۔ اگر یہ کھیلوں کے مقابلے صحیح spirit سے نوجوان کھلاڑیوں کو promote کرنے کے لئے ہو رہے ہیں تو اس میں بلا تمیز اور sportsman spirit کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر حلقے کے ایم پی اے کو شامل کیا جائے تو بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ ہمارے حلقوں میں ہر یونین کونسل میں ہمارے مخالفین کے نام دیئے گئے ہیں اور ان کو کہا گیا ہے کہ یہ ایم پی ایز کے نمائندے ہیں حالانکہ وہ ہمارے نمائندے نہیں ہیں۔ اس طرح سے genuine sportsmen سامنے نہیں آ سکیں گے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ کھیلوں کے ان مقابلوں کو بلا تمیز ہونا چاہئے اور تمام ایم پی ایز کے نمائندوں کو اس میں شامل کیا جانا چاہئے۔ بہت شکریہ۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ محکمہ کھیل سے متعلقہ سوال ہے۔ میرے خیال میں اس وقت یہاں محکمہ کھیل کے پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے جو کہا ہے تو میں اس کی تفصیل معلوم کر کے ایوان میں بتا دوں گا۔ یہ علیحدہ محکمہ ہے اور میرے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! یہ پروگرام حکومت پنجاب نے شروع کیا ہے، پورے پنجاب میں ہر یونین کونسل میں کھیلوں کے مقابلے ہوں گے اور ہر یونین کونسل میں ایم پی ایز کے نمائندے بنائے گئے ہیں۔ جہاں پر اپوزیشن کے ایم پی ایز ہیں وہاں ان کے نمائندوں کو نہیں لیا گیا۔ میری

گزارش یہ ہے کہ ان مقابلوں کو اچھے طریقے سے کرانے کے لئے تمام ایم پی ایز کو اس میں شامل کیا جانا چاہئے تاکہ ہم کھلاڑیوں اور نوجوان نسل کو آگے promote کر سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے جو کچھ کہا ہے تو اس میں میری request ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں اور انکوائری کرا لیں۔

جناب سپیکر: اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب بھی اس معاملے میں متاثر ہوئے ہیں۔ اگر یہ اتفاق رائے پایا جاتا ہے تو ہمیں اس کمیٹی بنانے پر اعتراض نہیں ہے۔ آپ بسم اللہ کریں تو یہ مقابلے ہر یونین کونسل میں بڑی اچھی spirit سے ہو سکتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن اور معزز ممبر
جناب علی حیدر نور خان نیازی آپس میں گفتگو کر رہے تھے)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بات سنتے نہیں ہیں۔ میں پھر آپ سے کیا سنوں گا، آپ نے ان کی کیا بات سنی ہے؟۔۔۔ مجھے افسوس ہے۔ آپ بڑی مشکل سے آتے ہیں اور پھر نیازی صاحب آپ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! معزز ممبر خواجہ محمد اسلام صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس پر کمیٹی تشکیل دی جائے جو probe کرے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ق) یا پاکستان مسلم لیگ (ن) کے نمائندے شامل ہوں۔ ہم سب کی یہ collective ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو healthy competition میں motivate کریں اور ان کی participation کو encourage کریں۔ ہم سب ان کھیلوں کے مقابلوں کو organize کرنے میں مدد دینے کے لئے تیار ہیں البتہ پنجاب کے exchequer سے جو خرچہ ہو رہا ہے اس کو misuse نہ کیا جائے اور غیر نمائندہ لوگوں کے ذریعے اسے خرچ نہ کیا جائے۔ اگر ایسا ہو رہا ہے تو ہم خواجہ صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے جو facts finding کرے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے کیا سنا ہے۔ آپ ان کی بات کا جواب دیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ایک کمیٹی بنادی جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کمیٹی بنانا آپ کی discretion ہے مگر میرا یہ خیال ہے کہ اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں پہلے اس کی تفصیل معلوم کر لوں اور کل ایوان میں بتا دوں گا۔ اس کے بعد اگر آپ مناسب سمجھیں تو کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کی رپورٹ کل آجائے گی اس کے بعد ہم اس معاملہ کو دیکھیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ سپورٹس کا محکمہ ان کا نہیں اس لئے ان کے علم میں نہ ہے۔ اس ایوان کو inform کرنا کابینہ کی collective ذمہ داری ہوتی ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ان کو حکم دیں کہ کل سپورٹس منسٹر آجائیں اور اس پر فیصلہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: یہ اس پر کل جواب دیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے خیال میں سپورٹس کے منسٹر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر اکلوتے منسٹر صاحب جو پوری کابینہ اور حکومت کو represent کر رہے ہیں ان کو آپ نے بارہا کہا بھی ہے کہ توجہ فرمائیں۔ یہ پہلے کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس اس محکمہ کا portfolio نہیں ہے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس پر جب اِدھر سے تجویز آئی کہ کل آپ اس متعلقہ منسٹر کو بلالیں تو اب کہہ رہے ہیں کہ اس کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے یہ کس قسم کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ سپورٹس منسٹر نہیں ہے۔ میں سپورٹس ڈیپارٹمنٹ سے تفصیل لے کر یہاں فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کچھ دن پہلے گورنر صاحب کی طرف سے Bills واپس آئے تھے۔ آج پھر گورنر صاحب نے ایک پلندا بھیج دیا ہے اور ہر کلاز پر حکومت کی ناکامی اور نالائقی بتائی گئی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں کہ کون نالائق ہے اور کون لائق ہے۔ یہ تھوڑے دنوں میں پتا چل جائے گا۔ آپ اس کو آنے دیں۔ جب اس کی باری آئے گی تو آپ اس پر ضرور بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حافظ آباد، جیولرز کی دکان سے 10 کروڑ روپے کے سونا کی ڈکیتی کی تفصیلات

محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار نوائے وقت کی خبر مورخہ 12-01-13 کے مطابق حافظ آباد شہر میں ڈاکوؤں نے جیولر کی دکان سے 10 کروڑ روپے کا سونا لوٹ لیا؟

(ب) اس واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! حافظ آباد میں ایک ڈکیتی ہوئی ہے جس میں 10 کروڑ روپے کا سونا لوٹا گیا۔ اس میں ستم کی بات یہ ہے کہ وہ ڈاکو وہاں پر دو دن پہلے آئے، وہ تیرہ پٹھان لڑکے تھے جنہوں نے اسی بازار سے سائیکل خریدا اور آلات خریدے جس سے سونار کھنے والی الماریوں کو کاٹا گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ حافظ آباد ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ جس میں بڑا صرف ایک ہی بازار ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پولیس کی اس سے زیادہ کیا نااہلی ہو سکتی ہے کہ وہاں پر 13 لڑکے آئے جنہوں نے پوری ریکی کی۔ وہ بازار بھرا ہوا تھا---

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس کے اوپر simple reply آنا ہے، وہ آنے دیں۔ اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بے شک بات کر لیجئے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور/انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس میں comprehensive answer کی ضرورت ہے لہذا میری آپ سے humble submission ہے کہ اس کو Monday تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پانچ سال پہلے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب صرف وزیراعلیٰ پنجاب دیا کرتے تھے۔ بعد میں اس میں amendment کر کے منسٹر کا لفظ شامل کیا گیا تھا مگر پارلیمانی سیکرٹری کا لفظ rules میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! منسٹر موجود ہی نہیں ہیں اس لئے توجہ دلاؤ نوٹس لئے ہی نہیں جا سکتے اور ویسے بھی جواب دینے کے حوالے سے متعلقہ منسٹر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، جب تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار یا جو بھی business take up کیا جاتا ہے تو اس پر کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کھڑے ہو کر صرف یہ بتایا ہے کہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب منسٹر نے دینا ہے مگر سندھو صاحب جواب نہیں دے رہے۔ وہ صرف یہ بتا رہے ہیں کہ Monday کو وہ آ کر اس کا جواب دے دیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ بڑا graciously اس چیز کو سمیٹ رہے ہیں مگر میری اس میں استدعا ہو گی کہ rules flout کرنے کی بجائے آپ اس کو pending کر دیجئے اور جب کوئی منسٹر تشریف لائے تو وہ اس کا جواب دے دے۔ اگر اس طرح کیا گیا تو ایک غلط روایت پڑ جائے گی۔ پہلے ہی انحطاط اس قدر ہو چکی ہے جس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ ایک طرف جو لائسنس مجسٹریٹ issue کرتا تھا اب اسے گورنر اور وزیراعلیٰ صاحب issue کر رہے ہیں اور دوسری طرف توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب وزیراعلیٰ صاحب دیتے تھے اب اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری دینا چاہتے ہیں۔ اس کو آپ allow نہ

کیجئے گا۔اگر آج کابینہ میں سے کوئی بھی منسٹر موجود نہیں ہے تو پھر آپ اسے pending فرمادیں اور یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ توجہ دلاؤ نوٹس پیر اور جمعرات کی بجائے in between بھی لے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور آپ کو پتا ہے کہ میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ ایوان Rules of Procedure کے مطابق چلے۔میں یہاں Rule 67 پڑھ دیتا ہوں جو Notices to lapse کا ہے۔

Provided that the questions brought on the List of Business for which the Speaker fixes another day, either himself or on the request of the [1][Chief Minister or the Minister concerned], shall not lapse.

اس حوالے سے میں آپ سے کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب نہیں دے رہے بلکہ وہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر توجہ دلاؤ نوٹس پڑھا گیا ہے اور اس کا جواب لاء منسٹر صاحب Monday کو دے دیں گے۔Rule میں لاء منسٹر کا بھی ذکر نہیں ہے اور لفظ صرف منسٹر کا ذکر ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!اس کا جواب پھر لاء منسٹر صاحب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!میری ایک عرض سن لیں اس کے بعد آپ اپنی بات کر لیجئے گا۔اس کے اوپر کوئی ambiguity نہیں ہے بلکہ جواب پڑھ کر دے سکتے ہیں۔اگر ایوان کی sense یہ ہے کہ ان توجہ دلاؤ نوٹسز کو ہم Monday کو ہی take up کریں جب متعلقہ منسٹر موجود ہوں تو ٹھیک ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ صرف مطلع کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!وہ صرف اطلاع ہی کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہاں پر ایک منسٹر بیٹھے ہوئے تھے مگر وہ بھی اُٹھ کر چلے گئے ہیں۔اس وقت گورنمنٹ کی نمائندگی کرنے کے لئے ایک بھی منسٹر موجود نہیں ہے۔آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا اسمبلی کے business کے لئے یہ کوئی seriousness ہے؟ سپیکر صاحب نے خود کئی دفعہ یہ

کہا ہے کہ منسٹر صاحبان یہاں آیا کریں گے۔اس Chair کی direction کو حکومت ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار flout کرتی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں آپ جو بھی کر سکتے ہیں وہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے بڑا اچھا اور relevant point اٹھایا ہے۔جب Chair کی ایک clear direction and ruling موجود ہے کہ منسٹر صاحبان کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہم اس ایوان کی supremacy کی بات کرتے ہیں تو اس ruling کو follow کیا جانا چاہئے۔ میں یہ کہوں گا کہ اسمبلی میں جتنے بھی منسٹر موجود ہیں انہیں کہا جائے کہ وہ فوری طور پر ایوان کے اندر آکر بیٹھیں۔آج میں اور سپیکر صاحب بات کریں گے اور کل سے اگر کوئی منسٹر یہاں پر موجود نہ ہوا تو ہم اسمبلی کا اجلاس نہیں چلائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں جو منسٹر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی اٹھ کر چلے گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اُس کا ابھی notice لے رہا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا sense of the House رولز کو violate کر سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس بات پر اتنی لمبی بحث کیوں کر رہے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rules quote کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کون سا rule پڑھنا چاہ رہے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں rule 65 پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules of Procedure کا rule 65 یہ ہے کہ:

> **65. Mode of raising the question.–** Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned] may answer the question on the same day or on any other day fixed by the Speaker.

جناب سپیکر! اس کا جواب وزیر اعلیٰ یا متعلقہ وزیر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اس میں کون سی راکٹ سائنس ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ یا متعلقہ وزیر جواب دیں گے۔ اس میں note کرنے والی اہم بات یہ ہے کہ substituted for the word "Chief Minister" Notification vide so so and so. جو 11۔جون 1997 کو ہوا تھا۔ 1997 سے پہلے یہ روایت اور rules بھی تھے کہ وزیر اعلیٰ کے علاوہ کوئی فرد ایوان کے اندر توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب نہیں دیا کرتا تھا۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے دَور میں یہ amendment کی گئی کہ Chief Minister or Minister concerned جواب دیں گے مگر اس سے نیچے آپ کہاں جائیں گے کہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کہیں نہیں جائیں گے اور یہیں پر رہیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ پارلیمانی سیکرٹری تک جانے کو تیار ہو گئے ہیں اور توجہ دلاؤ نوٹس جیسی اہم چیزوں کا جواب پارلیمانی سیکرٹری دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ اس کو issue نہ بنائیں۔ آپ نے rules کی بات کی تو میں نے متعلقہ Rule House کے سامنے پڑھ کر سنا دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا sense of the House رولز کو violate کر سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ میری بات سن لیں۔ اگر آپ نے rules میں amendment کرنی ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے۔ sense of the House کا مطلب یہ نہیں کہ جو rule لکھ دیا گیا ہے اس کے خلاف sense of the House آ جائے۔ Sense of the House وہاں پر لاگو ہوتا ہے جہاں پر rules خاموش ہیں۔ اس میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ جواب منسٹر دے سکتا ہے۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کھڑے ہو کر صرف یہ بتا رہے ہیں کہ توجہ دلاؤ نوٹس کو Monday تک pending کر لیا جائے اس میں کون سی اتنی بڑی بات ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس کو admit کرنے اور ریکارڈ کا حصہ بنانے کے لئے کسی پارلیمانی سیکرٹری کا کھڑے ہو کر یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ میں پڑھ دیتا ہوں اور اسے pending کرلیں۔ اس میں صرف Chair کی اتھارٹی ضروری ہے کہ:

Call Attention Notice has been admitted and is being pended till tomorrow or the day after tomorrow.

لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان سے کہا جائے کہ وہ تشریف رکھیں کیونکہ یہ آپ کا prerogative ہے اور آپ ان کو کھڑا کیا بیٹھکیں نکلوائے بغیر admit کر سکتے ہیں اور جب تک متعلقہ وزیر نہیں آتا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو ریکارڈ کا حصہ بنا سکتے ہیں مگر پارلیمانی سیکرٹری کو کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، میری بات سن لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ آپ کی inherent powers ہیں لہذا انہیں کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! کیا میں یہ معاملہ آسان کر دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rules کے مطابق معزز وزیر اعلیٰ صاحب یا متعلقہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں تو اگر آپ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری سے اطلاع کرانا چاہتے ہیں تو اطلاع کروا کر اپنی ruling دے دیجئے گا۔ آج اٹھارہویں ترمیم کے بعد 10 percent of the House یعنی 39 وزراء رکھنے چاہئیں جو لوگوں کی سہولت اور ممبران کے ذہنوں میں جو سوال کلبلا رہے ہیں اُن کا جواب دینے کے لئے ہوں۔ آئینی طور پر 39 وزراء ہونے چاہئیں تھے مگر اُن میں سے آج ایک بھی موجود نہیں ہے۔ آپ یہ حکم فرمادیں کہ یہ سہولت صرف آج کے لئے ہے ورنہ آئندہ کے لئے تمام وزیروں کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے پھر آگے proceed کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری کو بہت شوق ہے کہ وہ رپورٹ یہاں پڑھنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! تشریف رکھیں۔ میری مؤدبانہ عرض سن لیں کہ اس وقت issue ایسا ہے کہ ہمارے اپنے اندر بھی ایک دوسرے کو accommodate کرنے کا حوصلہ ہونا چاہئے کیونکہ ہم سب اس ایوان کا حصہ ہیں۔ اگر انفارمیشن کی حد تک وہ اٹھ کر یہ صرف بتانا چاہ رہے تھے کہ لاء منسٹر موجود نہیں ہیں اور اس کے جواب کو Monday تک کے لئے pending کر لیا جائے تو اس پر ہم سب کو grace show کرنی چاہئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! rules کے اندر اگر substantial provision موجود ہو کہ فلاں action فلاں فرد کر سکتا ہے۔ اگر اس کے لئے proper فرد موجود نہ ہو تو آپ اسے take up ہی نہیں کر سکتے اور توجہ دلاؤ نوٹس اصولی طور پر take up نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ Rules 65 کو آپ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس کی spirit کیا ہے؟ پوری دنیا کی جتنی پارلیمنٹس یا پاکستانی اسمبلیاں ہیں کسی پارلیمنٹ کے اندر وزیراعلیٰ کے علاوہ کوئی فرد توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب نہیں دیتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چار سالوں کی روایت رہی ہے کہ قومی اسمبلی کے اندر توجہ دلاؤ نوٹسز کے جواب 99 فیصد وزیراعظم خود دیتے رہے ہیں۔ پتا نہیں یہ کیا عجیب ماجرہ ہے کہ اگر ایک ترمیم چودھری پرویزالٰہی صاحب کے دور میں کی گئی تھی وہ بھی basic spirit of rules کے خلاف تھی کہ توجہ دلاؤ نوٹسز کا جواب یا تو وزیراعلیٰ دیں گے یا متعلقہ وزیر دیں گے اب متعلقہ وزیر سے نیچے آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ آج توجہ دلاؤ نوٹس take up نہیں کئے جائیں گے میری بس یہ استدعا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری اس پر عرض سن لیں چونکہ میں خود rules کو follow کرنے والا انسان ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے اگر rule 66 پڑھا ہوتا تو پھر آپ نے جتنی باتیں کی ہیں آپ کو یہ باتیں کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ میں نے ایک بڑی چھوٹی سی grace کی بات کی ہے اور grace of the House کی بات کی ہے۔ اگر ایک معزز ممبر نے کھڑے ہو کر صرف یہاں پر Chair کو

accommodate کیا اور بتایا ہے کہ متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں اور اس کا جواب Monday کو رکھ لیں تو اس میں کیا قیامت آ گئی؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں آپ کی بات تسلیم کرتا ہوں لیکن میرا version یہ ہے کہ جب Chair نے یہ بات کی کہ یہ واقعتاً take up نہیں کر سکتے لیکن ایوان کی sense لے لیتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات سن لیں کہ جب Chair نے یہ بات کی واقعتاً اس کو ہم take up نہیں کر سکتے لیکن ایوان کی sense لے لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایوان سے اگر آپ پوچھ لیں اور ایوان اجازت دے دے تو یہ take up ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ میں نے بالکل یہ نہیں کہا کہ ایوان کی sense لے لیتے ہیں اور میں نے بالکل یہ بات نہیں کی۔ You are putting wrong words in my mouth میں نے sense of the House یہ کہا کہ جب rules موجود ہوں وہاں پر sense of the House نہیں چلتی۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران ایوان میں داخل ہوئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر We have a Minister in House by designation take them of سارا issue ہی ختم ہو جاتا ہے۔ He is now honourable Minister in the House

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔ اس کا جواب Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1080 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب تو موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب انہوں نے نہیں دینا۔ ڈھلوں صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے اسے Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا دن پاکستان کی تاریخ، پاکستان کی عدالتی تاریخ اور پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک بہت اہم اور بہت ہی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! بڑی معذرت کے ساتھ، چودھری ظہیر صاحب بیٹھے ہیں تو جو matter subjudiced ہو وہ اسمبلی کے اندر زیر بحث آ سکتے ہیں نہ ہی ان پر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں وہ بات نہیں کروں گا جو عدالت میں ہو لیکن محترم وزیراعظم پاکستان کا عدالت کے اندر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! Let the decision of the court come تب تک یہ matter subjudiced ہے اور آپ کی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں اس پر بات نہیں کروں گا بلکہ اس اہم دن کے اوپر معزز وزیراعظم نے جو grace دکھائی ہے، جو majesty of the law اور۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! آپ میرے لئے بڑے محترم ہیں اور court matter میں پیش ہونا، نہ ہونا let the decision come پھر ہم اس پر بات کریں گے۔ ابھی یہ subjudiced ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جس دن عدالت سے فیصلہ ہو جائے گا تو آپ اس دن پوری بات کر لیں۔ subjudiced matter پر آپ بات نہ کریں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 78 کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے،

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اسے pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 8/12 چودھری ندیم خادم صاحب کی طرف سے move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

ای ڈی او(ہیلتھ) جہلم کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ
(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور/انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کا جواب میرے پاس ہے۔چودھری ندیم خادم ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے پیش کی گئی تحریک استحقاق حقائق کے قطعاً منافی ہے۔اصل حقائق درج ذیل ہیں کہ 30-12-2011 کو جمعہ کا دن تھااور آفس کا کام مکمل کرنے کے بعد میں ایک بجے آفس سے اٹھ گیا تھا---

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب!ادھر ہی رُک جائیں۔آپ ہمارے بڑے محترم ہیں لیکن ایک معزز ممبر نے ایک بات تحریری طور پر دی ہے لیکن اس آفیسر نے یہ کہا ہے کہ میں دفتر سے اٹھ گیا تھا۔یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری ندیم خادم: شکریہ۔جناب سپیکر!

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذانِ عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 20۔جنوری 2012 بروز جمعتہ المبارک صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

70

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 20-جنوری 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (TEVTA) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010-11

ایک وزیر ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (TEVTA) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010-11 پیش کریں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا رپورٹ کی نقول پہلے ہی مہیا کی جا چکی ہیں۔

72

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،20۔جنوری2012

(یوم الجمع،25۔صفر المظفر1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر37منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِO

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

سورة البُرُوج آیات17تا22

بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے (17)(یعنی)فرعون اور ثمود کا(18) لیکن کافر (جان بوجھ کر)تکذیب میں(گرفتار)ہیں(19)اور اللہ (بھی)ان کو گردا گرد سے گھیرے ہوئے ہے (20)(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں)بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے(21)لوح محفوظ میں(لکھا ہوا)(22)

وماعلینا الاالبلاغO

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کیا وہ سماں ہوگا کیسی وہ گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر ان کے روضے پہ پڑی ہو گی
کیا سامنے جا کے ہم حال اپنا سنائیں گے
سرکار کا در ہو گا اشکوں کی جھڑی ہو گی
ہو جائے جو وابستہ سرکار کے دامن سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی
چارہ نہ کوئی کرنا اک نعت سنا جانا
ناچیز ظہوری کی جب سانس اڑی ہو گی

سوالات

(محکمہ جات اطلاعات وثقافت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ اطلاعات وثقافت سے متعلق سوالات پوچھیں جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال رئیس ابراہیم خلیل احمد صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 1720 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے رئیس ابراہیم خلیل احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جنوبی پنجاب کے اضلاع میں آنے والی اسامیوں کے اشتہارات کی تفصیلات

*1720: رئیس ابراہیم خلیل احمد: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں قومی اخبارات "جنگ"، "نوائے وقت"، "خبریں"، "ایکسپریس" وغیرہ لاہور اور ملتان سے بیک وقت چھپتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف ملتان سے چھپنے والے مذکورہ اخبارات ہی جنوبی پنجاب میں تقسیم کئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے اضلاع میں آنیوالی اسامیوں کے اشتہارات ملتان سے چھپنے والے اخبارات کی بجائے لاہور سے چھپنے والے اخبارات میں دیئے جاتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے امیدواروں کو سرے سے ان اسامیوں کا پتا ہی نہیں چلتا اس لئے ان اسامیوں پر اپر پنجاب کے لوگ بھرتی ہو جاتے ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) ہاں - یہ درست ہے کہ پنجاب میں قومی اخبارات "جنگ"، "نوائے وقت"، "خبریں"، "ایکسپریس" وغیرہ لاہور اور ملتان سے بیک وقت چھپتے ہیں۔

(ب) نہیں۔دوسرے شہروں سے چھپنے والے اردو، انگریزی اخبارات بھی جنوبی پنجاب میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں۔جنوبی پنجاب کے اضلاع میں آنے والی اسامیوں کے اشتہارات ملتان سے چھپنے والے اخبارات میں دیئے جانے کے ساتھ ساتھ لاہور سے شائع ہونے والے اہم قومی اخبارات کو بھی دیئے جاتے ہیں جو جنوبی پنجاب کے علاقوں کو بھی cover کرتے ہیں۔

(د) یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس امر کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ قومی اخبارات کے ساتھ ساتھ متعلقہ علاقائی اخبارات میں بھی اشتہارات شائع ہوں تاکہ ان علاقوں کے عوام کو بھی معلومات فراہم ہو سکیں۔

(ہ) مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں جز(ہ) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جب سدرن پنجاب میں ریکروٹمنٹ کے لئے اسامیاں مشتہر کی جاتی ہیں تو وہ تمام اخبارات جو لاہور سے نکلتے ہیں ان کے دیگر ایڈیشن ملتان سے بھی نکلتے ہیں۔محکمے والے ان کے اشتہارات لاہور کے اخبارات میں دے دیتے ہیں لیکن وہاں کے ایڈیشن میں نہیں دیتے۔اس کی ایک بڑی مثال یہ ہے کہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں ایک دفعہ ساٹھ اسامیاں announce کی گئیں جو ساری کی ساری درجہ چہارم کی تھیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ ان ساٹھ اسامیوں پر ایک فرد بھی سدرن پنجاب سے نہیں تھا بلکہ ان کے ڈومیسائل فیصل آباد اور لاہور کے تھے۔یہ جو علیحدہ صوبہ کی بات کرتے ہیں اس کے اندر یہی محرومیاں ہیں جن کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔منسٹر صاحب فرمادیں کہ نوائے وقت، جنگ اور خبریں کے ملتان ایڈیشن کے اندر سدرن پنجاب کی سیٹوں کو announce نہیں کیا گیا تو کیا وہ اس پر کارروائی کریں گے؟ یہ کارروائی کی یقین دہانی کرا دیں تو میں ریکارڈ لے کر منسٹر صاحب کے پاس جاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے میں اس سلسلے میں بڑی وضاحت سے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اخبارات میں جو اشتہار دیئے جاتے ہیں یقیناً یہ وہاں پر بھی چھپتے ہیں اور لاہور والے ایڈیشن میں بھی چھپتے ہیں لیکن اگر ان کے پاس کوئی ایسی particular چیز ہے جس میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر ناانصافی ہوئی یا وہاں پر نہیں چھپے اور یہاں چھپے ہیں تو اس کا بتا دیں، یقیناً اس پر کارروائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ میں مزید یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو مقامی اخبارات ہوتے ہیں پچیس فیصد ان کا بھی quota ہوتا ہے اس لئے مقامی اخبارات کے ذریعے بھی یہ advertise کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر ان کے پاس ایسا کوئی particular case ہے جس کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ ناانصافی ہوئی ہے اور وہ وہاں پر نہیں چھپا بلکہ یہاں لاہور میں چھپا ہے تو یہ مجھے بتا دیں اس پر ضرور کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے اور یہ assurance دیں گے کہ جنوبی پنجاب کی جتنی آرٹس کونسلیں ہیں وہاں پر اس علاقے کا ڈومیسائل رکھنے والوں کے علاوہ کوئی ملازم کام نہیں کر رہا؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آگے آرٹس کونسل کے سوالات آئیں گے تو پھر محترمہ اپنا یہ سوال کر لیں۔ موجودہ سوال تو اخبارات کے حوالے سے ہے اگر اس سوال کے کسی جز میں آرٹس کونسل کا ذکر ہے تو مجھے بتا دیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ معزز وزیر صاحب کو explain کر کے بات سمجھانی پڑتی ہے۔ یہ سوال خاص طور پر جنوبی پنجاب کے اضلاع میں بھرتیوں سے متعلق ہے تو میں نے اسی حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے کہ ان کے محکمے میں جنوبی پنجاب کی سیٹوں کے اوپر وہاں کے ڈومیسائل کے علاوہ بھی کوئی لوگ کام کر رہے ہیں؟ میں نے تو بڑا simple سوال پوچھا ہے اگر اس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے تو ویسے ہی کہہ دیں۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ سوال پڑھ لیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ یہ سوال صرف اخبارات میں اشتہارات کے بارے میں ہے۔ اس پر irrelevant بات کرنا مناسب

نہیں ہے اگر یہ اس کی معلومات چاہتی ہیں تو fresh question کر دیں۔اس سوال کو جز(ہ)تک پورا پڑھ لیں کہیں پر بھی آرٹس کونسل کا ذکر نہیں ہے اگر اس کا ذکر ہے تو پھر میں جواب دینے کا پابند ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!یہ اشتہارات جنوبی پنجاب میں Fun Fair کے بارے میں نہیں بلکہ یہ جنوبی پنجاب کے اضلاع میں سیٹوں کے بارے میں ہیں،یہ اسامیوں کے بارے میں ہے اگر وزیر صاحب کہتے ہیں تو میں بتا دیتی ہوں کہ اس سوال میں اسامیوں کا ذکر کتنی دفعہ کیا گیا ہے؟یہ غلط بات ہے کہ جواب آپ کے پاس نہیں ہے اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں irrelevant سوال پوچھ رہی ہوں۔میں Fun Fair کے بارے میں نہیں پوچھ رہی بلکہ میں جنوبی پنجاب کی اسامیوں کے بارے میں پوچھ رہی ہیں اور میرا categorical سوال ہے کہ کیا محکمہ اطلاعات وثقافت میں جنوبی پنجاب کی سیٹوں کے اوپر دوسرے اضلاع کے ڈومیسائل والے لوگ کام کر رہے ہیں یا نہیں؟یہ simple سا سوال ہے۔آپ خود فرمادیں کہ اس کے اندر میں irrelevant کہاں ہوں؟

جناب سپیکر:محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ ان سیٹوں پر ان اضلاع کے ڈومیسائل کے علاوہ کوئی دوسرے لوگ بھی کام کر رہے ہیں یا نہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!ہم پنجاب کو ایک صوبہ سمجھتے ہیں۔ابھی جنوبی پنجاب کوئی علیحدہ چیز نہیں بلکہ وہ پنجاب کا حصہ ہے۔محترمہ کوئی ایسا particular case سامنے لے کر آئیں۔وہاں پر جو آدمی qualify کرتا ہے اسی کو نوکری ملتی ہے وہ بے شک اس علاقے یا دوسرے علاقے سے تعلق رکھتا ہو۔جہاں تک lower staff کا تعلق ہے تو یقیناً اس کے لئے جس علاقے کا ڈومیسائل required ہوتا ہے اسی علاقے کے لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!اب آپ نے خود وزیر صاحب کا جواب سن لیا ہے۔ایک تو مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا جنوبی پنجاب گالی ہے،جنوبی پنجاب بھی صوبہ پنجاب کا ایک حصہ ہے اور جنوبی پنجاب ان کی چھیڑ کیوں بن گئی ہے؟میں تو پنجاب کے ایک حصے کے بارے میں ہی بات کر رہی ہوں۔میں اب بڑا categorical سوال پوچھتی ہوں کہ کیا ساری ملازمتوں پر central پنجاب کے لوگوں کا حق ہے،کیا جنوبی پنجاب کے لوگوں کا ان ملازمتوں پر کوئی حق نہیں ہے؟central پنجاب،لاہور اور فیصل آباد کے لوگ جنوبی پنجاب میں جا کر کیوں نوکری کریں،کیا وہاں کے لوگوں کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ نوکری کر سکیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ایجوکیشن کا standard اور quantity and quality سنٹرل اور اپر پنجاب میں comparatively جنوبی پنجاب سے زیادہ ہے۔اب جب بھی وہاں پر کوئی پار کو یا دوسرے ادارے بنتے ہیں تو کہا یہ جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب میں تعلیم کا وہ معیار نہیں ہے۔ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ کیا ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگ چوکیداری کے قابل بھی نہیں ہیں؟چوکیدار کی اسامی کے لئے بھی لاہور اور فیصل آباد کے لوگ بھیجے جاتے ہیں۔ہمارا یہ مؤقف قطعاً نہیں ہے کہ لاہور اور فیصل آباد کے لوگوں کو جنوبی پنجاب میں services نہ دی جائیں لیکن جنوبی پنجاب کے ساتھ یہ بہت بڑی بددیانتی ہے کہ ہمیں چوکیدار اور خاکروب کے قابل بھی نہ سمجھا جائے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟اگر آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔اس حوالے سے جب بحث کے لئے وقت مقرر ہوگا تو آپ بے شک بحث کر لیجئے گا۔آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے دیکھا ہے کہ معزز ممبر نولاٹیا صاحب ہمیشہ unnecessary گفتگو کرتے ہیں۔ان کو جنوبی پنجاب سے جتنی محبت ہے وہ سارے جہان کو اچھی طرح معلوم ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ نے جنوبی پنجاب کے لئے جو کچھ کیا ہے اس سے سارا جہان بخوبی آگاہ ہے۔سیلاب کے دنوں میں جب ان کے گھر اور بچے بہہ رہے تھے تو ان کے صدر ملک سے باہر بھاگ گئے تھے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہ صرف ان کا ایوان نہیں یہ ہمارا بھی ایوان ہے اور یہاں بات کرنا ہمارا بھی حق ہے۔آپ ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Order please. Order in the House آپ سب تشریف رکھیں۔ دیکھیں! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر سے پرہیز کیا جائے گا۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے ایک سوال پوچھا تھا جس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب آپ کے سوال کا جواب دینے لگے تھے لیکن درمیان میں نولاٹیا صاحب اور پھر چودھری عبدالغفور صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! چلیں، اب دے دیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو اچھے طریقے سے جواب دیں۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جب معزز ممبران سوال کریں تو پھر انہیں اس کا جواب بھی آرام سے سننا چاہئے۔ ہمیں بار بار جنوبی علاقے کی بات نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ پنجاب سب کا ہے۔ پورے پنجاب میں یہ merit چلتا ہے اور طے شدہ طریق کار کے مطابق ہی بھرتیاں کی جاتی ہیں۔ آفیسرز پنجاب میں کہیں بھی تعینات ہو سکتے ہیں اور ان کی selection معیار اور تعلیم کے مطابق کی جاتی ہے۔ جہاں تک lower staff کا تعلق ہے تو ان کے لئے ڈومیسائل کا مسئلہ ہوتا ہے۔ میں معذرت سے کہوں گا، ابھی میرے فاضل ممبر نے کہا ہے کہ جنوبی پنجاب کے لوگ چوکیداری کے قابل بھی نہیں ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ lower staff کی بھرتی required ڈومیسائل کے بغیر نہیں ہوتی اور اسی علاقے کے لوگوں کو preference دی جاتی ہے اور انہی کو ہی وہاں پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ معزز ممبر نے جو بات کہی ہے وہ بہت غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا یہ منصفانہ جواب ہے؟ کیا جنوبی پنجاب کے لوگ صرف lower staff کے لئے رہ گئے ہیں اور باقی جو ملائی ملائی ہے وہ سنٹرل پنجاب کے لوگوں کو دے دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے اور آپ بھی ایسی بات نہ کریں۔ آپ سب کا پنجاب ہے۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں ان کو بتا دوں کہ جو بھی ملازمت نکلتی ہے اس کے لئے جہاں پر ڈومیسائل کی requirement ہوتی ہے وہ بے شک Upper, Southern and Northern Punjab میں ہو اسی کے مطابق بھرتی کی جاتی ہے۔ جہاں پر ڈومیسائل کی

requirement نہیں ہوتی وہاں پر اسی کے مطابق بھرتی کی جاتی ہے۔یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ پر اسی علاقے کے ڈومیسائل کے لوگوں کو بھرتی کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا خیال ہے کہ مجھے منسٹر صاحب کو پنجابی میں سمجھانا چاہئے کہ میں کہنا کیا چاہتی ہوں۔سوال کے جز(د)میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے امیدواروں کو سرے سے ہی ان اسامیوں کا پتا نہیں چلتا اس لئے ان اسامیوں پر اپر پنجاب کے لوگ بھرتی ہو جاتے ہیں؟"یہ categorical سوال ہے اور ابھی خود اس کی bifurcation وزیر صاحب نے کر دی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ جو اچھی اچھی اسامیاں ہوتی ہیں ان پر ہم اپنی مرضی کے لوگ لگا دیتے ہیں اور نیچے والی اسامیاں پر اسی علاقے کے لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔جنوبی پنجاب کے لوگوں کو ان اسامیوں کا پتا چلتا ہے اور اس کے بعد ان کو fill کیا جاتا ہے۔تو میں یہ کہوں گی کہ اس سوال کا یہ جواب غلط ہے یا پھر وزیر صاحب غلط فرما رہے ہیں۔اس بات کا اب آپ خود فیصلہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔وہ آپ کو اچھے طریقے سے بات بتا رہے ہیں کہ انہوں نے ڈومیسائل کے مطابق ہی سروس دینی ہوتی ہے۔جی،وزیر ثقافت صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں معذرت سے یہ بات کہوں گا کہ یہ common sense کی بات ہے کہ 7ہزار تنخواہ لینے والا بندہ اگر لاہور،فیصل آباد یا پنڈی کا ہے تو اُس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ڈی جی خان یا بہاولپور میں جا کر اتنی کم تنخواہ میں زندگی بسر کرے۔وہاں کے لوگوں کو ہی وہاں پر ملازمت دی جاتی ہے اور افسران کی اسامیوں پر جو لوگ qualify کرتے ہیں وہ وہاں پر جا کر نوکری کر سکتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے کہا ہے کہ جنوبی پنجاب میں کوئی آدمی ان محکموں میں نوکری کرنے کے قابل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں،انہوں نے ایسی بات نہیں کی۔(قطع کلامیاں)

نہیں،نہیں.This is not good

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اونچی آواز میں بات کرنے سے بات نہیں بنتی، یہ تحمل سے میری بات سُنیں۔انہوں نے ابھی جو بات کی ہے آپ ریکارڈ چیک کرا لیں اگر میں نے یہ بات کی ہو اور یہ ثابت کر دیں تو میں resign کرتا ہوں یا یہ resign کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں ان کا چیلنج accept کرتی ہوں۔انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم 7ہزار روپے کی نوکری ڈومیسائل والے لوگوں کو دیتے ہیں، باقی جو جس کا حق ہوتا ہے وہ اُن کو مل جاتا ہے، یہ انہوں نے نہیں کہا؟ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر qualified لوگ موجود نہیں ہیں اس کا مطلب ہے کہ اپر پنجاب qualified لوگوں سے بھرا ہوا ہے اور جنوبی پنجاب میں qualified لوگ موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ وہاں پر qualified لوگ موجود نہیں ہیں۔یہ غلط بات کر رہی ہیں میں نے اس پر ان کو چیلنج کیا ہے۔آپ ریکارڈ نکال لیں، یہ resign کریں یا میں resign کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔اب آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بہت مہربانی۔جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ جنوبی پنجاب یا اپر پنجاب کی بات نہیں ہے۔یہ بات اسامیوں کے اشتہارات کی ہے۔میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مثال دیتا ہوں کہ لائیو سٹاک یا اولڈ ہومز کی چھوٹی نوکریوں کے لئے پنجاب کا ڈومیسائل کیوں بنایا جاتا ہے؟ ان کو ضلع تک محدود رکھنا چاہئے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لائیو سٹاک اور اولڈ ہومز میں کسی کی ماسی اور کسی کا پھوپھی کا بیٹا بھرتی کر کے بھیجے گئے ہیں۔چھوٹی نوکری اور بڑی نوکری کے لئے ڈومیسائل اُس ضلع کا ہونا چاہئے نہ کہ پورے پنجاب کا ڈومیسائل ہو۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بات یقیناً ریکروٹمنٹ کے سلسلے میں ہو رہی ہے جبکہ یہ سوال صرف اشتہارات کی بنیاد پر ہے۔ہماری ڈیوٹی صرف یہ ہے کہ ہم اشتہارات دیں اور ریکروٹمنٹ پالیسی حکومت پنجاب بناتی ہے۔ان کی آراء کو اس میں شامل کیا جا سکتا ہے جس پر حکومت پنجاب ایکشن لے گی اور ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال 4389 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور عجائب گھر کا قیام و دیگر تفصیلات

*4389: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور عجائب گھر کتنے رقبہ پر قائم ہوا؟

(ب) سال 2003 سے آج تک کتنی اور کون کون سی اشیاء چوری ہوئیں؟

(ج) ان اشیاء کی چوری کی ایف آئی آر کہاں کہاں درج کرائی گئی؟

(د) ان اشیاء کی چوری پر اس ادارہ کے کس کس ملازم کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور عجائب گھر 1894 میں موجودہ بلڈنگ میں قائم ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

کورڈ ایریا:	63375 مربع فٹ
	14 کنال 15 مرلہ
اوپن ایریا:	37575 مربع فٹ
کل رقبہ:	103950 مربع فٹ
	23 کنال 2 مرلہ

(ب) سال 2003 سے تاحال عجائب گھر میں کوئی چوری نہیں ہوئی تاہم 2001 میں ایک آفیسر بغیر اجازت اور بغیر چارج دیئے ملک سے باہر چلا گیا۔ بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ کچھ نوادرات کم ہیں جس کی انکوائری کرائی گئی اور اسے ملازمت سے نکال دیا گیا۔

(ج) سوال کا جواب "نہ" میں ہے۔

(د) سوال کا جواب "نہ" میں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ عجائب گھر سے کتنی چیزیں چوری ہوئی ہیں؟ محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ کچھ نوادرات کم تھے جس کی انکوائری کی گئی تو ملازم کو فارغ کیا گیا ہے یعنی انہوں نے ملازم فارغ کر دیا لیکن اس کی ایف آئی آر تک درج نہیں کرائی۔ وزیر موصوف بتائیں کہ ان چیزوں کی چوری کی ایف آئی آر درج کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے سوال کیا تھا کہ 2003 سے لے کر اب تک کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے، تو اس کا جواب تو اتنا ہی بنتا تھا کہ 2003 سے لے کر اب تک کوئی واقعہ نہیں ہوا لیکن محکمہ نے اپنی طرف سے مہربانی کرنے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے وہ 2003 سے پیچھے بھی چلے گئے ہیں حالانکہ یہ انہوں نے پوچھا بھی نہیں تھا۔ محکمہ نے خود ہی admit کر لیا کہ 2001 میں ایک آفیسر اطلاع دیئے بغیر اور چارج چھوڑے بغیر بیرونِ ملک چلا گیا اور بیرونِ ملک جانے کے بعد نوادرات میں کچھ کمی پائی گئی۔ میں نے ابھی محکمہ سے بریفنگ لی ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ ایسی اہم چیزیں نہیں تھیں جس کے لئے ایف آئی آر کی ضرورت ہو یا اُس کے خلاف مزید کسی کارروائی کی ضرورت ہو لیکن انکوائری کرنے کے بعد اُس افسر کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ وہ غیر اہم چیزیں تھیں۔ جو چیزیں عجائب گھر میں رکھی جاتی ہیں کیا وہ غیر اہم ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبر ایک چیز نوٹس میں لائے ہیں تو اس پر مزید انکوائری کرانے کے بعد ایوان کو بتایا جائے گا کہ اس میں کون کون سی چیزیں گئی ہیں کیونکہ چوری تو ایک روپے کی بھی ہوتی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ نوادرات چوری ہوئے آٹھ نو سال ہو گئے ہیں تو ابھی تک جن لوگوں نے ایف آئی آر درج نہیں کرائی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اس اہل ہی نہیں ہیں کہ وہ ہمارے عجائب گھر کو سنبھال سکیں۔ کیا وزیر موصوف انہیں sideline کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انکوائری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس افسر کو ملازمت سے فارغ کر دیا جائے اور اس کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں کرائی۔ اب یہ فیصلہ کس بنیاد پر کیا گیا تھا تو میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ اس معاملے کو مزید thrash out کر کے ان کو بتا دیا جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! نبی پاک ﷺ کے نعلین پاک مسجد سے چوری ہو جاتے ہیں اور ہم اسے serious نہیں لیتے ہیں۔ عجائب گھر میں جو چیز پہنچتی ہے وہ نہایت قیمتی ہوتی ہے لیکن ان کے

افسران انکوائری کر کے کہیں گے کہ یہ چیزیں معمولی ہیں جس کی وجہ سے ان کے لئے ایف آئی آر کی ضرورت نہیں ہے۔وزیر موصوف بتائیں کہ یہ انکوائری کرنے کے بعد ایف آئی آر درج کر کے کب تک ایوان کو بتائیں گے ؟

جناب سپیکر: جی،وزیر ثقافت!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!کسی بھی محکمہ میں کسی بھی مسئلے پر ایک انکوائری کمیٹی بنائی جاتی ہے اور انکوائری کمیٹی کی سفارشات پر ہی آگے کام کیا جاتا ہے۔ہمارے علم میں یہ ہے کہ ان چیزوں کی چوری کے حوالے سے جو انکوائری کمیٹی بنائی گئی تھیں اُس کی سفارشات یہ تھیں کہ اس چوری کی ایف آئی آر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اُس افسر کو نوکری سے برخاست کر دیا جائے۔میں اس کے باوجود سمجھتا ہوں کہ معزز ممبر کی بات اس لحاظ سے بڑی relevant ہے کہ وہ نوادرات یقیناً قیمتی ہوں گے تو انکوائری کرنے کے بعد next week تک اس کی تفصیل ایوان میں بیان کر دی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!منسٹر صاحب next week تک ایف آئی آر کی کاپی دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔انہوں نے ابھی ایف آئی آر کی بات نہیں کی بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم انکوائری کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!پھر اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔یہ pending نہیں ہوتا۔وہ اس کی انکوائری کرا لیں گے۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے میں اس معاملہ کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے۔آپ ضمنی سوال پوچھ سکتی ہیں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر!میں یہی سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمارے اندر جو رویہ پایا جاتا ہے کہ ہماری ثقافت سے متعلق جو نوادرات ہیں ان کو اہمیت کیوں نہیں دی جاتی؟ہم ثقافت ہی کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں اگر دنیا میں ہمارا soft image ہو گا تو اسی ثقافت کی وجہ سے ہو گا۔اگر ہم نے ان ثقافتی نوادرات کو اہمیت نہ دی تو پھر آہستہ آہستہ یہ غائب ہوتے جائیں گے جو کہ ہو رہے ہیں۔منسٹر

صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ نوادرات چوری ہوئے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ صرف غیر اہم نوادرات چوری نہیں ہوئے آہستہ آہستہ، قطرہ قطرہ ہماری ثقافت ضائع ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرے سسرال کا جدی پشتی تلنبہ سے تعلق ہے۔ وہاں پر کھدائی کی گئی تھی تو 64 فٹ گہری ایک خندق کھودی گئی تھی جس میں سے semi precious stones کا ایک ہار اور اس کے علاوہ نوادرات ملے جن میں شیوا کے بت بھی شامل تھے۔ میں اتفاق سے تلنبہ پر ایک کتاب لکھ رہی تھی تو میں نے عجائب گھر میں جا کر ان نوادرات کو دیکھنے کی فرمائش کی تو پتا چلا کہ وہ نوادرات کسی اور جگہ shift ہو چکے ہیں۔ مجھے یہ on the floor of the House request کرنی ہے کہ اب تلنبہ کے وہ نوادرات کہاں کہاں موجود ہیں اور کیا اس shifting میں کسی چیز کے اِدھر اُدھر ہونے کو چوری نہیں سمجھا جاتا، میرا سوال یہ بھی ہے کہ ایف آئی آر کون کٹواتا ہے اور کیا عجائب گھر کے انچارج اس کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ انہوں نے ان نوادرات کی حفاظت نہیں کی اور وہ کہیں اور shift کر دیئے جاتے ہیں۔ کیا یہ چوری ہی کا ایک طریقہ نہیں ہے؟ یہ unexplanatory یا nontransparent system ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب تلنبہ کے نوادرات کے متعلق location کے مطابق تمام list مجھے اگلے ہفتے یا کسی بھی تاریخ تک فراہم کر دیں گے؟

جناب سپیکر: یہ سوال تو لاہور کا ہے اور آپ تلنبہ پہنچ گئی ہیں۔ جی، ملک صاحب!

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر آپ نے بھی فرما دیا ہے کہ یہ تلنبہ کا سوال ہے۔ یہ نیا سوال بنتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہر ضلع میں عجائب گھر نہیں بنایا جاتا۔ لاہور کا عجائب گھر پورے پاکستان کا responsible ہے۔ اس میں لاہور کے نوادرات کم ہیں اور باہر کے زیادہ ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کیونکہ تلنبہ کے نوادرات اسی عجائب گھر میں لائے گئے تھے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک ندیم کامران): اس سوال میں تلنبہ کا ذکر ہے اور نہ اس کی انکوائری ہے۔ اگر یہ نیا سوال کر دیں تو تفصیل آ جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس حوالے سے نیا سوال دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! عجائب گھر میں پورے پاکستان سے نوادرات لائے جاتے ہیں اور ان کے time period کے مطابق ان کو وہاں رکھا جاتا ہے۔ اس عجائب گھر میں جا کر جب ان نوادرات کا پوچھا جائے تو اس قسم کا جواب آتا ہے کہ پتا نہیں ہے۔ میں اس کو چوری کے ضمن میں دیکھتی ہوں کیونکہ ذمہ دار لوگ ہی نوادرات کو shift کر دیتے ہیں۔ مجھے shift کئے ہوئے تلنبہ کے نوادرات کی list چاہئے۔ اس ایوان میں عجائب گھر کا سوال تو کبھی آیا ہی نہیں اگر آج آ گیا ہے تو اس کو consider کریں۔

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ تلنبہ کا بار بار ذکر کر رہی ہیں۔ یہ یقیناً وہاں گئی ہوں گی۔ اگر اس کے متعلق انکوائری کرانی ہے یا مزید علم حاصل کرنا ہے تو ہم ان کو یقیناً تفصیل فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ نیا سوال دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہی تو چوری کا طریقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جز (د) میں ان سے پوچھا تھا کہ ملازمین کے خلاف کیا ایکشن ہوا ہے۔ یہ جز (ب) میں کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں نوکری سے نکال دیا ہے اور جز (د) کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ سوال کا جواب "نہ" میں ہے۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ اس ملازم کو نکالا نہیں گیا بلکہ protocol کے ساتھ سلامی دینے کے بعد پنشن بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جب انکوائری ہو گی تو ساری بات سامنے آ جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ جب نوادرات چوری ہوئے تو اس وقت کا وزیر اعلیٰ بھی اس میں ملوث تھا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں ابھی کچھ بھی پتا نہیں ہے۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے relevant بات کی ہے کہ اس کی انکوائری کرائی جائے۔ میں اس کی انکوائری کرا کر ایوان کو پیش کر دوں گا اور ان کو بھی بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے سابق وزیر اعلیٰ کا نام کیوں لیا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی جناب نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4390 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

عجائب گھر لاہور میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4390: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) عجائب گھر لاہور میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ادارے میں گریڈ 16 اور اوپر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین مستقل کام کر رہے ہیں اور کتنے عارضی اور کتنے deputation پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) deputation پر کام کرنے والے ملازمین کو کن کن شرائط پر deputation پر لیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس جگہ تعینات deputation ملازمین کو واپس ان کے parent ڈیپارٹمنٹ بھجوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) عجائب گھر میں اس وقت 138 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) عجائب گھر میں گریڈ 16 اور اوپر کی کل 25 اسامیاں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

گریڈ 16 کی کل اسامیاں 6 ہیں۔ گریڈ 17 کی کل اسامیاں 11 ہیں۔

گریڈ 18 کی کل اسامیاں 6 ہیں۔ گریڈ 19 کی ایک اسامی ہے۔

گریڈ 20 کی ایک اسامی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر متعین ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 23 ملازمین مستقل بنیادوں پر کام کر رہے ہیں عارضی کوئی بھی نہیں ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:-

2 آفیسرز ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں جن میں ایک گریڈ 20 اور دوسرا گریڈ 18 میں ہے۔

(ہ) ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے افسران کو حکومت پنجاب کی ڈیپوٹیشن پالیسی کے مطابق لگایا گیا، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) حکومت پنجاب کی ڈیپوٹیشن پالیسی کے مطابق ملازمین اپنے محکموں میں واپس چلے جائیں گے۔ یہ ملازمین Rules کے مطابق ڈیپوٹیشن پر تعینات کئے جاتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جو بھرتیاں ہوئی تھیں میں نے اس میں ڈومیسائل کی تفصیل مانگی تھی۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ڈومیسائل حافظ آباد، میانوالی، اٹک، لاہور یا اوکاڑہ کا ہے اور پھر slip کر کے کہہ دیتے ہیں کہ ڈومیسائل پنجاب کا ہوتا ہے۔ ہمارے وزیر کب تک افسران کی کرپشن پر پردہ ڈالیں گے، کیا انہیں یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ ڈومیسائل ڈسٹرکٹ کے ہوتے ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہاں جو اسامیاں filled ہیں ان کی پوری تفصیل دے دی گئی ہے اگر اس میں کوئی کمی ہے تو مجھے بتا دیں تاکہ میں مزید وضاحت کر سکوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! مجھے ایک list فراہم کی گئی ہے۔ اس میں، میں نے ڈومیسائل کے متعلق پوچھا تھا تو وہ کہتے ہیں کہ پنجاب کا ہے۔ پنجاب کا ڈومیسائل تو ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا جج لگنے کے لئے ہوتا ہے کہ یہ پنجاب سے ہیں، سندھ سے ہیں، بلوچستان سے ہیں یا خیبر پختونخواہ سے ہیں۔ یہ پنجاب کی بات ہو رہی ہے تو جب پنجاب کے ڈومیسائل کی بات ہو گی تو ضلع کی بات ہو گی، کچھ لوگوں کے ناموں کے سامنے تو خود اضلاع کے نام لکھ کر دیئے گئے ہیں باقیوں کے سامنے صرف پنجاب لکھ کر گول مول جواب دیا گیا ہے، ایسا کیوں کیا ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب بھی کوئی اسامی ہوتی ہے اس کے لئے بتایا جاتا ہے کہ وہ شخص اس اسامی کے لئے qualify کرے گا جس کا ڈومیسائل اس ضلع سے ہو گا۔ اسی طرح کچھ اسامیاں ایسی ہوتی ہیں جس کے لئے پنجاب کے کسی بھی ضلع سے تعلق ہونے پر وہ نوکری حاصل کر سکتا ہے۔ جہاں پر پنجاب کا لکھا ہے اس کی requirement پنجاب ہو گی اور جہاں ضلع کا نام لکھا گیا ہے وہاں requirement اس ضلع کی ہو گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں بقیہ جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، کیا آپ نے کبھی اپنا سوال بھی دیا ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کریں؟ اس پر میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا Rules کے مطابق ڈومیسائل district کی بنیاد پر ہوتا ہے یا province کی بنیاد پر ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی ضلع ہو گا وہ پنجاب میں ہی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بڑی وضاحت طلب بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں کہ ڈومیسائل نوکریوں کے لئے درکار ہوتے ہیں تاکہ وہ اسی ضلع کا رہائشی ہو۔ اس کے مطابق ہی اسے apply کرنا پڑتا ہے اور اس کے مطابق ہی اس کو نوکری دی جاتی ہے مگر کچھ سیٹیں ایسی ہوتی ہیں جو open ہوتی ہیں یعنی امیدوار پنجاب کے کسی بھی علاقہ میں رہتا ہو تو وہ اس سیٹ کے لئے apply کر سکتا ہے اس لئے ہی یہ difference آتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں یہاں پر پاکستان، پنجاب یا ضلع کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں بات یہ کر رہا ہوں کہ ڈومیسائل ضلع کی jurisdiction کے مطابق بنتا ہے یا صوبائی سطح پر بنتا ہے اور کیا ڈومیسائل یہ show کرتا ہے کہ This person is belonging to that district اگر پنجاب کی سطح پر بنتا ہے تو بتائیں؟

جناب سپیکر: منڈا صاحب! اس میں سب کچھ mention ہوتا ہے۔ ڈومیسائل میں بندے کے والد کا نام، گاؤں کا نام، گھر کا ایڈریس اور ضلع کا نام لکھا جاتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیا جائے کہ ڈومیسائل کیا ضلع کی بنیاد پر بنتا ہے یا صوبہ کی بنیاد پر بنتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ضلع کی بنیاد پر بنتا ہے مگر جب سیٹیں advertise کی جاتی ہیں۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال صرف اتنا ہے کہ ڈومیسائل ضلع کی بنیاد پر بنتا ہے یا صوبہ کی بنیاد پر بنتا ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ضلع کی بنیاد پر بنتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر ضلع کی بنیاد پر ڈومیسائل بنتا ہے تو پھر یہ جواب غلط ہے کیونکہ انہوں نے ڈومیسائل کے خانے میں پنجاب لکھا ہوا ہے مگر کوئی ضلع mention نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! ہر بندے کا IQ برابر نہیں ہوتا۔ آپ کا ماشاء اللہ IQ بہت زیادہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ کم IQ رکھنے والے بندے نے یہ لکھ دیا ہو لہذا آپ اس کو برداشت کریں۔ بہر حال پنجاب پاکستان میں ہے اور ڈومیسائل میں متعلقہ ضلع کا نام لکھا ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ابھی صرف تیسرا سوال گزرا ہے اور آپ خود دیکھیں کہ وقفہ سوالات کا وقت باقی کتنا رہتا ہے؟ یہاں پر بہت زیادہ discrimination ہے کہ ایک ایک سوال پر سات، آٹھ ضمنی سوال ہو رہے ہیں مگر جب ہم ضمنی سوال کرتے ہیں تو ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے آپ سب کا احساس ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 5984، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ایوارڈز کی تقریبات و دیگر تفصیلات

*5984: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور آرٹس کونسل نے سال 2009 میں کتنی ایوارڈز کی تقریبات کا اہتمام کیا اور کتنے فنکاروں کو ایوارڈز سے نوازا نیز فنکاروں کے ناموں کی فہرست سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) لاہور آرٹس کونسل فنکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور آرٹس کونسل فنکاروں کو ایوارڈ دینے کے لئے حکومت پاکستان کو صوبائی محکمہ اطلاعات وثقافت کی وساطت سے سفارشات بھیجتی ہے تاکہ مستحق فنکاروں کو ایوارڈز مل سکیں۔

(ب)

(1) لاہور آرٹس کونسل مستحق فنکاروں کی مالی امداد کرتی ہے۔

(2) لاہور آرٹس کونسل نئے ذہین آرٹسٹوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کے پروگرامز کراتی ہے تاکہ ان کو ترقی مل سکے۔

(3) لاہور آرٹس کونسل کلاسیکی موسیقی پینٹنگز، معیاری ڈرامہ کو فروغ دینے کے لئے ان تمام فنکاروں کے پروگرامز کراتی ہے جن کو ہم لوگ بھولتے جارہے ہیں اس طرح کے پروگرامز کا مقصد فنکاروں کی مالی امداد اور کلاسیکی موسیقی، ڈرامہ اور آرٹ کو زندہ رکھنا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا تھا کہ 2009 میں ایوارڈز کی کتنی تقریبات کا اہتمام کیا گیا جس کا جواب تو نہیں آیا مگر یہ کہا گیا ہے کہ "ہم سفارشات بھجوا دیتے ہیں تاکہ جتنے بھی مستحق فنکار ہیں ان کو ایوارڈ مل سکے۔" میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کتنے مستحق فنکاروں کو نامزد کر کے بھیجا اور کتنے فنکاروں کو ایوارڈ مل سکا؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کے سوال کا ہم نے جواب دیا ہے کہ لاہور آرٹ کونسل مستحق فنکاروں کی مالی امداد کرتی ہے۔ مزید یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لاہور آرٹ کونسل نئے ذہین آرٹسٹوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کے پروگرام کراتی ہے تاکہ ان کو ترقی مل سکے۔ اسی طرح لاہور آرٹ کونسل کلاسیکی، موسیقی، paintings اور معیاری ڈرامہ کو فروغ دینے کے لئے ان تمام

فنکاروں کے پروگرام کراتی ہے جن کو ہم لوگ بھولتے جا رہے ہیں۔یہاں پر بتانے کا مقصد یہ ہے کہ لاہور آرٹس کونسل والے خود ایوارڈ نہیں دیتے بلکہ اس کی recommendation وفاقی حکومت کو بھجوائی جاتی ہے۔جب وہاں سے recommendation ہو کر آتی ہے تب ہی ہم اُن کو ایوارڈ دینے کے پابند ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!انہوں نے خود یہ بات کی ہے کہ ایوارڈ دینے کے لئے ہم سفارشات بھجواتے ہیں۔میرا ضمنی سوال یہی تھا کہ اُن میں سے لاہور آرٹ کونسل کی سفارشات پر کتنے فیصد فنکاروں کو ایوارڈ مل پاتے ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ یہ fresh question بنتا ہے کیونکہ یہاں پر اس کا data نہیں ہے کہ کتنی سفارشات بھجوائی گئیں اور کتنے فنکاروں کو ایوارڈ دیا گیا کیونکہ سینکڑوں کی تعداد میں یا اس سے کم بھی ہو سکتے ہیں؟اس لئے یہ fresh question کر دیں تو پھر انہیں تفصیل فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!یہ fresh question نہیں بنتا کیونکہ یہ relevant question ہے لہذا اس کا جواب آپ کو دینا ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!سوال بھی fresh بنتا ہے اور وزیر بھی fresh ہی بنتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر![******]

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!ایسے جملے کسنے سے بہتر ہے کہ جو میں نے challenge کیا تھا اُس پر آ جائیں تو پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر: میں وہ الفاظ سن نہیں پایا۔میرے خیال میں اس بات کو چھوڑ دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!یہ [****] والی بات ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!ایسی بات نہ کریں۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!یہ سب کو پتا ہے کہ [******] ہے؟

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 93 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: .No cross talk محترمہ! بہت مہربانی، آپ تشریف رکھیں اور اُن کے سوال کا جواب آنے دیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! سوال محترمہ راحیلہ خادم صاحبہ کا ہے اور وہ ایسے ہی بول رہی ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ان کو اس محکمے کا چارج لئے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور ایسی بات نہ کریں۔ ابھی جو بھی غلط الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ جی، محترمہ! آپ اپنا سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے میرے ضمنی سوال کو own کرتے ہوئے کہا کہ یہ fresh question نہیں بنتا کیونکہ میں نے سوال ہی یہی کیا تھا۔ بہر حال جز (ب) میں پوچھا تھا کہ لاہور آرٹس کونسل فنکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات کرتی ہے؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آرٹس کونسل کے پاس آرٹسٹ ویلفیئر فنڈ ہوتا ہے لہذا وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ اس فنڈ کو کہاں استعمال کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر فنکاروں کے بچوں کی کوئی شادی وغیرہ یا انہیں کوئی اور ضرورت ہو تو وہاں پر فنڈ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بیماری کی صورت میں یا اُن کی طرف سے دیگر کوئی جائز مطالبہ آئے تو اس کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جو سمجھتی ہے کہ ان کو فنڈ دینا بنتا ہے تو پھر دیا جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ جب بھی کوئی فنکار بہت زیادہ بیمار ہو جائے یا اُس کے گھر کے حالات خراب ہو جائیں تو پھر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف یا میاں محمد نواز شریف جیسے لوگ وہاں جا کر ان کی مالی امداد کرتے ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ لاہور آرٹس کونسل کے پاس جو فنڈ موجود ہوتا ہے یہ اُس سے فنکاروں کی کیا مالی امداد کرتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ جو وہاں پر جا کر فنکاروں کی مالی معاونت بھی کرتے ہیں اور ان کے علاج معالجہ کا بھی ذمہ اٹھاتے ہیں جبکہ State بھی ان کا ذمہ اٹھا رہی ہوتی ہے تو آرٹس کونسل کے پاس جو فنڈ موجود ہوتا ہے اُس کا کیا کرتے ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے تو ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے ایسی روایات نہیں تھیں مگر اب یہ سہرا حکومت پنجاب کو جاتا ہے کہ باقاعدہ یہ فنڈ develop کیا گیا ہے۔ اب اچھی خاصی رقم Legend فنکاروں کو دی جاتی ہے جس کی میں مثال دینا چاہتا ہوں کہ لہری صاحب کو10لاکھ روپے دیئے گئے۔

جناب سپیکر: کس کو دیئے گئے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہمارے مزاحیہ فنکار لہری صاحب کو دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح ریشماں کو فنڈ دیا گیا اور مہدی حسن صاحب کو 25 لاکھ روپے دیئے گئے۔ اس کے باوجود اب 21 فنکار ایسے ہیں جن کو باقاعدہ 10 سے 25ہزار روپیہ monthly basis پر دیا جاتا ہے جس سے ان کے بہت سارے مسائل حل ہوئے ہیں اور یہ حکومت پنجاب نے اب شروع کیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: On his behalf سوال نمبر 6170 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ محکمہ ثقافت کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6170: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ ثقافت کے تحت کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) اس ضلع میں تعینات ملازمین کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

(د) اس ضلع میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ ثقافت کے زیر انتظام فیصل آباد آرٹس کونسل میں کل19ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) محکمہ ثقافت کے زیر انتظام فیصل آباد آرٹس کونسل میں فی الوقت پروگرام آفیسر BS-17 کی ایک اسامی بتاریخ 6۔جون 2008 سے خالی ہے۔

(ج) محکمہ ثقافت کے زیر انتظام فیصل آباد آرٹس کونسل کے پاس ایک عدد سوزوکی کار ماڈل 1987 زیر استعمال ہے جو کمشنر آفس سے رعایتاً حاصل کی گئی ہے۔

(د) محکمہ ثقافت کے زیر انتظام فیصل آباد آرٹس کونسل کے شعبہ ڈرامہ کے سلسلے میں زیر حاضر کسی بھی ملازم کے خلاف انکوائری نہیں چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اس میں ایک بات بڑی غور طلب ہے کہ انہوں نے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ فیصل آباد آرٹس کونسل میں فی الوقت پروگرام آفیسر BS-17 کی ایک اسامی مورخہ 6۔جون 2008 سے خالی ہے۔ میں اپنے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب 2012 شروع ہو گیا ہے کیا یہ اسامی پُر ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: آپ کی اسامی تو خالی نہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ فیصل آباد کا سوال ہے اور وہ لاہور کے ہیں۔ شاید اُن کو پتا ہو کیونکہ وہ گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلے ایک اسامی ہوتی تھی اب بڑھا کر دو اسامیاں کر دی گئی ہیں۔ دو اسامیوں میں سے ایک اسامی fill ہے اور دوسری ابھی خالی ہے۔ انشاء اللہ ایک مہینے کے اندر اندر وہ اسامی بھی fill کر دی جائے گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ اسامی کب پُر ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتادیا ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر انشاء اللہ کر دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مہینے کی تاریخ بھی تو کوئی ہوتی ہو گی کیونکہ اس سال کے کئی مہینے ہیں اور کئی مہینے تو گزشتہ سال کے گزر بھی گئے ہیں۔ اس مہینے کی تاریخ مقرر کر دیں کیونکہ وہاں پر ملازمین بغیر سربراہ کے کام کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر من مانی بھی ہوتی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں انہیں ensure کرتا ہوں کہ پہلے ایک اسامی تھی جسے بڑھا کر دو کر دیا گیا ہے جن میں سے ایک اسامی پر appoint کر دیا گیا ہے جبکہ ایک باقی ہے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کے اندر اندر appoint کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ماہ کے اندر کر دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6360 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا آرٹس کونسل سے متعلقہ تفصیلات

6360: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرگودھا میں کتنی آرٹس کونسل چل رہی ہیں؟

(ب) ان آرٹس کونسل کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان آرٹس کونسل کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان آرٹس کونسل میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان آرٹس کونسل کے ملازمین کی تنخواہوں کے اخراجات ان دو سالوں کے بتائیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) سرگودھا ڈویژن میں صرف ایک آرٹس کونسل (سرگودھا آرٹس کونسل) کام کر رہی ہے۔

(ب) سرگودھا آرٹس کونسل کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	آمدن	اخراجات
2008-09	14,63,833/-	11,35,219/-
2009–10	11,17,580/-	13,81,208/-

(ج) آمدن کے ذرائع:

1- گرانٹ ان ایڈ

2- ڈرامہ فیس

3- بنک پرافٹ

(د) سرگودھا آرٹس کونسل میں اس وقت کل سات ملازمین جن میں ایک آفیسر اور چھ سٹاف ممبر کام کر رہے ہیں۔

(ہ) سرگودھا آرٹس کونسل کے ملازمین کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی تنخواہوں کے اخراجات حسب ذیل ہیں:۔

سال	تنخواہیں
2008-09	8,44,694.00
2009–10	11,30,223.00

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز(ب) میں آمدنی 14 لاکھ 63 ہزار 833 روپے ہے جبکہ اخراجات کم ہیں اور 10-2009 میں آمدنی کم ہے اور اخراجات زیادہ ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آمدنی کم ہونے کی کیا وجہ ہے اور اخراجات کیوں زیادہ ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ 09-2008 میں کتنی تنخواہیں دی گئی ہیں اور 10-2009 میں کتنی دی گئی ہیں، کیا تنخواہیں بھی اخراجات میں شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے دو سوالات اکٹھے کر دیئے ہیں اگر یہ علیحدہ علیحدہ بتا دیں تو میں clear کر دوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 10-2009 میں آمدنی کم ہوئی ہے جبکہ 09-2008 میں زیادہ تھی تو کمی کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس بات کا سب لوگوں کو پتا ہے کہ پورے پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات اور ایسا ماحول create ہونے کی وجہ سے پروگرام کم ہوئے جن کی وجہ سے آمدنی میں کمی واقع ہوئی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آمدنی کم ہوئی ہے تو اخراجات زیادہ کیوں ہو رہے ہیں جبکہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں پر سٹاف تو اسی طرح ہو گا جنہیں تنخواہیں دینی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر پچھلے سال کے ساتھ comparison کریں تو 09-2008 میں آمدنی زیادہ ہوئی ہے اور اخراجات 10-2009 سے کم کیوں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! 09-2008 اور 10-2009 دونوں کا اکٹھا ہی جواب دے دوں کیونکہ سوال بھی اکٹھا ہی دیا گیا ہے تو ہم نے دونوں سالوں کا لکھ دیا ہے۔ 09-2008 میں اتنا violation نہیں تھا جس کی وجہ سے پروگرام چلتے رہے لیکن 10-2009 میں زیادہ پابندیاں لگا دی گئیں اور پورے صوبے میں حالات زیادہ خراب ہو گئے جس کی وجہ سے یہاں پر پروگرام کم ہوئے اور آمدن کم ہو گئی۔ دوسرا سوال یہ کر رہی ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اخراجات زیادہ کیوں ہوئے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جیسے ابھی آپ نے پہلے خود ہی فرما دیا تھا کہ ملازمین کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تنخواہیں بڑھ گئی ہوں گی۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): Next: یہ بتا رہے ہیں کہ گیارہ لاکھ روپے سے تیرہ لاکھ روپے کیوں ہو گیا تو جب تنخواہیں بڑھائی گئیں تو تنخواہیں انہی ملازمین کی بڑھی ہیں اس لئے اخراجات زیادہ ہو گئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے آمدن کے ذرائع میں grant-in-aid ڈرامہ فیس اور bank profit کا بتایا ہے تو کیا یہ علیحدہ علیحدہ بتا سکیں گے کہ grant-in-aid کتنی تھی، ڈرامہ فیس سے کیا حاصل کیا اور bank profit کتنا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! grant-in-aid کا مطلب ہے کہ پنجاب حکومت انہیں aid دیتی ہے اور ہمارا جب بھی بجٹ آتا ہے تو اس کے لئے ایک مخصوص رقم رکھ دی جاتی ہے جو کہ ہر سال different ہوتی ہے اور یہ جس سال کا پوچھنا چاہیں میں انہیں بتا دوں گا۔ ڈرامہ فیس کے سکرپٹ کو approve کرنے کے پانچ ہزار روپے ہم لیتے ہیں جسے یہاں پر mention کیا گیا ہے

جبکہ جو رقم حکومت پنجاب دیتی ہے اسے باقاعدہ کسی بنک میں کسی پالیسی کے تحت رکھا جاتا ہے اور اس پر ملنے والے profit کو یہاں پر mention کیا گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا اپنا تعلق سرگودھا سے ہے اور معزز وزیر موصوف نے 2009-10 کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پہلے کی نسبت پروگرامز کم ہو گئے ہیں جبکہ میں on the floor of the House یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ 2009-10 میں ضلع سرگودھا میں اس وقت محکمہ کے زیر کنٹرول کوئی تھیٹر نہ ہے، 2009-10 میں کسی بھی تھیٹر میں کوئی ڈرامہ پیش نہیں کیا گیا۔ اس سال انتظامیہ/ کمشنر کی جانب سے بوجہ سکیورٹی کسی بھی کلچرل سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی گئی یعنی محکمہ کی طرف سے اس ایک سال میں کوئی بھی activity نہیں کی گئی۔ خرچہ زیادہ ہے اور آمدن کم ہے 11 لاکھ 17 ہزار 580 روپے آمدن ہے اور 13 لاکھ 81 ہزار 208 روپے کے اخراجات ہیں۔ اگر میں یہ assume کروں کہ اس میں سے سٹاف کی تنخواہیں دی گئیں جو کہ 11 لاکھ 30 ہزار 223 روپے تو 13 لاکھ 31 ہزار 208 روپے میں سے جب 11 لاکھ 30 ہزار 223 روپے روپے نکال دیتے ہیں تو باقی تقریباً جو دو لاکھ روپے ہیں وہ کہاں خرچ کئے گئے کیونکہ اس پورے سال میں کوئی activity نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ بڑی وضاحت کے ساتھ پہلے بتا دیا گیا ہے کہ تنخواہیں increase ہوئیں۔ دو لاکھ روپے کا فرق ہے اور ملازمین کی تنخواہیں بڑھی ہیں اور اسی طرح utility bills بھی ہیں جو کہ پہلے کم تھے لیکن اب زیادہ آنے شروع ہو گئے ہیں تو ان دونوں مدات میں یہ چلے جاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھا کہ اخراجات 13 لاکھ 81 ہزار 208 روپے ہیں تو ان اخراجات میں سے سٹاف کو اس سال تنخواہیں ادا کی گئی ہیں جو ان کے محکمہ نے یہاں پر mention کیا ہے وہ 11 لاکھ 30 ہزار 223 روپے ہیں تو باقی تقریباً دو لاکھ روپے بچا ہے جو expenditure میں extra خرچ ہوا ہے۔ وہ کس چیز پر خرچ کیا گیا ہے کیونکہ اس پورے ایک سال

میں سرگودھا میں کوئی activity اس محکمہ کی طرف سے نہیں ہوئی جسے محکمہ خود own کر چکا ہے اور میں نے تین لائنیں پڑھ کر بتائی تھیں یہ صفحہ نمبر 12 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ دو لاکھ روپے کا break up پوچھ رہے ہیں۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! گیارہ لاکھ روپے خود admit کر رہی ہیں کہ تنخواہوں میں چلے گئے اور ہم نے یہاں پر اسے mention بھی کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ Utility Bills بھی دیکھ لیں تو میرا خیال ہے کہ یہ رقم پوری ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرے خیال میں بات نہ کریں بلکہ واضح کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ لازم ہے کہ Utility Bills پر اخراجات تو آتے ہیں خالی تنخواہیں تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6536 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

الحمرا آرٹس کونسل لاہور کے لئے مختص کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

***6536 محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الحمرا آرٹس کونسل لاہور کے لئے سال 09-2008، 10-2009 کے دوران کتنا فنڈ مختص کیا گیا؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ہونے والے اخراجات اور آمدن کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کونسل ہذا کے زیر استعمال کتنی گاڑیاں ہیں اور کس کس کے پاس ہیں اور کب سے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) الحمرا آرٹس کونسل سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کل بجٹ کی تفصیلات درج ذیل ہیں:-

Year	Govt. Grant	Own Sources	Total
2008–09	35000000	31650000	66650000
2009–10	31380000	36863000	68243000

(ب) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران الحمرا آرٹس کونسل کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

Year	Income	Expenditure
2008–09	28067860	51506000
Up to 31–05–2010	29054750	45507202

(ج) گاڑیوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

سیریل نمبر	گاڑی نمبر و ماڈل	زیر استعمال	ریمارکس
1	LEJ–1089 ٹیوٹا کرولا ماڈل 2009	ایگزیکٹو ڈائریکٹر (بی ایس 20) نومبر 2009	کل وقتی
2	LRK–4383 ہنڈا سٹی ماڈل 2003	ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن) (بی ایس 18) جنوری 2009	صرف پک اینڈ ڈراپ سہولت
3	LRW–6864 بلینو ماڈل 2003	ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) (بی ایس 18) جنوری 2009	کل وقتی
4	LZK–6006 بلینو	ڈپٹی ڈائریکٹر (پروگرام) (بی ایس 18) جنوری 2009	کل وقتی یہ کار ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ پول سے مستعار لی گئی ہے۔
5	LRW–6866 کیری ڈبہ ماڈل 2003	ڈپٹی ڈائریکٹر (کلچرل لمپلیکس) (بی ایس 18) جنوری 2009	کل وقتی
6	LOY–8844 مارگلہ ماڈل 1996	پول	ناکارہ ہے اور اس کی نیلامی کی جائے گی۔
7	LHR–9620 ٹیوٹا ہائی ایس ماڈل 1987	پول	- - - -
8	LRT–3053 ہنڈائی وین ماڈل 2003	پول	- - - -
9	LWC–3725 ہنڈائی شہ زور ماڈل 2003	پول	- - - -

10	LOT-3922 نسان وین ماڈل 1993	پول	ورکشاپ میں زیر مرمت ہے۔
11	چائنہ بس ماڈل 1996	پول	پنجاب گورنمنٹ نے الحمرا اکیڈمی آف پرفارمنگ آرٹ کے لئے عطیہ کے طور دی تھی جو پول میں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! باقی تو سب ٹھیک ہے مگر میں معزز وزیر موصوف سے ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ جز (الف) میں 09-2008 اور 10-2009 میں گورنمنٹ گرانٹ کے بعد on source figure پڑھ کر بتادیں اور اگلے صفحہ پر جز (ب) میں اسی سوال میں پوچھا ہے کہ آرٹس کونسل کی انکم کتنی ہے تو آپ اپنے source سے جو انکم generate کرتے ہیں وہی آپ کی انکم ہوتی ہے، جہاں تک مجھے سمجھ آتی ہے۔یہاں پر figure پڑھ کر بتا دیں اور آمدن میں انہوں نے جو mention کیا ہوا ہے وہ پڑھ دیں اور اس کا جو difference ہے وہ بھی مجھے بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات pin point کی ہے تو دونوں figures میں difference ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ difference کیوں ہے۔ جب یہ جواب آیا تھا تو ہم نے اپریل تک calculation کی تھی اور وہی figure یہاں پر دی گئی ہے۔ اب latest figure جون تک اس میں ڈال دی گئی ہے جس کے مطابق یہ difference ہے۔ یقیناً یہاں پر جو لکھا گیا ہے وہ غلط لکھا ہے لیکن اب چونکہ میں نے latest report لے لی ہے جس کے مطابق یہ ہے اور میں نے فرق کے بارے میں وضاحت طلب کی تھی جس پر مجھے بتایا گیا کہ یہ اپریل تک کیا گیا تھا اور اب جون تک ہے اس لئے اس میں یہ confusion ضرور ہے اور محترمہ بالکل صحیح بات کہہ رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 10-2009 کی وزیر موصوف نے بات کی ہے تو میں اتنا تو ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن 09-2008 کو خود دیکھ لیں کہ صفحہ نمبر 6 پر گورنمنٹ گرانٹ جو کہ کروڑوں روپے میں figure ہے---

جناب سپیکر: صفحہ نمبر کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 6 ہے۔

جناب سپیکر: کس کا صفحہ نمبر ہے اور سوال کا جز بھی بتائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 6 اور جز (الف) کی 2008-09 کی on sources کی amount mention کی گئی ہے جو 31 کروڑ 65 لاکھ روپے ہے اور اگلے ہی صفحہ پر اسی سال یعنی 2008-09 کی آمدن بتا رہے ہیں 2 کروڑ 80 لاکھ 67 ہزار 860 روپے، 2008-09 کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں اور وزیر موصوف بھی جانتے ہیں۔ یہ اتنا زیادہ different ہے اور 2008-09 کا مطلب ہے 2008-09 اس لئے میں منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں اپنا اگلا ضمنی سوال کرتی ہوں کہ ۔۔۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے یہ رپورٹ صبح منگوائی تھی اور پہلا سوال بھی میں نے clear کیا ہے۔ اس میں فرق ہے کیونکہ ایک متوقع آمدن رکھی جاتی ہے کہ ہمیں اتنی آمدن ہوگی۔ اس میں -/31,650,000 روپے رقم کو تبدیل کر کے یہ متوقع آمدن لکھی گئی تھی لیکن اصل آمدن نیچے mention کر دی گئی ہے اس لئے یہ فرق نظر آ رہا ہے۔ Actual آمدن کم ہوئی ہے لیکن جب بجٹ میں رکھی گئی تھی تو زیادہ رکھی گئی تھی۔ چونکہ پروگرام اور دیگر معاملات نہیں ہوئے اس لئے اس میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ خود دیکھ لیں یہ -/31,650,000 روپے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی planning بھی کی ہوئی ہے تو اتنا زیادہ فرق پھر بھی نہیں آتا کیونکہ ground realities کے مطابق ہی بجٹ بنایا جاتا ہے۔ اس کی آمدن ایک دم سے نیچے آ گئی ہے۔ یہ ہم ماضی کی بات کر رہے ہیں، ہم آج یا آنے والے وقت کی بات تو نہیں کر رہے ہیں۔ بہر حال میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ج) میں گاڑیوں کی تفصیل پوچھی گئی تھی۔ سیریل نمبر 2 پر ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن) (بی ایس 18)، سیریل نمبر 3 پر ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) (بی ایس 18)، سیریل نمبر 4 پر ڈپٹی ڈائریکٹر (پروگرام) (بی ایس 18 اور سیریل نمبر 5 پر ڈپٹی ڈائریکٹر (کلچرل کمپلیکس) (بی ایس 18) ہے۔ ان میں سے صرف ایک ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن) جن کو pick and drop کی سہولت ہے اور باقی کو کل وقتی، کل وقتی اور کل وقتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ تینوں ڈپٹی ڈائریکٹرز کی کیا operational post ہے، Service Rules کے مطابق گریڈ 20 کا آفیسر کل وقتی گاڑی رکھ سکتا ہے۔ کیا ان صاحبان کی

field کی ڈیوٹی ہے اگر ہے تو وہ کیا فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور سیریل نمبر 7,8 اور 9 پر dots لگائے گئے ہیں یہ dots کی زبان مجھے سمجھ نہیں آتی kindly اس کو بھی ذرا explain کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سیریل نمبر 7,8 اور 9 کے بارے میں پوچھا ہے تو یہ pool سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس میں مزید remarks کی ضرورت نہیں ہے وہ کام کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: یہ dots کا کیا مطلب ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): انہیں dots کی جگہ پر لکھنا چاہئے تھا وہ نہیں لکھا گیا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال یہ تھا کہ کیا ڈپٹی ڈائریکٹرز کی operational post ہے یا سیکرٹریٹ کی post ہے؟

جناب سپیکر: dots کا مطلب do ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: چلیں، do ہے تو پہلے do میں لکھا ہے کہ یہ ناکارہ ہے اور اس کی نیلامی کی جائے گی۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کا مطلب do نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پھر اس کا مطلب done ہے؟ (قہقہہ)

محترمہ سیمل کامران: میں نے جو پہلا سوال کیا تھا کہ سیریل نمبر 2,3,4 اور 5 میں ڈپٹی ڈائریکٹرز ہیں ان میں صرف ایک کے پاس گاڑی pick and drop کے لئے ہے۔ Service Rules کے مطابق صرف 20 گریڈ کا آفیسر گاڑی رکھ سکتا ہے۔ یہ باقی چار کو جو کل وقتی گاڑیاں دی گئی ہیں، یہ چھوٹی نہیں ہیں بلکہ بڑی بڑی گاڑیاں دی گئی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ operational duties perform کر رہے ہیں یا سیکرٹریٹ کی duties perform کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! Transport Policy کے مطابق گاڑیاں دی جاتی ہیں اور گریڈ 18 تک بھی گاڑی دی جا سکتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! گریڈ18 سے کم گریڈ والے کو بھی گاڑی دی جا سکتی ہے اگر اس کی ڈیوٹی field کی ہو۔ اگر اس نے صرف گھر سے آفس جانا اور آفس سے گھر جانا ہے۔ وہ کوئی خسرے کے ٹیکے نہیں لگا رہا ہے، کوئی پولیو کی vaccine provide نہیں کر رہا ہے اور وہ کہیں جا کر مشینیں ٹھیک نہیں کر رہا ہے۔ AC یہاں کے خراب ہیں، جنریٹرز یہاں کے خراب ہیں تو وہ کیا duties perform کر رہے ہیں؟ کرسیاں یہاں پر نہیں ہیں، چھتیں یہاں کی لیک کرتی ہیں اور یہ محکمے کا حال ہے۔ اس محکمے کی بدنصیبی یہ ہے کہ اس کا کوئی منسٹر ہے نہ کوئی پارلیمانی سیکرٹری ہے جو کہ جوابدہ ہو۔ یہ لاوارث محکمہ ہے۔

جناب سپیکر: یہاں منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: یہ منسٹر صاحب تو ہر فن مولا ہیں لیکن honestly یہ لاوارث ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس کا ثبوت ہمیں ایوان میں مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم نے وضاحت کر دی ہے۔ یقیناً جو field میں جاتے ہیں ان کو گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں پر پولیو کا مسئلہ ہے نہ مزید کوئی چیزیں ہیں بلکہ Transport Policy کے تحت انہیں جو سہولت مل سکتی ہے وہ دی جاتی ہے۔ جس کو گاڑی ملنی ہے اس کو گاڑی مل جاتی ہے، جس کو pick and drop چاہئے ہوتی ہے اسے وہ مل جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: ڈپٹی ڈائریکٹر کلچرل کمپلیکس یہ کون سی field کی ڈیوٹی کرتے ہیں، ڈپٹی ڈائریکٹر پروگرام کہاں کہاں جا کر programms organize کرتے ہیں اور یہ کیا field کا کام کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جن افسروں کے بارے میں یہ پوچھ رہی ہیں اُن کو پروگرام وغیرہ arrange کرنے کے لئے یا meetings کرنے کے لئے باہر جانا پڑتا ہے اس لئے ان کو یہ سہولت دی گئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی فرمالیں لیکن ذرا جلدی سے کیونکہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ ایک منٹ میں اگر آپ کر سکتی ہیں تو کرلیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا جز (ب) کے بارے میں سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو اتنے لمبے چوڑے expenditures بتائے ہیں وہ expenditures کہاں کئے جاتے ہیں؟ کیونکہ میری information کے مطابق نہ ہال کے جنریٹرز ٹھیک ہیں، کرسیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، چھتیں لیک ہو رہی ہیں، مجھے صرف اتنا بتادیں کہ ان کے expenditures کیا ہیں اور یہ پیسا کہاں استعمال کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں تنخواہیں دی جاتی ہیں، یوٹیلٹی بلز دیئے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ اگر کوئی maintenance کا پروگرام آجائے تو وہ کیا جاتا ہے۔ جو حالت یہ بتارہی ہیں یقیناً گئی جگہوں پر ایسا ضرور ہوگا لیکن جہاں پر کوئی demands آتی ہیں تو ہم ان کو دینے کے پابند ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال dots کے بارے میں ہے۔ آپ نے ٹھیک فرمایا تھا اور آپ کی نشاندہی بالکل ٹھیک تھی کہ dots کا مطلب do ہوتا ہے لیکن یہاں پر اس محکمے کی interpretation ہی تبدیل ہے۔ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ dots ہم نے pool سے حاصل کئے ہیں۔ انہوں نے کس لئے حاصل کئے ہیں؟

جناب سپیکر: چلیں، اتنی ایک بات کی معافی دے دی جائے، کوئی بات نہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! معافی کی بات نہیں ہے، اس محکمے کا قبلہ درست ہونا ضروری ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری ہوتے ہوئے بھی میں نے اسی on the floor of the House پر بہت ساری باتیں indicate کی تھیں لیکن اُس وقت بھی کچھ نہیں ہوا۔ جواب جو دیا گیا ہے میں اس پر مطمئن نہیں ہوں کہ ڈائریکٹرز کو ان کی گھروں کی فرمائشیں پوری کرنے کے لئے گاڑیاں دی گئی ہیں، جو نہیں دی جانی چاہئیں۔ دوسرا یہ جو pool سے گاڑیاں لی گئی ہیں یہ کس مقصد کے لئے لی گئی ہیں، یہ گاڑیوں کا کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جو pool سے گاڑیاں لی ہیں ان کا کیا کرتے ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! Transport Rules کے مطابق ہی ان کو entertain کیا جاتا ہے۔ یہ چاہے کسی منسٹر کو ملے، کسی پارلیمانی سیکرٹری کو ملے۔۔۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، Now Questions Hour is over.

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فنکاروں کی بھلائی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*7557: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

صوبہ پنجاب میں محکمہ سٹیج ڈراموں کے فنکاروں کی بھلائی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، 2009-10 کے دوران کتنے غریب فنکاروں کی مدد کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

محکمہ اطلاعات وثقافت اور امور نوجواناں صوبہ بھر میں سٹیج فنکاروں کی بھلائی کے لئے کوشاں ہے۔ اس مقصد کے لئے غریب اور مستحق فنکاروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ ان کو پنجاب آرٹس کونسل اور لاہور آرٹس کونسل کے پروگرامز میں شمولیت پر مالی معاوضہ دیا جاتا ہے۔ نیز صوبہ بھر کے تمام گورنمنٹ ہسپتالوں میں فنکاروں کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔ سال 10۔2009 کے دوران غریب فنکاروں کو دی گئی مالی امداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور آرٹس کونسل کی تفصیلات

*7706: **حاجی ذوالفقار علی:** کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور آرٹس کونسل کس جگہ پر کام کر رہی ہے؟

(ب) کیااس کی اپنی عمارت ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟
(ج) کیاحکومت اس کی اپنی عمارت بنانے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟
(د) بہاولپور آرٹس کونسل کے قیام کے مقاصد کیاہیں اوراس کے دائرہ کار میں کیاکیافرائض ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) بہاولپور آرٹس کونسل،رشیدیہ آڈیٹوریم،ماڈل ٹاؤن اے.بہاولپور میں کام کر رہی ہے۔
(ب) رشیدیہ آڈیٹوریم 1995میں ایم پی اے گرانٹ سے محکمہ مقامی حکومت ودیہی ترقی نے بنوائی تھی جو بعدازاں آرٹس کونسل کے لئے مخصوص کر دی گئی۔
(ج) بہاولپور آرٹس کونسل کے پاس اپنی قطع اراضی 16کنال04مرلے گلزار صادق بہاولپور میں موجود ہے جس کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب کی10۔Scheme No.4372/2009 ADP میں مبلغ174.898روپے کی منظوری دی ہوئی ہے مگر فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث تعمیر تعطل کا شکار ہے جونہی حکومت کی جانب سے فنڈز کا اجراء ہوگا تعمیر شروع کر دی جائے گی۔
(د) بہاولپور آرٹس کونسل کے قیام کے مقاصد بہاولپور ڈویژن کی ثقافت کو صوبائی سطح پراجاگر کرنا،ادبی،علمی،مذہبی تقریبات کاانعقاد،مشاعرے،موسیقی،ڈرامے،طلباء کے مابین مقابلہ حمد ونعت،مصوری،خواتین کے مقابلہ گل بانی،خانہ داری طالبات،سیمینار ودیگر قومی ایام کی تقریبات کاانعقاد کرناہے،بہاولپور آرٹس کونسل مجوزہ تقریبات ڈویژن بھر میں منعقد کرتی ہے۔

بہاولپور آرٹس کونسل کے ملازمین کے مسائل

*7707: حاجی ذوالفقار علی: کیاوزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیایہ درست ہے کہ بہاولپور آرٹس کونسل 1934سے قائم ہے؟
(ب) اس میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟
(ج) ان کو کیاکیامراعات حاصل ہیں؟
(د) کیایہ مستقل سرکاری ملازم ہیں اگرہاں تو پھران کو پنشن کی سہولت کیوں میسر نہ ہے؟
(ہ) کیاحکومت ان کو بھی پنشن کی سہولت دیناچاہتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) بہاولپور آرٹس کونسل کا قیام 1977 میں معرض وجود میں آیا اور یہ آرٹس کونسل تقریباً 34 سال سے قائم ہے۔

(ب) پنجاب آرٹس کونسل سے منظور شدہ sanctioned strength کے مطابق اس آفس میں ملازمین کی 16 اسامیاں موجود ہیں جبکہ اس وقت 12 ملازمین کام کر رہے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

ریزیڈنٹ ڈائریکٹر	بی ایس۔18	(on deputation from محکمہ تعلقات عامہ
پروگرام افسر	بی ایس۔17	(on deputation from محکمہ تعلقات عامہ
پروگرام افسر	بی ایس۔17	(خالی اسامی)
اسسٹنٹ	بی ایس۔14	
اکاؤنٹنٹ	بی ایس۔14	
سٹینوگرافر	بی ایس۔12	(خالی اسامی)
اردو ٹائپسٹ	بی ایس۔9	(خالی اسامی)
سٹور کیپر	بی ایس۔9	
جونیئر کلرک	بی ایس۔7	(خالی اسامی)
دفتری	بی ایس۔2	(خالی اسامی)
نائب قاصد (2)	بی ایس۔1	
میسنجر	بی ایس۔1	
مالی	بی ایس۔1	
چوکیدار	بی ایس۔1	
خاکروب	بی ایس۔1	

(ج) ان کو حکومت پنجاب کے مروجہ قوانین کے مطابق تمام مراعات ماسوائے پنشن، گریجویٹی، بنیولینٹ فنڈ حاصل ہیں۔

(د) تمام ملازمین مستقل ہیں۔ پنشن کی سہولت کے لئے حکومت سے بارہا درخواست کی گئی مگر تاحال شنوائی نہ ہے۔

(ہ) پنجاب آرٹس کونسل صوبہ بھر میں اپنے تمام ملازمین کو پنشن / گریجویٹی کی سہولت دینا چاہتی ہے جس کے لئے محکمہ خزانہ نے فنڈز دینے ہیں اس کے لئے متعدد بار درخواست کی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا۔ محکمہ ثقافت کے زیر کنٹرول دفاتر و تھیٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7816: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر کنٹرول کتنے تھیٹرز و دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان تھیٹرز میں ڈراموں کی آڑ میں بے ہودہ فحش ڈانس کرایا جاتا ہے اور ذو معنی جملے بولے جاتے ہیں، اگر ہاں تو 10۔2009 کے دوران کتنے اداکاروں و اداکاراؤں کو سزا دی گئی اور کتنی کتنی؟

(ج) کلچر کے فروغ کے لئے محکمہ مذکورہ ضلع میں کیا کردار ادا کر رہا ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت محکمہ کے زیر کنٹرول کوئی بھی تھیٹر کام نہیں کر رہا۔

(ب) سال 10۔2009 میں کسی بھی تھیٹر میں کوئی ڈرامہ پیش نہیں کیا گیا۔

(ج) سال 10۔2009 میں انتظامیہ / کمشنر کی جانب سے بوجہ سکیورٹی کسی بھی کلچرل سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی گئی۔

ضلع قصور میں محکمہ اطلاعات کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7858: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں گریڈ ایک تا اوپر کے کتنے ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ ضلع کو 10-2009 سے اب تک کتنا بجٹ فراہم کیا گیا، اس میں سے کتنا بجٹ ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا؟

(د) مذکورہ دفاتر ضلع کی عوام کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) قصور میں محکمہ اطلاعات پنجاب کا ایک دفتر کام کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ دفتر میں گریڈ 01 تا 17 کی چھ اسامیاں ہیں جن پر پانچ ملازمین کام کر رہے ہیں باقی دو اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	مسرت تابندہ امجد	انفارمیشن آفیسر(BS-17)
2	محمد احمد	فوٹو گرافر(BS-13)
3	لیاقت علی	ڈرائیور(BS-06)
4	محمد اصغر	نائب قاصد(BS-02)
5	اشرف علی	چوکیدار(BS-02)
6	سینئر کلرک	خالی
7	جونیئر کلرک	خالی

(ج) ضلعی دفتر اطلاعات قصور کو فراہم کئے گئے منظور شدہ بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سالانہ بجٹ برائے مالی سال2010-2009

10,52,500-00روپے

2۔ سالانہ بجٹ برائے مالی سال2011-2010

13,01,000-00روپے

یہ تمام بجٹ غیر ترقیاتی کاموں مثلاً ملازمین کی تنخواہوں ،الاؤنسز اور دوسرے متفرق اخراجات پر خرچ ہوا۔

(د) محکمہ ہذا بشمول مذکورہ دفتر کی بنیادی ذمہ داری اخبارات و جرائد ،الیکٹرانک میڈیا سے متعلقہ معاملات کی نگرانی ہے۔علاوہ ازیں،علاقائی صحافیوں کو ان کے فرائض کی انجام دہی میں تمام ممکن حد تک سہولیات فراہم کرنا بھی محکمہ ہذا کی ذمہ داری میں شامل ہے۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کی تاریخی عمارات و دیگر تفصیلات

*7898:رانا آصف محمود:کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ثقافت کی کون کون سی تاریخی عمارات اور ادارے ہیں؟

(ب) محکمہ ہذا کا اس ضلع کا سال10-2009اور11-2010 کا کل بجٹ کتنا تھا اور اس میں سے کتنا خرچ ہوا؟

(ج) محکمہ ہذا نے سال10-2009اور11-2010 کے دوران کتنی رقم کس کس جگہ کس کس مقصد پر خرچ کی ہے؟

(د) محکمہ ہذا کے اس ضلع میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) محکمہ ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ آثار قدیمہ کے پاس مندرجہ ذیل عمارات ہیں جو کہ پنجاب سپیشل پریمزز (پریزرویشن) آرڈیننس1985 کے تحت محفوظ عمارات ہیں۔

(1) دربار حضرت امام علی الحق
(2) دربار حضرت سید مراد علی شاہ
(3) دربار حضرت پیر ملاح رحیم پور کوچیاں
(4) دربار حضرت عبدالسلام چشتی المعروف بڑا بھائی
(5) دربار حضرت قطب شاہ ولی
(6) دربار حضرت میر ظریف بھوپال والا

اس کے علاوہ اپریل2011 میں درج ذیل عمارات جو کہ Antiquities Act 1975 کے تحت محفوظ عمارات ہیں مرکز سے پنجاب حکومت کی تحویل میں آئی ہیں (1)اقبال منزل سیالکوٹ(2)ٹبہ جولیاں

اقبال منزل سیالکوٹ میں ایک ہی دفتر ہے جو کہ علامہ اقبال کے آبائی گھر میں بنا ہوا ہے اور علامہ اقبال کے زیر استعمال کتابیں اور چند اشیاء رکھی گئی ہیں اور یہ اپریل 2011 میں مرکز سے صوبائی حکومت کی تحویل میں آیا ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کا اس ضلع کا سال 10۔2009اور11۔2010 کا کوئی بجٹ نہیں تھا۔ اقبال منزل سیالکوٹ کا دفتر بھی اپریل 2011 میں مرکز سے صوبائی حکومت کی تحویل میں آیا ہے اس کے علاوہ محکمہ ہذا کا اس ضلع کے لئے 10۔2009اور 11۔2010 کا ترقیاتی کاموں کے لئے کوئی بجٹ نہیں تھا۔

(ج) چونکہ محکمہ ہذا کے پاس سال10۔2009اور11۔2010 کے لئے کوئی بجٹ نہیں تھا اس لئے کسی جگہ کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

(د) اقبال منزل سیالکوٹ کے دفتر میں کل7 ملازمین کام کر رہے ہیں اور یہ ملازمین اپریل 2011 میں مرکز سے صوبائی حکومت کو ٹرانسفر ہوئے ہیں۔

(ہ) محکمہ ہذا کے پاس کل17 گاڑیاں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

*محکمہ کے پاس پہلے سے موجود گاڑیاں	07
* 18ویں ترمیم کے تحت مرکز سے صوبائی آثار قدیمہ کو ٹرانسفر ہونے والی گاڑیوں کی تعداد	04
* 18ویں ترمیم کے تحت مرکز سے صوبائی آثار قدیمہ کو ترقیاتی پراجیکٹس کے تحت ٹرانسفر ہونے والی گاڑیوں کی تعداد	06

فیصل آباد۔آرٹس کونسل کے شعبہ کے تربیتی پروگراموں کی تفصیلات

*8343:رانا محمد افضل خان:کیاوزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

فیصل آباد آرٹس کونسل کس کس شعبہ میں کون کون سے تربیتی پروگرام چلارہی ہے،ان کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

فیصل آباد آرٹس کونسل پینٹنگ اور میوزک کے شعبہ میں تربیتی کلاسز چلارہی ہے۔

فیصل آباد۔نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم کو کرایہ پر دینے کی تفصیلات

*8344:رانا محمد افضل خان:کیاوزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا فیصل آباد آرٹس کونسل کے زیر کنٹرول نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم پرائیویٹ سکولوں کو فنکشن کرنے کے لئے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو گزشتہ پانچ سال سے یہ ہال کتنی مرتبہ کرایہ پر دیا گیا اور کتنی آمدن حاصل ہوئی، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) حاصل شدہ رقم کس اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی اور کن کن مدات میں خرچ کی گئی،ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد آرٹس کونسل کے زیر کنٹرول نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم پرائیویٹ سکولوں کو ان کے فنکشنز کے لئے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے۔

(ب) آڈیٹوریم کا افتتاح /آغاز ستمبر2006میں ہوا۔اپریل2011تک سکولوں کے کل 135 پروگرامز منعقد ہوئے اس سے کل۔/2177040روپے آمدن ہوئی۔

(ج) حاصل شدہ رقم فیصل آباد آرٹس کونسل کے اکاؤنٹ نمبر CD4023-5 بنک آف پنجاب جنرل بس سٹینڈ برانچ فیصل آباد میں جمع کرائی گئی اور آڈیٹوریم کے بل بجلی، ٹیلی فون، سیوریج، ایکوفر چارجز اور پروگرامنگ کے علاوہ تنخواہ عملہ پر خرچ کی گئی۔

پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کی تفصیلات

*8350: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب آرٹس کونسل لاہور کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کی کتنی تعداد ہے اور ان کی تعیناتی کا کیا طریق کار ہے؟

(ب) بورڈ آف گورنرز کے ممبران کو کیا مراعات حاصل ہیں؟

(ج) کیا پنجاب آرٹس کونسل مالی طور پر self-reliant ہے اگر نہیں تو اس ادارے کو self-reliant بنانے کے لئے حکومت کوئی لائحہ عمل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کے existing ممبران کی تعداد 39 ہے۔ بورڈ آف گورنرز کے ممبران کا انتخاب اعزازی ہوتا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کے official ممبران پنجاب کونسل آف آرٹس کے ایکٹ 1975 کے تحت نامزد کئے جاتے ہیں جبکہ non official ممبران کا انتخاب چیف منسٹر پنجاب کرتے ہیں جو تین سال کے لئے ہوتا ہے۔ موجودہ بورڈ آف گورنرز کے ممبران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بورڈ آف گورنرز کے ممبران کا انتخاب چونکہ اعزازی ہوتا ہے اس لئے انہیں کسی قسم کی مراعات حاصل نہیں ہیں۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل مالی طور پر self-reliant نہیں ہے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ کی جاری کردہ grant-in-aid کے ذریعے اپنے اخراجات برداشت کرتی ہے جو سالانہ بجٹ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ پنجاب آرٹس کونسل مکمل طور پر self-reliant نہیں بلکہ یہ حکومت کی جاری کردہ grant-in-aid کے ذریعے اپنے اخراجات برداشت کرتی ہے یہ ادارہ چونکہ فنکاروں کی فلاح و بہبود اور culture کے فروغ کے لئے کوشاں ہے اس لئے یہ مکمل طور پر self-reliant نہیں ہو سکتا۔

حکومت اس کو self-reliant بنانے کے لئے مختصر پہلوؤں پر غور کر رہی ہے جن میں ڈویژنل سطح پر آڈیٹوریم کی تعمیر شامل ہے۔

ضلع سرگودھا،ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*8431: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ثقافت نے سال10-2009 اور11-2010کے دوران ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے کتنی رقم کس کس مد میں خرچ کی؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کتنے ادارے /تاریخی عمارات ہیں اور یہ کہاں کہاں ہیں؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران محکمہ نے ثقافتی سرگرمیوں کے لئے جو اقدامات اٹھائے،اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس ضلع میں حکومت ثقافت کے فروغ کے لئے کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر10۔2009 میں ثقافتی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر رہیں۔البتہ دونوں سالوں میں مجموعی طور پر۔/3,38,400روپے ثقافتی سرگرمیوں پر خرچ ہوئے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں محکمہ ثقافت کا ادارہ "سرگودھا آرٹس کونسل" ہے اس کے علاوہ تاریخی عمارات نہیں ہیں۔

(ج) ثقافتی سرگرمیاں بہت محدود ہونے کے باعث ساری توجہ اس امر پر مبذول رہی کہ آرٹس کونسل کے آڈیٹوریم کی تعمیر شروع ہو جائے۔انسداد دہشت گردی کی عدالت کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے مسئلہ سالوں سے کھٹائی میں پڑا ہوا تھا۔اب یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

(د) سب سے زیادہ توجہ آرٹس کونسل کے آڈیٹوریم کی تعمیر پر دی جارہی ہے۔تقریباً ساڑھے نو کروڑ روپے کی لاگت سے اس منصوبہ کی تعمیر کا آغاز ہوگیا ہے۔اس آڈیٹوریم میں 500 نشستیں ،آرٹ گیلری اور کونسل کے دفاتر ہوں گے جس سے علاقہ میں ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوگا۔اس کے علاوہ کونسل نے مشاعرے، نمائشیں، موسیقی کی محفلیں، ڈرامہ فیسٹیول اور اسی طرح کی مثبت سرگرمیوں کے انعقاد کا شیڈول بھی ترتیب دیا ہے۔

گوجرانوالہ، محکمہ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8585: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ اطلاعات کے کتنے دفاتر کس کس جگہ واقع ہیں ان دفاتر کے انچارج صاحبان کے نام اور عہدہ مع گریڈ بتائیں؟

(ب) گوجرانوالہ میں محکمہ ہذا میں گریڈ 11 اور اوپر کی اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران حکومت کی طرف سے سالانہ کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے اور سرکاری گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

(و) ان دفاتر میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ اطلاعات پنجاب کا صرف ایک ڈویژنل انفارمیشن آفس بمقام کمشنر کمپلیکس میں کام کر رہا ہے۔ یہاں مسٹر اشفاق احمد ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز (BS-19) بحیثیت انچارج اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ دفتر میں سکیل 11 اور اس سے اوپر کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	اسامی مع سکیل	تعداد
1	ڈائریکٹر BS-19	01
2	ڈپٹی ڈائریکٹر BS-18	02
3	انفارمیشن آفیسر BS-17	01
4	اسسٹنٹ BS-14	01
5	سینئر فوٹو گرافر BS-14	01
6	فوٹو گرافر BS-13	02
7	سٹینو گرافر BS-12	02
8	آرٹیکل رائٹر BS-11	01

(ج) اس دفتر کے سالانہ اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔اخراجات برائے مالی سال 10۔2009 4713145۔00 روپے

2۔اخراجات برائے مالی سال 11۔2010 (اپریل 2011 تک) 5789898۔00 روپے

(د)اس دفتر کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے منظور شدہ سالانہ بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔ سالانہ بجٹ برائے مالی سال10۔2009 5251200۔00روپے

II۔ سالانہ بجٹ برائے مالی سال11۔2010 5915800۔00روپے

(ہ) سٹاف کی تنخواہوں،ٹی اے/ڈی اےاور سرکاری گاڑیوں پر خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے مالی سال2010۔2009

I۔ سٹاف کی تنخواہوں اور الاؤنسز 4847397۔00روپے

II۔ ٹی اے/ڈی اے 49897۔00روپے

III۔ سرکاری گاڑیوں کی مرمت وغیرہ 64987۔00روپے

برائے مالی سال2011۔2010(اپریل2011تک)

I۔ سٹاف کی تنخواہوں اور الاؤنسز00۔5344940روپے

II۔ ٹی اے/ڈی اے00۔28529روپے

III۔ سرکاری گاڑیوں کی مرمت وغیرہ00۔44922روپے

(و) ڈویژنل انفارمیشن آفس گوجرانوالہ میں ڈارک روم اٹینڈنٹ (BS-05)کی ایک اسامی مورخہ 09۔06۔10 سے خالی ہے۔اس کو جلد ہی حکومتی قواعد وضوابط کے تحت پُر کر لیا جائے گا۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، محکمہ کے دفاتر کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8586:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیر اطلاعات وثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ اطلاعات کے کل کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد، گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ج) ان کے سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات بتائیں؟

(د) اس ضلع کو ان سالوں کے دوران سال وار کتنی گرانٹ حکومت نے فراہم کی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم تنخواہوں،ٹی اے/ڈی اےاور سرکاری گاڑیوں پر خرچ ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) منڈی بہاؤالدین میں محکمہ اطلاعات پنجاب کاایک ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس کام کر رہاہے۔

(ب) مذکورہ دفتر میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	اسامی مع سکیل	تعداد
1	انفارمیشن آفیسر BS-17	01
2	فوٹوگرافر BS-13	01
3	سینئر کلرک BS-09	01
4	جونیئر کلرک BS-07	01
5	ڈرائیور BS-04	01
6	نائب قاصد BS-01	01
7	چوکیدار BS-01	01

(ج) ضلعی دفتر اطلاعات منڈی بہاؤالدین کے سالانہ اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔اخراجات برائے مالی سال 10۔2009 1035635۔00 روپے

2۔اخراجات برائے مالی سال 11۔2010 (اپریل 2011 تک) 974577۔00 روپے

(د) مذکورہ بالا دفتر میں حکومت کی طرف سے منظور شدہ سالانہ بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔ سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2010۔2009 1211000۔00 روپے

II۔ سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2011۔2010 1347500۔00 روپے

(ہ) سٹاف کی تنخواہوں، ٹی اے / ڈی اے اور سرکاری گاڑیوں پر خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے مالی سال 2010۔2009

I۔ سٹاف کی تنخواہوں اور الاؤنسز 754231۔00 روپے

II۔ ٹی اے / ڈی اے 24918۔00 روپے

III۔ سرکاری گاڑیوں کی مرمت وغیرہ 9055۔00 روپے

برائے مالی سال 2011۔2010 (اپریل 2011 تک)

I۔ سٹاف کی تنخواہوں اور الاؤنسز 760173۔00 روپے

II۔ ٹی اے / ۳۳۳۳۳ ڈی اے 18158۔00 روپے

III۔ سرکاری گاڑیوں کی مرمت وغیرہ 7560۔00 روپے

فیصل آباد۔آرٹس کونسلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8833: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر اطلاعات وثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں کتنی آرٹس کونسل ہیں اور کس کس جگہ اور ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں گریڈ 16 اور اوپر کی اسامیاں کتنی ہیں ان پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) ان آرٹس کونسلوں کی آمدن بڑھانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں ایک آرٹس کونسل ہے۔ جو سول لائن فیصل آباد میں واقع ہے اور اس کا نام فیصل آباد آرٹس کونسل ہے۔

(ب) آمدن واخراجات مالی سال 10۔2009

اوپننگ بیلنس	5852339.05	کل آمدن	5677973.00
آمدن بذریعہ گرانٹ	3578440.00	کل وسائل	11530312.00
مقامی جنریٹڈ آمدن	2099533.00	کل اخراجات	7531402.63

آمدن واخراجات مالی سال 11۔2010

اوپننگ بیلنس	3998909.42	کل آمدن	6390920.00
آمدن بذریعہ گرانٹ	2650000.00	کل وسائل	10389829.42
مقامی جنریٹڈ آمدن	3740920.00	کل اخراجات	8177656.00

آمدن واخراجات مالی سال 12۔2011 بتاریخ 31۔دسمبر 2011 تک

اوپننگ بیلنس	2212173.42	کل آمدن	2545270.00
آمدن بذریعہ گرانٹ	1224270.00	کل وسائل	4757443.42
مقامی جنریٹڈ آمدن	1321000.00	کل اخراجات	3577377.00

(ج)

1- حکومتی گرانٹ

2- سٹیج ڈراموں کے مسودہ جات کی سکروٹنی فیس

3- کرایہ آڈیٹوریم

(د) فیصل آباد آرٹس کونسل میں 23 ملازمین کام کر رہے ہیں۔کونسل میں گریڈ 16 اور اوپر کی اسامیاں تین ہیں۔ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) آرٹس کونسل کے قیام کا بنیادی مقصد علاقائی ثقافت اور فنون لطیفہ کی ترویج و ترقی ہے فنڈز / ریونیو کی جنریشن ادارہ کے اغراض و مقاصد کا حصہ نہیں ہے۔حکومت پنجاب ادارہ کو grant-in-aid مہیا کرتی ہے لہذا ادارہ فنون لطیفہ کی ترویج و ترقی کے لئے محدود ذرائع سے مالی وسائل پیدا کر کے ثقافتی سرگرمیوں کی سرپرستی کرنا ہے۔اس میں سٹیج ڈرامہ کے

مسودہ جات کی سکروٹنی فیس اور آڈیٹوریم کی مختلف تقریبات کے لئے کرایہ سے حاصل ہونے والی آمدن شامل ہے۔

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم بھٹی مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں

"The Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011 (Bill No.55 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر شہزاد الٰہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں اس ایوان میں ایک اہم واقعہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا جو 10۔جنوری کو صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں گڑھی شاہو کے قریب پیش آیا۔ جس میں 20 کنال جگہ ہتھیانے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے یہ لحاظ نہ کیا کہ وہاں پر چرچ ہیں، ایجوکیشن سنٹرز ہیں، وہاں پر ایگریکلچر کا ایک پراجیکٹ چل رہا ہے۔ جس بے دردی سے اس چرچ کو demolish کیا گیا، بائبل مقدس کی بے حرمتی کی گئی اور crosses کو توڑا گیا۔ وہ 10۔جنوری کا دن Christian Community کے لئے سیاہ ترین دن ہے اور آج میں اس ایوان میں اس جھنڈے کی طرف دیکھ کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا تحریک پاکستان میں Christians نے اس پنجاب کے حق میں اس لئے ووٹ دیا تھا کہ ہماری عبادت گاہیں محفوظ نہ ہوں؟

جناب سپیکر!اس جھنڈے میں سفید رنگ جو کہ اقلیتوں کی علامت ہے۔اس وقت ہماری کوششوں،کاوشوں اور جدو جہد کو فراموش کیا گیا ہے،نام لیا جاتا ہے مسلم لیگ کا،مسلم لیگ قائداعظم محمد علی جناح کے اس ارتکاز کو کہا جاتا ہے---

جناب سپیکر: میرے بھائی!کیا اب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنی ہے؟

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!میری بات تو سن لیں۔ہماری قوم اس وقت سخت صدمے سے دوچار ہے---

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ان کا mike بند کریں۔آپ کی بڑی مہربانی،یہ پوائنٹ آرڈر نہیں بنتا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!اگر آپ مجھے بولنے کا موقع نہیں دیتے تو پھر ہماری سیٹیں ختم کر دیں---

جناب سپیکر: جی،آپ کوئی چیز ہمیں لکھ کر دیں،ہم اس کو ایوان میں take up کریں گے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!میری بات سنیں،میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں---

جناب سپیکر: جی،پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب تقریر نہیں ہے---

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ نے ہمارے ساتھ ٹھیک رویہ نہیں رکھا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ پوائنٹ آف آرڈر پر لے آؤں---

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی،یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!اگر مجھے نہیں بولنے دیں گے تو پھر میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ ایوان نہیں چلے گا---

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی،آپ مجھے ایسے "دابا" نہ لگائیں،میں آپ کے ایسے "دابا" سے نہیں چلنے والا۔آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!پنجاب حکومت جو کچھ ہمارے ساتھ کر رہی ہے یہ ہمارے لئے باعث شرم ہے---

جناب سپیکر: یہ بات مجھ سے بعد میں کر لیں، اب اس کو چھوڑیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں بعد میں آپ سے کیا بات کروں؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ہم اس ایوان کے ممبر ہیں اور بات کرنا ہمارا حق ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ معزز ممبر ضرور ہیں، خدانخواستہ میں آپ کو Non member نہیں کہتا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! پھر مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے اور نہ ہی یہ کوئی طریقہ ہے۔ آپ کا یہ طریق کار غلط اور نامناسب ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کا mike بند کریں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! یہ ہمارا ایوان ہے اور بات کرنا میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ایوان صرف آپ کا نہیں ہے، اس پر سب کا حق ہے، جتنا آپ کا حق ہے اتنا ہی دوسروں کا بھی اس ایوان پر حق ہے۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! وزیر قانون سے جواباً پوچھا جائے کہ کیوں ہمارے Churches کو نیلام کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کوئی توجہ دلاؤ نوٹس لائیں یا کوئی چیز in writing لائیں تو میں پوچھنے والا بنوں، ایسے پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں پوچھوں گا۔

کورم کی نشاندہی

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اگر آپ نہیں پوچھیں گے تو میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 23۔جنوری 2012 بروز سوموار سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

125

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔جنوری 2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا)

1۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11۔2010

ایک وزیر ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11۔2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(نوٹ: رپورٹ کی نقول پہلے ہی مہیا کی جا چکی ہیں۔)

2۔ پنجاب بیت المال کونسل کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010

ایک وزیر پنجاب بیت المال کونسل کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ پنجاب پنشن فنڈ کی 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے سال کی سالانہ رپورٹ

ایک وزیر پنجاب پنشن فنڈ کی 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے سال کی سالانہ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009-10

ایک وزیر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009-10 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

127

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

سوموار، 23۔جنوری 2012

(یوم الاثنین، 28۔صفر المظفر 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 13 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سورة الأحزاب 38 تا 40

پیغمبرؐ پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا اور جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38)اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39)محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبرؐ اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر(یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اللہ کی رحمت کا وہ حقدار نہیں ہے
سلطان مدینہ ﷺ سے جسے پیار نہیں ہے
رکھی ہے خدا نے جو پسینے میں نبی ﷺ کے
دنیا کی کسی شے میں وہ مہکار نہیں ہے
رکھے گا جو سرکار ﷺ کی سنت کو عمل میں
اس کے لئے رستہ کوئی دشوار نہیں ہے
سرور کی نظر آپ ﷺ کی رحمت پر لگی ہے
دامن میں عمل کوئی بھی سرکار ﷺ نہیں ہے

سوالات

(محکمہ محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتاہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ محنت اورانسانی وسائل سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ نگہی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، میں آپ سے humbly request کررہاہوں کہ یہ آپ کا ہی کام ہے، آپ کے ہی سوالات ہیں اور ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر تمام دوستوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیاہے کہ during Question Hour there will be no point of order۔آپ کی بہت مہربانی، تشریف رکھیں۔میں Question Hour کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔پہلا سوال جناب چودھری محمد اسداللہ کاہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے اپنے سوال بھی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وہ پندرہ سولہ صفحے پر ہے، پتا نہیں اس کی باری آتی بھی ہے یانہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4293 ہے۔جواب پڑھاہوا تصور کیاجائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیاجاتاہے۔

لاہور۔سوشل سکیورٹی ہسپتال کی خراب مشینوں کی تفصیلات

*4293: چودھری محمد اسداللہ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان چونگی لاہور میں ای سی جی سمیت اس وقت کل کتنی مشینیں ہیں ان میں کتنی مشینیں درست حالت میں ہیں اور کتنی خراب ہیں؟

(ب) کیاحکومت خراب مشینوں کو فوری درست کروانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام قائم نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان چونگی، لاہور میں ای سی جی کی کل 27 مشینیں نصب کی گئی ہیں جن میں سے 18 درست حالت میں ہیں۔ تین مشینیں قابل مرمت جبکہ بقیہ چھ مشینیں ناقابل مرمت ہیں۔مزید برآں دیگر بائیو میڈیکل آلات / مشینوں کی کل تعداد 577 ہے، جن میں سے 449 مشینیں درست حالت میں کام کر رہی ہیں جبکہ بقیہ 14 مشینیں قابل مرمت ہیں۔ان کے علاوہ 118 مشینیں ناقابل مرمت ہیں۔ تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں، مذکورہ بالا ہسپتال کی قابل مرمت خراب مشینوں کی مرمت کا کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جون 2010 سے لے کر اب تک لاہور کے سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں جو مشینیں تھیں کیا ان کو درست کرایا گیا ہے یا ان کی جگہ نئی مشینیں خریدی گئی ہیں اگر نہیں خریدی گئیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ لاہور میں تین ہسپتال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری بہن نے پوچھا کہ کتنی مشینیں تھیں، کتنی خراب ہیں اور کتنی خریدی گئیں، جز (الف) میں پوچھا گیا کہ ECG کی کتنی مشینیں ہیں؟ میرا جواب یہ ہے کہ اصل میں ہمارے پاس 21 مشینیں ہیں اور ان میں سے 6 خراب ہیں۔ان 6 خراب مشینوں کی جگہ ہم نے نئی مشینیں دے دی ہیں اور اس وقت کوئی مشین خراب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: سوال نمبر 4298 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صنعتی مزدوروں کے بچوں کو ایجوکیشن سیس کی مد سے وظائف دینے کی تفصیلات

*4298: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے صنعتی مزدوروں کے بچوں کو ایجوکیشن سیس کی مد میں تعلیمی وظائف 1978 سے دیئے جارہے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سیس بند کر دیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب سے اور اس کے بند کرنے کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایجوکیشن سیس بند کرنے کی ILO کے کنونشنز کی خلاف ورزی نہ ہے، نیز کیا حکومت اسے بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ورکرز چلڈرن ایجوکیشن سیس آرڈیننس 1972 سے نافذ العمل ہے۔1978 سے ایجوکیشن سیس کی تقسیم محکمہ محنت پنجاب ایک صوبائی ایجوکیشن سیس بورڈ کے ذریعہ سے کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ سیس کی وصولی 2003 سے لیبر پالیسی کی وجہ سے بند تھی، کیونکہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کو محکمہ محنت اور اس کے تحت چلنے والے ادارہ جات کے متعلق دی جانے والی بریفنگ میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ ایک ہی نوعیت کے کاموں کے لئے مختلف قسم کے بورڈ اور ادارے محکمہ محنت کے تحت کام کر رہے ہیں۔اس لئے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق سیس بند کر دیا تھا۔سمری کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں مگر مذکورہ سیس وصولی مورخہ 11-07-01 سے دوبارہ بحال کر دیا گیا ہے جس کا نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا گیا ہے۔نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) یقیناً ایجوکیشن سیس بند کرنا اس وقت کی حکومت کی ILO کنونشن کی کھلی خلاف ورزی تھی، بہر حال موجودہ حکومت نے اسے بحال کر کے بین الاقوامی معاہدہ جات پر عمل کرنے اور مزدور دوستی بنھانے کا ثبوت دیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جز (ج) میں دو اصطلاحات آئی ہیں۔ ایک ایجوکیشن سیس اور دوسری ILO۔ منسٹر صاحب فرمادیں کہ یہ کس بارے میں ہیں؟

جناب سپیکر: جی!

وزیر اطلاعات وثقافت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ورکر ایجوکیشن سیس کے متعلق سوال ہے۔ چونکہ یہ 2003 میں ختم کر دیا تھا جو ILO کنونشن کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔ اب ہم نے دو ماہ پہلے شروع کر دیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری گزارش یہ ہے اور میں تمام حضرات سے اپیل کر چکا ہوں۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پاکستان اور پنجاب کی عوام نے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ خود ہی اپنی بات کو violate کر رہے ہیں۔ مجھے تو اعتراض نہیں ہے، چلیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! فروری 2008 کے الیکشن میں پنجاب کے عوام نے دو بڑی پارٹیوں کو ایک واضح مینڈیٹ دیا تھا۔ اس کے بعد coalition گورنمنٹ بنی۔ primarily ایک ہماری ذمہ داری legislation ہے اور دوسری ذمہ داری پنجاب کے عوام کو ان کے حقوق کا تحفظ، ان کی صحت کا تحفظ، ان کی تعلیم کا تحفظ کرنا اور اس کو promote کرنا ہے۔ بجٹ proposal اور Annual Development Plan میں constituency wise funds رکھے گئے ہیں جو ہر حلقے میں 8 ملین ہیں۔ وہ فنڈز ہمارے نہیں بلکہ پنجاب کی عوام کا حق ہے اور اس حق سے عوام کو محروم نہ ہونے دینا بھی پاکستان پیپلز پارٹی اور باقی جماعتوں کے تمام ممبران کا فرض ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کے حقوق تخت لاہور سے چھین کر یا مانگ کر اُن تک پہنچائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر کوئی تخت ہمارے اس حقوق میں رکاوٹ بنے گا تو ہم اس تخت کا تختہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ یہ بات صرف ریکارڈ کے لئے نہیں ہے بلکہ ہم آپ کی دل سے بہت عزت اور احترام کرتے ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا اس اسمبلی میں ہمیشہ سے ایک role رہا ہے۔ پچھلے سیشن میں پنجاب گورنمنٹ نے آپ کو word of honor دیا اس کے تحت ہم تمام ایم پی ایز اپنے حلقے کے عوام کے حقوق آپ تک پہنچائیں گے۔ ہم اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں آپ کا ایک فیصد بھی قصور نہیں ہے۔ آپ نے پنجاب گورنمنٹ کے کئے ہوئے وعدے کو communicate کیا ہے۔ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب حکومت اپنی عادتوں کے مطابق سپیکر کی کرسی کا بھی احترام نہیں کرتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ ہم سب کے سپیکر ہیں، آپ ہم سب کے بڑے ہیں، آپ اس House کے Custodian ہیں اور آپ کی عزت کرانا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)
جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی، شکریہ
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ہم پنجاب گورنمنٹ کو force کریں گے کہ وہ ہمارے سپیکر، اس House کے سپیکر کی عزت کرے اور آپ کے ذریعے جو انہوں نے ہمیں word of honor دیا ہے اس word کی honor کریں۔آپ 371 ممبران کے بڑے ہیں۔آپ کی عزت کرنا پنجاب کی عزت ہے اور آپ کی عزت پنجاب کے عوام کی عزت ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"سپیکر تیرے جان نثار بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم آپ کا احترام لازم کروائیں گے چاہے رانا ثناء اللہ صاحب ہوں یا چیف منسٹر صاحب ہوں آپ کا احترام ان پر واجب ہے اور ہم ان سے آپ کا احترام کروائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"سپیکر تیرے جان نثار بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔یہ محبت کہیں آپ کو اُلٹی نہ پڑ جائے۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کر رہے ہیں۔۔۔
جناب سپیکر: دیکھیں! میں بات کروں گا۔جی، میجر صاحب!
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ کے ذریعے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پنجاب کے عوام سے وعدہ کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں10 منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی10 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ کے بعد4.50 پر جناب سپیکر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ مہربانی نہیں کریں گے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم آپ کے نہایت مشکور ہیں، میں صرف دو تین منٹ لوں گا۔ جس طرح ہم نے ذمہ لیا تھا کہ ہم آپ کی عزت کرائیں گے تو آپ نے بھی اسی طریقے سے اس House کا Custodian ہونے کا ثبوت دیا ہے اور آپ نے طے کروایا ہے کہ کل ساڑھے نو بجے جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی اس میں ہر ایک ایم پی اے کے حلقے کا جو حق ہے ہمیں پوری امید ہے کہ انشاء اللہ آپ وہ دلوائیں گے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اللہ کامیابی دے۔

تعزیت

صوبہ میں جعلی ادویات کی وجہ سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: لیکن جس طرح میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ پنجاب کے حقوق، ان کی تعلیم و صحت کے بھی ہم سب ذمہ دار ہیں تو میں House سے اپیل کروں گا کہ وہ تمام خواتین و حضرات جو پچھلے چند دنوں میں جعلی ادویات کی وجہ سے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ وقفہ سوالات ہے۔ مہربانی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ان کے لئے فاتحہ خوانی کریں۔

جناب سپیکر: لیکن ابھی تو ان کے جنازے بھی نہیں ہوئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کچھ کے جنازے ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس پر توجہ دلاؤ نوٹس لائی ہوں اسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! چالیس لوگ مر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ خود ہی فاتحہ خوانی کروادیں آپ بھی مولوی ہیں۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اس حکومت کی bad governance سے جو لوگ وفات پا چکے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑیں۔آپ کی بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: یہ حکومت عوام کے جان ومال کے تحفظ میں ناکام رہی ہے، ہم اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اسے ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔ جن کا سوال تھا وہ کدھر گئے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب کدھر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): نہ پانی ہے نہ بجلی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

MR SPEAKER: Doctor Sahib! No, sir none is allowed none is allowed. This is no point of order. This is no point of order. This is no point of order.

ڈاکٹر صاحب! چودھری اسد اللہ صاحب کا سوال ہے اور آپ نے on his behalf بات کرنی تھی۔ سوال نمبر بولئے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کرکے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

This is no way. This is not good.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آج کے ایجنڈے کا حصہ نہیں بن سکتا۔ آپ کو 48 گھنٹے پہلے یہ دینا چاہئے تھا۔ یہ اب نہیں آسکتا۔ محترمہ! I am sorry for that; this is no point of order. No point of order آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ جعلی ادویات چالیس ہزار لوگوں کو دی گئی ہیں اس بارے میں یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے آپ مہربانی کر کے اسے out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کرنے دیں۔ محترمہ! یہ ٹھیک نہیں ہے۔ محترمہ! یہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ کی مہربانی، یہ اسمبلی کسی قواعد و ضوابط کے تحت چل رہی ہے آپ مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ان کے حلقوں میں 80/80 لاکھ روپے لگ چکے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس accept کر لیں۔

جناب سپیکر: No madam please میں یہ accept نہیں کروں گا۔آرڈر پلیز

Order in the House, I say order in the House.

(وقفہ سوالات کے دوران کورم کی نشاندہی کی بناء پر مزید کارروائی نہ ہوئی)

تمام نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔علامہ اقبال روڈ پر پٹرول پمپس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4535: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ (علامہ اقبال روڈ) پر کل کتنے پٹرول پمپس ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ پر جتنی کمپنیوں کے پٹرول پمپ موجود ہیں ان میں سے اکثر پٹرول پمپ والے مقررہ مقدار سے کم پٹرول عوام کو سپلائی کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ پر موجود پٹرول پمپس کی مقدار میں کمی کی متعدد بار شکایات ہو چکی ہیں؟

(د) کیا حکومت عوام کو کم مقدار میں سپلائی کرنے والے پٹرول پمپ مالکان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ (علامہ اقبال روڈ) پر کل پانچ پٹرول پمپس ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ نہ صرف محکمہ محنت کا تربیت یافتہ عملہ بلکہ متعلقہ کمپنی کی جانب سے روٹین چیکنگ کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ کسی قسم کی عوام کی طرف سے کم مقدار میں پٹرول فراہم کرنے کی شکایت موصول ہونے پر خصوصی چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔

(ج) اس روڈ پر موجود پٹرول پمپس کی مقدار میں کمی کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) حکومتی اہلکار باقاعدہ ان پمپوں کی چیکنگ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں اور کسی شکایت کی صورت میں سپیشل چیکنگ بھی کی جاتی ہے اور عوام کو کم مقدار میں تیل فراہم کرنے والے پٹرول پمپ مالکان کے خلاف قانون اوزان و پیمائش مجریہ 1975 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع ملتان میں صنعتی کارکنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4711: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع ملتان میں کتنے صنعتی کامبر ہیں ان میں سے کتنے کارکنوں کو سوشل سکیورٹی کارڈ جاری کئے گئے ہیں؟

(ب) ضلع ملتان میں دوران سال2008 سوشل سکیورٹی نے وصولی کی مد میں کتنی رقم اکٹھی کی اور کتنے صنعتی کارکنوں کے علاج کے لئے کل کتنی رقم خرچ کی تھی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع ملتان میں 51,754 صنعتی کارکنان سوشل سکیورٹی سکیم کے دائرہ کار میں شامل کئے گئے ہیں جن میں سے 23,217 صنعتی کارکنان کی رجسٹریشن مکمل کی جاچکی ہے۔

(ب) سال2007-08 کے دوران ادارہ سوشل سکیورٹی کے مقامی دفتر ملتان نے سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں-/13,63,85,000 روپے وصول کئے جبکہ مذکورہ سال کے دوران2,34,719 صنعتی کارکنان اوران کے لواحقین کے علاج معالجہ ودیگر فوائد کی مد میں مبلغ-/14,24,58,763 روپے کے اخراجات برداشت کئے۔

ضلع ملتان میں اینٹوں کے بھٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4712: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع ملتان میں اینٹوں کے بھٹوں کی کل تعداد کیا ہے، ان میں سے کتنے بھٹے رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) غیر رجسٹرڈ بھٹے کتنے عرصہ سے رجسٹریشن کے بغیر چل رہے ہیں؟

(ج) ان کے خلاف آج تک قانونی کارروائی کیوں نہ کی گئی، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) رجسٹرڈ بھٹوں پر کام کرنے والے غریب مزدوروں کو محکمہ کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

(ہ) 2008 سے آج تک کتنے مزدوروں کو محکمہ کی طرف سے مالی معاونت و دیگر سہولیات فراہم کی گئیں، ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع ملتان میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام مقامی دفتر کی حدود میں 340 بھٹے واقع ہیں جو تمام کے تمام رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ متعلقہ دفتر کی حدود میں کوئی بھی بھٹہ غیر رجسٹرڈ نہ ہے۔

(ج) مقامی دفتر کی متعین کردہ حدود سے باہر واقع بھٹوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

(د) دیگر تمام رجسٹرڈ کارکنان کی طرح بھٹہ کارکنان بھی سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت ملنے والی تمام مراعات و سہولیات کے حقدار ہیں۔

(ہ) سال 2008 میں بھٹوں پر کام کرنے والے کارکنان کی جانب سے کوئی مالی معاونت کا claim وصول نہ ہوا۔

فیصل آباد۔لیبر کالونیز کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5406: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں لیبر کالونیز کتنی اور کس کس جگہ پر واقع ہیں؟

(ب) ہر لیبر کالونی کتنے رقبے پر مشتمل ہے اور اس میں کتنے پلاٹ ہیں؟

(ج) ہر لیبر کالونی میں کتنے پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں اور کتنے ابھی تک خالی پڑے ہیں؟

(د) ان کالونیوں پر کتنی رقم سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران خرچ ہوئی؟

(ہ) کس کس کالونی میں کون کون سی سہولیات درکار ہیں؟
(و) کس کس کالونی میں گیس کی سہولت میسر نہ ہے؟
وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):
(الف)

کل لیبر کالونیاں:- 07

لیبر کالونیوں کے نام وپتا	ٹیپو سلطان لیبر کالونی فیصل آباد چک نمبر76ر ب رسول پورہ جڑانوالہ روڈ کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد	راجہ غضنفر لیبر کالونی فیصل آباد چک نمبر228ر ب کوانہ فیصل آباد	آئی آئی چندریگر لیبر کالونی جڑانوالہ روڈ ملحقہ حسین شوگر ملز جڑانوالہ
(ب) رقبہ اور پلاٹ	100.12 ایکڑ اس میں 3134 پلاٹ ہیں۔	56ایکڑ اس میں1377 پلاٹ ہیں۔	19ایکڑ اس میں252 پلاٹ ہیں۔
(ج) الاٹ پلاٹ اور خالی پلاٹ	2711 پلاٹ الاٹ شدہ ہیں منسوخ شدہ423 کل پلاٹ3134 ہیں۔	1377 پلاٹ الاٹ شدہ ہیں کل پلاٹ1377 ہیں۔	252 پلاٹ الاٹ شدہ ہیں کل پلاٹ252 ہیں۔
(د) خرچ رقم 09-2008 اور 10-2009	کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی	کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی	کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی
سہولیات (ہ) سڑکیں، سیوریج، واٹر سپلائی اور بجلی	بجلی، سیوریج، واٹر سپلائی نامکمل ہے۔ سڑکیں قابل مرمت ہیں۔لہٰذا مذکورہ سہولتیں درکار ہیں۔	بجلی، سیوریج، واٹر سپلائی اور سڑکوں کی سہولت درکار ہے۔	کوئی سہولت درکار نہ ہے۔
(و) گیس کی سہولت	گیس کی سہولت میسر نہ ہے۔	گیس کی سہولت میسر نہ ہے	گیس کی سہولت میسر ہے۔

فیصل آباد۔کلیم شہید لیبر کالونی کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*6030: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کلیم شہید لیبر کالونی فیصل آباد کب کتنے رقبہ پر بنائی گئی؟
(ب) اس میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے ہیں؟
(ج) کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک الاٹ نہیں ہوئے؟
(د) کتنے فیصد کالونی کے رہائشیوں کو گیس فراہم کی جا چکی ہے باقی کو کب تک گیس فراہم کر دی جائے گی؟
وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):
(الف) کلیم شہید لیبر کالونی فیصل آباد کا رقبہ 855 کنال اور 14 مرلے ہے اور یہ 1997 میں بنائی گئی تھی۔

(ب) اس میں تین مرلے کے 3031 پلاٹ بنائے گئے ہیں۔

(ج) تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں۔

(د) 2002 میں سروے کے مطابق کلیم شہید لیبر کالونی میں صرف 7 فیصد الاٹی ورکرز رہائش پذیر پائے گئے تھے جس کی وجہ سے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے اپنی 55^{th} میٹنگ منعقدہ 01-04-03 میں اس لیبر کالونی میں گیس کی فراہمی کا منصوبہ ترک کرنے کا فیصلہ کیا تاہم بعد ازاں گورنر پنجاب نے 2004 میں اس لیبر کالونی کو سوئی گیس کی فراہمی کا افتتاح کیا تھا لیکن اس کے لئے فنڈز کی فراہمی پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ سے نہ ہوئی تھی۔

لاہور۔سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس کی گاڑیوں کی تعداد و تفصیل

*6385: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شہر لاہور میں واقع سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس میں گاڑیوں کی تعداد کیا ہے نیز یہ گاڑیاں کون سے ماڈل کی ہیں یہ گاڑیاں کتنی قیمت پر کس فرم سے خریدی گئیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان گاڑیوں کی خریداری کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے اگر ہاں تو اشتہارات کی نقول مہیا کی جائیں نیز کن کن فرموں نے ٹینڈر میں حصہ لیا مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ گاڑیاں کن افسران کے زیر استعمال ہیں نیز مذکورہ گاڑیوں سے متعلق مکمل تفصیل سال 2008 سے اب تک سالانہ گاڑیوں کا نمبر، پٹرول، مرمت کے اخراجات کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن، ہیڈ آفس، لاہور میں گاڑیوں کی تعداد 43 ہے نیز گاڑیوں کے ماڈل/قیمت اور جن فرموں سے خریدی گئیں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں بتایا جاتا ہے کہ پہلے سرکاری گاڑیوں کی خریداری میسرز پاک سوزوکی موٹر کمپنی، کراچی اور میسرز انڈس موٹر کمپنی، کراچی جو کہ سوزوکی اور ٹویوٹا گاڑیاں مینوفیکچر کرتی ہیں کے توسط سے خرید کی جاتی رہی تھیں۔1994 میں اور 2004 سے سرکاری گاڑیاں

بذریعہ ٹینڈر خریدی گئیں جس کی تفصیل ضمیمہ (ب-1) اور (ب-II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں نیز گاڑیوں سے متعلق مکمل تفصیل سال 2008 سے اب تک سالانہ گاڑیوں کا نمبر، پٹرول، مرمت کے اخراجات کی تفصیل بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گھر میں کام کرنے والے بچوں کے تحفظ کے لئے قانون سازی

*6386: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو بھی child labour کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے لئے کوئی قانون سازی نہیں کی گئی؟

(ج) کیا حکومت ان بچوں کو قانونی تحفظ دینے کے لئے قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب، نہیں تو مکمل وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہ ہے گھروں میں کام کرنے والے بچے child labour کے زمرے میں نہ آتے ہیں کیونکہ گھروں میں کام کرنے والے افراد کسی formal sector میں کام نہ کر رہے ہوتے ہیں۔ موجودہ قانون اطفال مجریہ 1991 گھروں میں کام کرنے والے بچوں کا احاطہ نہیں کرتا۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے افراد (Domestic Workers) بشمول بچوں کے گھروں میں ملازمت کے لئے کوئی قانون تاحال موجود نہ ہے۔

(ج) جی ہاں حکومت ان بچوں کو قانونی تحفظ دینے کے لئے سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور ایک تجویز domestic workers کو قانونی دائرہ کار میں لانے کے لئے زیر غور ہے۔اس سلسلے میں سفارشات تیار کی جارہی ہیں جونہی یہ سفارشات مکمل ہوتی ہیں ان کو قانون سازی کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

لاہور۔سوشل سکیورٹی ہیڈآفس میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6751: چوہدری ظہیر الدین خان: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سوشل سکیورٹی ہیڈآفس لاہور میں گاڑیوں کی تعداد کیا ہے یہ کتنے سی سی اور کون کون سے ماڈل کی ہیں یہ کب خریدی گئیں، ان کی خرید کے لئے اخبار میں کب اشتہار دیا گیا؟

(ب) یہ گاڑیاں کن کن افسران کے استعمال میں ہیں؟

(ج) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران مذکورہ گاڑیوں کے ماہانہ پٹرول بل اور مرمت کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ہیڈآفس میں قائم ریسٹ ہاؤس کی آمدن /اخراجات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی ہیڈآفس میں گاڑیوں کی کل تعداد 44 ہے۔ان گاڑیوں کے ماڈل کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔سرکاری گاڑیوں کی خریداری میسرز پارک سوزوکی موٹر کمپنی، میسرز انڈس موٹر کمپنی، کراچی جو کہ سوزوکی اور ٹویوٹا گاڑیاں مینوفیکچر کرتی ہیں کے توسط سے خریدی جاتی رہی تھیں۔1994 میں اور 2004 سے سرکاری گاڑیاں بذریعہ ٹینڈر خریدی گئیں۔

(ب) مذکورہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران مذکورہ گاڑیوں کے ماہانہ پٹرول بل اور مرمت کے اخراجات کی تفصیل بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ہیڈآفس میں کوئی ریسٹ ہاؤس تھا اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی بکنگ یا آمدن ہوئی ہے۔

ضلع بہاولنگر، آدم شوگر مل چشتیاں کے ملازمین کی برطرفی

*7114: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آدم شوگر مل چشتیاں ضلع بہاولنگر کی انتظامیہ نے لیبر لاء کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے کئی ملازمین کو شنوائی کا موقع دیئے بغیر نکال باہر کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متاثرہ ملازمین نے ڈی سی او بہاولنگر سے ملاقات کی تو ڈی سی او صاحب نے بھی ان کو طفل تسلیاں دے کر روانہ کر دیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرہ ملازمین کو لیبر لاز کے تحت کوئی ریلیف دینے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ آدم شوگر مل چشتیاں ضلع بہاولنگر کی انتظامیہ نے لیبر لاز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پچھلے تین سال میں تقریباً 40 کے قریب ملازمین کو نکالا جو کہ کنٹریکٹ یا ڈیلی ویجز پر تھے۔

(ب) متاثرہ ملازمین کی ڈی سی او بہاولنگر کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی تو انہیں قانون کے اندر رہتے ہوئے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا گیا ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر نے نکالے جانے والے ملازمین کو لیبر کورٹ رجوع کرنے کا کہا تو کل 21 ملازمین نے لیبر کورٹ نمبر 8 بہاولپور سے رجوع کیا تو ان میں سے 8 ملازمین کو ملازمت پر بحال کر دیا گیا جبکہ 13 کیسز لیبر کورٹ میں زیر سماعت ہیں مزید برآں ڈی سی او بہاونگر نے 194 ملازمین جن کو اس وقت کم از کم اجرت -/6,000 روپے نہیں دی جا رہی تھی کو، اتھارٹی زیر قانون ادائیگی اجرت بہاولنگر سے رجوع کرنے کا کہا ان کے کیسز بھی زیر سماعت ہیں۔

(ج) متاثرہ ملازمین کو لیبر لاز کے تحت ریلیف دینے کے لئے اتھارٹی زیر قانون ادائیگی اجرت، لیبر کورٹ اور لیبر اپیلیٹ ٹربیونل کی عدالتیں موجود ہیں تاہم اتھارٹی زیر قانون ادائیگی اجرت بہاولنگر کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

صوبہ میں روزگار کے دفاتر کی تفصیلات

*7394: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں دفاتر روزگار موجود ہیں، اگر موجود ہیں تو کتنے اور کس کس شہر میں ہیں؟

(ب) ان دفاتر نے گزشتہ دو سالوں میں کتنے لوگوں کو روزگار فراہم کیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں! 34 روزگار دفاتر پنجاب کے تمام ضلعی لیبر ہیڈ کوارٹرز ماسوائے چنیوٹ اور ننکانہ صاحب کے قائم ہیں۔

(ب) ان دفاتر نے گزشتہ دو سالوں میں 270 افراد کو روزگار فراہم کیا۔

ضلع چنیوٹ، عوام کی بھلائی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*7395: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ لیبر اینڈ ہیومن ریسورسز عوام کی بھلائی کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ب) ضلع چنیوٹ میں صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ محنت وانسانی وسائل حکومت پنجاب ضلع چنیوٹ میں صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے کارکنان کی بھلائی اور لیبر قوانین کے تحت فراہم کردہ مراعات دلانے کا ذمہ دار ہے۔ڈائریکٹوریٹ آف لیبر ویلفیئر پنجاب محکمہ محنت وانسانی وسائل کا ایک اہم جزو ہے جس میں اوزان وپیمائش کا کام بھی ہوتا ہے جس میں دکانوں کے کنڈا و باٹ کی سالانہ پاسنگ کے علاوہ پٹرول پمپس اور سی این جی پمپس کی پاسنگ اور چیکنگ کا کام کیا جاتا ہے مزید برآں ڈائریکٹوریٹ آف لیبر پنجاب ضلع میں لیبر قوانین پر عملدرآمد کروانے کا ذمہ دار ہے۔ان قوانین کے تحت مزدوروں کے اوقات کار، حالات کار، حفظان صحت، تحفظ جان اور دیگر مالی مراعات بشمول کم از کم اجرت کی ادائیگی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔مزید یہ کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر

بورڈ کی وساطت سے صنعتی مزدوروں کے لئے مندرجہ ذیل مراعات جاری ہیں جو کہ محکمہ محنت کے ضلعی دفتر کے ذریعے کارکنان کو بہم پہنچائی جارہی ہیں۔

مراعات:۔

1) کارکنان کی تمام بچیوں کے لئے -/70,000 روپے فی کس شادی گرانٹ دی جاتی ہے۔

2) خواتین کارکنان کو اپنی شادی پر بھی -/70,000 روپے فی کس شادی گرانٹ دی جاتی ہے۔

3) صنعتی کا ممبر کی موت کی صورت میں 3 لاکھ روپے بطور ڈیتھ گرانٹ ورثا کو دیئے جاتے ہیں۔

4) صنعتی کارکنان کے بچوں کو میٹرک تک مفت تعلیم اور تعلیمی سہولیات مثلاً یونیفارم، کتابیں، جوتے وغیرہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے سکولوں سے دی جاتی ہیں۔ صنعتی کارکنان کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے تعلیمی وظائف جو کہ مکمل تعلیمی اخراجات کی حد تک ادا کئے جاتے ہیں نیز بچوں کی میٹرک کے بعد تعلیم کے لئے ٹیلنٹ سکالرشپ بھی دیئے جاتے ہیں۔

5) صنعتی کارکنان کو بلا معاوضہ رہائشی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

6) پنجاب سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوٹ میں

a) سوشل سکیورٹی کے قائم کردہ ہسپتال اور ڈسپنسریوں سے علاج معالجہ کی مفت سہولت دی جاتی ہے۔

b) میٹرنٹی بینیفٹ۔

c) کفن دفن کا خرچہ مبلغ -/5000 روپے۔

d) معذوری کی پنشن۔

(ب) ضلع چنیوٹ میں گریڈ 18 میں ڈپٹی ڈائریکٹر بطور ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر تعینات ہے جو کہ مقامی طور پر EDO(Community Development) کو جوابدہ ہے جبکہ صوبائی سطح پر ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب اور سیکرٹری لیبر کے تحت فرائض سرانجام دیتا ہے۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر ضلع چنیوٹ میں اس کے علاوہ مندرجہ ذیل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں ہیں۔

1) لیبر انسپکٹر	2	(خالی، البتہ ایک لیبر انسپکٹر کی اسامی پر ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے)
2) اسسٹنٹ	1	(خالی)
3) سٹینوگرافر	1	(خالی)
4) سینئر کلرک	1	
5) چوکیدار	1	
6) مالی	1	
7) خاکروب	1	
8) نائب قاصد	1	

ضلع سیالکوٹ میں محکمہ محنت کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7801: رانا آصف محمود: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار بتائیں ؟

(ب) یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں اور کب تک پُر کی جائیں گی ؟

(ج) ان کو پُر نہ کرنے سے جو نقصان ہو رہا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے ؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ محنت میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وائز مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	کل تعداد	پُر شدہ اسامی	خالی اسامی
1	ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر	19	1	1	-
2	اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر	17	1	1	-
3	مینجر ایمپلائمنٹ ایکسچینج	17	1	1	-
4	سپرنٹنڈنٹ	16	1	1	-
5	لیبر آفیسر	16	3	2	1
6	اسسٹنٹ	14	2	1	1
7	لیبر انسپکٹر	14	3	3	-
8	سٹینوگرافر	12	1	-	1
9	سینئر کلرک	9	2	2	-
10	جونیئر کلرک	7	2	2	-
11	ڈرائیور	5	1	1	-
12	نائب قاصد	2	3	3	-
13	چوکیدار	1	1	1	-
14	خاکروب	1	1	1	-
			23	20	3

(ب) لیبر آفیسر کی اسامی ضلعی نظام شروع ہونے سے خالی ہے اور یہ اسامی حکومت پنجاب بذریعہ پبلک سروس کمیشن پر کرتی ہے۔اسسٹنٹ کی اسامی ضلعی نظام شروع ہونے سے خالی ہے۔یہ اسامی بذریعہ ترقی (پروموشن) پُر کی جاتی ہے اور سینئر کلرک کی سنیارٹی پنجاب لیول پر ہوتی ہے لہذا ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب کے دفتر سے پر کی جاتی ہے۔ سٹینوگرافر کی اسامی یکم جنوری2010 سے خالی ہے جو کہ ضلعی حکومت نے پُر کرنی ہے لہذا اس وقت ضلعی نظام غیر فعال ہے۔

(ج) لیبر آفیسر کی جگہ دوسرے لیبر آفیسر کو ایڈیشنل ڈیوٹی سونپ دی جاتی ہے۔اس طرح اسسٹنٹ کی جگہ دیگر کلریکل سٹاف میں سے کام لیا جاتا ہے لہذا سٹینو گرافر کی اسامی پُر نہ کرنے کی بناء پر اتھارٹی زیر قانون ادائیگی اجرت اور دیگر دفتری کام کا حرج ہوتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ،آلات جراحی/کھیلوں کے سامان کی فیکٹریوں کی تفصیلات

*7802:رانا آصف محمود:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں آلات جراحی اور کھیلوں کا سامان بنانے کی فیکٹریاں/کارخانے کتنے ہیں ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ مزدوروں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان فیکٹریوں/کارخانوں میں لاکھوں کی تعداد میں مزدور/محنت کش کام کرتے ہیں مگر انہوں نے محکمہ محنت میں ان کی تعداد کم لکھوائی ہوئی ہے؟

(د) کیا حکومت اس کا از سر نو سروے کرنے اور اصل صورتحال کے مطابق محنت کش/مزدوروں کی تعداد رجسٹر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام سیالکوٹ میں قائم ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی میں ضلع سیالکوٹ کی حدود میں رجسٹرڈ آلات جراحی ودیگر کھیلوں کا سامان بنانے والی کل 570 فیکٹریاں قائم ہیں جن میں آلات جراحی کی 310 اور کھیلوں کا سامان بنانے والی 260 فیکٹریاں شامل ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادارہ ہذا کے تحت ضلع سیالکوٹ میں صنعتی وتجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ صنعتی کارکنان کی تعداد 18,648 ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اکثر صنعتی وتجارتی اداروں میں صنعتی کارکنان کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔سماجی تحفظ کے قوانین کے مطابق ایسے تمام صنعتی وتجارتی اداروں کو ادارہ سماجی تحفظ میں رجسٹر کیا جاتا ہے جہاں پانچ یا اس سے زائد صنعتی کارکنان/ملازمین کام کر رہے ہوں اور صنعتی کارکنان کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ 10 ہزار روپے ماہانہ یا 400 روپے یومیہ ہو

صرف اُن کو سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت رجسٹر کیا جاتا ہے۔ لہذا ادارہ کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ ایسے تمام صنعتی و تجارتی کارکنان کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو رجسٹر کیا جائے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اکثر فیکٹری مالکان اپنے ملازمین کی اصل تعداد بتانے یا رجسٹریشن کرانے سے گریز کرتے ہیں۔

(د) حکومت پنجاب کی صنعتی پالیسی 2003 کی روشنی میں جن صنعتی و تجارتی اداروں میں پانچ یا اس سے زائد کارکنان کام کرتے ہوں وہ ادارے خود بخود سوشل سکیورٹی سکیم کے دائرہ کار میں آجاتے ہیں اور ادارہ سماجی تحفظ تحریری طور پر اداروں کے مالکان کو اُن کی رجسٹریشن کے متعلق آگاہ کرتا ہے لہذا سوشل سکیورٹی افسران / فیلڈ افسران کارکنان کی مذکورہ بالا تعداد پر مشتمل صنعتی و تجارتی اداروں کا مسلسل سروے کرتے رہتے ہیں تاکہ ان اداروں کے کارکنان کو رجسٹر کر کے سماجی تحفظ کے قوانین کے مطابق طبی سہولیات و مالی فوائد فراہم کئے جا سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت صوبہ پنجاب میں اب تک تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد تقریباً 7,75,054 ہے جبکہ ان کے لواحقین بشمول والدین کی تعداد پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ کر 46,50,000 ہو گئی ہے۔

ضلع سرگودھا، صنعتی کارکنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7814: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے صنعتی کا ممبر ہیں اور ان میں سے کتنے کارکنوں کو سوشل سکیورٹی کارڈ جاری کئے گئے ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے فیکٹری کارکنوں کو ہائی جینک کارڈ جاری کئے گئے نیز 10-2009 اور 11-2010 میں کتنے کارکنوں کو certifying surgeon نے چیک کیا؟

(ج) مذکورہ ضلع میں درج بالا عرصہ کے دوران سوشل سکیورٹی نے وصولی کی مد میں کتنی رقم اکٹھی کی تھی اور کتنے صنعتی کارکنوں کے علاج کے لئے کل کتنی رقم خرچ کی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت رجسٹر کئے گئے صنعتی کارکنان کی کل تعداد اور ان کو جاری کئے گئے سوشل سکیورٹی کارڈز کی تعداد درج ذیل ہے:-

1	تحفظ یافتہ کارکنان	10,247
2	جاری کئے گئے کارڈز (R-5)	5,275

(ب) یہ جزادارہ سماجی تحفظ سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں قائم صنعتی و تجارتی اداروں سے مالی سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں کی گئی وصولی، طبی مراکز میں آنے والے مریضوں کی تعداد اور ان کے علاج معالجہ پر خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تفصیل	2009-10	2010-11
1	سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن	3,47,00,685/-روپے	4,09,33,614/-روپے
2	مریضوں کی تعداد	1,77,705/-روپے	1,96,381/-
	علاج معالجہ کے اخراجات	56,40,380/-روپے	65,53,762/-روپے

ضلع سرگودھا۔گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7818: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گھروں میں قائم صنعتیں کتنی رجسٹرڈ ہیں اور کتنی رجسٹرڈ نہ ہیں ان میں کل کتنی خواتین کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میں کام کرنے والی خواتین کو پنشن اور اولڈ ایج بینفٹ کی سہولیات میسر نہ ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خواتین کی محکمہ سوشل سکیورٹی میں رجسٹریشن کرنے اور انہیں دیگر تمام سہولیات مہیا کرنے کو تیار ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں گھروں میں قائم بٹن سازی کی صنعتیں رجسٹرڈ ہیں۔ سوشل سکیورٹی میں رجسٹریشن کے لئے ادارہ میں کم از کم تعداد ملازمین پانچ ہونا لازمی ہے، تاہم ان 70 رجسٹرڈ شدہ اداروں میں خواتین کام نہیں کرتی ہیں۔

(ب) قانون کے مطابق بلاتفریق مرد وزن ملازمین کو سوشل سکیورٹی کی سہولتیں میسر ہیں۔اگر ان کا ادارہ متعلقہ محکمہ میں ان کی رجسٹریشن بطور کا ممبر کروا دیتا ہے۔

(ج) اگر ایسی خواتین کارکنان کے ایماء پر مطلوبہ کنٹریبیوشن ادا کر دی جائے تو ان کی متعلقہ ادارہ میں رجسٹریشن اور تمام سہولیات مہیا کئے جانے میں کوئی امر مانع نہیں ہوگا۔

ضلع قصور۔پٹرول پمپس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7862: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع قصور میں پٹرول پمپس کی تعداد کتنی ہے،ان میں کتنے غیر قانونی ہیں،ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ب) 2009 سے آج تک کم پیمانہ رکھنے والے کتنے پٹرول پمپس کے خلاف کارروائی کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں پٹرول پمپس کی انسپکشن کے لئے کوئی ٹیکنیکل عملہ نہ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے شہریوں کو پٹرول پمپس مالکان پٹرول کے پیمانہ کو بلاخوف وخطر کم رکھ کے لاکھوں کروڑوں روپے کما رہے ہیں؟

(ہ) کیا موجودہ حکومت مذکورہ ظلم سے شہریوں کو بچانے کے لئے سخت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں پٹرول پمپوں کی کل تعداد 167 ہے اور اوزان وپیمائش کے قانون کے تحت کوئی بھی پٹرول پمپ غیر قانونی نہیں ہے کیونکہ اوزان وپیمائش کے رولز۔16 کے تحت تمام پٹرول پمپوں پر نصب ڈسپنسرز کی سالانہ تجدید کی جارہی ہے۔

(ب) سال 2009 سے آج تک ضلع میں 21 پٹرول پمپوں کے پیمانہ کم رکھنے پر 46 چالان کئے گئے جس پر عدالت کی طرف سے انہیں۔/36000 روپے جرمانہ کیا گیا۔

(ج) ضلع قصور میں پٹرول پمپوں کی انسپکشن کے لئے ایک اسسٹنٹ کنٹرولر اور دو ڈپٹی کنٹرولر تعینات ہیں جو کہ تربیت یافتہ، تجربہ کار اور اوزان وپیمائش کے قانون سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔مزید ایک لیبارٹری ٹیکنیشن بھی معاونت کے لئے موجود ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ کے عملہ کی ملی بھگت سے شہریوں کو مالکان پٹرول پمپس کے پیمانہ کو کم رکھ کر لاکھوں کروڑوں روپے کما رہے ہیں۔ محکمہ نے پٹرول پمپوں کی انسپکشن کا نظام وضع کر رکھا ہے اور شہریوں کی شکایت پر بھی فوری ایکشن لیا جاتا ہے۔

(ہ) حکومت نے اوزان وپیمائش کے قانون پر سختی سے عملدرآمد کے لئے پٹرول پمپوں کی انسپکشن اور سپرانسپکشن کا نظام وضع کر رکھا ہے اور جس میں کسی قسم کی کوتاہی یالاپرواہی کو نظر انداز نہیں کیا جاتا۔

لیبر لاء کے تحت صنعتی کارکن /مزدوروں کی رجسٹریشن کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*7865: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیبر لاء کے تحت صنعتی کارکن /مزدور کس کو گردانا جاتا ہے؟

(ب) لیبر لاء کے تحت صنعتی کارکن /مزدور کی رجسٹریشن کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) لیبر لاء کے تحت ان کارکنوں /مزدوروں کو سوشل سکیورٹی سے کیا کیا مراعات دی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے دیہی علاقوں میں جو خواتین کھیتوں میں کام کرتی ہیں ان کو سوشل سکیورٹی والے مزدور تصور نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو کوئی benefit دیتے ہیں جبکہ ان کی تعداد لاکھوں میں ہے؟

(ہ) کیا حکومت ایسی خواتین کو لیبر لاء کے تحت سوشل سکیورٹی میں شامل کرنے اور ان کو تمام مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب سوشل سکیورٹی آرڈیننس 1965 کی دفعہ 2 کی ذیلی دفعہ 8 میں "کامبر" کی جبکہ ذیلی دفعہ 25 میں "تحفظ یافتہ کامبر" (secured worker) کی تعریف کی گئی ہے جس کے مطابق کوئی بھی شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی بھی اجرت پر بطور ہنر مند یا غیر ہنر مند سربراہی (supervisory) یا دفتری (clerical) یا دستی (manual) یا کوئی بھی اور کام کسی صنعتی یا کاروباری ادارے میں یا اس کے معاملات کے سلسلے میں ایک تحریری یا زبانی، ظاہری

یا جلی معاہدہ کے تحت کرتا ہے وہ اس زمرے میں آتا ہے لیکن درج ذیل ملازمین کو استثناء حاصل ہے:۔

(i) وہ لوگ جو حکومتی ادارے بشمول آرمڈ فورسز، افواج پاکستان، پولیس یا ریلوے ملازمین وغیرہ۔

(ii) دفاعی یا ریلوے انتظامیہ کے تحت آنے والے اداروں کے ملازمین، لوکل کونسل میونسپل کمیٹی یا کینٹونمنٹ بورڈ یا کسی بھی لوکل اتھارٹی کے ملازمین۔

(iii) کوئی بھی شخص جو کہ اپنے والد، والدہ، بیوی، بیٹے، بیٹی یا خاوند کی خدمت پر مامور ہو۔

(iv) حذف شد۔

(v) کوئی بھی شخص جو کہ 10,000 روپے ماہانہ یا400 روپے روزانہ سے زیادہ اجرت پر ملازم ہو ،تاہم اگر کوئی ملازم جو پہلے سے سوشل سکیورٹی کے تحت رجسٹرڈ ہو اور اُس کی اجرت میں اضافہ کی صورت میں بھی وہ سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ رہے گا۔

تحفظ یافتہ ملازم :(Secured worker) کی مزید تعریف یوں بھی کی گئی ہے ۔ "ایسے اشخاص جن کے لئے کنٹریبیوشن مذکورہ آرڈیننس کے تحت واجب الادا یا ادا شدہ ہو۔

مندرجہ بالا قوانین کی روشنی میں تحفظ یافتہ صنعتی کامبر یا مزدور اُس شخص کو گردانا جائے گا جس کا کنٹریبیوشن ادارہ کو باقاعدہ ادا ہو رہا ہو یا قانون کے تحت واجب الادا ہو اور وہ کسی قابل شناخت منظم ادارہ میں کسی خاص معاہدہ کے تحت اجرت کے لئے کام کرتا ہو۔ علاوہ ان مستثنیٰ افراد کے جن کو ادارہ ہذا کی عمل داری سے باضابطہ طور پر خارج کر دیا گیا ہو نیز ان کی اجرت کی حد بھی متعین کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے۔

(ب) سوشل سکیورٹی قوانین کے مطابق جو بھی شخص جز (الف) میں مذکورہ تعریف کے زمرے میں آتا ہو اُس کی رجسٹریشن کروانا ادارہ کے مالک یا انتظامیہ پر لازم ہے۔ سوشل سکیورٹی کارڈ (R-5) حاصل کرنے کے لئے اداراہ کے مجوزہ R-2 فارم پر کامبر کے مکمل کوائف اپنی فیکٹری یا کارخانے کے مالک سے تصدیق کروا کے متعلقہ سوشل سکیورٹی کے دفتر پہنچانا ہوتا ہے۔ جہاں سے ان کو R-5 کارڈ (social security card) جاری کر دیا جاتا ہے جس کے بعد وہ ادارہ سے تمام فوائد و مراعات حاصل کرنے کے حق دار تصور کئے جاتے ہیں۔

(ج) سوشل سکیورٹی کا ادارہ مزدوروں کی فلاح و بہبود کا مثالی ادارہ ہے جو کہ تحفظ یافتہ کارکنان اور اُن کے لواحقین بشمول والدین کو جملہ علاج معالجہ کی مکمل سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اس وقت ادارہ ہذا کے 17 لوکل آفس، 13 سب آفس 11 ہسپتال اور 217 ڈسپنسریز، تقریباً

767147 تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے تقریباً 4602846 لواحقین کی خدمت اور فلاح و بہبود کے لئے شب وروز مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ درج ذیل فوائد و سہولیات بھی ادارہ کی طرف سے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

- بیماری کی صورت میں کارکنان کو سال میں 121 دن تک چھٹیوں پر اُجرت کے 75 فیصد شرح سے ادائیگی، نیز زخمی ہونے پر صد فیصد معاوضہ کی ادائیگی۔
- کارکن کے انتقال پر (یومیہ معاوضہ بیماری 30X) کی شرح سے جب کہ کارکنان کے لواحقین کے انتقال پر پانچ ہزار روپے بطور اخراجات تجہیز و تکفین کی ادائیگی۔
- خاتون کارکن کے بیوہ ہونے کی صورت میں دوران عدت کے 100 مساوی معاوضہ کی ادائیگی۔
- دوران کار زخمی ہونے پر 20 فیصد معذوری کی شرح تک گریجویٹی کی یکمشت ادائیگی۔
- دوران کار زخمی ہونے پر جزوی معذوری 20 فیصد سے زائد ہو تو مخصوص شرح سے معذوری کی پنشن کی ادائیگی۔
- دوران کار زخمی ہونے پر معذوری کی شرح 66 فیصد سے زائد ہو تو اجرت کے 100 فیصد مساوی پنشن کی ادائیگی۔
- دوران کار زخمی ہوکر انتقال کر جانے کی صورت میں اجرت کے 100 فیصد مساوی پنشن کی پسماندگان کو ادائیگی۔
- بیوی بچوں کی عدم موجودگی میں مرحوم کارکنان کے ماں باپ یا بہن بھائیوں کو پسماندگان پنشن کی ادائیگی۔
- پنشن یافتہ معذور کارکنان، ان کے زیر کفالت لواحقین اور مرحوم کارکنان کے پسماندگان کو بلا معاوضہ ساری زندگی مکمل طبی سہولتوں کی فراہمی۔
- کارکنان اور لواحقین کے لئے معذوری یا پسماندگان کی پنشن کی کم از کم شرح 770 روپے مقرر کر دی گئی ہے۔
- سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں داخل مریضوں کو خرچہ خوراک 100 روپیہ روزانہ کے حساب سے دیا جاتا ہے۔
- مزدوروں کے بچوں کو ادارہ سے الحاق شدہ میڈیکل کالجز میں مفت تعلیم کی فراہمی اور اس کے علاوہ مالی امداد کی ادائیگی وغیرہ کی سہولیات بھی دستیاب ہیں۔

(د) سوشل سکیورٹی قوانین کے تحت جن اداروں میں پانچ یا اس سے زیادہ کارکنان کام کرتے ہیں اور ان کی تنخواہ یا اجرت 10,000 روپے ماہانہ یا 400 روپے یومیہ ہو وہ ادارہ سے فراہم کی

جانے والی تمام سہولیات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور آجران کا 6 فیصد کنٹریبیوشن ماہانہ ادا کرنے کا قانوناً پابند ہے۔یہ بات واضح رہے کہ ادارہ میں دی جانے والی یہ سہولیات بغیر مرد و عورت کی تشخیص کے فراہم کی جاتی ہیں۔ادارہ سوشل سکیورٹی کے ساتھ اس وقت 7,67,141 کارکنان رجسٹرڈ ہیں ان میں 44289 خواتین کارکنان ہیں جو ادارہ سے ملنے والی طبی سہولیات اور دیگر مراعات سے اپنے لواحقین کے ساتھ استفادہ کرنے کے اہل ہیں۔ادارہ کے اخراجات صنعتی اور تجارتی اداروں کے مالکان کی اداشدہ کنٹریبیوشن سے پورے کئے جاتے ہیں۔ادارہ سوشل سکیورٹی نے ان کارکنان کے لئے صوبہ پنجاب میں صنعتی اور شہری حدود میں طبی مراکز بشمول بڑے ہسپتال قائم کئے ہوئے ہیں جہاں سے ان کارکنان کو علاج معالجہ کے ساتھ مفت ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔ان کارکنان کو بیماری کے دوران نقد معاوضہ جات کی ادائیگی بھی کی جاتی ہے۔

جہاں تک کھیتوں میں کام کرنے والی خواتین کی رجسٹریشن کا تعلق ہے اس بارے میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ادارہ سوشل سکیورٹی نے فی الوقت صرف ان ہی کارکنان کو رجسٹرڈ کیا ہے جو باقاعدہ طور پر ایک منظم صورتحال کے تحت کسی صنعتی تجارتی ادارے سے وابستہ ہیں جن کے لئے ان اداروں کے آجرین اپنے کارکنان کا کنٹریبیوشن ادا کرتے ہیں۔ کھیت مزدوروں کے لئے طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے ادارہ کے پاس کنٹریبیوشن کا آنا بنیادی شرط ہے۔ کھیت مزدور خواتین چونکہ ایک غیر منظم صورت حال میں خدمات انجام دے رہی ہیں اس طرح ان کا آجر کا تعین کرنا دشوار ہے جو ادارہ کارکنان کا کنٹریبیوشن جمع کروائے گا۔نیز دیہی مزدور خواتین میں آجران کی تبدیلی کا رجحان بہت زیادہ رہتا ہے اس لئے ان کی رجسٹریشن میں بہت سی عملی مشکلات درپیش آنے کے قوی امکانات ہیں ادارہ کے پاس اتنے مالی وسائل نہ ہیں جن کی بنیاد پر کھیت مزدور مرد و خواتین کو بغیر کسی چندہ کی وصولی کے طبی سہولیات مہیا کی جاسکیں۔تاہم اگر ادارہ سوشل سکیورٹی کو اس طرح کے غیر منظم کارکنان کے حوالے سے اخراجات مہیا کئے جائیں تو ادارہ دیگر کارکنان کی طرح جن کے آجرین سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن ادا کر رہے ہیں اسی طرح کی سہولیات مہیا کرنے کے بارے عملی اقدامات کر سکتا ہے۔

(ہ) چونکہ ایسی دیہی مزدور خواتین منظم طور پر کسی ادارہ سے منسلک ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کی ماہانہ اجرت کا تعین اور حساب رکھا جاتا ہے جو کہ اکثر مختلف اجناس کی صورت میں سالانہ یا فصلانہ بنیادوں پر قابل ادا ہوتا ہے اور ان کا ایک سے دوسرے آجر تبدیل کرنے کا رجحان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا ایسی دیہی خواتین سوشل سکیورٹی کے تحت رجسٹرڈ کرنے میں متعدد عملی دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔ تاہم اگر ایسی دیہی ملازم خواتین کو جن کھیت مالکان کے تحت وہ کام کرتی ہیں۔ انہیں باضابطہ طور پر ایگری کلچرل انڈسٹری کے طور پر حکومتی سطح پر درجہ بندی کر دی جائے تو ان کے ملازمین کا مقام بھی عام صنعتی ملازم کے برابر تصور کئے جانے میں کچھ زیادہ دشواری پیش نہیں آئے گی اور انہیں ایک ضابطہ کے تحت سوشل سکیورٹی کے فوائد و مراعات سے مستفید کرنا ممکن ہو سکے گا جس کے لئے بعد میں طریق کار بھی حسب ضرورت وضع کیا جا سکے گا۔

ضلع سرگودھا۔ محکمہ کی کالونیاں و دیگر تفصیلات

*8013: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ہذا کی کتنی کالونیاں ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) یہ کب بنائی گئی تھیں ان میں کتنے سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں؟

(ج) کیا تمام پلاٹ مزدوروں / کارکنوں کو الاٹ کر دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ہذا نے صرف ایک لیبر کالونی بنائی ہے جو کہ لاہور روڈ، سرگودھا پر واقع ہے۔

(ب) یہ لیبر کالونی 1994 میں بنائی گئی تھی اور اس میں تین مرلہ کے 1418 پلاٹ ہیں۔

(ج) قرعہ اندازی کے وقت کم درخواستیں وصول ہونے اور بعد ازاں مزید ورکرز کی جانب سے پیشگی واجبات جمع نہ کروانے کی وجہ سے صرف 56 پلاٹ الاٹ کئے گئے تھے۔ اس کے بعد پاکستان ٹیکسٹائل ورکرز فیڈریشن فیصل آباد کی جانب سے لاہور ہائی کورٹ میں ایک رٹ 1999 میں ترقیاتی اخراجات کی وصولی روکنے کے لئے دائر کی گئی تھی جو کہ اب تک زیر التواٗ

ہے جس کی وجہ سے باقی ماندہ پلاٹ الاٹ نہ کئے جا سکے۔کورٹ کا فیصلہ آنے کے بعد بقایا پلاٹ الاٹ کر دیئے جائیں گے۔

فیصل آباد۔لیبر ہال کی تعمیر و استعمال کی تفصیلات

*8345:رانا محمد افضل خان: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں ساحل ہسپتال کے ساتھ محکمہ لیبر کا لیبر ہال کب تعمیر ہوا اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس ہال کو جب سے تعمیر کیا گیا کن مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا اور کتنی بار اس میں فنکشن ہوئے، تاریخ اور سال کے ساتھ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا اس ہال کو دوسرے محکمے مثلاً محکمہ تعلیم بچوں کے امتحانی مرکز کے لئے استعمال کر سکتا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لیبر ہال کی تعمیر مالی سال 1990-91 کے دوران ہوئی اور اس کی تعمیر پر تقریباً 2450000 روپے لاگت آئی۔

(ب) لیبر ہال کی تعمیر کے بعد اس ہال کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔مئی 1990 کے پہلے ہفتے میں ڈپٹی ڈائریکٹر ورکرز ایجوکیشن سنٹر فیصل آباد نے اپنا دفتر مذکورہ ہال میں منتقل کیا۔اس کے بعد ورکرز ایجوکیشن سکیم اور ورکرز ویلفیئر بورڈ سے متعلقہ عملہ بھی اسی جگہ منتقل کر دیا گیا۔لیبر ہال میں ورکرز ایجوکیشن سنٹر کے مقاصد میں ورکرز کو بلا معاوضہ تعلیمی و تفریحی سہولیات اور بلا معاوضہ قانونی مشاورت فراہم کرنا ہے۔علاوہ ازیں مختلف ٹریڈ یونین کے ممبران اور عہدے داران کو ایک چھت تلے اکٹھے ہو کر باہمی گفت و شنید اور اجلاس منعقد کرنے کی سہولت مہیا کرنا ہے۔لیبر ہال میں ورکرز ایجوکیشن سکیم کے تحت قائم دفتر کی ذمہ داری میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ سامان از قسم سکولوں کے لئے فرنیچر، ٹاٹ، بجلی کے واٹر کولر اور پنکھے وغیرہ یہاں سٹور کرنا اور بعد ازاں چیئرمین ضلع کونسل کی زیر نگرانی ورکرز کے زیر تعلیم بچوں کے تناسب سے مختلف سکولوں کو یہ سامان دینا شامل ہے۔جبکہ اس سلسلے میں تقسیم سامان کی تقریبات یہی منعقد ہوتی رہی ہیں۔ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے سال 1991-92 سے سلائی مشینوں اور سائیکلوں کی ورکرز کو تقسیم کے کام میں لیبر ہال

کا بھرپور استعمال کیا جاتا رہا ہے۔فیصل آباد ڈویژن سے متعلقہ سائیکلوں اور سلائی مشینوں کی اسمبلنگ اسی ہال میں کی جاتی رہی ہے۔بعد ازاں ان کی تقسیم کی تقریبات بھی یہی ہوتی رہی ہیں۔لیبر ہال میں قائم ورکرز ویلفیئر بورڈ کی گرانٹس از قسم شادی و ڈیتھ گرانٹ اور ٹیلنٹ سکالرشپ کے چیکوں کی متعلقہ ورکرز کو تقسیم کی تقریبات بھی منعقد ہوتی رہی ہیں۔اسی ہال میں وقتاً فوقتاً لیبر لیڈرز اپنی ٹریڈ یونین کی باڈی میٹنگ اور دوسری بہت سی تقریبات منعقد کرتے رہتے ہیں۔علاوہ ازیں مزدور تنظیمیں تفریحی اور اصلاحی ڈرامے بھی کرواتے رہتے ہیں جبکہ لیبر قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور مہلک امراض سے آگاہی سے متعلق حکومتی اور غیر حکومتی ادارے پروگرام منعقد کرتے رہتے ہیں۔فی الوقت یہ ہال مرمت طلب ہے اور اس بابت متعلقہ اداروں کو مطلع کیا جا رہا ہے۔موجودہ ماہ یعنی اپریل 2011 کے دوران ضلعی سکروٹنی کمیٹی کے ورکرز، آجران اور حکومتی نمائندوں کے 2 اجلاس منعقد ہوئے۔میٹنگ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ہال کو محکمہ تعلیم کے امتحانی مرکز کے طور پر استعمال نہ کیا جا سکتا ہے۔چونکہ بچوں کو پیپر رکھنے کے لئے ڈیسک موجود نہ ہیں اور صرف ورکرز کے بیٹھنے کے لئے چہار نشست والے بنچ ہیں تاہم دفتری اوقات کے دوران بچوں کو لائبریری کی سہولت مہیا کی جا سکتی ہے۔

پنجاب کے صنعتی و تجارتی اداروں سے وصول ہونے والی کنٹریبیوشن کی رقم کی تفصیلات

*8527: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ادارہ سوشل سکیورٹی کو مالی سال 2009 میں صوبہ کے تمام صنعتی اور تجارتی اداروں سے کل کتنی سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن وصول ہوئی اور اس وقت سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی کل مالیت کتنی ہے؟

(ب) کیا اس فنڈ کو کہیں invest کیا گیا ہے اور اس پر کیا منافع یا return ہو رہی ہے، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ نے صوبہ پنجاب میں قائم رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے سال 10-2009 کے دوران سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں مبلغ -/3,087,581,940 روپے وصول کئے تھے جبکہ موجودہ مالی سال جولائی 2010 تا اپریل 2011 کے دوران سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں وصول کی جانے والی رقم -/2,979,356,332 روپے ہے۔

(ب) ایمپلائز سوشل سکیورٹی فنڈ کی رقم کی سرمایہ کاری بنک آف پنجاب میں کی گئی ہے۔ سال 10-2009 کے دوران اس رقم پر حاصل ہونے والے منافع کی مالیت 29.169 ملین تھی۔

پنجاب میں سوشل سکیورٹی کے ہسپتالوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*8528: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سوشل سکیورٹی کے پنجاب میں کل کتنے ہسپتال ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کن کن ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی تعیناتی ہے اور ان کی فیلڈ آف سپیشلائزیشن کون سی ہے؟

(ج) کیا تمام ہسپتالوں میں آپریشن کی سہولتیں موجود ہیں؟

(د) کیا دل کی بیماریوں کے علاج وآپریشن کے لئے سوشل سکیورٹی کا کوئی ہسپتال ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) تحفظ یافتہ کارکنان کو مفت طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے ادارہ سماجی تحفظ کے زیر اہتمام صوبہ پنجاب میں کل 11 بڑے سوشل سکیورٹی ہسپتال قائم کئے گئے ہیں جن کے نام وپتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال وپتاجات
1	نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال، ملتان روڈ لاہور
2	سوشل سکیورٹی ہسپتال، کوٹ لکھپت، فیروزپور روڈ لاہور
3	سوشل سکیورٹی ہسپتال، جی ٹی روڈ چوک شاہدرہ
4	سوشل سکیورٹی ہسپتال، ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ
5	سوشل سکیورٹی ہسپتال، جی ٹی روڈ گجرات
6	سوشل سکیورٹی ہسپتال، ڈسکہ روڈ سیالکوٹ
7	سوشل سکیورٹی ہسپتال، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

8	سوشل سکیورٹی ہسپتال پیرودھائی روڈ، اسلام آباد
9	خواجہ فرید سوشل سکیورٹی ہسپتال، وہاڑی روڈ ملتان
10	سوشل سکیورٹی ہسپتال، بلاک نمبر 6، جوہر آباد
11	کلثوم سوشل سکیورٹی ہسپتال، اوکاڑہ

(ب) ادارہ ہذا کے تمام بڑے ہسپتالوں میں پیچیدہ بیماریوں کے علاج معالجہ کے لئے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو تعینات کیا گیا ہے۔ ہر شعبہ جات میں تعینات کردہ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! ادارہ سوشل سکیورٹی کے تمام بڑے ہسپتالوں میں تقریباً ہر قسم کے آپریشن کی سہولیات موجود ہیں۔

(د) نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور میں ایک جدید کارڈیک سنٹر کام کر رہا ہے جہاں پر امراض قلب کے علاج معالجہ اور بائی پاس آپریشن کی سہولت موجود ہے۔ تاہم دل کے مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور امراض قلب کی پیچیدگیوں کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ ہسپتال میں جدید ترین آلات اور انجیوگرافی مشین سے آراستہ ایک کارڈیک بلاک تعمیر کیا جا رہا ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

رجسٹرڈ صنعتی ملازمین کو پنشن کی ادائیگی کی تفصیلات

*8532: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رجسٹر شدہ ملازمین کو سوشل سکیورٹی فنڈ سے پنشن کی ادائیگی کے لئے کتنی categories ہیں؟

(ب) پنشن کی ادائیگی کے لئے ایک رجسٹرڈ کمپنی کے کسی ملازم کو کم از کم کتنی مدت ملازمت ضروری ہے؟

(ج) کیا ایک ملازم کی مدت ملازمت جو وہ پہلے کسی کمپنی یا صنعت میں کر چکا ہو اس کو دوسری پنشن کے لئے کتنا پیریڈ ملازمت میں شامل کیا جاتا ہے، اگر نہیں تو کیوں ایسا نہیں کیا جاتا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ سے رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کو دوران کار زخمی ہونے کی وجہ سے معذوری یا فوتیدگی کی صورت میں درج ذیل درجہ بندی کے تحت پنشن کی ادائیگی کی جاتی ہے:۔

(i) دوران کار زخمی ہونے کی بناپر 20 فیصد تک معذوری کی صورت میں گریجویٹی کی یکمشت ادائیگی۔

(ii) دوران کار زخمی ہونے کی بناپر 21 فیصد سے 66 فیصد تک شرح معذوری کی صورت میں جزوی پنشن کی ادائیگی۔

(iii) دوران کار زخمی ہونے کی بنا پر 67 فیصد سے زائد شرح معذوری کی صورت میں اجرت کے 100 فیصد کے مساوی پنشن کی ادائیگی۔

(iv) دوران کار زخمی ہونے کی بناء پر فوتیدگی کی صورت میں لواحقین کو اجرت کے 100 فیصد کے مساوی پنشن کی ادائیگی۔

(ب) ادارہ سوشل سکیورٹی میں مذکورہ بالا صورتوں میں پنشن کی ادائیگی کے لئے کسی قسم کی مدت ملازمت کی کوئی قید نہ ہے۔

(ج) اس جز کا جواب جز بالا (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

سوشل سکیورٹی کے فنڈز کی مالیت و دیگر تفصیلات

***8658: ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ادارہ سوشل سکیورٹی کو سال مالی 10-2009 میں صوبہ کے تمام صنعتی اور تجارتی اداروں سے کل کتنی سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن وصول ہوئی اور اس وقت سوشل سکیورٹی فنڈز کی مالیت کیا ہے؟

(ب) کیا اس فنڈ کو کہیں invest کیا گیا ہے اور اس پر کیا منافع یا return ہو رہی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ نے صوبہ پنجاب میں قائم تمام صنعتی و تجارتی اداروں سے سال 10۔2009 کے دوران سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں مبلغ۔/3,087,581,940 روپے وصول کئے تھے جبکہ موجودہ مالی سال جولائی 2010 تا اپریل 2011 کے دوران سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن کی مد میں وصول کی جانے والی رقم۔/2,979,356,332 روپے ہے۔

(ب) ایمپلائز سوشل سکیورٹی فنڈ کی رقم کی سرمایہ کاری بنک آف پنجاب میں کی گئی ہے۔ سال 10۔2009 کے دوران اس رقم پر حاصل ہونے والے منافع کی مالیت 29.169 ملین تھی۔

صوبہ میں کنڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9202: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے سرکاری کنڈے ہیں؟

(ب) ان کو چلانے کی ذمہ داری کس کی ہے؟

(ج) کیا ایسے کنڈے جن کی ذمہ داری حکومت پنجاب کی ہے ان کو محکمہ خود چلاتا ہے یا ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے؟

(د) کنڈوں پر ٹریلروں اور ٹرکوں سے کس شرح سے فیس / محصول چارج کیا جاتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومتی انتظام کے تحت کوئی سرکاری کنڈا (weigh bridge) تجارتی بنیادوں پر کام نہ کر رہا ہے۔ محکمہ خوراک نے اپنے ٹرکوں کے وزن کے لئے چند ایک جگہوں پر اپنے گوداموں سے متصل کنڈے لگا رکھے ہیں۔ جن پر عام ٹریلروں اور ٹرکوں کا وزن نہیں کیا جاتا۔

(ب) چونکہ سرکار کے زیر انتظام تجارتی مقاصد کے لئے کوئی کنڈا قائم نہ ہے اس لئے ان کے چلانے کی ذمہ داری کا سوال نہ ہے۔

(ج) چونکہ سرکار کے زیر انتظام تجارتی مقاصد کے لئے کوئی کنڈا قائم نہ ہے اس لئے ان کو خود چلانے یا ٹھیکہ پر دینے کا سوال نہ ہے۔

(د) چونکہ سرکار کے زیر انتظام تجارتی مقاصد کے لئے کوئی کنڈا قائم نہ ہے اس لئے فیس / محصول چارج کا سوال نہ ہے۔

ضلع راولپنڈی۔ رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9207: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ محنت وافرادی قوت سے رجسٹرڈ فیکٹریوں، صنعتوں /اداروں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان سے محکمہ کو سالانہ کتنی رقم کس کس مد میں وصول ہوتی ہے؟

(ج) ان میں کارکنوں کی رجسٹرڈ تعداد کتنی ہے؟

(د) ان کارکنوں کو محکمہ کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

(ہ) حکومت ان کارکنوں کی فلاح و بہبود کے لئے اس ضلع میں کون کون سے منصوبے بنا رہی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف)

-1	ضلع راولپنڈی میں فیکٹری ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد	285
	کارخانے	137
	بھٹہ خشت	148
-2	شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹس آرڈیننس 1969 کے تحت دکانوں کی تعداد	26320
	رجسٹرڈ اداروں کی تعداد	5080

(ب)

-1 وصولی فیس زیر قانون پنجاب ویٹس اینڈ میرز انفورسمنٹ ایکٹ 1975

سال 2010-2011 میں وصولی 1,08,75,138 روپے

-2 وصولی رجسٹریشن فیس زیر قانون شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹس آرڈیننس 1969

سال 2010-2011 میں وصولی 45,220 روپے

(ج)

کارکنوں کی کل تعداد	34968
کارخانہ جات	13643
بھٹہ خشت	4163
دکانیں وادارہ جات	17162

(د)

-1 بچوں کی مفت تعلیم کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ورکرز ویلفیئر سکول

-2 میٹرک کے بعد کی کلاسوں کے لئے ٹیلنٹ سکالر شپ

3- کارکنوں کی بچیوں کی شادی کے لئے اور خاتون کاممبر کی اپنی شادی کی صورت میں 70,000روپے بطور میرج گرانٹ

4- کارکن کی وفات کی صورت میں بیوہ/لواحقین کو مبلغ 300,000روپے بطور ڈیتھ گرانٹ

(ہ) ورکرز ویلفیئر سکول کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام گرلز اور بوائز سکولوں کی عمارتیں مورگاہ میں زیر تعمیر ہیں۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ محنت کے ہسپتالوں،ڈسپنسریوں کی تفصیلات

*9341: محترمہ نرگس فیض ملک: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ محنت کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد اور نام بیان فرمائیں؟

(ب) ان ڈسپنسریوں اور ہیلتھ سنٹرز میں کون کون سی اسامیاں کب سے اور کہاں کہاں خالی پڑی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ ہے؟

(د) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ہ) ان میں کون کون سی طبی مشینری ہے، ان میں کون کون سی سہولیات مریضوں کو فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام ضلع راولپنڈی میں ادارہ کا کوئی ہسپتال قائم نہ ہے جبکہ یہاں پر 10 طبی مراکز کام کر رہے ہیں جن میں 2 میڈیکل سنٹرز، 5 ڈسپنسریاں اور 3 ایمرجنسی سنٹرز شامل ہیں ان کے ناموں کی تفصیل مع پتاجات درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام طبی مراکز و پتاجات
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، کوہ نور ملز کالونی، پشاور روڈ، راولپنڈی
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر سٹی ایریا، سول لائن راولپنڈی
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری (west ridge)، الہ آباد روڈ راولپنڈی
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری مندرہ، جی ٹی روڈ، مندرہ
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری PC ہوٹل، مال روڈ، صدر، راولپنڈی
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری گوجر خان گلیانہ روڈ، گوجر خان
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری مری بروری، جیل روڈ، راولپنڈی
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، فوجی سیریل، دھمیال روڈ، راولپنڈی
9	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، ریڈکو، روات، راولپنڈی
10	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر رشی ٹیکسٹائل ملز جہلم روڈ، راولپنڈی

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام طبی مرکز	نام خالی اسامی	تعداد خالی اسامی	تاریخ خالی اسامی
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر سٹی ایریا	میڈیکل افسر	02	01۔04۔2010
				16۔09۔2010
		ڈرائیور	01	01۔10۔2010
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری West ridge	میڈیکل افسر	01	06۔04۔2011
		ڈرائیور	01	25۔07۔2004

(ج) ادارہ ہذا کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ مریضوں کو علاج معالجہ کے حصول میں دقت نہ ہو لہذا ادارہ کے جن طبی مراکز و ہسپتالوں میں ڈاکٹر کی اسامیاں خالی ہیں، جلد ہی ان کو پر کر لیا جائے گا۔ سوشل سکیورٹی ڈائریکٹوریٹ راولپنڈی میں 2010 میں ڈرائیوروں کی 2 نئی اسامیاں مشتہر کی گئی تھیں جن پر بھرتیاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔ فی الوقت west ridge ڈسپنسری میں ایک ڈرائیور کی موجودگی کافی ہے تاہم مستقبل میں اگر دوسرے ڈرائیور کی ضرورت محسوس کی گئی تو مذکورہ اسامی پر بھی تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) سوشل سکیورٹی کے طبی مراکز میں ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام طبی مرکز	نام خالی اسامی	تعداد خالی اسامی	تاریخ خالی اسامی
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر سٹی ایریا	میڈیکل افسر	02	01۔04۔2010
				16۔09۔2010
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری West ridge	میڈیکل افسر	01	06۔04۔2011

(ہ) مذکورہ بالا طبی مراکز میں فوری طبی امداد مہیا کرنے کے لئے درج ذیل آلات فراہم کئے گئے ہیں:

1۔ دمہ کے علاج کی مشینری (نیبولائزر)
2۔ شوگر چیک کرنے کی مشین
3۔ لیبارٹری ٹیسٹ کی مشین
4۔ آکسیجن گیس سپلائی سلنڈر

اس کے علاوہ طبی سہولیات میں ایمرجنسی علاج، ادویات، ایمبولینس کی سہولت، حفاظتی ٹیکہ جات کی سہولت موجود ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب شہر یار علی خان: جناب سپیکر! ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کورم point out کر دیا ہے لہذا گنتی کی جائے۔اب کوئی بات نہیں ہو پائے گی مہربانی کریں۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ وقفہ کے بعد
جناب سپیکر 6 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 24۔جنوری بروز منگل 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

167

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 3جنوری2012کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1. چودھری ظہیر الدین خان: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ (SCARP)کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے ضیاع کو روکا جائے۔

2. جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ 1995سے 2001کے دوران ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو 7فیصدcost of Living Allowance دیا جائے۔۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان وفاقی حکومت کواس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام اراکین اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔

4. محترمہ آمنہ اُلفت: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4جون1984 اور 7ستمبر1965 کی خلاف ورزی میں بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے

جائیں۔

168

(موجودہ قراردادیں)

1. جناب ضیاء اللہ شاہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

2. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

3. چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر / مختص کی جائیں۔

4. محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔

اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔

169

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

منگل 24۔جنوری 2012

(یوم الثلاثہ، 29۔صفر المظفر 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۴۱﴾ وَّ
سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ‌ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا ﴿۴۳﴾

سورۃ الأحزاب 41 تا 43

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو (41) اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو (42) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے (43)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عطا کیا ہے مجھ کو درد اُلفت کہاں کی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے، آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم! میں آپ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ یہ آپ کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط ہیں اور پھر آپ نے آپس میں بیٹھ کر کچھ فیصلے بھی کئے ہوئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ نے جو مہربانی کی ہے میں اس سلسلے میں اپنے ممبران کو on board لینا چاہتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! خانپور میں بم دھماکے میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: وہ ہو چکی ہے۔

تعزیت

پنجاب میں جعلی ادویات کی وجہ سے جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ پنجاب میں جعلی ادویات کے استعمال کی وجہ سے جو ہلاکتیں ہوئی تھیں کل ان کے لئے یہاں پر فاتحہ خوانی کی گئی تھی۔ کل کے اجلاس سے لے کر اب تک مزید 12 اموات note کی گئی ہیں، میری درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

محترمہ نگہی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پھر وہی بات چلے گی، میری بات سنیں یہ وقفہ سوالات ہے آپ مہربانی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! مجھے موقع دیں کہ میں اپنے ممبران کو on board لے لوں۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم آپ سے جو بات کرکے آئے ہیں وہ اپنے ممبران کو بتا نہیں سکے اگر آپ موقع دیں تو ہم on the floor of the House بتا دیں گے۔ میں اپنے طور پر اور اپنے ممبران کی طرف سے آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مکمل طور پر Custodian of the House ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ آپ نے اس چیز کا ثبوت دیا ہے کہ آپ کسی ایک پارٹی کے نہیں بلکہ اس House کے سپیکر ہیں اور آپ نے اپنے good office کو use کرتے ہوئے ہمارے حلقے کی عوام کا حق دلایا ہے۔ ہم اس پر نہ صرف آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ اپنی عوام اور اپنے حلقے کے غریب لوگوں جن کے چھوٹے موٹے کام ہونے تھے ان کی طرف سے آپ کو salute پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: آپ نے جو ایک ملین کے فنڈز release کرانے میں مدد کی ہے اس پر ہم آپ کی عظمت اور بڑائی کو سلام پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، میں نے اس میں کوئی تیر نہیں مارا، بات تو چیف منسٹر صاحب کی ہے اور بقول سردار صاحب کے انہوں نے مہربانی کی ہے۔ یہ خوش آئند ہے کہ تمام حلقوں کی جس طرح نمائندگی ہے ان سب کو فنڈز بھی ضرور ملنے چاہئیں اگر ایک کو فنڈز مل رہے ہیں تو دوسرے کو بھی ملنے چاہئیں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بڑی important بات کرنا چاہتا ہوں پھر اس کے بعد وقفہ سوالات شروع کر لیجئے گا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا ایجنڈا کدھر جائے گا؟

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پچھلی دفعہ بھی کم از کم پچیس دن اجلاس چلا ہے اور ابھی بھی چلتے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔ جعلی ادویات سے اتنی اموات ہو چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی ہیلتھ پر بحث ہونی ہے۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، وزیراعلیٰ صاحب Bonn کے وزیراعلیٰ ہیں، لندن کے وزیراعلیٰ ہیں اور نہ ہی under twenty five immature

bureaucrats کے وزیراعلیٰ ہیں بلکہ اس House کے وزیراعلیٰ ہیں جس کو rubber stamp بنادیا گیا ہے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ وہ House میں آکر یہ بات بتائیں اور House کو اعتماد میں لیں، کہیں لوگوں کی جعلی ادویات سے موت ہورہی ہے اور کہیں دوائی نہ ہونے کی وجہ سے موت ہورہی ہے۔آج پنجاب کے اندر کون لوگ ذمہ دار ہیں جنہوں نے یہ جعلی ادویات فراہم کی ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔آپ کی بات سن لی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیراعلیٰ صاحب خود وزیر صحت بھی ہیں اگر وہ House میں نہیں آتے تو یہ اتنی negligence ہے کہ میں مطالبہ کروں گا کہ وزیراعلیٰ مستعفی ہوں، اگر مستعفی نہیں ہوتے تو House میں آئیں اور جو لوگ negligence کی وجہ سے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں ان کے بارے میں جواب دیں۔وہ Bonn جاتے ہیں، لندن جاتے ہیں، گلیوں میں پھرتے ہیں لیکن اس House کو rubber stamp کیوں بنا رکھا ہے اور اس House کو مذاق کیوں بنا رکھا ہے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔وہ ضرور آئیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وہ اس House کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: آجائیں گے، آجائیں گے، آپ کو ضرور ملیں گے۔بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ آئیں اور House میں جواب دیں ہم انہیں کچھ نہیں کہتے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، میں کیسے جواب دے سکتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔جعلی ادویات سے جو اموات ہوئی ہیں بالکل اس کے ذمہ داران کو سزائیں ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: [*******]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 174 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: وہی ہو گا جو قانون کے مطابق ہو گا۔قانون کے مطابق جو ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف action ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: وزیر اعلیٰ ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، This is no point of order

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں نے ایک ایسے issue پر بات کرنی ہے کہ آج پورے پاکستان کے اندر واپڈا کی نجکاری کی جا رہی ہے، ملازمین سڑکوں پر ہیں، بیس بیس گھنٹے بجلی کی لوڈشیڈنگ ہے، ہسپتالوں میں بجلی نہیں ہے، غریب کا بچہ رو رہا ہے،

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): [*******]

جناب سپیکر: سب کے مائیک بند کر دیئے جائیں اور اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے اور یہ کسی چینل پر بھی نہ دکھایا جائے۔مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): [*******]

جناب سپیکر: دیکھیں یہ آپ کا کام ہے۔یہ ایجنڈا ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): [*******]

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): آج پاکستان کی انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے، آج پاکستان کے اندر سوئی گیس نہیں ہے، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں عوام بے روزگار ہو چکی ہے، اگر یہ بجلی کے بلوں کی ادائیگی کرتے تو آج یہ حالات نہ ہوتے، آج ان لوگوں نے پاکستان کو دیوالیہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اگر وزیر اعلیٰ صاحب یہاں ہوتے تو یہ ماحول نہ ہوتا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ حاجیوں کو لوٹنے والے، یہ بجلی چور، یہ سوئی گیس چور، یہ پاکستان کی عوام کا65۔ارب روپیہ کھا گئے ہیں، یہ کرپٹ ٹولہ ہے۔یہ پرویز مشرف کے جوتے پالش کرنے والے ہیں۔آج ان کو یاد آیا ہے کہ ان پر Article-6 لگنا چاہئے۔یہ پرویز مشرف کو گارڈ آف آنر دینے والے اور قومی مجرموں کو پناہ دینے والے خود قومی مجرم ہیں۔میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی عوام کے مجرم ہیں اور یہ ڈاکو ہیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"چور مچائے شور، بجلی چور، گیس چور" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order in the House. Order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"ظالمو! جواب دو خون کا حساب دو، جعلی دوائیاں جعلی ٹیکے ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

کیا آپ یہ قوم کا کام کر رہے ہیں، کیا آپ لوگ قوم کی خدمت کر رہے ہیں؟آپ سب ذمہ دار لوگ ہیں اس لئے آپ کو خود سوچنا چاہئے۔آپ مہربانی کر کے سب تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ ادویات کے reaction کی وجہ سے جو اموات ہوئی ہیں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے خلاف proper ایف آئی آر درج ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: .Order in the House. Order please آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی ہو گی۔قوم آپ کو دیکھ رہی ہے۔یہ ایجنڈا آپ کا ہے لہذا اس کے مطابق کارروائی چلنے دیں۔کیا آپ ایجنڈے کے مطابق House کو نہیں چلنے دینا چاہتے، کیا یہ آپ میں قوم کا درد ہے؟ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔سب معزز ممبران تشریف رکھیں۔سب کے مائیک بند کر دیں۔میرا خیال ہے کہ اب آپ تھک گئے ہوں گے اس لئے باہر جا کر پانی پئیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حزب اقتدار کے ممبران کو بھی بٹھائیں۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: سب تشریف رکھیں۔وقفہ سوالات چل رہا ہے۔قوم آپ کو دیکھ رہی ہے کہ آپ اس کی کیا خدمت کر رہے ہیں۔بڑے افسوس کی بات ہے۔Order in the House. Order please.دونوں اطراف سے معزز ممبران بیٹھ جائیں۔پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔محمد نوید انجم صاحب!اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!سوال نمبر 2554۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2554: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر،اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام،عہدہ،گریڈ،تعلیمی قابلیت،ڈومی سائل،پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں،ان کے نام،ولدیت،تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے،ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کرکے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری 2007 سے لے کر آج تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں مندرجہ ذیل افراد کو بھرتی کیا گیا ہے:۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تفصیل بھرتی
1	پروفیسر	02
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر	14
3	اسسٹنٹ پروفیسر	55

کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں کوئی بھی سینئر رجسٹرار بھرتی نہیں کیا گیا تاہم سینئر رجسٹرار کی بھرتی محکمہ صحت نے کی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2007 سے آج تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور میں کل 71 پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کو بھرتی کیا گیا جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر 3 پروفیسرز، 45 ایسوسی ایٹ اور 302 اسسٹنٹ پروفیسرز نے بھرتی کے لئے درخواستیں دیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں ہیومن ریسورس سیل قائم ہے جو کہ رجسٹرار کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے زیر نگرانی میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ میرٹ لسٹ بنانے کا کام بمطابق پنجاب گورنمنٹ، پنجاب پبلک سروس کمیشن اور پاکستان میڈیکل ڈینٹل کونسل کیا جاتا ہے۔ اس کمیٹی میں رجسٹرار کے علاوہ سینئر لاء آفیسر اور ڈائریکٹر ہیومن ریسورس بھی شامل ہیں۔

(ہ) یہ قطعاً غلط ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں تمام افراد کی سلیکشن میرٹ پر ہوئی جس کو اعلیٰ سطحی بورڈ کرتا ہے جس کے سربراہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں اس کے علاوہ بورڈ میں دوسرے نمائندگان مندرجہ ذیل ہیں:۔

(i) سیکرٹری ہیلتھ یا اس کا نمائندہ

(ii) چیئرمین، پنجاب پبلک سروس کمیشن یا اس کا نمائندہ

(iii) چیئرمین بورڈ آف سٹڈیز

(iv) متعلقہ شعبے کا ڈین
(v) گورنر / چانسلر کا منتخب کردہ نمائندہ
(vi) چانسلر کی طرف سے نامزد کردہ دو متعلقہ شعبہ جات کے اعلیٰ ڈاکٹرز / سائنس دان
(vii) چیف جسٹس، لاہور ہائیکورٹ لاہور یا اس کا نمائندہ

(و) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی سلیکشن کے متعلق ایسی کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی جو ثابت کر سکے کہ کسی بھی جگہ سلیکشن میں بے ضابطگی ہوئی ہو اور نہ ہی کسی امیدوار نے ایسی کوئی شکایت کی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ آپ سپیکر کے فرائض سرانجام نہ دیں۔ آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ اگلا سوال بھی نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2555۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2555: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، لاہور میں پروفیسر، ایسوی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور میں بھرتی ہونے والے سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تفصیل بھرتی
1	پروفیسر	01
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر	--
3	اسسٹنٹ پروفیسر	18
4	سینئر رجسٹرار	65

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کل 210امیدواروں نے درخواستیں دیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق سپیشل سلیکشن بورڈ نے کی جس کے ممبران حکومت کے احکامات کے مطابق درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	ممبران
1	پرنسپل، چیئرمین
2	ممبر پبلک سروس کمیشن / نمائندہ سیکرٹری S&GAD
3	نمائندہ سیکرٹری ہیلتھ
4	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ
5	متعلقہ شعبہ کا پروفیسر

تاہم درخواستیں (AMS) کی زیر نگرانی مندرجہ ذیل سٹاف کی مدد سے شارٹ لسٹ کی جاتی ہیں۔

(i) عمران اشرف، آفس سپرنٹنڈنٹ

(ii) نعمان احمد، سٹینوگرافر

(iii) محمد اسلم، سٹینوگرافر

(iv) محمد طاہر، سٹینوگرافر

ان کو سپیشل سلیکشن بورڈ انٹرویو کے بعد فائنل کر کے حکومت پنجاب کو بھیجا جاتا ہے جو کہ سپیشل سلیکشن بورڈ کے recommend کردہ افراد کو جانچ پڑتال کے بعد تعینات کرتی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ بھرتی کردہ افراد کو PMDC کے قوانین کے مطابق تجربہ، تعلیمی قابلیت اور اپنے شعبہ پر عبور کے مطابق سپیشل سلیکشن بورڈ نے میرٹ پر recommend کیا اور حکومت نے جانچ پڑتال کے بعد تعینات کیا اور اس عمل میں کسی اہل امیدوار کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد و ضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پہلے سوال نمبر 2554 کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ This is no way. ہم اب اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: کیا کوئی اور معزز ممبر اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے بارے میں مجھے messages موصول ہوئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ دوسرے معزز ممبران کو بھی ایسے ہی messages موصول ہوئے ہوں گے کہ وہاں پر Pathology Lab میں ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ کرنے والی مشینیں خراب ہیں۔ ان مشینوں کو درست کرنے کی بجائے شادمان چوک کے قریب ایک عمارت کرائے پر لے کر اور 50 ملین روپے سے زیادہ رقم خرچ کر کے لیبارٹری قائم کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے اندر جو Pathology Lab ہے اس کو درست کیوں نہیں کیا جا رہا؟ شادمان چوک کے پاس ایک پرائیویٹ عمارت کرائے پر لے کر 50 ملین روپے سے زیادہ رقم خرچ کر کے ایک Lab قائم کی جا رہی ہے جبکہ تمام میڈیکل کالجوں میں یہ tests ہوتے ہیں تو کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں ہیپاٹائٹس اور دوسرے tests کیوں نہیں کئے جاتے اور وہاں کی Lab کو کیوں درست نہیں کیا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی اپنی کوئی Lab نہیں ہے۔ یونیورسٹی سے affiliated Institutes, Labs and Colleges ہوتے ہیں جنہیں Constituent College or Lab کہا جاتا ہے۔ اسی طرح Pathology and Pharmacology یا سات آٹھ دوسری لیبارٹریاں قائم کی جاتی ہیں اور یونیورسٹی ان کو affiliation دیتی ہے۔ معزز ممبر شاید Forensic or Medico Legal Lab کی بات کر رہے ہیں۔ صحت کے مختلف شعبوں کی ہر سال upgradation ہوتی ہے اور ان کی capacity میں اضافہ کیا جاتا ہے اس لئے extension ضروری ہوتی ہے۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے Medico Legal Lab کی بات نہیں کی ہے بلکہ میں تو Pathology Lab کی بات کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ Pathology کے آگے بہت سے شعبے ہیں۔ ان میں Histopathology and Hematology ہے تو ان کے مختلف شعبے extend ہوتے رہتے ہیں۔ جب کالج بنتے ہیں تو صرف Pathology Lab ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ Histopathology, Hematology اور مزید جس چیز کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے اس کو extend کرتے رہتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ سوال نمبر 2555 پر آ چکے ہیں جبکہ میاں رفیق صاحب سوال نمبر 2554 کے حوالے سے ضمنی سوال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔ میاں صاحب! آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بھی پہلے سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، جو سوال گزر چکا ہے اس پر اب ضمنی سوال نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ابھی میاں محمد رفیق صاحب نے بھی تو پہلے سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے۔ میں بھی اسی سوال کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں کوئی بھی سینئر رجسٹرار بھرتی نہیں کیا گیا تاہم سینئر رجسٹرار کی بھرتی محکمہ صحت نے کی ہے" تو محکمہ صحت نے کیسے سینئر رجسٹرار کو بھرتی کیا ہے، دوسرا جو بھی پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر بھرتی کئے گئے ہیں یا کام کر رہے ہیں ان کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر: محترمہ! چونکہ ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں اس لئے اب پہلے سوال پر ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ اگر آپ دوسرے سوال کے حوالے سے کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں تو وہ کریں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3039، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔147 اور 148 میں بنیادی مراکز صحت کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3039: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔147 اور پی پی۔148 لاہور میں بنیادی مرکز صحت کتنے ہیں نیز یہ مراکز کہاں کہاں پر واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ حلقوں میں متعدد مراکز چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں اور ضروری سامان دروازے، کھڑکیاں چوری ہو چکا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ حلقوں میں مندرجہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) حلقہ پی پی۔147 اور 148 میں کوئی بنیادی مرکز صحت نہ ہے اور پی پی۔148 میں گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور گورنمنٹ کے زیر کنٹرول کام کر رہی ہے۔

(ب) گورنمنٹ ڈسپنسری چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور کی چار دیواری اور دروازے سلامت ہیں اور وہاں احسن طریقے سے کام ہو رہا ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔147 اور 148 اربن ایریا میں ہیں اس لئے ان میں بنیادی مراکز صحت نہ بنائے جاتے ہیں۔تاہم ان دونوں حلقوں میں درج ذیل ہیلتھ سنٹرز گورنمنٹ کے زیر کنٹرول کام کر رہے ہیں۔

حلقہ پی پی۔147

نمبر شمار	نام سنٹر
1	گورنمنٹ ڈسپنسری باجالائن، لاہور
2	MCH سنٹر درس بڑے میاں، لاہور
3	EPI سنٹر کراؤن پارک
4	EPI سنٹر میاں میر
5	EPI سنٹر محمد نگر
6	MCH سنٹر محمد نگر
7	گورنمنٹ ہومیوڈسپنسری عثمانیہ کالونی
8	گورنمنٹ ڈسپنسری GOR-I
9	EPI سنٹر زمان پارک

حلقہ پی پی۔148

نمبر شمار	نام سنٹر
1	گورنمنٹ ڈسپنسری GOR-II لاہور
2	گورنمنٹ ڈسپنسری GOR-III لاہور
3	گورنمنٹ ڈسپنسری EPI سنٹر رسول نگر
4	گورنمنٹ ڈسپنسری اچھرہ
5	MCH سنٹر اچھرہ
6	ایم سی ایچ سنٹر فاضلیہ کالونی
7	گورنمنٹ ہومیوڈسپنسری نواب روڈ لاہور
8	گورنمنٹ ڈسپنسری سمن آباد
9	MCH سنٹر/EPI سنٹر شاہ کمال
10	MCH سنٹر/EPI سنٹر پکی ٹھٹھی
11	MCH سنٹر نواں کوٹ
12	MCH سنٹر بوڑھ والا
13	MCH سنٹر انزد ٹینکی
14	MCH سنٹر بسطامی روڈ لاہور
15	گورنمنٹ ڈسپنسری رحمان پورہ
16	MCH سنٹر رحمان پورہ
17	EYE ہسپتال رحمان پورہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں پی پی-147 کی ڈسپنسریوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا پی پی-147 میں صرف یہی 9 ڈسپنسریاں ہیں یا ان کے علاوہ بھی کوئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پی پی-147 میں جو ڈسپنسریاں، ہیلتھ سنٹر یا EPI سنٹرز ہیں ان کی پوری تفصیل دے دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔ کیا ان 9 کے علاوہ بھی کوئی اور سنٹرز ہیں یا نہیں، کیا پی پی-147 میں ان کے علاوہ کوئی اور سنٹر کام کر رہا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محکمہ صحت کے نو سنٹر ہی کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! موصوف پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں کہ ہمارے سنٹر بڑے احسن طریقے سے کام کر رہے ہیں جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے کیونکہ یہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سنٹرز میں کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر یا کوئی گائناکالوجسٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ان سنٹرز میں ویکسینیٹرز، لیڈی ہیلتھ وزٹرز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز ہوتے ہیں اور قوانین کے مطابق وہاں پر جو سٹاف allocate ہوتا ہے ہم اُسے پورا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اور گائناکالوجسٹ کی وہاں پر تقرری نہیں ہو سکتی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا وہاں پر ڈاکٹرز کی ضرورت نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پوری دنیا میں پرائمری کیئر میں ہیلتھ ورکرز کام کرتے ہیں، وہاں ڈاکٹرز نہیں ہوتے۔ جن مریضوں کو ڈاکٹرز کے پاس جانے کی ضرورت ہوتی ہے اُنہیں ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3049 ہے۔

لاہور میں میڈیکل کالجوں کی تفصیلات

*3049: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے نظام کے نفاذ سے پہلے لڑکیوں کی کیا تعداد ہوتی تھی؟

(ب) لاہور میں میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے بعد لڑکیوں کی کیا تعداد ہے؟

(ج) محکمہ نے لاہور میں میڈیکل کالجوں میں طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اور طالبات کی مخصوص نشستوں کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ان کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) اوپن میرٹ کا نفاذ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم کے مطابق سال 91-1990 میں شروع ہوا اس سے پہلے سال 90-1989 میں لڑکوں کی سیٹیں 510 اور لڑکیوں کی سیٹیں بھی 510 تھیں۔ لاہور کے میڈیکل کالجوں میں لڑکیوں کی تعداد سال 90-1989 میں درج ذیل تھی:۔

i	کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور	71 سیٹیں
ii	علامہ اقبال میڈیکل کالج ،لاہور	71 سیٹیں
Iii	فاطمہ جناح میڈیکل کالج، لاہور	133 سیٹیں

(ب) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور (سابقا چیئرمین ایڈمشن بورڈ) نے پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں آخری داخلہ سال 08-2007 میں کیا اور اس کے بعد گورنمنٹ آف پنجاب نے تمام ایڈمشن کے معاملات یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز ،لاہور کے سپرد کر دیئے۔ سال 08-2007 کے مطابق پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کی بنیاد پر 1482 سیٹیں تھیں ان میں سے 941 لڑکیاں پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخل ہوئیں۔ لاہور کے میڈیکل کالجوں میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد درج ذیل تھی:

نام میڈیکل کالج	اوپن میرٹ	لڑکیاں داخل ہوئیں۔
کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی، لاہور	237	140
علامہ اقبال میڈیکل کالج ،لاہور	220	115
فاطمہ جناح میڈیکل کالج،لاہور	140	140

(ج) سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کے مطابق اور آئین کی تصریحات کی روشنی میں خواتین کی مخصوص نشستیں محدود نہیں کی جا سکتیں بلکہ ان کو اوپن میرٹ کی بنیاد پر مردوں کے مقابلہ میں صرف اوپن میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے اور نشستوں کی تخصیص نہ کی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ 08-2007 کے مطابق پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کی بنیاد پر 1482 سیٹوں میں سے 941 لڑکیاں داخل ہوئیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اتنی زیادہ سیٹوں پر لڑکیوں کو داخلہ ملا تو اُن میں سے کتنی لڑکیاں ڈاکٹر بن کر کام کر رہی ہیں اور کتنی نے پریکٹس چھوڑ دی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس حوالہ سے exact figure تو بتانا مشکل ہے۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں اوپن میرٹ پر داخلے کئے گئے ہیں۔ پہلے 50/50 فیصد کی بنیاد پر داخلہ ہوتا تھا اب 70 فیصد لڑکیاں داخل ہوتی ہیں۔ جو ڈاکٹر بنتی ہیں ہمارے سروے کے مطابق اُن میں سے 30 فیصد سے 35 فیصد بطور ڈاکٹر کام کرتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مرد ڈاکٹروں کی کمی کا جو shortfall آ رہا ہے اس کو حکومت چائنا وغیرہ سے ایم بی بی ایس کر کے آنے والے ڈاکٹروں کے ذریعے سے پورا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہم جنرل میڈیکل کونسل کے معیار کے قریب قریب ہیں۔ اس کے باوجود بھی حکومت پنجاب نے پچھلے سال چار نئے میڈیکل کالج شروع کئے ہیں جن کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں تقریباً ایک ہزار بیڈ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی سال مزید چار میڈیکل کالج شروع کئے جائیں گے تو پہلے ڈاکٹروں کی ہماری سالانہ پیداوار 1998 تھی جن میں

تقریباً 100 ڈینٹل سرجن تھے، اب یہ تعداد 3000 سے بڑھ گئی ہے۔ اگلے سال سے ہماری کوشش ہوگی کہ ہر سال 4000 ڈاکٹر پیدا کئے جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا ڈاکٹروں کے اس shortfall کو چائنا وغیرہ سے پڑھ کر آنے والے ڈاکٹروں کے ذریعے سے پورا کیا جارہا ہے تو محترم پارلیمانی سیکرٹری نے چار میڈیکل کالجوں کا ذکر کر دیا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کرغزستان اور چائنا سے جو ڈاکٹر بن کر آئے تھے، 800 ڈاکٹروں میں سے صرف 52 ڈاکٹر پاس ہوئے۔ اب حکومت مجبور ہے کہ ہم اُن کے ڈاکٹر لے رہے ہیں۔ کیا سپریم کورٹ کے اُس فیصلے کے خلاف review کا کوئی فیصلہ ہوا جس کی وجہ سے یہ اتنا بڑا shortfall آچکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پوری دنیا میں ڈاکٹروں کی کبھی بھی exact figure پوری نہیں ہوتی۔ انہوں نے دوسری بات چائنا کے ڈاکٹروں کی کی ہے اس وقت چائنا، ایسٹرن یورپ، روس اور وہاں کے دیگر ممالک سے جو ڈاکٹر بن کر آتے ہیں، میڈیکل کونسل اُن کا امتحان لیتی ہے اُن میں سے جو ڈاکٹر پاس ہوتے ہیں اُنہیں ہاؤس جاب یا نوکری دیتے ہیں، جو پاس نہیں ہوتے وہ نوکری کرنے کے eligible نہیں ہوتے۔ انہوں نے 52 ڈاکٹر پاس ہونے کی جو بات کی ہے بالکل ٹھیک ہے۔ ڈاکٹروں کو نوکری دینے کا امتحان پہلے پی ایم ڈی سی conduct کرتی تھی وہاں پر سینکڑوں ڈاکٹر پاس ہوتے تھے۔ اب یہ امتحان ہماری یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لے رہی ہے جس میں معیار کو سخت کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں صرف اہل لوگوں کو پاس کیا جاتا ہے اور وہی سسٹم میں داخل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! شیخ صاحب نے سپریم کورٹ کے فیصلے پر review کے حوالہ سے بھی ضمنی سوال کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ سال 2000 میں ہوا تھا تو review کی تاریخ گزر چکی ہے لیکن اس کے باوجود حکومت نے ایک پٹیشن تیار کی ہے کہ ہم سپریم کورٹ میں درخواست دے کر اسے follow کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں، کیا یہ condonation کی درخواست نہیں دے سکتے تھے اور میں یہاں پر نام نہیں لوں گا، کیا ایک درخواست دے کر public interest میں

چالیس سال پرانا کیس open نہیں ہو سکتا اگر ایسی بات ہے تو یہ لڑکوں کو فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں کیوں داخلہ نہیں دیتے؟

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے جو اعداد و شمار میرے پاس ہیں اُن کے مطابق 68 فیصد لڑکیاں اوپن میرٹ پر داخل ہو رہی ہیں اور اُن میں سے صرف 10 فیصد بچیاں ڈاکٹر بن کر پریکٹس کرتی ہیں۔ میری معلومات کے مطابق ایک ڈاکٹر بننے پر تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ کیا حکومت اس کے اوپر قانون سازی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ ہر ایم بی بی ایس بننے والی لڑکی کم از کم اتنے عرصہ کے لئے حکومت کو ضرور اپنی خدمات دے گی کیونکہ حکومت نے اُس کو ڈاکٹر بنانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہم نے یو ایچ ایس سے جو سٹڈی کروائی ہے اُس میں میڈیکل کالجوں میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد 70 فیصد ہے اور سوہنا صاحب 68 فیصد بتا رہے ہیں۔ 70 فیصد خواتین کو اوپن میرٹ پر میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملتا ہے اور اُن میں سے تقریباً 28 سے 30 فیصد لیڈی ڈاکٹرز نوکری کر رہی ہیں۔ میرے محترم بھائی جس قانون سازی کی بات کر رہے ہیں آج سے پندرہ سال پہلے یہ قانون موجود تھا کہ جو لوگ ڈاکٹر بنیں گے وہ دو واڑھائی سال سول یا آرمی میں نوکری کریں گے لیکن جب سے وہ حکومت بدلی تھی اُس کے بعد یہ قانون effective نہیں رہا لیکن اب ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم داخلے کے وقت اُن لڑکیوں سے affidavit لیں کہ جب وہ ڈاکٹر بن جائیں گی تو اُس کے بعد وہ ایک خاص مدت کے لئے بطور ڈاکٹر serve کریں گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ لائق ہیں اور اُس کی وجہ یہی ہے کہ اگر انہوں نے 70 فیصد تک میرٹ پر داخلہ لیا ہے تو یہ اُن کا حق ہے۔ میں یہ گارنٹی کرتی ہوں کہ اگر پولیس، عدلیہ، ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ، آرمی اور حتیٰ کہ سیاست میں اگر عورتوں کو موقع دیا تو یہ سارے کے سارے باہر ہی چلے جائیں گے اور اس ملک پر خواتین کی لیاقت کا کام ہوتا رہے گا۔ یہ proof ہے کہ higher studies, best students, best merits کی خواتین لائق ہیں تو یہ مرد ڈاکٹروں سے affidavit کیوں نہیں لیتے جو یہاں سے پڑھنے کے بعد نوکری کے لئے باہر چلے جاتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اس House میں فرضی اعداد و شمار پر بات ہو رہی ہے، پارلیمانی سیکرٹری 30 فیصد خواتین کا کہہ رہے ہیں اور سوہنا صاحب 10 فیصد خواتین کا کہہ رہے ہیں کہ وہ ڈاکٹر بننے کے بعد practice کرتی ہیں۔ کیا محکمہ صحت کے پاس کوئی ایسا نظام موجود ہے کہ وہ exact figures دے سکے، کیا محکمہ صحت خواتین ڈاکٹروں کے متعلق حساب کتاب رکھتا ہے، کیا محکمہ انہیں follow کرتا ہے اور کیا اس حوالے سے اعداد و شمار اکٹھے کئے گئے ہیں؟ یہاں House میں سرکاری اعداد و شمار پیش کئے جائیں اور فرضی اعداد و شمار پر بحث نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ہر سال پاس ہونے والی خواتین ڈاکٹروں کی تعداد، نوکری کرنے والی خواتین ڈاکٹروں کی تعداد اور practice کرنے والی خواتین ڈاکٹروں کی تعداد کا data ہمارے پاس ہوتا ہے۔ یہ UHS کی research ہے جو میں نے ایوان میں پیش کی ہے۔ یہ فرضی اعداد و شمار نہیں ہیں۔ اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ فرضی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوالات سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس موضوع پر بحث کے لئے علیحدہ وقت مقرر کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: اس موضوع پر جب بحث ہو گی تو آپ اپنی تجاویز دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جب open merit پر خواتین کو میڈیکل کالجوں میں داخلے دیئے جا رہے ہیں تو کیا حکومت فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں لڑکوں کو داخلہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، جب سپریم کورٹ نے ان کے لئے open merit کر دیا ہے تو پھر خصوصی طور پر خواتین کے لئے میڈیکل کالج کیوں بنائے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہمارے ملک اور معاشرے میں خواتین کے خصوصی حقوق ہیں۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ کے نام سے بنایا گیا تھا۔ یہ پہلے دن سے خواتین کے لئے مختص ہے اس میں لڑکوں کے داخلے کے لئے کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ وہ خواتین جو co-education والے اداروں میں نہیں پڑھنا چاہتیں، ہمارے رواج

اور مذہب کے مطابق ان کے لئے صرف خواتین کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کا مطالبہ ہوتا رہتا ہے اس لئے تین اور خواتین کی یونیورسٹیاں بھی قائم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 3723 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد۔ڈسٹرکٹ ہسپتال میں سی ٹی سکین مشین نصب کرنے کا مسئلہ

*3723: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال حافظ آباد میں سی ٹی سکین مشین نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں سی ٹی سکین مشین نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ صحت کی موجودہ پالیسی کے مطابق ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سی ٹی سکین مشین ابھی مہیا نہ کی جا رہی ہیں تاہم یہ سہولت ابھی صرف تدریسی ہسپتالوں میں مہیا کی جا رہی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں سی ٹی سکین مشینوں کے بارے میں ہے۔ یہاں کہا گیا ہے کہ اس وقت ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں سی ٹی سکین مشینیں لگانے کی حکومت کی پالیسی نہ ہے یہ جواب تمام ڈسٹرکٹ ہسپتالوں بشمول حافظ آباد کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید مالی مشکلات کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر حکومت یہ مشینیں نہیں لگا سکتی تو کیا private partnership کے ساتھ مشینیں لگانے کی کوئی پالیسی وضع کی جا رہی ہے کہ یہ مشینیں وہاں نصب ہو جائیں؟ یہ حقیقت ہے کہ سی ٹی سکین مشین diagnose کرنے کی بنیادی مشین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ضلع اس مشین سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! House in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں protest کرتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرتیں اور House کو disturb کرتی ہیں جس سے House کا مذاق بن رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سی ٹی سکین اور MRI مشینیں عام مشینیں نہیں ہیں۔ یہ diagnostic setup میں top کی مشینیں ہیں۔ دنیا کے کسی ملک میں یہ regional ہوتی ہیں اور ہر ہسپتال میں نہیں ہوتیں یہاں تک کہ جہاں پر regional نہیں ہیں وہاں پر ٹرکوں میں monitor ہوتی ہیں۔ میرے بھائی نے جو سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں MRI لگانا ممکن نہیں ہے۔اس کے علاوہ کل مریضوں میں سے 5 سے 7 فیصد مریض ان مشینوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ان کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اس لئے یہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی بجائے، جیسے حافظ آباد کی بات ہو رہی ہے تو گوجرانولہ میں مشین لگی ہوئی ہے۔گوجرانوالہ حافظ آباد سے 20 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے، ضرورت کے مطابق مریض کو وہاں پر منتقل کیا جاتا ہے اور ان کے test کئے جاتے ہیں۔ معزز ممبر نے جو public private partnership کی بات کی ہے تو اس میں ہمارے پہلے تجربے بہت کامیاب نہیں ہوئے اس لئے اس پر ابھی کام اور غور و خوض جاری ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔یہ ایک بنیادی مشین ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔اس سے پہلے ہمارا تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ اپنے تجربے کو درست کر لیں کیونکہ یہ ایک بنیادی مشین ہے، یہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری سے یہ سوال ہے کہ جس طرح ہر ڈسٹرکٹ میں ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال ہے۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ پنجاب میں کوئی ایسا ڈسٹرکٹ بھی ہے جہاں ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال نہیں ہے اور RHC میں ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہے۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 3842 ہے۔

فیصل آباد میں ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3842: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے ہسپتال ہیں اور ہر ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کس کس مرض کے وارڈز ہیں؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(د) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور کیوں خالی ہیں، ان پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد شہر میں مندرجہ ذیل چار ہسپتال ہیں۔ جن کے نام بمعہ بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	تعداد بیڈز
1	الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	1278
2	ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد	704
3	FIC فیصل آباد	202
4	غلام محمد آباد ہسپتال فیصل آباد	50

(ب) ان ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل امراض کے وارڈز ہیں۔

1۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد

(i)	میڈیسن	(ii)	یورالوجی
(iii)	انکالوجی	(iv)	سرجیکل
(v)	نیورو سرجری	(vi)	پرائیویٹ
(vii)	کارڈیالوجی	(viii)	آئی
(ix)	ICU	(x)	بچہ میڈیسن
(xi)	برن یونٹ	(xii)	ڈائیلاسز
(xiii)	بچہ سرجری	(xiv)	ENT
(xv)	ایمرجنسی	(xvi)	آرتھوپیڈک سرجری
(xvii)	گائنی		

2۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد

(i)	میڈیسن	(ii)	سرجیکل
(iii)	سکائٹری	(iv)	گائنی
(v)	جلد	(vi)	ناک کان گلہ
(vii)	آئی	(viii)	چلڈرن
(ix)	ٹی بی چیسٹ	(x)	کارڈیالوجی
(xi)	ہیپاٹالوجی	(xii)	قیدی
(xiii)	ڈینٹل سرجیکل		

3۔ غلام محمد آباد ہسپتال فیصل آباد

(i)	سرجیکل	(ii)	گائناکالوجی
(iii)	ای،این ٹی	(iv)	آئی
(v)	چلڈرن		

4۔ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد ایک سپیشل انسٹیٹیوٹ ہے جس میں صرف امراض قلب کا علاج ہوتا ہے اور امراض قلب کے مریضوں کے ہی وارڈز ہیں۔

(ج) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کل منظور شدہ اسامیاں1835 ہیں۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 436ہے۔

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کل منظور شدہ اسامیاں 157ہیں۔

(iv) FICفیصل آباد میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد159 ہے جبکہ دیگر پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد294 ہے۔

(د) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی 70اسامیاں خالی ہیں جو کہ موزوں امیدواروں کی عدم دستیابی کی وجہ سے، متعدد بار اخبار میں اشتہار کے باوجود بھی پر نہیں کی جا سکیں۔ پیرا میڈیکل سٹاف کی90اسامیاں خالی ہیں جن کو پُر کرنے کے لئے موزوں امیدواروں سے درخواستیں لی جا چکی ہیں اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد اور گورنمنٹ جنرل غلام محمد آباد ہسپتال میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں بتایا گیا ہے فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی 70اسامیاں خالی ہیں جو کہ موزوں امیدواروں کی عدم دستیابی کی وجہ سے، متعدد بار اخبار میں اشتہار کے باوجود بھی پُر نہیں کی جاسکیں۔پیرامیڈیکل سٹاف کی90اسامیاں خالی ہیں جن کو پُر کرنے کے لئے موزوں امیدواروں سے درخواستیں لی جاچکی ہیں اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو جواب پڑھنے کے لئے نہیں کہا۔ آپ ضمنی سوال کریں۔انہوں نے جواب دے دیا ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں مطمئن نہیں ہوں۔انہوں نے جز(د) کا جواب دیا ہے جس کے مطابق جو اسامیاں خالی ہیں، وہ1993 سے آج تک خالی ہیں یعنی19 سال سے خالی ہیں۔ وہ اسامیاں انتہائیsensitive ہیں۔ ان میں اسسٹنٹ بوائلر انجینئرIIIکلاس خالی ہے۔ اس اسامی کیgravityکا احساس میرے پارلیمانی سیکرٹری کر سکتے ہیں۔ یہ اس بارے میں جواب دیں کہ یہ اسامی آج تک کیوں خالی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! دو طرح کی اسامیاں ہیں ایک ٹیکنیکل کی ہیں، پوری دنیا میں جو کارڈیالوجی انسٹیٹوٹ ہیں ان میں نرسوں، ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے اس لئے کارڈیالوجی میںtrainedلوگ کم ملتے ہیں۔ یہ کمی ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں ہے۔ ہمیں کبھی بھیtrained لوگ پوری تعداد میں نہیں ملتے بلکہICUs چلانے والی Nurses & Doctors بھی کم ہیں۔

جناب سپیکر: کیا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ کچھ کر رہے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کی سیٹ1993 سے خالی ہے۔اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کی اہمیت کو پارلیمانی سیکرٹری بخوبی جانتے ہیں۔ اسی طرح ہسپتال کے چیف ایگزیکٹو اور سیکرٹری صحت بھی جانتے ہوں گے۔ دوسری لانڈری مینجر کی سیٹ بھی1993 سے خالی ہے، تیسری ایم آر آئی ٹیکنیشن اور چوتھی لیزر آپریٹر

ٹیکنیشن کی سیٹ بھی 1996 سے خالی ہے۔اگر وہاں پر متعلقہ سٹاف نہ ہو تو پھر ہسپتال کیا خاک چلے گا اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہسپتال کیسے چل رہا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس دس نئی درخواستیں آئی ہیں جو دنیا کے بہترین سرجن اور فزیشن ہیں۔اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کا کام لانڈری مینجر نے چلانا ہوتا ہے اس حوالے سے میں ایوان کے گوش گزار کرتا ہوں کہ لاہور میں ہمارے بڑے بڑے ہسپتالوں میں بھی اسسٹنٹ بوائلر انجینئر میسر نہیں ہیں۔چونکہ اس کے لئے ڈگری چاہئے ہوتی ہے اس لئے ہمارے پاکستان میں بہت کم لوگ ہیں۔اس کی بجائے trained لوگوں سے کام چلایا جاتا ہے۔اسی طرح ہمارے پاس ایم آر آئی ٹیکنیشنز کی بھی کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ہم لوگوں کو بھرتی کر کے trained کر رہے ہیں اور ایم آر آئی کے لئے دس نئے ڈاکٹروں کی درخواستیں بھی آئی ہوئی ہیں۔ایف آئی سی، پی آئی سی اور ایم آئی سی میں ایم آر آئی کو چلانے کے لئے نئے سٹاف کی بھرتی کا عمل جاری ہے جو انشاء اللہ جلدی مکمل ہو جائے گا۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جواب بالکل غلط ہے۔آپ خود اندازہ کریں کہ 1993 یا 1996 سے لے کر آج تک لانڈری مینجر، ایم آر آئی ٹیکنیشن، لیزر آپریٹر ٹیکنیشن، پلاسٹر ٹیکنیشن اور ریڈیو تھراپی ٹیکنیشن کی سیٹیں خالی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ انجیو گرافی آپریٹر کی سیٹیں بھی خالی ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سیٹیں 1996 سے آج تک خالی ہوں؟ وہاں پر گھپلا یہ ہو رہا ہے کہ سٹاف کو ایڈہاک اور روزانہ کی بنیاد پر رکھ کر اپنے من پسند لوگوں کو enjoy کروا رہے ہیں۔یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ 1993 اور 1996 سے لے کر آج تک وہ سیٹیں خالی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے تین specialties کے نام لئے ہیں ان کو پرائیویٹ سیکٹر میں پانچ گنا زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں۔اگر ہم ان کو 17 ہزار کی offer کرتے ہیں تو پرائیویٹ سیکٹر سے انہیں 70 ہزار تنخواہ ملتی ہے۔سرکاری اداروں میں خالی سیٹوں کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم ان کو کم تنخواہیں دیتے ہیں اور وہ گورنمنٹ کی بجائے پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرتے ہیں جس سے گورنمنٹ کی سیٹیں خالی رہتی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جنہوں نے سوال کیا ہے اُن کو تو کرنے دیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال چنا جواب گندم والی بات ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر وہاں پر انجیو گرافی کا ٹیکنیشن نہیں ہے تو پھر انجیو گرافی کون کر رہا ہے؟ ابھی یہاں پر بات ہوئی تھی کہ پی آئی سی میں غلط ادویات کی وجہ سے 32 ہلاکتیں ہو گئی ہیں۔ جہاں پر انجیو گرافی ٹیکنیشن یا لانڈری مینجر ہی نہیں ہے تو وہاں پر کیسے کام چل رہا ہو گا؟ میرا تو یہ سوال ہی نہیں ہے کہ ہمارے ہاں تنخواہیں کم ہیں اور پرائیویٹ والے زیادہ دے رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری یا تو یہ کہہ دیں کہ وہاں پر انجیو گرافی ٹیکنیشن نہیں ہے اس لئے انجیو گرافی نہیں ہو رہی۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ وہاں پر انجیو گرافی کون کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں کہ وہاں پر انجیو گرافی کیسے ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ صرف لانڈری مینجر کی بات کر رہے ہیں بلکہ میں انہیں بتاتا ہوں کہ ایف آئی سی میں کارڈیک سرجن اور فزیشن میسر نہیں تھے اور پی آئی سی لاہور کا سٹاف ہفتہ میں دو دن وہاں پر جا کر سرجری کرتا تھا۔ جس طرح میرے بھائی انجیو پلاسٹی کا ذکر کر رہے ہیں تو انجیو پلاسٹی اور کارڈیک سرجری کے لئے لاہور سے تین پروفیسروں سمیت ٹیم ابھی بھی وہاں پر جا کر دو دن سرجری کرتی ہے اور پھر واپس آ جاتی ہے۔ اصل میں وجہ یہ ہے کہ جو ڈاکٹر اور پروفیسر لاہور میں میسر ہیں وہ فیصل آباد میں میسر نہیں ہیں۔ اسی طرح راولپنڈی یا وزیر آباد میں بھی اس طرح کا سٹاف میسر نہیں ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں پھر یہ کہوں گا کہ میرا اس سے متعلق ضمنی سوال ہی نہیں ہے۔ بہر حال میں آگے ان کی طرف سے دی گئی لسٹ کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ جنریٹر آپریٹر کی سیٹ 1996 سے خالی ہے۔ یہ وزیر آباد کے بندے کو ہفتہ میں دو دن بھجوا رہے ہیں اور ایک دن لاہور سے بھجوا رہے ہیں۔ آج کل بجلی جانے کا تو کوئی ٹائم ہی نہیں ہے کیونکہ بجلی تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے کے بعد جا رہی ہے۔ جس وقت ہسپتال میں آپریشن ہو رہے ہوں گے اور اچانک بجلی چلی جائے تو پھر اموات واقع ہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ چونکہ ایف آئی سی کے حوالے سے سوال کر رہے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ایف آئی سی کی بات نہیں کر رہا بلکہ فیصل آباد کی بات کر رہا ہوں اور میں ان کے محکمہ کی طرف سے دی گئی لسٹ کے مطابق بتا رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ بھول گئے ہیں کہ ایف آئی سی فیصل آباد میں ہی ہے۔ میں ایف آئی سی میں خود گیا ہوں اور وہاں پر تین الیکٹریشن کام کر رہے ہیں جو جنریٹر بھی چلاتے ہیں اور بجلی کا کام بھی کرتے ہیں۔ خواجہ اسلام صاحب بتا رہے ہیں کہ جنریٹر آپریٹر یا لانڈری ٹیکنیشن نہیں ہے تو میں انہیں بتاتا ہوں کہ وہاں پر ساری چیزیں چل رہی ہیں لیکن specified ڈگریاں رکھنے والے، ڈپلومہ ہولڈرز اور qualified لوگ نہیں ملتے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اسسٹنٹ بوائلر انجینئر کا ڈپلومہ رکھنے والے لوگ میسر نہیں ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کے ہوٹلوں میں ان کو تنخواہ 70ہزار ملتی ہے اور ہماری تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں میسر نہیں ہوتے پھر ہم لوگوں کو trained کر کے کام چلاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارے پاس بندے نہیں ہیں اور ڈاکٹرز نہیں مل رہے تو میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسی گورنمنٹ نے چار سو ڈاکٹروں کو پچھلے ہفتے N.O.C دیا ہے۔ اب یہ کتنی بڑی contradiction ہے کہ انہوں نے ڈاکٹروں کو باہر سعودی عرب جانے کا N.O.C کیوں دیا؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔ جب پارلیمانی سیکرٹری کہتے ہیں کہ ہمیں ڈاکٹرز نہیں مل رہے تو پھر آپ خود فیصلہ کریں کہ چار سو ڈاکٹروں کو باہر جانے کے لئے N.O.C کیوں دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے 39 ٹیچنگ ہسپتالوں اور سات DHQs میں specialists ہیں۔ ہمارے پاس لسٹ موجود ہے اور جہاں ہمارے پاس surplus لوگ ہوتے ہیں اُن کو ہم NOC دیتے ہیں اور جہاں surplus نہیں ہوتے جیسے Anesthesia, Radiology and Psychiatry والے ہیں ان کو NOC جاری نہیں کر رہے بلکہ بھرتی کر رہے ہیں لہٰذا ان کے سوال کا جواب یہ ہے کہ بالفرض ہمارے پاس surplus میں پانچ سو لوگ ہیں اور اگر اُن کو سعودی عرب یا کسی دوسرے ملک میں نوکری ملتی ہے تو پھر ہم انہیں N.O.C دیتے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرے اس سوال کا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ اپنے سوال پر ایک گھنٹہ ضائع نہ کریں۔ اب مہربانی کر کے کسی اور کو سوال کرنے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک ایک سوال پر unlimited ٹائم لگ رہا ہے جبکہ باقی سوالات رہ جاتے ہیں۔ ایک سوال پر short question اور اس کا short answer ہونا چاہئے تاکہ بقایا سوال بھی آسکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

MRS SEEMAL KAMRAN: On his behalf.

جناب سپیکر: محترمہ! اگر آپ کے دو سوال ہوں گے تو پھر اپنا سوال نہیں لے سکیں گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی سے میرے سوال کی باری ہی نہیں آنی۔ سوال نمبر 3916 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ محترمہ! میری مہربانی سے باری نہیں آرہی؟

پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں واقع آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3916: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں آر ایچ سیز کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر آر ایچ سی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر آر ایچ سی میں ڈاکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس جگہ کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں کوئی رورل ہیلتھ سنٹر نہ ہے۔

(ب) پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں کوئی رورل ہیلتھ سنٹر نہ ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مورخہ 17۔جولائی 2009 کو اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں RHCs کس کس جگہ پر واقع ہیں جس کا جواب 18۔اکتوبر 2011 کو آیا ہے۔ اس حلقہ میں definitely تین چار لاکھ لوگ رہتے ہوں گے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ پی پی۔233 ضلع وہاڑی میں کوئی رورل ہیلتھ سنٹر نہ ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا وہاں پر انسان نہیں بستے، کیا وہ بیمار نہیں ہوتے اور کیا ان کو علاج کی ضرورت نہیں ہوتی؟ مزید دو سال کے بعد جواب یہ آ رہا ہے کہ وہاں پر RHC کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی آپ کو بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! صحت کے قوانین کے مطابق پندرہ کلومیٹر کے اندر ایک BHU بن سکتا ہے اگر اُس سے قریب ایک BHU ہو تو دوسرا نہیں بن سکتا۔ محترمہ جس جگہ کا بتا رہی ہیں وہاں پر پندرہ کلومیٹر کے اندر BHU یا RHC ہوں گے جس کی وجہ سے نہیں بنا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے پی پی۔233 ضلع وہاڑی کی بات کی ہے۔ کیا پی پی۔233 صرف پندرہ کلومیٹر پر محیط ہے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کس قسم کی بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پندرہ کلومیٹر کی range میں جو علاقہ آتا ہے وہاں پر اگر کوئی BHU یا RHC ہو تو دوسرا تعمیر نہیں ہو سکتا۔ شاید اس کے قریب RHC یا BHU واقع ہو گا بہر حال میں اس کی تفصیل فراہم کر دیتا ہوں کہ ضلع وہاڑی میں اس وقت ایک DHQ اور دو عدد THQ ہسپتال ہیں جو تحصیل میلسی اور بورے والا میں

ہیں۔ ضلع وہاڑی میں کل نوّے B.H.Us ہیں جو تمام کے تمام functional ہیں اور R.H.Cs کی تعداد دس ہے۔ اگر آپ R.H.Cs کی تفصیل پوچھیں تو ایک چک نمبر EB-222، ایک ماچھی وال، ایک WB-56، ایک لڈن، ایک گگو، ایک شرف، ایک ٹبہ سلطان پورہ، ایک جلہ جیم، ایک ساہوکا اور ایک WB-87 میں واقع ہے۔ میں نے یہی کہا ہے کہ پندرہ کلو میٹر کے فاصلہ کے اندر ایک R.H.C ہو تو وہاں دوسرا نہیں بن سکتا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ارشاد فرمائیں کہ کیا جہاں پر B.H.Us ہوں وہاں ان پر مشتمل ایک R.H.C نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ تو محکمہ صحت کا principle ہے کیونکہ گائناکالوجی کی سہولت R.H.C میں دینی ہوتی ہے اور ایک B.H.U کو رورل ہیلتھ سنٹر میں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جب آپ کو پتا ہے تو پھر چلنے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پی پی۔233 کے اندر آٹھ B.H.Us ہونے کے باوجود وہاں رورل ہیلتھ سنٹر نہیں دیا گیا تو انہیں یہ دینے کا وعدہ کر لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: اگر اس فاصلے پر نہ ہو تو یہ وعدہ کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! فاصلے کا نہیں ہے بلکہ رولز میں B.H.Us کا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کسی اور سنٹر میں چلے گئے ہوں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آٹھ B.H.Us پر گائناکالوجی کی سہولت دینے کے لئے ایک R.H.C ہونا ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ ان کے رولز میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہاں پر آٹھ B.H.Us نہیں بنے اسی لئے پی پی۔233 میں R.H.C نہیں بنا۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ تو بڑی اچھی خبر ہے کہ وہاں پر اتنی تعداد میں B.H.Us نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! دو سوال کئے گئے ہیں جن میں پہلی بات یہ کی گئی ہے کہ وہاں پر کوئی سنٹر کام نہیں کر رہا اور وہاں پر کرنا چاہئے۔ اس کے لئے اگر ہم لکھ کر دیں گے تو وہاں کے مقامی لوگ قائم کر دیں گے کیونکہ ابھی اس کے ارد گرد ہسپتال موجود ہیں اور B.H.Us ہیں اس لئے وہ کر دیں گے۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں پنجاب کا نمائندہ ہونے کے حوالے سے ابھی لکھ کر بھی دیتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں کہ پی پی۔233 میں رورل ہیلتھ سنٹر دیا جائے کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کی ضرورت ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ چونکہ میں پنجاب کا نمائندہ ہوں اور پورے پنجاب کے حقوق کو look after کرنا یا suggestions دینا میرا حق ہے اور میں اپنا یہ حق exercise کرتے ہوئے آج ہی پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ آپ کی تجویز ہے ضمنی سوال تو نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس تجویز پر انشاءاللہ ضرور غور ہوگا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: میرے سوال کا نمبر 3934 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد شہر میں سرکاری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3934: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے سرکاری ہسپتال ہیں؟

(ب) ہر ہسپتال کتنے رقبہ پر کب بنایا گیا تھا؟

(ج) ہر ہسپتال کتنے بیڈز، وارڈز اور بلاک پر مشتمل ہے؟

(د) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں گریڈ وار خالی ہیں نیز خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ہ) ان ہسپتالوں کے لئے مالی سال 10-2009 کے لئے کتنی رقم ہسپتال وار مختص کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد شہر میں مندرجہ ذیل چار سرکاری ہسپتال ہیں:

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال، غلام محمد آباد، فیصل آباد

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی،

(ب)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد 1987 میں تعمیر ہوا۔ اس کا کل رقبہ 5,87,998 سکیئر فٹ ہے۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد 1956 میں تعمیر ہوا اس کا کل رقبہ 20 ایکڑ ہے۔

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد، فیصل آباد 99-04-19 کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے محکمہ صحت کی تحویل میں آیا۔ اس کا کل رقبہ 14.08 ایکڑ ہے۔

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد 2005 میں شروع ہوا اور 13۔نومبر 2007 کو اس کا افتتاح ہوا، ہسپتال کا مجموعی رقبہ 67 کنال ہے۔

(ج) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد 1400 بیڈز، 22 وارڈز اور 2 بلاکوں پر مشتمل ہے۔ وارڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) گائنی یونٹ (I) لیبر روم، آرتھوپیڈک، پیڈیاٹرکس، میڈیکل یونٹ۔
(I) میڈیکل یونٹ (II) میڈیکل یونٹ۔iii (ڈائیلاسسز)، نیورو سرجری، پرائیویٹ، گائنی یونٹ، ای این ٹی یونٹ II&I، آئی ڈیپارٹمنٹ، سرجیکل یونٹ۔I، سرجیکل یونٹ۔II، سرجیکل یونٹ۔III، یورالوجی /پیڈز سرجری+ برن یونٹ، سی سی یو، ریڈیو تھراپی، ریکوری روم (تھیٹر)، آئی سی یو، ایمرجنسی)

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد 704 بیڈز، 12 وارڈز اور 5 بلاکوں پر مشتمل ہے۔ (وارڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔ میڈیسن، سرجیکل، سکائٹری، گائنی، جلد، ناک، کان گلہ، آئی، چلڈرن، ٹی بی چیسٹ، کارڈیالوجی، ہیپاٹالوجی اور قیدی وارڈ)

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد 50بیڈز اور 2وارڈز (جناح وارڈ برائے maleاور فاطمہ وارڈ برائےfemale) پر مشتمل ہے۔

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی مجموعی طور پر 202بیڈز پر مشتمل ہے جس میں مندرجہ ذیل وارڈز ہیں۔ ایمر جنسی وارڈ، کارڈیالوجی وارڈ، انجیوگرافی وارڈ، سی سی یو I سی سی یو II، آئی سی یو، آئی آئی سی یو، کارڈیک سرجری وارڈ، پری اپ، ایمبولیشن، پیڈیاٹرک، ڈائیلاسز۔

(د)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کل منظور شدہ اسامیاں 206 ہیں، جن میں سے 141 اسامیاں پر ہیں اور 65 خالی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں 175 ہیں، جن میں سے 130 اسامیوں پر ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ 45 اسامیاں خالی ہیں (تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں 28 ہیں جن میں سے 23 پُر ہیں جبکہ 5 اسامیاں خالی ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	پُر اسامیاں	خالی اسامیاں
19	03	02	01
18	11	08	03
17	14	13	01

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 157 ہے جن میں سے 92 اسامیاں خالی ہیں تفصیل درج ذیل ہے:۔

گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
20	06	01
19	15	11
18	62	50
17	74	30

تمام مذکورہ بالا ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن جلد پُر کیا جا رہا ہے۔

(ہ)

(i) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے لئے مالی سال 10۔2009 کے دوران 82 کروڑ 81 لاکھ 15 ہزار روپے مختص کئے گئے۔

(ii) ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد کو 10۔2009 کے دوران کل 39 کروڑ 91 لاکھ 52 ہزار روپے دیئے گئے۔

(iii) گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد کے لئے مالی سال 10۔2009 کے لئے 5 کروڑ 83 لاکھ 67 ہزار 5 روپے مختص کئے گئے۔

(iv) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد کے لئے مالی سال 10۔2009 کے لئے 47کروڑ 15لاکھ 76ہزار روپے مختص کئے گئے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ D.H.Q ہسپتال میں ڈاکٹر کی کل منظور شدہ اسامیاں175 ہیں جن میں سے 130اسامیوں پر ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں اور 45اسامیاں خالی ہیں۔ فیصل آباد میں یہ ہسپتال1956 میں بنا ہے اور یہ سیٹیں آج تک خالی ہیں۔ اس کے ساتھ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں206 سیٹیں ہیں جن میں سے 141 fill ہیں اور 65 سیٹیں خالی ہیں اور یہ ہسپتال 1987 میں بنا ہے۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ 1956 اور 1987 سے لے کر آج تک وہاں پر کیسے کام ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جب ہسپتال بنتے ہیں تو خالی اسامیاں مختلف سپیشلسٹ کی ہوتی ہیں جن میں ہنر مند افراد یا ڈاکٹرز میسر نہیں ہوتے اور اگر ہوتے ہیں تو وہ چھوٹے شہروں میں نہیں جاتے اور بڑے شہروں میں رہتے ہیں چونکہ 1994 سے لے کر آج تک تمام لوگ کنٹریکٹ پر بھرتی ہو رہے تھے تو اس حکومت نے پچھلے دو سال سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی شروع کی ہے جس کے نتیجے میں 2010 میں ہم نے تقریباً1300 میڈیکل آفیسرز اور 300 W.M.Os بھرتی کئے ہیں اور 2011 میں300 میڈیکل آفیسرز اور 100 W.M.Os بھرتی کئے ہیں جو کہ کل 1800 لوگ بھرتی کئے گئے ہیں تاکہ انہیں ان مقامات پر تعینات کیا جائے جہاں اسامیاں خالی ہیں۔ یہ کوشش جاری ہے اور بہت جلد انشاء اللہ یہ اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پوری کر دی جائیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! محکمہ جواب دے رہا ہے کہ بھرتی پر پابندی ہونے کی وجہ سے بھرتی نہ ہو سکی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے بھائی جواب کچھ اور دے رہے ہیں تو یہ مجھے صرف یقین دہانی کرا دیں کہ اب یہ سیٹیں وہاں پر fill ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ تھوڑا سا mix-up کر گئے ہیں کیونکہ پابندی lower staff کے سکیل 1 to 14 ban تھا لیکن جو بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے یعنی گریڈ 17,18,19 اور 20 پر پابندی نہیں ہے اور ہم خالی سیٹوں

کی ریکوزیشن بھیجتے ہیں اور پبلک سروس کمیشن میرٹ کے مطابق select کرتا ہے اور جہاں پر جگہ خالی ہوتی ہے ان اضلاع میں تعیناتی کر دی جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! خالی اسامیوں کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا کون ذمہ دار ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! اس طرح میں آپ کو سوال کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ ان کا سوال ہے تو انہیں ہی بات کرنے دیں۔ آپ خود بھی محنت کیا کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ فیصل آباد کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ اس سال میں سیٹیں fill ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنی سیٹیں خالی ہیں۔ ان کا اپنا ایک طریق کار ہے اور وہ ہر مہینے میں لوگوں کا انٹرویو کرتے ہیں اور select کرتے ہیں تو ہم ان کی تعیناتی کرتے جاتے ہیں اور اس کی تعداد بیس، پچیس، چالیس یا ایک سو جتنے ڈاکٹر پاس کرتے ہیں انہیں ہم وہاں پر بھیجتے ہیں اور ہماری ترجیح ہے کہ جو بڑے بڑے ہسپتال۔۔۔

جناب سپیکر: جس کی بات انہوں نے کی ہے اس کی آپ یقین دہانی کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تعمیل ہو گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! فیصل آباد کے ہسپتالوں سے متعلق دو سوال ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، دو نہیں ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! پہلا سوال 3842 تھا اور دوسرا 3934 ہے اور دونوں کے جوابات میں بہت زیادہ تضاد ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ کون سا جواب درست ہے کیونکہ الائیڈ ہسپتال کے متعلق سوال کے جواب میں کہا ہے گیا کہ یہ 1400 بیڈ کا ہسپتال ہے جبکہ پچھلے سوال کے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ 1278 بیڈ کا ہسپتال ہے۔ پچھلے سوال میں انہوں نے کہا کہ 70 ڈاکٹر ایف آئی سی میں کم ہیں اور اس میں 90 ڈاکٹرز کم کا کہہ رہے ہیں تو کون سا جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! بڑے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کے نمبرز ہر روز change ہوتے ہیں اس لئے کہ transfer & posting کے علاوہ نئی بھرتی اور ریٹائرمنٹ بھی ہوتی ہے تو جو سوال ہمیں موصول ہوتا ہے، جس دن اس کا جواب لکھتے ہیں تو اس دن کے لحاظ سے ہم نمبر پیش کرتے ہیں اور اگر یہ پوچھیں گے کہ آج دوپہر بارہ بجے کیا تعداد ہے تو مجھے معلوم نہیں ہو گا کہ کتنے لوگ ہسپتال میں کام کر رہے ہیں تو میں کل چیک کروں گا اور وہ رپورٹ پیش کر دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں اتنی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا چونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تاریخوں میں چلے گئے ہیں تو دونوں سوال 2009-07-22 کو ہوئے اور ان کے جواب کی وصولی کی تاریخ 2012-01-21 ہے جس سے ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ تین سال بعد جواب آرہا ہے جن کی تاریخ ایک ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: جب ان کی turn آنی تھی تو اسی وقت ہی آنا تھا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! چلیں آ گیا لیکن جب تاریخ وصولی ایک ہے تو اس کا مطلب پیریڈ تو وہی آرہا ہے تو پھر دونوں کے جواب میں فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا چلوں کہ اگر سوال 2009 کا ہوتا ہے تو ہمیں جب جواب ملتے ہیں تو اسے ہم update کرتے ہیں اور ہم نے کل شام تک مختلف جگہوں پر فون کر کے ایم ایس اور ای ڈی اوز وغیرہ سے چیک کر کے جو update صورتحال ہمارے پاس آتی ہے وہ ہم پیش کرتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ دونوں میں سے صحیح کون سا جواب ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! دونوں میں سے کون سا جواب صحیح ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب ڈیڑھ ماہ پہلے کا تھا اور دوسرا جواب 21 تاریخ کا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ latest ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4042 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فارماسسٹوں کو دفتری اوقات کے بعد فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت کا مسئلہ

*4042: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے فارماسسٹس کو دفتری اوقات کے بعد فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فارماسسٹوں کے پاس بی فارم، فارم ڈی کی ڈگری (پروفیشنل) ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فارماسسٹوں کو دفتری اوقات کے بعد پریکٹس کرنے کی اجازت دینے کو تیار ہے تاکہ ان کے روزگار کے مسائل حل ہونے کے ساتھ ان کی پیشہ ورانہ تعلیمی قابلیت کا فارمیسیوں میں استفادہ کیا جا سکے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے فارماسسٹوں کو دفتری اوقات کے بعد فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ مذکورہ فارماسسٹوں کے پاس بی فارم اور فارم ڈی کی پروفیشنل ڈگری ہوتی ہے۔

(ج) فارماسسٹوں کو جو کہ پروفیشنل ڈگری ہولڈرز ہیں ،ڈاکٹروں کی طرز پر پارٹ ٹائم فارمیسی پریکٹس کرنے کی اجازت دینے کی ایک تجویز زیر غور ہے۔ اس تجویز کے قابل عمل ہونے کے قانونی معاملات کا جائزہ لیا جارہاہے اور عنقریب اس سلسلے میں فیصلہ متوقع ہے اور ان کو Non-Practicing Allowance دینے کا بھی جائزہ لیا جارہاہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس سوال میں سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے فارماسسٹ کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیادفتری اوقات کے بعد کام کرنا انہیں allowed ہے تو محکمہ نے کہاہے کہ انہیں سرکاری طور پر اجازت نہیں ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ یہ فارماسسٹ دفتری اوقات کے بعد مختلف پرائیویٹ کلینکس پر جاکر job کرتے ہیں اور انہیں اپنی ذمہ داریوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کیونکہ محکمہ نے خود یہ بات own کی ہے---

جناب سپیکر: محترمہ!آپ ضمنی سوال کریں یہ کیا کررہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں پوری بات کرلوں پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی تفصیل بتادیں۔ یہ سوال 29-07-2009 کو کیا تھا جس کا جواب 18-10-2011 کو آیاہے اور آج تک یہی سوچ رہے ہیں کہ ڈاکٹروں کی طرز پر part time پریکٹس کرنے کی اجازت دینے کی ایک تجویز زیر غور ہے۔ اگر تین سالوں میں تجاویز پر غور ہی ہوتا رہے گا تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ ان کی حکومت کے پاس مزید کتنا ٹائم ہے اور یہ اس تجویز کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مزید کتنے سال لیں گے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان فارماسسٹوں کی نااہلی کی وجہ سے پنجاب کے عوام پر نت روز کوئی نہ کوئی نئی قیامت ٹوٹتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر: کیاآپ یہ ضمنی سوال کررہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!یہ میں نے 2009 میں پوچھا تھا---

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جی،ضمنی سوال ہی کررہی ہوں۔ آپ اس کا جواب پڑھ لیں،آپ پتا نہیں کیوں فوراً غصے میں آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال اتنا لمبا نہیں ہوتا جس طرح سے آپ شروع کر دیتی ہیں۔ آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں اور حکومت کو criticize کرتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محکمہ صحت کی خرابیاں آپ اور ہم سب بھگت رہے ہیں اور صوبہ پنجاب کے عوام بھگت رہے ہیں۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں، بس چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: جی، میں نے ضمنی ہی کیا ہے کہ میں نے جولائی 2009 میں پوچھا تھا اُس وقت انہوں نے کہا کہ تجویز زیر غور ہے اور آج 2012 ہو گیا ہے۔ یہ تجویز کب تک زیر غور رہے گی؟

جناب سپیکر: اتنی بات ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں میں آپ کو ایک شعر سنا دوں۔

جناب سپیکر: میں تو انکار نہیں کر سکتا لیکن آپ ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلے بی فارمیسی کا کورس چار سال کا تھا اور اب پانچ سال کا کورس ہو گیا ہے ڈی فارمیسی کہتے ہیں یعنی Doctor of Pharmacy۔ ان کے لئے حکومت نے پانچ چیزوں کا فیصلہ کیا ہے۔ جو پریکٹس نہیں کریں گے انہیں Non Practicing Allowance دیا جائے گا۔ جب وہ اپنی پانچ سال کی پڑھائی کر رہے ہوں گے تو اس دوران ان کی ٹیچنگ ہسپتالوں کے ساتھ attachment ہو گی تاکہ وہ تربیت حاصل کر سکیں۔ ڈی فارمیسی کرنے کے بعد ان کو internship دی جائے گی جس طرح ڈاکٹروں کو ہاؤس جاب دی جاتی ہے۔ اس کی سمری تیار ہے، notification ہو جائے گا اور pharmacists کو یہ سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کے بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3914: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کب کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ج) اس میں روزانہ کتنے مریض علاج کے لئے آتے ہیں؟

(د) اس ہسپتال میں کس کس مرض کے وارڈ ہیں؟

(ہ) اس میں ڈاکٹر اور دیگر پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(و) کتنی اسامیاں کب سے کیوں خالی ہیں ان پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا 100 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا 1993 میں تعمیر کیا گیا تھا اور اس کی تعمیر پر مبلغ 8,70,8,144/- روپے لاگت آئی۔

(ج) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں روزانہ تقریباً 600 مریض علاج کے لئے آتے ہیں۔

(د) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں چار وارڈز ہیں جو کہ سرجیکل، میڈیکل، گائنی اور ایمرجنسی وارڈز پر مشتمل ہے۔

(ہ) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹر کی 27 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی 43 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔

(و) 20 اسامیاں خالی ہیں اور اس پر جلد ہی تعیناتی کر دی جائے گی۔

ضلع حافظ آباد۔مراکز صحت جلال پور بھٹیاں، سکھیکی، ونی کے تارڑ میں ڈرائیورز کی اسامی پیدا کرنے کا مسئلہ

*3998: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیہی مراکز صحت جلال پور بھٹیاں، سکھیکی، کالیکی اور دیہی مرکز صحت ونی کے تارڑ ضلع حافظ آباد میں ڈرائیور کی ایک ایک اسامی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہر ایک دیہی مرکز صحت میں دو، دو ایمبولینسز ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چاروں دیہی مراکز صحت میں مزید ایک ایک ڈرائیور کی اسامی پیدا کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ ہذا نے چٹھی نمبری SO(ND)14-8/2002 مورخہ 14-08-02 کے تحت مذکورہ بالا دیہی مراکز صحت پر ڈرائیور کی ایک ایک اسامی منظور کر دی ہیں (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ایمبولینس پر میت لے جانے کی پابندی کی تفصیلات

*4053: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے سرکاری ایمبولینس میں میت لے جانے پر پابندی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اگر نہیں تو سرکاری ایمبولینس کا فی کلو میٹر کرایہ کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت کی طرف سے سرکاری ایمبولینس میں میت لے جانے پر پابندی کے بارے میں کوئی مخصوص ہدایات نہیں ہیں تاہم ایمبولینس صرف مریضوں کے استعمال کے لئے مخصوص ہوتی ہے اور عموماً میت کو سرکاری ایمبولینس میں لے جانے پر تحفظات ہوتے ہیں کیونکہ ایمبولینس محدود تعداد میں میسر ہیں اور یہ صرف مریضوں کو سروس مہیا کرتی ہیں۔ میت کو لے جانے کی صورت میں ایمبولینس مریضوں کو سہولت مہیا نہیں کر سکیں گی اور کسی ایمرجنسی کی صورت میں بھی مہیا نہیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ میت کے جراثیم وغیرہ سے

دوسرے مریضوں کو، جو ایمبولینس میں لے جائے جائیں گے، کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے گا تاہم روڈ ایکسیڈنٹ یا بم بلاسٹ وغیرہ کی صورت میں ایمبولینس میت لے جانے کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہے۔

(ب) اگر ایمبولینس ہنگامی حالت میں میت کو لے جانے کے لئے استعمال ہوتی ہے تو اس کا کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا، تاہم اگر مریض کے لواحقین ایمبولینس کی سہولت پرائیویٹ طور پر ہسپتال سے حاصل کرتے ہیں تو اس صورت میں 5روپے فی کلو میٹر کرایہ وصول کیا جاتا ہے جو کہ حکومت کے خزانے میں جمع کروا دیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کو فراہم کردہ فنڈز و دیگر تفصیلات

*4066: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کو مالی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران ادویات کی خرید کے لئے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی ادویات ایمر جنسی میں فراہم کی گئیں؟

(ج) کتنی ادویات ایل پی کے ذریعے خرید کی گئیں؟

(د) ایل پی کے لئے ادویات کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟

(ہ) ایل پی کے لئے ادویات کون خرید کرتا ہے اور کن مریضوں کو فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 08۔2007 میں ادویات کی خرید کے لئے مبلغ۔/1,55,87,200 روپے اور سال 09۔2008 میں ادویات کی خرید کے لئے مبلغ۔/1,78,21,000 روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) سال 08۔2007 میں ایمر جنسی کے لئے مبلغ۔/33,00,000 روپے اور 09۔2008 میں ایمر جنسی کے لئے مبلغ۔/37,95,000 روپے فراہم کئے گئے۔

(ج) سال 08۔2007 میں مبلغ۔/1,75,320 روپے اور سال 09۔2008 میں مبلغ۔/21,03,900 روپے کی L.P ادویات خرید کی گئیں۔

(د) وہ ادویات جو ہسپتال میں موجود نہ ہوں اور وہ داخل مریضوں کو دینی ضروری ہوں اور زیادہ تر داخل مریضوں کے لئے اور کچھ آوٹ ڈور میں بھی ایسے مریض آجاتے ہیں جو غریب

ہوتے ہیں ان کوL.P کی ادویات دی جاتی ہیں۔مزید برآں L.P میڈیسن صوبائی اور ضلعی حکومت نے گزیٹڈ آفیسران اور پارلیمنٹ کے ممبران اوران کی فیملیز کو دی جاتی ہیں۔

(ہ) ایل پی کے لئے ادویات میڈیکل سپرنٹنڈنٹ خرید کرتا ہےاورL.P میڈیسن کی خرید کے لئے باقاعدہ ٹینڈر اخبار میں دیا جاتا ہے اور وہ ادویات خریدی جاتی ہیں جو ہسپتال میں موجود ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کے متبادل ادویات موجود ہوتی ہیں۔L.P کی ادویات صوبائی اور ضلعی حکومت کے گزیٹڈ آفیسران، جج صاحبان، پارلیمنٹ کے صوبائی اور قومی ممبران اور ان کے خاندان کے افراد کو دی جاتی ہیں۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں خراب وبند مشینری کی تفصیلات

*4067: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں طبی ٹیسٹوں کے لئے کون کون سی مشینری ہے؟

(ب) سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران اس ہسپتال کو کون کون سی مشینری کتنی لاگت سے خرید کر فراہم کی گئی ہے؟

(ج) ایکسرے مشینیں کتنی ہیں کس کس وارڈ میں نصب ہیں؟

(د) اس ہسپتال کی کون کون سی طبی اور ٹیسٹوں کی مشینری کب سے خراب یا بند پڑی ہے؟

(ہ) خراب اور بند مشینری کو کب تک چالو کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں موجود طبی ٹیسٹوں کی مشینری کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران خریدی گئی مشینری کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایکسرے مشین صرف ایک ہے اور ایکسرے ڈیپارٹمنٹ میں نصب ہے۔

(د) بند یا خراب مشینری کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تین ہفتوں میں چالو کر دیا جائے گا۔

پنجاب میں ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*4144: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس ایک موذی مرض ہے جو بہت تیزی سے پنجاب میں پھیل رہا ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیپاٹائٹس کا علاج بہت مہنگا ہونے کی وجہ سے غریب لوگوں کی پہنچ سے باہر ہے ؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ صحت ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے کوئی ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھارہا ہے اگر ہاں تو ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس کا مرض ایک جان لیوا مرض ہے جو کہ غیر صحت مند طرز زندگی اور کم آگاہی کے باعث پھیل رہا ہے ۔ مختلف عوامل جن میں استراء، بلیڈ اور ڈینٹل کے آلات، کان، ناک وغیرہ چھیدوانے میں احتیاط نہ کرنا اس کے پھیلاؤ کا باعث ہیں، علاوہ ازیں ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ میں پاکستان درمیانہ درجے کے ممالک میں شامل ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ 2 سے 7 فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔

(ب) ہیپاٹائٹس کا علاج لمبا اور بہت مہنگا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم بات لوگوں کو اس بیماری سے پھیلاؤ کی وجوہات اور بچاؤ کے لئے عوام کو آگاہی دینا ہے تاکہ عوام اس موذی مرض سے بچ سکیں۔

(ج) حکومت پنجاب ہیپاٹائٹس کے کنٹرول کے سلسلہ میں مختلف مؤثر اقدامات کر رہی ہے۔ ریڈیو، پریس اور ٹی وی کے ذریعہ آگاہی کے پیغامات عوام تک پہنچائے جا رہے ہیں۔ مختلف ٹی وی چینلز پر ہیلتھ ایجوکیشن کے پیغامات پرائم ٹائم میں نشر کئے جاتے ہیں۔ ان ٹی وی کمرشل میں ٹیکہ لگوانے کی صورت میں نئی سرنج کا استعمال، سکرین شدہ انتقال خون، دانتوں کے آلات کا صاف ہونا، شیو کرانے کے لئے نئے بلیڈ کا استعمال، کان و ناک چھیدوانے کے لئے صاف آلات کا استعمال یقینی بنانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ضلعی سطح پر آگاہی کے لئے سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور علاج بہت مہنگا ہے حکومت پنجاب نے ضلع کے تمام ہسپتالوں بشمول ڈی ایچ کیو و تدریسی ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض کی تشخیص کے لئے لیبارٹریوں میں ضروری ساز و سامان اور کٹس وغیرہ مہیا کر رکھی ہیں جہاں پر عوام کے لئے مفت تشخیصی سہولیات میسر ہیں۔

حکومت پاکستان نے ہیپاٹائٹس کے علاج کے لئے 2005 میں "نیشنل ہیپاٹائٹس پروگرام" کا آغاز کیا ہے اس پروگرام کے تحت حکومت پاکستان پنجاب کے لئے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرتی ہے چونکہ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے حکومت پنجاب نے اپنا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام" شروع کر رکھا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر سال حکومت پنجاب خطیر رقم سے پانچ ہزار سے زائد مریضوں کو علاج معالجہ کی مفت سہولیات فراہم کر رہی ہے۔ ہیپاٹائٹس کے علاج کے لئے بنیادی شرط ہے کہ مریض کے خون کا PCR ٹیسٹ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بھی حکومت پنجاب نے انقلابی قدم اٹھایا ہے اور پنجاب بھر میں تمام تدریسی ہسپتالوں میں PCR مشینیں نصب کر دی گئی ہیں۔

میٹرنٹی ہسپتال ڈنگہ گجرات کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4528: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میٹرنٹی ہسپتال ڈنگہ ضلع گجرات کی تعمیر کب شروع ہوئی اور کب مکمل ہوئی؟

(ب) اس کی تعمیر و تکمیل پر کتنے فنڈز خرچ ہوئے اور کب تک کام شروع کر دے گا؟

(ج) کیا یہ فنڈز حکومت پنجاب نے فراہم کئے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گورنمنٹ میٹرنٹی ہسپتال ڈنگہ کی تعمیر کا کام 06-03-14 کو شروع ہوا اور 09-07-13 کو مکمل ہوا۔

(ب) اس کی تعمیر پر 35 ملین روپے خرچ ہوئے اور مریضوں کو صحت کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

(ج) مذکورہ فنڈز ضلعی حکومت گجرات نے فراہم کئے ہیں۔

نشتر ہسپتال ملتان لتھوٹرپسی مشین کو درست کروانے کا مسئلہ

*4542: ملک محمد عباس راں: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں لتھوٹرپسی مشینین کتنی ہیں ؟

(ب) کب اور کتنی مالیت میں خرید کی گئیں ؟

(ج) متعلقہ کمپنی یہ مشینیں کب تک مینٹین کرنے کی پابند تھی ؟

(د) کیاحکومت خراب مشینیں جلد از جلد درست کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں لتھوٹرپسی کی صرف ایک مشین ہے۔

(ب) یہ مشین حکومت پنجاب محکمہ صحت نے مبلغ اڑسٹھ لاکھ روپے Free on Receipt 1997 میں فرم M/S Zelin(Pvt) Ltd, Lahore سے خریدی تھی۔

(ج) فرم ہذا پانچ سال تک اس کو ٹھیک کرنے کی پابند تھی جو کہ فرم نے کی۔

(د) گارنٹی/وارنٹی مدت ختم ہونے کے بعد فرم C & F(Cost & Freight) مبلغ 53,500/-یورو ٹھیک اور مینٹین کرنے کے مانگ رہی ہے ۔ مشین ٹھیک اور مینٹین کرنے کی کل رقم تقریباًسالانہ مبلغ پینسٹھ لاکھ ستائیس ہزار روپے بنتی ہے جو کہ مریضوں کی محدود تعداد کی نسبت بہت زیادہ رقم ہے ۔ بورڈ مینجمنٹ ، نشتر میڈیکل انسٹیٹیوشن ملتان نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی تاکہ کمپنی کے نمائندے کو بلا کر ریٹ کم کروایا جائے لیکن کمپنی ریٹ کم کرنے کو تیار نہ ہے اس وجہ سے مشین ٹھیک نہ ہو سکی۔ اس سلسلے میں کئی بار اخبار میں بھی اشتہار دیا گیاہے لیکن کوئی بھی فرم ٹھیک کرنے کو تیار نہ ہے۔

پی پی۔201 ملتان، آر ایچ سی میں ماہر سرجن کی تعیناتی کا مسئلہ

*4543: ملک محمد عباس راں: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔201 یو سی 68 قادر پور راں ملتان آر ایچ سی میں سرجری کی سہولت موجود ہے، اگر ہاں تو یہ سرجری کون کون ڈاکٹرز کرتے ہیں ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

(ب) کیا اس آر ایچ سی میں کوئی سپیشلسٹ سرجن ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت اس آر ایچ سی میں سرجن تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔201 یوسی 68 قادر پور رورل ہیلتھ سنٹر قادر پور راں ملتان میں سرجری کی سہولت موجود نہ ہے اور فی الوقت کسی سپیشلسٹ سرجن کو تعینات نہ کیا گیا ہے۔

(ب) مزید برآں حکومت پنجاب مذکورہ آر ایچ سی میں کسی سپیشلسٹ سرجن کو تعینات کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے

گنگارام ہسپتال کے سٹینڈز پر زبردستی ٹوکن فیس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*4589: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات کی روشنی میں لاہور کے تمام ہسپتالوں میں موٹر سائیکل سٹینڈز پر ٹوکن دینے کے پیسے وصول نہیں کئے جا رہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر سائیکل سٹینڈز پر ہسپتالوں کا عملہ ڈیوٹی سر انجام دے رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنگارام ہسپتال کے سٹینڈز پر پرائیویٹ لوگ ڈیوٹی دے رہے ہیں اور ہسپتال میں آنے والے مریضوں کے لواحقین و دیگر افراد سے پانچ، دس اور بیس روپے سٹینڈز فیس لے رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر مریض یا ان کے لواحقین سٹینڈز فیس کے بارے میں گورنمنٹ کے آرڈرز کا کہتے ہیں تو وہاں پر کھڑے پرائیویٹ لوگ بحث مباحثہ / گالی کلوچ بلکہ بات گریبان تک پہنچ جاتی ہے؟

(ہ) کیا ہسپتال کی انتظامیہ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر مذکورہ مسئلے کو سختی سے حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات کی روشنی میں لاہور کے تمام ہسپتالوں میں موٹر سائیکل سٹینڈز پر ٹوکن دینے کے پیسے وصول نہیں کئے جا رہے۔

(ب) پارکنگ سٹینڈز پر ہسپتال کا عملہ پرائیویٹ سکیورٹی کمپنی کے عملے کے ساتھ ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) سکیورٹی کمپنی کے ساتھ گنگارام ہسپتال نے کنٹریکٹ کیا ہوا ہے جس کی شرائط پر واضح طور پر تحریر ہے کہ آنے والے مریضوں اور ان کے لواحقین سے پارکنگ کی فیس وصول نہ کی جائے گی۔

(د) چونکہ پارکنگ سٹینڈز پر کوئی چارجز وصول نہیں کئے جاتے، اس لئے بحث مباحثہ / گالی گلوچ کی نوبت نہیں آتی

(ہ) ہسپتال کی انتظامیہ مریضوں یا ان کے لواحقین سے پارکنگ کے پیسے لینے کے مسئلے کا نوٹس لینے کی مجاز ہے۔

گوجرانوالہ شہر۔ہسپتالوں کی تعداد و ان کے مسائل کی تفصیلات

*4597: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کتنے ہسپتال کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ہر ہسپتال کا رقبہ کتنا ہے کتنے رقبہ پر ہسپتال کی بلڈنگ ہے اور کتنی زمین خالی پڑی ہے کتنی زمین پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) ہر ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(د) ان ہسپتالوں میں کس کس مرض کا علاج کیا جاتا ہے؟

(ہ) ان ہسپتالوں میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(و) کیا حکومت ان ہسپتالوں کی خالی اسامیاں پر کرنے اور ان کے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت صرف ایک DHQ ہسپتال ہے جو کہ کمشنر روڈ سول لائن نزد سرکٹ ہاؤس گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) اس ہسپتال کا کل رقبہ 170 کنال (9,24,800 Sqr Ft) ہے جس میں سے (2,68,581 Sqr Ft) رقبہ تعمیر شدہ ہے جبکہ (6,56,219, Sqr Ft) رقبہ خالی پڑا

ہے۔ 10مرلہ پر غازی سلطان وغیرہ نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور اس جگہ کا کیس مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہے۔

(ج) یہ ہسپتال 450بیڈز پر مشتمل ہے۔

(د) ہسپتال ہذا میں جنرل سرجری، آرتھوپیڈک، گردہ مثانہ، بچگانہ، دل، آنکھوں، جلد، دانتوں، جنرل میڈیسن، دماغی، گائنی، ناک، کان، طب، یونانی، ہومیوپیتھک، فزیوتھراپی، ٹی بی اور سینہ کے متعلقہ تمام جملہ امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔

(ہ) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کل 36اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) حکومت پنجاب ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن مستقل بنیادوں پر بھرتی کر رہی ہے جس کے بعد یہ خالی سیٹیں پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتالوں کے مسائل کی تفصیلات

*4598: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے ہسپتال کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہیں؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے تفصیل ہسپتال وار بتائیں؟

(ہ) ان ہسپتالوں کے پاس کتنی ایمبولینس ہیں، کتنی خراب اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(و) کیا حکومت ان ہسپتالوں کے مسائل حل کرنے کے لئے پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل چار ہسپتال چل رہے ہیں:

(i) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ (ii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال وزیرآباد

(iii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کامونکی (iv) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرہ ورکاں

(ب) بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ،450بیڈز

(ii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال وزیرآباد،60بیڈز

(iii) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کامونکی،60بیڈز

(iv) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرہ ورکاں،40بیڈز

(ج) مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز کی 14اسامیاں، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال وزیرآباد میں ڈاکٹرز کی دو اسامیاں،THQ ہسپتال کامونکی میں ڈاکٹرز کی تین اسامیاں جبکہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نوشہرورکاں میں ڈاکٹرز کی چار اسامیاں خالی ہیں۔

(د) ان ہسپتالوں کو سال 08۔2007 اور09۔2008کے دوران سالانہ فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ہسپتال	2007۔08	2008۔09
DHQہسپتال گوجرانوالہ	23کروڑ14لاکھ50ہزار1سو روپے	24کروڑ70لاکھ25ہزارروپے
THQوزیرآباد	2کروڑ90لاکھ50ہزارسو	3کروڑ18لاکھ40ہزار
THQہسپتال کامونکی	2کروڑ61لاکھ 59ہزار	2کروڑ82لاکھ41ہزار
THQہسپتال نوشہرہ ورکاں	1کروڑ78لاکھ20ہزار6سوروپے	2کروڑ7ہزارروپے

(ہ) DHQ ہسپتال گوجرانوالہ کے پاس آٹھ ایمبولینس ہیں جن میں سے ایک خراب ہے اور سات چالو حالت میں ہیں۔THQوزیرآباد میں تین ایمبولینس ہیں اور تینوں چالو حالت میں ہیں۔THQہسپتال کامونکی کے پاس دو ایمبولینس ہیں اور دونوں چالو حالت میں ہیں جبکہ THQہسپتال نوشہرہ ورکاں میں دو ایمبولینس ہیں اور دونوں خراب ہیں۔

(و) ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتال کے مسائل حل کرنے کے لئے حکومت پنجاب پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہی ہے اس سلسلے میں PHSRP(پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام) کی طرف سے رواں مالی سال میں PMDG پروگرام کے تحت خطیر رقم 237.330ملین روپے فراہم کر دی گئی ہے اور اس رقم کے استعمال کے حوالے سے ضلع گوجرانوالہ کا جامع پلان طبی آلات اور ادویات کو یقینی بنایا جائے گا اور اسی طرح مالی سال کے دوران عوام کو بہترین طبی سہولتیں میسر آ جائیں گی۔

راولپنڈی۔رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں میں اسامیوں کی تفصیلات

*4602:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں راولپنڈی میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان میں سے کتنی اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کتنے عرصے سے خالی ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں میں ایک ماہ میں اوسطاً کتنے مریض برائے علاج آتے ہیں اور مریضوں کو وہاں کیا کیا سہولتیں دستیاب ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر کلر سیداں راولپنڈی میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 82 ہے جن میں سے 23 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل بر نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومتی پالیسی کے مطابق ہر ماہ کی تیسری جمعرات کو پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے واک ان انٹرویو منعقد ہو رہے ہیں، جیسے ہی کوئی موزوں امیدوار دستیاب ہوں گے، خالی اسامیوں کو پر کر دیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ آر ایچ سی میں 7500 کے قریب مریض ماہانہ آؤٹ ڈور، ان ڈور میں چیک کئے جاتے ہیں اور مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں:۔

لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے، لیبر روم، زچہ بچہ 24 گھنٹے، ایمبولینس سروس، فیملی پلاننگ آپریشن، ڈینٹل سکیشن، ہومیو سیکشن، ایمرجنسی سروس 24 گھنٹے، الٹراساؤنڈ، ای سی جی، میڈیکولیگل، سکول ہیلتھ سروس، ویکسینیشن اور لیڈی ہیلتھ ورکرز فیلڈ پروگرام کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

کلر سیداں میں صحت کی سہولتوں کی فراہمی کی تفصیلات

*4605:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کلر سیداں راولپنڈی کو تحصیل کا درجہ کب ملا تھا اور تحصیل کا درجہ ملنے کے بعد محکمہ صحت نے وہاں کے عوام کو صحت کی بہتر سہولتوں کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) کیا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نے کلر سیداں میں کام شروع کر دیا ہے، اگر نہیں تو اس تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گورنمنٹ آف پنجاب کے مراسلہ نمبری (DIR(R&G)/U-31/432-2004-732 مورخہ 04-05-29 کے تحت کلر سیداز کو تحصیل / سب ڈویژن کا درجہ دیا گیا، اس ضمن میں ضروری سکیم برائے تعمیر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کلر سیداں بمطابق مالیت 99.897 ملین روپے مورخہ 09-06-15 کو منظور کی گئی ہے۔

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تعمیر کا کام جاری ہے اور اسے مالی سال 11-2010 میں مکمل کر لیا جائے گا۔

لاہور میں نرسنگ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4673: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی دارالحکومت لاہور میں کتنے نرسنگ سکول ہیں نیز یہ نرسنگ سکول کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) سال 2009 کے تعلیمی سال میں ان نرسنگ سکولوں میں کتنی طالبات نے داخلہ لیا، سکول وار مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبائی دار لحکومت لاہور میں چھ نرسنگ سکول ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i نرسنگ سکول، میو ہسپتال نزد چوک گوالمنڈی لاہور
ii نرسنگ سکول سروسز ہسپتال، جیل روڈ لاہور
Iii نرسنگ سکول سر گنگا رام ہسپتال، شاہراہ فاطمہ جناح لاہور
iv نرسنگ سکول جنرل ہسپتال نزد چونگی امر سدھو فیروزپور روڈ لاہور
v نرسنگ سکول جناح ہسپتال نزد نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور
vi نرسنگ سکول چلڈرن ہسپتال فیروزپور روڈ لاہور

(ب) سال 2009 کے تعلیمی سال میں ان نرسنگ سکولوں میں کل 361 طالبات کو داخلہ دیا گیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i	نرسنگ سکول، میو ہسپتال نزد چوک گوالمنڈی لاہور	54
ii	نرسنگ سکول سروسز ہسپتال، جیل روڈ لاہور	54

iii	نرسنگ سکول سرگنگارام ہسپتال، شاہراہ فاطمہ جناح لاہور	81
iv	نرسنگ سکول جنرل ہسپتال نزد چونگی امر سدھو فیروزپور روڈ لاہور	56
V	نرسنگ سکول جناح ہسپتال نزد نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور	50
vi	نرسنگ سکول چلڈرن ہسپتال فیروزپور روڈ لاہور	66
	ٹوٹل	361

گلبرگ ٹاؤن لاہور۔ڈینگی وائرس سے بچاؤ کی تفصیلات

*4688: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2009 گلبرگ ٹاؤن لاہور میں محکمہ صحت نے ڈینگی وائرس سے بچاؤ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) گلبرگ ٹاؤن لاہور میں محکمہ صحت نے ڈینگی وائرس کا سپرے کب اور کن کن علاقوں میں کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جہاں2008 میں ڈینگی کیسز سامنے آئے وہاں2009 میں (IRS) سپرے کیا گیا اور مزید جو 2009 میں نئے کیس رپورٹ ہوئے ان گھروں میں Larviciding،IRS کیا گیا اور متعلقہ علاقوں میں فوگنگ کی گئی۔2009 میں پورے لاہور میں36 کیس ہوئے۔

(ب) اگست، ستمبر 2011 میں پورے گلبرگ ٹاؤن میں مکمل IRS Larvicidingاور Fogging کی گئی اور اس کے بعد جیسے جیسے کیسز سامنے آتے رہے ان گھروں اور ارد گرد میں WHO کے معیار کے مطابق سپرے اور فوگنگ کروائی گئی۔ لوگوں میں آگاہی مہم لیڈی ہیلتھ سپروائزر، لیڈی ہیلتھ ورکرز اور سکول نیوٹریشن سپروائزرز کے ذریعے کروائی گئی۔Swimming Pools بند کئے، ٹائر شاپس سے ٹائر وغیرہ ختم کرائے گئے/اٹھوائے گئے۔

سیالکوٹ، محکمہ صحت میں سی ڈی سی کا سکیل، تنخواہ اور پروموشن کی تفصیل

*4767: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ میں سی ڈی سی سپروائزر فیلڈ سٹاف پنجاب کے ملازمین کا گریڈ کیا ہے اور کب سے ہے، ان کی ترقی ہوئی یا نہیں؟

(ب) سی ڈی سی فیلڈ سٹاف کے ملازمین کی تنخواہ کیا ہے اور کب سے ہے اس میں آج تک اضافہ کیوں نہیں ہوا، صوبہ پنجاب میں ملازمین کی تعداد کیا ہے اور ضلع سیالکوٹ میں کتنی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں بھی صوبہ پنجاب کے دیگر CDC سپر وائزروں کی طرح سکیل نمبر 5 ہے۔CDC سپر وائزروں کے 33 فیصد کو سلیکشن گریڈ BS-6 مختلف اوقات میں دیا گیا ہے۔

(ب) ہر CDC سپر وائزر کو سکیل کے مطابق تنخواہ دی جارہی ہے اور ہر سال باقاعدہ طور پر انکریمنٹ بھی لگائی جاتی ہے اس طرح سال کے بعد ہر ملازم کی تنخواہ کے ساتھ ان کی تنخواہ بھی بڑھ جاتی ہے۔ ضلع سیالکوٹ میں CDC سپر وائزروں کی کل تعداد 87 ہے۔ پنجاب حکومت دیگر ملازمین کی طرح ان کی تنخواہ کی بھی تجدید کرتی رہتی ہے۔

صوبہ کے اضلاع میں ہنگامی صورتحال کے پیش نظر ایمبولینس کی تعداد بڑھانے و دیگر تفصیلات

*4812: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں عامہ دہشت گردی کے متعدد واقعات پیش آچکے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں تو کیا حکومت ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے اضلاع اور تحصیلوں کے ہسپتالوں میں ایمبولینس کی تعداد بڑھانے اور ایمرجنسی میں ادویات کی فراہمی کے فنڈز میں اضافہ اور اس کی availability کو یقینی بنانے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں کو ایمبولینسز مہیا کی ہوئی ہیں تاہم ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہسپتالوں میں ایمبولینسوں کی تعداد مزید بڑھائی گئی ہے اور PMDG پروگرام کے تحت پچھلے سال 64 نئی ایمبولینسز خریدی گئی ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہاں تک ادویات کی مفت فراہمی کا تعلق ہے حکومت نے پہلے ہی صوبہ کے تمام ہسپتالوں کو مریضوں کے مفت علاج کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے خاطر خواہ فنڈز برائے سال 2009-10 جاری کر دیئے ہیں اس مقصد کے لئے صوبائی سطح کے ہسپتالوں کے لئے مبلغ 3,46,34,6000/۔روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اس کے علاوہ ضلعی ہسپتالوں کے لئے350ملین کی خطیر اضافی گرانٹ برائے فراہمی مفت ادویات برائے سال2009-10 بھی جاری کر دی ہے۔ اس کے علاوہPMDG اور PDSSPپروگرام کے تحت بھی ادویات خرید کی جارہی ہیں جس کی کل مالیت تقریباً86کروڑ17لاکھ13ہزار روپے ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اگر اس سلسلہ میں مزید فنڈز کی فراہمی صوبائی سطح کے ہسپتال / ضلعی حکومت کی جانب سے موصول ہوئی تو حکومت فوری طور پر فنڈز کی فراہمی کا بندوبست کرے گی۔

غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری وفروخت پر پابندی کی تفصیلات

*4832:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت نے غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری،فروخت اور سٹوریج پر پابندی لگادی ہے،اگرہاں تو یہ پابندی کب لگائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پابندی کے باوجود صوبہ میں غیر معیاری اور غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی فروخت جاری ہےاگرہاں توپابندی پر عملدرآمد کیوں نہیں ہورہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ دھندہ کو روکنے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھارہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) منسٹری آف ہیلتھ حکومت پاکستان نے بذریعہ چٹھی نمبریSRO866(i)/2009مورخہ 07-10-2009سے غیر رجسٹرڈ سرنجوں کی تیاری وفروخت پر پابندی لگادی ہے۔

(ب) چونکہ وزارت صحت اسلام آباد نے مارکیٹ میں غیر رجسٹرڈ سرنجوں جوکہ تاجروں کے سٹاک میں پہلے سے موجود ہیں اوراس کی فراہمی میں تسلسل کے پیش نظر پابندی عائد نہ کی ہےاس لئے محدود مقدار میں ان کی دستیابی ممکن ہے۔

(ج) محکمہ صحت ،حکومت پنجاب نے بذریعہ لیٹر نمبرSO(DC)6-39/2007(P) مورخہ 17۔12۔2009 سے تمام متعلقہ اداروں کے سربراہوں بشمول چیف ڈرگز انسپکٹر پنجاب کو ہدایات جاری کر دی ہیں اور اس سلسلے میں ڈرگز انسپکٹرز غیر رجسٹرڈ سرنجوں وغیرہ کو تلف کرنے کے لئے ضروری اقدامات کر رہے ہیں۔

سروسز ہسپتال لاہور میں پروفیسرز آف میڈیسن کی تعداد و تفصیل

*4852: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں پروفیسر آف میڈیسن کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ post پر تعینات پروفیسرز کے نام اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ post پر تمام تعیناتیاں ہو چکی ہیں یا کوئی post خالی بھی ہے، اگر ہاں تو کتنی پوسٹیں کب سے خالی ہیں حکومت انہیں fill کرنے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت سروسز ہسپتال میں پروفیسر آف میڈیسن کی چار اسامیاں موجود ہیں۔

(ب)

نام	تاریخ تعیناتی
فیصل مسعود	1۔4۔2004
ڈاکٹر آفتاب محسن	13۔20۔2011
ڈاکٹر عزیزالرحمن	28۔09۔2005

(ج) پروفیسر آف میڈیسن کی ایک پوسٹ حال ہی میں مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹر مطیع اللہ مطیع کی ٹرانسفر کی وجہ سے خالی ہوئی ہے جس کو پر کرنے کے لئے جلد ہی requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی جا رہی ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4890: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی خالی ہیں اور یہ کب سے خالی چلی آ رہی ہیں اور کیوں؟

(ب) مذکورہ خالی اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) پنجاب کے ان میڈیکل کالجوں میں دیگر کلیریکل سٹاف گریڈ 1 تا 17 کی اسامیوں پر آخری دفعہ کب ترقیاں کی گئیں اب کب تک محکمہ ان اسامیوں پر ترقیاں دینے کا ارادہ رکھتا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) چھوٹے ملازمین کی ترقیوں کے لئے سابقہ ڈی پی سی کب ہوئی، آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت پنجاب کے میڈکل کالجوں میں ایڈمن آفیسر کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 20 ہے۔ اس میں سے 18 پوسٹیں خالی ہیں۔ ایڈمن آفیسر کی خالی اسامیاں مختلف اوقات میں ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ ایڈمن آفیسر کی پوسٹ کو پر کرنے کے لئے سپرنٹنڈنٹ حضرات کو ترقی دے کر بطور ایڈمن آفیسر تعینات کیا جاتا ہے۔ اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹس کی 47 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں خالی ہیں۔ سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو بذریعہ ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی پر کیا جاتا ہے۔

(ب) ایڈمن آفیسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پر کرنے کے لئے DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔ کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے بھی ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔ کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام اداروں میں اسامی خالی ہونے پر دفتری قواعد و ضوابط کے بعد ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کی جاتی ہے اس سلسلے میں آخری ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی شیخ زید میڈیکل کالج / ہسپتال میں مورخہ 11-11-26 میں ہوئی ہے۔

(د) تمام اداروں کو خالی اسامیوں کے لئے ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے خط لکھ دیا گیا ہے، ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی سفارش پر قواعد و ضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ 2012 تک پر کر دی جائیں گی۔

پنجاب کے ہسپتالوں میں سپرنٹنڈنٹ/ایڈمن آفیسرز
کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4891: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے ہسپتالوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے کتنی خالی ہیں اور یہ کب سے خالی چلی آ رہی ہیں اور کیوں؟

(ب) مذکورہ خالی اسامیوں کو محکمہ کب تک پر کر دے گا؟

(ج) پنجاب کے ان ہسپتالوں میں گریڈ ایک تا17 اور دیگر کلیریکل سٹاف کی اسامیوں پر آخری دفعہ کب ڈی پی سی ہوئی؟

(د) مذکورہ اسامیوں کے لئے جو چھوٹے ملازمین عرصہ دراز سے پروموشنز/ترقیوں کے انتظار میں بیٹھے ہیں ان کو آئندہ کب تک پروموٹ کر دیا جائے گا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت پنجاب کے بڑے ہسپتالوں میں ایڈمن آفیسر کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 20 ہے اس میں سے 18 پوسٹیں خالی ہیں جبکہ پنجاب کے تمام بڑے ہسپتالوں، ڈائریکٹوریٹ اور ای ڈی اوز محکمہ صحت کے دفاتر میں سپرنٹنڈنٹس کی کل 85 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 21 اسامیاں خالی ہیں۔

ایڈمن آفیسر کی اسامیاں مختلف اوقات میں ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔ ایڈمن آفیسر کی پوسٹ کو پُر کرنے کے لئے سپرنٹنڈنٹ حضرات کو ترقی دے کر بطور ایڈمن آفیسر تعینات کیا جاتا ہے سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو بذریعہ ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی پُر کیا جاتا ہے۔

(ب) ایڈمن آفیسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پُر کرنے کے لئے DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔ کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے بھی ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔ کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام اداروں میں اسامی خالی ہونے پر دفتری قواعد وضوابط کے بعد ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کی جاتی ہے اس سلسلے میں آخری ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی شیخ زید میڈیکل کالج/ہسپتال میں مورخہ 11-11-26میں ہوئی ہے۔

(د) تمام اداروں کو خالی اسامیوں کے لئے ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی منعقد کرنے کے لئے خط لکھ دیا گیا ہے،ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی سفارش پر قواعد وضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ 2012تک پُر کردی جائیں گی۔

تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ سرگودھا کی تفصیل

*4897:چودھری عامر سلطان چیمہ :کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی عمارت ابھی تک نامکمل ہے اور اس کا internalاور externalکام مع واٹر سپلائی کے پائپ لائن فٹنگ اور رہائشی کوارٹرز کا کام ادھورا پڑا ہے اور ٹھیکیدار کام چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس اہم منصوبہ کا کام ادھورا چھوڑنے اور غفلت کے ذمہ دار افسران اور اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ کام کب تک مکمل ہوگا اور ہسپتال کب تک functionalہو جائے گا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل لیول ہسپتال کی عمارت مکمل ہے اور عملے نے بھی شفٹ ہوکر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ رہائشوں میں چار عدد کوارٹرز(BS-1 to 10)مکمل ہیں اور سٹاف رہائش پذیر ہے۔دو عدد ڈاکٹرز رہائشیں under finishingہیں۔Internal اور external اور واٹر سپلائی کے پائپ لائن کی finishingکا کام بقایا ہے، حکومت نے بقایا کام کی تفصیل طلب کر لی ہے جس کے مطابق فنڈز مہیا ہوں گے۔

(ب) فنڈز کی فراہمی بذریعہ سکیم نمبر2007-08/567تک جاری رہی ہے اور عمارت کی تعمیر پر 16.391 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔پراونشل بلڈنگز ڈویژن سرگودھا کی چٹھی کے مطابق فنڈز کی فراہمی 2007-08تک جاری رہی، فنڈ کے مطابق ہسپتال کی مرکزی عمارت مع چار عدد سٹاف کوارٹرز کی تکمیل ہو چکی ہے اور عملے نے شفٹ ہوکر کام کرنا شروع کر دیا

ہے۔بقیہ کام فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا اور کچھ کام finishing کا بقایا رہ گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے incomplete/unfunded سکیم 12-2011 میں تحصیل لیول ہسپتال بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کا بقایا کام مکمل کرنے کے لئے فنڈز کی تفصیل طلب کی ہے جو کہ ای ڈی او (صحت) سرگودھا کی چٹھی نمبری P&D/18330 بتاریخ 06-08-11 کے تحت بقایا رقم 1.171 ملین روپے کے فنڈز مہیا کرنے کے لئے لکھ دیا گیا ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے چٹھی نمبری p&e-ii/4-1/11-12/unfunded بتاریخ 08-09-11 کے تحت P&D ڈیپارٹمنٹ لاہور کو فنڈز مہیا کرنے کے لئے لکھ دیا ہے جونہی رواں مالی سال 12-2011 میں فنڈز مہیا ہوں گے تو محکمہ تعمیرات دو ماہ کے اندر بقایا کام مکمل کرلے گا۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں چار شعبوں کی کمی کا مسئلہ

*4918: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی انتظامیہ کی عدم توجہ کے باعث آغاز سے لے کر آج تک چار شعبوں از قسم نفرالوجی، انڈولرینالوجی، گیسٹرو انٹرالوجی اور ہیوماٹالوجی کے بغیر ہی یونیورسٹی چل رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پروفیسرز کی کمی کے باعث پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹرز کو ٹریننگ کے لئے شیخ زید، جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال اور دیگر ہسپتالوں میں بھیج دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے ساتھ میو ہسپتال میں وارڈز کی عدم موجودگی میں سینکڑوں مریضوں کو روزانہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں علاج کروانا پڑتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ شعبے کام شروع کریں گے مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ یہ چار شعبے پہلے ہی یونیورسٹی ہذا میں کام کر رہے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔شعبہ نفرالوجی(Nephrology Department)

اس شعبہ کی بنیاد 2007 میں رکھی گئی۔اس شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر محمد انیس،اسسٹنٹ پروفیسر ہیں جو کہ اس شعبہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کے سپروائزر ہیں۔پاکستان کے اعلیٰ طبی تعلیم کے ادارے کالج آف فزیشنز نے باضابطہ ان کی نامزدگی کی ہے۔اس وقت شعبہ میں 21 ڈائیلسز مشینیں کام کر رہی ہیں جن سے سالانہ چودہ ہزار سے زائد مریضوں کا ڈائیلسز کیا جاتا ہے۔ہفتہ میں تین دن آؤٹ ڈور میں مریضوں کا معائنہ کیا جاتا ہے اور شعبہ یورالوجی کے دونوں یونٹوں میں مریضوں کو داخل کیا جاتا ہے۔

2۔شعبہ گیسٹرو انٹرالوجی(Gastroenterology Department)

پاکستان میں پہلی دفعہ 1974 میں اس ادارے کے میڈیکل وارڈ نے گیسٹرو سکوپی شروع کی۔تقریباً 400 سے زائد مریضوں کی ہر ماہ گیسٹرو سکوپی کی جاتی ہے جو کہ ایک اعزاز ہے حال ہی میں ایک کروڑ 10 لاکھ روپے کی لاگت سے ویڈیو اینڈو گیسٹرو سکوپ بھی نصب کی گئی ہے جس سے مریضوں کو جدید ٹیکنالوجی کے مطابق تشخیص اور علاج معالجہ کی سہولت میسر ہوگی۔اور نوجوان ڈاکٹرز اور پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹرز کو جدید ٹیکنالوجی سے آگاہی ہوگی۔اس شعبہ کے مریضوں کو شعبہ میڈیسن کے چاروں وارڈز کے پروفیسر ہفتہ میں چھ دن آؤٹ ڈور میں چیک کرتے ہیں۔اور وارڈز میں داخل کرتے ہیں۔اس وقت اس شعبہ میں 8 ڈاکٹر ایم ڈی (MD) اور 30 ڈاکٹرز ایف سی پی ایس (FCPS) کی ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔

3۔شعبہ اینڈوکرینالوجی(Endocrinology Department)

بنیادی طور پر اس شعبہ کا تعلق شوگر کی بیماری سے ہے شعبہ طب میں ملک میں پہلا شوگر کلینک (Diabetic Clinic) 1967 میں میو ہسپتال کے آؤٹ ڈور میں قائم کیا گیا جو ابھی تک شوگر کے مریضوں کی تشخیص،علاج معالجہ اور follow up کی سہولت مہیا کر رہا ہے۔یہ شوگر کلینک شعبہ میڈیسن کے سینئر پروفیسرز اور سٹاف کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔اگر ضرورت ہو یا پیچیدگی کی صورت میں مریضوں کو چاروں میڈیکل وارڈز میں داخل کیا جاتا ہے۔تقریباً 2600 مریض ماہانہ اس شوگر کلینک میں چیک کروانے آتے ہیں۔ہر ماہ 1500 سے زائد مریضوں کے فری ٹیسٹ اور 2200 مریضوں کو انسولین مفت مہیا کی جاتی ہے۔ڈاکٹروں کی کثیر تعداد اس شعبہ میں پروفیسر مشتاق ہارون کی زیر نگرانی ریسرچ کر رہی ہے۔

4۔شعبہ ریہوماٹالوجی(Rheumatology Department)

شعبہ میڈیسن کے چاروں وارڈز سینئر پروفیسرز کی زیر نگرانی اس شعبہ کے مریضوں کو چیک کرتے ہیں اور بوقت ضرورت داخل بھی کرتے ہیں۔ڈاکٹروں کی کثیر تعداد اس شعبہ میں پروفیسر مشتاق ہارون کی زیر نگرانی ریسرچ کر رہی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب، یونیورسٹی اور میو ہسپتال کی انتظامیہ مریضوں کو زیادہ علاج معالجہ کی سہولت مہیا کرنے اور ان کی بہبود کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) یونیورسٹی ہذا میں پروفیسرز کی 49، ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی 58 اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی 94 سیٹیں منظور شدہ ہیں۔ یونیورسٹی مذکورہ میں 39 پروفیسرز، 35 ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور 74 اسسٹنٹ پروفیسرز اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں لہذا کوئی بھی پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹر ٹریننگ کے لئے پروفیسرز کی کمی کے باعث دیگر ہسپتالوں / کالجوں میں نہ جاتے ہیں۔

(ج) یہ غلط ہے۔

(د) مذکورہ شعبے پہلے سے ہی کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نگہی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! صرف پوائنٹ آف آرڈر ہی ہو اور اگر کوئی تجویز دینا چاہتی ہیں تو وہ لکھ پڑھ کر لائیں۔

محترمہ نگہی سلیم: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم issue ہے جس پر میں آپ کی توجہ چاہوں گی۔ گزشتہ دنوں میں علامہ اقبال روڈ پر "گوشہ امن" جو بیواؤں، بزرگوں کے لئے رہائش گاہ اور Church Property ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہی سلیم: جناب سپیکر! وہاں انتہائی افسوسناک واقعہ رونما ہوا۔ پنجاب حکومت کی سربراہی اور ڈی سی او لاہور کی موجودگی میں پولیس کے ساتھ باقاعدہ طور پر۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ذرا سنئے گا، آپ کو اس بارے تھوڑا بہت بتانا پڑے گا۔

محترمہ نگہی سلیم: اس "گوشہ امن" کو مسمار کیا گیا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ human rights کی violation کی گئی اور مسیحی پراپرٹی کو بری طرح سے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس issue پر ایک تحریک التوائے کار موجود ہے، وہاں تک ہمیں جانے دیں۔ اُس وقت تک آپ انتظار کریں، مہربانی۔

محترمہ نگہی سلیم: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، اب یہ تحریر میں آ گیا ہے لہذا اب اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔
محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! آپ دوسروں کو تو ٹائم دے دیتے ہیں۔
جناب سپیکر: میری بہن! جب وہ matter آئے گا اُس وقت آپ پوری بات کر لینا، مہربانی۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!
رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔۔۔
جناب سپیکر: آپ لکھ کر لائیں اگر توجہ والی بات ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا کے ایمرجنسی سنٹر میں ادویات کی کمی کی وجہ سے نوجوان طالبعلم کی ہلاکت

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہسپتالوں اور خاص طور پر ایمرجنسی وارڈوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ سرگودھا میں جمعہ کے دن میرے حلقے کے نوجوان کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ جب اس کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا میں لے کر گئے تو وہاں ڈاکٹر موجود تھا اور نہ ادویات موجود تھیں اُس نوجوان طالبعلم کی سسک سسک کر death ہو گئی ہے۔ میں اس پر پنجاب حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ایمرجنسی سنٹرز میں ادویات نہ ہونے کے برابر ہیں اور کئی ہسپتال ایسے ہیں جہاں پر لوگوں کو ادویات بالکل نہیں مل رہی ہیں اس لئے حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور اس کا تدارک کرنا چاہئے۔
جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!
پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے یہ اس بارے میں درخواست دیں، ہم اس کی انکوائری کر کے

ذمہ داروں کو سزا دیں گے۔ میں ادویات کے حوالے سے ان کو بتاتا چلوں کہ 6 بلین روپےfree medicineکی مد میں مختص کئے گئے ہیں۔ وہ ہم تمام DHQsاور ٹیچنگ ہسپتالوں کو مہیا کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو local purchaseکی سہولت موجود ہوتی ہے۔ ایم ایس کی یہ discretionہوتی ہے کہ جو دوائی نہ ملے وہ local purchase کر کے فراہم کرے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! 2008 میں کچھ BHUs کو upgrade کیا گیا تھا جس میں پبلک کا بہت سا پیسا لگا اور کروڑوں روپے خرچ ہوئے۔ وہ BHUs جو RHCs میں upgrade ہوئے تھے وہ ابھی تک functional ہو سکے اور نہ ہی ان کا notification جاری ہو سکا۔ میں اس میں point outکرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر کریں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! ساہیوال میں 9L -185 ہڑپہ کا BHU تھا وہ RHC میں upgradeہوا تھا لیکن ابھی تک اس کا notificationجاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: 9L-185ہڑپہ۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ میں جناب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے پورے سیشن میں ہم یہ شکایت کرتے رہے ہیں اور شاید جو تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس میں بھی میری یہ شکایت جاری رہے گی۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی اور میری بہت humble submission تھی کہ ساری front rowکی پوشش تبدیل کرا دیں۔ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کی شکل بھول چکے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل و کرم سے وہ بھولنے والی شکل نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: اس سے زیادہ تضحیک اور کیا ہو سکتی کہ یہاں پر منسٹر صاحبان نہیں آتے؟ یہ اپوزیشن کا سیشن چلنے نہیں دیتے ہیں اور اپنا بلایا ہوا سیشن ان سے چلتا نہیں ہے۔ ہم اس کا کیا مطلب لیں؟

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے اور مہربانی کریں۔کرنل نوید اقبال ساجد صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کے بعد چودھری صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: بہت مہربانی۔جناب سپیکر! میں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ آج سے تین سال پہلے میں نے ایک motion پیش کی تھی جو آپ نے منظور کر کے پارلیمانی کمیٹی کو بھیج دی تھی جو اس کتاب Rules of Procedure کے متعلق تھی۔یہ کتاب جو 1977 میں لکھی گئی اور اس کے ایڈیشن چھپتے رہے اور آخری ایڈیشن 2008 میں چھپا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس House کی proceedings بہت زیادہ suffer ہو رہی ہیں کیونکہ یہ کتاب up to date نہیں ہے۔یہ موجودہ حالات کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہی ہے۔خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر عام رواج کورم کو point out کرنے کا پڑ گیا ہے۔میں اپنی سوچ کے مطابق یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کورم متبرک ہے اور ہر ممبر کے پاس ایک اتھارٹی ہے جسے judiciously use ہونا چاہئے لیکن اس کو misuse کیا جاتا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو پبلک کے کام ہوتے ہیں جیسے سوالات اور تحاریک وغیرہ اس میں تو کورم point out نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ میرے اور ہم سب کے interest کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: پبلک کے interest میں بھی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر ان میں ترامیم لائی جائیں تو یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں اور House بہتر طریقے سے چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ ایسے نہ کریں، میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا میں نے ادھر دیا ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ نے فیصلہ جاری کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر فیصلہ محفوظ ہے۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی اجازت نہیں دوں گا، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ مائیک اسی وقت بند ہو جائے گا۔جی، چودھری محمد طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کون سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب؟

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

جناب سپیکر: کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی جو کہ تقریباً عرصہ آٹھ سال سے زیر تعمیر ہے یہ گوجرانوالہ شہر کا بڑا دیرینہ مسئلہ ہے، یہ کارڈیالوجی سنٹر آٹھ سال سے زیر تعمیر ہے یہ کب تعمیر ہو گا؟ کیا حکومت اس کارڈیالوجی سنٹر کو تعمیر کرنا چاہتی ہے؟ سننے میں آ رہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بھائی! میری بات سنیں، آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ ان کو question دیں اور میں آپ کو اس کا جواب لے کر دوں گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔This is no point of order. مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں نے اہم issue پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب! بہت ہو چکی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: گھرال صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، میں اب تحاریک استحقاق لیتا ہوں۔پہلی تحریک استحقاق کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ let me proceed further آپ کی بڑی مہربانی جب میں موقع دیکھوں گا تو آپ کو ٹائم دوں گا۔ جی، کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد صاحب کی تحریک استحقاق بڑی دیر سے چلی آ رہی ہے کیونکہ وہ نہیں آ رہے اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو dispose of کرتا ہوں۔ جی، اگلی تحریک استحقاق نمبر 3/2012 ہے۔

جناب سلطان سکندر بھروانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اپنی کسی سیٹ پر جائیں، This is not your seat.

ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

جناب سلطان سکندر بھروانہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تھانہ گوجرہ (صدر) کے ایس ایچ او (چودھری الیاس) نے میرے حلقہ سے ایک نہایت غریب اور بے گناہ بندے (ناصر چک نمبر 176 جھنگ) کو پندرہ دنوں سے گرفتار کیا ہوا ہے میں پہلے دن سے آج تک ایس ایچ او کو ٹیلی فون کر رہا ہوں تاکہ میں اسے اس غریب اور بے گناہ آدمی کی بے گناہی کے بارے میں بتا سکوں لیکن میں نے جب بھی ٹیلی فون کیا ہے ایس ایچ او موصوف نے میرا ٹیلی فون اٹینڈ نہیں کیا بلکہ کبھی وہ اپنے ساتھی اے ایس آئی کو پکڑا دیتا تھا اور کبھی کسی حوالدار کو پکڑا دیتا تھا اور اس کی گفتگو صاف سنائی دیتی تھی کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ جس دن میں فون کرتا وہ میری بات سننے کی بجائے اس غریب پر بے پناہ تشدد کرتا اور اسے کہتا کہ اور سفارشیں کراؤ۔ ان پندرہ دنوں میں ایس ایچ او نے میرا فون اٹینڈ کیا اور نہ ہی مجھے واپس کال کی الٹا اس غریب کو تشدد کا نشانہ بنا بنا کر ان کا گھر تک لوٹ لیا ہے۔ ایک دن میں نے کسی اور نمبر سے فون کیا اور یہ نہیں بتایا کہ میں کون بول رہا ہوں تب اس ایس ایچ او نے فون پر بات کی لیکن جونہی میں نے بتایا کہ میں ایم پی اے بول رہا ہوں تو یکدم اس کا روّیہ انتہائی غلط اور ناقابل بیان ہو گیا بلکہ بدتمیزی کرتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا۔ آج تک (ناصر) کے خلاف نہ صرف تھانہ صدر گوجرہ میں کوئی ایف آئی آر یا رپٹ ہے بلکہ کسی بھی تھانے میں اس کے خلاف درخواست تک نہیں ہے۔ بطور منتخب نمائندہ میرے فرائض میں شامل ہے کہ میں کسی بھی عوامی مسئلے کے لئے کسی بھی سرکاری افسر یا اہلکار سے رابطہ کروں لیکن ایک ایس ایچ او کا

منتخب نمائندے کے ساتھ اس طرح کا روّیہ انتہائی نامناسب ہے۔ایس ایچ او موصوف کے اس روّیے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ خصوصی شفقت فرماتے ہوئے میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! تحریک استحقاق نمبر 3/2012 کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا notice آج ہی موصول ہوا ہے لہذا اس کے جواب کے لئے آپ اسے next week تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔

(اذان ظہر)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔یہ تحریک التوائے کار نمبر 1415 چودھری ظہیر الدین خان اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو جمعہ تک pending فرمادیں کیونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار till Friday کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1783 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1788 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔راناصاحب! آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔

لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں ریلوے حکام کی ملی بھگت سے ریلوے کی زمینوں پر تجاوزات اور مارکیٹیں تعمیر ہونے سے ٹریفک میں رکاوٹ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1788 ہے اس میں تمام TMOs کا جواب اس طرح ہے کہ عزیز بھٹی ٹاؤن کے علاقہ میں روزانہ کی بنیاد پر تجاوزات

کے خلاف آپریشن کیا جارہا ہے اور جہاں کہیں ریلوے کی جگہ ہے تو اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ریلوے حکام اپنے زیر کنٹرول اراضیات کو نیلام کرنے اور اپنی حدود میں تجاوزات ختم کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ TMOsکا یہ موقف ہے کہ یہ جگہ ریلوے کی ملکیت ہے اس لئے اگر وہاں پر کوئی تجاوزات قائم ہیں تو ہم ان کو ہٹانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ باقی اس تحریک میں Commercialization Policy کے متعلق بات کی گئی تھی تو اسی سے متعلق سٹی ڈسٹرکٹ حکومت کا جواب یہ ہے کہ گزشتہ تین سال سے commercialization کا عمل تعطل کا شکار ہے جس کی وجہ جامع اور مفصل لینڈ پالیسی کا مرتب کیا جانا ہے۔ موجودہ Land Review Rules 2009 کے تحت لاہور کی 161 سڑکوں کو کمرشل مقاصد کے لئے استعمال کی اجازت دی گئی ہے اور یہ بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 566-DO(SP)7 مورخہ 30۔جون 2011 کو شائع کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری تحریک التوائے کار آپ نے pending فرمائی تھی اور میں نے اس وقت بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ ریلوے لینڈ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نہ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اور میں اس پر بیٹھ کر بات کریں گے۔ اس کے بعد جو بھی صورتحال ہوگی پھر اس پر بات ہوگی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1927/11 جناب طارق امین ہوتیانہ صاحب کی طرف سے ہے یہ move ہو چکی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1976/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس تحریک کا جواب میرے پاس موجود نہیں ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: کب تک جواب آ جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے ہفتے تک جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میرا اسی سلسلہ میں پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جو تحاریک التوائے کار اس معزز ایوان میں پیش ہو چکی ہوتی ہیں اور جناب وزیر قانون نے ان کا جواب دینا ہوتا ہے۔ اگر متعلقہ ممبر کسی وجہ سے موجود نہیں ہوتا، میری یہ گزارش ہے کہ وہ ممبر تو اپنی تحریک التوائے کار کو پیش کر چکا ہے۔ اس کے بعد وزیر قانون نے اس کا جواب دینا ہے اگر کسی وجہ سے آج ممبر نہیں آیا تو اس تحریک کو وزیر قانون کو سنے بغیر dispose of کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: ویسے تو House کے تمام ممبران کو اس کا جواب سنانا ہے لیکن جس کی تحریک التوائے کار ہے ان کو بھی موقع پر موجود ہونا چاہئے لیکن وہ موجود نہیں ہیں اب تسلی کس کی ہو گی؟ House کی تو تسلی ہے۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! آپ نے بجا فرمایا ہے اور اگر یہ آپ کی ruling ہے تو میں سر تسلیم خم کرتا ہوں لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو جواب آ چکا ہے متعلقہ ممبر جب چاہے وزیر قانون سے مل لے اور اس کو اس کا جواب فراہم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون سے مل لے تو اس کو جواب فراہم کر دیا جائے گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب! ان کی تحریک التوائے کار نمبر 11/1989 ہے۔ وزیر قانون صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

رائے محمد شاہجہان خان: موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ ان کی طرف دیکھیں تو سہی؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں ہمیشہ موجود رہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! انہوں نے عوامی نیشنل پارٹی کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وہاڑی ملتان روڈ ٹبہ سلطان پور کے قریب ویگن اور ٹرک کے تصادم
سے سولہ افراد ہلاک ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا مطالبہ
(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب محکمے نے کافی تفصیل سے دیا ہے۔ اس کی کاپی میاں صاحب کو فراہم کر دوں گا اور اس کا جو operative portion ہے وہ میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ حکومت پنجاب نے پورے پنجاب میں اپنے ذیلی دفاتر کے ذریعے روزانہ کی بنیاد پر گاڑیوں کی چیکنگ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں ابھی تک مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اس میں آگے تفصیل سے درج کیا گیا ہے کہ کوئی تقریباً 1895 گاڑیوں کے چالان ہوئے ہیں 480 گاڑیاں جو fitness کے بغیر تھیں ان کو بند کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی تحریک التوائے کار میں جو مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی وجہ سے حادثات ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے 404 لوگوں کا چالان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے 780 گاڑیوں کی fitness suspend کی گئی ہے۔ اس طرح کوئی 2519 گاڑیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور اس سلسلے میں مزید ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ سو فیصد سی این جی سلنڈروں کو چیک کیا جائے تاکہ یہ حادثات لوگوں کے لئے مہلک ثابت نہ ہو سکیں اور یہ پیش بھی نہ آئیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک نکتہ پر گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! مجھے یہ بتائیں کہ میں آپ کو کس طرح سے بات کرنے کی اجازت دوں۔

Under which provision of law.

RAI MUHAMMAD SHAHJAHAN KHAN: Under which provision of law.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے بات کر رہا ہوں آپ سے نہیں کر رہا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری اس تحریک کا جواب تو آ گیا اور اس پر کارروائی بھی ہوئی۔ ایک بات کا جواب مجھے آپ کے توسط سے چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جتنی بھی بسیں اور ویگنیں سی این جی پر چلتی ہیں وہ ڈیزل کے حساب سے زائد کرایہ کیوں وصول کرتے ہیں۔ گاڑیاں سی این جی پر چلتی ہیں لیکن کرایہ ڈیزل کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔ جیسے ہی ڈیزل کا کرایہ بڑھتا ہے وہ گاڑیوں کا کرایہ اور بڑھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:اب آپ کی بات سن لی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق:جناب والا!کم از کم مستقبل میں ہی اس بات کا خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!مستقبل میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہیں ایسی بات نہ ہو کہ کرایہ ڈیزل کا لیا جائے اور بسیں سی این جی پر چل رہی ہوں۔یہ عوام کے ساتھ زیادتی ہے اور مناسب بات نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب والا!حکومت مک مکا پر کام کر رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جیسے آپ نے فرمایا ہے اس پر عمل ہوگا۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کیا گیا اس لئے اسے اب dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب عزیز بھٹی صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1999/11 ہے۔رانا صاحب!اس کا جواب بھی آپ کو پڑھنا پڑے گا جس طرح چودھری ظہیر الدین صاحب نے نشاندہی کی ہے، میں نے تو ٹائم بچانے کی کوشش کی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ آپ کی صوابدید ہے۔آپ اسے دونوں طرح سے کر سکتے ہیں۔جس طرح چودھری ظہیر الدین صاحب نے کہا ہے اس طرح سے بھی آپ فرما سکتے ہیں کہ اس کا جواب پڑھ دیا جائے اور اگر آپ اسے dispose of کرنا چاہیں تو یہ بھی آپ کی discretion ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!یہ right آپ نے establish کر دیا ہے کہ جب ممبر تشریف لائے تو وہ وزیر موصوف سے پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،وہ پوچھ سکتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب والا!وہ اگر پوچھ سکتے ہیں تو ٹھیک ہے پھر اس کا جواب وزیر قانون نہ پڑھیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب۔وزیر قانون صاحب!ان کی تحریک ابھی تک move نہیں ہوئی؟

رائے محمد شاہجہان خان:جناب والا!On his behalf

جناب سپیکر: نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 2002/11 ہے۔یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جیسا کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے pinpoint کیا ہے۔اب آپ ruling فرما دیں کہ جن صاحبان کی۔۔۔

جناب سپیکر: جو صاحبان یہاں حاضر نہیں ہوں گے وہ اپنے طور پر وزیر قانون سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! وہ میرے پاس اس کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے تحت منعقدہ امتحانات میں پاس ہونے والے ہزاروں امیدواروں کو سرٹیفکیٹس اور ڈپلومہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتالوں کو عملہ کی کمی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ تحریک التوائے کار نمبر 2002/11 کا جواب ہے۔اب تک 2008 تک کے تمام ڈپلومہ جات جاری کئے جا چکے ہیں 2009 اور اس کے بعد کے ڈپلومہ جات تیار کئے جا رہے ہیں۔ڈپلومہ کے جاری ہونے میں جو دیر ہوتی ہے اس کے بدلے تمام کامیاب امیدواروں کو Provisional Certificate یعنی عبوری عارضی سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے جاتے ہیں۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی بھی سرکاری محکمہ میں پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے رزلٹ کارڈ یا Provisional Certificate پر بغیر کسی اعتراض کے ملازمت دی جاتی ہے۔ڈپلومہ جات جاری نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ 2005 میں گورننگ باڈی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جعلی ڈپلومہ جات کے بچاؤ کی خاطر ایک دفعہ تمام ڈپلومے روک دیئے جائیں اور سٹاک میں موجود تمام سرٹیفکیٹ تلف کر دیئے جائیں۔اس ہدایت پر عمل کے بعد نئے ڈپلومہ جات خصوصی security features کے ساتھ پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ پریس کراچی سے چھپوائے جاتے ہیں جس کی باقاعدہ گورننگ باڈی نے منظوری دی ہے۔اس امر میں تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔اس عرصہ میں امتحانات باقاعدگی سے لئے جاتے رہے

نتیجتاً ڈپلومہ جات کا اجراء التواء میں پڑ گیا جس کی وجہ سے دیر ہوتی رہی ہے۔ بہر حال اب اس پر یہ direction دی گئی ہے کہ اس کو کم از کم مدت میں complete کیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں پریس نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا گیا لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے، اگلی تحریک التوائے کار رائے اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔ چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے، اگلی تحریک التوائے کار بھی چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کو dispose of کیا ہے یا ان کی تحریک کو؟

جناب سپیکر: ان کی تحریک التوائے کار dispose of کی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جاوید علاؤالدین ساجد صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2047 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ لاء منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

دینی مدارس میں Islamic Ethics کے فروغ کے لئے نصاب پر نظر ثانی کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر یہ agreed ہوا ہے کہ آپ چیمبر میں discuss کرنے کے بعد اس پر ایک کمیٹی بنا دیں یا جو کمیٹی already موجود ہے اسے refer کر دیں کیونکہ جو یہ معاملہ اٹھایا گیا ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ اس پر کام

کرنا چاہتی ہیں۔ اس سے پہلے پچھلی اسمبلی میں بھی سود کے کاروبار کے متعلق انہوں نے ایک بل introduce کیا تھا اس لئے میں اس پر agree ہوں کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر کمیٹی بنا دوں گا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر focused ہو اور میں اس کے لئے ممبران کے نام دے دوں گی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں، میں خود کمیٹی بناؤں گا۔ اس پر کمیٹی بنائی جائے گی۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! سود کے معاملے پر ایوان میں discuss ہونی چاہئے آج کل بنکوں اور سود کا کاروبار کرنے والوں نے غنڈے رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی ایسے نہ کریں بلکہ ٹائم پر بات کریں۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں، جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا، میں لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ذرا غور سے سنیں اور جواب دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ایک مہینہ پہلے گجرات میں ایک سانحہ ہوا تھا جس میں سات بندے قتل کر دیئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ! مجھے بول لینے دیں، اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے، مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں، جی اب آپ اپنی بات کر لیں قرار دادیں پھر بعد میں لیتے ہیں۔

گجرات کے تھانہ گھلیانہ کے قصبہ گھلیانہ میں سات افراد کے قتل کے ملزمان کی گرفتاری کا مطالبہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! گجرات کے تھانہ گھلیانہ کے قصبہ گھلیانہ کے اڈے پر ایک مہینہ پہلے سات افراد قتل ہوئے ہیں۔ محمد شریف نامی شخص جو بنک منیجر ہیں اور راجہ فیملی سے ان کا تعلق ہے پہلے ان کے بھائی اور دو بندے اور بھی قتل ہوئے تھے پھر ان کی جگہ پر انہیں بنک منیجر لگا دیا گیا تھا اور اس فیملی نے ڈی پی او گجرات سے اپنی سکیورٹی اور تحفظ کے لئے بہت زیادہ request کی تو ڈی پی او صاحب نے انہیں ایک کانسٹیبل provide کر دیا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس سانحہ میں وہ کانسٹیبل بھی شہید ہوا ہے اور ایک فیملی کے چھ افراد مارے گئے ہیں۔ اس کانسٹیبل کے پاس ایک گن بھی نہیں تھی کہ وہ اپنا تحفظ بھی کر سکتا، یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ آپ نے ایک بندے کو تحفظ دینے کے لئے کانسٹیبل دیا ہے لیکن وہ بھی ساتھ صرف اس لئے مارا گیا کہ اس کے پاس ایک چھڑی بھی نہیں تھی۔ اس واقعہ میں ابھی تک صرف دو بندے پکڑے ہیں جو شاید مشورے میں تھے لیکن اصل ملزم ابھی تک وہاں دندنا رہا ہے اور فائرنگ بھی کرتا ہے، بار بار جا کر انہیں دھمکیاں دیتا ہے کہ میں بقیہ ساری فیملی بھی ماردوں گا۔ میں لاء منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ یہ ہمیں تحفظ نہیں دلوا سکتے تو مہربانی کر کے کم از کم اپنی پولیس کو ہی تحفظ دلوا دیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میری استدعا ہے کہ یہ جو اتنا بڑا معاملہ ہے اس پر فوری notice لیں اور جو بندہ ادھر ہی دندنا رہا ہے اسے پکڑ کر قرار واقعی سزا دلوائیں۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گھرال صاحب نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے بلاشبہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل اور افسوسناک ہے، میری ان سے بھی یہ request ہے کہ وہ اس معاملے کو صرف پوائنٹ آف آرڈر کی نذر نہ کریں بلکہ یہ اس پر آج ہی توجہ دلاؤ نوٹس بنا کر مجھے دیں تو Thursday کو اسے take up کرتے ہیں، میں مقامی ڈی پی او کو بلوا کر ان کے ساتھ بٹھاتا ہوں اور اس کیس میں ان ملزمان کو پکڑنے کے لئے جو بھی حتیٰ المقدور کوشش ہو سکتی ہے وہ کریں گے جیسے انہوں نے کہا کہ وہ ملزم وہاں پر ہی گھوم رہا ہے تو انشاء اللہ اس سلسلے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بسم اللہ۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! اس سلسلے میں چودھری ظہیر صاحب اور میں توجہ دلاؤ نوٹس دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے بات کرنے دیں، آپ کی مہربانی، یہ مورخہ 3۔جنوری 2012 کے ایجنڈے سے زیر التوا مفاد عامہ کی قراردادیں ہیں۔ ہم پہلے مورخہ 3۔جنوری 2012 کے ایجنڈے سے زیر التوا رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں، پہلی زیر التوا قرارداد چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی ہے، وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب کی لاکھوں ایکڑ اراضی کو سیم و تھور سے بچانے کے لئے بین الاقوامی اداروں سے قرض لئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکنے کا مطالبہ

چودھری ظہیر الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose تو نہیں کرتا بے شک House اسے carry کرے لیکن اس سلسلے میں جو ڈیپارٹمنٹ کا موقف ہے وہ on record رکھنا چاہتا ہوں، ڈیپارٹمنٹ کا موقف یہ ہے کہ گورنمنٹ پاکستان نے صوبہ پنجاب میں سیم و تھور کو کنٹرول کرنے کے لئے 1962 میں واپڈا کے ذریعے سکارپ ٹیوب ویل لگائے اور بعد میں محکمہ انہار گورنمنٹ پنجاب کے حوالے کر دیئے۔ جب سکارپ پراجیکٹ 1980 سے 1990 تک مکمل سیم و تھور کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا تو زمیندار سکارپ ٹیوب ویل کا پانی زمین کو سیراب کرنے میں استعمال کرتے رہے، گورنمنٹ پنجاب ان ٹیوب ویلوں کو زمینداروں کے فائدے کے لئے اس وقت تک چلاتی رہی جب تک ان کی مرمت اور اپریشنل اخراجات قابل برداشت رہے کیونکہ یہ 1962 میں لگے تھے اور اب دیکھ لیں کہ ان کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے اور مشینری کی ایک life ہوتی ہے۔اس کے بعد یہ ٹیوب ویل ناقابل مرمت ہو گئے اور ان کو چلانے میں گورنمنٹ کے خزانے پر اضافی بوجھ پڑا۔ یہ on ground پوزیشن ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے محکمے کا جو موقف بیان کیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، میرے خیال میں یہاں جو کارروائی ہو رہی تھی آپ اس کے سیاق و سباق سے مطلع ہوں گے۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سکارپ کے دو حصے تھے ایک سکارپ ٹیوب ویلز ہیں اور ایک Smith Wells ہیں جو کہ Canadian Crescent Group collaboration کے ساتھ 1986 کے بعد بنائے گئے تھے اس میں فیصل آباد اور اس کے چند قریبی اضلاع بھی ہیں جب Low-lying areas کے اندر جب heavy rains ہوتی ہیں تو وہ سارے کا سارا water logging ہو جاتا ہے۔اس وقت خود میری constituency کے اندر تقریباً بارہ گاؤں ایسے ہیں کہ جہاں پر گندم پچیس فیصد کاشت ہوئی ہے۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ قرارداد دینے کے بعد حکومت پنجاب نے اس پر کام کرتے ہوئے ان Smith Wells کو چلانے کے لئے کچھ رقم دی ہے اور وہ رقم فیصل آباد میں پہنچ چکی ہے۔اس کی reckoning expenses کے لئے محکمہ نے اپنی معذرت ظاہر کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو ایک اچھی management کے ساتھ club کر کے بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ Low-lying areas میں heavy rains کے بعد زمین recharging سے جواب دے جاتی ہے۔آپ خود زمیندار ہیں اور ان معاملات سے بخوبی آگاہ

ہیں۔زمین خراب ہو جائے تو یہ ایک بوجھ ہے اور اگر ٹھیک رہے تو یہ ایک اثاثہ ہے۔اس بوجھ کو اثاثہ میں تبدیل کرنے کے لئے میں یہ قرارداد لایا ہوں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ اگر کوئیidle fundsپڑے ہوئے ہیں تو ان کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔اس مقصد کے لئے اس قرارداد میں کچھ اضافہ کرنا ضروری ہے تو وہ کر لیں یا پھر اس کے لئے دوسری قرارداد لے آئیں گے۔وفاقی حکومت کے اندر relating to scarpیا زمینوں کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے جو fundsمختص کئے جاتے ہیں وہ تمام صوبوں کو دیئے جائیں اور یہ funds low-lying areasکہ جہاں پر water loggingہوتی ہے پر خرچ کئے جائیں۔میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی ہے۔بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس حوالے سے میں بھی ایک بہت اہم انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!بات یہ ہے کہ جب قرارداد کی مخالفت نہ ہو تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔چودھری ظہیرالدین خان صاحب نے تو اس کی وضاحت بیان کی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو قراردادوں کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اگر آپ کی اجازت ہو تو میں صرف ایک اہم انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!قانون اور قواعد اس انکشاف کی اس وقت اجازت نہیں دے رہے۔وہ آپ بعد میں کر لیجئے گا۔میں بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ پنجاب کے مختلف اضلاع کی لاکھوں ایکڑ زرعی زمین کو سیم و تھور کی وجہ سے بنجر ہونے سے بچانے کے لئے سکارپ (SCARP)کے منصوبوں کے لئے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے قرض پر حاصل کئے گئے اربوں ڈالرز کے زیاں کو روکا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد دوسری زیر التواء قرارداد جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی طرف سے ہے۔کیا ہوتیانہ صاحب موجود ہیں؟ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔تیسری زیر التواء قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس قرار داد کو میں پیش کروں گی اور اس حوالے سے میں نے authority letter سیکرٹری اسمبلی کو دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔آپ اس قرارداد کو پیش کریں۔

ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ممبران اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ممبران اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

چونکہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہے اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ممبران اسمبلی کو بھی بلیو پاسپورٹ Gratis پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چوتھی زیر التواء قرارداد محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

حکومت پاکستان کی جانب سے بھارتی فلموں پر عائد پابندی کے نوٹیفکیشن کی خلاف ورزی پر ٹھوس اقدامات کئے جانے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4 جون 1984 اور 7 ستمبر 1965 کی خلاف ورزی پر بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت پاکستان منسٹری آف کلچر اینڈ ٹورازم کی جانب سے جاری کردہ بھارتی فلموں پر پابندی کے نوٹیفکیشن مورخہ 4 جون 1984 اور 7 ستمبر 1965 کی خلاف ورزی پر بھارتی فلموں کی جاری نمائش کو روکنے کے لئے فی الفور ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose نہیں کرتا لیکن حکومت کا مؤقف House کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ اس قرارداد کا تعلق سنٹرل بورڈ آف فلم سنسر سے ہے جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے۔ اب یہ ادارہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبوں کو منتقل ہو چکا ہے۔ انفرمیشن اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ نے Punjab Motion Pictures (Amendment) Act کے نام سے ایک Bill کابینہ سے منظور کرایا ہے جسے جلد اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔ اس کی باقاعدہ منظوری کے بعد فلموں کی نمائش سے متعلق معاملات حکومت پنجاب کے براہ راست دائرہ اختیار میں آ جائیں گے تو اس کے بعد اس پر بھرپور کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وزیر قانون نے جو بیان کیا ہے اس کے بعد تو یہ قرارداد infructuous ہو جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس قانون سازی کا انتظار کر لینا چاہئے کیونکہ اب وفاقی حکومت سے اس کا مطالبہ کرنا بنتا نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ اور وزیر قانون کی بات سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں جلد از جلد اس قانون سازی کو اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔ وزیر قانون مہربانی کر کے یہ بتا دیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت کب تک صوبے کے پاس یہ اختیارات آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا ایک procedure ہے۔ وزیر قانون صاحب بتا رہے ہیں کہ کابینہ نے اس Bill کی منظوری دے دی ہے۔

اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد جناب ضیاء اللہ شاہ صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں قبرستانوں کی چار دیواری تعمیر کرنے، ان میں جادو ٹونے اور کفن چوری کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کرنے کا مطالبہ

جناب ضیاء اللہ شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

MR IJAZ AHMED KAHN: Sir, I oppose it.

DR SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضیاء اللہ شاہ صاحب!

جناب ضیاء اللہ شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ہمارے پورے معاشرے کا المیہ ہے کہ جعلی پیروں اور جادو ٹونے کرنے والوں نے سفلی عملیات کرنے کے لئے جگہ جگہ پر فرنچائز، دفاتر اور دکانیں کھولی ہوئی ہیں اور یہ مذہب کے نام پر سادہ لوح لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں، قبرستانوں میں لاشوں کی بے حرمتی

کی جاتی ہے اور مردوں کی ہڈیاں نکال کر ان پر مختلف قسم کے عمل کئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ مذہب اسلام کو بدنام کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تدارک ضروری ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قبرستانوں کی proper چار دیواری ہو تاکہ وہاں پر جانور وغیرہ داخل نہ ہوں اور قبروں کا تقدس پامال نہ ہو۔ قبرستانوں کی proper چار دیواری کے بعد اس کو گیٹ لگا کر بند کیا جائے اور ٹی ایم اے کا ایک مالی یا چوکیدار وہاں پر تعینات کر دیا جائے تاکہ کوئی بھی آدمی کسی بھی لاش یا قبر کی بے حرمتی کر سکے، قبروں سے ہڈیاں نکال سکے، ان پر جادو ٹونہ ہو سکے اور نہ ہی اسلام کو بدنام کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس قرارداد میں قبرستانوں کے گرد چار دیواری تعمیر کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اس کے دوسرے حصے میں جادو ٹونہ کرنے اور کفن چوری ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! اگر آپ rules کو دیکھیں تو basically یہ Private Members' Day ہے اور اس کے اندر جب private members اپنی قرار دادیں دیتے ہیں تو اس کے اوپر basically opposition حکومت کی طرف سے آنی چاہئے۔ وزیر قانون یا حکومت کے جو بھی representative ہوں ان کی طرف سے oppose ہونا چاہئے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ سکی کہ private members اُٹھ کر private members کی قرار داد کی مخالفت کر دیں۔ اس میں اگر oppose کیا جانا ضروری ہو تو وہ حکومت کی طرف سے ہونا چاہئے۔ اب چونکہ حکومت نے اس قرار داد کو oppose نہیں کیا تو پھر rules کے مطابق اس کا question House میں put کیا جانا بنتا ہے اس پر بحث نہیں بنتی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! چونکہ آپ نے سوال وزیر قانون سے کیا ہے اس لئے پہلے وہ بات کر لیں پھر میں عرض کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اگر اس قرار داد میں کوئی دوسرا ممبر ترمیم بھی تجویز کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلے اسے oppose کرے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: وہ ترمیم بھی oppose کرنے کے بغیر نہیں دی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ تو House کے اندر کئی دفعہ ہوا ہے کہ قرار داد آتی ہے تو اس میں ترمیم تجویز کر دی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر کسی معزز ممبر کو کسی قرارداد پر اعتراض ہے تو اُسے اس پر ترمیم دینی چاہئے لیکن اس قرارداد کی تو کوئی اپوزیشن نہیں ہو سکتی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!ایوان میں جب کوئی بھی قرارداد پیش کی جاتی ہے تو حکومت اور تمام ممبران مفاد عامہ کی قرارداد میں ترمیم کے لئے ایوان میں ووٹنگ کے دوران اس کو مسترد کرنے کے لئے oppose کرنا pre-requisitioned ہے۔ اگر میں اس قرارداد میں ترمیم بھی کرانا چاہوں تو مجھے اس کے لئے oppose کرنا پڑے گا اور پھر ترمیم ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ جب کوئی قرارداد آتی ہے تو اس میں ترمیم کے لئے آپ کو ترمیم شدہ قرارداد داخل کرانی پڑتی ہے اور اُس کا طریق کار different ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر نے قرارداد پیش کی ہے تو اُس پر گورنمنٹ نے عملدرآمد کرانا ہے تو اس پر opposition حکومت کی طرف سے ہو گی۔ اگر آپ اس سے متفق نہیں ہیں تو آپ اس کے خلاف ووٹ دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!آپ یقین کریں کہ میں نے اس سلسلہ میں تین دفعہ قرارداد جمع کروائی ہے اُس کی باری آئی اور نہ اُس پر آگے کوئی کام ہوا تو اس لئے پھر ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ چار سالوں میں اگر مفاد عامہ میں کوئی ایک چیز آ ہی گئی ہے تو ہم مل ملا کر آپ سے یہ کہیں کہ اس کو اس طرح سے بہتر کر لیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ حسب رواج آپ اس میں ایک آدھ لفظ کا اضافہ کر لینے دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!پرائیویٹ ممبر ڈے میں قرارداد دیئے جانے کے بعد اگر حکومت اسے oppose نہیں کرتی اور اُس قرارداد کے پاس ہو جانے کے بعد بھی amended قرارداد دیئے جانے پر کوئی ممانعت نہیں ہے۔ آپ اس پر بحث کے دوران جو بھی فیصلہ فرمائیں لیکن میں نے صرف یہ بات واضح کی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!کسی بھی پرائیویٹ ممبر کو کسی بھی قرارداد کو oppose کرنے سے رولز نہیں روکتے اور اگر کوئی رول براہ راست روکتا ہے تو آپ اس کو اُس رول کی روشنی میں take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ آپ رول 114,119,123 پڑھ لیں اور رول 121 کے تحت آپ کو notice of amendment دینا پڑتا ہے۔ اُس کے اندر کئی دفعہ یہ ہوا کہ اسمبلی کے اندر ایک consensus develop ہو گیا کہ ایک قرارداد پیش ہوئی، اُس کے اندر

جیسے لاء منسٹر نے اُٹھ کر کہہ دیا کہ آپ اس کے اندر ایک دو چیزوں کا اضافہ کر لیں یا ایک دو چیزوں کی deletion کر لیں تو اس ہاؤس نے یہیں پر approve کر کے اُسی کے ساتھ منظور کر لی۔ ہم discretionary powers کے تحت اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ہاؤس کی sense کے مطابق اس کے اندر شامل کر سکتے ہیں، otherwise اس کی opposition کے حوالہ سے رول بڑا clear ہے۔ اگر اس پر آپ کی کوئی amendments ہیں تو اس کو اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس کا یہ بھی حل ہو سکتا ہے کہ ہم ابھی propose کر دیں اور یہ اُس کو amended پیش کر دیں اور یہ ابھی dispose of ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز خان صاحب! آپ کی کیا amendment ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے کہا ہے کہ کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ یہ ایک serious بات کر رہے ہیں اگر کوئی قبر کھود کر مردے کو نکالے تو تعزیرات پاکستان کے تحت یہ کرائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی amendment بتائیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قبرستانوں کے گرد چار دیواری کی حد تک یہ بڑا اچھا idea ہے، اسی کی حد تک رہا جائے۔ جادو ٹونے اور کفن چوری کے واقعہ کو اس میں سے delete کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ کی اس پر suggestion آ گئی، بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی کیا amendment ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری amendment یہ ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ "صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں غیر اسلامی افعال جیسے جادو ٹونہ کرنا اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے سعودیہ کے قانون کی طرح یہاں پر سزائے موت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کی اس بات سے agree کرتا ہوں لیکن اس کے لئے آپ کو notice for amendment دینا ہوگا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس ترمیم کے حوالہ سے میری ایک تجویز ہے کہ قبرستان کی چاردیواری بن جاتی ہے تو کسی کو دفنانے کے لئے لوگ اُس چاردیواری کو پھلانگ کر جائیں گے۔ قبرستان کی چاردیواری بنانے کے بعد گیٹ لگانے پڑیں گے اور ہر گیٹ پر چوکیدار رکھنے کا خرچہ کون ادا کرے گا؟ یہاں پر میانی صاحب کا قبرستان ہے تو اگر اس کی چاردیواری بنادی جاتی ہے تو اس پر کتنے گیٹ لگائیں گے اور کتنے چوکیدار رکھیں گے اوران کا خرچہ کون برداشت کرے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ حمیرااویس شاہد!

محترمہ حمیرااویس شاہد: جناب سپیکر!میں اس قرارداد میں یہ amendment propose کرنا چاہتی ہوں کہ جادو ٹونے کا main source of flourishment میڈیا میں آنے والے اشتہارات ہیں اگر میڈیا میں ان کے آنے والے اشتہارات بند کر دیئے جائیں تو آدھے سے زیادہ جادو ٹونے ختم ہو جائیں گے۔ان پر پابندی لگادیں کہ آپ میڈیا پر اشتہار نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب ممبر صاحبان کی بات سننے کے بعد میرے خیال میں یہ قرارداد ویسے بھی in order ہے لیکن اگر آپ اس میں amendment کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ سے کہوں گا کہ معزز ممبران کی proposed amendments کے ساتھ next week میں پیش کر دیں۔اس کے بعد دوسری قرارداد محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے، وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ کے تمام سرکاری وغیر سرکاری سکولوں میں میوزیکل کنسرٹس پر فوری پابندی عائد کرنے کا مطالبہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہیں اور یہاں پر ایسی چیزوں کے لئے کوئی provision نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ہماری نئی نسل جس طرح سے بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے اور ان تعلیمی اداروں نے اس کو source of publicity بنا رکھا ہے۔ ان کنسرٹس کی وجہ سے وہاں پر معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ ابھی recently ایک کالج کی طرف سے ایک کنسرٹ ہوا اور وہاں پر بہت سے لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آپ کے زمانے میں، لاء منسٹر کے زمانے میں اور میرے سکول کالج کے زمانے میں اگر تھوڑے سے ناخن بڑھے ہوتے تھے یا بچیوں نے نیل پالش لگائی ہوئی ہوتی تھی تو اُس کی بھی سزا ملتی تھی اور اُن وقتوں میں طلباء کو درسگاہوں سے جو ethics دیئے جاتے تھے آج وہ چیزیں ناپید ہو چکی ہیں۔ آپ کے کون سے curriculums اور حکومت کی کون سی پالیسی ان میوزیکل کنسرٹس کو allow کرتی ہے؟ مجھے تعلیمی اداروں میں ان کنسرٹس کا کوئی جواز یا فائدہ نظر نہیں آتا جبکہ اس کی برائیاں بے تحاشا ہیں۔ I don't see any good reason کہ ہم سکولوں اور کالجوں کو ایسی چیزیں allow کریں جنہیں صرف وہ اپنی publicity کے لئے use کر رہے ہیں اور attract students ہو رہے ہیں۔ یہ تعلیم کا معیار ہے نہ یہ کوئی ایسا criteria ہے جس سے ہم اپنی نئی نسل کو کوئی اچھی چیزیں transfer کر رہے ہیں تو اس سے یہ جو ایک سسٹم شروع ہو گیا ہے اُس کے نتائج ہم سب کو بھگتنے پڑیں گے۔ ہمارے بچوں نے بھی اسی سوسائٹی میں move کرنا ہے، یہیں پر سکولوں اور کالجوں میں جانا ہے اور ultimately ہمیں بھی یہ ساری چیزیں suffer کرنا پڑیں گی۔ ثقافتی سرگرمیوں کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر اور بھی محکمے موجود ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ تعلیمی اداروں کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ان کے کوئی بھی ethics اس کی اجازت نہیں دیتے۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس سے تعلیمی معیار بہتر ہو جائے گا یا تعلیمی معیار کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو کوئی ایسی سہولت دے رہے ہیں جس سے بچوں کی پڑھائی یا تعلیم کا improve level ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اپنی قرارداد کے حق میں جو arguments دیئے ہیں اس سے تو مجھے یہ اندازہ ہوا ہے کہ پچھلے دنوں جو واقعہ الحمراء کلچرل کمپلیکس میں پیش آیا اس کے بعد انہوں نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ وہ کنسرٹ ایک پرائیویٹ کالج کا تھا جس میں یہ واقعہ پیش آیا۔ اگر کوئی سرکاری کالج ہوتا تو اس واقعہ کو جس طرح میڈیا میں لایا جانا تھا، جس طرح سے ہلاک ہونے والی بچیوں کے گھر والوں اور ان کے دوستوں کے جذبات و احساسات کا اظہار ہونا تھا کہ پوری قوم نے اس دکھ اور درد میں involve ہو جانا تھا لیکن وہ کالج ایک میڈیا چینل کے مالک سے متعلقہ ہے تو اس لئے اس واقعہ کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اس سے ایک اور بات پوری قوم کے سامنے آئی ہے کہ کامیاب اور successful business کے لئے ایک میڈیا چینل ہونا ضروری ہے۔ اب اس پر تمام بڑے بڑے business houses کافی تیزی سے غور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری محترمہ سے صرف یہی گزارش ہے کہ میوزیکل کنسرٹ بہت wide لفظ ہے۔ اس میں وہ پروگرام بھی آ جاتے ہیں جو ملی و قومی ترانوں سے متعلق ہوتے ہیں اس لئے میوزیکل کنسرٹ تمام سکول اور کالج منعقد کرتے ہیں جن میں ملی و قومی ترانے اور نغمے ہوتے ہیں اس لئے میوزیکل کنسرٹ کے ایسے پروگرام جن پر کسی کو اعتراض نہیں وہ ہونے چاہئیں اس لئے قرارداد کے ان الفاظ سے وہ پروگرام بھی hit ہوتے ہیں۔ اگر محترمہ اس قرارداد میں "قابل اعتراض" کے الفاظ کا اضافہ کر لیں تو پھر میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جو کہنا چاہتی تھی لاء منسٹر صاحب بخوبی وہ understand کر گئے ہیں یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں ان سے agree کرتی ہوں کہ ملی ترانوں پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرا concern وہی ہے جو انہوں نے understand کیا ہے۔ میں اس کو accept کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تیسری قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ اسے پیش کریں۔

صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے انتظار گاہیں تعمیر کرنے کا مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر/ مختص کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر/ مختص کی جائیں۔"

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔ میں اس کے بعد وقت دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اس قرارداد کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ آپ سرکاری ہسپتالوں کے ساتھ غیر سرکاری ہسپتال بھی شامل کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب سرکار کی طرف سے تو اسمبلی کے اندر undertaking دے سکتے ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لواحقین کے لئے بنیادی سہولتوں سے آراستہ انتظار گاہیں تعمیر/ مختص کی جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چوتھی قرارداد محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

آبادی میں اضافہ کو کنٹرول کرنے کے لئے مربوط پالیسی اور بجٹ مختص کرنے کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔"

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں اس میں amendment کرانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ اگر کوئی amendment ہوتی ہے تو اس کے لئے آپ کو پہلے notice of amendment دینا پڑتا ہے۔ یہ قراردادیں پہلے آچکی ہوتی ہیں، یہ آج کی نہیں ہیں، یہ کافی پرانی جمع ہوئی ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! کیا کوئی تجویز add کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ تمام Housing Authorities کے اپنے اپنے rules and regulations ہیں۔ تعلیم، صحت اور پینے کے صاف پانی جیسے معاملات ایسے residential areas جیسے کوئی ایک یاد وایکڑ میں کالونی بنا کر چھوڑ کر چلا جاتا ہے وہاں پیش آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل out of context ہے۔ اس کے لئے آپ علیحدہ قرارداد اگلے Private Members Day پر لے آئیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ، تعلیم، صحت، پینے کے صاف پانی کی قلت سمیت سماجی سہولیات کے متعدد شعبوں میں فقدان کا باعث ہے۔
> اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ افزائش آبادی اور معاشی ترقی کی شرح میں تفاوت سے آنے والی نسلوں کے ان بنیادی سہولیات سے محروم رہ جانے کا شدید خدشہ ہے۔
> لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ آبادی میں اضافے کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور ایک مربوط پالیسی مرتب کی جائے نیز اس مقصد کے لئے آئندہ بجٹ میں وسائل مختص کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں نہایت اہم معاملہ آپ کے توسط سے ایوان کے معزز ممبران اور حکومت پنجاب کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو قرارداد سکارپ کے منصوبوں کے متعلق پیش کی ہے میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور میں اس میں اضافہ یہ کر رہا ہوں جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے محکمہ کی statement پڑھ کر سنائی ہے کہ سکارپ کے ٹیوب ویلز 1962 میں لگے تھے یہ بات درست ہے پھر وہ بند ہو گئے یہ بھی بات درست ہے۔ میں ایک نئی بات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا جو یہ ہے کہ سندھ طاس معاہدہ کے مطابق ایک نہر تریموں ہیڈ سے تریموں سدھنائی لنک کینال نکالی گئی وہاں پر پہلے سے موجود حویلی لنک کینال ہے اور یہ سدھنائی ہیڈ میں ڈالی گئی تاکہ اس سے میلسی لنک کینال نکال کر اگلے چار اضلاع کو پانی مہیا کیا جا

سکے۔ اب تریموں سدھنائی لنک کینال کچی ہے یہ سندھ طاس معاہدہ کے بعد بنائی گئی ہے اس کا 1962 سے کوئی تعلق نہیں ہے اس وقت کے سکارپ ٹیوب ویلوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن یہ علاقہ جب water logged ہوا اور seepage کی وجہ سے سیم زدہ ہوا تو پھر دو دو مربع اراضی کے مالکان بھی دہاڑی دار بن کر مزدوری کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے بعد حکومت وقت نے 1985 کے قریب سکارپ کے ٹیوب ویلز لگائے اور اس کا ہیڈ آفس مظفر گڑھ میں بنایا گیا اور وہاں کا ایکسئن تریموں ہیڈ پر بیٹھتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ کا اصل میں point کیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم information ہے جو میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے موقع عنایت فرمائیں گے تو اس سے ایوان، ضلع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کاشتکاروں کا بھلا ہو گا کیونکہ جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لاکھوں کاشتکار اس نہر کی water logging سے متاثر ہیں۔ اس پر حکومت پنجاب کے سیکرٹری آبپاشی نے انجینئروں کی ایک ٹیم بنا کر بھجوائی جنہوں نے جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سینکڑوں متاثرہ دیہاتوں کا سروے کیا اور بالآخر انہوں یہ تجویز کیا کہ یہاں پر یا تو SCARP کے ٹیوب ویل دوبارہ لگائے جائیں یا اس کی double lining کی جائے تب جا کر ضلع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لاکھوں لوگوں کا بھلا ہو گا جن کی cost پر یہ نہر چلتی ہے اور آگے بھی چار اضلاع کو پانی مہیا ہوتا ہے۔ اب وہاں کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور اپنی زمین کو کاشت بھی نہیں کر سکتے اس لئے وزیر قانون صاحب نے محکمہ کا جو بیان پڑھ کر سنایا ہے وہ درست نہیں ہے اور اس میں یہ علاقہ اور نہر شامل ہی نہیں ہے لہذا مہربانی فرما کر جیسے سیکرٹری آبپاشی کی طرف سے تشکیل دی گئی انجینئروں کی ٹیم نے جو رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی ہے اس میں یہی تجویز کیا گیا ہے کہ ضلع جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لاکھوں لوگ water logging اور نہر کی seepage سے اسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ یا تو اس کی double lining کی جائے یا پھر دوبارہ سے SCARP کے ٹیوب ویل لگائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احسان الحق نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔جناب سپیکر! گورنر پنجاب نے28 Billsکو objectionلگا کر returnکیا ہے۔ان کو reconsiderکرنے کے لئے Rules of Procedure کے اندر clarity کے ساتھ کوئی rules موجود نہیں ہیں کہ جو Bills گورنر پنجاب کی طرف سے return ہو کر آتے ہیں اُن کو کیسے take up کیا جائے گا؟ چاہئے یہ تھا کہ جس کے لئے قانون سازی موجود نہ ہو اس کے لئے ہاؤس میں موجود تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جاتی جس میں وہ discussionکے بعد کوئی procedureطے کرتے۔حکومت نے 21۔جنوری2012کو ایک procedure جاری کر دیا ہے کہ واپس آنے والے تمام Bills کو reconsider کرنے کا procedure کیا ہو گا؟ اگر کوئی rules موجود نہ ہوں تو ان کے لئے precedentاور طریقہ یہ اپنایا جاتا ہے جیسے انڈین پارلیمنٹ اور برطانوی پارلیمنٹ میں اس پر ہاؤس کی کمیٹی بنائی جاتی ہے جو اس پر اپنی سفارشات پیش کرتی ہے اور ان سفارشات کو ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آج سے پہلے یہ مسئلہ درپیش نہیں آیا تھا مگر اب یہ مسئلہ درپیش آیا ہے تو اس پر تمام پارٹیوں کی senseلے لی جانی چاہئے۔اب rulesکے خلاف یہ procedure adoptکرنے کا نوٹیفکیشن بھی کر دیا گیا ہے۔ان 28 Bills پر بڑے serious allegations ہیں۔جھگڑا یہ ہے کہ ان 28 Bills میں جو قانون سازی صوبائی اسمبلی نے کر دی ہے ان پر گورنر پنجاب یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام Bills صوبہ کے preview میں نہیں آتے بلکہ Federal Legislative List کے اندر آتے ہیں۔ جو قانون سازی وفاق کے previewمیں آتی ہے اُس پر صوبہ قانون سازی کیوں کرتا ہے؟ اٹھارہویں ترمیم پر ایک Implementation Commission بنا ہے جس کو سینیٹر رضا ربانی صاحب Chairکرتے ہیں جس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نمائندگی بھی شامل ہے اور پارلیمنٹ کے اندر موجود ہر سیاسی پارٹی کو نمائندگی دی گئی ہے۔انہوں نے جو منسٹری devolveکر کے صوبوں کو دی ہے اس منسٹری کے چند subjectsکا تعین کیا ہے کہ اس منسٹری کے فلاں فلاں subjects وفاق میں رہیں گے اور فلاں فلاں subjects صوبہ میں رہیں گے۔ قومی اسمبلی نے بڑا اچھا پیغام پورے پاکستان کو دیا ہے کہ وہ جو بھی قانون سازی کرتے ہیں consensus کے ساتھ کرتے ہیں اور ہاؤس میں موجود تمام پارٹیوں کے نمائندوں کو اس کمیٹی میں بٹھاتے ہیں چاہے کسی پارٹی کے دو، بیس یا اسّی ممبران ہی کیوں نہ ہوں۔ چاہئے یہ تھا کہ جو قانون سازی کا attitude قومی اسمبلی کے اندر اختیار کیا جاتا ہے اس کو صوبائی اسمبلی کے لوگ بھی adoptکریں۔ جیسے وزیراعظم قومی اسمبلی میں روزانہ آتے ہیں اسی طرح

ہمارے معزز وزیر اعلیٰ کو بھی بیٹھنا چاہئے۔ اگر وہ consensus کے ساتھ قانون سازی کرتے ہیں تو ہماری اسمبلی کو بھی consensus کے ساتھ قانون سازی کرنی چاہئے۔ اب rules کی یہ بڑی clear violation ہے کہ اس procedure کا نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے جو rules کے مطابق معزز لاء منسٹر یا honourable Chair نہیں کر سکتی۔ میری request یہ ہے کہ اگر معزز لاء منسٹر اس پر ایک کمیٹی کو oppose نہ کریں اور honourable Chair House میں موجود تمام سیاسی پارٹیاں جن کو نمائندگی حاصل ہے اُن پر ایک کمیٹی بنا دے جو Rules of Procedure پر اپنی رائے دے۔ حقیقت میں اس کمیٹی میں according to strength مسلم لیگ (ن) کا ہی فیصلہ آئے گا لیکن اگر سب کی بات سن لی جائے تو یہ زیادہ democratic attitude ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں clarification کر دیتا ہوں کہ Rule 235 سپیکر صاحب کی powers کے متعلق ہے۔ جس نوٹیفکیشن کا آپ ذکر کر رہے ہیں تو pursuant to the provisions of that rule نوٹیفکیشن نکالا ہے اور سپیکر صاحب کی powers کے مطابق ان کے پاس اختیار بھی ہے۔ انہوں نے procedure باقاعدہ lay down کر دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rule 235 یہی ہے کہ یہ تمام powers سپیکر صاحب کے پاس ہیں مگر میرا سوال یہ ہے کہ قانون سازی کا پارلیمنٹ کو یا صوبہ کو اختیار ہے، کیا اس کا decision معزز سپیکر صوبائی اسمبلی کریں گے؟ وفاق میں دو ہی ادارے موجود ہیں۔ ایک Inter Provincial Commission ہے جو تمام صوبوں کے معاملات کو regulate کرتا ہے۔ اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم کی وجہ سے جو یہاں پر قانون سازی ہوئی ہے اس کی implementation کے لئے بھی ایک کمیٹی موجود ہے جس کو سینیٹر رضا ربانی صاحب Chair کرتے ہیں۔ صرف democratic attitude کی بات ہے کہ اگر یہی کام ہمارے ہاؤس کے ممبران پر مشتمل کمیٹی میں ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ ہونا وہی ہے جو معزز وزیر اعلیٰ صاحب اور (ن) لیگ نے کہنا ہے۔ اگر democratic attitude کے ذریعے consensus سے ہو جائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہاں صرف رائے دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ پورے ملک کے اندر ایک consensus develop ہوا ہے کہ جو بھی کام کریں تمام سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لے کر کریں۔ اگر یہی روّیہ ہماری (ن) لیگ بھی اپنالے تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ ہونا وہی ہے جو (ن) لیگ کہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں دو issues آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں۔ میں پچھلے دنوں walk کرتا ہوا گورنر ہاؤس کے سامنے سے گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ roads ٹوٹے ہوئے ہیں اور گٹر اُبل رہے ہیں۔ اسمبلی سے نکلتے ہوئے یہاں پر جو بھی dignitaries آتی ہیں اُن کے لئے کوئی اچھا message نہیں جاتا۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب اس کے متعلق کچھ فرمادیں اور اسے ٹھیک کروادیں۔ مجھے گورنر ہاؤس سے اور نہ مال روڈ سے تعلق ہے۔ میں اُس دن وہاں سے گزر رہا تھا اس لئے میں وہاں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ عوام میں کوئی اچھا message نہیں جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ لاہور کے جس علاقہ میں میری رہائش ہے وہاں پر منشیات فروش اور منشیات کے عادی لوگوں کی کافی اکثریت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا کون سا علاقہ ہے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ Cantt area ہے اور آر اے بازار کے قریب بھی adjoining آبادیوں میں چوریاں اور اس طرح کی وارداتیں بڑی عام ہو رہی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہاں کی انتظامیہ سوئی ہوئی ہے اور ان چیزوں کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لے رہی کیونکہ لوگ بھی تنگ ہیں اور مختلف جگہوں پر "جہاز" "لینڈ" کرتے پھر رہے ہیں اور چوریاں کر رہے ہیں؟ اس طرح کے areas میں اگر اس طرح کی چیزیں ہوتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی قابل فکر بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے on the floor of the House یہ بات کی تھی کہ تمام side roads 15 جنوری تک مرمت ہو جائیں گے تو اس کا کیا جواب اور کیا follow up

ہے اور اس سلسلے میں اپنی کی ہوئی commitment کو کیسے مکمل کیا؟ roads کے حوالے سے یہ شامل کر دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کوئی ٹوٹی ہوئی سڑکیں دیکھی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، بالکل۔ بہت ساری سڑکیں ہیں اور ان کی commitment خاص طور پر فلائی اوور کے ساتھ والی سڑکوں کے متعلق تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں کیونکہ آپ کی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت بڑی سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ عوامی مسائل بڑے اچھے ماحول میں discuss ہو رہے ہیں۔ میرے پاس جو مسئلہ ہے وہ بھی انتہائی سنجیدہ ہے۔ مختلف ہاؤسنگ سوسائٹیاں صوبے میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں۔ اسی طرح ایک ملٹری اکاؤنٹس کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بھی یہاں پر بنائی گئی ہے۔ میرے پاس اس میں کروڑوں کے گھپلے کے ثبوت موجود ہیں۔ سب سے بڑی ایک انتہائی قابل اعتراض اور عجیب و غریب بات ہے کہ جب ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنتی ہیں تو وہاں پر قبرستان کے لئے جگہ رکھی جاتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا بڑا احترام ہے اور اگر یہ اتنا اہم معاملہ ہے تو پوائنٹ آف آرڈر پر تو کچھ نہیں ہو گا۔ آپ اس کے لئے توجہ دلاؤ نوٹس یا کوئی relevant motion جو بنتی ہے وہ لے کر آئیں تاکہ اسمبلی اس پر کارروائی کر سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس پر توجہ دلاؤ نوٹس بھی لا رہی ہوں چونکہ موقع اچھا تھا اور میں چاہ رہی تھی کہ آپ کے گوش گزار کر لوں اور ایوان کے بھی نوٹس میں آ جائے گا۔ sometime تحاریک بھی درمیان میں رہ جاتی ہیں اور take up نہیں ہو پاتیں آج چونکہ ماحول بھی اچھا تھا اور لاء منسٹر صاحب بھی موجود ہیں تو اس لئے میں گوش گزار کر دوں کہ پہلے سے یہ نوٹس میں ہو گا تو جب ہم تحریک التوائے کار لے آئیں یا اور کوئی صورت ہو گی تو زیادہ اچھے طریقے سے بات بھی سمجھ میں آ جائے گی۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہو رہی ہے کہ قبرستان کے لئے رکھی گئی جگہ کو باقاعدہ قبضہ گروپ نے فروخت کر دیا ہے اور وہاں سے غائب کر دیا ہے اور وہاں ہونے والی رجسٹریوں کے ثبوت

بھی میرے پاس موجود ہیں کہ قبرستان کی جگہ بیچ دی گئی ہے۔وہاں کے لوگ بے چارے suffer کر رہے ہیں، اخباری خبروں کے تراشے بھی موجود ہیں، سوسائٹی کا نقشہ بھی میرے پاس ہے۔ رجسٹرار کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی پنجاب کا یہ کام ہے کہ وہ انہیں مانیٹر کرے کہ کہاں پر کیا ہو رہا ہے لیکن کوئی کارروائی نہیں ہو رہی اسی لئے میں نے مناسب سمجھا کہ موقع اچھا ہے کہ میں ایک سوال آپ کے گوش گزار کر دوں۔

جناب سپیکر! ایک request آپ سے بھی تھی کہ ہم نے چار سال پہلے اسمبلی کے غریب ملازمین کے پیپلز ہاؤس اور گڑھی شاہو کے کوارٹرز کو ٹھیک کرانے اور انہیں متبادل جگہ دینے کے لئے ایک کمیٹی بھی قائم کی تھی اور آپ کی سربراہی میں اس پر بہت زیادہ کام بھی کیا تھا لیکن بدقسمتی سے آج چار سال ہونے کو ہیں لیکن ہم ان لوگوں کو گھر نہیں دے سکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اچھا point raise کیا ہے، آپ Monday کو مجھے ملیں تو میرا خیال ہے کہ ہم اس پر میٹنگ call کرتے ہیں اور سب کو بلاتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش اور suggestion تھی کہ نولاٹیا صاحب نے میرے خیال میں ایک بہت ہی legal, technical اور constitutional بات کرنے کی کوشش کی۔ I am sure کہ "گٹرز" بھی ایک issue ضرور ہے لیکن پہلے جو اہم بات ہو رہی ہے اسے ہم اگر conclude کر لیتے تو پھر ہم ٹوٹے ہوئے "گٹر" کی بات کرتے تو شاید مناسب ہوتا۔ ایک اتنی اہم بات کوئی اور آدمی بھی شاید May be I want to press something on this also ہم لوگ بھی ٹائم مانگ رہے ہیں اگر continuation جو issue under discussion ہو، اسے ہم پہلے conclude کر کے پھر کہیں اور جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ conclude کر کے ہی آگے چلے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں۔جناب سپیکر! اسے conclude نہیں کیا گیا I also want to speak on that میری بھی اس پر گزارش کرنے کا مقصد یہ تھا اور میں بھی آپ کی خدمت میں عرض

کرنا چاہتا تھا کہ ہم کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم ہی شاید ہمیشہ اقتدار میں رہیں گے اور ہم Discretionary Powers کو اختیار کرتے ہوئے انہیں overrule کر جاتے ہیں۔ آپ کی توجہ چاہئے اور rules کی amendment کے لئے بہت سارے لوگوں نے بہت عرصے سے تجاویز دے رکھی ہیں اور میری طرف سے بھی کچھ مؤدبانہ گزارشات ہیں کہ کس طرح ہم کمیٹی کو in powers کریں اور کس طرح ہم نظام کو بہتر چلانے کی کوشش کریں۔ وہ تو سالہا سال گزرنے کے باوجود کہیں consider ہی نہیں ہوتیں۔ ہمارے House کی کمیٹی ہے جو rules & procedure کو دیکھنے کے لئے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ لاء اینڈ پارلیمانی افیئرز کی ہے اور شاید اسی کو یہ چیزیں refer ہوں گی کہ ہم اس چیز کو اس طرح کرنا چاہتے ہیں۔ ایوان کی باقاعدہ اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی ہے تو اس کمیٹی کو بھی اس کے لئے consider نہیں کیا گیا۔ میری گزارش یہ تھی کہ Chair کے پاس ضرور یہ اختیار ہے کہ وہ خود سارا کچھ بنالے اور Chair کے پاس سب اختیارات ہیں، Discretionary Powers بھی Chair کے پاس ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ House کو ان اہم چیزوں سے exclude کر دیا جائے۔ House کی کمیٹی اس House کی ایک نمائندہ کمیٹی ہے اور اس کمیٹی کے اندر اسی proportion کے ساتھ جس proportion کے ساتھ اس House کی سیاسی جماعتیں represented ہیں وہ وہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں، ہم ان عملوں کو کر لیا کریں تو بہتر ہوتا ہے۔ ہم بھول جاتے ہیں اور ہم شاید سمجھتے ہیں کہ میں جب اقتدار میں ہوں تو شاید ہمیشہ اسی طرح رہے گا اور جب ہم روایات کو کمزور کرتے ہیں، جب ہم اداروں کو کمزور کرتے ہیں اور شخصیات کو مضبوط کرتے ہیں تو اس کے نتائج کبھی اچھے نہیں نکلتے۔ میری پھر آپ سے مؤدبانہ گزارش ہو گی کہ اس چیز کو اگر ہم مل بیٹھ کر کہیں discuss کر لیں، ہماری عقلیں کم ہوں گی لیکن شاید اپوزیشن کی طرف سے کوئی بہتر suggestion آ ہی جائے، کہیں پر ہم contribute ہی کر سکیں تو میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس کو reconsider کر لیں۔ یہ notification بھی اگر ہو چکا ہے تو reconsider ضرور ہو سکتا ہے Chair کی اسی power کے تحت جس Chair کی powers کے تحت یہ پہلے کر دیا گیا ہے please ہمیں اس پر incorporate کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 25۔جنوری 2012 کی صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

270

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010-11

ایک وزیر ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010-11 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ پنجاب بیت المال کونسل کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010

ایک وزیر پنجاب بیت المال کونسل کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ پنجاب پنشن فنڈ کی 30 جون 2010 کو ختم ہونے والے سال کی سالانہ رپورٹ

ایک وزیر پنجاب پنشن فنڈ کی 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے سال کی سالانہ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009-10

ایک وزیر پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ برائے سال10۔2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(نوٹ: مذکورہ بالا رپورٹس کی نقول پہلے ہی مہیا کی جا چکی ہیں۔)

271

(بی) مسودات قانون پر دوبارہ غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم)(طبی امداد) زخمی اشخاص، 2011 (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص، 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(طبی امداد) زخمی اشخاص، 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ 2011 (مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز، 2011 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

272

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) دادرسی مختص 2011 (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم)
دادرسی مختص 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) دادرسی مختص 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) دادرسی مختص 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011(مسودہ قانون نمبر17بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22۔دسمبر2011کواسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) متولیان سرکار2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی)کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)متولیان سرکار2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011(مسودہ قانون نمبر18بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22۔دسمبر2011کواسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) ازالہ حیثیت عرفی2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی)کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

273

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی دیوالیہ2011(مسودہ قانون نمبر21بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011 (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی و مذہبی اوقاف 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

9۔ مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی معذوریوں کا خاتمہ) ہندو ورثہ 2011 (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی معذوریوں کا خاتمہ) ہندو ورثہ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی معذوریوں کا خاتمہ) ہندو ورثہ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین

کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(قانونی معذوریوں کا خاتمہ)ہندو ورثہ2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیاگیادوبارہ منظور کیاجائے۔

274

10۔ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ2011(مسودہ قانون نمبر25بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ22۔دسمبر2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)آثار قدیمہ2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیاگیاطرح منظور کیاجائے۔

11۔ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011(مسودہ قانون نمبر26بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ22۔دسمبر2011 کواسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) (روزگاروبحالی)معذورافراد2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیااور جیساکہ گورنر نے آئین

کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)(روزگار و بحالی) معذور افراد 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

12۔ مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات 2011 (مسودہ قانون نمبر30 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

275

13۔ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت 2011 (مسودہ قانون نمبر31 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

14۔ مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر 33 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

276

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

بدھ 25۔جنوری 2012

(یوم الاربعاء، یکم ربیع الاوّل 1433 ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝١٧ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٨
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝١٩ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝٢٠
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢١ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ۝٢٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٣
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝٢٤ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٥ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝٢٧ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٨

سورۃ الرَّحمٰن 17 تا 28

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25) جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26) اور

تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی (27) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(28)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فلک کے نظارو، زمیں کی بہارو، سب عیدیں مناؤ، حضور آ گئے ہیں
اٹھو غم کے مارو، چلو بے سہارو، خبر یہ سناؤ، حضور آ گئے ہیں
ہوا چار سُو رحمتوں کا بسیرا، اجالا اجالا سویرا سویرا
حلیمہ کو پہنچی خبر آمنہ کی، میرے گھر میں آؤ، حضور آ گئے ہیں
انوکھا نرالا وہ ذیشاں آیا، وہ سارے رسولوں کا سلطان آیا
نبی کے گداؤ، سب اِک دوسرے کو گلے سے لگاؤ، حضور آ گئے ہیں
فضاؤں میں جذبات ہیں مرحبا کے، ہواؤں میں نغمات صل علیٰ کے
جہاں پر بھی جاؤ، دلوں کو جگاؤ، یہی کہتے جاؤ، حضور آ گئے ہیں
کہاں میں ظہوری کہاں ان کی باتیں، کرم ہی کرم ہے یہ دن اور راتیں

سوالات

(محکمہ جات یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثارِ قدیمہ اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1603 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں ہاکی گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1603: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں ہاکی کے کتنے گراؤنڈز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گراؤنڈز کی کمی اور مناسب سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب میں ہاکی کا کھیل روز بروز زوال پذیر ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب میں ہاکی کے کھیل کو زوال سے روکنے اور کھلاڑیوں کو مناسب سہولیات دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) پنجاب میں مندرجہ ذیل ہاکی گراؤنڈز ہیں:۔

آسٹروٹرف: سات عدد ایک زیر تعمیر

نیشنل ہاکی سٹیڈیم، منی ہاکی سٹیڈیم لاہور، خوشاب، گوجرہ، فیصل آباد، بہاولپور، سیالکوٹ اور سرگودھا زیر تعمیر ہیں۔

گراسی گراؤنڈز: تقریباً 79 عدد

بہاولپور، بہاولنگر، لیاقت پور، حاصل پور، ملتان، چاہ شریف، لودھراں، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، بھکر، جھنگ، ساہیوال، خانیوال، اوکاڑہ، میاں چنوں، میانوالی، سرگودھا، کوٹ ادو، جھنگ، بورے والا، ٹوبہ ٹیک سنگھ، رحیم یار خان، حافظ آباد، گوجرانوالہ، منڈی بہاؤالدین، گجرات، فتح جنگ، جوہر آباد اور رینالہ خورد میں موجود ہیں۔اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ 24 اضلاع میں کلسٹر سکول گراؤنڈز بنوا رہی ہے اور تحصیل کی سطح پر 24 گراؤنڈز کو اپ گریڈ کر رہی ہے۔

(ب) سکولز اور کالجز کے پرنسپلز / ہیڈ ماسٹرز کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ٹورنامنٹس میں ان کی ٹیمیں کم سے کم حصہ لیتی ہیں۔ان کھیلوں کو انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈز مانیٹر کرتے ہیں جس کی وجہ سے کھلاڑیوں کی نرسری تیار نہیں ہو رہی ہیں۔ جس کے باعث ہاکی کھیل زوال پذیر ہے ہاکی کھیل کے زوال کو روکنے کے لئے سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے ایک سال انٹر ڈسٹرکٹ (U-14) ہاکی ٹورنامنٹ مورخہ 08/7/27-23 لاہور میں منعقد کیا جس میں 35 اضلاع کی ہاکی ٹیموں نے حصہ لیا ہے اس کے علاوہ ہر سال چیف منسٹر پنجاب انٹر سکول ٹورنامنٹ بھی باقاعدگی سے ہو رہا ہے اس سے انشاء اللہ ہاکی کی نرسری تیار ہو جائے گی جس سے ہاکی کے بہتر مستقبل کی توقع کی جاسکتی ہے۔ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کا اپنے طور پر احسن اقدام ہے۔

سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ہر سال انڈر 13، 14، 16 گیمز منعقد کرواتا ہے اور امید ہے کہ کھیلوں کے فروغ کے لئے موجود حکومت کی کوششیں بارآور ہوں گی۔

(ج) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے کھلاڑیوں کو یونیفارم کے علاوہ ایوارڈ اور ماہانہ وظائف دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب کی سطح پر جیتنے والی ٹیموں کو بالترتیب میڈلز اور ٹرافی کے علاوہ -/20,000، -/30,000 اور -/40,000 روپے نقد دیتا ہے اس کے علاوہ Man of the Tournament کو مبلغ -/10,000 روپے اور Man of the Final Match کو مبلغ -/5000 روپے نقد دیتا ہے۔

ہاکی کے فروغ کے لئے سکولوں، کالجوں میں سپورٹس ڈیپارٹمنٹ فری کوچنگ ٹریننگ کی سہولت بھی اپنے محکمے کے نیشنل اور انٹر نیشنل کوچز کو بھیج کر دے رہا ہے۔اس کے علاوہ آسٹرو ٹرف سات جگہ پر مکمل ہے اور سرگودھا میں ایک زیر تکمیل ہے۔ حکومت ہر سطح، یونین

کونسل، تحصیل، ڈسٹرکٹ اور ڈویژن کی سطح پر گراؤنڈز مہیا کرنے کا پروگرام رکھتی ہے اور اس سال پورے پنجاب میں گراؤنڈز کی تیاری یا بحالی پر ترقیاتی کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں جواب سے satisfied ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب جواب سے satisfied ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔ جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے پرنسپل صاحبان کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ٹورنامنٹس میں ان کی ٹیمیں کم سے کم حصہ لیتی ہیں جو بہت قابل افسوس ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ عدم دلچسپی ان کے علم میں کب آئی ہے اور اس عدم دلچسپی کو دلچسپی میں convert کرنے کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے جز(ب) میں جو لکھا ہے اس کا وہ آپ سے جواب پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جب ہمارے علم میں یہ بات آئی تو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کے لئے خصوصی اقدامات کئے ہیں جس میں عملی طور پر آج پورے پنجاب کے اندر 3464 یونین کونسلوں میں سپورٹس فیسٹیول کے نام پر games شروع کرا رکھی ہیں جن میں youth کو ہر rural area کی سطح پر overall engage کیا گیا ہے۔ ہم نے سات games رکھی ہیں جن میں ہاکی، کبڈی اور کرکٹ وغیرہ شامل ہیں۔ یونین کونسل سے جیتنے والوں کو تحصیل میں accommodate کیا ہے اور تحصیل کی سطح پر competition ہو گا جس میں سکولوں کے بچے اور بچیاں حصہ لیں گے۔ یونین کونسل کے winners تحصیل میں پہنچے اور تحصیل میں win کرنے والے ضلع کی سطح پر جائیں گے۔ ضلعی سطح پر ہونے والے ان مقابلوں میں کالجز کے بچے اور بچیاں بھی حصہ لیں گی۔ اس کے بعد ڈویژن کی سطح پر مقابلے ہوں گے اور پھر اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہم صوبائی سطح پر مقابلے کرائیں گے۔ اس مقصد کے لئے کروڑوں روپے بچوں کو انعامات دینے کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف

صاحب کی وہ محبت ہے جو نوجوانوں اور خصوصاً یوتھ کے لئے ہے، ان کو ہم نے engage بھی کیا اور انشاء اللہ اس سے ماحول میں بہتری بھی آئے گی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میری بات سن لیں کہ اس میں ہمارے 34 کے قریب سوالات ہیں۔ اگر ایک سوال پر بلاوجہ ہم اتنی بات کریں تو وقت ضائع ہو گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرا مختصر سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! اگر آپ نے اپنا سوال دیا ہوتا تو آپ کو احساس ہوتا۔ جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا انہوں نے کوئی ایسا mechanism develop کیا ہے یا ارادہ رکھتے ہیں کہ یہ monitoring کریں گے کہ یہ دلچسپی پھر کبھی عدم دلچسپی میں تبدیل نہ ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ جواب جلدی اور مختصر دیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جو easy feel کریں گے وہ کریں گے۔

حاجی محمد اسحاق: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اسحاق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ گوجرہ کے آسٹروٹرف کی کیا حالت ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! حاجی صاحب بڑے سینئر ہیں یہ مجھے fresh question دیں تو ہم اس کا انشاء اللہ ضرور جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! یہ fresh question ہے۔ اگلا سوال بھی جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4834 ہے۔سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کھیلوں کے فروغ کے لئے رکھے گئے بجٹ کی تفصیلات

*4834:جناب وسیم قادر: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت نے پنجاب میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کل کتنا بجٹ 2008-09 اور 2009-10 میں رکھا؟

(ب) یہ رقم پنجاب کے کن کن اضلاع میں خرچ کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) حکومت پنجاب کھیلوں کے فروغ کے لئے سپورٹس بورڈ پنجاب کو سالانہ چار کروڑ روپے بطور گرانٹ ان ایڈ مہیا کرتی ہے یہ رقم مختلف بین الاضلاعی چیمپئن شپس، انٹر ڈویژن سپورٹس مقابلوں، صوبائی یوتھ کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپس، گرانٹ ان ایڈ برائے صوبائی سپورٹس ایسوسی ایشنز اور کھلاڑیوں کے وظائف وغیرہ پر خرچ کی جاتی ہے تاہم ترقیاتی بجٹ کی مد میں حکومت پنجاب نے سال 2008-09 میں -/1500.000 ملین روپے جو کہ ریوائز 1077.983 ملین روپے تھی اور 2009-10 میں 1600.000 ملین روپے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) سپورٹس بورڈ پنجاب گرانٹ ان ایڈ علیحدہ علیحدہ اضلاع پر خرچ نہیں کی جاتی کیونکہ ضلعی حکومتیں کھیلوں کے فروغ کے لئے اپنا بجٹ اپنے طور پر مختص کرتی ہیں تاہم حکومت پنجاب نے مختلف اضلاع میں سپورٹس انفراسٹرکچر مہیا کرنے کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں 2008-09 میں 1500.000 ملین روپے جبکہ ریوائز 1077.983 ملین تھی اور 2009-10 میں 1600.000 ملین روپے رقم مختص کی جن کے تحت مختلف اضلاع میں ADP سکیمز کے تحت کام ہو رہا ہے۔سکیم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال علی حیدر نور خان نیازی صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی علی حیدر نور خان نیازی صاحب کا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! on his behalf, question No. 5063

(معزز ممبر جناب علی حیدر نور خان نیازی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع میانوالی میں تفریح کے مواقع پیدا کرنے کی تفصیلات

*5063: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا محکمہ سیاحت کا ضلع میانوالی میں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے جس سے وہاں کی عوام میں ٹورازم کا شعور، لوگوں کے لئے تفریح کے مواقع پیدا ہوں اور سیاحوں کی آمد و رفت کی وجہ سے یہاں کے غریب عوام کو روزگار کے مواقع میسر آئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

محکمہ سیاحت کا ضلع میانوالی میں ابھی کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیان فرمائیں گے کہ سرگودھا ڈویژن میں خوشاب بھی بڑا fertile علاقہ ہے تو کیا وہاں پر ٹورازم کا کوئی ایسا plan ترتیب دے رہے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ٹورازم کو upgrade کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میانوالی اور خوشاب سرگودھا ڈویژن میں ہے وہاں اس سے پچھلے سال پیرا گلیڈن کا event کیا گیا تھا اور انشاء اللہ ہم اس سال بھی کوشش کریں گے کہ ٹورازم کو promote کرنے کے لئے خوشاب میں جیپ ریلی اور اسی طرح کے دوسرے events create کریں۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! سیاحوں کی آمدورفت کہاں ہے جسے promote کیا جانا مقصود ہے؟ یہاں پر سیاحت تو ویسے ہی ختم ہو چکی ہے اور ٹورازم بھی ختم ہو چکا ہے۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ ٹورازم کے راستے میں حائل رکاوٹیں مثلاً دہشت گردی کی وجہ سے ٹورازم پاکستان میں قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے اور سیاح یہاں نہیں آتے تو کیا ان وجوہات کو ختم کرنے کے لئے حکومت کسی پروگرام کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری پاکستانی قوم بڑی ہمت کے ساتھ کام کر رہی ہے اور انشاء اللہ اب پہلے سے کافی فرق ہے۔ اب visitor آتا ہے، ٹورسٹ کو ہم facilitate کرتے ہیں اور ہم انہیں مزید facilitate کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جلو پارک میں ہم نے resort کو renovate اور upgrade کیا ہے تاکہ باہر سے آنے والے سیاح کو اچھے طریقے سے پروٹوکول اور عزت دی جا سکے اور ہم انشاء اللہ further بھی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! عزت سے زیادہ تحفظ ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ انہوں نے بات کر لی۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: محترمہ! آپ روٹین کو خراب نہ کریں۔ بہتر بات یہی ہے آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونے والے فیصلوں کی پابندی کریں۔ آپ تشریف رکھیں اور ضمنی سوال کر لینا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf Question No 5404 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد محکمہ سپورٹس کے بجٹ، گراؤنڈز اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*5404: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ سپورٹس کو سال09۔2008اور10۔2009کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس جگہ سپورٹس کے گراؤنڈ کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کھیلوں کے فروغ پر خرچ ہوئی اور کس کس کھیل کے لئے کتنی کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) اس ضلع میں کھیلوں کے کتنے گراؤنڈ کس کس جگہ ہیں اور یہ کس کس کھیل کے ہیں؟

(ہ) مزید کتنے گراؤنڈ بنانے کی ضرورت ہے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوگی؟

(و) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) سال09-2008میں مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ڈویلپمنٹ فنڈز	13.500ملین روپے (مختص)	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- (فلیگ "A")
	13.499ملین روپے (خرچ)	
نان ڈویلپمنٹ فنڈز	6017666روپے (تنخواہ/متفرق اخراجات برائے دفتری امور)	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- (فلیگA-I)
سپورٹس فنڈز	6100000روپے	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- (فلیگB)
سال10-2009میں مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-		
ڈویلپمنٹ فنڈز	115.613ملین روپے (مختص)	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- (فلیگA)
	111.046ملین روپے (خرچ)	
نان ڈویلپمنٹ فنڈز	6434423روپے (تنخواہ/متفرق اخراجات برائے دفتری امور)	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- (فلیگC)
سپورٹس فنڈز	3397000روپے (مختص)	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- (فلیگD)

(ب) سال 2008-09 اور 2009-10 کے دوران فیصل آباد میں محکمہ سپورٹس پنجاب کی طرف سے ADP کے تحت مندرجہ ذیل سپورٹس گراؤنڈز / جمنیزیم تعمیر کے لئے منظور کیے گئے جو کہ ابھی زیر تعمیر ہیں۔

سال 2008-09

ADP سکیم نمبر	کام	خرچ
204	اپ گریڈیشن آف سپورٹس گراؤنڈز فیصل آباد	1.999 ملین روپے
206	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل تاندلیانوالا	6.500 ملین روپے
206	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل چک جھمرہ	0.000 ملین روپے
208	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل سمندری	5.000 ملین روپے
	کل رقم	13.499 ملین روپے

سال 2009-10

ADP سکیم نمبر	کام	خرچ
243	اپ گریڈیشن آف سپورٹس گراؤنڈز فیصل آباد	4.558 ملین روپے
291	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل تاندلیانوالا	23.646 ملین روپے
290	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل چک جھمرہ	29.994 ملین روپے
292	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل سمندری	46.421 ملین روپے
310	تعمیر برائے پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل جڑانوالا	6.427 ملین روپے
	کل رقم	111.046 ملین روپے

(ج) ضلع فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے فنڈ سے سپورٹس بورڈ پنجاب / ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے زیر انتظام ٹورنامنٹ گاہے بگاہے منعقد ہوتے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ مختلف سپورٹس ایسوسی ایشنز اور کلبوں کو ٹورنامنٹ منعقد کروانے کے لئے گرانٹ بھی دی جاتی ہے۔سال 2008-09 اور سال 2009-10 کے دوران کھیل کے فروغ کے لئے خرچ ہونے والی رقم کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:-

2008-09

1-سپورٹس بورڈ پنجاب / ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی فنکشنز	3001559/- روپے	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔فلیگ E)
2-گرانٹ بابت مختلف سپورٹس ایسوسی ایشنز / کلبز	144780/- روپے	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(فلیگ F)

2009-10

1-سپورٹس بورڈ پنجاب / ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی فنکشنز	2511768/- روپے	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(فلیگ G)
2-گرانٹ بابت مختلف سپورٹس ایسوسی ایشنز / کلبز	1539115/- روپے	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(فلیگ H)

(د) ضلع فیصل آباد میں شہر کے بہترین علاقوں میں چار سپورٹس کمپلیکس واقع ہیں۔ان چاروں سپورٹس کمپلیکسز میں تمام انڈور کھیلوں کی سہولیات میسر ہیں۔ایک فرسٹ کلاس لیول کی کرکٹ گراؤنڈ (بوہڑانوالی گراؤنڈ) بھی ہے۔اس کے علاوہ مختلف تعلیمی اداروں میں سپورٹس گراؤنڈ موجود ہیں۔ان میں سب سے قابل ذکر یونیورسٹی آف ایگریکلچر ہے جس میں تمام کھیلوں کی سہولیات میسر ہیں۔فیصل آباد کی تمام تحصیلوں میں موجود گراؤنڈوں کی لسٹیں فلیگ(T)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) فنڈز نہ ہونے کے باعث گورنمنٹ آف پنجاب کے احکامات کی روشنی میں پہلے سے جاری کردہ سکیموں کو مکمل کیا جائے گا اس کے بعد نئے گراؤنڈ بنانے کی پروپوزل دی جائے گی۔

(و) ضلع فیصل آباد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔اس ضلع میں محکمہ ہذا کے دو دفتر کام کر رہے ہیں۔ ڈویژنل سپورٹس آفس اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس جن کی کل تعداد 23 ہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "ضلع فیصل آباد محکمہ سپورٹس کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنے فنڈز دیئے گئے اور یہ کہاں کہاں خرچ ہوئے" جواب میں بتایا گیا ہے کہ "115 ملین روپے کے ڈویلپمنٹ فنڈز مختص کئے گئے تھے اور جو خرچ ہوئے وہ 111 ملین روپے ہیں"۔ میں پوچھنا یہ چاہتی ہے کہ چار ملین روپے کے فرق کا کیا کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سپورٹس کے لئے ہوتا ہے یا اسے سپورٹس کے فنڈز میں add کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! چار ملین روپے کے gap کا بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی، تحصیل کی سطح پر تحصیل کمیٹی، ایسوسی ایشنز اور کلب وغیرہ ہیں جنہیں ہم involve کرتے ہیں اور جیسے ہم نے گراؤنڈز کی اپ گریڈیشن کی ہے، جمنیزیم کو بھی اپ گریڈ کیا ہے۔یہی سوال تھا کہ ہمارے ڈویلپمنٹ فنڈز کیسے خرچ کئے جاتے ہیں تو ہم نے فیصل آباد میں سپورٹس کو promote کرنے کے لئے وہاں کے سٹیڈیم کو اپ گریڈ کیا ہے اور انشاء اللہ مزید بھی ہم کوشش کریں گے اور اس کے لئے پلاننگ بھی کی ہوئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ماشاء اللہ اتنے سارے فنڈز رکھے ہوئے ہیں اور مرمت وغیرہ بھی کی جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس مائیک کے نزدیک ہو جائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: اُس نے کبھی بھی میرا مائیک نہیں کھولا۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو کبھی آپ کا مائیک بند ہی نہیں کیا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: سوال نمبر 5404 میں پوچھا گیا ہے کہ کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ بہت سارے فنڈز مرمتوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ جہاں آپ لوگوں نے (ن) لیگ کا بہت بڑا جلسہ کیا تھا وہ شہر کے وسط میں دھوبی گھاٹ کا گراؤنڈ ہے وہ آج کل سارا گرایا ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کی مرمت کب تک ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ دھوبی گھاٹ کی کب تک مرمت کرادیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! دھوبی گھاٹ بڑی پرانی historical گراؤنڈ ہے۔ ہم نے اس کو upgrade کرنے کے لئے ایک کروڑ روپے رکھے ہیں اور اس کو انشاء اللہ جلد ہی مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کوئی time limit ہے؟

جناب سپیکر: بہت جلد، وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی سال میں کرادیں گے۔ جلدی کا مطلب اسی سال میں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ نے اس کو اِسی سال میں کرانا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جی، انشاء اللہ اِسی سال میں مکمل ہو گا۔ ہم نے اس گراؤنڈ کو وسیع کر دیا ہے۔ جیسا کہ میری بہن نے جلسے کا ذکر کیا ہے تو وہاں پر ہر پارٹی جلسہ کر سکتی ہے۔ ہم اِسی سال میں اس گراؤنڈ کو مکمل کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سکینہ شاہین خان کا ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5786 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔مقبرہ جہانگیر پر سکیورٹی کے نظام کی تفصیلات

*5786: **محترمہ سکینہ شاہین خان:** کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقبرہ جہانگیر میں سکیورٹی کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے؟

(ب) کیا حکومت مقبرہ جہانگیر میں سکیورٹی کا نظام بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) مقبرہ جہانگیر میں کل کتنا سٹاف ہے، ان کے عہدے و گریڈ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف، ب، ج) مقبرہ جہانگیر میں سکیورٹی کے نظام کے لئے کل 17 چوکیدار ہیں جو کہ 24 گھنٹے ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں جو کہ ناکافی ہیں۔سکیورٹی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے جامع پروگرام بنایا ہے جس کے تحت CCTV، واک تھروگیٹ، سکیورٹی لائٹس وغیرہ نصب کرنا شامل ہیں اور جلد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ مقامی پولیس بھی سٹاف کی مدد کے لئے وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہے۔مقبرہ جہانگیر میں کل سٹاف درج ذیل ہے جو کہ مقبرہ جہانگیر کے علاوہ مقبرہ آصف جاہ اور اکبری سرائے کی دیکھ بھال بھی کرتا ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	تعداد	گریڈ
1	اسسٹنٹ آرکیالوجیکل انجینئر	1	17
2	آرکیالوجیکل کنزرویٹر	1	16
3	گارڈن اسسٹنٹ	1	9
4	بکنگ کلرک	1	5
5	سپروائزر	1	4
6	آئل مین	1	3
7	چوکیدار	17	2

8	بیلدار	7	2
9	سویپر	4	2
10	مالی	24	2
11	بہشتی	1	2

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: وہ جواب سے مطمئن ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ سکینہ شاہین خان کا ہی ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 5787 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔مقبرہ جہانگیر کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*5787: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقبرہ جہانگیر کی دیواریں اور فرش جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور سکیورٹی کا نظام بالکل نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقبرہ کے پارکوں میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر ہیں اور صفائی نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مقبرہ کی دیواریں اور فرش مرمت کرانے اور پارکوں میں صفائی، سکیورٹی کے نظام کو بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) مقبرہ جہانگیر مغل شہنشاہ کی آخری آرام گاہ ہے جو کہ 1637 میں مکمل ہوئی، اس مقبرہ کا کل رقبہ 64 ایکڑ کے قریب ہے اور اس کے گرد ایک اونچی چار دیواری بنائی گئی تھی۔ دریائے راوی میں تین مرتبہ تباہ کن سیلاب آئے۔ 1988 کے تباہ کن سیلاب کی وجہ سے مقبرہ جہانگیر کی دیوار مشرقی طرف سے 1200 فٹ اور جنوبی طرف سے 600 فٹ مکمل طور پر سیلاب میں بہہ گئی جس کے ساتھ ہی اس مقبرے کے فرشوں کا عقبی حصہ بھی مذکورہ سیلاب کی نذر ہو گیا۔

سکیورٹی سٹاف کی تعداد صرف 17 ہے جو کہ روٹین میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔وفاقی حکومت محکمہ آثار قدیمہ کو محدود فنڈز جاری کرتی تھی جس سے اس کی دیوار اور فرشوں کی کچھ بحالی کر دی گئی تھی۔مقبرہ جہانگیر کی بحالی کے لئے PC-I منظور کیا گیا ہے جس کے تحت کام جاری ہے اور آئندہ سالوں میں مقبرہ جہانگیر میں مزید بہتری آئے گی اور اس کو اصل حالت کے قریب تر بنا دیا جائے گا۔

(ب) مقبرہ جہانگیر کی صفائی روزانہ کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور یہ کام صرف چار سویپر کرتے ہیں۔یہی سویپر اکبری سرائے، آصف جاہ کا مقبرہ اور مقبرہ نور جہاں بھی صاف کرتے ہیں۔اس کے علاوہ مقبرہ جہانگیر میں چوبیس مالی ہیں جو کہ تعداد میں بہت کم ہیں لیکن پھر بھی یہی مالی بھرپور طریقے سے مقبرہ جہانگیر، اکبری سرائے اور مقبرہ آصف جاہ کے پارکوں کی صفائی کرتے ہیں۔

(ج) دیواریں اور مرمت کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے پروگرام مرتب کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: میں نے سوال پوچھا تھا کہ مقبرہ جہانگیر کی دیواریں اور فرش جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو مجھے بتایا جائے کہ اس کی maintenance کب تک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جیسا کہ میری بہن نے کہا ہے، بالکل مقبرہ جہانگیر مغل شہنشاہ کی آخری آرام گاہ ہے جو 1637 میں مکمل ہوئی اور اس مقبرہ کا کل رقبہ 64 ایکڑ کے قریب ہے۔پہلے یہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس تھا، 461 ملین اس کی لاگت تھی اور اس پر کام 2009 میں شروع کیا گیا تھا۔ہم اس میں مزید upgradation کر رہے ہیں۔اس منصوبے پر کل آٹھ کروڑ روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں اور ہم مزید بھی خرچ کرنا چاہتے ہیں۔فیڈرل گورنمنٹ کی پلاننگ 2016 تک تھی کہ وہ 2016 تک مکمل کرنا چاہتے تھے۔18th Amendment کے بعد ان کی صوبوں کو shifting ہو چکی ہے۔اس پر کام ہو رہا ہے اور ہم چاہیں گے کہ اس کو جلد از جلد مکمل کریں۔qualified عملہ اچھے طریقے سے وزیراعلیٰ پنجاب کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔انشاء اللہ ہم اس کو بہت جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آثار قدیمہ میں مقبرہ جہانگیر کے ساتھ ساتھ مقبرہ نور جہاں بھی ہے۔ اس کی اینٹیں گر رہی ہیں اور مقبرہ جہانگیر کی بھی ایسی ہی حالت ہے۔ وہاں پر بہت زیادہ مچھر ہے، وہاں کوئی صفائی کا انتظام نہیں ہے اور جب لوگوں کے بچے کھیلتے ہیں تو کئی بار بچھو بھی کاٹ جاتے ہیں۔ وہاں پر بہت ناقص انتظامات ہیں اس لئے اس کی حالت کو بہتر بنائیں۔ یہ ہمارے آثار قدیمہ کا حصہ ہے، مقبرہ نور جہاں کی کب سنی جائے گی؟

جناب سپیکر: سنی جائے گی۔ بتائیں جی، کب تک سنیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جس طرح مقبرہ جہانگیر پر کام ہو رہا ہے اور وہاں پر کام کی رفتار بہت تیز ہے۔ اس طرح مقبرہ نور جہاں کا PC-1 تیار ہو چکا ہے۔ ہم فوری طور پر چاہیں گے کہ further step اٹھائیں اور ہم اس کی feasibility report منگوا رہے ہیں۔ میری بہن نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ مقبرہ نور جہاں ایک historical place ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اس کے جز (ب) میں ہے کہ مقبرہ جہانگیر میں چار sweeper اور چوبیس مالی ہیں جو کہ تعداد میں بہت کم ہیں۔ محکمہ اس کو خود identify کر رہا ہے کہ یہ بہت کم ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی improvement کا کوئی ارادہ ہے کہ یہاں پر تعداد بڑھا دی جائے تاکہ اس قومی ورثاء کی اچھے طریقے سے حفاظت ہو سکے اور اس کی بہتری کے chances بن سکیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میری بات کے بعد اکٹھا ہی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ ہم نے جامع پروگرام مرتب کیا ہوا ہے۔ جامع پروگرام کے بارے میں یہ اسمبلی میں بتادیں کہ سکیورٹی، maintenance اور repair کے کیا انتظامات ہیں؟ انہوں نے جو جامع پروگرام بنایا ہوا ہے اگر apprise کریں تو ہمیں سب کچھ clear ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی نے ذکر کیا ہے، بالکل مقبرہ جہانگیر کی صفائی ہر روز ہونا ہوتی ہے۔ وہاں پر چار Sweepers ہیں جو واقعی بہت کم ہیں کیونکہ یہ مقبرہ نور جہاں کی بھی صفائی کرتے ہیں۔ تقریباً چوبیس مالی ہیں۔ کرنل صاحب نے بات کی ہے ہم واقعی اس کو upgrade کرنا چاہتے ہیں جس کے تحت ہم نے سی ایم صاحب سے approval لی ہے۔ ہم نے CCTV لگانے کا فیصلہ کیا ہے، واک تھرو گیٹ لگانے کا فیصلہ کیا ہے اور وہاں پر سکیورٹی لائٹس لگانا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ tourists کو protection دینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے ہماری further demand ہے کہ ہمیں سکیورٹی طرز پر چوکیدار بھرتی کرنے کی اجازت دی جائے۔ مقامی پولیس ہماری support کرتی ہے لیکن وہ چوبیس گھنٹے نہیں رہتی، جب ضرورت ہو تو وہ آتی ہے اور ان کا ایک اپنا procedure ہے۔ جہاں تک مچھر کی بات ہوئی ہے تو وہاں پر ہم نے سپرے بھی کروایا ہے اور آئندہ بھی سپرے کرواتے رہیں گے۔ ہم نے صفائی کے لئے further demand کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ مقبرہ 64 ایکڑ پر واقع ہے، یہاں چوبیس مالی کام کرتے ہیں جن کا بتایا گیا ہے کہ وہ کم ہیں۔ کرنل صاحب نے بھی توسیع کا کہا ہے جبکہ میں اس تعداد کو کم نہیں سمجھتا ہوں۔ چوبیس مالیوں کی فوج ہے اور مقبرہ جہانگیر میں covered area بھی ہے اور uncovered area بھی ہے۔ وہ پارک کتنا لمبا چوڑا ہے کہ جہاں چوبیس مالی کام نہیں

کر سکتے؟ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ چوبیس مالی مقبرے کے اندر ہمہ وقت کام کرتے ہیں یا افسروں کے گھروں میں کام کرتے ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ مالی افسروں کے گھروں میں کام کرتے ہیں یا وہاں مقبرے پر کام کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں میاں صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ جو مالی ہیں وہ وہاں پر ہی کام کرتے ہیں اور چوکیدار بھی وہاں ہیں۔ کوئی کسی کے گھر پر کام نہیں کرتا اگر کوئی ایسی بات ہے تو ہمارے notice میں لائی جائے اور ہم انشاء اللہ اس پر فوری طور پر action لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، اب اگلا سوال رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On his behalf.

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: وہ آپ سے پہلے on his behalf پر آگئی ہیں، آپ مہربانی کر کے انہیں سوال کر لینے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں بڑا آسان سا سوال کروں گی اور وہ مشکل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا ہو گا؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ضمنی سوال آسان ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو کب کہا ہے کہ آپ آسان یا مشکل سوال کریں؟ آپ کا سوال ہے آپ چاہے جو مرضی سوال کریں، But relevant to this question.

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آسان سوال کرنے لگی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال نمبر 5830 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز خاتون ممبر نے رانا محمد افضل خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔اقبال سٹیڈیم کی پراپرٹی لیز یا کرائے پر دینے کی تفصیلات

*5830:رانا محمد افضل خان: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد اقبال سٹیڈیم کی پراپرٹی لیز یا کرائے پر کن لوگوں کو دی گئی ہے، ماہانہ کرایہ اور نام کی تفصیل دی جائے؟

(ب) پراپرٹی کا کرایہ کس اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے اور اس آمدن کو کس طرح اور کون سے کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا سٹیڈیم میں عوام کی سہولت کے لئے پبلک ٹائلٹ بنائے جاسکتے ہیں؟

(د) اگر ہاں تو کتنے ٹائلٹ بنانے ضروری ہیں اور کب تک بنا دیئے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) فیصل آباد اقبال سٹیڈیم کی 106 دکانیں ہیں جو باقاعدہ نیلام عام کے ذریعے 1985 میں 15 سالہ کرایہ داری/لیز پر دی گئی تھیں۔مدت کرایہ داری/لیز میں مزید 15 سال اضافہ کیا گیا ہے۔فروری2009 سے کرایہ مبلغ-/7روپے فی مربع فٹ کے حساب سے مقرر ہے اور کرایہ میں10 فیصد سالانہ اضافہ ہوتا ہے۔دکانوں میں باربی کیو، ریسٹورنٹ، فاسٹ فوڈ، گارمنٹس، سٹیشنری، باربر وغیرہ کے کاروبار شامل ہیں۔

دکانوں کے علاوہ سند باد، فن لینڈ تفریحی مقامات ہیں اور ایک لال قلعہ کے نام سے ریسٹورنٹ ہے۔ جن کا بالترتیب سالانہ کرایہ مبلغ 11لاکھ، 12لاکھ اور 36لاکھ روپے ہے۔ تین سال کے بعد25 فیصد کرایہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ب) اقبال سٹیڈیم کے فنڈ میں مقرر شدہ کرایہ جمع ہوتا ہے۔یہی اس کی آمدنی کا ذریعہ ہے جو سٹیڈیم کی بلڈنگ کی maintenance، اندرون بیرون گراؤنڈز، پارکس کی دیکھ بھال، ملازمین کی تنخواہوں اور یوٹیلٹی بلز وغیرہ ادا کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

(ج) سٹیڈیم کے مین گیٹ کے ساتھ چار عدد پبلک ٹائلٹس پہلے سے موجود ہیں جو عام پبلک استعمال کر رہی ہے۔اس کے علاوہ سٹیڈیم کے ہر گیٹ کے ساتھ چھ چھ ٹائلٹس موجود ہیں جو میچ کے دنوں میں پبلک کے استعمال کے لئے کھولے جاتے ہیں۔

(د) مزید ٹائلٹس بنانے کی فی الحال ضرورت نہ ہے کیونکہ سندباد، فن لینڈ اور دیگر ریسٹورینٹس کے اپنے ٹائلٹس بھی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہاں پر ٹائلٹس بنائے گئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان پر قبضہ کس کا ہوتا ہے، وہ اپنی من مانی کے پیسے لیتے ہیں یعنی ٹائلٹ جانے کے لئے لوگوں سے منہ مانگے دام وصول کئے جاتے ہیں تو کیا انہوں نے یہاں پر سرکاری بندے بٹھائے ہوتے ہیں یا مک مکا والے ٹھیکیدار ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ڈار صاحبہ کا سوال بڑا valid ہے لیکن میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں کوئی مک مکا ہوتا ہے اور انشاءاللہ نہ ہی ہونے دیں گے۔ Procedure کے مطابق اوپن ٹھیکہ ہوتا ہے، اوپن نیلامی یا auction میں ہر آدمی حصہ لے سکتا ہے اور اس میں کوئی بھی بینکی پھینکی برداشت نہیں کی جائے گی۔ یہ ٹائلٹس کافی ہیں اگر further ضرورت ہوگی تو انشاءاللہ بنائیں جائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں کہ ٹھیکیدار سے کتنی فیس لیتے ہیں یعنی کتنی فیس پر وہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جب وہ ٹھیکہ ہوگا تو پھر آپ کو بتائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری بات سنیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے وہ منہ مانگے پیسے مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، اب آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جس طرح رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کہہ رہی ہیں اگر کوئی شکایت ہے تو اس پر ہم action لیں گے، اس کا کیس رجسٹرڈ کرائیں گے اور جو زیادہ ریٹ وصول کرے گا انشاءاللہ اس کا ٹھیکہ بھی منسوخ کرائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ پراپرٹی کا کرایہ کس اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے اس کا جواب نہیں دیا گیا تو مجھے یہ بتادیں کہ یہ جواب کیوں نامکمل ہے؟ دوسری بات یہ ہے اس میں جتنی بھی رقم اکٹھی ہوتی ہے اس کو خرچ کرنے کی اتھارٹی کس کے پاس ہے اوراس کو خرچ کرنے کا کیاطریق کار ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! سٹیڈیم میں موجود دکانوں سے جو بھی income آتی ہے وہ باقاعدہ سٹیڈیم کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے۔ اگر میجر صاحب کہتے ہیں تو میں اکاؤنٹ نمبر منگوالیتا ہوں، اس کے utility Bills اور ملازمین کی تنخواہیں ہم اسی income سے ادا کرتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور source نہیں ہے۔ میرے بھائی اگر کچھ مزید suggest کرتے ہیں تو ہم وہ بھی بالکل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میرا سوال بالکل مختلف تھا۔ میں نے پوچھا ہے کہ کس اکاؤنٹ میں پیسے جمع کرائے جاتے ہیں یعنی گورنمنٹ کے اکاؤنٹ نمبر 1 یا 4 میں یا پھر کوئی پرائیویٹ اکاؤنٹ ہے، وہ کس کے نام پر اکاؤنٹ ہے اوراس کو خرچ کرنے کی اتھارٹی کس کے پاس ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ سپورٹس سٹیڈیم کا اکاؤنٹ ہے جو کہ اقبال سٹیڈیم کے نام سے ہے اور باقاعدہ اسی اکاؤنٹ میں پیسے جمع ہوتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سمجھ نہیں آئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اقبال سٹیڈیم کا اپنا اکاؤنٹ ہے اور rent کی صورت میں جتنی رقم آتی ہے وہ اسی اکاؤنٹ میں جمع کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا پرائیویٹ اکاؤنٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ ڈسٹرکٹ سپورٹس اکاؤنٹ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس رقم کو خرچ کرنے کی اتھارٹی کس کے پاس ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس کا overall "ڈی سی او" انچارج ہوتا ہے اس کے بعد "ڈی او" سپورٹس اس کو manage کرتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میجر صاحب نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ اس کے فنڈز کو Sports Officer utilize کرتا ہے اور وہی اس کا overall incharge ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ڈی سی او کس chain of command سے محکمہ یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت کے اندر آتا ہے اور وہ کس حیثیت سے یہ سب کچھ کنٹرول کر رہا ہے کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ chain of command کے اندر اس کی کہاں پر space آتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ سوال آثار قدیمہ سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ تو sports سے متعلق ہے۔ اقبال سٹیڈیم Sports Board کے under آتا ہے، اس کا علیحدہ D.O Sports ہے جو ڈسٹرکٹ میں sports کو overall manage کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر جتنی بھی دکانیں ہیں ان کا کرایہ آتا ہے اگر میجر صاحب کہیں گے تو میں اس کی further detail بھی مہیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5917 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، سپورٹس کمپلیکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5917: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس کہاں کہاں واقع ہیں، ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت ضلع سیالکوٹ میں فٹبال گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب کے کون سے اضلاع میں فٹبال گراؤنڈز موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس نہ ہیں البتہ سیالکوٹ سپورٹس کمپلیکس بمقام کوٹلی امیر علی تحصیل سیالکوٹ زیر تعمیر ہے۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہو گی تو اس میں فٹبال گراؤنڈ، دو باسکٹ بال کورٹس، دو ٹینس کورٹس اور ایک جیمنیزیم ہال کی سہولت میسر ہو گی۔

(ب) حکومت پنجاب کی گرانٹ سے گورنمنٹ ہائی سکول، چارواہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں فٹبال گراؤنڈ تیار کرائی گئی ہے۔ یہ منصوبہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب کا ہے اور سکیم نمبر 276 اے ڈی پی 10-2009 کی ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں فٹبال گراؤنڈز موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! انہوں سوال کے جواب میں فٹبال گراؤنڈ کا بتایا ہے کہ کوٹلی امیر علی میں یہ زیر تعمیر ہے اور اس کی تعمیر جلد مکمل ہو جائے گی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں، کتنا کام ہو چکا ہے اور کتنے فنڈز خرچ ہو چکے ہیں؟ The Parliamentary Secretary may tell us the exact date کہ یہ کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):
جناب سپیکر! کیا انہوں نے جز (ب) کے حوالے سے پوچھا ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ سیالکوٹ سپورٹس کمپلیکس کوٹلی امیر علی میں زیر تعمیر ہے جب اس کی تعمیر مکمل ہو گی تو اس میں فٹبال گراؤنڈ، دو باسکٹ بال کورٹس، دو ٹینس کورٹس اور ایک جیمنیزیم ہال کی سہولت میسر ہو گی تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ جب کب آئے گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):
جناب سپیکر! یہ پچھلا منصوبہ تھا اس پر کام ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بہت جلد مکمل کر لیں گے اور اس کی مزید تفصیل مہیا کر دی جائے گی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ کتنے فنڈز مختص ہوئے تھے اور کتنے خرچ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):
جناب سپیکر! یہ منصوبہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے وہاں پر کھیل ہو رہے ہیں اور اس میں یہ declare نہیں ہے کہ فٹبال یا والی بال کھیلا جا سکتا ہے۔ اس میں کبڈی اور کرکٹ بھی ہو رہی ہے یہ تمام کھیلوں کے لئے مکمل کر لیا گیا ہے اور نوجوان اس میں پوری طرح حصہ لے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ہمارے ایک اہم حکومتی ممبر جو کہ بڑے عہدے پر فائز ہیں ان سے میں نے پوچھا کہ آپ کیوں proper جواب نہیں دے رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کون تھے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ جو بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں کیا کروں، میں کل سیکرٹری کو بلا تا رہا ہوں لیکن وہ مجھے اس کی مکمل تیاری کرانے کے لئے نہیں آئے۔ پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر صاحبان جو یہاں جواب دیتے ہیں تو ان بے چاروں کا قصور نہیں ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے کہوں گا کہ اللہ کے واسطے انہیں معافی دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ بے چارے نہیں ہیں، اللہ کے فضل سے چارہ گر ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ ان کے کہنے پر تو سیکرٹری نہیں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ سچ نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ ان کے کہنے پر سیکرٹری آتے ہیں اور نہ ہی محکمہ ان کو briefing دیتا ہے۔ یہاں صوبہ میں one man show ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسمبلی کی طرف سے اشتہار دیں کہ گمشدہ وزیر اعلیٰ جہاں کہیں جس کو ملیں تو اسے پکڑ کر اسمبلی میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، آپ سے توقع کرتے تھے کیونکہ آپ کافی دنوں کے بعد آئے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! ہر سٹیڈیم کی annual maintenance grant ہوتی ہے پنجاب کے جتنے فٹبال گراونڈز یا سٹیڈیم ہیں ان کی annual maintenance grant میرے علم کے مطابق 50 ہزار روپے یا اس سے کم و بیش کچھ زیادہ ہے۔ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں ایک فٹبال گراونڈ سٹیڈیم بنایا گیا جس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے۔ پچھلے چار سال سے اس کے لئے یہ گرانٹ نہیں مل رہی ہے اور ایسے بہت سارے سٹیڈیم ہیں کہ گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی deterioration ہو رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان کا کوئی ریکارڈ ان کے پاس ہے یا ان کی بہتری کرنے کے لئے ان کا کوئی ارادہ ہے؟ تاکہ یہ سٹیڈیم اور یہ قومی ورثہ محفوظ ہو سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! کرنل صاحب نے جو بات کی ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے بھی سٹیڈیم ہیں ان کی maintenance کی جاتی ہے۔ اس میں کمی بیشی تو ہو سکتی ہے یا جیسے پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے mishap ہو گیا تھا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ کرنل صاحب نے جس طرح point out کیا ہے اس سٹیڈیم کی repair یا maintenance جو بھی ہے وہ ہم کرادیں گے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ annual maintenance grant پر سیلاب کی وجہ سے کہیں پر بھی cut نہیں لگا البتہ development funds پر ضرور قدغن لگائی گئی تھی۔ مہربانی فرما کر اسے نوٹ کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے reconsider کر لیا جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں ایک سٹیڈیم ہے جسے میری اطلاع کے مطابق پچھلے چار سال سے گرانٹ نہیں ملی۔ اسی طرح میری یہ گزارش ہے کہ ایسے جتنے بھی سٹیڈیم ہیں ان کو بھی گرانٹ دی جائے تاکہ قومی ورثہ محفوظ ہو سکے اور ہمارے بچوں کو کھیل کود کے لئے ایک اچھی جگہ مل سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے جتنے بھی سپورٹس کے ڈویلپمنٹ پروگرام چل رہے تھے وہ وقتی طور پر روک دیئے گئے تھے لیکن اس سال ہم ان کو گرانٹ دے رہے ہیں اور یہ معاملہ under process ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! .On her behalf

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! .On her behalf

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! ان کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے On her behalf سوال put کر دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ جو کچھ فرما رہی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ عائشہ جاوید کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے اس لئے میری آپ سے personal request ہے کہ اس سوال پر ان کو موقع نہ دیا جائے بلکہ محترمہ ساجدہ میر کو موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ نے خود ہی فیصلے کئے ہوئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! محترمہ کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے اس لئے آپ خود ہی انصاف کریں۔

جناب سپیکر: وہ بھی ان کے ساتھ ہیں یہ دونوں اکٹھے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یا تو آپ یہ کہہ دیں کہ محترمہ مسلم لیگ (ق) سے منتخب نہیں ہوئیں؟

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسی بات نہیں کرتا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! یا تو آپ کہہ دیں کہ محترمہ مسلم لیگ (ق) سے منتخب نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: کوئی کسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع نہیں ملے گا میں محترمہ عائشہ جاوید کو موقع دے رہا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! پہلے میں بولی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کی بات سنی ہے انہوں نے on her behalf کہا ہے۔ محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! سوال نمبر 6082۔ On her behalf. اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ہاکی سٹیڈیمز کی تعداد و تفصیل

*6082: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے ہاکی سٹیڈیم ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں کن کن اضلاع میں اور کہاں کہاں ہاکی سٹیڈیم واقع ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) صوبہ پنجاب میں ہاکی کے کل 10 سٹیڈیم موجود ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل اضلاع میں ہاکی سٹیڈیم واقع ہیں۔

نمبر شمار	ضلع	سٹیڈیم	زیر کنٹرول
1	ضلع بہاولپور	مطیع اللہ ہاکی سٹیڈیم بہاولپور	سپورٹس ڈیپارٹمنٹ
2	ضلع فیصل آباد	ایف ڈی اے ہاکی سٹیڈیم فیصل آباد	فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی
3	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	گوجرہ ہاکی سٹیڈیم گوجرہ	تحصیل سپورٹس کمیٹی گوجرہ
4	ضلع سیالکوٹ	ہاکی سٹیڈیم سیالکوٹ	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
5	ضلع لاہور	نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور	سپورٹس بورڈ پنجاب
6	ضلع لاہور	منی ہاکی سٹیڈیم لاہور	سپورٹس بورڈ پنجاب
7	ضلع راولپنڈی	آرمی ہاکی سٹیڈیم راولپنڈی	پاکستان آرمی
8	ضلع اٹک	لیاقت علی ہاکی سٹیڈیم اٹک	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
9	ضلع میانوالی	ہاکی سٹیڈیم میانوالی	تحصیل کونسل میانوالی
10	ضلع خوشاب	ہاکی سٹیڈیم خوشاب	منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔کنٹرول کے حوالے سے زیر غور ہے۔

علاوہ ازیں تقریباً پنجاب کے ہر ضلع میں ملٹی پل سٹیڈیم اور ہاکی گراؤنڈز موجود ہیں جہاں پر دیگر کھیلوں کے علاوہ ہاکی بھی کھیلی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ ضلع خوشاب میں ہاکی سٹیڈیم complete ہو چکا ہے۔اس کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے کنٹرول کے حوالے سے زیر غور ہے۔کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ دو سال گزرنے کے بعد ابھی تک اس کے کنٹرول کا فیصلہ نہیں ہو سکا اگر ان کو یہی نہیں معلوم کہ یہ کس کے کنٹرول میں ہے تو پھر ایسے سٹیڈیم بنانے کا کیا فائدہ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! سوال یہ تھا کہ صوبہ پنجاب کے کن کن اضلاع میں کہاں کہاں ہاکی سٹیڈیم واقع ہیں؟ ان کی

تفصیل ہم نے مہیا کی ہے کہ دس اضلاع میں ہاکی سٹیڈیم موجود ہیں اور اس کی پوری تفصیل ہم نے دے دی ہے۔ میری بہن نے جو دوسری بات پوچھی ہے اس کا کنٹرول اب ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس کے پاس ہے جب کوئی منصوبہ مکمل ہو جاتا ہے تو ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس کو اس کا کنٹرول دے دیا جاتا ہے۔ جب تک وہ مکمل نہیں ہوتا تو اس وقت تک اس کا کنٹرول محکمہ بلڈنگ کے پاس ہوتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! اس سوال کے جواب کو تقریباً ڈیڑھ سال گزر گیا ہے اور دیکھیں اس کا جواب محکمہ کی طرف سے کیا آ رہا ہے، کیا محکمہ اس بارے میں ابھی تک clear نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): اب یہ مکمل ہو چکا ہے اور اس وقت اس کا کنٹرول ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس کے پاس ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! جز (الف) میں انہوں نے بتایا ہے کہ دس ہاکی سٹیڈیم صوبہ پنجاب میں واقع ہیں۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ کتنے اضلاع میں آسٹروٹرف بچھایا جا چکا ہے، اس وقت ان کے پاس ہاکی کھیلنے کے لئے کتنے آسٹروٹرف گراؤنڈز موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): اس وقت آسٹروٹرف کے سات گراؤنڈ موجود ہیں جس میں نیشنل ہاکی سٹیڈیم اور منی ہاکی سٹیڈیم، خوشاب، گوجرہ، فیصل آباد، بہاولپور اور سیالکوٹ شامل ہیں جبکہ سرگودھا میں ابھی زیر تعمیر ہے۔ یہ گراؤنڈز تو مکمل ہیں باقی جو ہماری نئی پلاننگ ہے اس میں ہم مزید اضلاع بھی شامل کر رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہاکی ہمارا قومی کھیل اور پاکستان کی شناخت بھی ہے۔ کیا حکومت آنے والے وقت میں مزید گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ سکولوں کی سطح پر بھی بچوں کو آسٹروٹرف پر ہاکی کھیلنے کا موقع مل سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا بڑا اچھا سوال ہے اور واقعی ہم اس چیز کو promote کر رہے ہیں۔ لاہور میں اس کام کے لئے ہم نے تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب زمینیں allocate کی ہیں۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں ہمیں جہاں بھی جگہ مل رہی ہے ہم گراؤنڈز بنا رہے ہیں اور ان کی feasibility reports بھی جاری ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے پورے پنجاب میں سپورٹس کا انعقاد کیا ہے۔ ہم

سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے ہر حصے میں چاہے وہ راجن پور، رحیم یار خان، لیاقت پور ہے اوراٹک ہے تو ہر جگہ پر ہم سپورٹس کو facilitate کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! میرا ایک انتہائی اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال پر تین ضمنی سوال تو ہو چکے ہیں اب آپ کی مرضی ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! سب سے پہلے تو میں رانا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے لیاقت پور کا نام لیا ہے۔ اس چھوٹی سی جگہ کا نام جب یہاں پر آتا ہے تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے۔ میں جو سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس وقت پورے پنجاب میں دس ہاکی سٹیڈیم موجود ہیں۔ جنوبی پنجاب کی آبادی ساڑھے چار کروڑ کے قریب ہے اور اس ساڑھے چار کروڑ کی آبادی کے لئے صرف ایک سٹیڈیم بہاولپور میں موجود ہے۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ سٹیڈیم بنانے کا criteria کیا ہے، جنوبی پنجاب سے بھی بڑے نامی گرامی کھلاڑی ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے پاکستان کی نمائندگی بھی کی ہے اگر نمائندگی کی بنیاد پر سٹیڈیم بنائے گئے ہیں تو بھی وہ بتادیں اگر آبادی کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں تو مہربانی فرما کر وہ بتادیں، مجھے یہ criteria بتادیں اور جنوبی پنجاب کو پیچھے رکھنے کا کیا جواز ہے؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال بنتا تو نہیں ویسے آپ کی مرضی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب نے suggestions دیں اور اس کے بعد انہوں نے اس پر عملدرآمد بھی شروع کر دیا ہے۔ اس کے تحت ہر تحصیل میں دو دو سٹیڈیم کی منظوری دی گئی ہے۔ اس پر پورے پنجاب میں ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہاولپور میں تو سٹیڈیم پہلے سے موجود ہے ہم ملتان، ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اور تحصیل کی سطح پر انشاء اللہ دو دو گراؤنڈز بنائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ Very good.

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب والا! ہم بھی ان کو appreciate کرتے ہیں لیکن مہربانی کر کے یہ بتادیں کہ کیا ضلع رحیم یار خان جہاں سے میں خود منتخب ہوا ہوں وہاں پر کوئی کام شروع ہو چکا ہے، زمین allocate ہو چکی ہے، PC-I یا provisional چیزیں ہو چکی ہیں یا نہیں؟ اس سے ہم لوگوں کو بتا سکیں گے کہ حکومت وقت یہ کام کر رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! کرنل صاحب نے جو detail مانگی ہے اس کے لئے fresh question بنتا ہے۔ میں اس کی تفصیل لے کر ان کو مہیا بھی کروں گا اور جہاں جہاں جگہ ہے وہاں پر PC-I بن رہا ہے۔ پورے پنجاب میں جس کسی کا بھی حق بنتا ہے وہ ہم ان کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس میں ہمارے ضلع پاکپتن کا ذکر تک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان سے علیحدہ مل لیں۔ آپ بھی کوئی سوال دیتے تو پھر ان سے پوچھ لیتے۔

رانا تنویر احمد ناصر: سوال نمبر 6114۔ on his behalf اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپورٹس کے سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

***6114: خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ سپورٹس میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ب) اس ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنا فنڈز سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران مختص کیا گیا؟

(ج) اس ضلع کے شہریوں کو کھیلوں کی کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(د) کیا ضلع کے شہریوں کو سہولیات فراہم کرنے کے عوض کوئی فیس وصول کی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلع فیصل آباد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس ضلع میں محکمہ ہذا کے دو دفتر کام کر رہے ہیں۔ ڈویژنل سپورٹس آفس اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس، ملازمین کی کل تعداد 23 ہے۔ تفصیلات حسب ذیل ہیں:-

ڈویژنل سپورٹس آفس

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	بنیادی سکیل
1	زبیرانور	ڈی او (سپورٹس)	18
2	محمد منیر	اسسٹنٹ / جونیئر کلرک	07
3	علی محمد	جونیئر کلرک	07
4	ریاض حسین	نائب قاصد	02

ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 09-2008 میں مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نان ڈویلپمنٹ فنڈ	-/6,025,440 روپے	تفصیل فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
سپورٹس فنڈ	-/6,100,000 روپے	تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 10-2009 میں مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نان ڈویلپمنٹ فنڈ	-/6,434,423 روپے	تفصیل فلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
سپورٹس فنڈ	-/6,272,000 روپے	تفصیل فلیگ (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں شہریوں کو کھیلوں کی مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام	کنٹرولنگ	گیم
1	اقبال سٹیڈیم	ڈی سی او فیصل آباد	کرکٹ
2	ہاکی سٹیڈیم	ایف ڈی اے	ہاکی
3	بوہڑانوالی گراونڈ	کمشنر فیصل آباد	کرکٹ / بیڈمنٹن / ریسلنگ / باڈی بلڈنگ
4	کریسنٹ سپورٹس کمپلیکس	کمشنر فیصل آباد	سکواش / بیڈمنٹن / باسکٹ بال / فٹنس جم
5	الفتح سپورٹس کمپلیکس	کمشنر فیصل آباد	سکواش / بیڈمنٹن / فٹنس جم
6	سمن آباد سپورٹس کمپلیکس	کمشنر فیصل آباد	سکواش / بیڈمنٹن / فٹنس جم
7	غلام محمد آباد سپورٹس کمپلیکس	کمشنر فیصل آباد	سکواش / بیڈمنٹن / فٹنس جم
8	سپورٹس کمپلیکس 189ر ب	ڈی ڈی او (آر)	سکواش / بیڈمنٹن

(د) شہریوں کو سہولیات فراہم کرنے کے عوض مندرجہ ذیل شرح سے فیس وصول کی جاتی ہے۔

اقبال سٹیڈیم	پی سی بی	Rs. 6000/- per day
	رجسٹرڈ کلب	Rs. 1000/- per day
	غیر رجسٹرڈ کلب	Rs. 2000/- per day
ہاکی سٹیڈیم	ڈیپارٹمنٹ	Rs. 500/- per match
	رجسٹرڈ کلب	Rs. 100/- per match
بوہڑانوالی گراونڈ	رجسٹرڈ کلب	Rs. 1000/- per day
	غیر رجسٹرڈ کلب	Rs. 2000/- per day

سپورٹس کمپلیکسز فیس تفصیلات

رجسٹریشن فیس	Rs. 500/-
ممبر شپ فیس	Rs. 300/- per month

سال 10-2009 میں 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے جس کی ایک قسط ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی میں آئی۔

1-	21لاکھ 25ہزار روپے
لائل پور ٹاؤن	Nil
جناح ٹاؤن	04لاکھ 92ہزار روپے
	24-11-2009
اقبال ٹاؤن	Nil
مدینہ ٹاؤن	02لاکھ 80ہزار روپے
	21−12−2009
تحصیل سمندری	05لاکھ روپے
	29-03-2010
تحصیل تاندلیانوالہ	Nil
تحصیل جڑانوالہ	Nil
تحصیل چک جھمرہ	Nil
میزان	33لاکھ 97ہزار روپے

سال 09-2008 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کھیلوں کے فروغ کے لئے -/5,000,000 روپے مختص کئے جو تین اقساط میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی میں آئے۔

1	16لاکھ روپے	22-10-2008
2	16لاکھ روپے	19-02-2009
3	18لاکھ روپے	30-06-2009
لائل پور ٹاؤن	05لاکھ روپے	21-06-2009
جناح ٹاؤن	Nil	
اقبال ٹاؤن	02لاکھ روپے	30-6-2009
مدینہ ٹاؤن	Nil	
تحصیل سمندری	04لاکھ روپے	
تحصیل تاندلیانوالہ	Nil	
تحصیل جڑانوالہ	Nil	
تحصیل چک جھمرہ	Nil	
میزان	61لاکھ روپے	

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال جز(د) کے بارے میں ہے۔اس میں پوچھا گیا ہے کہ کیا ضلع کے شہریوں کو سہولیات فراہم کرنے کے عوض کوئی فیس وصول کی جا رہی ہے؟اس کی کافی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے کھیلوں کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔اب یونین کونسل کی سطح پر games ہو رہی ہیں اور اس کے لئے کروڑوں روپے کے انعامات بھی رکھے گئے ہیں اور اسی طرح یوتھ کو incentive دینے کے لئے اس قسم کے پروگرام کئے جا رہے ہیں۔کیا حکومت پنجاب کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ اس سٹیڈیم میں جو یہ games ہو رہی ہیں اور ان سے جو فیس وصول کی جا رہی ہے اس کو ختم کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: Facilities ہم ساری لینا چاہتے ہیں لیکن ٹیکس دینا، فیس دینا ہمارے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جب سٹیڈیم یا گراؤنڈ بن جاتے ہیں تو پھر ان کا کنٹرول ڈسٹرکٹ یا تحصیل آفس کے پاس ہوتا ہے اور ان کی maintenance کے لئے فنڈز بھی required ہوتے ہیں، انہوں نے خود manage کیا ہوتا ہے۔ ہر تحصیل کی سطح پر جو دو دو گراؤنڈز بن رہے ہیں ان کا کنٹرول، وہاں کے عملے کی تنخواہیں اور further maintenance کے لئے جو required funds ہیں وہ انہوں نے خود generate کرنے ہوتے ہیں۔رانا صاحب کا جو سوال ہے انشاء اللہ ہم اس پر بھی غور کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میجر(ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن اس سوال کے بارے میں ہو۔

میجر(ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جی، اسی سوال کے بارے میں ہوگا جواب کے جز(الف) میں دیا گیا ہے کہ ڈویژنل سپورٹس آفس اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس موجود ہیں جبکہ ایک ہی سپورٹس آفیسر کا نام دیا گیا ہے۔یہ بتادیں کہ آیا یہ ڈویژنل سپورٹس افسر ہے یا ڈسٹرکٹ سپورٹس افسر ہے اور یہ کب سے وہاں پر تعینات ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جو grant تقسیم ہوتی ہے اس کا criteria کیا ہے؟اگر آپ تفصیل دیکھیں تو کئی ایسی تحصیلیں ہیں کہ جن کو دونوں سالوں میں ایک پیسا

بھی نہیں ملا اور کئی ایسی تحصیلیں ہیں کہ جن کو دونوں سالوں میں لگاتار grant ملی ہے۔پچاس لاکھ روپے گرانٹ ملتی ہے اور 61 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں یہ گیارہ لاکھ کے فالتو فنڈز کہاں سے آئے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا اس پر روشنی ڈال دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کے لئے جو further funds required ہوتے ہیں اگر وہ خود generate نہ کر سکیں تو پھر ڈسٹرکٹ سے مانگ لیتے ہیں یا note بنا کر کمشنر صاحب کو بھیجتے ہیں اور funds manage کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: very good اگلا سوال جناب آصف بشیر بھاگٹ صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6297 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب آصف بشیر بھاگٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، کھیلوں کے فروغ کی تفصیلات

*6297: **جناب آصف بشیر بھاگٹ:** کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ سپورٹس نے 2008 سے آج تک کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں خواتین کی کتنی سپورٹس ٹیمیں ہیں؟

(ج) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ بالا عرصہ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ سپورٹس نے 2008 سے آج تک جتنے ٹورنامنٹ منعقد کروائے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔سپورٹس پروگرام بسلسلہ جشن آزادی 14-08-2008 کو مندرجہ ذیل میچز منعقد کروائے۔

(الف) بیڈمنٹن فرینڈز بیڈمنٹن کلب بمقابلہ سٹی بیڈمنٹن کلب

(ب) ہاکی سید جعفر شاہ ہاکی کلب بمقابلہ نیو گولڈن ہاکی کلب

(ج) فٹبال شاہین فٹبال کلب بمقابلہ سٹیڈیم فٹبال کلب

(د) کرکٹ گولڈ سٹار کلب بمقابلہ ینگ سٹار کرکٹ کلب

(ہ) کبڈی منڈی بہاؤالدین کبڈی کلب بمقابلہ پھالیہ کبڈی کلب

-2 13۔مارچ2009 کو جشن بہاراں کے دوران کبڈی میچ دھول رانجھا ہائی سکول بمقابلہ ایم بی ہائی سکول منڈی بہاؤالدین منعقد کروایا گیا۔

-3 سپورٹس پروگرام بسلسلہ جشن بہاراں24تا27۔مارچ2009میں مندرجہ ذیل کھیل منعقد کروائے گئے:۔

(الف) باڈی بلڈنگ آکاش باڈی بلڈنگ کلب بمقابلہ نیو آکاش باڈی بلڈنگ کلب

(ب) کراٹے وکی کراٹے کلب بمقابلہ پھالیہ کراٹے کلب

(ج) ہاکی سید جعفر شاہ ہاکی کلب بمقابلہ گولڈن ہاکی کلب

-4 14۔اگست2009میں مندرجہ ذیل کھیل منعقد کروائے گئے۔

(الف) کرکٹ ینگ سٹار کرکٹ کلب بمقابلہ ایم سی سی کرکٹ کلب

(ب) کبڈی کندھانوالہ کبڈی کلب بمقابلہ پھالیہ کبڈی کلب

-5 29تا30۔دسمبر2009کو مندرجہ ذیل کھیل منعقد کرائے گئے:۔

(الف) ریسلنگ ٹیڈی ریسلنگ کلب بمقابلہ بھولا ریسلنگ کلب

(ب) باکسنگ حافظ آباد باکسنگ کلب بمقابلہ منڈی بہاؤالدین باکسنگ کلب

(ج) تیکوانڈو منڈی بہاؤالدین تیکوانڈو ٹیم بمقابلہ حافظ آباد تیکوانڈو ٹیم

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:۔

-1 تحصیل منڈی بہاؤالدین میں خواتین کی اہم ٹیمیں یہ ہیں۔والی بال،ہاکی،اتھلیٹکس، بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس

-2 تحصیل پھالیہ میں خواتین کی اہم ٹیمیں یہ ہیں۔کرکٹ،والی بال،اتھلیٹکس اور بیڈمنٹن

-3 تحصیل ملکوال میں خواتین کی ٹیمیں یہ ہیں۔والی بال،اتھلیٹکس،بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس

(ج)

-1 7۔دسمبر2009 چیف منسٹر سپورٹس پروگرام انٹر ڈسٹرکٹ بیڈمنٹن گرلز کے سلسلہ میں بیڈمنٹن کی ٹیم آفیشل کلب گوجرانوالہ میں حصہ لیا۔

-2 7۔دسمبر2009 چیف منسٹر سپورٹس پروگرام انٹر ڈسرکٹ اتھلیٹکس گرلز کے سلسلے میں کھلاڑیوں نے جناح سٹیڈیم گوجرانوالہ میں حصہ لیا۔

-3 7۔دسمبر2009 چیف منسٹر سپورٹس پروگرام انٹر ڈسٹرکٹ والی بال گرلز کے سلسلے میں خواتین کی ٹیم نے جناح سٹیڈیم گوجرانوالہ میں حصہ لیا۔

4- 14تا18۔دسمبر 2009 میں چیف منسٹر انٹر ڈسٹرکٹ والی بال گرلز کے سلسلے میں لاہور میں خواتین کی ٹیم نے حصہ لیا۔(والی بال خواتین کی ٹیم پنجاب کی ونر ٹیم ثابت ہوئی)

5- سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈویژنل/ڈسٹرکٹ ٹرائلز ہاکی میں 3۔مئی 2010 کو خواتین کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جون 2010 کو یہ سوال پوچھا گیا تھا اور جنوری 2011 میں اس کا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ بات چھوڑ دیں۔آپ ضمنی سوال کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ last event 14تا18۔دسمبر 2009 کو ہوا تھا لیکن today is 2012 کیا پارلیمانی سیکرٹری یا محکمے کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ update ہو کر آئیں، وہ تو ہمیں تین سال پرانی کہانی سنا رہے ہیں، اگر یہ update ہو کر نہیں آئے تو آپ ان سے پوچھیں کہ یہ update ہو کر کیوں نہیں آئے؟

جناب سپیکر: آپ سوال کریں جس کا میں ان سے جواب لوں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال یہی ہے کہ 2009 سے 2012 تک جو events ہوئے ہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کی تفصیل بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم بالکل update ہیں لیکن جب سوالات زیادہ ہوں گے تو انہوں نے اپنی turn پر ہی آنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): اس کے لئے جو ایک گھنٹے کا وقت مختص کیا گیا ہے اس میں جو سوالات آتے ہیں ان کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے latest position پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): انہوں نے جو تفصیل مانگی ہے اس کے لئے fresh question کریں تو ہم ان کو تفصیل مہیا کر دیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! چلیں یہ بتا دیں کہ 2009 سے 2011 تک منڈی بہاؤالدین میں کتنے events ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے جو point raise کیا تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے لیکن اب انہوں نے اس کی detail مانگی ہے تو ہم وہ بھی ان کو مہیا کر دیں گے، انہوں نے 2008 کی تفصیل مانگی تھی وہ ہم نے دے دی ہے اگر 2011 کا کہتے تو وہ بھی دے دیتے۔

جناب سپیکر: چلیں، 2011 کی تفصیل بھی ان کو بعد میں دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جی، دے دیتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: Very kind of you, Sir آپ کی محبت اور شفقت ہے آپ ہمیں عزت دیتے ہیں۔ گزارش ہے کہ خواتین ہماری آبادی کا تقریباً 51 فیصد ہیں، ابھی پیچھے سے آواز آئی ہے تو شاید 52 فیصد ہو گئی ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے ضلع کی سطح پر خواتین کے لئے کھیلوں میں کون سی چیزیں plan کی ہیں، کیا ان کے لئے کوئی الگ جمنیزیم plan کر دیئے ہیں یا ان کے لئے کوئی کرکٹ گراؤنڈ بنائے ہیں ابھی ہماری خواتین کی کرکٹ کی بڑی اچھی ٹیم ہے کیا انہوں نے خواتین کے لئے کرکٹ گراؤنڈ بنانے کا ارادہ کیا ہے یا کوئی plan کیا ہے یا اگلے دو تین یا چار سال میں خواتین کے لئے ایک سپیشل پیکج کے طور پر across the board پورے صوبے میں کا کوئی plan ہے یا district wise کسی plan کی detail دے سکیں گے؟

جناب سپیکر: جی بتائیں، gender کی پابندی ہے یا کیا کیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد):
جناب سپیکر! ہم ہر سال CM Cup کا انتظام کرتے ہیں اور وہ ہر سال منعقد کیا جاتا ہے۔ 2011 میں بھی اس کا انعقاد کیا گیا ہے، ہم نے سپورٹس کا جو further arrange کیا ہے اس میں سکول، کالجز اور یونیورسٹی کی طالبات participate کر سکتی ہیں۔ یہ پورے پنجاب کے لئے ہے یہ تقریباً پچاس دن کا event ہے جس میں سکول level کے بچے بھی participate کریں گے اور عام نوجوان بھی participate کر سکتا ہے۔ ہم نے بچیوں کے لئے خصوصی طور پر instructions جاری کی ہیں کہ وہ ہر طریقے سے ٹیموں کو manage کریں اور جیسی بھی ٹیمیں ہیں انہیں وہاں پر participate کرائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں نے activities کی بات نہیں کی، جب سے پاکستان بنا ہے تب سے ہر سکول کالج میں activities ہوتی ہیں میں نے تو facilities کی بات کی ہے کہ facilities create کرنے کے لئے کیا plan ہے چونکہ خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہوتا ہے، ان کی اپنی requirements کے مطابق چیزیں ہوتی ہیں تو کیا حکومت ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ ان کے لئے ایسی facilities create کی جائیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد):
جناب سپیکر! گرلز سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جتنے گراؤنڈز ہیں ہم نے انہیں upgrade کیا ہے اور وہاں باقاعدگی کے ساتھ سپورٹس کروا رہے ہیں اور ہم انہیں مزید بھی مواقع مہیا کر رہے ہیں اور اسے update بھی کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب پھر کالجوں پر آ جاتے ہیں، میری بچیاں کالج میں پڑھتی ہیں ہماری بہنیں وہاں پڑھاتی ہیں لیکن جو خواتین گھروں میں ہیں، کیا ہم ان کے لئے بھی کچھ کر رہے ہیں؟ کیا ان کو اچھی activity دینے کے لئے کوئی facility plan کر رہے ہیں، میں پلاننگ کا پوچھ رہا ہوں کہ کیا ہم اس طرح کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کے لئے plan کر کے آنے والے وقت میں ان کو ایسی facilities دے سکیں اور یہ دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں، ہمارے ہمسائے ہندوستان میں موجود ہیں اور اگر آپ کا بھی اس سلسلے میں کوئی ارادہ ہے تو مہربانی کر کے بتا دیں؟

جناب سپیکر: آپ تجاویز لے کر آیا کریں۔جب آپ کا pre-budget session آئے گا تو اس میں ضرور تجاویز دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! ہم ان سے جو آج گزارشات کر رہے ہیں یہ اس بارے میں تو کچھ بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے جو فرمایا ہے انشاء اللہ ہم اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہو گیا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: میں شکر گزار ہوں کہ آپ غور کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی بھاگٹ صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: آپ کے پہلے دو on his behalf ہو چکے ہیں اس لئے اب آپ نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6298 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب آصف بشیر بھاگٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ سپورٹس کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6298: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سپورٹس کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کل پانچ افراد اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

-1	تحصیل سپورٹس آفیسر	منڈی بہاؤالدین
-2	تحصیل سپورٹس آفیسر	تحصیل پھالیہ
-3	جونیئر کلرک	منڈی بہاؤالدین
-4	جونیئر کلرک	تحصیل ملکوال
-5	نائب قاصد	منڈی بہاؤالدین

(ب) اس وقت کل تین اسامیاں خالی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	پے سکیل	تعداد خالی اسامیاں
1	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر منڈی بہاؤالدین	17	01
2	تحصیل سپورٹس آفیسر ملکوال	16	01
3	جونیئر کلرک TSO منڈی بہاؤالدین	07	01

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ تین اسامیاں خالی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں اور کیوں خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، یہ تین اسامیاں کب سے اور کیوں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں منڈی بہاؤالدین میں جو ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر کی سیٹ ہے وہ بالکل خالی ہے، تحصیل سپورٹس آفیسر کی اسامی بھی خالی ہے لیکن ہم نے جونیئر کلرک کی اسامی پچھلے ماہ fill کر دی ہے اور جو دو باقی رہ گئی ہیں انہیں بھی انشاء اللہ جلدی fill کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ کب سے خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ عرصہ دراز سے خالی ہیں اور پچھلی گورنمنٹ کے دور سے خالی آ رہی ہیں لیکن ہم نے fill کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہ اسامیاں fill کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: عرصہ دراز سے کیا مراد ہے اور کیا یہ اسامیاں پاکستان بننے سے پہلے کی خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے یہ نہیں پوچھا، اب ڈسٹرکٹ آفیسر کی اسامی بھی fill ہو چکی ہے اور جو رہ گئی ہے اسے بھی جلدی fill کر لیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب کو ضمنی سوال پوچھ لینے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب مارچ 2010 میں موصول ہوا تھا چلو ہم assume کر لیتے ہیں کہ یہ اسامیاں اس وقت سے خالی ہیں لیکن دو سال گزرنے کے باوجود یہ اسامیاں کیوں خالی ہیں؟ اگلے دن لاء منسٹر صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ کرائم ریٹ بے روزگاری کی وجہ سے بڑھا ہے تو انہوں نے یہ اسامیاں fill کیوں نہیں کیں اور اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ایڈیشنل چارج دیا گیا تھا اور اب بھی ایڈیشنل چارج چل رہا ہے اور یہ دو سال سے ہے جبکہ ہم نے ایک سیٹ fill کر دی ہے جو باقی ہے وہ ابھی ایڈیشنل چارج پر چل رہی ہے ہم اسے بھی بہت جلد fill کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بس کریں، بہت ہو گیا۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! اجازت دیں تو ایک بہت خوبصورت سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ جیسا خوبصورت ہو گا تو ضرور اجازت دوں گا۔

معزز ممبران حزب اقتدار: آج تو فوج ہی باریاں لے رہی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: فوج لے رہی ہے تو ہمارا قصور تو نہیں ہے۔ فوج پر اللہ نے کرم کیا ہوا ہے۔ فوج کو اللہ نے ودیعت کی ہوئی ہے کہ وہ سوال کرنے اور اپنا point of view دینے کی اہل ہے۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ پہلے ہر تحصیل میں تحصیل سپورٹس آفیسر ہوتے تھے،اس کے بعد ڈائریکٹر سپورٹس ہوتے تھے اور یہ ہر تحصیل کی سطح پر بڑی اچھی اچھی activities کرایا کرتے تھے۔میلے ہوتے تھے اور کبڈی کے میچ ہوتے تھے جس سے معاشرے کا حبس نکلتا تھا۔آج ہمارے اندر گھٹن پیدا ہو گئی ہے صرف اس لئے کہ ہم یہ چیزیں organize نہیں کر رہے اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ ان کے organizers intact نہیں ہیں۔کیا محکمہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ ان کے organizers، تحصیل سپورٹس آفیسرز تعینات کر دیئے جائیں گے اور اس بات کو ensure کیا جائے گا کہ وہ ہر جگہ پر موجود ہیں تاکہ معاشرے میں اچھی activities ترویج پا سکیں اور اس حبس اور گھٹن کو کم سے کم کیا جا سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز،سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر اور تحصیل لیول پر تحصیل سپورٹس آفیسر موجود ہیں۔یہ پورا setup کام کر رہا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسی گھٹن کو ختم کرنے کے لئے پورے پنجاب میں Sports Festival 2012 کا آغاز کیا ہے۔اس وقت ہر یونین کونسل میں سپورٹس ہو رہی ہیں۔وہ دیہات کہ جہاں پر کبھی کوئی sportsman نہیں تھا ہم نے کوشش کی ہے کہ وہاں پر بھی ایک پوری ٹیم آکر participate کرے۔یونین کونسل سے لے کر ڈویژنل ہیڈکوارٹر کی سطح تک ہم نے اس کو manage کیا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ 50 دنوں تک یہ activities جاری رہیں گی جس سے کافی گھٹن ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر:جی،.Let me proceed further now

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے جب وہ سوال کا جواب دیں تو سوچ لیا کریں۔اس وقت ہمارے ہاں یونین کونسل لیول پر سپورٹس کا network نہیں ہے۔جب سے ہماری مقامی حکومتیں ختم ہوئی ہیں تو یونین کونسل لیول پر sports activities کا network نہیں ہے۔میں ضلع رحیم یار خان کی بات کروں گا کہ ہماری دو تحصیلوں میں ایک سپورٹس آفیسر نہیں ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ وہاں پر سپورٹس آفیسرز تعینات کئے جائیں اس سے حکومت کی نیک نامی ہو گی۔

جناب سپیکر: جہاں پر سپورٹس آفیسرز کی کمی ہے اس کو پورا کیا جائے۔اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔اگلا سوال محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6323، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔کھیلوں کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*6323: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ نے سال 09-2008، 10-2009 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے اور ان پر اخراجات کیا آئے؟

(ب) ضلع قصور میں خواتین کی سپورٹس کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ج) کیا ضلع قصور میں سپورٹس سٹیڈیم تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

(د) قصور جمنیزیم کی تعمیر کب مکمل ہو گی اس کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ہ) قصور سٹیڈیم کے لئے عبدالخالق کالونی کے قریب جگہ مختص ہوئی تھی، اس منصوبے پر کام کب شروع ہو گا؟

(و) سال 10-2009 کے لئے ضلع قصور میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ز) ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کن مقاصد کے لئے بنائی جاتی ہے اور ضلع قصور میں کون کون سے ممبران پر کمیٹی مشتمل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) تفصیل ٹورنامنٹ درج ذیل ہے جس پر پانچ لاکھ روپے خرچ ہوئے:-

تفصیل سال 09-2008	خرچ	تفصیل سال 10-2009	خرچ
سائیکل ریس	13,010/- روپے	روشن بھیلہ فٹبال میچ	12,500/- روپے
چیف منسٹر کبڈی ٹورنامنٹ	40,090/- روپے	کرکٹ ٹورنامنٹ	28,500/- روپے
انٹر ڈسٹرکٹ ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ	7,475/- روپے	پنجاب انٹر کلب فٹبال ٹورنامنٹ	28,800/- روپے
اتھلیٹکس انٹر ڈسٹرکٹ U-16	19,175/- روپے	کرکٹ میچ قصور	18,100/- روپے
انٹر ڈسٹرکٹ کبڈی ٹورنامنٹ	10,108/- روپے	لاہور ڈویژن چیف منسٹر گولڈ کپ	63,380/- روپے
لاہور ڈویژن انٹر ڈسٹرکٹ والی بال گرلز	52,712/- روپے	کرکٹ میچ	16,250/- روپے
انٹر کلب تحصیل قصور کرکٹ ٹورنامنٹ	94,400/- روپے	خواتین کرکٹ میچ	34,254/- روپے

جشن بہاراں 2009	289,861/- روپے	انٹر تحصیل لاہور ڈویژن فٹبال بھیلہ روشن	195,160/- روپے
کل	546,830/- روپے	بیزز بسلسلہ ٹورنامنٹ	5,960/- روپے
		کل	555,804/- روپے

(ب) ضلع قصور میں خواتین کی سپورٹس کے فروغ کے لئے مختلف گیموں میں یوتھ مقابلے منعقد کروائے جاتے ہیں۔مزید برآں انٹر ڈسٹرکٹ یوتھ مقابلوں کے لئے خواتین کی ٹیمیں تیار کی جاتی ہیں اور ان کے کیمپ لگائے جاتے ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ضلع قصور میں قصور سٹیڈیم کے لئے عبدالخالق کالونی میں منصوبہ زیر غور ہے۔

(د) 30-12-2010 کو جمنیزیم کی تعمیر مکمل ہو جائے گی اس کا تخمینہ لاگت 50.291 ملین ہے۔

(ہ) محترمہ شگفتہ شیخ ایم پی اے صاحبہ کی درخواست پر سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے قصور میں نزد عبدالخالق کالونی میں محکمہ اوقاف کی اراضی پر سٹیڈیم بنانے کا منصوبہ بنایا ہے حصول زمین کے سلسلے میں اوقاف ڈیپارٹمنٹ سے مراسلت جاری ہے جس کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(و) بجٹ 10-2009 میں مبلغ 7 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی ضلع میں کھیلوں کے فروغ اور بہتر تجاویز کے لئے بنائی جاتی ہے۔ ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے ممبران کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! جز(ہ) میں پوچھا گیا ہے کہ "قصور سٹیڈیم کے لئے عبدالخالق کالونی کے قریب جگہ مختص ہوئی تھی، اس منصوبے پر کام کب شروع ہوگا؟" اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے قصور نزد عبدالخالق کالونی میں محکمہ اوقاف کی اراضی پر سٹیڈیم بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ حصول زمین کے سلسلے میں اوقاف ڈیپارٹمنٹ سے مراسلت جاری ہے جس کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔" یہ جواب دسمبر 2010 کا آیا ہوا ہے۔اب 2012 ہے لیکن ابھی تک اس کا فیصلہ ہوا اور نہ ہی محکمہ کو اوقاف نے زمین دی ہے تو اس تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: اوقاف تو علیحدہ محکمہ زمین ہے۔کیا وہ زمین مسلم اوقاف یا ہندو اوقاف کی ہے؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! یہ مسلم اوقاف کی زمین ہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس پر محکمہ کام کر رہا ہے۔ ہم بالکل یہ سٹیڈیم بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قصور میں سپورٹس سٹیڈیم کی ضرورت ہے لیکن ابھی تک زمین کا issue resolve نہیں ہوا جیسے ہی یہ معاملہ resolve ہوتا ہے تو ہم فوری طور پر funds provide کر کے یہ سٹیڈیم بنا دیں گے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! ڈی سی او کی طرف سے جو سمری گئی ہے اس میں انہوں نے واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ زمین lease پر دی جائے۔ جس طرح ڈی پی ایس کو زمین allot ہوئی ہے اسی طرح سے سٹیڈیم کے لئے بھی زمین دی جائے۔ مجھے وجہ بتائی جائے کہ اس سٹیڈیم کے لئے زمین کیوں نہیں دی جا رہی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! محکمہ اس issue کو جلد از جلد resolve کرانے کی کوشش کرے گا اور جیسے ہی یہ معاملہ حل ہوتا ہے تو یہ سٹیڈیم بنا دیا جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ز) میں پوچھا گیا ہے کہ "ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کن مقاصد کے لئے بنائی جاتی ہے اور ضلع قصور میں کون کون سے ممبران پر کمیٹی مشتمل ہے؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی ضلع میں کھیلوں کے فروغ اور بہتر تجاویز کے لئے بنائی جاتی ہے۔ ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے ممبران کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" میرا سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے بنانے کا criteria کیا ہے، کیا یہ گدی نشینی، چناؤ یا نامزدگی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں نامزدگی کی جاتی ہے۔ اس کمیٹی میں مختلف کلبوں کی سپورٹس ایسوسی ایشن کے عہدیدار اور sportsmen شامل کئے جاتے ہیں۔ جیسے کوئی کبڈی کا senior sportsmen ہے تو ہم اس کو شامل کرتے ہیں۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ Parliamentarians کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے تاکہ وہ اپنے علاقے کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہتر تجاویز دے سکیں۔ ضلع اور تحصیل کی سطح پر نامزدگیوں کا process جاری ہے اور انشاء اللہ یہ کمیٹیاں بہت جلد مکمل کر لی جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضلع یا تحصیل میں یہ نامزدگیاں کون کرتا ہے، یہ authority کس کے پاس ہے اور کون سی authority ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنانے کے لئے نامزدگی کرتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اورسیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!متعلقہ ضلع کے ڈی سی او، ضلع سپورٹس آفیسر، اس علاقے کے منتخب نمائندے، ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان مل بیٹھ کر اس کمیٹی کی نامزدگیاں کرتے ہیں۔ ہم نے ان کمیٹیوں میں concernedلوگوں کو ہی شامل کیا ہے اوراس پر تقریباً کام مکمل ہو چکا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پچھلے چار سالوں میں مجھے تو نہیں پوچھا گیا۔ میرے ساتھ اس حوالے سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ میاں صاحب سے کیوں نہیں پوچھا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اورسیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!ہم ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ سے رابطہ کرتے ہیں اور سیکرٹری سپورٹس کی طرف سے ان کو فوری طور پر ہدایت جاری کراتے ہیں کہ وہ میاں محمد رفیق صاحب سے رابطہ کریں اوران کی رائے کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا فوری طور پر میاں محمد رفیق صاحب سے رابطہ کرائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ متعلقہ ایم پی اے کو ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنانے کے لئے شامل کیا جاتا ہے۔ ہمیں تو چار سالوں میں کسی نے نہیں پوچھا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ ان کو مل نہیں سکے ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اورسیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!اب ان کی رائے کو انشاء اللہ تعالیٰ مدنظر رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "ٹورنامنٹ پر پانچ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں جبکہ کل اخراجات -/555904روپے کے ہوئے ہیں۔ ان اخراجات کا ان کے پاس کیا فارمولا ہے؟ یہاں تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ کرکٹ ٹورنامنٹ کے لئے -/28,800روپے خرچ ہوئے، آگے پھر دیا ہوا ہے کہ کرکٹ میچ قصور کے لئے -/18,100 روپے خرچ ہوئے ہیں، اسی طرح آگے ایک اور کرکٹ میچ کے لئے -/16,250روپے اور پھر خواتین

کرکٹ میچ کے لئے -/34,254 روپے خرچ کئے گئے تو ان اخراجات کے لئے کیا فامولا ہے؟ یہاں پر ہر کرکٹ میچ کے لئے different expenditures show کئے گئے ہیں تو یہ disparity کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا سوال سمجھ نہیں سکا۔ مہربانی کر کے وہ ذرا اپنے سوال کو دہرا دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "ٹورنامنٹ پر پانچ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن آخر میں کل اخراجات -/555804 روپے بتائے گئے ہیں۔ ایک تو یہ disparity ہے اور دوسرا ایک کرکٹ میچ پر اخراجات کرنے کے لئے آپ کے پاس کیا فارمولا ہے؟ یہاں پر جواب میں چار کرکٹ میچوں کے اخراجات بتائے گئے ہیں اور ہر میچ پر مختلف amount خرچ ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اگر زیادہ teams participate کرتی ہیں تو اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات مختص شدہ amount سے اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور اس کا انحصار teams کے participate کرنے پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب کے شہروں میں سٹیڈیم / فٹ بال گراونڈز بنانے کی تفصیلات

*5058: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی، خوشاب، نارووال، لودھراں اور شیخوپورہ میں سٹیڈیم / فٹبال گراونڈز نہ ہیں؟

(ب) حکومت ان اضلاع میں کب تک مذکورہ سہولیات مہیا کر دے گی، تاریخ و سال سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ سوائے نارووال کے باقی تمام اضلاع میں سٹیڈیم اور گراونڈ موجود ہیں، جہاں فٹبال سمیت تمام کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ نارووال میں سٹیڈیم کا منصوبہ جگہ نہ ہونے کی وجہ سے تعطل کا شکار ہے تاہم نارووال میں مختلف جگہوں پر گراونڈ موجود ہیں جہاں کھیلوں کی سرگرمیاں ہوتی رہتی ہیں۔

(ب) مذکورہ تمام اضلاع میں سوائے نارووال کے سٹیڈیم اور فٹبال گراونڈ موجود ہیں اور حکومت ان کو مزید بہتر کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ نارووال میں بھی سٹیڈیم کے لئے بھرپور کوشش کی جائے گی۔

جلو پارک ریزارٹ لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6899: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جلو پارک ریزارٹ لاہور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کی پہلی دفعہ تعمیر کب ہوئی تھی اور کتنی لاگت آئی تھی؟

(ج) اس میں بیڈ رومز کی تعداد کتنی ہے؟

(د) ان بیڈ رومز کی الاٹمنٹ کون کرتا ہے اور اس میں ٹھہرنے کے مجاز کون کون افراد ہیں یکم جنوری2010 سے آج تک جن افراد کو یہ روم الاٹ ہوئے ان کی تفصیل فراہم کریں؟

(ہ) اس ریزارٹ سے حکومت کو سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کتنی آمدن کس کس مد سے ہوئی؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ اس ریزارٹ کو اعلیٰ معیار کے مطابق رینو ویٹ کیا جا رہا ہے، اگر ہاں تو اس کا تخمینہ کتنا ہے اور یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام جلو پارک ریزارٹ 12ایکڑ (96کنال) رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) جلو پارک ریزارٹ کی تعمیر89-1988 میں ہوئی تھی اور اس پر14.05 ملین روپے لاگت آئی تھی۔

(ج) اس ریزارٹ میں تعمیر کردہ بیڈ رومز کی تعداد16عدد ہے۔

(د) بیڈ رومز کی الاٹمنٹ نہیں کی جاتی بلکہ روزانہ کی بنیاد پر رینٹ پر دیئے جاتے ہیں یکم جنوری 2010 سے اب تک یہ ریزارٹ رینٹ پر نہیں دیا گیا بلکہ BOT کی بنیاد پر لیز پر دینے کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے جو کہ زیر کارروائی ہیں۔متعلقہ انچارج ریزارٹ کمرے کرایہ پر دیتا ہے۔تمام سیاح اور کمرہ کرایہ پر لینے کے خواہشمند افراد اپنی شناخت کے بعد ٹھہرنے کے مجاز ہیں۔

(ہ) یہ ریزارٹ سال09-2008اور10-2009 کے دوران بند رہا ہے لہذا اس سے کوئی آمدن نہیں ہوئی۔

(و) اس ریزارٹ کو اعلیٰ معیار کے مطابق رینو ویٹ کیا گیا ہے کام کا پہلا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے اور تقریباً14.434 ملین روپے لاگت آئی ہے۔دوسرے مرحلے کے کام کا تخمینہ تا حال فائنل نہیں ہوا ہے تاہم جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ضلع لاہور۔ہاکی کے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6906: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں لڑکیوں کے ہاکی کھیلنے کے کل کتنے گراونڈز ہیں نیز یہ گراونڈز کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں لڑکیوں کے ہاکی کے سال2009 کے دوران کل کتنے میچ ہوئے نیزان میچوں میں کن کن ٹیموں نے حصہ لیاان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں لڑکیوں کے ہاکی کھیلنے کی تقریباً09 گراونڈز ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام گرلز ہاکی گراونڈ	بمقام
i	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول (ہاکی گراونڈ)	ماڈل ٹاؤن ای بلاک لاہور
ii	گورنمنٹ کمپری ہینسو گرلز سکول (ہاکی گراونڈ)	وحدت روڈ لاہور
iii	گورنمنٹ کوئین میری گرلز ہائی سکول (ہاکی گراونڈ)	شملہ پہاڑی، لاہور
iv	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول (ہاکی گراونڈ)	برکی، لاہور
v	لاہور کالج یونیورسٹی برائے خواتین (ہاکی گراونڈ)	جیل روڈ، لاہور
vi	کنیئرڈ کالج برائے خواتین (ہاکی گراونڈ)	جیل روڈ، لاہور
vii	کوئین میری کالج برائے خواتین (ہاکی گراونڈ)	شملہ پہاڑی، لاہور
viii	نیشنل ہاکی سٹیڈیم (ہاکی گراونڈ نمبر I&II)	فیروزپور روڈ، لاہور
ix	گورنمنٹ کالج برائے خواتین لاہور (ہاکی گراونڈ)	باغبانپورہ، لاہور

(ب) ضلع لاہور میں سال2009 کے دوران لڑکیوں کے مختلف ٹورنامنٹس میں تقریباً126 میچز ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب سپورٹس بورڈ کے کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کا معاملہ

*7031: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں سپورٹس بورڈ میں کل کتنے ملازمین کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ملازمین کو کب تک ریگولر کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت پنجاب سپورٹس بورڈ میں کوئی ملازم کنٹریکٹ پر کام نہیں کر رہا ہے۔

(ب) سپورٹس بورڈ پنجاب میں کوئی ملازم کنٹریکٹ پر کام نہیں کر رہا، تاہم تمام ملازمین جو وقتاً فوقتاً بھرتی کئے گئے تھے، پہلے ان کے سروس رولز نہیں تھے اب ملازمین کے سروس رولز بن گئے ہیں اور انہیں ریگولر کئے جانے کا عمل جاری ہے۔

شرقپور شریف میں سپورٹس کمپلیکس بنانے کا معاملہ

*7180: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شرقپور شریف کو تحصیل کا درجہ حاصل ہوئے تقریباً چھ سال ہو چکے ہیں، اس دوران نوجوانوں کو صحت مندانہ جسمانی سرگرمیوں کے سلسلے میں اب تک کیا اقدامات عمل میں لائے گئے ہیں اور مزید کیا اقدامات کئے جانے کا پروگرام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شرقپور شریف میں کوئی سپورٹس کمپلیکس / جمنیزیم نہ ہے اگر ہاں تو مذکورہ سہولیات کی عدم فراہمی کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک سپورٹس کمپلیکس / جمنیزیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل شرقپور شریف کا قیام ہوئے چھ سال ہو چکے ہیں۔ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ شیخوپورہ نے تحصیل شرقپور شریف میں تحصیل کی سطح پر مختلف کھیلوں میں انٹر سکول / انٹر کلب کروائے ہیں اور تحصیل کی مختلف کھیلوں کے کھلاڑی ضلع اور پنجاب لیول تک تحصیل کی نمائندگی کر چکے ہیں جن میں گرلز اتھلیٹکس میں حنا اقبال ہائی سکول کوٹ محمود، روملہ شہزادی پائی سکول ناظر لبھانہ، بسمعہ افضل ہائی سکول شرقپور، کبڈی میں عابد، نصیر اور تنویر، بوائز اتھلیٹکس میں شمشاد اور رضوان پنجاب کی سطح تک کھیل چکے ہیں اور اس سال 2010-11 میں سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے مختلف کھیلوں کا شیڈول جاری کیا ہوا ہے جس کے تحت تحصیل شرقپور میں مختلف کھیلوں کا انعقاد کیا جائے گا۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ شرقپور شریف میں سپورٹس کمپلیکس اور جمنیزیم ہال نہیں ہے۔ متعدد بار سپورٹس کمپلیکس اور جمنیزیم ہال کا منصوبہ بنایا گیا لیکن سرکاری زمین دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ جات پایۂ تکمیل نہ ہو سکے۔ حکومت اس کوشش میں ہے کہ

جونہی زمین دستیاب ہوتی ہے دوسرے اضلاع و تحصیلوں کی طرح شرقپور شریف میں بھی کھلاڑیوں کے لئے باقاعدہ سپورٹس کمپلیکس اور جمنیزیم ہال بنایا جائے گا۔

صوبہ میں قائم سٹیڈیمز سے متعلقہ تفصیلات

*7252: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کھیلوں کے لئے کل کتنے سٹیڈیم ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) کتنے ایسے سٹیڈیم ہیں جو کھیلوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور کتنے ایسے سٹیڈیم ہیں جو بند پڑے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بے شمار سٹیڈیم کھنڈرات بن گئے ہیں ان پر حکومت کی کوئی توجہ نہ ہے؟

(د) اگر حکومت ان سٹیڈیم کو مرمت کرنا چاہتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 101 سٹیڈیمز ہیں جن میں سے 8 سٹیڈیمز زیر تعمیر ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں 101 سٹیڈیم قابل استعمال ہیں اور 8 سٹیڈیمز زیر تعمیر ہیں جن کی تفصیل جز(الف) میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے، جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔محکمہ سپورٹس پنجاب کے زیر انتظام کوئی سٹیڈیم کھنڈر نہیں بنا ہے۔

(د) حکومت پنجاب کے زیر انتظام جن سٹیڈیمز میں مرمت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں مرمت کا کام کرا دیا جاتا ہے۔

لاہور۔تاریخی عمارتوں کی تفصیلات

*7488: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کون کون سی مغلیہ دور کی تاریخی عمارتیں اور دیگر یادگاریں ہیں ان سے ہونے والی سالانہ آمدنی 2007 سے 2010 تک کیا تھی اور اس دوران ان عمارات پر مرمت اور دیکھ بھال

کے لئے کتنے اخراجات ہوئے اور وہاں پر تعینات عملہ اور ان کے گریڈز اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے ؟

(ب) ہرن مینار ضلع شیخوپورہ کے لئے محکمہ کیا ایسے اقدامات اٹھا رہا ہے جس سے سیاحوں کی تعداد اور آمدن میں اضافہ ہو سکے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں مغلیہ دور کی تقریباً 53 تاریخی عمارتیں اور یادگاریں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔لاہور میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام دو تاریخی عمارتیں، شاہی قلعہ اور شالامار باغ سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی از سال 2007 تا 2010 مبلغ 6,45,96,501 روپے ہے اور اس عرصہ میں ان عمارات کی دیکھ بھال اور مرمت پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	(ترقیاتی)	(غیر ترقیاتی)
شاہی قلعہ و شالامار باغ لاہور	162.177 ملین روپے	68.331 ملین روپے

ان عمارات پر تعینات عملہ اور ان کے گریڈ کی عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:

شالامار باغ / شاہی قلعہ لاہور

(بی پی ایس-19)	01
(بی پی ایس-18)	04
(بی پی ایس-17)	06
(بی پی ایس-16)	04
(بی پی ایس-15)	01
(بی پی ایس 14)	03
(بی پی ایس-12)	01
(بی پی ایس-11)	08
(بی پی ایس-10)	02
(بی پی ایس-09)	04
(بی پی ایس-08)	02
(بی پی ایس-07)	13
(بی پی ایس-06)	07
(بی پی ایس-05)	07
(بی پی ایس-04)	13
(بی پی ایس-03)	05

(بی پی ایس-02)	23
(بی پی ایس-01)	138
کل	242
شاہدرہ کمپلیکس	
(بی پی ایس-05)	03
(بی پی ایس-04)	02
(بی پی ایس-03)	01
(بی پی ایس-02)	73
(بی پی ایس-01)	02
کل	81
ریب النساء	
(بی پی ایس-02)	01
چوبرجی	
(بی پی ایس-02)	01
دہلی گیٹ	
(بی پی ایس-02)	01
لوہاری گیٹ	
(بی پی ایس-02)	01
حضوری باغ	
(بی پی ایس-05)	01
(بی پی ایس-02)	15

(ب) ہرن مینار ضلع شیخوپورہ کے لئے وفاقی حکومت کے زیر انتظام محکمہ آثار قدیمہ و میوزیم نے 2008 میں پانچ سالہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 115 ملین روپے کی لاگت سے ایک ماسٹر پلان ترتیب دیا جس کے تحت ہرن مینار کے تالاب کی مکمل مرمت، تالاب کے اندر بارہ دری کی تزئین و آرائش جزوی مرمت، گراسی پلاٹوں کی ڈویلپمنٹ اور ایک عدد نئے ٹیوب ویل کی تنصیب، زائرین کی سکیورٹی کے لئے باؤنڈری وال کی تعمیر و جنگلہ کی تنصیب کا کام مکمل ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ وہاں آنے والے سیاحوں کی حفاظت کے لئے ایک پولیس چوکی کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔آئندہ سالوں میں درج ذیل کام سرانجام دیئے جائیں گے۔

1- لائبریری کا قیام و دفاتر کی تعمیر
2- زائرین کی سہولت کے لئے کینٹین /اے کلاس ریسٹورینٹ کی تعمیر
3- زائرین کے لئے ٹائلیٹ کی تعمیر

4۔ ہرن مینار و متعلقہ عمارات کی illumination (خصوصی روشنی کا بندوبست)
ہرن مینار سے ملحقہ عمارات کی درست حالی تزئین و آرائش کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

ضلع چنیوٹ، کھیلوں کے فروغ کی تفصیلات

*7554: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع چنیوٹ کو کھیلوں کے فروغ کے لئے سال 10-2009 میں کتنا فنڈ فراہم کیا گیا اور وہ کس کس مد میں خرچ ہوا، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

محکمہ سپورٹس ضلع چنیوٹ کو سال 10-2009 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے گئے کیونکہ ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر کی تعیناتی نہ ہوئی تھی، (بجٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

ضلع چنیوٹ، ٹورنامنٹس کی تفصیلات

*7555: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ نے 2008 سے آج تک کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں خواتین کی کتنی سپورٹس ٹیمیں ہیں؟

(ج) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ بالا عرصہ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(د) کیا ضلع چنیوٹ میں خواتین کے لئے علیحدہ سپورٹس سٹیڈیم ہے اگر نہیں تو حکومت کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چنیوٹ کو مورخہ 01-07-2009 سے ضلع کا درجہ دیا گیا اور 01-07-2010 کو ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر کی تعیناتی ہوئی، سیلاب کی وجہ سے فنڈز منجمد ہیں لہذا کوئی ٹورنامنٹ نہیں

کرایا جا سکا۔انشاء اللہ جلد فنڈز جاری ہونے پر ضلع چنیوٹ میں کھیلوں کی سرگرمیاں شروع کی جائیں گی۔

(ب) ضلع چنیوٹ میں خواتین کی سکولز لیول پر مندرجہ ذیل ٹیمیں ہیں۔
بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، باسکٹ بال، ہینڈ بال، والی بال، نیٹ بال، اتھلیٹکس

(ج) کوئی نہیں کیونکہ سیلاب کی وجہ سے فنڈز منجمد تھے فنڈز جاری ہونے پر جلد خواتین کی کھیلوں کے فروغ کے لئے سرگرمیاں شروع کی جائیں گی۔

(د) خواتین کے لئے کوئی علیٰحدہ سٹیڈیم نہ ہے۔تاہم ضلع چنیوٹ میں 19 ملین روپے سے ضلعی حکومت جھنگ نے جمنیزیم شروع کیا تھا جس پر اب تک 11 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ضلع پولیس چنیوٹ نے یہاں پولیس لائن بنائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے تعمیراتی کام رکا ہوا ہے اگر پولیس کا قبضہ ختم ہو جائے تو اس جمنیزیم کو خواتین کی کھیلوں کی سرگرمیوں کے لئے بھی مختص کیا جا سکتا ہے۔

قائداعظم سٹیڈیم بورے والا کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*7784: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قائداعظم سٹیڈیم بورے والا کب کتنے رقبہ پر بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سٹیڈیم کے لئے تعینات 10 ڈیلی ویجز ملازمین کو 5 سال قبل فارغ کر دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سٹیڈیم کی صفائی کی حالت بہت بری ہے؟

(د) اس کی دیکھ بھال کے لئے اب کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس سٹیڈیم کی ابتر حالت کے پیش نظر مزید ملازمین تعینات کرنے کو تیار ہے، تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قائداعظم سٹیڈیم کا کل رقبہ 154 کنال 4 مرلے ہے۔یہ رقبہ پنجاب سپورٹس بورڈ کے نام ہے۔ اس سٹیڈیم کا سنگ بنیاد 13۔مئی 2003 کو رکھا گیا جبکہ افتتاح 16۔جون 2005 کو ہوا۔

(ب) قائد اعظم سٹیڈیم بورے والا کے لئے جولائی 2006 میں ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر کی منظوری سے ڈیلی ویجز کی بنیاد پر دس افراد کو بطور بیلدار، چوکیدار، خاکروب بھرتی کیا گیا تھا لیکن جولائی2009 میں حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے عارضی عملہ کی بھرتی پر پابندی لگادی تھی اور بجٹ نہ ملنے کی وجہ سے ان تمام دس افراد کو جنوری2010 میں فارغ کر دیا گیا۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن بورے والا کے تعاون سے سٹیڈیم کی صفائی کروائی جاتی ہے۔

(د) سٹیڈیم کی دیکھ بھال کے لئے اس وقت کوئی ملازم کام نہ کر رہا ہے۔

(ہ) گورنمنٹ نے سٹیڈیم تو بنادیا لیکن اس کی دیکھ بھال کے لئے ضروری عملہ کی اسامیاں منظور نہ کی گئیں جب تک سٹیڈیم کے لئے مستقل اسامیاں منظور نہیں ہوتیں اس وقت تک ملازمین کی تقرری نہیں ہو سکتی۔

ضلع وہاڑی، بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7786: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال09-2008اور10-2009 کے دوران ضلع وہاڑی میں محکمہ سپورٹس کو کتنا بجٹ سالانہ ملا، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی اور ٹی ایم اے والا سے ان سالوں کے دوران کتنی رقم ملی؟

(ج) کیا ان سالوں کے دوران ضلعی گورنمنٹ اور ٹی ایم اے کے کل بجٹ کا2 فیصد محکمہ سپورٹس کو دیا گیا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ان اداروں کی طرف بنتی تھی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

سال09-2008	-/2035748روپے
سال10-2009	-/2000000روپے

(ب)

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی سے	2035748/-روپے
	2000000/-روپے
ٹی ایم اے بورے والا	Nil

(ج) صرف ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی جانب سے محکمہ سپورٹس کو دو فیصد بجٹ دیا گیا جبکہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی جانب سے کوئی بجٹ نہ دیا گیا تھا۔

بمطابق لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 فنکشن اینڈ پاورز تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشنز صفحہ نمبر35 شق نمبر(N)54 تحصیل میونسپل اینڈ منسٹریشن سپورٹس بجٹ کو خود خرچ کر سکتی ہے کسی تحصیل یا ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کو نہیں دے سکتی۔

لاہور میں سٹیڈیمز و گراؤنڈز کی تفصیلات

*7794: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی حدود میں کس کس کھیل کے سٹیڈیم/گراؤنڈ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کے سال09۔2008 اور10۔2009 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) لاہور شہر میں حکومت مزید کس کس کھیل کے گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان گراؤنڈز/سٹیڈیم کی تعداد اس شہر کی آبادی کے مطابق کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور کی حدود میں واقع کھیل کے سٹیڈیمز/گراؤنڈز کی تفصیل "Annexure "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کے زیر انتظام اس وقت صرف عتیق سٹیڈیم لاہور ہے۔عتیق سٹیڈیم لاہور پر سال2008-09 اور2009-10 میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔جبکہ بقیہ سٹیڈیم/گراؤنڈز مختلف محکموں کی ملکیت ہیں جن کے اخراجات کی تفصیل ان کی انتظامیہ کے پاس ہوں گی۔

(ج) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کے زیرانتظام موجود عتیق سٹیڈیم لاہور میں کوئی ملازم نہیں ہے جبکہ بقیہ سٹیڈیم / گراؤنڈز دوسرے محکموں کے زیرانتظام ہیں۔

(د) حکومت مزید کھیل کے گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلے میں کھیلوں کے گراؤنڈوں کی تفصیلات "Annexure "B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں، حکومت ان گراؤنڈز کو ترقی دے رہی ہے۔

(ہ) حکومت شہر کی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں جو گراؤنڈز بنائے جا رہے ہیں ان کی تفصیل "Annexure "B میں شامل ہے۔

ضلع لاہور۔سپورٹس کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*7795: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ سپورٹس کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان آفسز کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ج ان آفسز کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ و کارکردگی سے بھی آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

(I) ضلع لاہور میں محکمہ سپورٹس کے پانچ عدد دفاتر ہیں۔

(II) مذکورہ بالا پانچوں دفاتر حسب ذیل جگہوں پر واقع ہیں:۔

(1) ڈسٹرکٹ آفس سپورٹس، گیٹ نمبر3، سپورٹس ہوسٹل، اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور۔

(2) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس، گیٹ نمبر3، سپورٹس ہوسٹل، اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور

(3) تحصیل سپورٹس آفس، لاہور سٹی: داتا گنج بخش ٹاؤن، لاہور

(4) تحصیل سپورٹس آفس، ماڈل ٹاؤن، کچہری ماڈل ٹاؤن لاہور

(5) تحصیل سپورٹس آفس، لاہور کینٹ، گیٹ نمبر3، سپورٹس ہوسٹل، اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور۔

(ب) (1) ڈسٹرکٹ آفس سپورٹس، لاہور کو سال09-2008میں مبلغ دس لاکھ روپے اور سال 10-2009میں بھی مبلغ دس لاکھ روپے بجٹ میں فراہم کئے گئے۔

(2) تحصیل سپورٹس آفس، سٹی، ماڈل ٹاؤن اور کینٹ کو سال09-2008اور سال10-2009 میں کوئی بجٹ فراہم نہ کیا گیا ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ آفس سپورٹس لاہور

سربراہ کا نام چودھری طالب حسین

عہدہ	ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس لاہور
گریڈ	بی ایس18
کارکردگی	تسلی بخش

ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور

سربراہ کا نام	عامر شہزاد بٹ
عہدہ	ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر لاہور
گریڈ	بی ایس۔17
کارکردگی	تسلی بخش

تحصیل سپورٹس آفس، لاہور سٹی، لاہور

سربراہ کا نام	مسز فرحت احسان
عہدہ	تحصیل سپورٹس آفیسر، لاہور سٹی
گریڈ	بی ایس۔16
کارکردگی	تسلی بخش

تحصیل سپورٹس آفس، کینٹ لاہور

سربراہ کا نام	وقاص اکبر
عہدہ	تحصیل سپورٹس آفیسر، لاہور کینٹ
گریڈ	بی ایس۔16
کارکردگی	تسلی بخش

تحصیل سپورٹس آفس، ماڈل ٹاؤن، لاہور

سربراہ کا نام	آصف نعیم ورک
عہدہ	تحصیل سپورٹس آفیسر، ماڈل ٹاؤن، لاہور
گریڈ	بی ایس۔16
کارکردگی	تسلی بخش

ضلع سرگودھا میں محکمہ سپورٹس کے دفاتر و گراونڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7817: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر کنٹرول کتنے دفاتر و گراونڈز ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کل کتنے سرکاری ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان کی تنخواہوں و دیگر مدات میں 2009-10 کے دوران کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے 2009-10 کے دوران کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ سرگودھا کے زیر کنٹرول سرگودھا میں کل 8 دفاتر ہیں ان میں 2 دفاتر ضلع سطح پر اور 6 دفاتر تحصیل ہیڈکوارٹرز پر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس سپورٹس سٹیڈیم سرگودھا۔

2- ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس کمپنی باغ سرگودھا۔

3- تحصیل سپورٹس آفس سرسید سپورٹس کمپلیکس سرگودھا۔

4- تحصیل سپورٹس آفس تحصیل کچہری بھلوال

5- تحصیل سپورٹس آفس تحصیل کچہری کوٹ مومن

6- تحصیل سپورٹس آفس تحصیل کچہری ساہیوال

7- تحصیل سپورٹس تحصیل کچہری سلانوالی

8- تحصیل سپورٹس آفس تحصیل کچہری شاہپور

(ب) کل اسامیاں 33 ہیں ان میں سے اٹھارہ ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں دو ملازمین LPR پر ہیں باقی تیرہ اسامیاں خالی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	تعداد اسامی
1	مہر عبدالرشید، ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس سرگودھا	1
2	محمد اعجاز باجوہ، ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر سرگودھا	1
3	صائمہ منظور، تحصیل سپورٹس آفیسر سرگودھا	1
4	محمد ناصر، تحصیل سپورٹس آفیسر شاہپور	1
5	ساجد اللہ بابر، تحصیل سپورٹس آفیسر، کوٹ مومن	1
6	محمد عمران، تحصیل سپورٹس آفیسر سلانوالی	1

7	غلام اصغر، تحصیل سپورٹس آفیسر بھلوال	1
8	منور حسین، ڈسٹرکٹ کوچ سرگودھا	1
9	اصغر علی ڈوگر، ڈسٹرکٹ کوچ سرگودھا	1
10	نصیر احمد، ڈسٹرکٹ کوچ سرگودھا	1
11	عابداللہ بابر، ڈسٹرکٹ کوچ سرگودھا	1
12	عظمت حفیظ، ڈسٹرکٹ کوچ سرگودھا	1
13	محمد قیوم خان، اسسٹنٹ ڈی او سپورٹس آفس سرگودھا	1
14	ملک اقبال احمد، کلرک ڈی او سپورٹس آفس سرگودھا	1
15	محمد نواز، کلرک، ڈی ایس او آفس سرگودھا	1
16	محبوب الہیٰ، کلرک ٹی ایس او آفس شاہ پور	1
17	مختار احمد نائب قاصد، ڈی او سپورٹس آفس سرگودھا	1
18	بابر زیب، نائب قاصد ڈی ایس او آفس سرگودھا	1

تفصیل خالی اسامیاں

1	تحصیل سپورٹس آفیسر ساہیوال	1
2	کلرک جو ایل پی آر پر ہیں	2
3	کلرک	4
4	بیلدار	1
5	چوکیدار	2
6	کلاس فور (سویپر)	2
7	گراونڈ مین	2
8	الیکٹریشن	1
	کل تعداد	15

II۔بجٹ2009-10کے اخراجات

-1	تنخواہوں کی مد میں اخراجات	-/41,87,715روپے
-2	سپورٹس کی مد میں اخراجات	-/21,94,674روپے
-3	دیگر کنٹی جینسی	-/5,15,093روپے

(ج) سال2009-10 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مختلف کھیلوں کے مختلف سطح پر ٹورنامنٹس و کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن میں سپورٹس سٹیڈیم سرگودھا میں آل پنجاب عامر حنیف میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد کروایا گیا مختلف کھیلوں جیسے والی بال، باسکٹ بال، ہاکی، بیڈمنٹن، جوڈو کراٹے، ٹیبل ٹینس، کبڈی اور اتھلیٹکس کے تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔چودہ اگست کے سلسلہ میں ہاکی، فٹبال، کبڈی، جوڈو، ٹیبل ٹینس، سکواش اور ریسلنگ کے مقابلہ جات کروائے گئے علاوہ ازیں پنجاب لیول پر مختلف کھیلوں کے بوائز و گرلز ٹرائلز

میں سرگودھا کی طرف سے شرکت کی گئی۔اس کے علاوہ چیف منسٹر سپورٹس کپ کے سلسلہ میں ہائی سکول لیول پر، انٹرمیڈیٹ لیول پر اور ڈگری لیول پر مختلف کھیلوں جن میں والی بال، بیڈمنٹن، اتھلیٹکس، ٹیبل ٹینس، فٹبال اور ہاکی کے بوائز و گرلز کے انٹر تحصیل، انٹر ڈسٹرکٹ مقابلہ جات کا انعقاد کر کے پنجاب سطح پر شمولیت کی گئی۔ڈگری لیول پر آل پنجاب ٹورنامنٹ میں سرگودھا نے پنجاب بھر میں دوسری جبکہ انٹرمیڈیٹ لیول پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔انٹر ڈویژن باسکٹ بال چیمپئن شپ میں سرگودھا نے پنجاب بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔انٹر ڈویژن فٹبال چیمپئن شپ میں سرگودھا نے چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

ضلع سرگودھا۔کھیلوں کے فروغ کے لئے فراہم کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7821: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر سرگودھا کو کھیلوں کے فروغ کے لئے 10۔2009 اور 11۔2010 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) اس بجٹ سے کتنا ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا اور کتنا کھیلوں کے فروغ پر خرچ ہوا، آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کون سے اور کن کن کھیلوں کے ٹورنامنٹس کروائے گئے؟

(د) 10۔2009 اور 11۔2010 میں ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر سرگودھا نے ہاکی اور فٹبال کے کتنے کھلاڑیوں کو تربیت دی اور ان کھلاڑیوں نے کون کون سے اور کتنے ٹورنامنٹس میں حصہ لیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سپورٹس آفیسر کو 10-2009 اور 11-2010 میں درج ذیل بجٹ فراہم کیا گیا۔

1	سال 10-2009	78,18,000/- روپے
2	سال 11-2010	1,02,42,000/- روپے

(ب)

	2009-10	2010-11
جو بجٹ ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا	41,87,715/- روپے	22,04,733/- روپے
جو بجٹ کھیلوں کے فروغ کے لئے استعمال ہوا	21,94,674/- روپے	5,73,920/- روپے (ماہ نومبر 2010 تک)

(ج) سال 2009-10 میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مختلف کھیلوں کے مختلف سطح پر ٹورنامنٹس و کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن میں سپورٹس سٹیڈیم سرگودھا میں آل پنجاب عامر حنیف میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد کرایا گیا۔ مختلف کھیلوں جیسے والی بال، باسکٹ بال، ہاکی، بیڈمنٹن، جوڈو، کراٹے، ٹیبل ٹینس، کبڈی اور اتھلیٹکس کے تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ چودہ اگست کے سلسلہ میں ہاکی، فٹبال، کبڈی، جوڈو، ٹیبل ٹینس، سکواش اور ریسلنگ کے مقابلہ جات کرائے گئے علاوہ ازیں پنجاب لیول پر مختلف کھیلوں کے بوائز و گرلز ٹرائلز میں سرگودھا کی طرف سے شرکت کی گئی، اس کے علاوہ چیف منسٹر سپورٹس کپ کے سلسلہ میں ہائی سکول لیول پر، انٹر میڈیٹ لیول پر اور ڈگری لیول پر مختلف کھیلوں جن میں والی بال، بیڈمنٹن، اتھلیٹکس، ٹیبل ٹینس، فٹبال اور ہاکی کے بوائز و گرلز کے انٹر تحصیل، انٹر ڈسٹرکٹ مقابلہ جات کا انعقاد کر کے پنجاب سطح پر شمولیت کی گئی، ڈگری لیول پر آل پنجاب ٹورنامنٹ میں سرگودھا نے پنجاب بھر میں دوسری جبکہ انٹر میڈیٹ لیول پر تیسری پوزیشن حاصل کی، انٹر ڈویژن باسکٹ بال چیمپئن شپ میں سرگودھا نے پنجاب بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ انٹر ڈویژن فٹبال چیمپئن شپ میں سرگودھا نے چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

(د) سال 2009-10 میں ہاکی کے 60 کھلاڑیوں کو تربیت دی گئی اور ان میں سے سرگودھا کی طرف سے پانچ کھلاڑیوں نے انٹر ڈویژن U-16 پنجاب کیمپ میں شرکت کی ان میں احسن لیاقت، اسامہ، عرفان بٹ اور یاسر بھٹی شامل ہیں۔ جبکہ سیف گیمز میں جو کہ بنگلہ دیش میں منعقد ہوئیں ان میں بھی سرگودھا کے محسن بلال، تصور عباس اور عامر شہزاد نے پاکستان کی طرف سے شرکت کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا اور یہ کھلاڑی ہمارے گراونڈز اور ہمارے کوچز کی تربیت کی وجہ سے ہی مقام حاصل کر سکے اور فٹبال میں تقریباً 60 سے 70 کھلاڑیوں کو روزانہ تربیت دی گئی، جنھوں نے انٹر سکولز اور انٹر کالجز مقابلوں میں حصہ لیا اور پاکستان ٹیم میں بھی شمولیت کی ہمارے پانچ کھلاڑی جن کا تعلق سرگودھا سے ہے نے ایران

میں منعقدہ فٹبال ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔ان کھلاڑیوں میں دلشاد احمد، امتیاز مسیح، حیدر علی، حسن مجتبیٰ اور مدثر اقبال شامل ہیں۔اس کے علاوہ سرگودھا سے ہی تعلق رکھنے والے حسنین ارشد بٹ نے ملائشیا میں فٹبال ٹورنامنٹ میں پاکستان کی طرف سے شرکت کی اور عادل احمد نے بھی پاکستان سینئر فٹبال ٹیم کی نمائندگی کی۔سال 11-2010 میں تقریباً50 کھلاڑی ہاکی کے یونیورسٹی گراؤنڈ سرگودھا اور تقریباً40 سے 50 کھلاڑی کمپنی باغ میں ہمارے کوچز کے زیر نگرانی روزانہ تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ہمارے ٹریننگ سنٹرز کے کھلاڑی انٹر تحصیل، انٹر ڈسٹرکٹ، انٹر بورڈز، انٹر پراونشل مقابلہ جات میں حصہ لیتے ہیں۔

صوبہ پنجاب میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹیاں بنانے کی تفصیلات

*7864: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹیاں بنائی گئی ہیں؟

(ب) ان کمیٹیوں نے 2008 سے اب تک کھیلوں کی ترقی و ترویج کے لئے کل کتنے اجلاس کئے، ضلع وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا ان کمیٹیوں کو کھیلوں کے فروغ کے لئے فنڈز استعمال کرنے کی اجازت ہے نیز کیا فنڈز صرف حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کئے جاتے ہیں یا اور ذرائع بھی موجود ہیں؟

(د) 2008 سے اب تک ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹیوں کے لئے کل کتنا بجٹ منظور کیا گیا، سال و ضلع وار تفصیل سے آگاہ کریں اور کس کس کھیل کے لئے کتنا کتنا فنڈ استعمال کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! صوبہ پنجاب میں سپورٹس کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کی تعداد 22 ہے۔

(ب) ان کمیٹیوں نے 2008 سے اب تک 90 اجلاس منعقد کئے۔

(ج) جی ہاں، ان کمیٹیوں کو کھیلوں کے فروغ کے لئے فنڈ استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی فنڈ فراہم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کوئی ذرائع ہیں بلکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔

(د) بجٹ / فنڈز کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ کی تمام تحصیلوں میں کھیلوں کے گراؤنڈز بنانے کی تفصیلات

*8074: میاں نصیر احمد: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی ہر تحصیل میں محکمہ کے تحت کرکٹ، ہاکی اور فٹبال کے play grounds موجود ہیں؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کی ہر تحصیل میں کرکٹ، ہاکی اور فٹبال کے play grounds بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب کی ہر تحصیل میں محکمہ کے تحت کرکٹ، ہاکی اور فٹبال کے گراؤنڈز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سکول، کالجز اور یونیورسٹی کی سطح پر بھی گراؤنڈز موجود ہیں۔

(ب) پنجاب حکومت اپنے صوبہ کی ہر تحصیل میں گراؤنڈز بنانے کے لئے کوشاں ہے۔صوبہ پنجاب کی جس تحصیل میں بھی زمین موجود ہوتی ہے، وہاں پر باقاعدہ تخمینہ لگا کر گراؤنڈز کی تعمیر شروع کر دی جاتی ہے۔

ضلع گجرات، کھیلوں کے فروغ کے لئے فراہم کئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*8152: میاں طارق محمود: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں کھیلوں کے فروغ کے لئے 11۔2010 میں کتنا فنڈ فراہم کیا گیا، اس میں تحصیل کھاریاں میں کتنا فنڈ کس مد میں خرچ ہوا؟

(ب) تحصیل کھاریاں کے شہر ڈنگہ میں کتنے پلے گراؤنڈز ہیں؟

(ج) کیا حکومت شہر ڈنگہ میں پلے گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کھیلوں کے فروغ کے لئے 11-2010 میں 12 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔حکومت پنجاب نے تمام تحصیلوں کے لئے ٹی ایم اے کو کل بجٹ کا 2 فیصد سپورٹس فنڈ مختص کرنے کی

ہدایت کی ہے۔موجودہ ضلعی نظام حکومت کے تحت فنڈ ڈسٹرکٹ لیول تک دیئے جاتے ہیں جس میں تمام تحصیلوں کے کھلاڑی اپنی تحصیل کی نمائندگی کرتے ہیں۔

(ب) تحصیل کھاریاں کے شہر ڈنگہ میں میونسپل ہاکی پلے گراؤنڈ ہے۔

(ج) حکومتی پالیسی کے تحت جس رقبہ یا گراؤنڈ کو ڈویلپ کیا جاتا ہے اس کے لئے ترقیاتی بجٹ مہیا کیا جاتا ہے اگر کوئی شاملات یا رقبہ ڈنگہ شہر میں موجود ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں محکمہ کی جانب سے گراؤنڈ بنانے میں مکمل تعاون کیا جائے گا۔

تحصیل ٹیکسلا کے گراؤنڈز میں کھیلوں کے لئے سہولیات فراہم کرنے کا معاملہ

*8157: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں کتنے سٹیڈیم / گراؤنڈز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) یہ کب بنائے گئے تھے اور ان پر کتنی لاگت آئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکسلا شہر میں جو گراؤنڈز / سٹیڈیم ہیں اس کی چار دیواری اور گیٹ ہیں، مگر اس میں کسی بھی کھیل کے لئے سہولیات فراہم نہیں کی گئیں؟

(د) کیا حکومت ان گراؤنڈز میں کھیلوں کے لئے تمام سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے کوئی سٹیڈیم / گراؤنڈز موجود نہیں ہیں۔

(ب) کوئی نہیں بنایا گیا۔

(ج) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام کوئی سٹیڈیم / گراؤنڈز نہیں ہے تاہم TMA ٹیکسلا میں سٹیڈیم کی چار دیواری اور گیٹ تعمیر کئے لیکن آثار قدیمہ کی جگہ ہونے کی وجہ سے تا حال کام روک دیا گیا ہے۔

(د) چونکہ تحصیل ٹیکسلا میں کوئی سرکاری اراضی نہیں ہے جس پر سٹیڈیم کی تعمیر مکمل ہو سکے۔

ضلع لاہور۔10-2009اور11-2010میں سپورٹس کے لئے مختص رقم ودیگر تفصیلات

*8232: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال10۔2009اور11۔2010 ضلع لاہور میں سپورٹس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کرکٹ، ہاکی، فٹبال، والی بال اور کبڈی پر کتنی رقم سال وار خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران ان کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کھلاڑیوں میں کتنی کتنی رقم تقسیم کی گئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران وی آئی پی افراد کی خاطر تواضع پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال10-2009میں ضلع لاہور میں سپورٹس کے لئے مبلغ-/10,00,000روپے کی رقم مختص کی گئی جبکہ سپلیمنٹری گرانٹ کی صورت میں مبلغ-/1,10,15,280روپے دیئے گئے اس طرح کل مبلغ-/1,20,15,280 روپے دیئے گئے جبکہ مالی سال 11-2010 میں ضلع لاہور میں سپورٹس کے لئے مبلغ-/20,00,000روپے کی رقم مختص کی گئی جبکہ سپلیمنٹری گرانٹ کی صورت میں مبلغ-/54,81,600روپے دیئے گئے اس طرح کل مبلغ-/74,81,600روپے دیئے گئے۔

(ب) سال10-2009اور11-2010کے دوران کھیلوں پر حسب ذیل رقم خرچ ہوئی:-

نمبر شمار	نام کھیل	خرچ شدہ رقم (سال10-2009)	خرچ شدہ رقم (سال11-2010)	کل رقم
1	کرکٹ	-/247,900روپے	-/4,96,500روپے	-/744,400روپے
2	فٹبال	-/11,18,720روپے	-/9,58,600روپے	-/20,77,320روپے
3	ہاکی	-/12,03,400روپے	-/10,44,200روپے	-/22,47,600روپے
4	والی بال	-/10,06,208روپے	-/9,02,400روپے	-/19,08,608روپے
5	کبڈی	-	-/2,48,100روپے	-/2,48,100روپے
	کل رقم	-/35,76,228روپے	-/36,49,800روپے	-/72,26,028روپے

(ج) سال2009-10 کے دوران مبلغ -/35,76,228روپے جبکہ سال2010-11 کے دوران مبلغ -/36,49,800روپے خرچ ہوئے۔

(د) ان سالوں کے دوران کھلاڑیوں میں نقد رقم تقسیم نہیں کی گئی بلکہ کھلاڑیوں میں انعامات یعنی ٹریک سوٹ، شرٹس اور یونیفارم کی صورت میں دیئے گئے۔

(ہ) یہ بیان کرنا مناسب ہو گا کہ مذکورہ بالا سالوں کے دوران وی آئی پی افراد کی خاطر تواضع کے لئے کوئی سپیشل خرچ نہ کی گئی ہے بلکہ سادہ طریقے سے وی آئی پی مہمانوں خصوصی، آفیشلز، سپورٹس آرگنائزرز وغیرہ کی خاطر تواضع کی گئی۔

ضلع قصور۔کھیلوں کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات ودیگر تفصیلات

*8269: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر یوتھ افیئرز، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ضلع قصور میں ہاکی کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے کیا ضلع میں ہاکی کے ٹورنامنٹ کرائے جاتے ہیں؟

(ب) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ضلعی سطح پر کون کون سی کھیلوں کی سرپرستی کرتا ہے، ضلع قصور میں کتنے کھلاڑیوں کو گزشتہ پانچ سال میں کس کس کھیل میں تربیت دی گئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ہر ضلع میں یونین لیول اور سکولز لیول پر کھیل کے گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ضلع قصور میں سپورٹس کے کتنے دفاتر ہیں اور ان میں کون کون سے گریڈ کے افسران و اہلکاران تعینات ہیں کتنے کل وقتی اور کتنے جز وقتی ہیں؟

(ہ) روشن بھیلہ ضلع قصور میں کون کون سی کھیلوں کے سٹیڈیم تعمیر کئے گئے ہیں اور اب تک ان میں کتنے ٹورنامنٹس ہو چکے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ہاکی کے فروغ کے لئے یوتھ انڈر16 سالہ اور انڈر14 سالہ ٹورنامنٹ منعقد کرواتا ہے-ہاں، ضلع میں ہاکی کے فروغ کے سلسلہ میں ٹورنامنٹ منعقد کرائے جاتے ہیں-

(ب) سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ضلعی سطح پر تمام کھیلوں کی سرپرستی کرتا ہے-ضلع قصور میں کبڈی، ہاکی، فٹبال، کرکٹ، بیڈمنٹن کے تربیتی کوچنگ کیمپ کا انعقاد کیا گیا اور لڑکیوں کی سطح پر والی بال، بیڈمنٹن، اتھلیٹکس کے تربیتی کوچنگ کیمپ کا انعقاد کیا گیا-

(ج) ہاں اور وسائل کے سلسلہ میں حکومت کو لکھا جائے گا ہے-

(د) ضلع قصور میں کھیلوں کے چار دفاتر ہیں-

1- ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس قصور
2- تحصیل سپورٹس آفس قصور
3- تحصیل سپورٹس آفس چونیاں
4- تحصیل سپورٹس آفس پتوکی

ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر	1	BPS-17
تحصیل سپورٹس آفیسر	3	BPS-16
کلرک	3	BPS-07
نائب قاصد	1	BPS-02
گراؤنڈ ملازمین ڈیلی ویجز	11	

(ہ) روشن بھیلہ میں کرکٹ گراؤنڈ، ہاکی گراؤنڈ، باسکٹ بال کورٹ اور والی بال گراؤنڈ تعمیر کئے گئے ہیں-اب تک ان گراؤنڈز میں چار ٹورنامنٹس منعقد ہو چکے ہیں-

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ سب تشریف رکھیں۔اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں

The Punjab Environment Protection (Amendment) Bill 2011(Bill No.56 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

مسودہ قانون (تنسیخ) سیٹلمنٹ کمشنرز (احکامات کی توثیق) مصدرہ 2011 اور مسودہ قانون (تنسیخ) (ترمیم) متروکہ وقف املاک اور بے دخل اشخاص مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف و اشتمال کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب محترمہ دیبا مرزا صاحبہ مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف و اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں

The Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill, 2011(Bill No.52 of 2011). The Evacuee

Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011(Bill No.53 of 2011.)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(پورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور ان کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب بات کریں گے۔ آپ ایک ایک منٹ سے زیادہ بات نہیں کر سکتے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں PIC کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ چیف منسٹر صاحب نے وفات پانے والوں کے لواحقین کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپیہ پھر سے announce کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ پہلے جب ڈاکٹرز ہڑتال پر تھے تو پانچ سو مریضوں کی وفات ہو گئی تھی۔ ڈینگی کے بہت سے مریضوں کی وفات ہو گئی تھی اور ان کے لئے بھی announcement کی گئی تھی لیکن آج تک کسی کو کوئی پیسے نہیں ملے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ ایسی announcements کا کیا فائدہ ہے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کی وفات کے بعد آپ جو پیسے ان کے لئے مقرر کرتے ہیں ان کی جانیں بچانے کی کوشش میں خرچ کریں۔ اس کے علاوہ جتنی کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں ان کا نتیجہ نہیں نکلتا۔ ڈاکٹروں کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ چیف منسٹر صاحب یہاں پر تشریف لے آئیں کیونکہ یہ پنجاب کے حوالے سے بہت بڑا واقعہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: یہ وقت تحاریک استحقاق کا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
سکولوں میں میوزیکل کنسرٹس پر پابندی کے حوالے سے پاس کی گئی قرارداد سے معزز ممبران کے بارے میں میڈیا کا غلط تاثر پیدا کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل ہماری اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی ہے جس میں یہ کہا گیا کہ تعلیمی اداروں میں کسی قسم کے میوزیکل کنسرٹس نہ کئے جائیں میں اس کی مزمت کرتا ہوں۔ اس سے حکومت نے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ حکومت اس کے اوپر اپنا clear cut view دے۔ اگر میوزیکل کنسرٹس ہوتے ہیں تو ہمارا ان سے کیا تعلق ہے؟ یہ ہماری پیدائش سے پہلے بھی ہوتے تھے اور کسی ادارے میں کوئی غلط کام نہیں ہوتا۔ یہاں irrelevant قسم کی پابندیاں لگائی جا رہی ہیں جو ہمارا کام ہی نہیں ہے۔ یہاں کل کو یہ کہا جائے گا کہ اداروں میں jeans نہ پہنی جائیں۔ میں اس پر قرارداد لے کر آیا ہوں آپ اس کو out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: میں اسے دیکھتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے پہلے قرارداد جمع کرائی ہے اگر آپ نے out of turn لینی ہے تو میری قرارداد کو لیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے میری بات سن لیں۔ وہ مشترکہ آ جائے گی۔ جس دن یہ قرارداد پیش کی گئی اور منظور ہوئی تھی تو آپ کا فرض تھا کہ اس کو oppose کرتیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا۔

محترمہ ساجدہ میر: یہ غلط قرارداد پیش ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ اس بات کی وضاحت کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میڈیا میں جب اس قرارداد کے متعلق objection یا احتجاج کیا گیا تو اس کے بعد میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب اور دوسرے معزز ممبران متاثر ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں وہ صحیح صورتحال کا ادراک نہیں فرما رہے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ کل جب یہ قرارداد آئی تو وہ اس طرح تھی کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔"

یہ قرارداد تھی اور یہ on record ہے کہ میں نے اس کو oppose کیا۔(نعرہ ہائے تحسین) مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ کس طرح سے کہا جا رہا ہے کہ اس سے اظہار لاتعلقی ہو گیا ہے یا اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔ House کا record اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے اس کو oppose کیا اور یہ عرض کیا کہ جس طرح سے ڈراموں کی قانون کے مطابق رولز میں اجازت ہے لیکن vulgarity کی اجازت نہیں ہے۔ میوزیکل کنسرٹس کی اجازت ہے لیکن vulgarity یا کسی قابل اعتراض معاملے کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے یہاں پر یہ عرض کیا کہ آپ میوزیکل کنسرٹس کے اوپر پابندی کی بات کو اس طرح سے نہ کریں بلکہ اگر کوئی ایسا کنسرٹ یا ڈرامہ ہو جس میں vulgarity ہو یا قابل اعتراض بات ہو تو وہ نہیں ہونی چاہئے۔اس وقت چودھری ظہیر الدین صاحب بھی یہاں تشریف فرما تھے انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا اور قرارداد اس طرح amend ہو گئی۔اس کے بعد کل جو صاحبان مختلف ٹی وی چینلز پر تبصرہ فرما رہے تھے یا جن لوگوں نے بیان دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو صحیح صورتحال سے آگاہ نہیں کیا گیا اور "قابل اعتراض" کے الفاظ کو کسی نے پڑھا ہی نہیں۔ وہ صرف اسی بات کو پڑھتے رہے کہ میوزیکل کنسرٹس کے اوپر پابندی لگا دی جائے۔اس سے پہلے بھی قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹس پر پابندی ہے،اس قرارداد کے بعد بھی پابندی ہے اور اس قرارداد کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ یہ ایک قسم کی یاد دہانی ہے کہ جو قابل اعتراض ڈرامے یا میوزیکل کنسرٹس ہیں ان پر نظر ہونی چاہئے اور ان کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔اس قرارداد کی حیثیت ایک recommendation کی ہے،یہ mandatory نہیں ہے اور یہ قانون نہیں بن گئی۔ میں نے بعض جگہوں پر یہ بھی پڑھا اور سنا کہ پنجاب اسمبلی نے پابندی لگا دی ہے اور قانون بنا دیا ہے۔یہ قرارداد صرف recommendation ہے،یہ mandatory نہیں ہے،یہ کوئی پابندی نہیں ہے اور یہ کوئی قانون نہیں بنا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!تو پھر یہ قرارداد لانے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے جو ارشادات فرمائے ہیں تو یہ بالکل صحیح ہے کہ Private Members Day پر ہر ممبر کا حق ہوتا ہے اور

حکومت کا یا کسی دوسرے ممبر کو oppose کرنے کا بھی حق ہوتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کل اس قرارداد کو oppose کیا اور ہم نے ان کی تجویز کو rightly admit کیا۔

جناب سپیکر! ہم یہ بات شکریہ کے ساتھ کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب نے الحمراء اور تھیٹر سے جس culture کو نکالا ہے وہ کسی اور جگہ پر اپنا سر گھسانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کی نشاندہی کرنے کے لئے معزز ممبر نے یہاں کہا کہ قابل اعتراض اور غیر اخلاقی میوزیکل کنسرٹس پر پابندی لگائی جائے۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے ٹھیک کہا کہ اس قرارداد کے متن کو پڑھے بغیر ہی کل سارا دن اس پر اظہار خیال کیا جاتا رہا اگر کوئی جواباً یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ غیر اخلاقی میوزیکل کنسرٹس کرانا چاہتا ہے تو میرے خیال میں وہ غیر مناسب ہے۔ ہم on the floor of the House اپنی پارٹی پالیسی کے مطابق کہتے ہیں کہ سکولوں میں غیر نصابی اور ثقافتی سرگرمیاں ہونی چاہئیں لیکن اگر کوئی ممبر یہ کہنا چاہتا ہے کہ غیر اخلاقی اور قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹس جن کو تھیٹر سے بھی نکالا گیا ہے وہ سکولوں میں نہ آئے تو یہ اس کا حق ہے کہ وہ یہاں پر اپنی بات کرے۔ اگر اس سے متصادم کوئی اپنی رائے لانا چاہتا ہے تو لے آئے۔ یہ amendment کی گئی اور ترمیم کئے ہوئے پورے متن میں جناب لاء منسٹر صاحب اور ہماری ممبر کی consent شامل تھی۔ اس پر سپیکر صاحب نے اجازت دی اور قرارداد پاس ہوئی۔ ہم یہاں پر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ترانے پڑھنے اور اخلاقی طور پر اچھا لگنے والا میوزک ہونا چاہئے، غیر اخلاقی تو دیکھنے اور سننے سے ہی پتا چل جاتا ہے۔ میرے خیال میں ان کے اوپر نظر رکھی جانی چاہئے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ ایک تجویز ہے، یہ قانون نہیں ہے اگر کوئی اس سے اُلٹ کوئی چیز کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کی اپنی صوابدید ہے۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم اپنے بچوں کو کلچر اور ثقافت سے دور نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: آپ کو کون یہ کہتا ہے کہ دور کریں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل کی قرارداد overdoing ہوئی ہے۔ کیا محکمہ کے سامنے جا کر پرنسپل اجازت لے گا؟ اس میں overdoing ہوئی ہے۔ اس حوالے سے کل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر اسمبلی کے متعلق بولا گیا ہے۔ کیا ہم brainless لوگ ہیں؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ overdoing اس لئے کی گئی ہے کہ اب کوئی بھی معزز پرنسپل جا کر پہلے محکمہ کو بتائے گا کہ میں کوئی فحاشی نہیں کروں گا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ اب پرنسپل اور یونیورسٹیوں کے Head of Departments جا کر ان لوگوں کو بتایا کریں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے یا تو اس قرارداد کو واپس

کریں یا جو قرارداد میں نے دی ہے اس کو House کے سامنے لایا جائے اور منظور کیا جائے۔اس سلسلہ میں آپ House کی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبہ میں اس طرح کے جو پروگرام ہوتے ہیں۔ان پر حکومت اور نہ اپوزیشن کو اعتراض ہے۔اس سلسلہ میں مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے متفقہ قرارداد لائی جائے۔ہم اس پر پابندی کا سوچ بھی نہیں سکتے اس میں جو غیر اخلاقی حرکات ہیں ان کا بھی ذکر ہو جائے۔ ہم صوبہ میں ثقافتی اور ادبی پروگراموں پر پابندی نہیں چاہتے یہ پروگرام صوبہ میں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کوئی سربراہ اپنے ادارے میں غیر اخلاقی کام کبھی نہیں کرائے گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! قائد حزب اختلاف نے متفقہ قرارداد کی بات کی ہے۔آپ اس پر کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ اس طرح ہے کہ جو بات شیخ علاؤالدین صاحب کہہ رہے ہیں وہ درست بات ہے۔ یہ ایک قسم کی یاددہانی ہے یعنی قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹ یا ڈرامہ ہو اس پر تو پہلے ہی پابندی ہے۔اس کے علاوہ کل جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس کی ایک تجویز سے زیادہ حیثیت نہیں ہے۔اگر اس بارے میں جس طرح قائد حزب اختلاف نے کہا ہے اور House یہ محسوس کرتا ہے کہ اس تاثر کو دور کرنے کے لئے متفقہ قرارداد لائی جائے۔اس قرارداد کے پاس ہونے سے کوئی پابندی نہیں لگی یہ صرف تاثر ہی ہے اور نہ ہی یہ کوئی قانون کا درجہ رکھتی ہے۔اگر اس تاثر کو دور کرنے کی خاطر House کی یہی sense ہے تو قرارداد لانے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔راجہ صاحب! متفقہ قرارداد لے آئیں۔ جی، سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب اور رانا صاحب نے جو فرمایا ہے اس کے بعد میں ایک گزارش اس House کے سامنے ضرور پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کل جو قرارداد آئی ہے اس سے متعلق رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ایک یاددہانی ہے لیکن اس کا تاثر صوبہ پنجاب یا عوام میں اچھا نہیں گیا۔ اس

کو جس طرح میڈیا نے take up کیا آپ بھی اس کو محسوس کر سکتے ہیں اور ہمارے تمام ساتھی بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ اگر اس پر کوئی متفقہ قرارداد آ جائے اور اس تاثر کو زائل کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تینوں حضرات مل کر قرارداد تیار کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ نہایت ضروری ہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اس میں اسلامی یا غیر اسلامی کی تو بات ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس تاثر کو زائل کرنے کے لئے متفقہ قرارداد لائی جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف اور چودھری صاحب نے بات کر لی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس قرارداد کے حوالے سے جیسے House کی sense ہے میں بھی اس سے اتفاق کرتی ہوں لیکن میرا اعتراض ہے کہ کل میڈیا پر ہمیں جاہل کہا گیا اور کیا کیا گالی نہیں دی گئی۔ میں کہتی ہوں کہ وہ لوگ جاہل ہیں جنہوں نے اس قرارداد کو پڑھا نہیں اور جنہوں نے قابل اعتراض کا لفظ نہیں دیکھا۔ میں بھی ماں ہوں میری بھی بیٹی ہے میں بھی قابل اعتراض میوزیکل کنسرٹ کو پسند نہیں کرتی اور کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد پوری اسمبلی کو بغیر کسی ممبر کی تفریق کے گالیاں دی گئی ہیں۔ میں باقاعدہ طور پر استعمال کئے گئے الفاظ کی پرزور مزمت کرتی ہوں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جنہوں نے پڑھا نہیں وہ لوگ جاہل ہیں

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ کے بارے میں کسی نے غلط کہا ہے تو سارے House کو اس کی پُرزور مزمت کرنی چاہئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرے بارے میں نہیں سارے House کے بارے میں کہا گیا ہے۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ ہمیں جاہل کہنے والے خود جاہل مطلق ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہا ہے کہ سارا House پُرزور مزمت کرتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سیکرٹریٹ اس قرارداد کو کیوں لایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔اس میں سیکرٹریٹ کیا کرتا، کیا آپ یہاں موجود تھیں، جب یہ قرارداد پڑھی گئی تھی تو آپ کہاں تھیں اور آپ میں سے کس نے اسے oppose کیا تھا؟ آپ اسے چھوڑیں۔This is not good اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پیپلز پارٹی کی طرف سے شوکت بسراء صاحب، چودھری ظہیر الدین صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب بھی کسی ممبر کی ڈیوٹی لگائیں تاکہ وہ ابھی جاکر متفقہ قرارداد بنائیں جسے اسمبلی میں لایا جائے تاکہ غلط تاثر زائل ہو سکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

پی آئی سی میں غلط ادویات کی وجہ سے ہلاکتوں کے ذمہ داران سے جواب طلبی اور اس پر بحث کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! صوبہ اور صوبہ کے دارالحکومت لاہور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں غلط دوائیوں کی وجہ سے اس وقت 84 کے قریب ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ جعلی ادویات کی روک تھام ہیلتھ منسٹری کا کام ہے اور ہیلتھ منسٹری اس وقت وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کے پاس ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی بہت قابل آدمی نہیں لیکن اگر ایک منٹ کے لئے یہ سمجھ لیا جائے کہ میاں شہباز شریف بہت قابل آدمی ہیں تو کیا میاں شہباز شریف 22 آدمیوں جتنا کام کر سکتے ہیں؟ انہوں نے 22 وزارتیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں پہلے اسی طرح لوگوں کو ڈینگی کی وجہ سے قتل کیا اور اب 80 سے زیادہ لوگ جعلی ادویات سے مرے ہیں۔[************]

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس طرح کی personal wording مناسب نہیں ہے۔یہاں پر اس قسم کی بات کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب کی طرف سے کہے گئے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر کھڑے ہو کر بات کر رہے ہیں۔اُن کی بات سن لینی چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: کسی بات کا جواب وہ بھی تو دے سکتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ اپنی باری پر بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو لوگ اُن سے اختلاف کرتے ہیں ہمیں صرف یہ بتا دیا جائے کہ ہمارا قصور کیا ہے؟ وہ لوگ جو قتل ہو رہے ہیں، جعلی ادویات کی وجہ سے مر رہے ہیں، صوبہ میں ڈاکو راج ہے، امتحانوں میں بچے خودکشیاں کر رہے ہیں، فنڈز کا غلط استعمال اور اُس کی لوٹ مار ہو رہی ہے وہ آدمی جوان تمام چیزوں کا ذمہ دار ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ بات سن لیں۔

MR SPEAKER: No, This is not good.

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ جوان تمام چیزوں کا ذمہ دار ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اس House میں نہیں جانا۔ وزیر اعلیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے House کے معزز ممبران کی بات نہیں سننی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کیا آپ کو انہوں نے کہا ہے کہ میں نے بات نہیں سننی؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): مجھے ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لیکن میں نے تو یہ بات نہیں سنی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اور House میں آکر جواب دے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک منٹ آپ مجھے سن لیں ورنہ ہم واک آؤٹ کر جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اب تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے تحاریک استحقاق لینے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے ایک گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ اپنی تحاریک استحقاق پیش کریں۔

تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سب انسپکٹر کا معزز خاتون ممبر کو ہراساں کرنا

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 24۔جنوری 2012 کو رات 11 بجے کے قریب اپنے گھر جوڈیشل کالونی سے بطرف علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں واقع ڈاکٹر شعیب احمد کے کلینک میں اپنے بیمار بچے کے چیک اپ کے لئے جارہی تھی کہ کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی مارکیٹ کے قریب اچانک پولیس کی ایک گاڑی جس میں آٹھ کے قریب مسلح اہلکاران موجود تھے، انہوں نے اپنی گاڑی کو میری گاڑی کے آگے لگا کر مجھے روکا اور مسلح اہلکاران نے گاڑی کو گھیرے میں لے کر اپنی گنیں ہم پر تان لیں۔ میں نے انہیں اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میں ایم پی اے ہوں اور اپنے بیمار بیٹے کے چیک اپ کے لئے ڈاکٹر شعیب احمد کے کلینک پر جارہی ہوں۔ آپ ازراہِ کرم ہمیں راستہ دیں۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ اگر آپ کو کوئی تلاشی لینا مقصود ہے تو آپ میری گاڑی کی تلاشی بھی لے سکتے ہیں۔ جس پر پولیس کے ایک سب انسپکٹر نے کہا کہ آپ گاڑی سے نیچے اتر کر ہمارے ایس ایچ او سے جا کر ملیں اور ان سے جا کر کہیں۔ میں نے کہا کہ آپ ایس ایچ او کو میرے پاس بھجوا دیں۔ میں ایک خاتون ممبر اسمبلی ہوں اور میرا بیٹا بیمار ہے اس لئے ایس ایچ او ادھر آکر میری بات سن لے جس پر سب انسپکٹر اور ایس ایچ او بضد رہے کہ میں گاڑی سے نکلوں اور ان سے بات کروں۔ کچھ پولیس اہلکاران نے بدتمیزی کی اور مجھے ہراساں کرنے کی کوشش کی۔ اس پر میرے بیٹے کی طبیعت مزید خراب ہو گئی۔ اس گمان پر میں نے 15 پر call کر دی کہ ہو سکتا ہے کہ یہ پولیس کے بھیس میں کوئی ڈاکو وغیرہ نہ ہوں تو 15 پر call کر کے

تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ 15 پر call چلنے کے بعد انہوں نے مجھے وہاں سے جانے کی اجازت دے دی۔

جناب سپیکر! میں ایک خاتون ممبر اسمبلی ہوں۔ مجھے رات کے وقت میرے بیمار بچے اور فیملی کے ہمراہ آدھا گھنٹہ تک گن پوائنٹ پر ہراساں کئے رکھا اور میرے ساتھ بدتمیزی کی گئی جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ notice مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے موصول ہوا ہے۔ میں اس مسئلہ کو resolve کراتا ہوں لہذا آپ اسے دو دن کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔

کورم کی نشاندہی

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 2051/11 کا جواب آنا ہے۔ وارث کلو صاحب! اجلاس کے بعد آپ مجھے مل کر جائیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: میں اپوزیشن کے ساتھیوں کو بھی کہتا ہوں کہ اپنا واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئیں تو بہتر ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں نے پی آئی سی میں جعلی ادویات کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی ہے تو مہربانی کر کے اسے out of turn لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ہم کیسے out of turn لے سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس سے اہم issue کوئی اور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ہم جو کر رہے ہیں وہ بھی اہم ہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سے زیادہ اہم اور کوئی معاملہ نہیں ہے اور ہم نے یہ تحریک اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی ہے۔

جناب سپیکر: جب اس کی باری آئے گی تو میں ضرور سنوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے لئے آپ House کی sense لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ضرور لوں گا لیکن ابھی نہیں کیونکہ مجھے لاء منسٹر صاحب کی بات سننے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ حقیقت سے آنکھیں کیوں بند کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میری دو آنکھیں ہیں جن پر میں نے عینک بھی لگائی ہوئی ہے جبکہ بار بار میں آپ کی طرف دیکھ بھی رہا ہوں ہم Rules & Procedure کے مطابق چلیں گے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور مجھے لاء منسٹر صاحب کی بات سننے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 2051/11 اور 2052/11 کو بھی آئندہ ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران اپوزیشن لیڈر سمیت ایوان سے واک آؤٹ کر گئے ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ اس روایت کو زندہ و قائم رکھتے ہوئے کہ ہم اپوزیشن کو منا کر لائیں گے، انہیں منا کر لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا میں اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2052/11 پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں اور مجھے ان کی ایک اور بات سننے دیں۔ شیخ صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر اس کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ تحریک التوائے کار نمبر 2051/11 اور 2052/11 دونوں کو آئندہ ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ دونوں تحاریک next week کے لئے pending کی جاتی ہیں۔ حاجی رانا محمد ارشد، وزیر زراعت ملک احمد علی اولکھ اور حاجی اللہ رکھا یہ صاحبان ایوان سے جا کر اپوزیشن کو منا کر لایا جائے۔ لاء منسٹر صاحب! محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اپنی تحریک التوائے کار کو out of turn لینے کی بات کر رہی ہیں تو اسے بھی ساتھ ہی نمٹا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی میرے پاس کاپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی اس کی ہمارے پاس کاپی نہیں آئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے آفس کے اندر جمع کرا دی ہے۔

جناب سپیکر: آفس میں جمع ہو گئی تو یقیناً ہمارے پاس بھی ہو گی۔ سیکرٹری صاحب دیکھ کر بتائیں۔

(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی نے بتایا کہ ابھی یہ نوٹس آفس میں ہی جمع ہوئی ہے)

لغاری صاحب! ابھی تک یہ نوٹس آفس میں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے تحریک استحقاق بھی تو ایسے ہی لی ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میرے پاس اور تھی نہیں جبکہ تحاریک التوائے کار میرے پاس پہلے ہی زیادہ ہیں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے۔
جناب سپیکر: جو ہم کر رہے ہیں وہ بھی اہم ہے۔
شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ issue اس سے زیادہ کیسے حل ہو سکتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے اس حوالے سے کام کر رہے ہیں۔
جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2054 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی ہے۔
معزز ممبران: جناب سپیکر! اسے pending فرمالیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے اور اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2056/11 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کی ہے جس کا جواب آنا ہے۔ جی، رانا صاحب!
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی میرے پاس نہیں آیا اس لئے اسے pending فرمایا جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک بھی next week تک pending کی جاتی ہے۔
جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!
جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت میرے خیال میں صوبہ پنجاب میں سب سے اہم issue۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بتائیں کہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ اسےout of turnلے لیا جائے یا اس کے لئے ٹائم کا تعین کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے آج مل لیں اور پھر ہم اسے اسی ہفتہ میں کرا لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر2062/11 محترمہ راحت اجمل صاحبہ کی ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کا بھی جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے بھیnext weekکے لئے pendingفرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھیnext weekکے لئےpendingکی جاتی ہے۔ اس کے بعد2063/11 انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کی طرف سے ہے جوmoveہو چکی ہے جس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے۔

ضلع راولپنڈی کے مرد اور خواتین اساتذہ کو رخصت اتفاقیہ حاصل کرنے کے لئے ڈی سی او کے رُوبرُو پیش ہونے کے انوکھے حکم سے پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر2063/11 ہے۔ معاملے کا تعلق اساتذہ کی چھٹیاں کنٹرول کرنے سے ہے۔ پچھلے دو ماہ سے راولپنڈی ڈسٹرکٹ تعلیمی سیکٹر تنزلی کا شکار ہوا جس کے بعد معاملے کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور یہ بات سامنے آئی کہ اساتذہ منظور / غیر منظور شدہ چھٹیاں راولپنڈی ڈسٹرکٹ کی تعلیمی سیکٹر میں تنزلی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ PMIUکی طرف سے حاصل شدہ معلومات ماہ ستمبر تا نومبر۔

جناب سپیکر! اس میں پوری تفصیل ہے جو میں محرک کو فراہم کر دوں گا۔ یہ 7۔ جنوری 2012تک تھا اس تاریخ کے بعد چھٹیوں کا پرانا نظام برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اقتدار اور اپوزیشن کے معزز ممبران واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ تحریکdispose ofکی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! ابھی یہ ختم ہو جائے پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔
قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بہت اہم بات ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر
پی آئی سی میں غلط ادویات کی وجہ سے ہلاکتوں کے ذمہ داران سے جواب طلبی اور اس پر بحث کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی میں جعلی ادویات کے issue پر بات کر رہا تھا تو حکومتی بنچز کی طرف سے جب آوازیں آئیں تو پھر ہم نے واک آؤٹ کیا۔ اب ہمیں ایک کمیٹی منانے گئی تھی اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ اس issue پر بات کر لیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان تحاریک التوائے کار کے بعد بات کی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی بات کر لیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ میں تو موجود نہیں تھا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی بنا کر باہر بھیجی تھی اور اولکھ صاحب کہتے ہیں کہ اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر لیڈر آف دی اپوزیشن پی آئی سی میں ادویات سے ہلاکتوں کے معاملے پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر اور طے کر کے پورا دن بحث کرانے کے لئے تیار ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ کل یا پرسوں کا دن آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ہم نے آج اور کل دو دن legislation کے لئے مختص کئے ہیں۔ اس کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن جس دن کا چناؤ کریں، جس دن یہ فرمائیں اُس پورے دن اس مسئلے پر House میں بحث ہو گی۔ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے تفصیلی مؤقف دیا جائے گا، جو انکوائریاں وغیرہ ہوئی ہیں اور جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں اس سے بھی معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری رانا صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ اپنا کل والا بزنس پرسوں پر لے جائیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔ میری پورے House، آپ اور لاء منسٹر صاحب سے یہ بھی گزارش ہو گی کہ اگر اس پر کل بات کرنی ہے تو چیف منسٹر جن کے پاس سارے اختیارات ہیں اور جو اقدامات کر سکتے ہیں کیونکہ اختیارات تو سارے چیف منسٹر کے پاس ہیں اگر وہ تشریف لے آئیں تو اس پر بہتری ہو سکتی ہے اور پورے House کی بات سن کر شاید وہ بہتر اقدامات کر سکیں۔ اگر آپ وزیر قانون کو یہ کہیں کہ وہ چیف منسٹر کو کہیں کہ آپ کل مہربانی کر کے یہاں آئیں۔ وہ اپنی بے عزتی نہ سمجھیں بلکہ اِس میں اُن کی شان ہے، اِس میں اُن کی عزت ہے کیونکہ اُن کو اِس House نے elect کیا ہے۔ اگر آج یہ سارا House اکٹھا ہو جائے، میرے مسلم لیگ (ن) والے بھائی اپنے ضمیر کے مطابق کھڑے ہو جائیں تو آج ہی ان کے خلاف عدم اعتماد ہو سکتا ہے۔ یہاں پر وزراء اور نہ چیف منسٹر آتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اگر اُن سے کل گزارش کی جائے، آپ میری طرف سے اُن کو فون کر کے گزارش کر دیں کہ آپ مہربانی کریں۔ اگر وہ ہم سے ناراض ہیں تو ہم اُن سے معذرت چاہتے ہیں اگر ان کو ہماری کسی بات سے ناراضگی ہوئی ہے تو ہم سب اپوزیشن والے اُن سے معذرت چاہتے ہیں لیکن وہ اِس House میں آئیں کیونکہ اس میں ان کی بھی شان ہے اور اس House کی بھی شان ہے۔ جس دن Question Hour ہو اس دن تو اِن بے چارے وزراء کو ان کے سیکرٹری بریفنگ نہیں دیتے۔ یہ ہماری گزارش ہے کہ اس کے لئے کل کا دن رکھا جائے، یہ ہم اصرار کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! پہلی بات یہ ہے کہ جو اموات ہو رہی ہیں اس پر پنجاب اسمبلی کو اپنا concern show کرنا چاہئے۔ جو بات لاء منسٹر نے کی ہے کہ گورنمنٹ جو کارروائی کر رہی ہے وہ تو کر ہی رہی ہے لیکن اصل حقائق House کے سامنے آنے چاہئیں۔ اس پر اگر کل کی بجائے پرسوں بھی بات

ہو جائے تو ہمیں اس بات کو issue نہیں بنانا چاہئے۔اس پر ہم پرسوں پورے facts and figures کے ساتھ بات کریں اور یہ اس House کا حق ہے کہ اس کو apprise کیا جائے۔جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر قائد حزب اختلاف اس بات پر ہی بضد ہیں کہ یہ کل ہی ہونی چاہئے تو ہم جو legislation لے رہے ہیں یہ بڑے shortest period میں ہونے والی ہے کیونکہ صرف reconsideration کے Bill پیش ہونے ہیں۔اگر کل ہم in time House کا آغاز کردیں، Question Hour اور Adjournment Motions کے بعد ہم legislation شروع کرلیں تو کل بھی ہم تقریباً 2 بجے تک اس legislation سے فارغ ہو کر 2 تا 4 بجے تک اس معاملے پر بحث کر سکتے ہیں۔اگر قائد حزب اختلاف کا کل کا ہی تقاضا ہے تو کل بھی کر لیتے ہیں اس میں حکومت بالکل غافل نہیں اور وزیراعلیٰ اس پر بھرپور توجہ دے رہے ہیں۔باقی جہاں تک ان کا یہ فرمانا ہے کہ سارے اختیارات وزیراعلیٰ کے پاس ہیں۔یہ تو Constitution اور rules کا معاملہ ہے کہ سارے اختیارات وزیراعلیٰ کے پاس ہی ہوتے ہیں اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔جہاں تک آپ اس معاملے کی بات کریں۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کل یہاں پر جو بحث ہوگی اس پر معزز ممبران اور اپوزیشن کی طرف سے جو تجاویز آئیں گی اس پر حکومت انشاء اللہ عملدرآمد کرے گی۔ان تجاویز کو seriously لیا جائے گا۔باقی جو قائد حزب اختلاف کی وزیراعلیٰ پنجاب سے محبت ہے اور وہ بار بار اُن کو یاد کرتے ہیں تو میں اِن کی محبت بھی اُن تک پہنچا دوں گا۔اُنہوں نے اگر ضروری خیال کیا تو وہ کل اِن کو شرف ملاقات بھی بخش دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ کل Question Hour کے بعد پہلے اس کو take up کر لیا جائے کیونکہ یہ انتہائی اہم issue ہے۔اس کے بعد رانا صاحب حکومتی بزنس کرلیں۔یہ ایک اچھا message جائے گا کہ ہم نے ایک اہم issue پر Question Hour کے بعد اس پر دو گھنٹے بحث کی ہے کیونکہ ہمارے لئے دو گھنٹے کافی ہیں۔باقی میری

محبت تو یہی ہے کہ "روٹھے ہو تم، تم کو کیسے مناؤں پیا؟" مجھے رانا صاحب یہ طریقہ بھی بتادیں کہ کس طرح سے میں اپنے پیا کو مناؤں؟ اللہ کرے کہ وہ اس House کا احترام کرنا شروع کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ ہم کل صبح بیٹھ کر فیصلہ کر لیں گے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نہیں، ابھی کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ legislation زیادہ سے زیادہ 45 سے 50 منٹ کا segment ہو گا اس کے بعد پھر ہمارے پاس لامحدود ٹائم ہو گا کہ چاہے اس پر آپ دو یا تین گھنٹے بحث کریں۔ یہاں پر ہم کل کھانے کا بھی انتظام کرا لیں گے پھر بے شک آپ شام 5 یا 6 بجے تک اس پر بات کریں کیونکہ پھر یہاں پر یہ نہ ہو کہ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے اب اس کو ختم کریں ہم نے legislation کرنی ہے اس لئے ہمیں اس سے آزاد ہو کر اس پر کم از کم تین سے چار گھنٹے ملنے چاہئیں تاکہ سبھی دوست بات کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! ویسے عموماً practice بھی یہی رہی ہے کہ Business of House conclude کر کے session open کر دیا جائے تاکہ جو بھی معزز ممبر اپنی بات کرنا چاہتا ہے وہ کر لے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ جتنی ہلاکتیں ہو رہی ہیں ان کا پنجاب کے عوام سے تعلق ہے۔ ان کا خیال ہے کہ بعد میں کورم پورا نہیں ہونا لیکن میں انہیں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم کل کورم point out نہیں کریں گے اور یہ اپنا بزنس مکمل کر لیں لیکن میں آپ سے اور آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک اہم issue ہے اس سے عوام میں ایک اچھا پیغام جائے گا کہ ہم نے انسانی جانوں کو بچانے اور بہتری کے اقدامات پر بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف پھر اس بات پر agree کریں کہ اس topic پر ایک گھنٹہ بحث کرنے کے بعد ہم legislation کو take up کریں گے

لیکن میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں رہے گا۔ اگر قائد حزب اختلاف کل ایک گھنٹہ کے فرق سے لیٹ ہونا محسوس کر رہے ہیں تو آج legislation کے بعد یہ یہاں پر تشریف رکھیں۔ ہم آج ہی اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب! ابھی legislation کے بعد House open کر دیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! Question Hour کے بعد صرف ہمیں دو گھنٹے دے دیں اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ آج کی بات نہیں ہے ہم کل question hour کے بعد دو گھنٹے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! کائرہ صاحب کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس وقت بلاتفریق تمام معزز ممبران کو لوگوں کی جانیں ضائع ہونے پر افسوس اور ہمدردی ہے۔ اس پر نہ صرف صوبہ بلکہ پورا پاکستان افسردہ ہے۔ قائد حزب اختلاف کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں گزارش کروں گا کہ اگر قائد ایوان تشریف لائیں اور وہ comprehensive report جو کہ حقائق پر مبنی ہے پیش کریں۔ ہم میڈیا اور مختلف ذرائع سے یہ باتیں سنتے ہیں اس میں بعض غلط reporting بھی ہوتی ہے لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اصل معاملات کیا ہیں؟ اگر قائد ایوان بتائیں گے تو یقیناً ہم سب سمجھ سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں دوسری یہ گزارش کروں گا کہ کل جو بحث ہے وہ خالی بحث نہ ہو، ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ first time information House کو درست ملے اور ہم چیف منسٹر صاحب سے سوال و جوابات کر سکیں کیونکہ جیسے رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ اس پر کام کر رہے ہیں اور پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم کوئی بات کہہ سکیں گے یا ان سے سُن سکیں گے۔ میرے خیال میں وہ direct interaction نہ صرف House بلکہ پورے صوبہ کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہوگی۔ جب وہ رپورٹ کے بارے میں کوئی بات بتائیں گے تو تب ہمارے ذہنوں میں سوال آئیں گے پھر ہم بات کو آگے لے کر چل سکیں گے کہ معاملہ کیا ہے اور تب ہم اس کا حل تجویز کر سکیں گے۔ ابھی ہمارے پاس جو حل یا information ہے وہ ساری کی ساری media based ہے۔ میری یہ گزارش

ہو گی کہ قائد ایوان تشریف لائیں، ہم سب یہ سمجھنا چاہیں گے کیا معاملات ہیں اور اپنی تجاویز دینا چاہئیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح کائرہ صاحب نے بات کی ہے اگر معزز ممبران یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت جو investigation/inquiry کا process شروع ہے اور اس کے نتیجہ کے طور پر جو چیز سامنے آئی ہے اس سے House کو آگاہ کیا جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ انہیں حکومت کو ٹائم دینا چاہئے۔ وہ تمام انکوائری، analysis یا Laboratories کی سطح پر تحقیقات ہو رہی ہیں جب ان کا رزلٹ آ جائے تو اس کے مطابق House کو آگاہ کیا جائے۔ فی الحال یہ ہے کہ اس معاملے کو روکنے کے لئے حکومت انتھک کوشش کر رہی ہے، سب کو نظر بھی آ رہا ہے اور میڈیا بھی دکھا رہا ہے۔ باقی اگر House کے معزز ممبران ان کوششوں میں اضافہ کرنے کی تجاویز دے سکیں تو لی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ معاملہ یہ ہے کہ یہ ادویات تقریباً 48ہزار لوگوں نے استعمال کی ہیں ان میں سے چار سو لوگوں کو reaction ہوا ہے۔ اب اس میں یہ معاملہ ہے کہ ان چار سو لوگوں کو reaction کیوں ہوا ہے اور باقی 47ہزار چھ سو لوگوں پر reaction کیوں نہیں ہوا؟ Laboratories کے لوگوں سے یہ بات سامنے آئی ہے اور انہوں نے کہا ہے جب تک مریضوں کی postmortem رپورٹ نہیں آئے گی تو ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ ابھی وہ process in progress ہے اگر حکومت سے first hand information لینا مقصود ہے جیسے کائرہ صاحب فرما رہے ہیں تو پھر ہمیں یہ موقع دیں ہم اس کا تعین کریں کہ اس پر بحث کل ہونی ہے یا کوئی ایک آدھا دن آگے پیچھے ہونی ہے لیکن اگر تجاویز کی حد تک ہے تو ہم آج بھی تیار ہیں یا جیسے میں نے کل کا عرض کیا ہے تو کل کرا لیں اس کے لئے ہم آج بھی تیار ہیں اور کل بھی تیار ہیں اور جیسے یہ حکم کریں ٹائم رکھ دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس چیز سے بالاتر ہو کر کہ اپوزیشن یا گورنمنٹ، یہ House چونکہ صوبہ کا سب سے سپریم House ہے اور یہاں پر بیٹھے لوگ عوامی نمائندے ہیں ان کا یہ concern ہے کہ جو بھی حالات ہیں، آج میڈیا سے جو

باتیں سنی جا رہی ہیں ان میں بہت زیادہ تضاد ہے لیکن گورنمنٹ کی بات definitely relevant ہوگی۔اس پر ایک بحث نہیں ہوگی بلکہ اس پر دو تین بحثیں ہوں گی،اس معاملے کی information روزانہ کی بنیاد پر House کو ملنی چاہئے، چاہے جس طریقہ سے بھی ہو اور اس کے لئے حکومت جس آدمی کو بھی مقرر کرے۔پہلی بات یہ کہ یہ ہوا کیوں ہے؟اب اس کی تدابیر کیا ہیں اس سے day to day باتیں سامنے آئیں گی۔یہ House concern feel کرتا ہے اور اس House کو information ملنی چاہئے تاکہ جب ہم عوام میں جائیں اور اگر کوئی بندہ ہم سے پوچھے تو ہم well-informed ہوں اور ان کو بتا سکیں۔یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جو اس وقت اس صوبہ میں پیدا ہوا ہے تو میری گزارش ہے کہ اس کو سیاست کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے اور اگر حکومت اس کو انا کا مسئلہ بنانا چاہتی ہے تو میری ان سے بھی گزارش ہے کہ اس کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔اس بارے میں House کو بہترین انداز میں informed کرنا چاہئے۔اس میں جو بھی خامیاں ہیں انہیں عوام اور اس House کے سامنے لانا چاہئے۔definitely اس میں کہیں نہ کہیں کوئی بات ہے اس کو اس House کے سامنے رکھنا چاہئے۔ جیسے رانا صاحب نے کہا کہ پرسوں اس پر بحث ہونی چاہئے تو میں قائد حزب اختلاف راجہ صاحب اور اپوزیشن کے دوسرے بھائیوں سے request کرنا چاہتا ہوں کہ آپ روزانہ آکر بات کریں لیکن اس پر proper discussion ہو تاکہ حکومت اپنا point of view آپ کے سامنے رکھے اور آپ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دن بحث کریں یا دوسرے دن رکھ لیں،اس پر کسی کو انا یا سیاست کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے اور اس پر House کو proper انداز سے inform کرنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!جس طرح میرے بھائی سعید اکبر خان صاحب نے کہا ہے بالکل حکومت جو بھی ٹائم لینا چاہتی ہے وہ ٹائم لے،اس پر پوری briefing لیں۔اگر چیف منسٹر صاحب خود تشریف لے آئیں تو بہت اچھی بات ہے یا حکومت جس کو نمائندہ مقرر کرے وہ پوری briefing لے اور سب سے پہلے اس حکومتی نمائندے کو موقع دیا جائے کہ وہ پورے House کو حالات سے آگاہ کرے۔اس کے بعد بے شک اگلے دن ہر روز ایک گھنٹہ رکھ لیں جب تک یہ اجلاس چل رہا ہے،دوستوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اس پر بات کر سکیں اور اگر روزانہ ایک گھنٹہ رکھنا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر یہ پوری briefing لینے کے لئے ٹائم چاہتے ہیں تو جس دن یہ briefing

دیں گے۔اس سے اگلے دن ہم اپنے خیالات کا اظہار کر لیں گے۔ ہمیں جو خدشات ہیں یا جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں وہ اگلے دن کر لیں گے لہذا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے وہ واقعی درست ہے کہ briefing پہلے ہو جائے اور اس کے بعد House میں بحث ہو۔ اب اس کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ technical and professional لوگوں کی briefing اس معاملے میں بہتر ہو گی، یہ میری ذاتی رائے ہے کہ وہ زیادہ مستند ہو سکتی ہے۔ ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بات ان سے پہلے میں سمجھوں اور اس کے بعد اس معزز ایوان میں آ کر بتاؤں۔ دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس بات کا اہتمام کرا دیں کہ اس سلسلے میں جو انکوائری ٹیم بنی ہوئی ہے اس کا جو سربراہ ہے اس کو ہم بلا لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ساتھ سیکرٹری ہیلتھ بھی آ جائیں اور یہاں آ کر معزز ممبران کو technically and professionally جو ان کے پاس information ہے کہ یہ کیا ہوا، کیوں ہوا اور کس طرح سے ہوا؟ وہ اس پر briefing دے دیں، اس کے لئے بے شک آپ کل کا ٹائم رکھ لیں اور اس کے بعد ایوان میں آپ بحث کرا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ briefing کہاں دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کمیٹی کا سربراہ اور سیکرٹری ہیلتھ تو اس ایوان میں briefing نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر قانون ایسا کر لیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ سعید اکبر خان صاحب نے کہا ہے ہم اس پر کوئی سیاست نہیں کرنا چاہتے۔ جناب وزیر اعلیٰ ان ساری میٹنگوں کو head کر رہے ہیں اور ساری چیزیں ان کے علم میں ہیں اگر وہ آ جائیں یا میرے دوست ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب آ جائیں، میں نے کل بھی ان کو ٹی وی پر briefing دیتے ہوئے دیکھا ہے، وہ ڈاکٹر بھی ہیں اور وہ ان تمام کمیٹیوں میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب آ جائیں بہت ہی اچھا ہے لیکن اگر وہ اپنی اس میں بے عزتی سمجھتے ہیں تو ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کو موقع دے دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہے کہ House کے اندر تو پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب brief کریں۔ ہمارے معزز ممبران کو جو بھی information درکار ہو وہ ان کو دینے کے لئے آج بھی موجود ہیں کل اور پرسوں بھی موجود ہوں گے ۔ ایک briefing اس کمیٹی کے سربراہ اور سیکرٹری ہیلتھ معزز ایوان کے ان ممبران کو جو یہ briefing لینا چاہتے ہیں دے دیں۔ اس کا اہتمام آپ نیچے کیفے ٹیریا میں کروا دیں، اس کے بعد جس دن اس معزز House میں بحث ہو گی اس بحث کو conclude چیف منسٹر صاحب خود آکر کریں اور اس سلسلے میں ان سے یہ request کروں گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ میری عرض سن لیں۔ لغاری صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں میں ان کی بات تو سن لوں۔ لغاری صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اہم issue کو اٹھانے کی آپ نے ہمیں اجازت دی۔ اس issue کو اٹھانے کی ہم بہت دیر سے کوشش کر رہے تھے اور مجھے یہ لگ رہا تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے اسے brush aside کیا جا رہا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اس ایوان کو answerable ہے۔ ہمارے functions میں سے جس طرح legislation ہمارا کام ہے اسی طرح سے holding the Government accountable بھی ہمارا کام ہے ۔ اس ایوان کو حکومت جوابدہ ہے اور اس ایوان کے اندر ہم نے پالیسیوں کو بھی discuss کرنا ہے۔ یہ جو ہمارا Question Hour ہوتا ہے یہ ہماری طرف سے حکومت کو answerable کرتا ہے۔ اسی طرح یہ جو اتنا بڑا incident ہوا ہے اس پر بھی حکومت اس ایوان کو جوابدہ ہے۔ اس بات پر ہم نے اپنی پارٹی کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار بھی 23 تاریخ کی جمع کرائی ہوئی ہے۔ ہمیں تین دن ہو گئے تھے اور ہم یہ گزارش کر رہے تھے کہ اس کو out of turn لے لو لیکن اس کو somehow avoid کیا جا رہا تھا ۔ میں پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس important issue کو take up کیا۔ اب طریقہ یہ ہے کہ اس میں جواب دہ ہونا کس طرح ہے؟ جس طرح نوانی صاحب نے تجویز دی ہے کہ اگر روزانہ اس House کو briefing مل جائے تو بہتر ہوگا تاکہ ہمیں پتا ہو ہم blind نہ ہوں کہ کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں پتا ہو کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اور ہم اس چیز کو سراہیں کہ ہاں حکومت نے یہ اچھا اقدام کیا یا may be ہم میں سے کوئی تجویز دے کہ اس چیز کو

ایسے کر لو۔ جب تک یہ issue handle نہیں ہوتا اس House کو حکومت جواب دیتی رہے۔ اس سلسلے میں سب سے relevant آدمی، norms تو یہ ہیں کہ متعلقہ وزیر ہی ہوتا ہے وہ concerned ہوتا ہے۔ اب اس محکمہ کا کوئی وزیر نہیں ہے اس وقت جو ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں وہ بھی بڑے competent شخص ہیں اور وہ خود بھی ڈاکٹر ہیں اور ہر وقت اس چیز پر کام بھی کرتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں ہمیں daily briefing دے دیں اور سب سے بہتر تو یہ ہوگا کہ:

Chief Executive of the Province on such an important issue should personally come and take the House into confidence.

میں رات بھی ٹی وی پر دیکھ رہا تھا کہ وہ رات کے گیارہ بارہ بجے تک میٹنگیں کر رہے تھے۔ وہ میٹنگیں ضرور کریں لیکن اس ایوان کو بھی بتا دیں کہ ہم کر کیا رہے ہیں۔ ہم بھی انہی کے ساتھی ہیں ہمارے ووٹوں کے ساتھ ہی وہ چیف منسٹر بنے ہیں، ہماری طرح کے وہ بھی ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جتنی بھی یہاں پر بات ہوئی ہے اب میں اس کو conclude کر دیتا ہوں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب والا! اس سلسلے میں، میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کو ٹائم دوں گا پہلے آپ میری بات بھی سن لیں۔ وزیر قانون صاحب! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ کل اگر ہم اس مسئلے پر proper briefing رکھوا دیں جو کہ کیفے ٹیریا میں arrange کر لی جائے اور پھر اس briefing کی روشنی میں پرسوں ایوان میں open بحث کرا لی جائے اور پھر اس کے بعد briefing on regular basis پر جب تک کہ اس کا کوئی حل نہیں نکل آتا بات جاری رکھی جائے کیونکہ ہم نے اس کے حل تک پہنچنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اس کی میٹنگ کیفے ٹیریا میں نہیں ہوگی یا تو وزیر صحت اس پر briefing دیں یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب House میں briefing دیں۔ جتنی بھی ان کے پاس information ہے وہ House کو briefing دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہ گورنمنٹ کے نمائندے جو سامنے بیٹھتے ہیں یہ ہمیں جواب دیں۔ کل کو پھر Question Hour کے لئے بھی کیفے ٹیریا جانا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔ آپ بات تو سنتے نہیں ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون نے اس بات کی assurance دی ہے کہ Chief Executive of the Province آئیں گے۔ آپ دیکھیں ابھی یہاں پر issue کیا تھا؟ issue یہ تھا کہ House کو proper briefing ہونی چاہئے۔ اس House کو apprise کرنا حکومت کا فرض ہے۔ اب اس کے اندر جو پہلا پوائنٹ آیا وہ یہ تھا کہ یہاں پر ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کل House کو apprise کر دیں اور پرسوں پھر اس کی پوری تیاری کے ساتھ اس پر argument کر لیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! سوالوں کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ایک specific question ہوتا ہے اور اس کا answer ہو جاتا ہے یعنی question answer اور تحاریک التوائے کار ایک different چیز ہے questions میں ایک specific question ہوتا ہے یا تحریک التوائے کار میں ایک specific matter ہوتا ہے اور اس کا جواب دے دیا جاتا ہے۔ Briefing جو ہے وہ something different ہے بہر حال House کی sense یہ ہے قائد حزب اختلاف اور کائرہ صاحب بھی یہی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے ذمہ یہ لگاتے ہیں کہ وہ نہ صرف کل House کو brief کریں بلکہ اس پر ایک document بنا کر کہ جواب تک efforts ہوئی ہیں ان کو document کر کے پورے House میں distribute بھی کرا دیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی questions ہوں تو ان کو بھی answer کر دیں اور اس کے بعد جب یہ معزز House یہ سمجھے کہ اب ان کی تیاری ہے تو پھر اس کے بعد اس پر بحث کر لیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب والا! جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے اور sense of the House بھی یہی ہے کہ اس معاملے کی اہمیت کو مد نظر رکھا جائے۔ آج اگر وزیر صحت موجود ہوتے تب بھی ہم چیف منسٹر صاحب سے گزارش کرتے اور وہ تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد وہ information ہمارے ساتھ share کرتے۔ اس وقت sense of the House یہ ہے اور اپوزیشن بھی یہ چاہ رہی ہے کہ قائد حزب اقتدار ضرور تشریف لائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو انہوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ تشریف لائیں گے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: اس کے علاوہ Treasury Benches والے دوست بھی یہی محسوس کر رہے ہیں لیکن حکومت کا مؤقف اس میں مختلف ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اگر چیف منسٹر

صاحب یہاں پر آ کر brief کریں گے تو ان کی عزت میں اضافہ ہوگا اور عوام میں بھی ان کے متعلق confidence آئے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ گورنمنٹ کیوں یہ نہیں چاہ رہی کہ وہ یہاں تشریف لائیں۔ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں competent ہیں وہ ہمیں بتائیں گے لیکن اہمیت اس وقت یہ ہے بلکہ میں آپ کی بھی رائے چاہوں گا کہ ایک طرف گورنمنٹ اور دوسری طرف اپوزیشن اور House ہے ۔ آپ کی رائے کیا ہے ؟ آپ کو چاہئے کہ آپ چیف منسٹر صاحب کو direct کریں کہ وہ تشریف لائیں اور یہاں تشریف لا کر اس معاملے میں اس House کو جواب دیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ اس پر بات کر لیں پھر وزیر قانون صاحب کی بات سن کر اسے wind up کریں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں اس معزز ایوان کے چند لمحے لوں گا۔ جیسا کہ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ اب House کے اندر ہی ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اس کی briefing کریں گے۔ briefing میں بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ اس وباء پر قابو پانے کے لئے جس سے اتنی جانوں کا نقصان ہو رہا ہے جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں وہ بتائیں گے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب یا معزز وزیر اعلیٰ صاحب جب تشریف لائیں تو ان اقدامات کا بھی ذکر کریں لیکن ساتھ ساتھ اس کی بھی briefing دیں کہ کیا fix responsibility کی جا رہی ہے کہ یہ واقعہ کیوں ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے، ہم اسے miss کر رہے ہیں لہذا یہ چیز add ہونی چاہئے کہ fix responsibility کی جائے کہ کن وجوہات کی بناء پر یہ ہوا اور over the hence of the affair ادھر کون کون لوگ بیٹھے تھے انہیں بے نقاب کیا جائے، ذمہ دار لوگوں کو بڑھاوا دیا جائے اور جو غیر ذمہ دار ہیں انہیں fix کیا جائے۔ میری گزارش ہے کہ responsibility fix کرنے کے لئے جو کچھ بھی کیا جائے اس سے بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایوان کو مطلع کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن میرا ایک سوال ہے کہ ہیلتھ منسٹر کیوں نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے یہ کہہ دیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب آ کر wind up کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل briefing دیں لیکن ہیلتھ منسٹر کیوں نہیں؟ وہ کل آ کر briefing دے دیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آخر میں آئیں گے ہمیں پھر بھی اعتراض نہیں ہے اگر ہو سکے تو ہیلتھ منسٹر خود آ جائیں نہیں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل briefing دیں کہ یہ کیوں ہوا، اس کے ذمہ داران کون ہیں اور اسے روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب کل اس پر نہ صرف comprehensive briefing بیان کریں گے بلکہ جس طرح سے چودھری صاحب نے steps identify کئے ہیں ان کے مطابق کل briefing ہو جائے گی اس کے بعد چودھری صاحب اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر اس پر بحث کے لئے جو date طے ہو گی اس پر House میں بحث open ہو جائے گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! چھوٹی سی گزارش ہے کہ یہ سارا process یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے agitate کرنے اور نشاندہی کرنے پر احسن طریقے سے ہو رہا ہے اسے ایک legal situation دینے کے لئے ہماری پارٹی کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار پڑھنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس پر کل out of turn تحریک التوائے کار لے لیں گے۔ میں نے already انہیں کہہ دیا ہوا ہے کہ مجھے مل لیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اسے یہاں صرف پڑھ دیا جائے تو legal process ہو جائے گا کہ اس پر debate ہو رہی ہے۔ اسے ایک sanctity ملے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! just read it out صرف پڑھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن وہ اپنے ٹائم پر ہی ہو گا۔جب تحاریک التوائے کار کا ٹائم آئے گا تب ہی پڑھی جائے گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! آپ آج ہی پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آج تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: کل پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کل کر دیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جی، ٹھیک ہے۔اپوزیشن لیڈر صاحب نے جو فرمایا ہے اسے legal sanctity مل جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کل ہو جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! آپ کے لیڈر نے بات کر لی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اور بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پلیز کوئی اور بات نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈاکٹر فیصل مسعود صاحب جو کہ پاکستان کے مایۂ ناز ڈاکٹر ہیں انہیں کل معطل کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل جب briefing ہو گی تو ساری بات اس میں آ جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میری بات تو سن لیں میں کوئی اور بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! No, this is no point of order sorry

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کل وزیر اعلیٰ صاحب نے انہیں معطل کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ سب نے اخبار میں پڑھ لیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑی important بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے لیڈر نے بات کر لی ہے۔آپ اس طرح Chair کو intimate نہیں کر سکتے، please no point of order

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں، آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Laying of the reports reconsideration and passage of Bills. Minister for Law!

ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی (ٹیوٹا) کی سالانہ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay

> The Annual Report of Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2010-11 is laid in the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> The Annual Report of Technical Education and Vocational Training Authority (TEVTA) for the year 2010-2011 has been laid.

Now, Annual Performance Report of Punjab Baitual-Ul-Mall Council for the year 2010. Minister for Law.

پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال 2010 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay

> The Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2010 is laid in the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The Motion moved is:

The Annual Performance Report of Punjab Bait-ul-Maal Council for the year 2010 has been laid.

Now, Annual Report of Punjab Pension Fund for the year ended 30th June 2010. Minister for Law.

پنجاب پنشن فنڈ کی 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کی سالانہ رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay

The Annual Report of Punjab Pension Fund for the year ended 30th June 2010 is laid in the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

The Annual Report of Punjab Pension Fund for the year ended 30th June 2010 has been laid.

Now, Annual Performance Report of Parks and Horticulture Authority (PHA) for the year 2009-2010. Minister for Law!

پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی (پی ایچ اے) کی سالانہ کارکردگی رپورٹ برائے سال 2009۔10 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay

The Annual Performance Report of Parks and Horticulture Authority (PHA) for the year 2009-10 is laid in the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

The Annual Performance Report of Parks and Horticulture Authority (PHA) for the year 2009-10 has been laid.

Now, we take up the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.12 of 2011)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No point of order between legislation. جب آپ نے oppose کرنا ہوگا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! laying of reports پر discuss کرنے کے لئے بھی دن رکھنا ہوتا ہے، پچھلی دفعہ بھی یہ بات ہوئی تھی اور کہا گیا تھا کہ دن رکھا جائے گا جو کہ ابھی نہیں رکھا گیا۔ میری پھر آپ سے گزارش ہے کہ ہم نے ان reports میں سے صرف پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ take up کی ہے لیکن باقی کوئی رپورٹ take up نہیں کی گئی۔ ابھی جو reports پیش کی گئی ہیں از راہ کرم ان کے لئے بھی کوئی دن، کوئی تاریخ مقرر کر دیں اور جو پچھلی reports تھیں ان کے لئے بھی کوئی دن رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کا point آگیا ہے ہم اس پر کوئی دن رکھ کر آپ کو بتا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں جو reports lay ہوئی تھیں، rules یہ کہتے ہیں کہ reports discuss ہونی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ کا point آگیا ہے Date and time will be fixed

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! last time جب یہ معاملہ رانا عبدالرحمٰن صاحب نے اٹھایا تھا تو اس کے بعد سپیکر چیمبر میں میٹنگ ہوئی تھی، اس وقت لغاری صاحب بھی موجود تھے اور یہ طے پایا تھا کہ یہ سیکرٹری صاحب سے مل کر اس کی priority بنا دیں گے اور اس کے مطابق ان reports پر بحث کے لئے دن مختص کئے جائیں گے۔ یہ reports بھی اسی priority میں fix ہو جائیں گی اور اس کے مطابق ان کے لئے days طے ہو جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بالکل priority بنا دی گئی تھی انہوں نے دن رکھنے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی رکھ لیتے ہیں، یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کام ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! I refer to rule 130,131,132. It is laid in the House and the Speaker shall fix a day آج یہ دن fix ہونا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات ہو گئی ہے point آگیا ہے اور date fix کر لیتے ہیں۔ شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس رپورٹ میں چنیوٹ کا ذکر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! اس وقت اس پر بات نہیں ہو گی بلکہ جب یہ discuss ہو گی تو تب آپ کو بتادیں گے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے۔ آپ کی بات ختم ہو چکی ہے، آپ نے کہا ہے کہ ٹائم رکھنا ہے وہ ہم رکھ دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! ابھی جو reports lay ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے

Annual Report for Technical Education and Vocational Training, Annual Performance Report of Punjab and Bait-ul-Mal and Annual Report of Punjab Pension Fund

یہ تینوں بہت ضروری ہیں لہذا تینوں discussion کے لئے رکھی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہی بات دُہرا رہے ہیں۔ کر لیتے ہیں۔ شکریہ

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.12 of 2011). Minister for Law may move the motion for the consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) (طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "The message of the Governor in respect of the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill."

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب ہم ممبر بنے تھے تو آپ نے قانون کی یہ کتاب ہمارے ہاتھ میں پکڑائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کرنا کیا چاہ رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو illegalities commit کی گئی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کا وقت آئے گا اس وقت بات کرنا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایسے نہیں۔ میری بات سن لیں، ٹائم شروع میں آنا ہے بعد میں نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو ذرا یہ سمجھا دیں کہ اس کے بعد اسے oppose کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! follow the rules آپ rules کی بات کر رہے ہیں لیکن rules کو follow نہیں کر رہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ rules follow نہیں کر رہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Basra Sahib! I am following the rules but you are not following the rules.

آپ اس طرح Chair کو بالکل مخاطب نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کو rules کا پتا نہیں تو I am sorry for that

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بہت زیادتی کی بات ہے۔ آپ کو میری بات سننا پڑے گی اس سے پہلے کہ میں کورم point out کر دوں آپ میری بات سنیں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article-116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اس کو اس طرح سے bulldoze نہ کریں۔ آپ میری بات سنیں۔ میں rules پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب time آئے گا تو تب آپ یہ rules پڑھ لیجئے گا۔

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے اور میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چونکہ کورم point out ہو گیا ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔وزیر قانون صاحب!آپ اس کو دوبارہ move کر دیں۔

مسودہ قانون(ترمیم)(طبی امداد)زخمی اشخاص مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article-116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article-116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

CH. SHAUKAT MAHMOOD BASRA (Advocate): Sir, I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: Now, this is the way. This is the proper time.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب تو ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کر لی ہے۔ میری بڑے ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ ہم legislatures ہیں اور ہمارا main function legislation کرنا ہے۔ اس وقت میرے ہاتھ میں "Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997" کی کتاب ہے۔ جب ہم اسمبلی میں آئے تھے تو ہمیں ان rules کا بالکل علم نہیں تھا کیونکہ ہم نئے آدمی تھے اور اس وقت ہمارے ہاتھ میں یہ کتاب اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے پکڑائی گئی تھی کہ اس کو follow کیا جائے گا اور ان rules کے تابع یہ اسمبلی چلے گی۔

جناب سپیکر! جمہوریت کے اندر majority کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جن معاملات کا تعلق directly عوام کے مفاد کے ساتھ ہوتا ہے ان کو majority کے بل بوتے پر bulldoze کیا جائے اور یہاں پر حزب اختلاف کو اس پر رائے دینے کا اختیار بھی نہ ہو اور یہاں یہی ہوا۔ اگر ہمارے لاء منسٹر competent ہوتے تو آج جو کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے وہ نہ ہوتا۔ یہ Bill گورنر صاحب کو گئے پھر گورنر صاحب سے واپس آئے اور اس کے بعد اب پھر ایک غیر قانونی طریقہ adopt کیا جا رہا ہے جو against the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ Rules of Procedure 1997 کے رول 113 میں دیا گیا ہے جو اس طرح ہے کہ:

113. BILLS RETURNED BY GOVERNOR.-

(1) When a Bill passed by the Assembly is returned by the Governor to the Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered, the Secretary shall circulate the message to the members and shall also send an intimation to that effect to the Minister for Law and Parliamentary Affairs and to the Minister-in-charge.

(2) The Minister-in-charge or a member may give notice in writing to the Secretary for reconsideration of the Bill or any provision thereof or any amendments suggested therein on the basis of the message.

(3) The Secretary shall, as soon as may be, include the item of reconsideration or consideration, as the case may be, in the List of Business.

(4) On the day on which such a motion is fixed, the Minister-in-charge or the member concerned shall move that the message may be taken into consideration at once.

(5) When after reconsideration or consideration, as the case may be, the Bill is again passed by the Assembly, it shall be dealt with in accordance with rule 111.

جناب سپیکر! اب اس میں کہاں پر کوئی ایسی بات نظر آتی ہے جس میں کوئی ایسی ambiguity نظر آتی ہو۔ میں یہاں پر ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس اس میں دو الفاظ اہم ہیں، ایک reconsideration اور دوسرا consideration، بہتر ہوتا کہ اگر اس Rules of Procedure کا ترجمہ اردو میں بھی ہوتا تو شاید زیادہ بہتر سمجھ آجاتی کہ اس میں لفظ reconsideration اور consideration ہے کیا؟ میرے پاس Oxford کی ڈکشنری میں دونوں الفاظ کے اردو معانی یہ ہیں۔ میں اپنے محترم لاء منسٹر کے لئے پہلے reconsideration کا اردو ترجمہ عرض کر دیتا ہوں شاید ان کو سمجھ آجائے۔ مزید غور و خوض کرنا، فیصلے پر نظر ثانی کرنا، دوبارہ حوالے یا تفویض کرنا۔ ایک امریکن ڈکشنری میں reconsideration کے معانی

As normally used in text of administrator, adjudication reconsideration implies re-examination and possibly a different decision by the entity with initially decided.

اگر consider ہی کرنا ہوتا تو وہ کام تو ختم ہی ہو گیا تھا۔ جناب گورنر نے رول 111 کے تابع اس کو reconsider کرنے کے لئے واپس بھیجا ہے۔ میں یہاں پر ایک اور ڈکشنری عرض کئے دیتا ہوں تاکہ reconsideration کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی ambiguity نہ رہے۔

Consideration again, for a possible change of a decision regarding if they called on the govt. to reconsider its policy.

اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ اس کے اندر رول۔113 کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی جب سب کلاز (2) پڑھتے ہیں تو اس کے اندر reconsider basically کی بات آ رہی ہے اور آپ نے جو oppose کیا ہے اُس کے اندر رول۔113 کا (2) کہتا ہے کہ:

(2) The Minister-in-charge or a member may give notice in writing to the Secretary for reconsideration of the Bill or any provision thereof or any amendments suggested therein on the basis of the message.

آپ کے اب جتنے arguments ہیں وہ اُس message میں آنے ہیں جو آپ نے oppose کرنا ہے جبکہ آپ اب basically اور طرف جا رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء، (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں، ماشاءاللہ آپ Lawyer practitioner بھی رہے ہیں اور بہت بڑے قانون دان بھی ہیں لیکن میں نے صرف ایک بات جو میں نے عرض کی تھی، میں رول۔235 کے اندر جو definition ہے اُس کو پڑھ لوں تاکہ میں اُس کے بعد اس پر اپنا point of view دے سکوں۔

235. All matters not specifically provided for in these rules and all questions relating to the detailed working.

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ایک نئی اختراع کر کے ان Bills کو دوبارہ House کے اندر لایا گیا ہے۔ سپیکر صاحب نے 235 rule کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے یہ کیا

ہے۔All matters not specifically provided for in these rules جب ان رولز کے حوالے سے وہاں پر چیزیں موجود نہیں ہوں گی تو پھر آپ 235 rule کے تحت آ سکتے ہیں، جب113 rule میں already طریق کار موجود ہے اُن کے لئے 94 rule پڑھ لیجئے گا۔ میں نے عرض کی ہے کہ rule 235 کو اس وقت استعمال کیا جا سکتا تھا کہ اگر already Rules of Procedure میں وہ چیزیں موجود نہ ہوتیں جس کے تابع آج اس 235 rule کو استعمال کیا گیا ہے، وہ کیا ہے؟ وہ رول 94 ہے:

94. Reference of Bills to Standing Committees. Upon introduction of Bill other than a Finance Bill, shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with the direction to submit its report by a date fixed by him in this behalf:

Provided that the member-in-charge may move that the requirements of this rule may be dispensed with, and if the motion is carried, the provisions of rule 95 shall apply to the Bill as if the report of the Standing Committee on the Bill where presented on the day on which the motion is carried but it shall not be necessary again to supply copies of such Bills to the members.

اب 95 rule میں time of consideration of Bill بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں ناکہ "ڈُلے بیراں دا کجھ نئیں وگڑیا۔" ہم لوگ تاریخ لکھ رہے ہوتے ہیں، کل ہمارے جو بھائی اسی اسمبلی میں آکر بیٹھیں گے تو یہ کہا جائے گا کہ اس وقت کے legislators کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جب گورنر Bill واپس بھیجتا ہے تو اس کو کون سے procedure کے تحت take up کرنا ہے؟ میں یہ عرض کروں گا کہ:

اِدھر اُدھر کی تُو نہ بات کر
یہ بتا قافلہ کیوں لُٹا
مجھے راہزنوں سے غرض نہیں
تیری راہبری کا سوال ہے

جناب سپیکر! گزارش صرف اتنی ہے کہ آج میں نے آپ کو قانون کی ایک ایک دفعہ پڑھ کر سنائی ہے اگر اس میں کوئی ابہام موجود ہو تو پھر آپ ان کو suspend کیجئے، پھر آپ ان کو رولز کے اندر لے کر آیئے جب ہر چیز قانون کے اندر موجود ہے تو پھر آپ جیسے law knowing اور قانون دان آدمی کے ہوتے ہوئے جو خود عدالتوں میں پیش ہوتا ہو۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار نے "ہائے ہائے" کہا)

جناب سپیکر! ہائے ہائے والے نہیں۔ ان کو ہائے ہائے کے لئے رکھا گیا ہے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں یہ کوئی ذاتی بات نہیں ہے، میں حلفاً کہتا ہوں کہ کوئی سیاسی بات نہیں ہے صرف اور صرف میری گزارش یہی ہے کہ آنے والا مورخ، آنے والے پارلیمنٹیرینز اور آنے والے legislatures یہ نہ کہیں کہ ہم لوگ اسمبلی کے بدنما داغ تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم ممبران اپوزیشن آپ کو عرض کئے دیتے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر آپ اپنی اس Chair اور اپنی اکثریت کی وجہ سے یہ bulldoze کرنا چاہتے ہیں تو یقین مانئے رات کو آپ کا ضمیر آپ کو سونے دے گا اور نہ ہمارا ضمیر ہمیں سونے دے گا۔ ہمارا ضمیر ملامت کرے گا کہ ہم نے یہ کام کیوں کیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار نے "ہائے ہائے" کہا)

جناب سپیکر! ان کا روّیہ دیکھیں۔ ان کو پٹواریوں کی ٹرانسفر چاہئے۔ ان کو ایس ایچ او کی ٹرانسفر چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ آپ legislation پر بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تو پھر ان کو ہائے ہائے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں legislation کی بات کر رہا ہوں اور کوئی چنے نہیں بیچ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بسراء صاحب نے ماشاءاللہ ہمیں کافی enlighten کیا ہے۔ میں بھی اسی بات کو تھوڑا سا آگے چلاتے ہوئے کہوں گا کہ Rules of Procedure بڑا واضح کہتا ہے کہ گورنر جب Bill کو reconsider کرنے کے لئے واپس بھیجے گا تو ہمیں اس کو reconsider

کرنا ہے۔ میری عقل کے مطابق reconsider کا بھی وہی process ہو گا جو Bill کو consider کرنے والا ہو گا۔ Part III Consideration of Bills کا Rules of Procedure سے متعلق ہے جو 94 سے شروع ہوتا ہے کہ Reference of Bills to Standing Committees. اس لئے It will go to the Standing Committees. جو گورنر صاحب نے تجاویز یا اعتراضات لگائے ہیں اس کی روشنی میں Standing Committees میں debate ہو گی اس کے بعد اس کی رپورٹ اسمبلی میں circulate ہو گی، تین دنوں کا وقت ملے گا پھر ہم نے amendments دینی ہیں وہ آئیں گی اور اِس کے بعد اُس Bill کو ہم اِس House میں take up کریں گے۔ جیسا کہ ہم ایک ordinary Bill کو کرتے ہیں، جس طرح consideration ہے اسی طرح reconsideration ہے۔ یہ ایک واضح طریق کار میری سمجھ کے مطابق ان کتابوں کے اندر لکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! سوموار کو ایوان کے اندر ایک نوٹیفکیشن تقسیم کیا گیا۔ میں اس دن ایوان میں نہیں تھا ورنہ میں اسی وقت کچھ نہ کچھ آپ کی خدمت میں لاتا، جس میں ہم نے Procedure for reconsideration of the Bill returned by the Governor کو define کر دیا ہے۔ اس میں بھی میری محدود عقل مجھے کہتی ہے کہ اس اسمبلی کے Rules of Procedure کا chapter 19 (Amendment of Rules) ہے کہ rules کو amend کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ میں یہ پانچ سات صفحات پڑھ سکتا ہوں لیکن اس میں وقت لگے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک باقاعدہ طریق کار وضع کیا گیا ہے کہ rules کو کس طرح تبدیل کرنا ہے۔ ہم نے rules کو اس طرح تبدیل نہیں کیا اور ایک نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے جو کہ میرے خیال میں ان rules کے ساتھ ایک مذاق، توہین اور violation ہے۔ میری، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا اور دوسرے ممبران کی طرف سے بھی rules میں amendment کرنے کے لئے مختلف تجاویز دو دو، تین تین سال سے پڑی ہوئی ہیں لیکن ان کو ابھی تک House نے take up نہیں کیا۔ ہم نے تو اس طریق کار کے تحت پندرہ دن کا نوٹس دیا اور ساری چیزیں کیں لیکن نجانے کیوں وہ دو تین سال سے take up نہیں ہوئیں، آج ہم نے ایک نوٹیفکیشن کے ساتھ Rules of Procedure کے پورے chapter کو ایک طرف رکھ کے amend کر دیا۔ میں حکومت سے اس بات پر بالکل متفق ہوں کہ ہم نے یہ قانون سازی کی ہے جو بہت ضروری سمجھ کر اس ایوان میں کی گئی تھی جنہیں گورنر صاحب نے اپنے مختلف اعتراضات کے

ساتھ واپس کر دیا ہے۔اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم انہی کو آگے لے کر چلیں اور ان کو reconsider کر کے دوبارہ پاس کر لیں تو اس کے لئے بھی بڑا واضح ہے کہ جب دوسری دفعہ House اسے پاس کر کے بھیجے گا اور گورنر صاحب دس دن تک اس کو assent نہیں کرتے تو پھر وہ قانون بن جائے گا۔ یہ اس وقت کا طریق کار ہے۔ میرے خیال میں ہم نے اس معاملہ کو handle کرنے کے لئے rules کو amend کرنے والے procedure کو totally ایک طرف رکھ دیا اور ہم نے ایک نوٹیفکیشن issue کر دیا، کسی House Committee نے، کسی Law and Parliamentary Affairs Committee نے ان changes کو کہیں پر debate نہیں کیا۔اگر کیا ہو تو شاید میرے علم میں نہیں ہے آپ مجھے enlighten کر دیں کہ ہم نے یہ تبدیلیاں کی ہیں؟ Bill کو دوبارہ consider کرنے کے لئے ہمیں Bill consideration والے سارے عمل کو کرنا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس میں دو چار دن لگ جائیں گے مگر ہم ایک ایک دن میں چار چار، پانچ پانچ Bill consider کرتے رہے ہیں۔اگر دو چار دن لگ جائیں گے تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ طریق کار صحیح ہے۔ ہم جس وقت rules کو violate کرتے ہیں تو شاید یہ بھول جاتے ہیں۔ جیسے میں کہتا ہوں کہ میں اپنی convenience کے لئے اس کو اس طرح کر لوں لیکن جس وقت rules بار بار violate ہوتے ہیں تو rules کی sanctity ختم ہو جاتی ہے جب rules کی sanctity ختم ہوتی ہے تو پھر ہم بار بار شکایت کرتے ہیں کہ کچھ اور لوگ آ جاتے ہیں کیونکہ ہم خود آئین، قواعد، قانون اور اداروں کو کمزور کر رہے ہوتے ہیں تو وہ ادارے اتنے کمزور ہو چکے ہوتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو takeover کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو consider کریں اور قانون کے مطابق چلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اس میں ایک چیز کو ذہن میں رکھیں کہ already جو Rule 235 کے تحت Extension of Ordinances کے لئے سپیکر کے اختیارات ہیں، اس پر بھی already نوٹیفکیشن 2010 میں آ چکا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Rule 235 میں Residuary Powers of the Speaker ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ بہت شکریہ۔ اس کا لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کر چکے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج آمریت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ کے فضل سے بالکل آمریت نہیں ہے لیکن ہم نے آج rules کو follow کرنا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج کرسی پر وہ شخص بیٹھا ہے جس نے یہاں ماریں کھائیں تھیں۔ آج جو کرسی پر بیٹھا ہے اس سے خوشی اور محبت کی خوشبو آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے Rule of Law کے لئے مار کھائی تھی اس لئے اس کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج بھی ہم Rule of Law کی توقع رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے معزز ممبران محسن لغاری اور شوکت بسراء صاحب نے جو دلائل دیئے ہیں ان کے بعد میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس House کی یا ہماری گورنر پنجاب سے کوئی ضد ہے اور نہ ہی گورنر پنجاب کی اس House سے کوئی ضد ہونی چاہئے۔ انہوں نے جتنے Bill واپس بھیجے ہیں ان کے اوپر certain observation لگوائیں اور جس طرح reconsideration کے meaning شوکت بسراء صاحب نے بتائے ہیں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس Bill پر ان کی کیا observation ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! re-examined ہے۔ ہمیں یہ تاثر نہیں دینا چاہئے کہ اگر صوبہ کا گورنر کسی Bill کو واپس کرتا ہے اور اسمبلی اس کو دوبارہ پاس کر دے تو law it stand part of automatically یا carry amendment ہو جاتی ہے یا ان کو پھر دستخط کرنے پڑتے ہیں۔ اگر وہ دستخط نہ بھی کریں تو خود بخود قانون بن جاتا ہے۔ ہم نے بغیر کسی reconsideration اور بغیر کسی re-examination by the Standing Committee کے تمام چودہ کے چودہ Bills کو اٹھا کر اسمبلی میں بغیر کسی (قوما) کی تبدیلی کے پیش کر دیا۔ یہ موقع Standing Committees کو دینا چاہئے تھا کہ گورنر کی وہ observation جو انہوں نے refer کی ہیں کو دوبارہ consider کرے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم پر قومی اسمبلی نے بہت اچھا مظاہرہ کیا ہے اور وہاں پر تمام amendments consensus کے ساتھ ہوئی ہیں۔Rules of Procedure میں بھی consensus کے ساتھ ایک amendment ہوئی ہے۔ وہاں پر بھی سپیکر کی inherent powers ہیں گو کہ یہاں پر ان rules کو provide کیا گیا ہے لیکن وہاں پر جو rules exist نہیں کر رہے تھے اس کو بھی rules بنانے کے لئے consensus کے ساتھ فیصلہ ہوا ہے۔ میری یہ آپ سے request ہے کہ اس impression کو ختم کیا جائے کہ اس House کی گورنر پنجاب سے کوئی ضد ہے کہ ہم نے یہ Bill اسی طرح ہی return کرنے ہیں اور ان Bills میں ہم نے " فل سٹاپ اور قومہ" کی amendment نہیں کرنی لہذا اس impression کو ختم ہونا چاہئے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ اگر اس میں re-examination ہو جائے اور ہمیں ساتھ شامل کر لیا جائے تو اپوزیشن بنچ بھی اس کے حق میں ووٹ دینے کو تیار ہیں۔ اس میں کوئی serious issues نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! آپ بتائیں کہ اس میں گورنر صاحب کا message کیا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جتنے بھی Bills ہیں ان میں کچھ بھی change نہیں کیا گیا اور ان کی observations کو سٹینڈنگ کمیٹی یا کسی اور جگہ پر discuss نہیں کیا گیا۔ ہم ان کو consensus کے ساتھ پاس کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ Rule 203 کو بھی ذہن میں رکھئے کہ repetition نہیں ہونی چاہئے۔ جب آپ قانون سازی کی بات کرتے ہیں تو جو بات پہلے ہو چکی ہے اس سے علیحدہ آنی چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہمیں جو طعنے دیئے جاتے ہیں کہ ہم 1980 اور 1990 کی دہائیوں میں واپس جا رہے ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے میں یہ چاہوں گا کہ اِن کو دوبارہ consideration والے process میں شامل کیا جائے کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی میں پاکستان مسلم لیگ (ق) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندے موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک ممبر تقریر کر رہا ہے اور دو کھڑے ہیں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو کھڑے ہو جانا۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! کمیٹی میں اگر ہمارے نمائندوں نے کوئی observation نہ دی تو ہم بغیر کسی amendment کے oppose نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے یہ بات پہلے کر دی ہے لہذا repeat نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اگر oppose کئے بغیر ہم ان کو consensus کے ساتھ پاس کر لیں تو کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میں ان ساری باتوں کو دہرائے بغیر کہتا ہوں کہ میری وہی رائے ہے اور ایک بات کا اضافہ کر کے اجازت چاہوں گا۔ آمریت صرف اس بات سے نہیں ہوتی کہ وہ بندے non elected ہوں بلکہ آمریت روّیوں کا نام ہوتا ہے اور صرف منتخب ہو جانا democratic نہیں ہوتا۔ اس میں clause 8 ہے کہ جو message گورنر پنجاب بھیجتے ہیں اس میں کون لوگ amendment دے سکتے ہیں؟ ایک گورنر صاحب کی طرف سے بھیجی گئی amendment ہے، ایک متعلقہ منسٹر اور متعلقہ ممبر کی طرف سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو message یہاں پر گورنر بھیج دے اُس پر کوئی معزز ممبر amendment نہیں دے سکتا۔ یہ صرف ایک clause ہے۔ اگر reconsider کے یہی rules House اور کمیٹی کے اندر discuss کر کے بنائے گئے ہوتے تو amendment کا اختیار صرف متعلقہ منسٹر اور متعلقہ ممبر کے پاس نہ ہوتا بلکہ اس معزز ایوان کے 371 ممبران کے پاس بھی ہوتا۔ بات یہ ہے کہ معزز سپیکر Custodian of the House ہوتا ہے صرف Custodian of the Chair نہیں ہوتا کہ جو سپیکر صاحب فرما دیں اُس کو پورے صوبہ میں تسلیم کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس کے section 2 میں کہا گیا ہے کہ:

> The above procedure shall remain operative until a provision to this effect is made in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

یعنی اگر دس سال تک Rules of Procedure میں amendment نہیں دی جاتی تو آپ کی کہی ہوئی بات کہ ایک فرد کی دی ہوئی clauses دس یا چالیس سال تک implement رہیں گی۔ کون سی بارش اور آندھی آرہی ہے کہ لاء منسٹر ان 28 Bills کو عجلت میں پاس کرانا چاہتے ہیں؟ سب سے پہلے

Rule 235 کا استعمال جو honourable Chair کر رہی ہے اس کا استعمال کرتے ہوئے وہ rules جو book میں موجود نہیں ہیں ان کا آرڈر کرنے کی بجائے نئے rules بنانے کے لئے House میں lay کر دیا جائے اور پہلے Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab بنا کر ان 28 amendments in the Bills کو take up کر لیا جائے تو کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا۔ میں حکومتی بنچوں سے کہتا ہوں کہ آپ جب بھی قانون سازی کرنا چاہیں تو ایک بات کو ضرور یاد رکھا کریں کہ وہ دن مت بھولیں کہ جب آپ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوتے تھے اور حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر قانون سازی کرنے والوں پر ہم اعتراض کیا کرتے تھے مگر آپ کو آنے والے وقتوں میں بھی اپوزیشن بنچوں پر آنا ہے لہذا ایسا کوئی قانون مت بنائیں کہ کل کو ہم پھر یہ کہیں کہ یہ اتھارٹی کا غلط استعمال ہے کہ ایک فرد کو oblige کرنے کے لئے آپ نے ڈی سی او post کرنے کی 20 ویں گریڈ کی شرط کو ختم کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ اس سے ہٹ کر بات نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! قانون ایسا بنا دیا گیا ہے کہ اب ڈی سی او 9 ویں، 17 یا 22 ویں گریڈ کا بھی لگ سکتا ہے۔ اگر ایک کلرک کو ڈی سی او لگا دیں تو قانون کے اندر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ This is irrelevant

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس House کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی معزز ممبران نے اس پر بڑی اچھی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! repetition نہیں ہونی چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! repetition نہیں ہوگی۔ بات یہ ہے کہ کسی چیز پر اگر آپ نے سمجھانا ہے یا debate کرنی ہے تو اس میں repetition بھی ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل نہیں۔ آپ rule 203 کو غور سے پڑھ لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جن rules کا آپ نے ذکر کیا ہے میں بھی انہی میں رہ کر بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ Bill اسمبلی کو اس لئے واپس بھیجے گئے کیونکہ جب آپ rules کو violate کریں گے تو Bills واپس ہی آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے بتائیں کہ یہ Bill کیوں واپس بھیجا گیا ہے، اس پر گورنر کا message کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلے وزیر قانون اس چیز کی وضاحت فرمائیں۔ گورنر کا message یہ ہے کہ مجلس شوریٰ جو Bill پاس کرتے ہوئے قانون بناتی ہے کیا صوبائی اسمبلیاں اس میں change لا سکتی ہیں؟ دوسری چیز یہ ہے کہ آپ نے اس چیز کا سہارا لیا ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت فلاں ادارے صوبوں کے پاس آ گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے آرٹیکل 270AA شامل کیا گیا ہے جس کے تحت وفاقی حکومت نے ایک کمیشن بنایا جس کی سفارشات کے مطابق ادارے یا تو صوبوں کو منتقل کئے گئے یا پھر اُن کے بہت سارے ادارے ایسے ہیں جو وفاق نے اپنے پاس بھی رکھ لئے ہیں اور صوبوں کو مکمل طور پر تمام معاملات حوالے نہیں کئے۔ جو ادارے صوبوں کو منتقل نہیں ہوئے ان پر ہماری اسمبلی amendment لا کر کیسے قانون سازی کر سکتی ہے؟ میری ناقص العقل کے مطابق گورنر صاحب نے بھی اسی کو ہی شامل کیا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ repeat ہو رہا ہے مگر یہ بہت valid point ہے۔ اگر اس میں کوئی تبدیلی لانی بھی تھی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ سپیکر صاحب وفاقی حکومت سے مشاورت کے ساتھ طے کریں کہ کون سے ادارے ہیں جن میں ہم قانون سازی کر سکتے ہیں، کون سے ایسے ادارے ہیں جن پر ہم قانون سازی نہیں کر سکتے اور کون سے ایسے ادارے ہیں جو صوبوں کو منتقل کئے گئے ہیں یا جنہیں منتقل نہیں کیا جا رہا؟ اس کے بعد ان پر قانون سازی کی جا سکتی تھی کیونکہ ان میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو وفاق نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ قومی اسمبلی جو قانون پاس کرتی ہے اس سے متصادم اگر صوبائی اسمبلی amendment لاتی ہے تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب آپ کا point آ گیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے صرف ایک عرض کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اب کوئی repetition نہیں ہو گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! repetition نہیں ہے۔ میرا ایک point سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی باری پر بات کر لی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ایک rule پڑھ لینے دیں اس کے بعد ٹائم نہ دیجئے گا۔ میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گزارش نہیں۔ آپ صرف rule پڑھ دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Rule 116 ہے اور یہ میں پہلے سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پڑھیں اور اس کا بھی ذکر ہے یعنی Rule 116 کا ذکر بھی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں Rule 116 کا ذکر نہیں ہوا جس کے لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Sub Clause - 3 ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہی تو آپ کا کمال ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ قانون جاننے والے سپیکر آج بھی کوئی غیر قانونی حرکت انشاء اللہ نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پڑھیں ناں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمیں آپ سے بڑی توقع ہے اور "ساڈیاں امیداں نہ توڑنا"۔ کلاز۔3 جیسے آپ نے خود کہا۔

> Rightly mentioned by the honorable Chair When the Governor has returned the Bill to the Provincial Assembly, it shall be reconsidered by the Provincial Assembly and if it is again passed

جو کہ ابھی ہونا ہے۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر صاحب نے کتنا بڑا word دیا ہے۔ It is a matter of the institutions. It is a matter of the democracy. یہ ضد نہیں ہے۔ ہم اور ہمارے پارلیمانی لیڈر نے تو یہاں تک اپنا cooperation کا ہاتھ بڑھایا ہے کہ:

We would not oppose the Bills in the interest of this House and in the interest of institutions

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے mention کر دیا ہے، آپ کی بات آ گئی اور لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [****]

جناب ڈپٹی سپیکر: No Personal remarks نہیں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ حذف کر دیں اور

With or without amendment by the Provincial Assembly, by the votes of the majority of the members of the Provincial Assembly present and voting, it shall be again presented

کل آپ میں سے بھی کوئی گورنر بن سکتا ہے اور آپ کی پارٹی میں سے بھی کوئی گورنر بن سکتا ہے تو اداروں کو مت ٹکرائیں۔

To the Governor and the Governor shall give his assent within ten days. Following with such assent shall be deemed to have been given.

اب اس سیکشن اور کلاز کے ہوتے ہوئے مجھے صرف یہ بتا دیجئے کہ "کاہلی کس گل دی اے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے پڑھ لیا ہے تو بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی گزارش آ چکی ہے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کورم کی نشاندہی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو یہ غیر قانونی کام نہ کرنے دیں اور اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو وہ اچھی بات نہیں ہوتی. but we will try till the last time کہ آپ یہ غیر قانونی کام نہ کریں۔ میں دوبارہ کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی ہوئی ہے تو گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! I challenge it کہ کورم پورا نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! آپ خود گنتی کر لیں۔ گنتی کو چیلنج کیا گیا ہے اس لئے گنتی دوبارہ کی جائے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس وقت ممبران کی تعداد 70 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا ہے اور This is very wrong کہ آپ Chair کی ruling پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! (شور وغل)

دیکھیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ This is no way

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران جناب سپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ یہاں سامنے کھڑے ہو کر شور کریں۔ This is no way۔ میں یہاں پر کھڑے ہوئے کسی کی بات نہیں سنوں گا۔ لاء منسٹر صاحب! آپ نے اس پر جواب دینا ہے۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ غیر قانونی کام نہ کریں اس وقت ممبران کی تعداد پوری نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اس وقت سو سے زیادہ ممبران یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

مسودہ قانون (ترمیم)(طبی امداد) زخمی اشخاص مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز اپوزیشن کے ممبران نے جو ساری بحث کی ہے اس میں ایک تو نولاٹیا صاحب بڑے جذباتی ہوئے ہیں کہ دیکھیں، وہ ایک amendment کر دی گئی ہے۔ ڈی سی او اب 20 ویں گریڈ کا نہیں لگے گا۔ ٹھیک ہے اگر 20 ویں گریڈ کی شرط ختم ہوئی ہے تو 19 ویں گریڈ کا بھی لگ سکے گا، 18 ویں کا بھی لگ سکے گا لیکن یہ ایک بات کی تسلی رکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میٹرک فیل نہیں لگے گا۔ کوئی گورنمنٹ آفیسر ہی لگے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے جتنی بات کی ہے اس میں ان کا ایک ہی focus رہا ہے کہ یہ Bill جو reconsideration کے لئے پیش ہو رہا ہے اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جائے۔ جو rule 94 ہے اس میں Bill introduce ہوتا ہے اور جب اسمبلی میں Bill کا introduction ہوتا ہے تو اس میں یہ درج ہے کہ:

> Upon introduction, a Bill other than a Finance Bill, shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with the directions to submit its report by a date fixed by him.

یعنی جب Bills اسمبلی میں introduce ہوتا ہے تو اس وقت کا یہ procedure ہے۔ اُس وقت سپیکر Bills کو introduction for سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجتا ہے۔ جب گورنر صاحب reconsideration for بھیجتے ہیں تو اس کے لئے باقاعدہ rule 113 specifically procedure provide کرتا ہے۔ rule 113 (4) یہ ہے کہ:

> On the day on which such a motion is fixed, the Minister-in-charge or the member concerned shall move that the message may be taken into consideration at once.

یہ introduction والا معاملہ ہی نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):اس کا3 - sub rule پڑھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):ہاں،(3)rule 113 پڑھ لیں۔اس میں یہ ہے کہ:

> The Secretary shall, as soon as may be, include the item of reconsideration or consideration, as the case may be, in the List of Business.

اور list of businessمیں وہ ہے۔اس سے پہلے میں نے (1)113 کے تحت noticeدیا ہے اُس کے بعد وہ motionلسٹ میں درج ہوئی ہے۔لسٹ کے بعد آج for reconsideration or consideration at onceجو ہے وہ (4)113 کے تحت پیش ہونا ہے۔یہ introductionنہیں ہے بلکہ یہ for reconsiderationہے اور reconsiderationکے بعد Billدوبارہ گورنر کو بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر!اِنہیں خواہ مخواہ غلط بات سمجھا دی ہے کہ introduction of the Bill اور consideration of the Billمیں کوئی فرق نہیں ہے۔There is a difference جہاں تک یہ 235 کی بات کر رہے ہیں گورنر سے Billجب reconsiderationکے لئے آئے گا تو اُس کا پورا procedure rule 113میں laid downہے اس کے لئے علیحدہ procedureیا rule بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔235 میں یہ ہے کہ all questions relating to the detailed workingیعنی detailed workingکے لئے 235 کو سپیکر صاحب نے استعمال کیا ہے اور جو notifyکیا ہے جس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ rulesنئے بنا دیئے ہیں۔وہ rulesنہیں ہیں بلکہ وہ detailed procedureہے اس motionکی considerationکیسے کی جائے گی۔شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in

any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

> "That the Injured Persons (Medical Aid) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Powers of the Attorney (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز House کے علم میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ ان کا کام یہ ہے کہ یہ message of the Governor پر بات کریں لیکن ابھی تک اس کے متعلق بات ہی نہیں کی کہ اُس کا message ہے کیا، اس کا message illegal ہے اور اِنہوں نے ابھی تک اُس کے اوپر بات ہی نہیں کی۔ یہ بات کریں کہ گورنر کا اعتراض کیا ہے اور اس کا message کیا ہے، یہ بتائیں! پھر اِن کو پتا لگے کہ اِن کا گورنر کس قسم کے اعتراضات کر رہا ہے۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں کہ جب آپ نے oppose کیا تو سوائے آمنہ الفت صاحبہ کے آپ میں سے کسی نے بھی اپنی بحث میں message of Governor نہیں پڑھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے پڑھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، بالکل نہیں کیا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ دیکھ لیں، میں نے point out کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں نے ہر ایک سے پوچھا ہے کہ message of the Governor کیا ہے؟ جب آپ نے oppose کرنا ہے تب message of the Governor بتانا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ nine messages ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ نے کچھ نہیں پڑھا کیونکہ message تو آپ نے بتانا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا آپ نے پڑھنے کا ٹائم دیا اور کیا آپ نے کہا کہ message پڑھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے آپ کو پورا ٹائم دیا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے message oppose کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ نے message کو oppose کیا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ message آپ کی طرف سے پڑھا نہیں گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ابھی اگلے Bill کو بھی oppose نہیں کیا۔ اب اس پر ٹائم ہے آپ بتائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ آپس میں باری طے کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ honourable Chair نے جو rules بنائے ہیں آپ ان کو violate کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل violate نہیں کر رہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ nine messages ہیں، ان nine messages پر علیحدہ علیحدہ بات ہو گی، ہر item پر علیحدہ علیحدہ ٹائم دیں گے اور ہر item کو clause by clause پڑھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معذرت کے ساتھ آپ کو قانون کا پتا نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان nine clause پر بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قانون پڑھ کر آ جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک عرض سن لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ گورنر نے جو message بھیجا ہے اس Bill کے اندر ٹوٹل آٹھ items ہیں، اگر گورنر آٹھ observations کسی Bill پر لگا کر واپس کرتا ہے تو معزز House کو یہ چاہئے کہ آٹھوں messages کو one by one take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس قانون کے تحت؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے جو rules پڑھا ہے اس کے اندر میں بتاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ نے oppose کیا تھا تو اس وقت گورنر کا message پڑھ کر کیوں نہیں سنایا؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے ٹائم دینا تھا تو ہم نے پڑھنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کو پورا ٹائم دیا، آپ نے اس پر بات کی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ابھی تو Bill کی بات بھی نہیں ہوئی تھی، بات یہ ہو رہی تھی کہ آپ نے جو lay down procedure کیا ہے یہ irregular ہے۔ ہم نے اس پر بات کی ہے لیکن Bill پر تو ہم نے بات ہی نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! اب آپ اس Bill پر کیا کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پہلا Bill آپ نے غلط طور پر bulldoze کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے Bill کو چھوڑیں اس پر House کی sense آ گئی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! House کی sense تو آپ rules کو violate کر کے لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل rules کے مطابق ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Chair نے جو rules frame کئے ہیں اور آپ نے ان کے اندر جو لکھا ہے آپ اس کی بھی violation کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل نہیں کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے جو rules point out کئے ہیں ہمارا اعتراض یہ ہے کہ آپ ان کو بھی violate کر رہے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، .This is no point of order آپ اس Bill پر آ جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک منٹ گزارش سن لیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں اس کے بعد جو مرضی کیجئے گا آپ پہلے بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے بہت سارے law knowing اسمبلی کی گیلری میں آئے ہیں وہ ہمارا تمسخر اور مذاق اڑائیں گے۔ وہ law knowing دوست اس گیلری میں آکر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہیں گے کہ وہ سپیکر جو خود بہت بڑا قانون دان ہے rule کو violate کر رہا ہے۔ آنے والا مؤرخ یہ لکھے اور اگر کل اللہ تعالیٰ آپ کو دوبارہ موقع دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بے فکر رہیں مؤرخ کو یہ نہیں لکھنے دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں، میں آپ کے لئے اچھی خواہشات رکھتا ہوں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ کام تو ہو رہا ہے چلیں تھوڑا بہت اس کو سیدھا کر لیں باقی

جو آپ نے کرنا تھا وہ کر لیا۔ اب کم از کم جو بات نولاٹیا صاحب نے کہی ہے کہ یہ آپ کے اپنے بنائے ہوئے rules ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ مجھے پڑھنے دیں گے کہ آپ نے کیا بنایا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! ان کو پڑھنے کی بات نہیں ہے، آپ اس Bill کو oppose کرتے ہیں یا نہیں ؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے اس میں لکھا ہے کہ گورنر کے message پر بحث ہو گی جب آپ گورنر کا message ہی نہ پڑھیں اور ہماری رائے نہ آئے تو پھر یہاں پر بحث کیا ہو گی ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کس نے پڑھنا ہے ؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب کی جو observations اور اعتراضات ہیں آپ ان پر بحث کرائیں گے۔ یہ آٹھ اعتراضات ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب! آپ کا point of view آ گیا.so, kind of you تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!---

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپس میں طے کر لیں کہ کس نے بولنا ہے اور کس نے نہیں بولنا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک humble submission ہے کہ آپ کا illegal conduct ہے چیف جسٹس سے میری گزارش ہے کہ وہ اس کا suo motu notice لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ Question Hour نہیں ہے کہ message of the Governor کو میں کہوں may be taken as read. اور آپ کہیں کہ may be taken as read۔ آپ پچھلا ریکارڈ نکال لیں۔ آپ نے message of the Governor کب

پڑھا ہے کہ جس کو ہم نے oppose نہیں کیا۔ جب message of the Governor یہاں پر پڑھا ہی نہیں گیا تو اس پر کوئی معزز ممبر چاہئے کسی side پر بیٹھا ہوا ہے وہ اس پر اپنی رائے کا اظہار کیسے کر سکتا ہے؟ اگر آپ ریکارڈ دیکھ لیں message of the Governor کو آپ نے پڑھا ہے اور نہ ہی لاء منسٹر صاحب نے پڑھا ہے۔ اس کو clause by clause لے کر چلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے تسلی کے ساتھ بیٹھ کر پڑھیں پھر اس پر بات ہو گی۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! .The answer be taken as read

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر بحث نہیں ہو رہی، اب آپ نے بات کر لی ہے اب ان کی باری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ message of the Governor جس دن موصول ہوا تو اسی دن اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کو circulate کر دیا تو پھر انہوں نے اس کو کیوں نہیں پڑھا؟ وہ آٹھ ہیں اور نہ چھ ہیں بلکہ وہ ایک ہی message ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ Federal Law ہے اور یہ Provincial Law نہیں ہے۔ آپ اس پر بات کریں اور میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ video نکلوالیں کہ میں نے oppose کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے پھر oppose کس بات پر کیا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر میں نے oppose نہ کیا ہوتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے oppose ہی نہیں کیا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پھر video نکلوا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کس بات کو oppose کیا ہے؟ میں ایک ایک ممبر کو کہتا رہا کہ message of the Governor کیا ہے؟ وہ کسی نے بتایا ہی نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے oppose کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا! بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا تعلق بھی اپوزیشن سے ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ان کی بات سن لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے واضح طور پر گورنر کا message پڑھا کر سنایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ نے پڑھ کر سنایا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 کے حوالے سے بات کروں گی۔ سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ کی طرف سے ایک بہت بڑی violation ہونے جارہی تھی لیکن فوری طور پر کنٹرول کرتے ہوئے آپ نے اس پر بات کرنے کی اجازت دے دی، ہم آپ سے اسی قسم کے روّیہ کی توقع کرتے ہیں آپ بہت بڑے قانون دان بھی ہیں۔

جناب سپیکر! قیام پاکستان کے بعد The Powers of Attorney Act 1882 (Act 7 of 1882) کو تبدیل کر کے تمام پاکستان پر نافذ کیا گیا چونکہ یہ وفاقی قانون ہے، اس وفاقی قانون میں کسی قسم کی تبدیلی صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اس کو پارلیمنٹ ہی تبدیل کرتی ہے اور صوبائی اسمبلیاں اس کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ اس میں حکومت پنجاب نے صرف اٹھارہویں ترامیم کو بہانہ بنا کر یہ Bill لانے کی کوشش کی ہے۔ میری آپ سے پھر وہی گزارش ہوگی کہ یہ بہت بڑی violation ہونے جارہی ہے جس کا اشارہ اس وقت گورنر صاحب نے بھی کیا ہے اور گورنر صاحب نے جو کچھ اپنے message میں بھیجا ہے یہ بہت بڑا valid point ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تاریخ میں ہم ایک بہت بڑی خرابی کر جائیں اور حکومت پنجاب تاریخی غلطی کا سہرا اپنے سر نہ باندھ لے جس سے ساری زندگی اس کی سبکی ہو۔

جناب سپیکر! میں پھر کہوں گی کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت بہت سارے ادارے ابھی تک صوبائی اسمبلیوں کو منتقل نہیں کئے گئے، بہت سارے اداروں کا فیصلہ ہونا باقی ہے اور اس کی نشاندہی گورنر صاحب نے اپنے message میں کی ہے جو ادارے ابھی under discussion ہیں اور جن پر

ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا تو ان اداروں پر قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ قانون کے مطابق اگر ایک قانون وفاق بناتا ہے تو صوبائی حکومت اس سے متصادم قانون نہیں بنا سکتی اور اگر کوئی قانونی سازی ہو گی تو پھر اس کی کوئی بھی قانونی حیثیت نہیں ہو گی۔ میں ایک چیز اور گوش گزار کر دوں کہ گورنر صاحب کا اس حوالے سے ایک message یہ بھی ہے کہ The Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011 کو نافذ کرنے کے مقاصد اور وجوہات نہیں بتائی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب تک آپ ان کی وجوہات نہیں بتائیں گے کہ اس کو کیوں نافذ کرنے جا رہے ہیں، جب ہم amendment لے کر آئے تھے تو میرا خیال ہے کہ ہم اس پر یہی رونا روتے رہے اور ہم نے یہی شور ڈالے رکھا کہ خدا کے لئے بغیر سوچے سمجھے ایک ایسا قانون مت لائیں جسے کل کو صوبے کی عوام کو بھگتنا پڑے۔ جتنی بھی قانون سازی ہو رہی ہے یہ عوام کے لئے ہو رہی ہے اگر اس کا direct فائدہ عوام کو ہی نہیں ہے تو پھر اس قانون سازی کا فائدہ کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ بہت اچھا ہے لیکن repetition ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! میں repetition نہیں کرنے دوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آپ بہت بڑے قانون دان ہیں آپ ایک اچھے سپیکر ہیں ہماری بات سنتے ہیں آپ Custodian of the House ہیں ہم بھی آپ کی دل سے قدر کرتے ہیں اور عزت کرتے ہیں۔ میرا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر چیز کو اٹھا کر وزیر قانون اس لئے bulldoze نہ کر دیا کریں کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے۔ جو چیز عقل مانتی ہے جیسا کہ گورنر صاحب نے اپنے اس message میں کہا ہے۔ میں انہیں اس سلسلے میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ اس پر تو پنجاب حکومت کو شرمندہ ہونا چاہئے کہ یہ بہت بڑی violation ہے جو اٹھارہویں ترمیم کا سہارا لے کر کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آمنہ الفت صاحبہ! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے آپ legislation پر بات کر رہی ہیں آپ نے اپنا پوائنٹ نوٹ کروا دیا ہے یہاں پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں اپنے پوائنٹ کو واضح کرتے ہوئے وزیر قانون کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ وہ غلطیاں نہ کریں ہم ان کو سمجھاتے چلے آرہے ہیں ہم یہاں پر اپنا ٹائم دیتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر repetition ہو رہی ہے۔ بہت شکریہ۔ No personal remarks. جناب گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ تو ہمارے ویسے بھی favourite ہیں اسی لئے ہمیں آپ سے یہ امید ہے کہ ہمارے نقطہ نظر کو ضرور سنا جائے گا۔ اس کو accommodate کرنا یا نہ کرنا آپ کی صوابدید پر ہے اور Rules of Procedure کے تحت بعض اوقات آپ کی صوابدید نہیں بھی ہوتی۔ Anyhow ہماری جو پہلے preliminary گفتگو ہو رہی تھی وہ simply اس بات پر تھی کہ اس reconsider کو re-examination کے طور پر لینا چاہئے اور اس میں ہماری یہ خواہش تھی کہ جو statement of the Governor ہے انہوں نے جو objections یا points raise کئے ہیں ان کو address کیا جائے۔ وزیر قانون کی بڑی جمہوری جدوجہد ہے۔ اس Bill کا ہر ایک objection بغیر comma، بغیر full stop تبدیل کئے اسی طرح لگا دیا گیا ہے۔ ان بلوں کو پہلے بھی اسی اسمبلی نے پاس کر کے بھیجا ہے جو چیز ہماری نظر سے نہیں گزری وہ چیز گورنر صاحب نے point out کی ہے۔ اگر یہ صوبائی کے دائرہ کار میں نہیں آتے اور ہم اس پر legislation کر بھی دیں تو ایک نیا legal point ایک نیا constitutional point raise ہو جائے گا کہ کیا صوبائی اسمبلی کو اس چیز کا اختیار ہے؟ گورنر صاحب نے صرف یہ کہا ہے کہ یہ فیڈرل ایریا ہے اور اس میں legislation صرف فیڈرل گورنمنٹ ہی کر سکتی ہے صوبائی حکومت نہیں کر سکتی۔ اگر ہم کر بھی دیں، اگر اکثریت کے بل بوتے پر اسے bulldoze کر بھی دیا جائے تو پھر may be کوئی اور ایک نیا constitutional point raise کرے گا جس طرح پہلے بسراء صاحب نے کہا کہ ہمارے law knowing guests یہاں پر بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی کورٹ میں لے کر چلا جائے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے۔ ہمیں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ صوبائی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی اس بات کا ادراک نہیں رکھتیں، اس چیز کی فہم و فراست نہیں رکھتیں یعنی ان کو اپنے دائرہ کار کا پتا نہیں ہے۔ ہمیں کم از کم لاء منسٹر صاحب سے یہ امید تھی اور امید ہے کہ پنجاب کے گورنر نے جو question raise کئے ہیں ان کے ہمیں یہ جوابات ضرور بتاتے۔ اگر گورنر صاحب کی بات ٹھیک ہے تو ان کو مان لینے سے پنجاب اسمبلی کے ممبران کی اور اس House کی کوئی بے عزتی نہیں ہے۔ انہوں نے اس میں جو points raise کئے ہیں ان بلوں کو جب دوبارہ

relay کیا گیا ہے تو اس میں کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔ ہماری معزز colleague نے جس طرح point out کیا ہے کہ اس میں federal jurisdiction ہے ہاں اگر اس کی legislation provincial jurisdiction میں آتی ہے تو اس کے لئے ہمیں references دیئے جائیں اور ہمیں convince کیا جائے تو تب ہم اس Bill کو پاس کرانے میں تعاون کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ان کی طرف سے پہلے complete ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ گورنر کے message میں جو بات ہے اور جس کی وجہ سے ہم reconsideration کر رہے ہیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو منٹ کے اندر اندر اس کو پوری طرح سے اپنے ان معزز بھائیوں کے سامنے رکھ دوں تاکہ وہ اس حوالے سے بات کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ جو چودہ Bills ہیں ان کے اوپر جو اعتراضات کئے گئے ہیں اور گورنر کی طرف سے جو message ہے اس میں ایک ہی بات ہے اور کسی full stop اور comma کا بھی اس میں فرق نہیں ہے۔ وہ بات یہ ہے جو اس کا gist ہے جو اس کا خلاصہ ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ Bill جو ہے

> It extends to the whole of Pakistan and substituting with the clause, it extends to whole of Punjab is wholly beyond the purview of the Provincial legislature.

یعنی ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ جو Powers of Attorney (Amendment) Bill ہے یہ پورے پاکستان کے اوپر نافذ ہے اور ہم نے اس کو amend کر دیا ہے کہ اس کی jurisdiction Punjab تک ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں، ان کا message یہ ہے کہ یہ ایک Federal Bill ہے اس کو آپ legislate اس لئے نہیں کر سکتے کہ یہ پنجاب اسمبلی کے purview میں نہیں آتا۔ اب اس میں دیکھیں کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ صوبوں کی پچھلے باسٹھ تریسٹھ سالوں سے یہ جدوجہد چلی آ رہی تھی اور یہ ایک لفظ بڑا common تھا کہ Concurrent List ختم کریں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ آئین میں دو لسٹیں ہیں ایک Federal Legislative List اور دوسری Concurrent List ہے۔

Concurrent List کے اوپر پارلیمنٹ بھی legislation کر سکتی ہے اور صوبائی اسمبلیاں بھی legislation کر سکتی ہیں لیکن جو Federal Legislative List ہے اس کے اوپر صرف اور صرف پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی legislation کر سکتی ہے اور صوبائی اسمبلیاں نہیں کر سکتیں۔ اس بارے میں آرٹیکل 142 میں بڑی صراحت سے یہ درج ہے میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں کہ:

> 142(c) A Provincial Assembly shall, and {Majlis-e-Shoora (Parliament)} shall not, have power to make laws with respect to any matter not enumerated in either the Federal Legislative List or the Concurrent Legislative List.

اب آئین کا تقاضا یہ ہے کہ Federal Legislative List میں جو قانون اور جو matters درج ہیں اس پر وفاقی حکومت، پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی legislation کر سکتی ہے۔ وہاں پر جو چیز درج نہیں ہے وہ سب کی سب residuary ہے اور ساری کی ساری صوبائی اسمبلیاں اس پر legislation کر سکتی ہیں۔ اب آئین میں دو لسٹیں ہیں ایک Federal Legislative List اور دوسری Concurrent List ہے۔ صوبوں کا مطالبہ یہ تھا کہ جو پارلیمنٹ ہے، جو قومی اسمبلی ہے وہ Federal Legislative List تک آرٹیکل 142(c) کے تحت محدود رہے اور Concurrent List کو ختم کر دیا جائے۔ اب اس میں ہوا یہ ہے کہ جو اٹھارہویں ترمیم ہوئی ہے اس میں اب یہ ساری دنیا کو پتا ہے اگر گورنر صاحب کو پتا نہیں چل سکا تو اب جب ہم اس message کو consider کرنے کے بعد یہ Bill بھیجیں گے تو ان کی سمجھ میں آ جائے گا کہ Concurrent List omit ہو گئی ہے Concurrent List کا اٹھارہویں ترمیم کے بعد Constitution میں وجود نہیں ہے۔ یہ جو پرانا Constitution ہے اس میں یہ Concurrent List ہے اور یہ میرے پاس موجود ہے۔ اب اس میں سے Concurrent List omit ہو گئی ہے۔ اب یہ نئے آئین کا حصہ نہیں ہے۔ اگر تو Concurrent List میں کسی legislation کسی ڈیپارٹمنٹ، کسی matter کا نام تھا اور اب وہ Federal Legislative List میں opt نہیں کیا گیا پھر وہ سارے جتنے بھی subjects ہیں وہ اب صوبائی اسمبلیوں کو devolve ہو گئے ہیں۔ اب چونکہ Concurrent List omit ہو گئی ہے۔ پرانی آئین کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے اگر کوئی معزز ممبر فرمائیں گے تو میں ان کو دکھا دوں گا۔ یہ جو Powers of Attorney ہے Entry No. 9 میں درج ہے۔ Contracts and agencies اس کے تحت یہ Powers

of Attorney (Amendment) Act بنتا ہے۔یہ تو اب omit ہو گئی ہے۔اس کے تحت by the operation of the omission of the Concurrent List یہ معاملہ صوبے کے پاس آگیا ہے۔اب اس میں صوبائی اسمبلی legislation کر سکتی ہے۔اگر اس کو اٹھا کر Federal Legislative List میں شامل کیا گیا ہے تو پھر مجھے گورنر صاحب اپنے message میں اس کا حوالہ دے دیتے کہ یہ Concurrent List میں تھا وہ تو omit ہو گئی ہے لیکن اس کو وہاں سے اٹھا کر Federal Legislative List میں لایا گیا ہے اور Entry No فلاں کے اندر اس کا اندراج ہے تو پھر واقعی اس کو ہم تسلیم کرتے اور Constitution کو دیکھ کر اس بات سے پیچھے ہٹ جاتے لیکن Concurrent List میں اس کا Entry No. 9 پر اندراج ہے، Concurrent List omit ہو گئی ہے اور Federal List میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے، اگر کہیں ذکر ہے تو یہ فرما دیں اس لئے اب یہ صوبائی اسمبلی کا ہی اختیار ہے اور صوبائی اسمبلی نے اس میں جو amendment کی ہے وہ بالکل Constitution کے تحت اسے جو اختیار حاصل ہے اس کے تحت کی ہے اور Constitution بالکل واضح ہے۔اگر اس میں کوئی ابہام ہے تو میرے بھائی Constitution سے Federal Legislation نکال لیں، میں نے یہ ساری دیکھی ہے اگر اس میں کسی جگہ پر اس قانون کا اندراج ہے جو کہ Concurrent List میں تھا اور وہ ختم ہو چکی ہے تو ہم اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ آرٹیکل 142 بڑا واضح ہے کہ:

> The Provincial Assembly shall and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] shall not, have power to make laws with respect to any matter not enumerated in either the Federal Legislative List.

اگر یہ Federal Legislative List میں ہے تو بتا دیں۔یہ Concurrent List میں تھا اور وہ ختم ہو گئی ہے اور میں نے اس کا Entry No. 9 بھی بتا دیا ہے یہ اسے check کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی محترمہ کی بات چل رہی تھی، آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس پر بڑی important بات کروں گی۔ انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے اور بڑی تفصیل سے سمجھایا ہے لیکن سینیٹر رضا ربانی کی سربراہی میں جو کمیشن بنایا گیا ابھی تک اس میں بہت سارے معاملات pending ہیں جو صوبوں کو منتقل نہیں کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ صرف یہ بتائیں کہ Concurrent List abolish ہو چکی ہے یا نہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی کیسے abolish ہو سکتی ہے۔ ابھی بہت ساری چیزیں کمیشن کے پاس pending ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اٹھارہویں ترمیم میں کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے اسے understand کرنا ہے کیونکہ ابھی یہ چیزیں in process ہیں۔ ابھی تک process incomplete ہے، ابھی تک کمیشن موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ محترمہ نے واقعی بڑی relevant بات کی ہے کہ جو Implementation Commission بنا ہے اس نے ابھی اپنا کام ختم نہیں کیا۔ دیکھیں Implementation Commission آئین کی عملداری، enforcement کو نہیں روک سکتا، Implementation Commission کچھ اور چیز ہے، Implementation Commission کا ذکر آرٹیکل (AA)270 میں ہے اس میں 6 sub article ہے میں پہلے وہ پڑھ دیتا ہوں کہ:

> (6) Notwithstanding omission of the Concurrent Legislative List by the Constitution (Eighteenth Amendment)Act 2010, all laws with respect, to any of the matters enumerated in the said List (including Ordinance, Orders, rules, bye-laws, regulations and notifications and other legal instruments having the force of law) in force in Pakistan or any part thereof, or having extra-territorial operation, immediately

before the commencement of the Constitution (Eighteenth Amendment) Act, 2010, shall continue to remain in force until altered, repealed or amended by the competent authority.

جناب سپیکر! اس کی competent authority کون ہے؟ صوبائی اسمبلی ہے یعنی آرٹیکل 270AA(6) میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ تمام قانون جن کا ذکر Concurrent List میں تھا اور اب Concurrent List omit ہو گئی ہے تو جب تک competent authority یعنی صوبائی اسمبلیاں اس میں کوئی ترمیم نہیں کریں گی یا انہیں repeal نہیں کریں گی اس وقت تک وہ enforced رہیں گے۔ آگے آرٹیکل کا 8 sub article ہے جس میں Implementation Commission کا ذکر ہے کہ:

On the omission of the Concurrent Legislative List, the process of devolution of the matters mentioned in the said List to the Provinces shall be completed by the thirtieth day of June, 2011.

یعنی وہ معاملات جو اٹھارہویں ترمیم کی وجہ سے صوبوں کو devolve ہونے ہیں وہ 30۔جون 2011 تک devolve ہوں گے اور ان معاملات میں آگے سب آرٹیکل (9) ہے کہ For purposes of the devolution process under clause (8) یعنی اس میں کلاز 8 کا ذکر ہے کلاز 6 کا ذکر نہیں ہے۔

(8) the Federal Government shall constitute an Implementation Commission as it my deem fit within fifteen days of the commencement of the Constitution (18th Amendment) Act,2010.

یعنی جب اٹھارہویں ترمیم ہو گئی Concurrent list omit ہو گئی کلاز (7) 270 AA کے تحت ان تمام laws کو جو Concurrent List میں ہیں انہیں تحفظ دے دیا گیا اور competent authority صوبائی اسمبلیوں کو کہہ دیا کہ آپ ان کو alter کریں، amend کریں، repeal کریں، جب تک آپ نہیں کریں گے اس وقت تک یہ intact رہیں گے، یہ کلاز 6 کے تحت ہو گا۔کلاز 8 کے تحت کہہ دیا گیا ہے کہ جو matters devolve ہونے ہیں وہ 30۔جون 2011 تک devolve ہوں گے۔اب

کلاز 8 کے مقصد کے لئے implementation Commission کلاز 9 میں بنایا گیا اور وہاں پر یہ کہا گیا کہ process under clause 8 یعنی devolution کا جو process ہے اس کا آئین کی enforcement سے کوئی تعلق نہیں ہے، devolution کا جو process ہے اس کے لئے Implementation Commission اٹھارہویں ترمیم کے نافذ ہونے کے پندرہ دن کے اندر بنایا جائے گا۔ وہ پندرہ دن کے اندر بن گیا اور devolution process سے جو matters نیچے آ رہے ہیں کمیشن ان کے متعلق کام کر رہا ہے اور اس کمیشن کا آئین کی عمل داری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، وزیر قانون صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) مختار نامہ مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے arguments کو precise کرتا ہوں۔ نمبر 1 یہ کہ Concurrent List omit ہو چکی ہے۔ یہ تمام laws جن کو ہم نے legislate کیا ہے ان کے حوالے سے میں ہر law کا entry number جو کہ Concurrent List میں، پرانی constitution کی کتاب میں ہے اپنے بھائیوں کو بتانے کے لئے تیار ہوں۔ Federal legislation میں ان کی کوئی entry نہیں ہے اگر ہے تو میرے حزب اختلاف کے دوست اس کو pin-point کر سکتے ہیں۔ گورنر صاحب نے جو اپنا message دیا ہے اس پر بھی مجھے انتہائی افسوس ہے۔ یہ میرے بھائی کبھی آپ کو اور کبھی مجھے کہہ رہے ہیں کہ انہیں law کی سمجھ نہیں ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گورنر صاحب جو کہ ایک بڑے professional lawyer

[*******] کہ انہوں نے اپنے message میں یہ تو کہہ دیا کہ یہ Federal law ہے لیکن انہوں نے Concurrent List کا حوالہ تک نہیں دیا۔انہوں نے pin-point نہیں کیا کہ federal list میں کس جگہ پر اس law کا اندراج ہے؟ہم Concurrent List کا entry number بتا رہے ہیں اور وہ omit ہو چکی ہے۔Federal legislation میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے اور Implementation Commission آئین کی enforcement کو نہیں روک سکتا۔وہ for other maters ہے اور اس کی میعاد بھی 30۔جون 2011 تک تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گورنر صاحب کے حوالے سے [**] کا لفظ بولا گیا ہے۔ہمارے الفاظ تو آپ فوری حذف کروا دیتے ہیں۔کیا یہ آپ حذف نہیں کرائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! یہ بھی حذف کرا دیتے ہیں۔یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہو رہی ہے اور اگر ہم نے اس پر عقل مندی سے کام نہ لیا تو یہ ایک بہت بڑے جھگڑے کی بنیاد رکھی جائے گی۔آپ مہربانی کر کے میری بات understand کرنے کی کوشش کیجئے گا۔میں اس وقت قطعاً point scoring کے چکر میں ہوں اور نہ ہی کوئی لمبی چوڑی جذباتی تقریر کرنا چاہتی ہوں۔میں تو اس issue کو سمجھانا چاہتی ہوں۔اگر تمام صوبے اس چیز پر متفق ہو جاتے ہیں اور وہ کہہ دیتے ہیں کہ چلیں،اب Concurrent List omit ہو چکی ہے اور 30۔جون بھی گزر گیا ہے لہذا اب ہم اپنی مرضی کی قانون سازی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صوبے اٹھارہویں ترمیم کے مطابق ہی legislation کر سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جی، بالکل۔کیا وفاقی حکومت کا یہ اختیار ختم ہو گیا ہے کہ وہ کسی بھی محکمہ کا کوئی ادارہ اپنے پاس رکھ سکے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اٹھارہویں ترمیم کے مطابق جو ادارے وفاق اپنے پاس رکھ سکتا ہے وہی اس کے پاس رہیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: میری بات سنیں! بہت سارے ادارے ایسے ہیں جنہیں وفاقی حکومت اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے اور بہت سارے ادارے صوبے لینا ہی نہیں چاہتے جس میں crisis centre بھی ہے تو پھر ان اداروں کا کیا ہو گا؟ وہ ultimately وفاق کے پاس رہیں گے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ابھی آپ صرف message of the Governor تک اپنے آپ کو محدود رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے اپنا مؤقف واضح کرنے دیں۔ ہم قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہم کوئی جذباتی باتیں نہیں کر رہے۔ اس طرح تو ایک جھگڑے کی ابتداء ہو جائے گی۔ اگر صوبائی اسمبلیاں غصے یا جذبات میں آ کر قانون سازی شروع کر دیں گی تو پھر کیا صورتحال بنے گی؟ قومی اسمبلی اگر اٹھارہویں ترمیم پاس کر سکتی ہے تو اس پر مزید amendment بھی لا سکتی ہے۔ آپ کسی جھگڑے کی بنیاد کیوں رکھتے ہیں؟ میں وزیر قانون سے پھر کہوں گی کہ خدارا! ٹھنڈے دل کے ساتھ گورنر صاحب کے کہنے کے مطابق پنجاب اور وفاقی حکومت اکٹھے بیٹھ جائیں اور جو ادارے ابھی تک صوبوں کو منتقل نہیں کئے گئے ان کو سامنے رکھتے ہوئے قانون سازی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معزز وزیر قانون نے جو چار باتیں کی ہیں میں اپنی ساری گفتگو کو انہی تک concise کروں گا لیکن میری گزارش ہے کہ جس طرح ہم ان کی بات کو سنتے ہیں کاش وہ بھی ہماری بات کو اتنے ہی تحمل سے سن لیا کریں۔

جناب سپیکر! وزیر قانون کی یہ بات درست ہے کہ Concurrent List ختم کر دی گئی ہے۔ میں معزز وزیر قانون صاحب کی ایک اصلاح کر دوں کہ جو Federal Legislative List ہے وہ ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ایک Federal Legislative List-1 اور دوسری Federal Legislative List-II ہے۔ اب جب یہ کہہ دیا گیا کہ Provincial Autonomy دی جائے گی اور اتنے محکمے نیچے صوبوں کو بھیجے جائیں گے اور ان کے لئے notification کیا گیا۔ ایک notification جولائی 2010 اور دوسرا اپریل میں کیا گیا کہ یہ وزارتیں devolved ہو کر صوبوں کے پاس چلی جائیں گی اور ان وزارتوں کے فلاں فلاں subjects وفاق کے پاس رہیں گے، وہ صوبوں کو نہیں دیئے جائیں گے۔ یہ کہہ دیا گیا کہ اتنے محکمے صوبوں کو دے دیئے جائیں گے لیکن کیسے دیئے جائیں گے؟ اس کے لئے باقاعدہ Implementation Commission کے تحت ایک procedure طے کیا جائے گا۔ اس Implementation Commission میں House کے اندر موجود تمام سیاسی پارٹیوں کو نمائندگی دی گئی اور معزز وزیر قانون کی پارٹی کے افراد کو بھی وہاں پر نمائندگی دی گئی۔ جب تک Implementation Commission کسی Act کے بارے میں

specifically each and every line تحریری طور پر نہیں دے دیتا کہ یہ Act ہم مرکز کی بجائے صوبوں کو دے رہے ہیں تو اس وقت تک صوبہ اس بارے میں legislation نہیں کر سکتا۔اگر اس Injured Persons (Medical Aid) Bill کے بارے میں کوئی notification ان کے پاس ہے کہ اب یہ مرکز کا نہیں ہے اور اس پر صوبہ قانون سازی کرے تو پھر مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر!اس میں دوسری بات یہ ہے کہ جب تک Implementation Commission اپنی پوری کارروائی کو مکمل کر کے یہ نہیں کہہ دیتا اُس وقت تک صوبے کسی قانون سازی کو touch نہیں کر سکتے۔اس میں جو غلط ہوا ہے وہ کیا ہے ؟اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اس میں جو غلط ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جو House کسی law or act کو promulgate کرتا ہے اُس کو وہی House repeal کر سکتا ہے، جس House نے promulgation or enactment نہیں کی وہ اُس کو repeal بھی نہیں کر سکتا۔یہ سارے federal law کے ہیں اور فیڈرل اسمبلی ہی ان کو repeal کر سکتی ہے، صوبائی اسمبلی ان کو repeal نہیں کر سکتی۔ صوبائی اسمبلی کو صرف انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل نہیں ہونا چاہئے، چاہئے تو یہ تھا کہ Injured Persons کے Bill کو ختم کر کے ہم ایک نیا Bill لاتے اور اُس کے اندر حالات کے مطابق نئی ضروریات کو discuss کیا جاتا اور اُن کے مطابق قانون سازی ہوتی۔اب issue یہ ہے whether یہ subject صوبوں کے پاس ہے یا مرکز کے پاس ہے، یہ فیصلہ Implementation Commission کرے گا، قومی اسمبلی کرے گی، سپریم کورٹ کرے گی یا صوبائی اسمبلی کرے گی۔آپ مجھے یہ تو بتائیں کہ صوبائی اسمبلی کی کہاں jurisdiction ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ کون سا subject صوبوں کے پاس ہے اور کون سا subject مرکز کے پاس ہے، میں اختصار کے ساتھ ایک اور بات محترم وزیر قانون کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، ان کو قانون سازی کرنے کی اگر اتنی ہی جلدی تھی تو ایک نام تبدیل کر کے ایک Bill کے اندر اضافہ کرنے کی بجائے یہ Implementation Commission کو خط لکھتے کہ آپ specifically with each and every line وضاحت کریں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے ؟اب گورنر پنجاب نے اس پر کیا اعتراض لگایا ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ:

> However the number of subjects relating to the Ministry of Health have not been devolved to the Provincial

Government and has been retained by the Federal Government.

اب کون سے subject مرکز میں رکھے گئے ہیں اور کون سے نہیں رکھے گئے ہیں؟ اس بارے میں بھی Implementation Commission نے ایک رپورٹ شائع کر دی ہے اور اُس رپورٹ کے اندر انہوں نے واضح لکھا ہے۔ محترم وزیر قانون نے اگر یہ رپورٹ پڑھی ہے تو مجھے بتادیں کہ وزیر صحت کا یہ subject ہے اس میں کوئی ایک لائن بتادیں جس کے اندر یہ لکھا گیا ہو کہ Injured Persons کا ایکٹ ہم نے صوبوں کو دے دیا ہے؟ اگر محترم وزیر قانون کے پاس Implementation Commission کی یہ لسٹ نہیں ہے جس کے اندر مسلم لیگ (ن) کا نمائندہ بھی بیٹھا ہوا ہے تو میں ان کو یہ رپورٹ دے سکتا ہوں۔ محترم گورنر صاحب نے ایک اور اعتراض یہ لگایا ہے کہ محترم سپیکر صوبائی اسمبلی کوئی draft mechanism کرے جس کے تحت یہ thrash out کیا جاسکے کہ صوبوں کو کون کون سا subject take up کرنا چاہئے اور کون کون سا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر یہ mechanism بنانے کے لئے یہ معاملات Business Advisory Committee کو بھیج دیئے جاتے اور محترم سپیکر اُس رپورٹ کی روشنی میں کوئی mechanism thrash out کر دیتے تو اس میں کیا مضائقہ تھا؟ محترم گورنر نے ایک بڑی اہم بات کی ہے کہ:

No statement of objects and reasons has been enclosed with the Injured Persons Medical Aid Act.

جتنے Bill پیش کئے گئے ان میں Statement of Object یہ لکھا ہوا ہے کہ چونکہ 18th Amendment کے تحت مرکز نے یہ اختیار ہمیں دے دیا ہے اس لئے ہم اس میں نام تبدیل کر کے قانون سازی کر رہے ہیں۔ اس کے پیچھے ان کو Implementation Commission کا لیٹر بھی لگانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے Concurrent List پر جو بات کی ہے اب میں specifically اُس پر بات کرنا چاہوں گا۔ پینسٹھ سالوں میں صرف پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ توفیق ہوئی ہے اور آج بھی اُن کے پاس دو تہائی اکثریت نہیں ہے لیکن انہوں نے اتحادیوں کے ساتھ مل کر صوبائی خود مختاری، فنانس ایوارڈ اور devolution of powers کیا ہے اور ہماری ازلی مخالف سیاسی جماعت مسلم لیگ (ن) کے ساتھ مل کر یہ سارے کام کئے ہیں۔ جب ان کو دو تہائی اکثریت ملی تھی تو اُس وقت کیا ان کو صوبائی خود مختاری یاد نہیں تھی، کیا ان کو اُس وقت فنانس ایوارڈ یاد نہیں تھا،

کیا ان کو صوبوں کے حقوق یاد نہیں تھے؟Concurrent List کو ختم کرنے کا کریڈٹ partly مسلم لیگ(ن) کو بھی جاتا ہے، کبھی یہ بھی اپنے ظرف کے اندر تسلیم کر لیا کریں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے آئین کے اندر 1973 سے لے کر آج تک کوئی کام کیا ہے، کسی اور کو یہ توفیق نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر محترم وزیر قانون کی توجہ آئین کے آرٹیکل۔142 کے سیکشن (c) کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو انہوں نے اس کی definition کی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

محبتیں جب شمار کرنا تو سازشیں بھی شمار کرنا

جو میرے حصے میں آئی ہیں وہ اذیتیں بھی شمار کرنا

جناب سپیکر! اگر انہوں نے آرٹیکل 142 پڑھا ہے تو محترم وزیر قانون کو آرٹیکل143 بھی پڑھنا چاہئے تھا انہوں نے آرٹیکل142 کے اندر کہا کہ:

142(C) a Provincial Assembly shall, and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] shall not, have Power to make laws with respect to any matter not enumerated in either the Federal Legislative List…

Federal Legislator List کے اندر جو subject زیر بحث نہیں ہوں گے وہ سارے صوبوں کے پاس ہوں گے۔ میں محترم وزیر قانون کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں لیکن کاش! انہوں نے آرٹیکل 143 پڑھا ہوتا۔ آرٹیکل143 کہتا ہے کہ:

143. If any provision of an Act of a Provincial Assembly is repugnant to any provision of an Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) which Majlis-e-Shoora (Parliament) is competent to enact, then Act of the Majlis-e-Shoora (Parliament), whether passed before or after the Act of the Provincial Assembly, or, as the case may be, the existing law, shall prevail and the Act of the Provincial Assembly shall, to the extend of the repugnancy, be void.

صوبائی اسمبلی کی قانون سازی سے پہلے یا بعد قومی اسمبلی کے اندر کوئی قانون سازی ہو چکی ہو اور اُس قانون سازی کے موجود ہونے میں جب تک قومی اسمبلی اُس کو repeal نہیں کر دیتی، جب تک

Implementation Commission صوبوں کو بھیج نہیں دیتا، جب تک 18th Amendment کی implementation کا آخری نوٹیفکیشن ہو نہیں جاتا، اس وقت تک صوبوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ ایک نام کو تبدیل کر کے اٹھائیس بل اس طرح پاس کر کے کہہ دیں کہ ہم نے ایک مہینے میں اٹھائیس بل پاس کئے ہیں۔ This is no way پوری دنیا کی قانون سازی کے اندر آج تک Chair نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ آپ نے خود رولز بنا دیئے ہیں کہ:

> Each message of the Governor, each observation of the Governor, each objection of the Governor should be under discussion and instead of the message and observation of the Governor, no amendment should be in the House.

یہ آپ کے دیئے ہوئے کاغذ ہیں۔

جناب سپیکر! جو اٹھائیس Bills واپس آئے ہیں سب کے اندر ایک ہی subject ہے، آپ Business Advisory Committee کے اندر یہ بات طے کر لیں کہ آپ ایک Bills کی each line and each word پر ہمیں بحث کا موقع دے دیں اور باقی ستائیس بل آپ اسی طرح پاس کرا دیجئے گا۔ یہ بات تو کرنے کی ہے لیکن آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ گورنر نے nine objections لگائے ہیں جبکہ آپ اُن nine objections پر بات ہی نہیں کرنے دینا چاہتے۔ جب اسمبلی کے اندر ایکٹ پیش ہوتا ہے تو کلاز بائی کلاز بتایا جاتا ہے کہ:

> Government or any member who want to amend this act in this line, in this paragraph and this is general sense of the act.

تو جب آپ each and every clause پر علیحدہ بحث کا موقع دیتے ہیں، ہر ممبر اُس پر بات کرتا ہے اور each clause پر House کی sense لی جاتی ہے تو پھر اگر آپ گورنر کی نو باتوں کو زیر بحث لے آئیں گے تو اس سے کون سا عذاب آنے والا ہے؟ میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ جب محترم وزیر قانون یہیں میرے ساتھ اِدھر بیٹھا کرتے تھے تو بڑی خوبصورت باتیں کرتے ہوئے کہتے تھے اور میں بھی یہی کہوں گا کہ:

سُنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہوگی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہوگی
اور تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تو لوں مگر یہ خود کشی ہوگی

جناب سپیکر! اس معزز House کے چیف منسٹر کے نام ایک پیغام یہ ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہوگی، نہ ہم سے پیروی ہوگی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب نے میرے خیال میں بہت تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس سے متعلق جو گفتگو ہو سکتی تھی وہ انہوں نے کی ہے۔ یہ Legislators کا House ہے جس کے اندر ہم نے وہ باتیں کہنی ہیں۔ اگر لاء منسٹر اپنی ضد چھوڑ کر اپوزیشن سے مشورہ کر لیتے تو شاید یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

جناب سپیکر! میری گزارش اب صرف اتنی ہے کوئی لمبی چوڑی discussion نہیں انہوں نے جو غلط کام کیا ہوا ہے اس کے لئے بھی یہ کوشش کی گئی ہے کہ گورنر صاحب کے سر پر تھوپ دیا جائے اور شاید یہ message دیا جا رہا ہے کہ چونکہ وہ پیپلز پارٹی کے گورنر ہیں اس لئے انہوں نے مسلم لیگ (ن) کو tough time دیا ہے تو ایسا نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے House سے باہر ایسی ایسی باتیں کی ہیں جو میں یہاں discuss نہیں کر سکتا۔ انہوں نے آج یہاں جو باتیں کی ہیں تو اس سے مجھے ان کے قول اور فعل میں تضاد نظر آ رہا ہے۔ انہوں نے باہر جو کہا ہے وہ بتانے کے لئے میری زبان اجازت نہیں دیتی اور یہاں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان جیسا brilliant وکیل ہی کوئی نہیں ہے ہم ان کو مانتے ہیں۔

جناب سپیکر! صرف چھوٹا سا کام ہونا تھا جو ابھی بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں زیادہ وقت نہیں لگے گا کہ جو مرکز سے آیا ہے اس کو یہاں repeal کر لیں اور اپنا Bill بنا کر پیش کر لیں۔ یہاں نولاٹیا صاحب، لغاری صاحب، میری بہن آمنہ الفت اور ہم سب نے یہ کہا ہے کہ یہاں وہ کام ہونے جا رہا ہے جس پر تاریخ آپ کو معاف کرے گی اور نہ ہمیں معاف کرے گی۔ ہماری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ اس پر کوئی سیاست نہیں ہے خدارا ابھی بھی سوچ لیں۔ آپ نے House تو چلانا ہی چلانا ہے کیونکہ آپ نے

دن پورے کرنے ہیں جو پہلے نہیں کئے۔ آپ لوگوں کے ذہن میں تھا کہ شاید ہم لوگ اسمبلیاں ختم کرا لیں گے یا کچھ کر لیں گے لیکن یہ نہیں ہوگا یہ سسٹم چلنا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ دن تو آپ نے پورے کرنے ہیں اگر قانون اور rules کو follow کرتے ہوئے کریں گے تو اس سے آپ کی Chair کی عزت ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، گوندل صاحب! repetition کوئی نہیں ہوگی۔ اس میں rules بڑے clear ہیں آپ 203 کو پڑھ لیں۔ اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ repetition نہیں ہوگی۔ آپ کے ایک معزز ممبر نے جب آپ کا مؤقف پیش کر دیا ہے تو پھر میرے خیال میں آپ کو اس کو appreciate کرنا چاہئے اور اس کو own کرنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ نولاٹیا صاحب کی گفتگو کا جو مقصد تھا اس کے مطابق میں یہ چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے جو Bill پیش کئے ہیں اور جو گورنر ہاؤس سے واپس آئے ہیں یہ ان کے بجائے اپنی enactment کر لیں۔ اگر ان سب پر ہم اپنے طور پر legislation کر لیں تو ہم ان سے تعاون کرنے کے لئے اب بھی تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے بھائیوں کا انتہائی مشکور ہوں کہ میری بات ان کی سمجھ میں آ گئی ہے۔ گورنر صاحب کا message یہ ہے کہ یہ Provincial legislation نہیں یہ Provincial law نہیں بلکہ Federal law ہے۔ وہ مجھے مشورہ دے رہے ہیں کہ ان سب کو repeal کر کے اپنا نیا law بنالیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم offer کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ offer اسی لئے کر رہے ہیں کہ یہ Provincial law ہے۔ اگر یہ Provincial law ہے تو ہم اس میں ایک amendment لائیں یا سارے کو repeal کریں یا نیا بنالیں تو وہ اس اسمبلی کی صوابدید اور اختیار ہے۔ انہوں نے ایک اور بات کی ہے جس کا میں جواب دینا چاہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ Implementation Commission notify کرے۔ جب آئین میں ایک چیز درج ہے تو پھر enforcement of Constitution کسی نوٹیفکیشن یا کسی حکومت کی مرضی کے تابع نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اب sense of the House لینی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے offer کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! تشریف رکھیں انہوں نے کوئی offer نہیں کی۔ This is no way آپ کے پاس پہلے uninterrupted time تھا۔ آپ نے بات کی اور آپ کے بعد لاء منسٹر صاحب نے بھی بات کر لی ہے اب sense of the House لینی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی Chair، کی یہ sanctity نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے آپ Chair کی واقعی sanctity نہیں رہنے دے رہے۔ پلیز بسراء صاحب! اس طرح نہ کریں۔ میں اس کے بعد آپ کی بات سُن لوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): مہربانی۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Powers of Attorney (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Administrator General's (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) ایڈمنسٹریٹر جنرلز مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose it

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے معزز لاء منسٹر صاحب کو ایک offer کی ہے، بجائے اس کے کہ 28 Bills پر ہر ممبر بات کرے۔ اگر یہ ہمارے ایک ایک نکتے کا سیر حاصل جواب دے دیں جو کہ تعداد میں صرف نو ہیں۔ یہ ان کی سہولت کے لئے بھی ہے نہیں تو ہر Bill پر جب ہر ممبر بات کرے گا تو یہ بات یقینی ہے کہ repetition ہو گی۔

جناب سپیکر! اگر اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر طے کر لیا جائے تو یہ ایک جمہوری روّیہ ہوگا۔ یہ stubborn behaviour نہیں اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ ہم ضد کریں کہ ہم نے clause by clause بات نہیں کرنی لیکن اگر ان کا روّیہ یہی ہے تو پھر میں اس پر اپنی بات کا آغاز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پوری دنیا کے اندر برطانوی پارلیمنٹ، انڈیا کی لوک سبھا یا پاکستان کی سینیٹ ہو ان سب کے اندر یہ طے شدہ قانون ہے کہ ریاستوں اور صوبوں کے اختیارات کو confine کرنے کا اختیار کیا صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلیوں یا اس معزز ایوان کی Legislation Committee کے پاس ہوتا ہے جس میں ایوان کی تمام سیاسی پارٹیوں کی نمائندگی ہوتی ہے۔ صوبوں اور مرکز کی legislation کی حدود کا تعین کرنے کے لئے ہر سیاسی پارٹی کا نمائندہ جو کمیٹی میں بیٹھتا ہے وہ اپنی leadership سے guideline لینے کے بعد وہاں پر اپنا اپنا مؤقف دیتا ہے اور پوری دنیا میں اس قومی اسمبلی اور پارلیمنٹ کو اعلیٰ ترین سمجھا جاتا ہے جہاں پر حکومتی ممبران یہ کہیں کہ consensus کے ساتھ اور unanimously اس میں legislation کی حدود کا تعین کر دیا جائے اس لئے کہ consensus کے ساتھ کمیٹی کی جو رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ اسمبلی کے ایوان

کے اندر سینکڑوں کی تعداد میں بیٹھے ہوئے ممبران شاید اس پر سیر حاصل گفتگو نہیں کر سکتے جتنا کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں بحث کی جاتی ہے۔اس معزز ایوان میں گورنمنٹ یا اپوزیشن کے ہر ممبر کا Chair پر پورا پورا حق ہے کیونکہ Chair Custodian of the House ہوا کرتی ہے اور پوری دنیا میں ایک فرد کا کیا ہوا فیصلہ کبھی بھی فائنل نہیں سمجھا جاتا بلکہ سمجھا یہ جاتا ہے کہ جتنے فیصلے consensus and unanimous ہوں ان کو عوام کی آشیر باد حاصل ہے۔جب process of returning the Bill in the Assembly for second passage of the Bill پیش کیا گیا تو honourable Chair کو یہ چاہئے تھا کہ ایک کمیٹی بنا کر اس میں بھیج دیتے مگر اس پر کام نہیں کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر رویّوں کا تعلق جمہوریت کے ساتھ نہ ہو، جہاں پر self respect کا concept نہ ہو، جہاں پر دوسروں کے mandate کا احترام نہ کیا جائے تو جس طرح charter of democracy کے اندر محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں نواز شریف نے ایک بات طے کر دی تھی کہ کبھی بھی اُس فرد کے حقوق deny نہ کئے جائیں جس فرد کو نمائندگی عوام نے دی ہے۔ عوام کے اس mandate کا احترام کرتے ہوئے جس پارٹی کو مفاہمت کی پالیسی کے تحت جتنا mandate ملتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! میری بات سنیں۔آپ ماشاء اللہ law knowing انسان ہیں۔ یہاں پر آپ گورنر کے message کے ambit کے باہر نہیں جا سکتے۔آپ نے گورنر کے message پر صرف confine کرنا ہے لہذا اس سے relevant بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری رائے یہ ہے کہ گورنر کے messages پر House میں موجود وہ تمام ممبران اسمبلی جن کو جس جس پارٹی سے نمائندگی ملی ہے اُن کو گفتگو کا حق ملنا چاہئے۔میں یہی تو Charter of Democracy کی spirit کی بات کر رہا ہوں اور اس میں یہی طے ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مہربانی کرکے اپنے آپ کو confine کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر کے nine messages آئے ہیں مگر آپ ایک کمیٹی بنا کر اُن پر بحث کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ Bill جو آپ نے پیش کیا ہے اگر یہ تمام سیاسی پارٹیوں کے ممبران اسمبلی سے ایک کمیٹی کی شکل میں منظور ہو کر آتا اور clause by clause ہر message پر بات ہوتی تو شاید تاریخ یہ لکھی جاتی کہ پنجاب کے House نے تمام ممبران اسمبلی کے mandate کا احترام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے House کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ انجینئر خرم دستگیر ایم این اے ایوان میں موجود ہیں۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے انجینئر خرم دستگیر ممبر قومی اسمبلی کو House کی visitor گیلری میں تشریف لانے پر ڈیسک بجا کر خوش آمدید کہا)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! خرم دستگیر صاحب جو قومی اسمبلی کے معزز ممبر ہیں وہ یہاں پر تشریف لائے ہیں لہذا ہم اپوزیشن کی جانب سے بھی انہیں welcome کرتے ہیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی کم علمی کے باوجود اور میرے ساتھیوں نے بھی اپنی بساط کے مطابق بات کرنے کی کوشش کی کہ آج یہاں پر جس طرح قانون کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور آئین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، میں قانونی چارہ جوئی کے لئے اپنے rights کو reserve رکھتا ہوں اور کم از کم میں اس غیر قانونی عمل کا حصہ نہیں بن سکتا اس لئے میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب اور منڈا صاحب بسراء صاحب کو منا کر لائیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I also welcome Engineer Khuram Dastgeer, MNA in visitor’s gallery. He is an asset of my party.

جناب سپیکر! اس Bill پر معزز ممبران نے بات کی ہے۔ میں اس حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ The Administrator General’s Act کا Concurrent List کی Entry No.7 پر ذکر تھا مگر اب Concurrent List omit ہو چکی ہے اور

There is no mention of this Act in Federal Legislative List. So the Provincial Assembly is fully empowered to legislate this Act by the operation of the 18th Amendment of the Constitution.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

> The motion moved and the question is:

> "That the Administrator General's (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Specific Relief (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) دادرسی مختص مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be

reconsidered in the light of the message of the Governor."

CHAUDHARY EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

MAJOR (RETD) ZULFIQAR ALI GONDAL: I oppose.

MRS AMNA ULFAT: I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! House in order کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر معزز لاء منسٹر گورنر صاحب کے Message No.5 کو پڑھ لیں جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

While issuing the Notification No.4-5/2011-Min.I dated 05-04-2011 and No.4-9/2011-Min.I dated 29-6-2011, some Federal Ministries along with their Divisions/ components ceased to exist w.e.f. 05-04-2011 and 01-07-2011, respectively (Annex-A). However, a number of subjects relating to these Ministries have not been devolved to the Provincial Government and have been retained by the Federal Government.

Thus, the promulgation of any law would not fall in the realm of the Province, with regard to the matters falling within the domain of the Federal Government.

جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ Implementation Commission کی سفارشات کے بغیر صوبوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ تعین کریں کہ فلاں فلاں چیز صوبوں کے purview میں آتی ہے اور فلاں فلاں چیز purview میں نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Relations between Federal Government and Provincial Governments کے اندر یہ چیز defined ہے کہ قومی اسمبلی میں آئین کے تحت جو اختیارات دیئے گئے ہیں اور جب تک specifically یہ طے نہ کر دیا جائے کہ یہ Specific Relief Act ہم نے صوبوں کو دے دیا ہے تب تک لاء منسٹر اس پر قانون سازی move نہیں کر سکتے تھے لہذا یہ پارلیمنٹ اور آئین کی collectively توہین کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں ایک اور message ہے جو کہ sub part-vi میں لکھا ہے کہ:

> No statement of objects and reasons have been enclosed with the Specific Relief (Amendment) Bill 2011

یہ اس سے پہلے بھی practice رہی ہے کہ کوئی بھی ترمیم دی جاتی ہے یا اس میں کوئی enactment کیا جاتا ہے تو اس کے لئے اس کی statement of objects ہمیشہ اس کا integral part ہوتا ہے اور اس کے پیچھے اس spirit کو spell out کیا جاتا ہے۔ اس میں اب بھی اگر لاء منسٹر صاحب اپنے subordinates اور سیکرٹری لاء کے ذریعے statement of objects دے دیں تو اس اسمبلی یا ان کے وقار میں کوئی کمی تو نہیں ہوگی۔ جب یہ دوبارہ پیش کیا گیا تھا تو جو چیزیں ان کی نظر میں constitutional ہیں اور اس میں اگر تبدیلی کرنے سے کوئی۔۔۔

(اذانِ عصر)

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو گیلری میں تشریف لانے پر welcome کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، صاحبزادہ فضل کریم صاحب گیلری میں تشریف لائے ہیں تو ہم بھی انہیں welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں نہ صرف صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو welcome کرتا ہوں بلکہ دہشت گردی اور انتہاپسندی کے خلاف، خانقاہوں پر ہونے والے بم حملے کے خلاف ان کے مؤقف کو بھی ہم سراہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ statement of objects and reasons ایک ایسی چیز ہے جو کسی بھی enactment کی روح ہوتی ہے، اس کی spirit ہوتی ہے۔ ہمارے لاء منسٹر صاحب کے پاس یہ ایک پیراگراف ایسی چیز تھی جس کے ذریعے گورنر پنجاب سے انہوں نے اپنی جو reservations show کی تھیں، اپنے objections point out کئے تھے، ان کے ذریعے ہی اگر statement of objects and reasons میں اس legislation کی وجوہات بیان کر دیتے تو شاید گورنر پنجاب کو یہ Bill واپس نہ کرنا پڑتا اور انہوں نے اپنے پہلے جو arguments دیئے ہیں کہ Concurrent List اور Federal Legislative List علیحدہ علیحدہ ہو چکی ہیں تو میں دوبارہ اپنی بات کو reiterate کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے گورنر پنجاب کا حکومت پنجاب سے کسی قسم کا کوئی پھڈا نہیں ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جتنی ترامیم ہیں یہ consensus سے پاس ہوں اور میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ اگر لاء منسٹر صاحب بھی اپنی ضد سے باز آ جائیں تو ان کا قد چھوٹا نہیں ہوگا بلکہ بڑا ہوگا۔ یہ گورنر ہاؤس سے جو Bill واپس آئے ہیں، ہم نے اسی طرح بغیر کسی قومہ اور فل سٹاپ کے واپس بھیجنے ہیں یہ ان کے اپنے arguments ہیں اور ان میں سے کافی arguments weightage بھی ہیں تو اگر اب بھی وقت لے کر کل یا پرسوں تک statement of objects and reasons واضح کر دیں تو اس سے ہماری، ان کی اور اس اسمبلی کی تکریم میں اضافہ ہوگا اور یہ confrontational policy بھی میڈیا کے اندر یا دوستوں کے ذریعے جہاں اس کو ہوا ملتی ہے وہ نہیں ملے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک محاورہ ہے "بھینس کے آگے بین بجانا" ہم تو بینڈ بجا رہے ہیں اور پھر ان کے کان تک جوں نہیں رینگ رہی۔ گورنر صاحب کا جو message ہے میں اس کی چوتھی شق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973 کے آئین میں اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے آرٹیکل 270 A(a) شامل کیا گیا ہے جس کے تحت وفاقی حکومت نے ایک عملدرآمد کمیشن سینیٹر رضا ربانی کی سربراہی میں قائم کیا ہے جس کی سفارشات کے مطابق وفاقی حکومت نے کچھ وفاقی ادارے وفاق سے ختم کر کے صوبوں کو منتقل کر دیئے

ہیں یا دوسرے وفاقی محکموں میں تقسیم کر دیئے ہیں لیکن ان وفاقی محکموں کے کئی معاملات وفاق نے اپنے پاس رکھے ہیں اور صوبوں کو منتقل نہیں کئے چنانچہ کوئی بھی قانون ایسے کسی معاملے پر نہیں بنایا جا سکتا جو صوبے کو منتقل نہ کیا گیا ہو۔

جناب سپیکر! honestly مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آئی ہے کہ یہ بہت بڑا مسئلہ اور سوال ہے جسے وزیر قانون کیسے حل کریں گے، کیا یہ ایک لڑائی کی بنیاد نہیں رکھ رہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اس چیز کو مانتے ہی نہیں کہ وفاق نے کوئی بھی ادارہ اپنے پاس رکھنا ہے یا وہ اس چیز سے انکار کرتے ہیں کہ وفاقی حکومت کوئی ادارہ کسی دوسرے وفاقی محکمے کو دے سکتی ہے یا بہت سے ادارے ایسے ہیں کہ جن پر ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ وہ اس اختیار کو نہیں مانتے تو کیا یہ کھلی جنگ کا آغاز نہیں ہے؟ یہ question mark ہے تو خدا کے لئے مجھے اس کا جواب لے دیں۔ اگر اس کا جواب آ گیا تو میں سمجھوں گی کہ مجھے پورے چودہ بلوں کا جواب آ گیا ہے اور اگر یہ اس کا جواب مجھے نہیں دے سکے تو میں پھر اسمبلی سے واک آؤٹ کر جاؤں گی کیونکہ میرے یہاں پر بیٹھ کر بات کرنے اور بین بجانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ میں نے کہا تھا کہ right reserve ہے کہ میں اس غیر قانونی ہونے والے عمل کے متعلق remedy receive کروں گا لیکن میں اپنے دوستوں کے کہنے پر واپس آیا ہوں تو گزارش صرف اتنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن ہمیشہ double remedy نہیں ہوتی اور law میں بھی double نہیں ہے کہ آپ ادھر بھی remedy لیں اور پھر کہیں اور بھی remedy حاصل کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کو جو Law support کرتا ہے وہ آپ quote کر دیتے ہیں اور جو support نہیں کرتا وہ آپ quote نہیں کرتے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ اپنی غلطی کو مان لینے والا انسان بڑے ظرف کا مالک ہوتا ہے۔ بہت سارے میرے دوست، میری محترم بہنیں جو یہاں بیٹھی ہیں، یہ تمام کے تمام نہ چاہتے ہوئے بھی اس غیر قانونی عمل کا حصہ صرف اس لئے بن رہے ہیں کہ وہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ان کی مجبوری ہے۔ اب لاء منسٹر جو کر رہا ہے وہ میں نہیں چاہتا کہ یہاں پر ایک عجیب ماحول پیدا ہو اور یہاں پر کوئی لڑائی کا عمل شروع ہو جائے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے بسراء صاحب! اول تو آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کرنا نہیں چاہئے اگر کسی کا ذکر کریں تو احترام کے ساتھ کرنا چاہئے۔ آپ کا بھی احترام ہے، اگر آپ "کر رہا ہے" کی بجائے "کر رہے ہیں" کہہ دیتے تو وہ ایک زیادہ اچھی بات ہوتی۔ ہمیں کم از کم ایک دوسرے کے لئے اتنی willings رکھنی چاہئیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی بات کو بطور نصیحت اپنے پاس امانت سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا۔ ویسے یہ رشتے عزت دینے اور عزت کرانے سے ہوتے ہیں۔ یہ binding نہیں ہوتے۔ یہ اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی انسان دوسرے کو بھی ایسا ہی سمجھے جیسا آپ مجھے حکم کر رہے ہیں۔ اب میں گزارش صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ گورنر صاحب نے with reasoning، اب یہ کہہ دینا کہ انہوں نے جو بات لکھ کر بھیجی ہے کہ:

> It would be in the fitness of things if the Speaker of the Provincial Assembly devolves a mechanism in consultation with the Federal Government to thrash out Federal Law required to be adopted by the Provincial Government through provincial legislation to the extent of devolving functions at the consequence of devolution of Federal Ministries to the Provincial Government so as to avoid any administrative legal complications.

جناب سپیکر! اس میں اُن کا جو نقطہ نظر ہے وہ being a constitutional head ایک آئینی عہدہ ہونے کی وجہ سے ہے اور انہوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ہم اس House میں 371 ممبران بیٹھے ہیں، صرف یہ ذہن سے نکال کر کہ وہ پیپلز پارٹی کے گورنر ہیں۔ جب آپ Ayes کہتے ہیں اور Noes کہتے ہیں تو یقین مانئے میرا دل دھڑکتا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آج آپ کے ضمیر پر کتنا بوجھ ہوگا کیونکہ آج آپ جو کر رہے ہیں وہ آپ کی مجبوری ہے اور ہمیں آپ کی مجبوریوں کا بھی اندازہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری کوئی مجبوری نہیں ہے، اللہ کا فضل ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ یقین مانئے، ہمیں پتا ہے کہ ہمارا وہ بھائی جو خود ہائیکورٹ کے اندر جب پیش ہوتا تھا، جب وہ ruling cite کرتا تھا کیونکہ میں نے آپ کو ایک دفعہ سنا ہوا ہے۔ میں اُس وقت آپ کو appreciate کرتا تھا۔ آج بھی میں آپ سے توقع کر رہا تھا لیکن

آپ کی مجبوریاں ہیں اور ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ صرف یہ بات کہہ کر اجازت لوں گا اور لاء منسٹر ہمارے لئے بھی بڑے محترم ہیں جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے۔ میں ان کے لئے صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ نہیں ہوا، دنیا کچھ نہیں کہے گی، میڈیا کچھ نہیں کہے گا لیکن جب ہم ایک غیر قانونی عمل کریں گے تو ہمیں تاریخ معاف کرے گی، میڈیا معاف کرے گا اور نہ ہی ہمارا ضمیر معاف کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی بسراء صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ غیر قانونی بحث کو میڈیا بھی معاف کر دے گا اور لوگ بھی معاف کر دیں گے کیونکہ آپ بات سمجھنے کے باوجود بھی بات کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ جو Specific Relief Act ہے یہ Concurrent List کے ضمن نمبر 12 پر درج تھا، Concurrent List omit ہو چکی ہے اور اب صوبائی اسمبلی کا اس کو legislate کرنے کا اختیار ہے۔ صوبائی اسمبلی Constitution سے اپنا legislate کرنے کا اختیار draw کرتی ہے، کسی کمیشن یا کسی حکومت سے نہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Specific Relief (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بائیکاٹ کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Official Trustees (Amendment) Bill 2011. Minster for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) متولیان سرکار مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

The message of the Governor in respect of the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose it!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! میں صبح سے ایک بات محترم لاء منسٹر کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اتنی دیر میں تو آپ کو سمجھ آجانی چاہئے کہ اُنہوں نے نہیں سمجھنی۔ (قہقہہ)

چودھری احسان الحق نولاٹیا: وہ میری بات نہیں سمجھ پا رہے ہیں۔ میں اب انہیں مرزا غالب کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ مرزا غالب نے ہمارے لاء منسٹر کے بارے میں کہا ہے کہ:

یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

جناب سپیکر! یہ objection No. 7 کے اندر honourable Governor of the Punjab نے بڑی وضاحت کے ساتھ ایک بات کی ہے۔

Recently I have returned the following Bill, passed by the Provincial Assembly, proposing certain amendments in the Federal legislation. With my observation is the same work in consistent with the Constitutional and legal provisions for consideration by the Provincial Assembly.

اس کے اندر محترم گورنر نے اہم بات یہ کی ہے کہ یہ آئینی اور قانونی دفعات سے منحرف ہو رہے ہیں۔ جو صوبائی اسمبلی legislation کر رہی ہے وہ inconsistent ہے۔

with the constitutional and legal provision for the consideration by the Assembly.

اسمبلی کو محترم گورنر نے آگاہ کیا ہے کہ جو legislation آپ کر رہے ہیں یہ آئین اور قانون سے متصادم ہے۔

جناب سپیکر! Britain Constitution and American Legislation میں ایک فرق ہے۔ Britain Legislation میں جو فیصلہ پارلیمنٹ پاس کر دیتی ہے وہ کسی کورٹ آف لاء میں نہیں لے جایا جا سکتا لیکن امریکہ کی constitutional practice ہے کہ اس میں اگر House کوئی ایسی legislation pass کر دیتا ہے جو Constitution کی general sense کے خلاف ہو تو اس کو court of law کے اندر لے جایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے اندر اب مسئلہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ اسمبلی یہ کہتی ہے کہ یہ legislation Constitution and legal provision کے ساتھ inconsistent ہے، گورنر صاحب کہتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ متصادم ہے اور ہم نے legislation کر لی ہے۔ اب Constitution of Pakistan کے مطابق اگر کوئی legislation کر دی جائے اور وہ general legislation concept of the Constitution کے ساتھ contradictory ہو تو اس کا فیصلہ definition of Constitution یعنی آئین کی تشریح کرنے کا اختیار سپریم کورٹ آف پاکستان کو حاصل ہے۔

جناب سپیکر! میں معزز لاء منسٹر صاحب کو offer کرتا ہوں کہ اگر اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ ہم جو legislation کر رہے ہیں یہ Constitution اور قانون کے ساتھ متصادم ہے لیکن یہ بضد ہیں کہ ہم نے اپنی افرادی قوت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کو اسی طرح کروانا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہماری general sense of the Constitution کے مطابق اس کو کسی دیگر forum کو آئینی تشریح کے طور پر بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! The message of the Governor in this Bill is without any legal and constitutional force.

کیونکہ اس Bill کا Concurrent List کے ضمن نمبر 7 پر اندراج تھا اور

And now, there is no mention of this Act in Federal Legislative List.

MR DEPUTY SPEAER: The motion moved and the question is:

> "That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for the consideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Official Trustees (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Defamation (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون(ترمیم)ازالہ حیثیت عرفی مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Defamation (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Defamation (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

Minster for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the

Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس ایکٹ کا Concurrent List کے ضمن نمبر12 پر اندراج تھا۔
Now, there is no mention of this Act in Federal Legislative List. So under Article 142(c) the Provincial Assembly has part power to legislate on the Act.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the Defamation (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی دیوالیہ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب کا message نمبر3 کو اگر معزز لاء منسٹر صاحب وضاحت کے ساتھ پڑھ لیں تو وہ یہ ہے کہ:

> In case any amendment has to be sought, the matter should be referred to the Federal Government and the Parliament is the sole authority to make any amendment in the Provincial Insolvency Act 1920.

جناب سپیکر! اس میں objection نمبر4 یہ ہے کہ:

> The Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011 is not covered under the Article.

جناب سپیکر! اس میں اصل objection یہ ہے کہ گورنر صاحب نے کہا ہے کہ بجائے اپنی legislation کرنے کے کسی دیگر ادارے کی legislation اٹھا کر اس پر پنجاب اسمبلی کا ایک sticker لگا دیا جائے تو. This is no way for the legislation.

جناب سپیکر! اگر کل کو لاء منسٹر صاحب اسرائیل کا ایک قانون لے آئیں اور اسرائیل کا لفظ کاٹ کر پاکستان لکھ دیں تو کیا اس کو adopt کر لیا جائے؟ اسی طرح کل کو ہمارے معزز لاء منسٹر صاحب کا دل چاہے کہ انڈیا کے صوبہ ہریانہ یا کرنال کا کوئی قانون اٹھائیں اور لفظ کرنال کو تبدیل کر کے پنجاب لکھ کر اس کی legislation کرنا شروع کر دیں تو ان کے اس precedent کی وجہ سے ان کے آگے کوئی روکاٹ تو نہ ہوئی اس لئے معزز لاء منسٹر صاحب کو اپنے دماغ کو بھی استعمال کرنا چاہئے۔ ہم خدمات دینے کو تیار ہیں کہ ایک کمیٹی بنا کر ہم سے پوچھ لیا جائے اور legislation کہیں تیار شدہ لا کر House میں نہ پیش کی جائے بلکہ اس کے لئے عرق ریزی کی جائے اور آئندہ آنے والے متوقع خدشات کے تحت House میں legislation پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! The Insolvency Act 1920 was mentioned in Para 7 of the Concurrent List. Now, it is omitted and there is no mention in Federal Legislative List. So the Provincial Assembly has power under Article 142 (c) to legislate on the matter.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Insolvency (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) خیراتی ومذہبی اوقاف مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! جس طرح سے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے سپریم کورٹ کا جج یہ کہے کہ کل میں نے پندرہ سو مقدمات کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی خدا کا خوف کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پندرہ سو مقدمات کا روزانہ فیصلہ کرنے والے جج سے انصاف کے تقاضے کہاں پورے ہو سکتے ہیں۔ میں نے بار بار ایک بات معزز وزیر قانون سے کہی ہے کہ democracy and sense of the House یہ ہے کہ تمام طبقہ ہائے فکر کے لوگ جو منتخب ہو کر اس اسمبلی کے اندر آتے ہیں وہ اپنے حلقوں کے لوگوں کے مسائل کو take up کرتے ہیں اور ان مسائل کے تحت ایسی قانون سازی کرتے ہیں جس سے عوام کے مسائل ان کی دہلیز پر حل ہوں۔ اگر ہمارے معزز وزیر قانون نے ایک ایک دن میں چودہ چودہ بل پاس کرنے ہیں تو میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور پنجاب کی ہسٹری کے اندر پینسٹھ سالہ اس ایوان کی تاریخ میں شاید کبھی چودہ بل ایک دن کے اندر پاس نہ کئے گئے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں کہ جب index تیار ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وزیر قانون کے سمجھنے پر بات نہ کریں۔ آپ Bill پر بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا ان کا یہ روّیہ نہیں ہے؟ پندرہ سو مقدمات کا ایک دن میں فیصلہ کرنے والی بات نہیں ہے۔ اب انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ ہر Bill کے اندر گورنر کی طرف سے nine messages جو آئے ہیں ہر message پر علیحدہ بات ہوتی اور آپ نے جو ہمیں رولز بنا کر دیئے ہیں وہ بھی غیر قانونی طور پر یعنی House سے اجازت لئے بغیر ایک کاغذ سپیکر نے ہمیں لکھ کر دے دیا کہ آج کل ہمارا mood یہ ہے کہ ہم یہ Bill اس طرح سے پاس کریں گے اور آپ کے mood کے مطابق لکھا ہوا کاغذ ہے آپ تو اس کو بھی follow نہیں کر رہے۔ اس کاغذ کے اندر آپ نے یہ بات لکھی ہے کہ گورنر کے messages، گورنر کی observations گورنر کے اعتراضات پر سیر حاصل گفتگو ہوگی اور نئی ترامیم نہیں دی جائیں گی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو نو اعتراض لگ کر واپس آئے ہیں، جس طرح clause by clause legislation کے اندر بات ہوتی ہے اس کے اندر بھی ہونی چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید قانون سازی کی ہسٹری کے اندر اتنی لمبی چوڑی قانون سازی کبھی کسی لاء منسٹر نے نہیں کی ہوگی جو ہمارے معزز وزیر قانون انشاء اللہ آج کر کے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج وزیر قانون کو اگر فاتح پنجاب اسمبلی کہا جائے تو میرے خیال میں یہ بے جا نہ ہوگا۔ اتنی فتوحات تو شاید سکندر اعظم نے بھی حاصل نہیں کیں تھیں، شاید اتنی فتوحات تو بابر کے مقدر میں بھی نہیں تھیں لیکن ایک بات ضرور کہوں گا کہ شاید جنرل یحییٰ، ضیاء الحق اور پرویز مشرف بھی اتنا غیر قانونی عمل کر کے نہیں گئے جو آج ہمارے لاء منسٹر نے کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! مجھے گزارش تو کر لینے دیں۔ ابھی تو میں نے تمہید باندھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات مکمل کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! گزارش صرف اتنی ہے کہ جتنے pleasant mood میں ہم cooperate کر رہے ہیں آپ تو شاید یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ہم کتنے بوجھل دل کے ساتھ یہاں پر بیٹھے ہیں جبکہ آپ لوگوں نے تو تین تین دفعہ کھانا بھی کھا لیا۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب to the point بات کریں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں عرض صرف یہ کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ ابھی نولاٹیا صاحب نے بھی کہا، لغاری صاحب نے کہا اور ہماری بہن بھی کہہ کر گئیں۔ ہم تو مٹھی بھر ہیں لیکن آپ کو یاد ہوگا کہ 313 کا لشکر فاتح رہا اگر بات حق اور سچ پر مبنی ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی فرما کر to the point بات کریں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔۔۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! وقت ضائع نہ کریں اپنی بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں. No cross talk

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! منڈا صاحب سے کہیں کہ بیٹھ جائیں میں اپنی بات کر لوں۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ گورنر صاحب نے جو اعتراضات لگائے ہیں، ابھی ایک دوست ہمارے benches سے یہ کہہ رہا تھا کہ گورنر صاحب نے جتنے بھی objections لگا کر بھیجے ہیں انہی کی بنیاد پر انشاء اللہ اگر زندگی نے وفا کی تو ہم legal remedy seek کریں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ double remedy نہیں ہوتی۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ میری گزارش تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ آدمی کو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے اور اندر سے کوئی چیز اٹھتی ہے کہ یار اتنے دوستوں نے کہہ دیا ہے، اتنے کہنے والے ہیں میں ہی مان جاؤں۔ ابھی بھی ہمیں اللہ کے گھر سے ناامیدی نہیں ہے۔ انشاء اللہ ہمیں یہ امید ہے کہ جب آخری Bill پاس ہونے لگے گا، وزیر قانون نے جو جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں، انہوں نے اس سیٹ تک پہنچنے تک جو سفر طے کیا ہے جب آخری Bill آئے گا ہمیں اس بات کی قوی امید ہے کہ جو باطل کی آواز ہے اس پر حق کی آواز کی فتح ہوگی اور ضرور ہماری بات مان کر دوبارہ سے جو ہم کہہ رہے ہیں وہ اس پر عمل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائیوں سے بڑی ہمدردی ہے لیکن اب اس میں مشکل یہ ہے کہ گورنر صاحب نے ایک ہی message اٹھائیس جگہ پر لکھ دیا ہے۔ اس میں کوئی نئی بات ہے نہیں۔ اگر وہ message میں comma اور full stop کا فرق ڈالتے تو پھر ہم اس کے اوپر ہر Bill میں دوبارہ غور کرتے لیکن اب وہ ایک ہی message ہے ایک ہی لائن ہے۔ یہ جو The Charitable and Religious Trust Bill ہے اس کا Concurrent List کے ضمن نمبر 10 پر ذکر تھا اور اس کے omit ہونے کے بعد

There is no mention in Federal Legislative List

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Charitable and Religious Trusts (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration for message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) (قانونی معذوریوں کا خاتمہ) ہندو ورثہ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The Motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.’’

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose it، گورنر صاحب نے اعتراض لگا کر بھیجا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں تاریخ کو Implementation Commission نے لسٹیں جاری کی ہیں کہ یہ محکمے صوبوں کو devolve کئے گئے ہیں۔ باقاعدہ written دیا گیا ہے کہ ان کے فلاں فلاں subject آپ کو دے دیئے گئے اور فلاں فلاں Federal subject کے پاس رکھے گئے ہیں۔ Observation No. 5 کے جواب میں معزز وزیر قانون کہتے ہیں کہ Concurrent List ختم کر دی گئی ہے، Concurrent List تو ایک admitted fact ہے اس پر گورنر پنجاب نے کوئی تبصرہ کیا ہے اور نہ Concurrent List کے متنازع ہونے کی بات کی ہے۔ چاہئے تو یہ کہ گورنر نے جو message دیا ہے اس کا specifically جواب دیا جائے اور وہ message یہ ہے کہ ہم نے جو subjects دیئے ہیں ان پر بات کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی اس بات میں کافی وزن تھا کہ Concurrent List abolish کر دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے practically دیکھا ہے کہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ابھی تک Provincial Governments اور Federal Government میں جو Implementation Commission بنا ہے اس کے اندر pending ہیں یا اس پر بہت سی discussions ہو رہی ہیں مثلاً ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو devolve کر دیا گیا ہے لیکن شیخ زید ہسپتال ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ کے پاس ہے، similarly ایجوکیشن کو devolve کر دیا گیا ہے لیکن ہائر ایجوکیشن صوبائی حکومتوں کی demand پر فیڈرل گورنمنٹ خود چلا رہی ہے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ بے شک آئین میں Concurrent List abolish کر دی گئی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب ہمیں اس چیز کا ضرور proof

دیں کہ جو Implementation Commission ہے جس میں ان کی پارٹی کی مناسب نمائندگی ان کے جثے کے مطابق موجود ہے وہ رپورٹ دیں کہ فلاں فلاں ڈیپارٹمنٹ صوبائی حکومتوں کو devolve کر دیئے گئے ہیں تو اس صورت میں یہ قانون سازی valid ہو گی۔ہاں ہمارے جو technical points ہیں جو کہ ہماری معزز ممبر آمنہ الفت صاحبہ نے اٹھائے تھے کہ فیڈرل گورنمنٹ جس پر قانون سازی کرتی ہے کیا اسی کو amend کر کے صوبائی حکومت کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی؟ وہ ہمارے technical points still exist کرتے ہیں اور تمام messages پر ہمارا argument hold کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گوندل صاحب نے جو point raise کیا ہے میں اس کے متعلق یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ administrative matters آئین کی عملداری کو نہیں روک سکتے۔ یہ ایک معزز House ہے اس کی جو legislative powers ہیں وہ Constitution سے draw ہوتی ہیں اور Federal Legislative List میں جو matters شامل نہیں ہیں ان پر legislation کا اختیار اس معزز House کا ہے اسے کسی بھی administrative measures یا order سے نہیں روکا جا سکتا۔جہاں تک Implementation Commission کا معاملہ ہے تو اس کے کام میں سستی کرنے یا دیر کرنے سے اس اسمبلی کی powers پر کوئی حرف نہیں آ سکتا کیونکہ Constitution میں باقاعدہ یہ درج تھا کہ shall be completed by the 30th day of June 2011 یعنی یہ 30۔جون 2011 تک Implementation Commission کو اپنے ان تمام معاملات کو close کرنا تھا یہ shall کا لفظ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر Implementation Commission نے اس سلسلے میں سستی کی ہے تو یہ Constitution کی violation ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! (ن) لیگ کے ممبران اس میں غیر حاضر رہے تھے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution , be reconsidered in the light of the message of the Governor.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

"That the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is

"That the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Hindu Inheritance (Removal of Disabilities) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Antiquities (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) آثار قدیمہ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The Motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2001, be taken into consideration at once.

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move:

> "That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b)of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b)of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose it.

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ہمارے معزز ممبران پہلے بھی کہتے رہے ہیں کہ جو Bills بابو کو دیئے گئے تھے جس طرح Defamation Act Bill بھی بابو کو دیا گیا کہ اس میں صرف پاکستان کی جگہ پنجاب لکھو اور provinces کی بجائے province کر دو اور اس میں s نکال دو اسی طرح یہ Bill بھی ایک بابو کے حوالے کیا گیا تھا اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین یا باقی ممبران نے اسے پڑھنے کی بھی تکلیف نہیں کی تھی۔ اس Bill کو پڑھ کر یہ لگتا ہے کہ حکومت پنجاب نے ائرپورٹس کو بھی takeover کر لیا ہے اور ابھی ائرپورٹ سکیورٹی فورس اور سول ایوی ایشن اتھارٹی بھی گورنمنٹ آف پنجاب کے ماتحت ہوا کرے گی۔ اس کی تین amendment میں تھا کہ export means taking anything out of the Punjab by Road or Air اس original act میں جو explanation دی گئی تھی کہ ائرپورٹ سے جو کوئی antiquities باہر لے جائی جائیں گی تو اس کی confiscation یا according to the law اسے proceed کرنے کا حق گورنمنٹ آف پنجاب کو دیا جائے گا تو گورنمنٹ آف پنجاب کے بابو نے یہ دیکھے بغیر کہ اس کی implications کیا ہوں گی ایک لطیفہ کیا کہ اس نے وہاں پر صرف پاکستان کا لفظ بدل کر یہ لکھ دیا کہ جو پنجاب سے by air چیز سمگل کرنے کی کوشش کی جائے گی، اس سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے عوام کے پاس، بڑے بڑے لوگوں ہیں یا سمگلرز کے پاس ہیلی کاپٹرز ہیں جس میں وہ لے کر جائیں گے یا ائرپورٹ پر گورنمنٹ آف پنجاب کو کنٹرول دے دیا گیا ہے۔ میں اب بھی وزیر قانون کو یہ offers کرتا ہوں کہ ان Bills کو دوبارہ reconsider کریں اور یہ جو نقل مارنے کی کوشش کی گئی ہے اگر ہم اس کو بہتر طریقے سے کر لیں تو ہماری اسمبلی میں اس طرح قانون سازی کرنے میں جو لطیفے ہو رہے ہیں کہ حکومت پنجاب اس قانون سازی کے ذریعے لاہور ائرپورٹ کو بھی takeover کرنے کی کوشش کر رہی ہے یہ نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے کہ معزز لاء منسٹر نے یہ بات کی ہے کہ چونکہ Implementation Commission نے 30۔جون 2011 تک کام

مکمل کرنا تھا لیکن انہوں نے کام نہیں کیا اس لئے ہم نے یہ قانون سازی شروع کر دی ہے۔اگر قتل کے مقدمے کا قانون پاس نہ ہو تو جن پر شبہ ہے پہلے ان کو hang کر دیں اور اس کے بعد قانون بنتا رہے گا۔ میں اس روّیہ پر وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اس House کا اختیار ہے وہ اس دن جس دن پارلیمنٹ نے amendment پاس کی اور صدر نے اسے assent کیا اس دن سے ہی revive ہے اس میں Implementation Commission کے انتظار کا کوئی معاملہ اس House پر لاگو نہیں ہوتا۔یہ Bill Concurrent Legislative List کے ضمن نمبر 37 پر درج تھا And now there is no mention in Federal Legislative List.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That Antiquities (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsidered of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Antiquities (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor."

مسودہ قانون(ترمیم)(روزگار و بحالی)معذور افراد مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be

reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

کورم کی نشاندہی

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! قانون سازی کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بہت ضروری ہے کہ House میں کورم پورا ہو۔ اس وقت House میں کورم پورا نہیں ہے اور میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) (روزگار و بحالی) معذور افراد مصدرہ 2011

(۔۔جاری)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be

reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Factories (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor."

مسودہ قانون (ترمیم) کارخانہ جات مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Factories (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Factories (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Factories (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

The motion moved is:

> "That the Factories (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے تو بہت کوشش کی کہ اللہ کرے کہ کوئی ایسا انقلاب آ جائے لیکن شاید ہمارے اور اس اسمبلی کے مقدر میں یہی لکھا ہے کہ ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب ہونا ہی تھا۔ میں ابھی بھی یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ یہ جو effected ease amendment لے آئے ہیں اس کو دیکھیں کہ اگر صوبائی اسمبلی کسی قسم کی تبدیلی چاہتی ہے تو میں اس میں پھر ان سے یہی کہوں گا کہ ابھی بھی consultation میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابھی ہمارے دو معزز ایم این ایز بھی گیلری میں آئے تھے حالانکہ ایک ایم این اے کا تعلق بھی مسلم لیگ (ن) کے ساتھ تھا، جب میں اور نولاٹیا صاحب اوپر بیٹھ کر بات کر رہے تھے تو انہوں نے وہاں ہماری بات کو باقاعدہ second کیا، انہوں نے کہا کہ آپ کی بات genuine ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، آپ صرف House میں موجود لوگوں کا ذکر کر سکتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی بات کو مکمل کیجئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صرف دو اہم باتیں ہیں، ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ illegality کرنے جا رہے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ عدلیہ آزاد ہے اور رانا صاحب اس کو بہتر جانتے ہیں کہ اس وقت عدلیہ بہت زیادہ آزاد ہے تو جو کچھ ہم کر رہے ہیں اگر عدلیہ اس کو reverse track کر دیتی ہے تو مجھے بتائیے کہ یہ House کے اندر اس وقت "AYES" اتنی زوردار آواز سے کہہ رہے ہیں تو Where we stand میری صرف یہی عرض ہے اس کو سوچ لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی سے بڑی ہمدردی ہے اور بڑا افسوس ہے کہ انہیں یہ دن دیکھنا پڑا کہ وہ پانچ بجے بھی کورم point out کریں اور کورم پورا ہو اور قانون سازی ہو رہی ہو۔ یہ ایکٹ Concurrent List کے Serial No. 30 پر درج تھا

and now there is no mention of it in Federal Legislation List.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Factories (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2) (b) of the Constitution, be reconsidered in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

> "That the Factories (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Factories (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."
>
> The motion moved and the question is
>
> "That the Factories (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for the consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The Motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

> "That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b)of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b)of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے بہت سے ریٹائرڈ سولجر بھی بیٹھے ہیں تو مجھے یہ ریمارکس سننے میں ملے کہ اس House میں پاکستان پیپلز پارٹی کا پارلیمانی لیڈر فوجی ہے وہ آدھا پاگل ہے اس لئے شاید ہماری جان نہیں چھوڑ رہے۔ پانچ دفعہ کھانا کھانے کے باوجود ہمیں برداشت کر رہے ہیں تو یہ ان کی مہربانی ہے۔ اس Bill میں ہمارے بہت سے points ملتے جلتے ہی ہیں لیکن میں یہی سمجھتا ہوں کہ جب آئی آر او قومی اسمبلی میں پیش ہو رہا تھا تو نکئی صاحب اور اُدھر موجود باقی دوستوں نے اس کو Draconian Bill کہا تھا۔ یہ بہت اچھا ہوتا کہ ہم اُس Bill کی straightaway نقل مارنے کی بجائے اور اُس Bill کو ایک بابو کے حوالے کرنے کی بجائے اس میں ہم ایسی amendment incorporate کرتے تاکہ ہمارے پنجاب کے مزدوروں اور کھیت میں کام کرنے والے مزدوروں کا بھی اس میں بھلا ہو جاتا مثلاً پچھلے دنوں ہمارے سابق لیبر منسٹر نے ایک تجویز دی تھی کہ Minimum Wages Act پر عمل کرتے ہوئے پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر کے مزدوروں کو تنخواہ بذریعہ چیک ادا کی جائے کیونکہ Minimum Wages Act کے تحت اُنہیں سات ہزار روپے تنخواہ ملنی چاہئے لیکن اُنہیں 4 یا 5 ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے تو اس طرح سے اُن کے استحصال کا راستہ روکا جا سکتا تھا لیکن شاید ہم نے اس پر due consideration نہیں کی۔ ابھی گورنر کے message کے بعد بھی اگر اس کو reconsider کر لیا جائے اور اس میں ایسی ترامیم لائی جائیں جس سے پنجاب کے مزدوروں کا استحصال بند ہو یا پھر daily wages کا استحصال بند ہو۔ اُنہیں چیک کے ذریعہ تنخواہ دی جائے تاکہ وہ ساری عمر سے جو غلامی کی لعنت میں پھنسے ہوئے ہیں اس سے نکل سکیں۔ چاہے وہ ہمارے بھٹہ مزدور، کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور یا کسی پبلک سیکٹر میں کام کرنے والے مزدور ہیں اُن کی exploitation کو روکنے اور اُن کو ظلم سے بچانے کے لئے میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ اب بھی وقت ہے کہ اس کو update کیا جائے تاکہ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلی اسمبلی ہو جس نے daily wages کے حقوق کا تحفظ کیا ہو اور اگر یہ اب نہیں کرتے تو ان سے میری suggestion ہو گی کہ اس قانون سازی کے بعد ہی اس کو کر لیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے پارلیمانی لیڈر گوندل صاحب بات کر رہے تھے۔ ہم مزدوروں اور غریبوں کی بہت بات کرتے ہیں۔ اب یہ دیکھئے کہ ہم مزدوروں کا جو قانون بنانے جا رہے ہیں وہی کالا قانون ہے۔ ایسا کالا قانون جس کی قانون بالکل اجازت نہیں دیتا، جس کو

permit نہیں کرتااور جس کو Rules of Procedure permit نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے کہتے ہیں کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، ہماری اسمبلی کے اندر انتہائی قابل احترام اور انتہائی سینئر پارلیمنٹیرین جن کا ہم سب کو بہت احترام ہے، سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ شاید میری آخری امید اُنہی سے وابستہ ہے تو میں اُن سے گزارش کروں گا کہ سردار صاحب! یہ ٹائی ٹینک ڈوب رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہوگا، ایسا سیاہ ترین دن تو شاید وہ بھی نہیں تھا کہ جس کرسی پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں اس کرسی پر جنرل ضیاء بیٹھا تھا۔ میں سردار صاحب سے صرف ایک گزارش کروں گا کہ سردار صاحب! آپ کے درمیان اور وزیر قانون کے درمیان صرف دو فٹ کا فاصلہ ہے تو اُٹھیے اور اس اسمبلی کے ٹائی ٹینک کو ڈوبنے سے بچالیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! آپ کی بہت مہربانی، آپ تشریف رکھیں کیونکہ This is no debate on legislation. جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے گوندل صاحب نے بات کی ہے، یقیناً آئندہ دس دن بعد جب یہ بل property of this august House بن جائے گا تو اُس کے بعد اس Bill پر میرے بھائی بھی ترمیم لا سکتے ہیں اور ہم بھی اس کو بہتر کرنے کے لئے بالکل ترامیم لائیں گے۔ اس ایکٹ کا بھی Concurrent List کے ضمن نمبر 26 پر اندراج تھا اور Now there is no mention of it in Federal Legislative List.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b)of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Minimum Wages (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Minimum Wages (amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The Bill after reconsideration by the assembly is passed)

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up "the Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor."

مسودہ قانون (ترمیم) پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن، پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition

(Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011, be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ۔آج جب قانون سازی شروع ہوئی تھی تو اس سے پہلے محسن لغاری صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، شوکت بسراء صاحب اور نولاٹیا صاحب نے Rules of Procedure کے حوالے سے لمبی چوڑی گفتگو کی تھی کہ نوٹیفکیشن کے ذریعے rules ہم پر تھوپے گئے اس پر بھی ہم نے بات کی تھی۔اس کے بعد objectives and reasons جو مختلف Bills پر تھیں ان پر بھی ہم نے بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم نے یہ بھی تجویز دی کہ consensus achieve کر لیا جائے اور اگر قومی اسمبلی کی روایات پنجاب اسمبلی میں بھی آ جاتیں تو بہت اچھا ہوتا۔ اس کے باوجود ہماری تمام ترچیزوں کو bulldoze کیا گیا۔ آپ کے تعاون سے لاء منسٹر صاحب اپنی ضد پر اڑے رہے اور انہوں نے شاید وہ Guinness Book of World Record میں اپنا نام درج کرانا چاہتے ہیں کہ میری لاء منسٹری کے دوران چودہ بل پاس ہوئے۔ ان پر ظاہر ہے کہ talk shows میں جا کر بات بھی کی جائے گی اور credit لینے کی بھی کوشش کی جائے گی لیکن ہم نے بھی پنجاب کے عوام کی خاطر اور اس چیز کی خاطر کہ شاید گورنر ہاؤس اور حکومت پنجاب میں reconciliation ہو سکے جس کا آغاز محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے کیا تھا اور وہ فضا جنم لے سکے لیکن آج کے اس marathon day میں ہماری تمام تر کوششیں ناکام ہوئیں۔ آج ضد جیت گئی اور شاید جنرل ضیاء الحق کی روح جو کبھی کبھی اس House میں چکر لگاتی ہے اس کو مد نظر رکھ کر ضد جیتی ہے۔ اگر ضیاء الحق کا کوئی اتنا بڑا fan ہے تو وہ یہاں پر declare کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں اور repetition نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم آئندہ کے لئے بھی یہ وعدہ کرتے ہیں کیونکہ ہم جمہوری لوگ ہیں اور ہم reconciliation کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم پنجاب کے عوام کی خاطر جو ترامیم بہتر سمجھیں گے وہ ہم ان Bills میں لائیں گے اور ہم اپنے اس جمہوری حق سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔ ہم ہمیشہ legislation میں اپنی input دیں گے لیکن ہم اس ضد کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اب واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپوزیشن واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی ذوالفقار علی گوندل نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں ان کو appreciate کرتا ہوں، انہوں نے اس legislation کے دوران جو input دی ہے اور جس طرح سے وہ بھی ہمارے ساتھ اس وقت تک یہاں پر موجود رہے ہیں ہم اس کی بھی قدر کرتے ہیں۔ اگر ان کو گلہ ہے تو ان کا گلہ گورنر صاحب سے ہونا چاہئے کہ جنہوں نے ایک ہی لائن کا objection تمام Bills پر کر دیا جبکہ اسی طرح کے nine Bills وہ اس سے پہلے assent کر چکے ہیں

اور ان پر انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا اس لئے میں یہی عرض کروں گا کہ اس Actکا Concurrent Listکے ضمن نمبر5پر اندراج تھا Concurrent Listکے omitہونے کے بعد
There is no mention of this Act in Federal legislative list

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Since the motion for reconsidered of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That The Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That The Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That The Punjab Protection of Breast-Feeding and Child Nutrition (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں منانے کے لئے کسی کو نہیں بھیجا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ نے مجھے موقع ہی نہیں دیا کہ میں کسی کو بھیجتا۔ آپ خود ہی دوبارہ ایوان میں آ گئے اس پر آپ کی مہربانی۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 26۔جنوری 2012 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(جمعرات26،جمعۃ المبارک27،سوموار30،منگل31۔جنوری،
جمعۃ المبارک3،سوموار6،بدھ15 ۔فروری2012)
(یوم الخمیس2،یوم الجمع3،یوم الاثنین6،یوم الثلاثہ7،یوم الجمع10،یوم الاثنین13،
یوم الاربعاء22۔ربیع الاوّل1433ھ)

پندرھویں اسمبلی : تینتیسواں، چونتیسواں اجلاس

جلد33(حصہ دوم):شمارہ جات : 6تا11
جلد34 : شمارہ: 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تینتیسواں اجلاس

جمعرات 26۔جنوری 2012

جلد 33: شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	474
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	480
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	481
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ)		

4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	482
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	521

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
6۔	شیخوپورہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کے قتل کی تفصیلات -----------	542
7۔	فیصل آباد میں ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی تفصیل -----------	545
	تحاریک التوائے کار	
8۔	محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا (---جاری) -----------	548
9۔	حکومت پنجاب کے ملازمین کو بروقت تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے سے پریشانی کا سامنا (---جاری) -----------	551
10۔	صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے بھاری قرضہ لینے اور اس پر سود ادا کرنے سے ترقیاتی منصوبوں پر منفی اثرات کا خدشہ (---جاری) -----------	552
	سرکاری کارروائی	
11۔	مسودہ قانون (ترمیم) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے قاعدہ 98(2)(بی) کے تحت تحریک -----------	554
12۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	560
	قرارداد	
13۔	سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر پابندی نہ لگانے کا مطالبہ -----------	562
	سرکاری کارروائی (---جاری)	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
14۔	مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو مصدرہ 2011 ------------	566
15۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت مصدرہ 2011 ------------	573
16۔	مسودہ قانون (ترمیم) (رجسٹریشن وکنٹرول) سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ 2011 ------------	579
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ 2011 ------------	584
18۔	مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ مصدرہ 2011 ------------	587
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب مصدرہ 2011 ------------	590
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011 ------------	592
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) (خاتمہ) جبری مشقت کا نظام پنجاب مصدرہ 2011 ------------	594
22۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ 2011 ------------	597
23۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2011 ------------	599
24۔	مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب مصدرہ 2011 ------------	602
25۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011 ------------	607
26۔	کورم کی نشاندہی ------------	615
27۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011 (---جاری) ------------	616
28۔	مسودہ قانون غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011 ------------	627
29۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2011 ------------	630

جمعتہ المبارک، 27۔جنوری 2012

جلد 33:شمارہ 7

30۔ ایجنڈا ------------ 655

31۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 657

32۔ نعت رسول مقبولﷺ ------------ 658

سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)

33۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 659

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
34۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	698
	تحاریک التوائے کار	
35۔	پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء و طالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹا رجسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف ------------	724
36۔	صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ ------------	725
37۔	پھتوپورہ (گجرات) نجی سکول کی عمارت گرنے سے تین بچے جاں بحق اور متعدد زخمی ------------	726
38۔	واسا کے افسران کی ملی بھگت سے لاہور میں پانی کے جعلی کنکشن لگانے کا انکشاف ------------	728
39۔	مینٹل ہسپتال لاہور کا بند دروازہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	728
40۔	پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم ابلاغیات میں کئی سالوں سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنا ------------	729
41۔	گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے	

	حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان -----------	730
42۔	سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان -----------	732
43۔	محکمہ لائیو سٹاک اینڈ وائلڈ لائف کا بروقت حفاظتی اقدامات نہ کرنے سے چڑیا گھروں اور پولٹری فارموں میں جانوروں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ -----------	733
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
44۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012 -----------	736
45۔	کورم کی نشاندہی -----------	736

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

سوموار، 30۔جنوری 2012

جلد 33: شمارہ 8

46۔	ایجنڈا -----------	739
47۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	741
48۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	742
	سوالات (محکمہ اوقاف)	
49۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	743
50۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	782
	پوائنٹ آف آرڈر	
51۔	ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا -----------	796
52۔	صوبہ میں ڈینگی اور جعلی ادویات سے ہونے والی اموات اور	

	اس پر تا حال حکومتی اقدامات سے ایوان کو آگاہ کرنے کا مطالبہ ------------	801
	توجہ دلاؤ نوٹس	
53۔	حافظ آباد، پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت کی تفصیلات ------------	826
54۔	ضلع اٹک، ٹی ایچ کیو ہسپتال کے ڈاکٹر کا اغواء اور دیگر تفصیلات ------------	827
	تحاریک استحقاق	
55۔	ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ (---جاری) ------------	828
	تحاریک التوائے کار	
56۔	سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان (---جاری) ------------	830

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل، 31۔جنوری2012	
	جلد 33: شمارہ 9	
57۔	ایجنڈا ------------	836
58۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	838
59۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	839
	تعزیت	
60۔	جعلی ادویات کی وجہ سے وفات پانے والوں کے لئے فاتحہ خوانی ------------	841
	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)	
61۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	841
62۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	844

جمعتہ المبارک،3۔فروری2012

جلد 33: شمارہ 10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
63۔	ایجنڈا ------------	869
64۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	871
65۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	872
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
66۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث ------------	880
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
67۔	مسودہ قانون نگہداشت معیارات و مینٹیننس تعلیم ٹیکسٹ بکس بورڈ پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوال نمبرز3435اور3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	900
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
68۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر15، 17مصدرہ2008 اور بل نمبر6مصدرہ2009کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	901
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
69۔	نشان زدہ سوال نمبر4093کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	902
	بحث(۔۔۔جاری)	
70۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث(۔۔۔جاری) ------------	903

سوموار،6۔فروری2012

جلد 33:شمارہ 11

71۔	ایجنڈا	908
72۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	910
73۔	نعت رسول مقبولﷺ	911
	پوائنٹ آف آرڈر	
74۔	پی آئی سی میں جعلی ادویات سے ہونے والی ہلاکتوں پر بحث کو بذریعہ قائد ایوان سمیٹنے کا مطالبہ	912
75۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (ایوان میں کورم نہ ہونے کی وجہ سے تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے)	937
76۔	کورم کی نشاندہی	965
77۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	966

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

چونتیسواں اجلاس

بدھ،15۔فروری2012

78۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	968
79۔	ایجنڈا	970
80۔	ایوان کے عہدے دار	971
81۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	975
82۔	نعت رسول مقبولﷺ	976
83۔	چیئرمینوں کا پینل	977

84۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	977
85۔	آئین کے آرٹیکل(1)144کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت کی تحریک ------------	984
	قرارداد	
86۔	آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل(1)144کے تحت منشیات وادویات کے متعلق معاملات کو منضبط کرنا ------------	985
87۔	کورم کی نشاندہی ------------	994
88۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	995
89۔	انڈکس	

474

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) قاعدہ98(2)(بی)کے تحت تحریک

مسودہ قانون(ترمیم)پارکس اینڈہارٹیکلچراتھارٹی2011(مسودہ قانون نمبر36بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی 2011کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(2)225کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی 2011،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ ،شہری ترقی اینڈپبلک ہیلتھ انجینئرنگ نےاس کے بارے میں سفارش کی ہے،اس ہدایت کے ساتھ مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کہ اس پر یکم مارچ2012تک رپورٹ پیش کرے:۔

1۔ جناب یحییٰ گل نواز چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ ،شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ چیئرمین بلحاظ عہدہ

2۔رانا ثناء اللہ خان،وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور	رکن بلحاظ عہدہ
3۔رانا محمد افضل خان،ایم پی اے(پی پی۔66)	رکن
4۔مہر اشتیاق احمد،ایم پی اے(پی پی۔150)	رکن
5۔ملک غلام رضا،ایم پی اے(پی پی۔13)	رکن
6۔میاں غلام سرور،ایم پی اے(پی پی۔97)	رکن
7۔خواجہ محمد اسلام،ایم پی اے(پی پی۔72)	رکن

475

8۔ڈاکٹر محمد اختر ملک،ایم پی اے(پی پی۔202)	رکن
9۔جناب محمد محسن خان لغاری،ایم پی اے(پی پی۔245)	رکن
10۔محترمہ غزالہ سعد رفیق،ایم پی اے(ڈبلیو۔300)	رکن
11۔محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری،ایم پی اے(ڈبلیو۔342)	رکن
12۔محترمہ سیمل کامران،ایم پی اے(ڈبلیو۔362)	رکن
13۔جناب خلیل طاہر سندھو،ایم پی اے(این ایم۔367)	رکن

(بی) مسودات قانون پر دوبارہ غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو 2011 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 14 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہنود 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ہندو قانون وراثت 2011 (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیااور جیساکہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت 2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیادوبارہ منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011
(مسودہ قانون نمبر27بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 22 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) (رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

476

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)روڈٹرانسپورٹ ورکرز 2011(مسودہ قانون نمبر32 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 21 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم)روڈٹرانسپورٹ ورکرز 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)روڈٹرانسپورٹ ورکرز 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)روڈٹرانسپورٹ ورکرز 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر38 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور

جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

477

6۔ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 39 بابت 2011)

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 2011)

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر — یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے

آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

8۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)جبری مشقت کا نظام پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر42 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) (خاتمہ)جبری مشقت کا نظام 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)جبری مشقت کا نظام 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ) جبری مشقت کا نظام 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

478

9۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر43 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

10۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011(مسودہ قانون نمبر48بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ4 جنوری 2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

11۔ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011
(مسودہ قانون نمبر11بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ22دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیسا کہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

12۔ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر 45بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ28 دسمبر 2011 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیااور جیساکہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب 2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

13۔ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011(مسودہ قانون نمبر46 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ4 جنوری2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیساکہ گورنر نے آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان 2011، جیساکہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

14۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011(مسودہ قانون نمبر51 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ4 جنوری2012 کو اسمبلی کے منظور کردہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، کے سلسلہ میں گورنر کے پیغام کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، جیساکہ اسمبلی نے اسے ابتدائی طور پر منظور کیا اور جیساکہ گورنر نے

آئین کے آرٹیکل 116(2)(بی) کے تحت اسے واپس بھجوایا، کو گورنر کے پیغام کی روشنی میں دوبارہ زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011، جیسا کہ اسمبلی میں اسے ابتدائی طور پر منظور کیا گیا دوبارہ منظور کیا جائے۔

480

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعرات 26-جنوری 2012

(یوم الخمیس،2-ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ (30) ہم دُنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

آپ آئے تو رُت مستانی ہو گئی
بن دیکھے دنیا دیوانی ہو گئی
جب سے ہوئی آمد میرے سرکارﷺ کی
دنیا کی ہر چیز سُہانی ہو گئی
منگتوں کو وہ عزت بخشی آپﷺ نے
دیکھنے والوں کو حیرانی ہو گئی
یہ ہے درود پاک کی برکت دوستو!
دُور میرے گھر سے ویرانی ہو گئی

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر3400۔(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور نہر کے دونوں اطراف پر پودے اور پھول لگانے و دیگر سجاوٹ کی تفصیلات

*3400:جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی ایچ اے لاہور نے ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک نہر کے دونوں سائیڈز پر سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران پودے اور پھول لگانے اور نہر کی سجاوٹ پر سال وار کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران پورے شہر لاہور میں پودے اور پھول لگانے پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران لاہور شہر میں کس کس جگہ فوارے، کتنی رقم سے لگائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ سے جلو موڑ تک کے دونوں اطراف میں پھول، پودے پی ایچ اے کی نرسری سے لگائے گئے اور ان پر کوئی اخراجات نہیں آئے۔

(ب) لاہور شہر میں جہاں جہاں پودے اور پھول لگائے ان پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی کیونکہ یہ پودے پی ایچ اے کی نرسری سے لے کر لگائے گئے۔

(ج) پی ایچ اے نے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران مندرجہ ذیل فوارے لگائے۔

1۔ تعمیر فوارہ بمقام جہانگیر پارک سانده لاہور اور مبلغ۔/3,25,000 روپے خرچ ہوئے۔

2۔ تعمیر فوارہ بمقام گرین بیلٹ لفٹ سائیڈ نزد فیروز پور روڈ انڈر پاس کینال برج ۔/10,95,000 روپے خرچ ہوئے۔

3۔ تعمیر واٹر فال بمقام موڑ اتفاق ہسپتال فیروز پور روڈ لاہور۔/14,55,000 روپے۔

4۔ تعمیر واٹر فال بمقام مبارک سنٹر نزد قذافی سٹیڈیم فیروز پر روڈ لاہور۔/12,14,224 روپے۔

5۔ تعمیر فوارہ چائنہ چوک ریس کورس روڈ لاہور۔-/3,67,325 روپے۔

6۔ تعمیر فوارہ شوکت خانم ہسپتال گول چکر جوہر ٹاؤن لاہور۔-/12,98,415 روپے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز (ج) میں کچھ فوارہ جات کا ذکر کیا گیا ہے تو میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ کیا لاہور کے علاوہ کہیں اور بھی فوارہ جات لگائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینا چاہیں تو مجھے اعتراض نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! لاہور کے علاوہ دوسرے مختلف شہروں میں بھی فوارے لگائے گئے ہیں اگر معزز ممبر پورے پنجاب کی تفصیل چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال دے دیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: چلیں، میں اپنا سوال withdraw کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر3993 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
(معزز خاتون ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سمن آباد لاہور میں سروس روڈ کو پارکنگ سٹینڈ میں تبدیل کرنے کی تفصیلات

*3993: میاں شفیع محمد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سمن آباد لاہور میں کار ڈیلروں نے سروس روڈ کو پارکنگ سٹینڈ میں تبدیل کر دیا ہے جس سے سمن آباد میں داخل ہونے والے تمام راستے بند ہو گئے ہیں حالانکہ یہ شورومز غیر قانونی قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی علاقوں میں مذکورہ پارکنگ سے شہریوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے جس سے ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ غیر قانونی شورومز کو بند اور تجاوزات کو ختم کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور شورومز کے لئے کوئی متبادل بندوبست کرنے کی کوئی تجویز ایل ڈی اے کے زیر غور ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے کہ سمن آباد میں کار ڈیلرز سروس روڈ پر کار پارکنگ کرتے ہیں جو کہ غیر قانونی ہے اور اس کے باقاعدگی سے چالان دفعہ 35 ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کے تحت مرتب کرکے سینئر جوڈیشل مجسٹریٹ کو ارسال کر دیئے جاتے ہیں تاکہ دفعہ 33، 34 اور 38 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاسکے تاہم یہ غلط ہے کہ سمن آباد کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ یہ غیر قانونی پارکنگ صرف سروس روڈ پر ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سروس روڈ پر غیر قانونی پارکنگ کی وجہ سے اکثر اوقات ٹریفک کی روانی میں مشکلات پیدا ہوتی ہے لیکن مین روڈ پر ایسا نہیں ہوتا لہذا سروس روڈ پر غیر قانونی پارکنگ کے خلاف زیر دفعہ 35 کے تحت چالان مرتب کرکے ایل ڈی اے کے مجسٹریٹ کو قانونی کارروائی کے لئے ارسال کر دیئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت نے غیر قانونی تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے مہم پہلے سے ہی شروع کر رکھی ہے اور غیر قانونی تجاوزات کو ختم کیا جارہا ہے جہاں تک غیر قانونی شوروم کا تعلق ہے ان کی کمرشلائزیشن کے لئے حکومت نے اس سڑک کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر CMP/LDA/590-S/443-2010 مورخہ 22-01-2011 منظور کر دیا ہے۔
اس نوٹیفکیشن کے مطابق غیر قانونی شورومز سے کمرشل فیس وصول کی جائے گی اور اپنی جگہ کے اندر پارکنگ کی اجازت ہو گی اور غیر قانونی پارکنگ کی صورت میں چالان اور جرمانے کئے جائیں گے لہذا نوٹیفکیشن کے حوالے سے غیر قانونی شورومز کو نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں اور مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ نیز ان شورومز کے لئے متبادل جگہ کا بندوبست کرنے کی تجویز ایل ڈی اے کے زیر غور نہ ہے کیونکہ ایل ڈی اے بلڈنگ ریگولیشن کے مطابق کمرشل پراپرٹی میں آٹو موبائل شوروم کی اجازت ہے اور قانون کے مطابق پارکنگ بھی مہیا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سمن آباد میں کاروں کے جو شورومز ہیں وہاں پر کار پارکنگ کی جگہ نہیں اور شورومز والے لوگوں کے گھروں کے آگے یا پارکنگ سے ہٹ کر سڑک پر کاریں کھڑی کر دیتے ہیں تو کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے، اگر کی ہے تو آج تک کتنے چالان کئے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سمن آباد میں جو کار ڈیلرز سروس روڈ پر غیر قانونی پارکنگ کرتے ہیں ان کے خلاف L.D.A Act 1975 کی دفعہ 35 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے اور اس سلسلے میں اب تک 150 چالان کر کے سینئر جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں بھیجے گئے ہیں اس حوالے سے -/125,000 روپے جرمانہ وصول کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں غیر قانونی شورومز اور تجاوزات کو ختم کرنے کے لئے rules and regulations کے مطابق explanation دی گئی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ مہم rules کے مطابق جاری ہے لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ فوراً ہی re-encroachment ہو جاتی ہے۔ بہت سارے پیسے خرچ کر کے بلڈوزر منگوا کر یہ تجاوزات ختم کی جاتی ہیں لیکن re-encroachment کا

rule کبھی revise نہیں ہوا۔کیا یہ حکومت اس چیز کو consider کرنے کے لئے تیار ہے اور کیا re-encroachment کے لئے حکومت کوئی قانون سازی کرنے کے لئے تیار بھی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!اس بارے میں کمیٹی بنی ہوئی ہے اور وہ قانون سازی تیار کر رہی ہے۔انشاء اللہ جلد ہی اس بابت قانون سازی مکمل کر لی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے re-encroachment کا سوال پچھلے سال بھی کیا تھا اور اس وقت بھی کمیٹی بنی تھی لیکن اب تک اس پر کوئی پیشرفت نظر نہیں آئی۔یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔افسران خود ہی تھڑے ٹھیکے پر دیتے ہیں اور وہ اس غیر قانونی حرکت میں ملوث ہوتے ہیں۔آپ مہربانی کر کے ان کو time limit دیں کہ وہ re-encroachment کے حوالے سے اتنے عرصے میں قانون سازی لے کر آئیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی corruption ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر!جونہی کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کرے گی تو اس کو فوراً اسمبلی میں لے کر آئیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!جب اس House میں کوئی وزیر موصوف یقین دہانی کراتے ہیں تو اس پر عملدرآمد بھی ہونا چاہئے۔انگریزی کی ایک ضرب المثل ہے کہ:

> King is a person whose words are more effective than his whip. If he uses the whip then he is not a king. He is a "Syce"

اس لئے گزارش یہ ہے کہ جب ایک معاملہ بار بار point out ہو رہا ہے، یہ سب کے نوٹس میں ہے اور اس پر House میں یقین دہانی کرائی جاتی ہے تو پھر اس پر عمل بھی ہونا چاہئے۔آپ اس کی within a month or a week report مانگ لیں تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے اور لوگوں میں یہ message جائے کہ یہاں پر سپیکر صاحب کے نوٹس میں جو بات لائی جاتی ہے اس پر عملدرآمد بھی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی آپ اور میری طرح اس House کے معزز ممبر ہیں لہذا ان کی بات پر ہمیں اعتماد کرنا چاہئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جونہی کمیٹی کی رپورٹ آئے گی تو ہم اس پر قانون سازی کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ڈیلروں کی کار پارکنگ غیر قانونی ہے اور ان کے چالان بھی کئے جاتے ہیں۔ یہ بات تو درست ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ غیر قانونی پارکنگ صرف سروس روڈ پر ہوتی ہے، جب یہ غیر قانونی پارکنگ سروس روڈ پر ہوتی ہے تو کیا سروس روڈ بند نہیں ہوتی اور پارلیمانی سیکرٹری فرمائیں کہ کیا یہ اس سروس روڈ کو خالی کرانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں یا سروس روڈ کو بند ہی رکھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سمن آباد روڈ پر 143 شورومز کو قانونی نوٹس دیئے گئے جن میں سے 11 شورومز نے کمرشل کروا لئے ہیں اور اُن کے پاس کار پارکنگ کی جگہ ہے۔ 132 شورومز غیر قانونی ہیں اُن کو تین دفعہ نوٹس دے دیئے گئے ہیں اگر انہوں نے اپنی پارکنگ کو کمرشلائز نہ کیا تو اُنہیں سیل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ سروس روڈ پر چلنے کی جگہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اُنہیں گاہے بگاہے سروس روڈ پر encroachment نہیں کرنے دی جاتی اور اگر کوئی encroachment کرتا ہے تو فوراً اُس کا چالان کیا جاتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! خود پارلیمانی سیکرٹری موصوف یہ بات مان رہے ہیں کہ ان کو غیر قانونی پارکنگ کرنے پر تین دفعہ نوٹس دیئے گئے ہیں تو اس پر کیا عملدرآمد ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان کو قانونی طریقہ سے تین دفعہ نوٹس دیئے گئے ہیں اگر انہوں نے قانونی طور پر کمرشلائز نہ کرایا تو پھر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 4470 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، جناح باغ لاہور میں درخت لگانے کی تفصیلات

*4470: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

سال 2009 میں جناح باغ لاہور میں کتنے نئے درخت لگائے گئے اور ان پر کل کتنی لاگت آئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

سال 2009 باغ جناح لاہور میں کل 550 مختلف اقسام کے درخت اور جھاڑیاں لگائی گئیں اور ان پر کوئی لاگت نہیں آئی کیونکہ یہ درخت اور جھاڑیاں باغ جناح کی نرسریوں میں از خود تیار کئے گئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محکمہ نے بالکل غلط جواب دیا ہے کیونکہ باغ جناح میں کوئی نیا درخت نہیں لگایا گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری موصوف کسی دن صبح کے وقت باغ جناح میں جا کر دیکھیں کہ کیا وہاں پر نئے درخت اور جھاڑیاں لگائی گئیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سوال 2009 کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو 2009 میں یہ درخت لگائے گئے تھے اگر محترمہ چاہتی ہیں تو میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور وہاں پر جا کر دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ تین سال میں دنیا بدل جاتی ہے لیکن باغ جناح نہیں بدلا اور میں اپنے بھائی کے ساتھ وہاں پر جانے کے لئے تیار ہوں۔ اس سے پہلے تو اس محکمہ کے سیکرٹری سے پوچھا جائے کہ جو درخت لگائے گئے ہیں اب تک اُن کا سائز کتنا ہو گیا ہے اور جس نے غلط جواب بھیجا ہے یہ اُس کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دونوں کی کمیٹی بنا دیتے ہیں اور اگر جواب غلط ہو گا تو وہ اُن کے خلاف ایکشن لیں گے۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں محترمہ کے ساتھ بالکل جانے کو تیار ہوں اور ہم دونوں سیر بھی کریں گے اور وہاں پر یہ درخت بھی دیکھیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ناگرا صاحب میرے بڑے معزز بھائی ہیں ہم وہاں پر تین سال اکٹھے ہی بیٹھے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ خود بھی سروے کریں وہاں پر دس ہزار سے زیادہ لوگ صبح سیر کے لئے آتے ہیں اس لئے یہ سب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب! آپ وہاں پر خود جا کر چیک کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وہاں پر مختلف قسم اور سائز کے درخت اور جھاڑیاں لگائی گئی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6481 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گلشن اقبال لاہور۔ مالیوں کی تعداد و تفصیل

*6481: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور کے گلشن اقبال پارک، علامہ اقبال ٹاؤن میں کل کتنے مالی کام کرتے ہیں نیز یہ مالی کون کون سے گریڈ میں کام کرتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع لاہور کے متذکرہ پارک میں حکومت کی طرف سے مالیوں کو کیا کیا سہولیات میسر ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ضلع لاہور میں متذکرہ پارک کا انتظام، اس کی دیکھ بھال کس اتھارٹی کے سپرد ہے، اتھارٹی کے عہدے دار کا نام، پتا اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ضلع لاہور کے گلشن پارک میں کل 97 مالی کام کرتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

i۔ 54 مالی مستقل بنیادوں پر کام کر رہے ہیں جن کا پے سکیل 2 ہے اور وہ تمام مراعات جو ان کے گریڈ کے مطابق ہیں لے رہے ہیں۔

ii۔ 43 مالی ڈیلی ویجز کے طور پر کام کر رہے ہیں جن کی یومیہ اجرت مبلغ۔/250 روپے ہے۔

(ب) مستقل بنیادوں پر کام کرنے والے مالیوں کو قانون کے مطابق تمام سہولیات میسر ہیں مثلاً میڈیکل، پنشن، چھٹی

(ج) یہ پارک پی ایچ اے کے زیر انتظام ہے اور محکمہ کے سربراہ ڈائریکٹر جنرل ہیں اور گلشن اقبال پارک کو ایک پراجیکٹ ڈائریکٹر جو گریڈ 18 کے ہیں وہ اس کے انچارج ہیں ان کا نام تجمل جاوید ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ڈیلی ویجز مالیوں کو -/250 روپے اُجرت دی جاتی ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ -/250 روپے اُجرت کب fix کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب یہ سوال آیا اُس وقت ڈیلی ویجز مالی کی اُجرت -/250 روپے تھی اور اس وقت -/300 روپے ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مالی ڈیلی ویجز پر کب سے کام کر رہے ہیں اور ان مالیوں کو ریگولر کرنے کی حکومت پنجاب کی کوئی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ مالی ڈیڑھ دو سال سے ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں اور یہ مختلف اوقات میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں یعنی کوئی نئے آ گئے اور کوئی چلے گئے۔ اس وقت ڈیلی ویجز پر کل 43 مالی کام کر رہے ہیں۔ ان ڈیلی ویجز مالیوں کو ریگولر کرنے کا معاملہ پنجاب حکومت کے زیر غور ہے جو نہی فیصلہ ہو گا ان کو ریگولر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 6810 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور۔ پی ایچ اے میں مالیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6810: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں پی ایچ اے کے زیر انتظام کل کتنے مالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی ایچ اے کی غفلت اور عدم توجہی اور مالیوں کی لاپرواہی کی وجہ سے لاہور کی گرین بیلٹس اور پودے خراب ہو رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف)

(1) ریگولر مالی 2264 عدد

(2) کنٹریکٹ مالی 409 عدد

(3) 89 ڈیزورک چارج مالی 409 عدد

(4) ڈیلی پیڈ مالی 1561 عدد

کل مالی 4379 عدد ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے زیر نگرانی گرین بیلٹس میں سر سبز پودے اور گھاس لگی ہوئی ہے جو کہ مالیوں کی شاندار محنت اور لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ مانتے ہیں کہ مالی کی ڈیلی ویجز -/300 روپے ہے اور اگر اس کو 30 سے ضرب دیں تو 9ہزار روپے ماہانہ بنتا ہے اور اگر ڈیلی ویجز -/400 روپے ہے تو 12ہزار روپے ماہانہ بنتا ہے اس طرح یہ کل 63لاکھ روپے کا خرچہ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کل 4379 مالی ہیں جن میں سے 2264 ریگولر ہیں اس کا مطلب ہے کہ 2115 مالی ڈیلی ویجز پر آتے ہیں تو ان کو ریگولر کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس پر پنجاب حکومت غور کر رہی ہے تو جونہی اس پر فیصلہ ہو گا پورے پنجاب میں اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس معاملہ پر کتنے عرصہ میں غور مکمل ہو جائے گا کیونکہ یہ مزدوروں کی نوکریوں کو create کرنے کا معاملہ ہے اور اس سے آپ کی اپنی نیک نامی ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! خواجہ آصف صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں جونہی کمیٹی کی سفارشات آئیں گی تو ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ 4400 مالی ان کے پاس کام کرتے ہیں۔ اگر ایک مالی دس پودے ایک سال میں لگائے یا دس پودوں کی حفاظت کرے تو لاہور میں ایک سال میں چالیس ہزار پودے لگتے ہیں تو چار سالوں میں یہ ایک لاکھ 60ہزار پودے لگیں گے اس طرح تو میرے خیال میں چار سالوں میں پورا لاہور ہر طرف سے سرسبز نظر آنا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ مالی اپنی performance ٹھیک نہیں دیتے۔ کیا یہ اس محکمہ کو بند کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ نیکی کا کام ہے اس کو برائی میں کیوں بدل رہے ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پورے شہر میں پارک اور گرین بیلٹس ہیں ان کے علاوہ مالی پورے لاہور کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ چار ہزار مالی لاہور کے لئے ناکافی ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس محکمہ کو بند کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر ایک گھر میں ایک مالی رکھیں تو وہ گھر کو خوبصورت کرنے کے لئے lawn میں پچیس تیس پودے لگاتا ہے وہ ان کی آبیاری کرتا ہے اور وہ تناآور درخت بن جاتے ہیں۔ وہ ہمیں آکسیجن فراہم کرتے ہیں، وہ ہمارے گھر اور محلے کی خوبصورتی کا باعث بنتے ہیں یہ ہمارے اور پنجاب حکومت کے اوپر بوجھ ہیں۔ اگر ایک مالی دس پودوں کی حفاظت ایک سال میں نہیں کر سکتا تو یہ بوجھ ہوئے۔ کیا حکومت اس بوجھ کو اتارنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پورے لاہور میں جو صاف اور سرسبز و شاداب ماحول نظر آرہا ہے تو ان مالیوں کی وجہ سے ہی نظر آرہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد: جناب سپیکر! مالیوں کو بھرتی کرنے کا criteria کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! مالیوں کا پہلا یا دوسرا اسکیل ہوتا ہے پانچویں سکیل تک کوئی criteria نہیں ہوتا۔ مالیوں نے درختوں کی دیکھ بھال کرنا ہوتی ہے اور ان کا صحت مند ہونا ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7194 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ داروغہ والا میں واقع عالم ٹاؤن میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا مسئلہ

*7194: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داروغہ والا لاہور میں واقع عالم ٹاؤن آبادی میں واٹر سپلائی کا کوئی بندوبست نہیں جس وجہ سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ آبادی میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا میں واٹر سپلائی کی سہولت جزوی طور پر موجود ہے۔ عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ کی کل دس گلیاں ہیں جن میں چار گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی لائن پہلے سے موجود ہے۔ ان گلیوں کے رہائشی واسا کا پانی استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا کی بقایا چھ گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہیں ہے۔ ان گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ۔/11,65,700 روپے کا لگایا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھا دی جائیں گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں بتایا ہے کہ چار گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائن پہلے سے موجود ہے اور باقی چھ گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ تقریباً ساڑھے گیارہ لاکھ روپے لگایا گیا ہے اور فنڈز دستیاب نہیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ فنڈز کب تک دستیاب ہو جائیں گے کیونکہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! عالم ٹاؤن کی دس گلیاں ہیں چار میں واٹر سپلائی لگی ہوئی ہے اور چھ کا تخمینہ /11,65,700 روپے ہے۔ نئے مالی سال میں ان چھ گلیوں میں واٹر سپلائی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! شادی پورہ میں واٹر سپلائی کب سے لگی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ نیا سوال نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ 2008 میں لگی تھی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال ہے کہ یہ اس کے ٹینڈر کی کاپی دکھائیں؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری اسد اللہ صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7604 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع سوال شدہ دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔106 حافظ آباد۔واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

*7604: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔106 (حافظ آباد) میں کس کس گاؤں / قصبہ میں واٹر سپلائی کی سکیمیں کام کر رہی ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں بند پڑی ہیں، حکومت کب تک ان کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) حلقہ پی پی۔106 (حافظ آباد) میں مندرجہ ذیل واٹر سپلائی کی سکیمیں کام کر رہی ہیں۔

(1) واٹر سپلائی سکیم ونیکے تارڑ سال (07۔2006) میں مکمل ہوئی اور اس کو ٹی ایم اے حافظ آباد چلا رہا ہے۔

(2) واٹر سپلائی سکیم کولو تارڑ سال 96۔1995 میں مکمل ہوئی اور اس کو لوکل CBO چلا رہی ہے۔

(3) واٹر سپلائی سکیم کالیکی منڈی سال 1988 میں مکمل ہوئی اور اس کو ٹی ایم اے حافظ آباد چلا رہا ہے۔

(ب)مذکورہ حلقہ میں مندرجہ ذیل سکیمیں بند پڑی ہیں۔

(1) واٹر سپلائی سکیم رام کے جھٹہ۔یہ سکیم سال 96-1995 میں مکمل ہوئی اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت لوکل C.B.O کے حوالہ کی گئی لیکن زیر زمین پانی میٹھا ہونے، لوکل C.B.O کی عدم دلچسپی اور بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے سکیم 1999 میں بند ہو گئی۔

(2) واٹر سپلائی سکیم ادوکی۔یہ سکیم سال 96-1995 میں مکمل ہوئی اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت لوکل C.B.O کے حوالہ کی گئی لیکن زیر زمین پانی میٹھا ہونے، لوکل C.B.O کی عدم دلچسپی اور بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے سکیم 2000 میں بند ہو گئی۔

(3) واٹر سپلائی سکیم جلالپور بھٹیاں سال 1990 میں مکمل ہوئی اور اس سکیم کی maintenance ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں کر رہا ہے اور یہ سکیم 2007-05-26 میں بند ہو گئی۔

اگر مندرجہ بالا سکیموں کی بحالی کے لئے گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے اور گاؤں کی CBO ان سکیموں کی دیکھ بھال اور ان کو چلانے کی ذمہ داری قبول کرے تو یہ سکیمیں چلائی جا سکتی ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جز(ب) کے (3) میں کہا گیا ہے کہ واٹر سپلائی سکیم جلالپور بھٹیاں سال 1990 میں مکمل ہوئی اور اس سکیم کی maintenance ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں کر رہا ہے اور یہ سکیم 2007-05-26 میں بند ہو گئی۔ اگر ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں اس کی maintenance کر رہا ہے تو پھر یہ بند کیسے ہو گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ٹی ایم اے پنڈی بھٹیاں محکمہ ہاؤسنگ کے ماتحت نہیں ہے اس لئے یہ سوال محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ نہیں بلکہ محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے تین سکیموں کا بتایا ہے ایک سکیم 2000 میں بند ہوئی اور ایک 2007 میں بند ہوئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ سکیمیں بند ہو گئیں تو اس علاقے میں پانی کی سپلائی کا نعم البدل کیا ہے، اس کے بعد انہوں نے آخر میں کہا ہے کہ اگر حکومت فنڈ مہیا کرے گی تو یہ سکیمیں چلائی جا سکتی ہیں۔ اس کا جواب 2011 میں آیا ہے۔ یہ اب مجھے بتا دیں کہ کیا فنڈز مہیا ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے اور ان کا یہ سکیمیں کب تک شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترمہ نے جن سکیموں کا ذکر کیا ہے تو یہ وہاں کی Users Committees چلاتی ہیں۔

جب کوئی سکیم مکمل ہوتی ہے تو Users Committee کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ وہ کمیٹی لوگوں سے بل اکٹھا کر کے اس کو چلاتی ہے اور وہاں کا زیر زمین پانی میٹھا ہے۔ یہ سکیمیں وہاں پانی میٹھا ہونے اور Users Committees کی عدم دلچسپی کی وجہ سے بند ہوئی ہیں۔ اگر دوبارہ درکار ہو گا تو اس کے لئے پھر نیا بجٹ بنے گا اور اسے دوبارہ چلا دیا جائے گا لیکن وہاں پانی میٹھا ہے اس لئے وہاں کے لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اس کا نعم البدل پوچھا تھا۔ اگر وہاں پانی میٹھا تھا تو پھر یہ سکیمیں کیوں بنائی گئی تھیں اور اتنا پیسا کیوں خرچ کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: یہ انہوں نے نہیں بنائیں پہلے بن گئی تھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! جتنی بھی واٹر سپلائی کی سکیمیں ہوتی ہیں ان کا بنیادی مسئلہ پائپ کا آتا ہے۔ ہمارے علاقہ میں جب سے واٹر سپلائی سکیمیں شروع ہوئی ہیں ان میں خرابی ہے۔ کیا معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ بتائیں گے کہ جو پائپ ٹیوب ویل سے main tank کو جاتا ہے اور tank سے جو پائپ گھروں تک جاتا ہے اس پائپ کی کیا specification ہوتی ہے اور اس کی میعاد کیا ہوتی ہے یا وہ پائپ کس طرح کا ہوتا ہے کیونکہ واٹر سپلائی سکیموں کے جو پائپ ہمارے علاقے میں لگ رہے ہیں کہیں پلاسٹک کے پائپ ہیں اور کہیں لوہے کے لگ رہے ہیں اس میں پائپ کی کوئی specification نہیں ہے، کیا اس حوالے سے کوئی monitoring mechanism ہے جس کے تحت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ monitoring کر سکے، جو لوگ غلط کام کر رہے ہوں ان کو سزا دی جا سکے اور عوام کو بہتر services مہیا کی جا سکیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پائپ لائن انجینئرز کے معیار کے مطابق لگائی جاتی ہے۔ اگر اس کی specification پوچھنی ہے تو یہ نیا سوال کریں اس بارے میں پوری معلومات فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا تھا کہ پائپ لائن کی بیس سے پچیس سال تک life ہوتی ہے اس سے زیادہ ان کی life ہی نہیں ہے۔ یہ تیسرے جز میں کہتے

ہیں کہ واٹر سپلائی سکیم کا لیکی منڈی میں سال 1988 میں مکمل ہو چکی ہیں۔ اس کی تو پچیس سال کی میعاد ہی پوری ہو گئی ہے یہ ان لائنوں کو کب تبدیل کریں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! مختلف اقسام کے پائپ لگائے جاتے ہیں کسی کی میعاد پچیس سال ہے اور کسی کی چالیس سال ہے۔ یہ دوبارہ چیک کیا جا سکتا ہے۔ اس کو ٹی ایم اے چلا رہی ہے جب اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس کو تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: میں On her behalf لینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے دو سوال کر چکی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک ہی سوال کیا ہے بے شک آپ ریکارڈ سے چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: میں نے بھی ایک ہی کا کہا ہے لیکن رپورٹ دو سوالوں کی آ رہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک سوال ہی کیا ہے۔ سوال نمبر 8014 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا-میانی شہر میں واٹر سپلائی کے ٹیوب ویلوں کی خرابی کی تفصیلات

*8014: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں واٹر سپلائی کے لئے جو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے وہ کافی عرصہ سے خراب ہیں؟

(ب) یہ ٹیوب ویل کب سے خراب ہیں اور ان کو ٹھیک نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس شہر کے لئے واٹر سپلائی کے مزید ٹیوب ویل جلد از جلد لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) دو عدد ٹیوب ویل نہر شاہ پور برانچ میانی شہر کے لئے 86-1985 میں فوکل پوائنٹ سسٹم کے تحت نصب کئے گئے دونوں ٹیوب ویل دوران سیلاب 1992 کی زد میں آکر خراب ہو گئے اور یہ دونوں ٹیوب ویل ناقابل مرمت ہیں۔

(ج) زیر زمین پانی میٹھا ہے۔ چونکہ یہ شہر دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے تاہم اگر حکومت فنڈز مہیا کر دے تو میانی شہر کے لوگوں کو سرکاری طور پر پینے کا صاف پانی مہیا کیا جا سکتا ہے جس کے لئے ½1 کیوسک کے 5 عدد ٹیوب ویل، رائزنگ مین، ڈسٹری بیوشن سسٹم اور اوور ہیڈ ریزوائز کے لئے تقریباً 3 کروڑ روپے درکار ہیں؟

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! حکومت نے کہا ہے کہ تین کروڑ روپے کی رقم میانی شہر کو واٹر سپلائی کے لئے دی جائے گی۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رقم لوگوں کو کب تک مل جائے گی تا کہ اس علاقہ کے لوگوں کو صاف پانی میسر آ سکے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ تین کروڑ روپے کب تک مل جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا زیر زمین پانی میٹھا ہے اور شہر دریائے جہلم کے کنارے پر واقع ہے۔ محترمہ کو میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے اور امید ہے کہ اگلے بجٹ میں اس کو شامل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! اس کے بعد اگر آپ کا دوسرا سوال آ گیا تو پھر وہ cut ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8622 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-ایل ڈی اے کے ملازمین کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*8622: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ملازمین کو اس کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹس الاٹ کئے جاتے ہیں، ان کی الاٹمنٹ کا کوٹا کتنا ہوتا ہے؟

(ب) کیا افسران اور ملازمین کا کوٹا مختلف ہوتا ہے اور گریڈ کے حساب سے کس سائز کے پلاٹ ملازمین اور افسران کو الاٹ کئے جاتے ہیں؟

(ج) مذکورہ بالا کوٹا کے تحت پچھلے پانچ سال میں ایل ڈی اے کے ملازمین / افسران کو کتنے پلاٹ کن کن سکیموں میں الاٹ کئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ملازمین کو ایل ڈی اے کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹس الاٹ کئے جاتے ہیں لیکن ہائیکورٹ کے فیصلہ مورخہ 01-12-14 کی روشنی میں جن اہلکاروں کی سروس 1998 تک دس سال بنتی ہے ان کو 1986 کی الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق ہائیکورٹ کے فیصلہ اور اتھارٹی کے اجلاس میں منظوری کے بعد مورخہ 08-2-16 کو بذریعہ قرعہ اندازی ملازمین کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایل ڈی اے میں افسروں اور ملازمین کا کوٹا تین فیصد ہی ہوتا ہے لیکن افسران اور ملازمین کے پلاٹوں کا سائز مختلف ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	گریڈ	پلاٹ کا سائز
1	1تا4	3مرلہ
2	5تا10	5مرلہ
3	11تا15	7مرلہ
4	16تا17	10مرلہ
5	18سے اوپر	1کنال

(ج) مذکورہ بالا کوٹا کے تحت پچھلے پانچ سالوں میں ایل ڈی اے افسران اور ملازمین کو مورخہ 08-02-16 کو بذریعہ قرعہ اندازی بمطابق ہائیکورٹ اتھارٹی کے اجلاس میں منظوری کے

بعد ملازمین / افسران کو279 پلاٹس کی الاٹمنٹ کی گئی جن سکیموں میں الاٹمنٹ کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

1ایم اے جوہر ٹاؤن سکیم فیز Iاور II
2۔ سبزہ زار سکیم فیز Iاور II
3۔ جوبلی ٹاؤن
4۔ مصطفیٰ ٹاؤن
5۔ موہلنوال سکیم
6۔ گجر پورہ سکیم
7قائداعظم ٹاؤن

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محکمہ نے جواب کافی تفصیل سے دیا ہے جو ٹھیک بھی ہے لیکن میں صرف ایک ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ پلاٹوں کی قیمت جس طرح عام لوگوں سے وصول کی جاتی ہے کیا ایل ڈی اے کے ملازمین سے بھی اسی طرح ہی وصول کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ ایل ڈی اے کے ملازمین سے عام لوگوں کی طرح پلاٹ کی قیمت وصول کی جاتی ہے یا انہیں کوئی رعایت ملتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1986 میں ہائیکورٹ کے فیصلہ کے مطابق جن ملازمین کی دس سال سروس پوری ہو جاتی ہے اُن کو قرعہ اندازی کے مطابق پلاٹ الاٹ کئے جاتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا بلکہ جواب پڑھنے کے بعد میں نے agree بھی کیا ہے کہ بہت تفصیل کے ساتھ جواب آیا ہوا ہے۔ میں اپنی information کے لئے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ عام لوگوں سے جس طرح ایل ڈی اے کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بعد قیمت وصول کی جاتی ہے، کیا ملازمین سے بھی اسی طرح ہی وصول کی جاتی ہے یا انہیں کوئی رعایت دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان سے 96 ہزار روپے فی کنال کے حساب سے قیمت وصول کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: عام لوگوں سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو unlimited وصول کی جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! عام لوگوں سے زیادہ رقم وصول کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پلاٹوں کی قیمت وہی ہوتی ہے تو پھر عام لوگوں سے زیادہ قیمت وصول کیوں کی جاتی ہے، اسی طرح ایل ڈی اے کے ملازمین کو ان کے گریڈ کے حساب سے آپ ہائیکورٹ کے فیصلہ کے مطابق قرعہ اندازی کے تحت پلاٹ دے رہے ہیں تو پھر اُن سے قیمت کم کیوں لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ خدمت کر رہے ہیں اس لئے کم وصول کرتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! محکمہ ایل ڈی اے کوئی خدمت نہیں کر رہا۔ بہر حال مجھے بتادیں کہ ان کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ پالیسی بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 1986 کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت ان سے یہ قیمت وصول کی جاتی ہے مگر یہ محترمہ یا میری مرضی سے وصول نہیں کی جاتی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! House کے floor پر بات کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے میری اور ان کی مرضی سے کام نہیں چلتا۔ پالیسی صرف الاٹمنٹ کی ہے مگر قیمت کی وصولی کی کوئی پالیسی ہے اور نہ ہی ایسا کوئی ہائیکورٹ کا آرڈر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! الاٹمنٹ کی پالیسی میں یہ چیز clear ہے اور اسی حساب سے ہی قیمت وصول کی جاتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پالیسی پلاٹ دینے کی ہے مگر قیمت کم وصول کرنے کی نہیں ہے۔ اگر ایل ڈی اے کی ایسی کوئی پالیسی ہے تو ہمیں اُس کا نوٹیفکیشن دیا جائے جسے یہ پڑھ کر بھی سنادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترمہ مجھے مل لیں۔ میں ان کو نوٹیفکیشن دکھادوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان سے نہیں ملوں گی۔ کبھی یہ کسی خاتون سے کہتے ہیں کہ میرے ساتھ پارک میں چلیں، کبھی یہ کہتے ہیں کہ محترمہ مجھے مل لیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر نوٹیفکیشن پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! نوٹیفکیشن House میں لاکر دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر کس پالیسی کے تحت یہ ان سے کم قیمت لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ House میں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ہم انہیں نوٹیفکیشن کی کاپی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کو کاپی پہنچادیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اب یہ سوال House کی پراپرٹی بن گیا ہے لہذا یہ نوٹیفکیشن پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر سنا دیجئے گا۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On his behalf سوال نمبر 8716 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی، 10-2009 اور 11-2010 کو فراہم کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*8716: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ وہاڑی کا مالی سال 10-2009 اور 11-2010 کا کل بجٹ کتنا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا کے کتنے ملازمین اس ضلع میں تعینات ہیں؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ان ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے مذکورہ سالوں کے اخراجات بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن وہاڑی کا مالی سال 10۔2009 کا بجٹ۔/192,162,000 روپے اور مالی سال 11۔2010 کا بجٹ۔/256,372,000 روپے مختص ہوا۔

(ب) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وہاڑی میں سکیل نمبر 1 سے سکیل نمبر 18 تک کے 81 ملازمین تعینات ہیں۔

(ج) مالی سال 10۔2009 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں پر۔/9,139,423 روپے خرچ ہوئے اور مالی سال 11۔2010 کی تنخواہوں پر۔/8,394,413 روپے خرچ ہوئے۔ مالی

سال10۔2009کے دوران ٹی اے پر۔/76,929روپے اور مالی سال 11۔2010کے دوران ٹی اے پر۔/28,665روپے خرچ ہوئے۔

(د) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وہاڑی میں تین سرکاری گاڑیاں ہیں جن میں سے سوزوکی کارکلٹس VRN-130ایکسیئن صاحب کے استعمال میں ہے جس پر سال 10۔2009 کے دوران ۔/220,000روپے اور مالی سال11۔2010 کے دوران ۔/240,000روپے خرچ آیا۔ سوزوکی مہران کار VHR-8321ایس ڈی او میلسی اور جونیئر ریسرچ آفیسر لیبارٹری کے زیر استعمال ہے جس پر سال 10۔2009 کے دوران۔/226,000روپے اور مالی سال 11۔2010کے دوران۔/210,000روپے خرچ آیا۔ سوزوکی جیپ LXO-3524 ایس ڈی او،وہاڑی اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر کے زیر استعمال ہے جس پر سال10۔2009 کے دوران۔/230,000روپے اور سال11۔2010 کے دوران ۔/255,000روپے خرچ آیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز(ج) میں مذکورہ عرصہ کے دوران ان ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں اخراجات کا پوچھا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وقفہ سوالات کے بعد نوٹیفکیشن پڑھیں گے؟

جناب سپیکر: نوٹیفکیشن جب آئے گا تب ہی پڑھیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! گیلری میں ان کے officials بیٹھے ہیں ان سے لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی منگواتے ہیں۔ اگر نوٹیفکیشن آگیا ہے تو آج پڑھ دیں گے ورنہ بعد میں پڑھ دیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ ensure کر دیں کہ یہ کل پڑھ دیں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کب تک نوٹیفکیشن لے کر آئیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اگلے ہفتے میں جس دن آپ کہیں گے میں پڑھ دوں گا۔

جناب سپیکر: ہم تو ابھی کہہ رہے ہیں لیکن آپ کے پاس ابھی نہیں ہے۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! کل پڑھ دوں گا۔
جناب سپیکر: چلیں، کل منگوا کر ضرور پڑھ دینا کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔ جی، محترمہ! ضمنی سوال کریں۔ آئندہ سے جن صاحبان کا اپنا سوال نہیں ہو گا میں اُن کو کسی کے behalf پر سوال کرنے کی اجازت نہیں دوں گا لہذا future میں آپ سب کو careful ہونا پڑے گا۔ آرڈر پلیز۔
ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جز (ج) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ مالی سال 2009-10 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں پر 91 لاکھ 39 ہزار 423 روپے خرچ ہوئے اور مالی سال 2010-11 کے دوران تنخواہوں پر 83 لاکھ 94 ہزار 413 روپے خرچ ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ اگلے سال 2010-11 میں 8 لاکھ روپے تنخواہوں کی مد میں کم خرچ ہوئے۔ میں سوال یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا 2010-11 میں ملازمین کی تعداد کم کر دی گئی تھی یا تنخواہیں کم کی گئی تھیں؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔
ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ fresh question کیسے بنتا ہے؟
جناب سپیکر: نہیں، یہ fresh question نہیں بنتا بلکہ وہ اسی کے حوالے سے پوچھ رہی ہیں کہ 2009-10 میں فلاں رقم خرچ ہوئی مگر اگلے سال میں کم ہونے کی کیا وجہ ہے؟
پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اصل میں اس کی وجہ یہ ہے کہ ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ کے 81 ملازمین ہیں جن میں سے ریگولر 21 اور کنٹریکٹ پر 60 ہیں۔ کنٹریکٹ والے کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو جاتے ہیں جس بناء پر اس میں difference ہے۔
ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس میں 8 لاکھ روپے کی رقم کا خرچ لکھا گیا ہے۔ کنٹریکٹ والے تو آٹھ دس ملازمین ہوتے ہوں گے مگر کیا 8 لاکھ روپے کنٹریکٹ والوں کو ادا کیا جاتا ہے؟
جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ پہلے زیادہ ملازمین کی ضرورت ہو اور بعد میں کم ضرورت پیش آ گئی ہو۔
ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! زیادہ ضرورت ہی پیش ہوتی ہے کم تو کبھی پیش نہیں آتی۔

جناب سپیکر: کم بھی ہو سکتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر جواب کے جز(د) میں سرکاری گاڑیوں کے اخراجات سے متعلق بتایا گیا ہے کہ کلٹس گاڑی کے دو لاکھ چھبیس ہزار اور دو لاکھ دس ہزار روپے۔ دو لاکھ تیس ہزار اور دو لاکھ پچپن ہزار روپے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ صرف گاڑیوں کی maintenance کے اخراجات ہیں یا اس میں پٹرول کے پیسے بھی شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! دو لاکھ بیس ہزار روپے اور دو لاکھ چالیس ہزار روپے پٹرول اور maintenance دونوں چیزوں کے لئے ہیں۔

چودھری محمد شفیق: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کبھی بھی expenditure کی مد میں کسی گاڑی کے پٹرول کے expenditure نہیں آتے بلکہ پٹرول اور maintenance کی مد بالکل علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ اسے یہ واضح کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے دونوں کو mix کر دیا ہے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! یہ کبھی mix نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں اخراجات پوچھے ہیں کہ پورے سال میں کتنے اخراجات آئے ہیں؟

جناب سپیکر: سوال ایسے ہی تھا۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:On his behalf Sir سوال کا نمبر 8744 ہے۔
جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے سید حسن مرتضٰی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)
جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ، سیوریج کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*8744: سید حسن مرتضٰی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں 09-2008 سے اب تک کتنی رقم سیوریج کی سہولیات کی فراہمی پر خرچ ہوئی؟

(ب) ان منصوبہ جات کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تعمیر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے 09۔2008 سے اب تک 5.000 ملین روپے سیوریج کی سہولیات کی فراہمی پر خرچ کئے۔

(ب) مندرجہ ذیل منصوبے مکمل کئے گئے ہیں:۔

(i) مہیا کرنا سیوریج محلہ پیر حافظ آباد دیوان جھنگ روڈ تحصیل و ضلع چنیوٹ تخمینہ لاگت 2.000 ملین روپے

(ii) مہیا کرنا ڈسپوزل ورکس کوٹ محمد یار تحصیل و ضلع چنیوٹ تخمینہ لاگت 3.000 ملین روپے۔

(ج) مندرجہ بالا دونوں منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور چل رہے ہیں اور کوئی منصوبہ زیر تعمیر نہ ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس سوال کے آخر میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ دو سکیمیں پانچ ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہو گئی ہیں اور ابھی تک سیوریج کا کوئی اور منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ کیا میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ چنیوٹ میں تمام سیوریج سسٹم مکمل ہو گیا ہے اور وہاں باقی area پر مزید کوئی منصوبہ زیر غور کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سوال دوبارہ کریں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! اپنا سوال دہرا دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ پانچ ملین روپے جو پچاس لاکھ روپے بنتے ہیں، کی لاگت سے دو سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں اور درج بالا دونوں منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور چل رہے ہیں جبکہ مزید کوئی منصوبہ زیر تعمیر اور زیر غور نہ ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا چنیوٹ میں سیوریج سسٹم بالکل ٹھیک ہے اور کیا وہاں پر مزید منصوبوں کی ضرورت نہیں ہے اور موجودہ 2011-12 کے بجٹ میں آپ نے وہاں کے لئے کوئی سکیم کیوں نہیں رکھی؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ میں مزید منصوبے زیر غور ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مورخہ 26-05-2011 کو چنیوٹ کا دورہ کیا اور مندرجہ ذیل سکیموں کی منظوری دی۔ کمپری ہنسیو سیوریج ڈرین سکیم برائے لولائنگ ایریا ہمراہ چنیوٹ ریلوے لائن 71.350 ملین روپے، کمپری ہنسیو سیوریج ڈرین سکیم لالیاں 36.364 ملین روپے، extension سیوریج ڈرین سکیم بھوانہ 52.754 ملین روپے، کنسٹرکشن آف سیوریج ڈرین اور سیوریج لائن تحصیل چوک تا سیم نالہ ہمراہ چنیوٹ فیصل آباد روڈ، مندرجہ بالا سکیموں کے سروے کر کے تخمینہ جات تیار کئے جا رہے ہیں جو کہ منظوری کے لئے متعلقہ اتھارٹی کو بھیجے جائیں گے اور ان منصوبہ جات پر مالی سال 2011-12 کے دوران عملدرآمد کیا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فنڈز کس مد سے دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ ان سے پوچھیں کیونکہ یہ اس کے بارے میں بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اس کے فنڈز دیئے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کچھ Blocked Allocations ہوتی ہیں تو میرے خیال میں یہ اس میں سے دیئے گئے ہوں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 8764 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایونیو ہاؤسنگ سکیم کے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*8764: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرکاری ملازمین کے لئے ایل ڈی اے ایونیو ہاؤسنگ سکیم کب شروع ہوئی اور اس کے ترقیاتی کام کتنے عرصے میں مکمل ہونے تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ الاٹیوں نے پلاٹ کی قیمت اور ترقیاتی اخراجات سمیت تمام واجبات ایل ڈی اے کو ادا کر دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انڈر گراؤنڈ بجلی اور کارپیٹڈ سڑکیں بنانے کے لئے ترقیات اخراجات طے شدہ اخراجات سے زیادہ وصول کئے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ کام Below Standard کرائے جا رہے ہیں اور بجلی انڈر گراؤنڈ ہونے کی بجائے پول نصب کئے جا رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت تمام حقائق جاننے کے لئے ایک آزادانہ انکوائری کمیٹی تشکیل دینے اور مذکورہ بالا بے قاعدگیوں کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سرکاری ملازمین کے لئے ایل ڈی اے ایونیو۔اہاؤسنگ سکیم کی تشہیری مہم کا آغاز 2003 میں کیا گیا جبکہ ترقیاتی کام کا آغاز اکتوبر 2004 میں ہوا اور اس کے ترقیاتی کام اکتوبر 2006 میں مکمل ہونے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔الاٹیز سے پلاٹ کی قیمت آسان اقساط میں وصول کرنا تھی۔ جن الاٹیز کے الاٹ شدہ پلاٹ Litigation Free Area میں آئے ،ان سے پلاٹ کی قیمت وصول کر لی گئی۔ البتہ ان الاٹیز سے کل قیمت طلب نہ کی گئی جن کے الاٹ شدہ پلاٹ Litigation Area میں آتے ہیں۔

(ج) انڈر گراؤنڈ بجلی کا کام سکیم کے پلان میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ بجلی اور کارپیٹڈ سڑکوں کی مد میں زیادہ اخراجات نہیں لئے گئے۔

(د) ایل ڈی اے ایونیو۔اہاؤسنگ سکیم میں بجلی کی سپلائی کا کام ڈیزائن کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے ادارے واپڈا (لیسکو) سے کرایا جارہا ہے اور منظور شدہ پلان کے مطابق کھمبوں کی تنصیب جاری ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے ایونیو۔اہاؤسنگ سکیم کے ترقیاتی کاموں میں تمام مالی اور انتظامی قوانین وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے عملدرآمد کیا گیا ہے۔اس منصوبے کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب ہے کہ "سرکاری ملازمین کے لئے ایل ڈی اے ایونیو۔اہاؤسنگ سکیم کی تشہیری مہم کا آغاز 2003 میں کیا گیا جبکہ ترقیاتی کام کا آغاز اکتوبر 2004 میں ہوا اور اس کے ترقیاتی کام اکتوبر 2006 میں مکمل ہونے تھے"۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2012 تک یہ کام مکمل کیوں نہیں ہوئے اور مجھے اس وقت یہ current status بتادیں کہ اب کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے ایونیو۔ا سکیم 12 بلاک پر مشتمل ہے جبکہ اس میں 10 ہزار کے قریب پلاٹ ہیں اور یہاں پر جو areas clear ہیں جن پر litigation نہیں ہے،ان پر کام 98 فیصد مکمل ہو گیا ہے

اور کچھ ایسے علاقے ہیں جن کے case مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں، ان کی وجہ سے وہاں پر کام رُکا ہوا ہے اس لئے تاخیر ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ کب تک یہ کام مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خود سمجھدار ہیں کہ عدالتوں میں case سے متعلق یہ کیسے یقین دہانی کرا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! عدالت نے اس کا فیصلہ کرنا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! عدالت میں کتنے Litigation cases ہیں اور ان کی کیا progress ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 66 case civil courts اور 34 cases ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جز (د) میں جواب ہے کہ "ایل ڈی اے ایونیو۔ا ہاؤسنگ سکیم میں بجلی کی سپلائی کا کام ڈیزائن کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے واپڈا الیسکو سے کرایا جا رہا ہے۔" کیا اس کے لئے competition کیا گیا تھا یا انہیں پلیٹ میں رکھ کر ٹھیکہ دے دیا گیا ہے کیونکہ سب سے زیادہ مہارت رکھنے والے ادارے کی حالت کا سب کو پتا ہے کہ انہوں نے بجلی کی تقسیم اور چوری میں کیا کردار ادا کیا ہے، کیا competition ہوا تھا یا نہیں اور اگر ہوا تھا تو کون کون سی فرمیں تھیں اور اس کے لئے کیا procedure اختیار کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! واپڈا نے جو کام کرنا ہوتا ہے وہ ڈیمانڈ نوٹس دے کر کرایا جاتا ہے اس لئے اس کا مقابلہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ واپڈا کے ذمہ کام کے لئے لیسکو کو direct کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ وہ مستند ادارہ ہے اور انہوں نے ہی اس کو دینا تھا۔ واپڈا کو جو رقم دی گئی ہے اس کے مطابق انہوں نے کام کرنا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لیسکو کا کام کالونیوں کے اندر لائنوں کا lay کرنا نہیں ہوتا بلکہ ان کا کام صرف اور صرف بجلی کا کنکشن دینا ہوتا ہے باقی سارا کام competition پر ہوتا ہے جو کہ tendering کے ذریعے ہوتا ہے۔ کیا یہ competition کرایا گیا یا لیسکو کو ویسے ہی پلیٹ میں رکھ کر یہ ذمہ داری دے دی گئی ہے کیونکہ ان کا کام کالونیوں کے اندر لائن lay کرنا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس میں پابندی ہے اور واپڈا سے پورا کام کرایا جاتا ہے کیونکہ پرائیویٹ کمپنیاں بجلی فراہم نہیں کر سکتیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے بجلی کی فراہمی کا نہیں پوچھا بلکہ میں نے لائن lay out اور وہاں بجلی کے net work laid down سے متعلق پوچھا ہے۔ یہ تو مجھے اور پوری دنیا کو پتا ہے کہ بجلی کا ایک ہی ادارہ ہے جس نے پاکستان کے اندر بجلی کا بیڑا غرق کیا ہوا ہے اور اس کا پوری دنیا کو پتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب یہ کالونی تشکیل دی تو اس کا ڈیزائن ایل ڈی اے نے تیار کیا ہے جس کے مطابق واپڈا کو فائل جمع کرائی گئی اور اس کے مطابق انہوں نے ڈیمانڈ نوٹس دیا جسے جمع کرایا تو لیسکو کمپنی نے اس کا کام کیا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر انہیں اس کا نہیں پتا تو یہ پتا کر کے اس کا کل یا پرسوں تک جواب دے دیں کیونکہ یہ بڑی serious چیز ہے۔

جناب سپیکر: ناگرا صاحب! ایک دو دن کے اندر اندر جواب لے کر ایوان کو بتایا جائے۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 9176 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ساجدہ میر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رائیونڈ لاہور کی آبادیوں کے ٹیوب ویلز کو ٹھیک کرانے کا معاملہ

*9176: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رائیونڈ لاہور کی آبادی اسلام آباد اور جناح کالونی میں ٹیوب ویلز کی موٹریں جل گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسفارمر چور اتار کر لے گئے ہیں؟

(ج) کیا واسا کی انتظامیہ مذکورہ مسئلے کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ بات درست ہے کہ رائیونڈ آبادی محلہ اسلام آباد کے ٹیوب ویل کی موٹر چوری ہو گئی تھی جس کی رپورٹ محکمہ پولیس کو کر دی گئی تھی۔ بعد ازاں محکمہ کی جانب سے موٹر نصب کروا دی گئی اور واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جناح کالونی کے ٹیوب ویل کا بور بھی خراب ہو گیا تھا ٹی ایم اے علامہ اقبال ٹاؤن نے نیا ٹیوب ویل مع موٹر لگا دیا اور واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ محلہ اسلام آباد کے ٹیوب ویل کا ٹرانسفارمر چوری ہوا تھا جس کی رپورٹ محکمہ پولیس کو کر دی گئی تھی جو کہ دوبارہ لگوا دیا گیا ہے اور پانی کی سپلائی جاری ہے۔

(ج) واسا صرف بڑے شہروں میں انتظامی امور چلا رہی ہے ٹی ایم اے علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی مشترکہ کوشش سے واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔ ان منصوبہ جات سے محکمہ واسا کا کوئی تعلق نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اس کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ ٹرانسفارمر چور اتار کر لے گئے۔ میں اپنے [***] پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں موصوف کہہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: اچھا موصوف کہہ رہی ہیں، میں سمجھا کہ آپ معصوم کہہ رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو ٹرانسفارمر چوری ہوئے ہیں تو کیا ان کی کوئی ایف آئی آر درج ہوئی یا نہیں اگر ہوئی ہے تو اس کا کوئی نمبر تو ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس کی ایف آئی آر نمبر 489/2008 مورخہ 12-04-2008 کو تھانہ رائیونڈ میں درج ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں نے سن لی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس ایف آئی آر کا نمبر آیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: وہ اُن کے پاس ہی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے، کیا وہ بھول گیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جی ہاں! یہ ٹرانسفارمر جو چوری ہوئے تھے وہ برآمد کر کے لگائے گئے ہیں یا دوسرے لگوائے گئے ہیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب ٹرانسفارمر چوری ہو گیا تو اس کے بعد ٹی ایم اے علامہ اقبال ٹاؤن نے دوبارہ ٹرانسفارمر لگوایا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے جو ٹرانسفارمر اتارے وہی لگا دیئے۔ انہوں نے صرف وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ الزام ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں جناب! یہ سچ ہے۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! واپڈا کا ٹرانسفارمر اتارنا وفاقی حکومت کا کام ہے [*****]

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ٹرانسفارمر کا چوری ہونا، ٹرانسفارمر کا جلنا یہ خاص طور پر rural areas میں بہت بڑا مسئلہ ہے۔ وہاں پر جب ٹرانسفارمر چوری ہو جاتا ہے یا جل جاتا ہے تو مہینوں تک واٹر سپلائی سسٹم بند ہو جاتا ہے۔ اس کو replace کرنے کے لئے ڈی سی او کے پاس کوئی فنڈ ہوتا ہے، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والوں کے پاس کوئی فنڈ ہوتا ہے اور نہ ہی ٹی ایم اے کے پاس کوئی فنڈ ہوتا ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری فرمائیں گے کہ اس چیز کو بہتر بنانے کے لئے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی پالیسی ایجاد ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں پبلک ہیلتھ کی سکیمیں Users کمیٹی کے حوالے ہیں۔ Users کمیٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی دیکھ بھال کرے۔ اگر وہ چوری ہوتا ہے تو اس کو Users کمیٹی نے دوبارہ لگوانا ہوتا ہے۔ اگر کسی ٹاؤن کے زیر استعمال ہے اور وہ چوری ہو جائے تو پھر لگانا اُس کی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنے فنڈ سے ڈیمانڈ نوٹس جمع کراتے ہیں اور سپلائی چالو کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وفاقی حکومت نے [***] بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے یہ الفاظ نہیں سنے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا ان کی وہاں پر رہائش ہے؟

جناب سپیکر: اگر ایسے الفاظ کہے گئے ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جو سوال جمع کرایا جاتا ہے اس کا جواب آٹھ آٹھ، نو نو ماہ بلکہ دو دو سال کے بعد آتا ہے۔

جناب سپیکر: بے شمار سوالات ہوتے ہیں وہ اپنی اپنی باری پر آتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! تھوڑا سا ہمیں بھی اس کا خیال کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تو میرے متعلقہ بات ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ہمارے محکمے کم از کم اس چیز کو تو make sure کریں کہ جب کوئی ممبر اسمبلی سوال جمع کراتا ہے تو اس سوال کی باری آنے سے پہلے جواب آ جائے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ ایک سوال جمع کرایا جائے اور اس کی باری اتنے عرصے بعد آئے۔ جب سوال کا جواب دو سال یا آٹھ ماہ کے بعد آئے تو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اس طرح balance نہیں رہتا اور سوال کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے ہم نے ٹائم fix کیا ہوا ہے کہ اتنے دنوں میں محکمے کو جواب دینا ہو گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ سوال دیکھیں اور اس کا جواب دیکھیں۔ سوال گندم اور جواب چنا۔ آپ اس سوال کو خود پڑھ لیں اور مجھے اجازت دیں تاکہ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اس کی وضاحت کراؤں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال کیا گیا ہے کہ کیا موٹریں جل گئی ہیں؟ جواب دیا گیا ہے کہ موٹریں چوری ہو گئی ہیں۔ یہ آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ محکمے نے کتنا غلط جواب دیا ہے کیا اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے صاحبہ نے سوال کیا ہے کہ موٹریں جل گئی ہیں؟ محکمے نے صحیح جواب دیا ہے کہ موٹریں جلی نہیں تھیں بلکہ چوری ہوئی تھیں۔ ان کی ایف آئی آر درج کرائی گئی اور ان کو دوبارہ لگا کر واٹر سپلائی بحال کر دی گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! موٹریں جل گئی ہیں کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا آصف محمود کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! On his behalf (معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! سوال نمبر 9179 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ کے سیوریج سسٹم کی ابتر صورتحال

*9179:رانا آصف محمود :کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کوٹلی لوہاراں (سیالکوٹ) کی کون کون سی آبادی کا سیوریج سسٹم کام کر رہا ہے ؟

(ب) اس وقت کون کون سی آبادی میں سیوریج سسٹم بند پڑا ہے ؟

(ج) کیا حکومت اس قصبہ کے سیوریج سسٹم کو درست کروانے یا از سر نو ڈلوانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) کوٹلی لوہاراں ٹاؤن میں کوئی بھی سیوریج سسٹم اس وقت کام نہیں کر رہا ہے۔

(ب) کوٹلی لوہاراں مشرقی محلہ چوڑ والی اور قلعہ والا تالاب میں سیوریج سسٹم لگا ہوا ہے جو کہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے اور بند پڑا ہے۔

(ج) اگر گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے تو محکمہ ہذا اس قصبہ میں جامع منصوبہ بندی کر کے سیوریج سسٹم مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جز (الف) کا جواب ہے کہ کوٹلی لوہاراں ٹاؤن میں کوئی بھی سیوریج سسٹم اس وقت کام نہیں کر رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ضلع سیالکوٹ میں ٹاؤن تو نہیں ہے تحصیلیں ہیں۔ ٹی ایم اے سیالکوٹ میں کوٹلی لوہاراں واقع ہے۔ جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ اس وقت کون کون سی آبادی میں سیوریج سسٹم بند پڑا ہے ؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ کوٹلی لوہاراں مشرقی محلہ چوڑ والی اور قلعہ والا تالاب میں سیوریج سسٹم لگا ہوا ہے جو کہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے اور بند پڑا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سیوریج سسٹم کب لگایا گیا تھا اور اس کی مدت کتنی تھی جو پوری ہو چکی ہے ؟

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! کوٹلی لوہاراں میں سیوریج سسٹم 87-1986 میں لگایا گیا تھا اور اس کو ٹاؤن کمیٹی کوٹلی

لوہاراں maintain کرتی تھی۔ سیوریج سسٹم 96-1995 تک کام کرتا رہا ہے کیونکہ ٹاؤن کمیٹی کوٹلی لوہاراں اس کو مناسب طریقہ سے دیکھ بھال نہ کر سکی ہے جس وجہ سے سیوریج سسٹم بند ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے، محکمہ کچھ کرے گا یا اسی طرح رہنے دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس پر تخمینہ جات لگا رہے ہیں جونہی پنجاب گورنمنٹ فنڈز دے گی اس کو بحال کر دیا جائے گا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سوال کا حصہ تصور کیا جائے کہ ٹی ایم اے سیالکوٹ کے پاس کروڑوں روپے کا وافر فنڈ موجود ہے جس پر MTAs سکیمیں لے رہی ہے تو ٹی ایم اے اس کو کیوں take up نہیں کرتی ہے، اتنی بڑی آبادی ہے جو تقریباً آٹھ ہزار کے قریب ہے ان کو سیوریج سسٹم مہیا کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر: یہ ٹی ایم اے کا سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ تو لوکل گورنمنٹ کا سوال ہے ہم سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ اگر گورنمنٹ فنڈز مہیا کرے تو محکمہ ہذا قصبہ میں جامع منصوبہ بندی کر کے سیوریج سسٹم مہیا کرنے کے لئے تیار ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کس گورنمنٹ کی بات کر رہی ہے، کیا یہ پنجاب گورنمنٹ کا حصہ نہیں ہے اور جب ان کے علم میں یہ بات ہے کہ سیوریج سسٹم خراب ہے تو انہوں نے سروے کر کے فنڈز گورنمنٹ سے کیوں demand نہیں کئے؟

جناب سپیکر: جی، پنجاب گورنمنٹ کے بے شمار محکمے ہیں وہ اب یہ کیسے آپ کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کے تخمینہ جات لگائے جا رہے ہیں جونہی فنڈز دستیاب ہوں گے اس پر کام شروع کر دیں گے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ یہ سیوریج سسٹم بند پڑا ہے اگر فنڈز مہیا کئے جائیں تو چلا سکتے ہیں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو سیوریج سسٹم بند ہوا ہے تو کیا اس کے پائپ damage ہو گئے ہیں یا چوک ہو گئے ہیں اور کس وجہ سے وہ سیوریج سسٹم بند ہوا ہے کیا اس کی صفائی کا بندوبست نہیں تھا کیا کوئی طریقہ ہے جس سے اس کو چلایا جا سکے تاکہ اس پر اور پیسے خرچ نہ کئے جا سکیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ سیوریج سسٹم out date ہو چکے ہیں۔ جی، ناگرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! سیوریج سسٹم 96-1995 تک کام کرتا رہا ہے چونکہ ٹاؤن کمیٹی اس کی مناسب طریقہ سے دیکھ بھال نہ کر سکی ہے جس کی وجہ سے Disposal Station اور سیوریج سسٹم چوک کر چکا ہے اس لئے یہ بند پڑا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس اتنے فنڈز بھی نہیں ہوتے کہ اس کو چلا سکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ سارا نیا منصوبہ بننا ہے اس میں جونہی فنڈز دستیاب ہوں گے اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صدیق اکبر سٹریٹ نمبر 6 داروغہ والا لاہور میں پانی کے پائپوں کی تبدیلی کی تفصیلات

*3229: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صدیق اکبر سٹریٹ نمبر 6 حاجی پارک داروغہ والا لاہور میں پانی کے پائپ کب ڈالے گئے تھے؟

(ب) اس وقت ان پائپوں کی حالت کیا ہے؟

(ج) اگر اس گلی میں پانی کے پائپ خراب حالت میں ہیں تو کیا حکومت ان پائپوں کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صدیق اکبر سٹریٹ نمبر 6 حاجی پارک داروغہ والا لاہور میں پانی کی 4 انچ اے۔سی پائپ لائن سال 2008 میں نئی ڈالی گئی۔

(ب) پانی کی یہ پائپ لائن بہترین حالت میں کام کر رہی ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

سنگھ پورہ لاہور تا براستہ بھوگی وال بند روڈ میں سیوریج پائپ بچھانے کی تفصیلات

*4466: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگی وال بند روڈ سال 2009 میں بچھائے جانے والے سیوریج پائپ پر کل کتنی لاگت آئی، سیوریج پائپ بچھانے کی منظوری کس اتھارٹی نے دی نیز اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کا کتنا عرصہ لگا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

سال 2009 کے دوران جی ٹی روڈ سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگی وال بند روڈ لاہور تک سیوریج سسٹم کی بچھائی پر کل 176.00 ملین روپے لاگت آئی۔ یہ سیوریج لائن جس منصوبہ

کے تحت بچھائی گئی اس میں ویت مین روڈ(Wheetman Road)، جمیل آباد، منور سلطانہ روڈ، درس بڑے میاں روڈ میں سیوریج بچھائی اور بھوگی وال ڈسپوزل سٹیشن کی تعمیر کا کام بھی شامل تھا اور اس منصوبہ کی کل تخمینہ لاگت240.00ملین روپے تھی۔ جس کے تحت کل20135فٹ 9انچ تا72انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھائے گئے۔ اس منصوبہ کی منظوری پنجاب ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی(PDWP)پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب نے دی۔ یہ منصوبہ2سال3ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

لاہور۔ گلشن اقبال پارک کی ابتر صورتحال کی تفصیلات

*6868: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گلشن اقبال پارک (علامہ اقبال ٹاؤن) لاہور میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں ان کی عہدہ وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گلشن اقبال پارک میں موجود پلاٹوں کے مختلف حصوں سے گھاس اکھڑ کر ضائع ہو گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں لیٹرینوں کی تعداد کم ہے اور موجود لیٹرینوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جہاں اکثر پانی نہ ہونے کی وجہ سے تفریح کے لئے آنے والے لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا رہتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلشن اقبال پارک میں کچے ٹریک پر کئی کئی دن تک پانی کا چھڑکاؤ نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے واک کرتے ہوئے لوگوں کو صحت کی بجائے مٹی دھول ملتی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلشن اقبال پارک میں جہاں جہاں سے گھاس اکھڑا ہوا ہے وہاں گھاس لگانے، نئی لیٹرینیں بنانے، موجودہ لیٹرینوں کو بہتر بنانے اور کچے ٹریک کو صحیح طور پر maintain کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گلشن اقبال پارک میں مجموعی طور پر تعداد 163 ملازمین ہیں جن کی عہدہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پارک کی Lush green environment اس بابت نفی کرتی ہے۔ بعض اوقات کوالٹی کے پیش نظر سرکنڈا وغیرہ خودرو جو اگ پڑتا ہے اُس کو نکال کر اُس کی جگہ صاف گھاس بو دیا جاتا ہے جس کو جڑ پکڑنے میں کچھ وقت لگتا ہے ایسی (شاذونادر) جگہوں کو خالی سمجھ لیا گیا ہے۔

(ج) پارک کے تین کونوں میں خواتین حضرات کے لئے علیحدہ علیحدہ تین تین سیٹ لیٹرینوں کے موجود ہیں کسی نے اس بابت کوئی اشارہ نہیں کیا کہ یہ تعداد کم ہے اور کوئی اعتراض بھی نہیں اٹھایا گیا۔ خاکروب پارک کے کھلا رہنے تک ہمہ وقت تمام لیٹرینوں پر تعینات رہتے ہیں اور صفائی کے خاطر خواہ انتظام کو یقینی بناتے ہیں پانی کی ٹینکی ہر سیٹ پر موجود ہے۔ لہذا پانی کی کمی محسوس نہیں کی جا سکتی۔

(د) اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ جوگنگ ٹریک کو مناسب مقدار پانی سے وقفہ وقفہ سے چھڑکاؤ کیا جائے یہ عمل اس وقت کیا جاتا ہے جب پبلک کا اس پر رش کا رجحان نہ ہو۔ ایسے عمل سے مٹی دھول اُڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) جیسا کہ ہر سوال کے انفرادی جواب میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ گلشن اقبال پارک کا کوئی حصہ ایسا نہیں نظر آتا جہاں گھاس لگانا اور اس کی نشوونما کو یقینی نہ بنایا جائے جہاں تک لیٹرینوں میں اضافہ کرنے کا سوال ہے تو اس بابت کوئی urgency اب تک محسوس نہیں کی گئی اور پبلک agitation بھی کوئی ظاہر نہیں ہوا لیٹرینوں میں کوالٹی صفائی کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے کوئی بدبو یا تعفن پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جوگنگ ٹریک بھی عملی طور پر ٹھیک رکھنے کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے ایسے مناسب انتظامات کے پیش نظر سوالات مذکورہ کے منفی اشاروں کو رد کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ کی حدود میں چلنے والی سیوریج سکیموں کی تفصیلات

*8745: **سید حسن مرتضیٰ**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ کی حدود میں کس کس گاؤں وچک میں کتنی سیوریج سکیمیں کام کر رہی ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں؟

(ب) جو سکیمیں بند پڑی ہیں وہ کس وجہ سے بند ہیں؟

(ج) کتنی سکیمیں شروع سے چلی ہی نہیں ہیں۔اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر نگرانی ضلع چنیوٹ کی حدود میں صرف ایک سیوریج سکیم موضع کوٹ محمد یار میں بنائی گئی ہے جو کہ چل رہی ہے۔

(ب) کوئی سکیم بند نہیں پڑی ہے۔

(ج) ایسی کوئی سکیم نہیں ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ میں الاٹ شدہ پلاٹس کے تبادلہ جات کی تفصیلات

*9378: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہاؤسنگ سوسائٹی لاز کے تحت پہلے سے الاٹ شدہ پلاٹس کے آپس میں تبادلہ کے لئے دونوں الاٹیز کی تحریری رضامندی درکار ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ہاؤسنگ سوسائٹی کی انتظامیہ الاٹ شدہ پلاٹ کا تبادلہ کسی بھی گراؤنڈ یا دیگر مختص شدہ رقبہ سے کرے تو الاٹی کی تحریری رضامندی ضروری ہے؟

(ج) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے جن پلاٹس کے آپس میں تبادلے کئے گئے ہیں ان پلاٹس کے نمبر اور الاٹیز کے نام نیز الاٹیز کی طرف سے تحریری رضامندی کے ثبوت فراہم کریں؟

(د) اگر مذکورہ تبادلہ جات الاٹیز کی باہمی رضامندی سے نہ ہوئے ہیں تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ایک پرائیویٹ سکیم ہے جو کہ ایل ڈی اے ملازمین نے بنائی ہے۔ یہ کوآپریٹو سوسائٹی ہے اور نہ ہی یہ محکمہ ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہے۔ پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز رولز2010 کے تحت محکمہ ایل ڈی اے کا پلاٹوں کی خرید وفروخت اور ٹرانسفر میں کوئی عمل دخل نہ ہے بلکہ یہ پلاٹ مالکان اور سکیم مالکان کا آپس کا معاملہ ہے۔

(ب) یہ ہاؤسنگ سوسائٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ گراؤنڈ/اوپن سپیس یا دیگر مختص شدہ رقبہ برائے پبلک استعمال کسی دوسرے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتا ہے۔

(ج) چونکہ یہ ایک پرائیویٹ سکیم ہے اس لئے پلاٹوں کی خرید وفروخت کا ریکارڈ محکمہ ایل ڈی اے کے پاس نہ ہوتا ہے اس لئے سوال کا یہ جز محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) اگر تبادلہ جات الاٹیز کی باہمی رضامندی سے نہ ہوئے ہوں تو متاثرین برائے دادرسی دیوانی عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں اور محکمہ ایل ڈی اے پلاٹوں کی خرید وفروخت میں مداخلت کا حق نہ رکھتا ہے۔

مغلپورہ اوور ہیڈ برج کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*9405: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مغلپورہ اوور ہیڈ برج لاہور کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا اس کے ٹینڈرز میں کن پارٹیوں نے حصہ لیا ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس ٹھیکے میں مذکورہ کمپنی کو سریے کی مد میں ایڈوانس ادائیگی میں کتنی رقم ادا کی، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سریے کی مد میں ایڈوانس ادائیگی اس وقت کی گئی جب اس کوارٹر میں سریے کی فی ٹن قیمت maximum تھی؟

(د) ایڈوانس ادائیگی کے وقت،اس سے پہلے اور بعد کے کوارٹر میں سریے کی فی ٹن قیمت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) مذکورہ پراجیکٹ میں کتنا سریا استعمال ہوا اس کی مقدار اور پرائس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مغلپورہ اوور ہیڈ برج لاہور کا ٹھیکہ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی منظوری پر F.W.O کو دیا گیا تھا اس لئے اس میں کسی اور پارٹی نے حصہ نہ لیا۔ منصوبہ کی کل تخمینہ لاگت 3340 ملین روپے تھی۔

(ب) اس ٹھیکے میں مذکورہ کمپنی کو سریے کی مد میں ایڈوانس کے طور پر 10 کروڑ 63 لاکھ روپے دیئے گئے تھے۔

(ج) یہ درست نہ ہے سریے کی مد میں ایڈوانس رقم گورنمنٹ آف پنجاب کی مقرر کردہ رقم کے مطابق دی گئی تھی۔

(د) ایڈوانس کی ادائیگی کے وقت تخمینہ لاگت 2008,3rd Qtr کے مطابق بنایا گیا تھا جس میں خام سریے کی فی ٹن قیمت -/73,000 روپے تھی۔اس طرح 2008,2nd Qtr میں خام سریے کی قیمت -/77,000 روپے فی ٹن جبکہ 2008 کے 4th Qtr میں خام سریے کی قیمت -/84,000 روپے فی ٹن تھی۔

(ہ) مذکورہ پراجیکٹ میں 7098 ٹن سریا استعمال ہوا اور اس کی قیمت -/74,15,70,648 روپے بنتی ہے۔

ایل ڈی اے(ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کی تفصیلات

*9406: جناب جاوید حسن گجر: کیا وزیر ہاؤسنگ،شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایل ڈی اے(ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت پنجاب نے کس فرم کو ٹھیکہ دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت نے ٹینڈر اخبارات میں دیا؟

(ج) اس ٹینڈر میں کن کن فرموں نے حصہ لیا ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک مخصوص فرم کو یہ ٹینڈر مارکیٹ ریٹ سے اضافی ریٹ پر دیا اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) اب تک حکومت پنجاب نے اس فرم کو کتنی ادائیگی کی اور اس فرم نے کتنا کام مکمل کیا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت پنجاب/ایل ڈی اے نے میسرز ایف ڈبلیو او کو ٹھیکہ دیا۔

(ب) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ سابقا دور حکومت 2004 میں شروع ہوئی۔ اس وقت کی حکومت پنجاب/ایل ڈی اے نے اخبارات میں ٹینڈر نہیں دیئے۔

(ج) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم کی ڈویلپمنٹ کے لئے اس وقت 2004 کے وزیر اعلیٰ پنجاب سے سمری کی منظوری کے بعد سنگل ٹینڈر میسرز ایف ڈبلیو او کو دیا گیا۔

(د،ہ) ایل ڈی اے (ایونیو۔I) ہاؤسنگ سکیم لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام اس وقت کی حکومت پنجاب/ایل ڈی اے نے تخمینہ لاگت سے 49.49 فیصد زائد ریٹ پر میسرز ایف ڈبلیو او کو دیا، اب تک میسرز ایف ڈبلیو او کو 973 ملین روپے ادائیگی کی ہے۔ تخمینہ لاگت 2537 ملین ہے۔ سکیم کے کل رقبہ کا 62 فیصد کلیئر ہے جس پر 98 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے سکیم کے باقی رقبہ پر عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کے فیصلہ کی روشنی میں ڈویلپمنٹ کے کام شروع ہو سکیں گے۔

ضلع سرگودھا۔چک نمبر 43 شمالی میں 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم کی تفصیلات

*9454: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 43 شمالی ضلع سرگودھا میں 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم سال 1993 میں منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیم میں بجلی، سیوریج، سڑکات ودیگر ترقیاتی کام نامکمل چھوڑ دیئے گئے ہیں اور جو کام ہو رہے ہیں وہ بھی انتہائی ناقص ہیں، اس سکیم کی تکمیل کب تک ہو گی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم میں کل 711 پلاٹ منظور ہوئے تھے جس میں سے 408 پلاٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں لیکن الاٹیوں کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ قبضہ کب تک دیا جائے گا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ بقایا 303 پلاٹ ابھی تک الاٹ نہیں کئے گئے اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ کب تک الاٹ کئے جائیں گے اور اس کا کیا criteria ہو گا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست نہ ہے چک نمبر 43 شمالی ضلع سرگودھا میں 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت مورخہ 1988-02-08 کو منظور ہوئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے ہاؤسنگ سکیم ہذا میں ماسوائے فراہمی بجلی کے تمام ترقیاتی کام بشمول سڑکیں، سیوریج، واٹر سپلائی وغیرہ 1995 میں مکمل کر لئے گئے تھے۔ تاہم سکیم ہذا میں عدم فراہمی بجلی کی وجہ سے آبادکاری نہ ہو سکی جس کی وجہ سے تعمیراتی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔ تاہم اب سکیم مذکورہ میں سڑکوں، سیوریج، واٹر سپلائی کی بحالی اور فراہمی بجلی کا تخمینہ منظوری کے مراحل میں ہے۔ جیسے ہی تخمینہ کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی ہو گی ترقیاتی کام مکمل کر لیا جائے گا۔

(ج) درست نہ ہے منظور شدہ نقشہ کے مطابق ہاؤسنگ سکیم ہذا میں کل رہائشی پلاٹوں کی تعداد 632 ہے جس میں سے 408 الاٹ کئے جا چکے ہیں جن کا قبضہ الاٹیوں کو دیا جا چکا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ یہ بقیہ کل رہائشی پلاٹس 224 ہیں جن میں سے 17 پلاٹس فوجی کوٹا اور 11 پلاٹس گورنر کوٹا کے لئے مختص ہیں۔ 136 پلاٹوں کی قرعہ اندازی مورخہ 10-03-25 کو ڈسپوزل آف لینڈ بائی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ریگولیشن رولز 2002 کے تحت ہو چکی ہے ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ بوجہ verification و منظوری ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی زیرالتواء ہے۔

ضلع سرگودھا-3مرلہ سکیم سلانوالی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*9587: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 3مرلہ سکیم سلانوالی ضلع سرگودھا58ایکڑاراضی پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم پر تین تین مرلے کے1530پلاٹ بنائے جائیں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے لئے قبرستان، پارک، سکول اور مساجد کے لئے کوئی نشاندہی نہیں کی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم میں قبرستان، پارک، سکول اور مسجد کے لئے بھی جگہیں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) سکیم ہذا میں منظور شدہ نقشہ کے تحت 3,3مرلہ کے تقریباً1424رہائشی پلاٹ مہیا کئے گئے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے سکیم ہذا کے منظور شدہ نقشہ کے مطابق قطعات اراضی برائے مسجد سکول قبرستان اور پارک مختص کئے گئے ہیں۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں بیان کیا گیا ہے۔

لاہور۔ایل ڈی اے کی سکیم میں آنے والے رقبہ کے مالکان کو معاوضہ دینے کی تفصیلات

*9696: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں پنڈ ہنجروال نیاز بیگ کا بہت سا کاشتکاری رقبہ ایل ڈی اے سکیم میں آگیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن کاشتکاروں کا رقبہ ایل ڈی اے کی منظور شدہ سکیم میں ہے ان لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں پنڈ ہنجروال نیاز بیگ کا بہت سا کاشتکاری رقبہ ایل ڈی اے کی سکیم میں آ گیا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے نے جوہر ٹاؤن کے نام سے ایک ہاؤسنگ سکیم بنا رکھی ہے سکیم میں دیگر موضع جات کے علاوہ موضع ہنجروال کی زمین بھی شامل ہے جن مالکان اراضی (کاشتکاروں) سے زمین حاصل کی گئی ہے ان کو حسب ضابطہ معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے جو کہ ایک جاری عمل ہے۔

لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*9697: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے لاہور شہر کی عوام پائپ لائن اور واٹر سپلائی لائن کا آمیزش شدہ بدبودار پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زنگ آلودہ، بدبودار اور گندا پانی پینے کی وجہ سے عوام معدہ، جگر، ہیپاٹائٹس اے بی سی اور گردوں جیسی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں واسا کے فیلڈ سٹاف کو ریکوری کے لئے اعزازیہ بھی دیا جاتا ہے کیا حکومت واٹر سپلائی کا نظام بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ لاہور کے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی واسا کی اولین ترجیح ہے۔ واٹر سپلائی اور سیوریج کی لائنیں ایک دوسرے کے متوازی بچھائی جاتی ہیں لہذا سیوریج کے پانی کا واٹر سپلائی کے پانی میں آمیزش کا ہونا ناممکن ہے۔ اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سیوریج کا پانی gravity کے تحت چلتا ہے جبکہ واٹر سپلائی لائن کے اندر پریشر ہوتا ہے جس سے سیوریج کے پانی کی واٹر سپلائی کے پانی میں آمیزش ہونے کے امکانات نہایت کم

ہو جاتے ہیں البتہ اگر کسی گھر کا کنکشن ان کی ہودی میں سے گزر رہا ہو تو اس کا اندیشہ ہوتا ہے کہ گھریلو پانی کے پائپ کے لیکیج ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ پیش آ جائے اس کے لئے واسا نے 2.5لاکھ واٹر کنکشن کو تبدیل کرنا ہے جن کے اکثر کام ٹھیکیداروں کو الاٹ ہو چکے ہیں اور ان پر بتدریج کام جاری ہے۔اس کے باوجود اگر کسی علاقے سے گندے پانی کی فراہمی کی شکایت آئے تو واسا کی ٹیم جو کہ کیمسٹ کے زیر نگرانی کام کرتی ہے متعلقہ علاقے کے پانی کے نمونے حاصل کرتی ہے ان نمونوں کو واسا کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہو تو متعلقہ سب ڈویژن کے متاثرہ علاقے میں واٹر سپلائی کی لائنوں کی فلشنگ، صفائی اور کلورینیشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔پھر دوبارہ لیبارٹری میں ان علاقوں کے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کی جاتی ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ پانی کے نمونوں کی ان فٹ ہونے کی وجہ زیادہ تر صارف کے سروس پائپوں کا بوسیدہ ہونا ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ زنگ آلودہ بدبودار اور گندا پانی پینے کی وجہ سے عوام معدہ، جگر، ہیپاٹائٹس اے اور گردوں جیسے امراض میں مبتلا ہو سکتے ہیں لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ ہیپاٹائٹس بی اور سی جیسے امراض پانی کے ذریعے نہیں پھیلتے۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ درج بالا بیماریوں کی وجہ صرف پانی ہی نہیں ہے بلکہ اس کی اور بھی بہت ساری وجوہات ہیں جن میں ریڑھیوں پر دستیاب غیر معیاری مشروبات کی فروخت اور ان میں آلودہ برف کا استعمال ہونا، مختلف جگہوں پر کھانے کے ٹھیلے و ہوٹلوں پر غیر معیاری کھانے اور ان کے گندے برتن جن کی مناسب صفائی نہ ہونا، ریڑھیوں پر کٹے ہوئے غیر معیاری پھل کی فروخت اور ان پر مکھیوں کا بھنبھنانا وغیرہ شامل ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ضلع لاہور میں واسا کے فیلڈ سٹاف کو ریکوری کے لئے اعزازیہ دیا جاتا ہے۔لاہور میں لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان میں پانی میں ہائپوکلورائیٹ محلول ملانا، پرانی و ناکارہ واٹر سپلائی لائنوں کو تبدیل کرنا، پائپ لائنوں کا گاہے بگاہے صاف کرنا اور رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھنا شامل ہے۔پائپ لائنوں اور واٹر کنکشنوں کی تبدیلی کے لئے رواں مالی سال حکومت پنجاب نے 245.703 ملین روپے مختص کئے ہیں۔69عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد ختم ہو چکی تھی ان کو

494.647ملین روپے کے اخراجات سے تبدیل کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جاسکے۔

فیصل آباد۔شہریوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے اٹھائے اقدامات کی تفصیلات

*9813:چودھری ظہیر الدین خان:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی تقریباً40فیصد آبادی کو ایف۔ڈی۔اے کی طرف سے واٹر سپلائی کی سہولت میسر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہت سے لوگ بہت تھوڑی گہرائی میں بورنگ کرواکر ڈونکی پمپ سے پانی حاصل کرتے ہیں جو نہایت مضر صحت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے صنعتوں سے خارج کردہ کیمیکل ملا پانی زمین میں جذب ہو رہا ہے اور کم گہرائی میں بورنگ والے پانی میں مل کر فیصل آباد کی ایک بڑی آبادی کو خطرناک بیماریوں میں مبتلا کر رہا ہے؟

(د) کیا حکومت صورتحال کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے واسا(ایف ڈی اے)فیصل آباد کی تقریباً40فیصد آبادی کو پانی کی سہولت میسر نہ ہے۔

(ب) فیصل آباد شہر کے زیادہ تر حصے میں زیر زمین پانی کھاری ہونے کی بناء پر پینے کے قابل نہ ہے لیکن وہ علاقے /آبادیاں جو نہر رکھ برانچ کے کنارے آباد ہیں زیر زمین پانی پینے کے قابل ہونے کی بناء پر لوگ پمپ کے ذریعے حاصل کرتے ہیں نہر کے کنارے سے حاصل کردہ پانی مضر صحت نہ ہے۔

(ج) فیصل آباد شہر میں نکاسی آب کا معقول انتظام ہے واسا فیصل آباد کسی شہری کو یا فیکٹری مالک کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کیمیکل ملا پانی یا گھریلو پانی بور کر کے زمین میں جذب کرے اگر کوئی شہری غلط کام کرے گا تو اس کے خلاف محکمہ ماحولیات کے پاس قانونی کارروائی کرنے کا اختیار موجود ہے۔

(د) شہر کی پانی کی ضرورت 170 ملین گیلن کے مقابلے میں واسا کی موجودہ پیداواری استعداد 65 ملین گیلن ہے۔ پانی کی استعداد کو بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

واسا جاپانی حکومت کے تعاون سے نہر جھنگ برانچ کے ساتھ 25 عدد ٹیوب ویل لگارہا ہے جس کا پانی ایک علیحدہ پمپ سٹیشن کے ذریعے سپلائی کیاجائے گا یہ ویل فیلڈ شہر سے تقریباً 13 کلو میٹر دور واقع ہے۔یہ منصوبہ مارچ 2012 تک مکمل ہو جائے گا۔

نہر رکھ برانچ کے ساتھ 16 پرانے ٹیوب ویلز کے علاوہ 12 نئے ٹیوب ویلز لگائے جارہے ہیں اور 10 مزید ٹیوب ویلز فرانسیسی حکومت کے تعاون سے لگائے جائیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ پرانے واٹرورکس جھال خانوآنہ کواپ گریڈ کیاجارہاہے اس واٹرورکس کے ساتھ ہی ایک نیا ٹریٹمنٹ پلانٹ بھی فرانسیسی حکومت کے تعاون سے بنائے جانے کا منصوبہ ہے ان منصوبہ جات کی تکمیل سے اضافی 50 ملین گیلن یومیہ (Mgd) پانی دستیاب ہوگا۔اس میں سے 25 ملین گیلن رواں مالی سال میں دستیاب ہو سکے گا اور باقی 25 ملین گیلن 2014 میں مل سکے گا۔

اس کے علاوہ حکومت فرانس کے تعاون سے شروع ہونے والے منصوبے میں ایسے بہت سے مطالعہ جات اور اقدامات کئے جائیں گے جن کے ذریعے پانی کی سپلائی اور استعمال کی پیمائش کی جائے گی۔ہر علاقہ کواس کی ضرورت کے مطابق پانی فراہم کرنے کے لئے ضروری آلات نصب کئے جائیں گے اور واٹر سپلائی میٹر لگاکر میٹر کے مطابق بلنگ کی جائے گی ان اقدامات سے پانی کا غیر ضروری استعمال کم ہو جائے گا اور پانی کی تقسیم بھی کافی حد تک متوازن ہو جائے گی۔

لاہور۔ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے ملتان اور رائیونڈ روڈ پر کالونیوں کی تفصیلات

*9819: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے ملتان روڈ(لاہور کی حدود تک)اور رائیونڈ روڈ پر رائیونڈ تک کتنی ایسی کالونیاں ہیں جو کہ حکومت کی باقاعدہ منظوری سے شروع کی گئی ہیں اور وہاں مکانات کی تعمیر متعلقہ اداروں سے منظور شدہ نقشوں کے مطابق ہو رہی ہے؟

(ب) ان پرائیویٹ کالونیوں کی تکمیل کے بعد شہری سہولتوں کے تسلسل کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جاتے ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے ملتان روڈ اور رائیونڈ روڈ پر محکمہ ایل ڈی اے نے تقریباً 29 سکیمیں منظور کی ہیں کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پرائیویٹ سکیموں کے نقشہ جات ایل ڈی اے قوانین کے مطابق سوسائٹی / سکیم مالکان کے مہیا کردہ ملکیتی ودیگر کاغذات کی روشنی میں منظور کئے جاتے ہیں اور فیلڈ سٹاف اس بات کی نگرانی کرتا ہے کہ تعمیرات ایل ڈی اے سے منظور شدہ نقشہ جات کے مطابق تعمیر ہوں۔

(ب) ان پرائیویٹ سکیموں میں سکیم مالکان / سوسائٹی عہدیداران ڈویلپمنٹ کا کام مکمل کرواتے ہیں بعد ازاں ان میں ڈویلپمنٹ کے کام کی دیکھ بھال اور دیگر امور بھی ان سکیم مالکان / سوسائٹی عہدیداران کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

لاہور۔ قینچی امر سدھو سے کاہنہ تک پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیوں کی تفصیلات

*9824: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قینچی امر سدھو سے کاہنہ فیروزپور روڈ لاہور پر کتنی پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیاں ہیں جو کہ ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہیں؟

(ب) کیا ان میں سے کچھ ایسی کالونیاں بھی ہیں جو کہ ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں نہیں؟

(ج) ان پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیوں میں شہری سہولیات کی فراہمی کس کی ذمہ داری ہوتی ہے اگر ان سہولیات کی فراہمی ڈویلپرز کی ذمہ داری ہوتی ہے تو کتنے عرصے بعد شہری سہولتوں کی دیکھ بھال حکومتی اداروں کی ذمہ داری میں آتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قینچی چونگی امر سدھو سے کاہنہ فیروزپور روڈ پر سات پرائیویٹ ہاؤسنگ کالونیاں ایل ڈی اے سے منظور شدہ ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونکی امر سدھو سے کاہنہ فیروزپور روڈ کے مغربی جانب ایل ڈی اے کا کنٹرولڈ ایریا ہے جبکہ فیروزپور روڈ کے مشرقی جانب ٹی ایم اے اور ڈی ایچ اے کا کنٹرولڈ ایریا ہے۔ ایل ڈی اے کنٹرولڈ ایریا میں واقع ہاؤسنگ کالونیوں کی تفصیل جز(الف) کے جواب میں بیان کردی گئی ہے۔

(ج) بمطابق "پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز 2010" مالکان / سپانسرز اپنی منظور شدہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں میں پانچ سال کے اندر شہری سہولیات فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے۔

جہاں تک ان شہری سہولیات کی دیکھ بھال کا تعلق ہے تو یہ حکومتی اداروں کی ذمہ داری میں نہ آتا ہے بلکہ مذکورہ بالا رولز کی شق 49 کے تحت ترقیاتی کام کی تکمیل اور الاٹیز کو پلاٹ کا قبضہ دینے کے بعد ان پلاٹ مالکان کو ایسوسی ایشن سکیم کی دیکھ بھال و انتظامات کی ذمہ دار ہے مذکورہ قانون کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بمطابق پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز 2010 پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم کی منظوری کے وقت کل قابل فروخت رقبہ کا 20 فیصد بحق محکمہ ایل ڈی اے برائے گارنٹی تکمیل ترقیاتی کام رہن رکھے جاتے ہیں اور ڈویلپرز / سپانسرز سکیم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عرصہ پانچ سال کے اندر ترقیاتی کام خود مکمل کرے۔ اگر سپانسرز سکیم مقررہ میعاد کے اندر ترقیاتی کام نہ کرتا ہے تو محکمہ ایل ڈی اے زیر دفعہ 35(5) پنجاب پرائیویٹ سکیم رولز کے تحت رہن شدہ پلاٹوں کو نیلام کر کے سکیم کے اندر ترقیاتی کام مکمل کرواتا ہے۔

لاہور-عالم ٹاؤن میں سرکاری پانی کی تفصیلات

*9854: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالم ٹاؤن داروغہ والا لاہور میں سرکاری پانی کی سہولت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادی میں سرکاری پانی کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا میں واٹر سپلائی کی سہولت جزوی طور پر موجود ہے۔ عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ کی کل دس گلیاں ہیں جن میں چار گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی لائن پہلے سے موجود ہے۔ان گلیوں کے رہائشی واسا کا پانی استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) عالم ٹاؤن (ٹبہ عالم پورہ) شادی پورہ، داروغہ والا کی بقایا چھ گلیوں میں واسا کی واٹر سپلائی نہیں ہے۔ان گلیوں میں واٹر سپلائی کا پائپ بچھانے کے لئے تخمینہ۔/11,65,700روپے کا لگایا گیا ہے اور فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھادی جائیں گی۔

ضلع قصور۔ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*9901: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

(i) پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈویژن قصور میں کل 98 ملازمین ریگولر /کنٹریکٹ پر مختلف گریڈ میں کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ضلع قصور میں دفتر ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی میں 6 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

ان ملازمین کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	عارضی / مستقل
1	سب انجینئر	11	مستقل
2	اکاؤنٹس کلرک	09	مستقل
3	جونیئر کلرک	07	مستقل
4	نائب قاصد	02	مستقل

5	چوکیدار	02	مستقل
6	سینٹری ورکر	02	مستقل

(ب) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن قصور میں کل98ملازمین میں سے71ملازمین کنٹریکٹ پر کام کررہے ہیں۔ تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ کوئی ڈیلی ویجز ملازم نہیں ہے۔

(ج) فی الوقت حکومت پنجاب کی کوئی مروجہ پالیسی نہیں ہے جس کے تحت کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کیا جائے۔

تحصیل چونیاں، واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*9902: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں قصور میں10۔2009میں کتنی رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(ب) کتنے واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(ج) یہ منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں، ان علاقہ جات کے نام، تخمینہ لاگت سے علاقہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل چونیاں میں سال10۔2009میں چار عدد فراہمی آب سکیموں کے منصوبہ جات پر مبلغ131.776ملین روپے کی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) دو منصوبہ جات مکمل ہوگئے ہیں جبکہ دو منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور یہ اس مالی سال 12۔2011میں مکمل ہوجائیں گے۔

(ج) یہ منصوبہ جات مندرجہ ذیل علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں:

	نام واٹر سپلائی سکیم	تخمینہ لاگت	اخراجات
1	واٹر سپلائی سکیم چونیاں	185.824ملین	56.764ملین
2	واٹر سپلائی الہ آباد	61.320ملین	46.687ملین
3	واٹر سپلائی سکیم کنگن پور	25.872ملین	24.051ملین
4	واٹر سپلائی سکیم سرسیر ہتھاڑ	7.822ملین	4.274ملین

تحصیل گجرات، ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*9905: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل گجرات میں محکمہ کے کتنے ایسے ملازم ہیں جو ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں، گریڈوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) حکومت کب تک ان ملازمین کو ریگولر کر دے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن گجرات میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کی گریڈوار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد
1	کیمونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر	17	01
2	جونیئر ریسرچ آفیسر	17	01
3	ڈیٹا انٹری آپریٹر	12	04
4	آٹو کیڈ آپریٹر	12	01
5	سب انجینئر	11	01
6	کیمونٹی بیس موٹیوٹر	11	05
7	سرویئر	11	01
8	جونیئر کلرک	07	02
9	لیب اسسٹنٹ	07	01
10	پلمبر	05	01
11	ڈرائیور	04	01
12	نائب قاصد	01	01
13	مالی	01	02
14	چوکیدار	01	01
15	سینٹری ورکر	01	01
	کل تعداد		24ملازمین

(ب) یہ فیصلہ حکومت پنجاب نے پالیسی کے مطابق کرنا ہے۔

ضلع گجرات، واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*9906: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گجرات میں 10-2009 میں کتنی رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(ب) کتنے واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر اس وقت کام جاری ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے ؟

(ج) یہ منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں، ان علاقہ جات کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں 10-2009 میں 181.702 ملین روپے رقم واٹر سپلائی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی۔

(ب) اس وقت مندرجہ ذیل نو واٹر سپلائی کے منصوبوں پر کام جاری ہے۔

(1)	شہر گجرات	(2)	شہر سرائے عالمگیر
(3)	گاؤں نسو والی سوہل خورد	(4)	وینس دھول
(5)	شیخ پور	(6)	کڑیانوالہ
(7)	ہررڑ	(8)	بھنگرانوالہ
(9)	چانگانوالی		

جن میں آٹھ واٹر سپلائی کی سکیمیں جون 2012 تک مکمل ہو جائیں گی اور شہر گجرات کی واٹر سپلائی سکیم جون 2013 تک مکمل ہو جائے گی۔

(ج)

(1)	شہر گجرات	(2)	شہر سرائے عالمگیر
(3)	گاؤں نسو والی سوہل خورد	(4)	وینس دھول
(5)	شیخ پور	(6)	کڑیانوالہ
(7)	ہررڑ	(8)	بھنگرانوالہ
(9)	چانگانوالی		

ضلع سرگودھا۔واٹر سپلائی وسیوریج کی سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*9909:جناب اعجاز احمد کاہلوں :کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع سرگودھا میں2008 سے2010 تک کن کن علاقوں میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم کی گئی، علاقہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) جن علاقہ جات میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت نہ ہے، حکومت کب تک ان کو یہ سہولت فراہم کردے گی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں2008 سے2010 تک واٹر سپلائی اور سیوریج کی جو سہولتیں جن علاقوں میں فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2008 سے2010 میں مکمل ہونے والی سکیمز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) جن علاقوں میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت نہیں ہے، ان علاقوں میں یہ سہولت بہم پہنچانا حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے تاہم اس کا انحصار فنڈز کی دستیابی پر ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی اسی سوال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی، اب اس کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ بات کرلیں، آپ کے بعد توجہ دلاؤ نوٹس لیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں جو بات کرنے لگا ہوں اس پر پہلے بھی discussion ہو چکی ہیں کہ سیوریج کا پانی نہروں میں ڈالا جارہا ہے لیکن اس پر عملدرآمد ہوا اور نہ ہی محکمہ نے کوئی رپورٹ کی ہے۔یہ بڑا ظلم ہو رہا ہے کیونکہ نہروں کا پانی ٹیلوں پر انسان بھی پیتے ہیں اور جانور بھی پیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ناگرا صاحب کو کہیں کہ وہ House میں آکر ان کی بات سنیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پہلے بھی کئی دفعہ اس چیز کا ذکر ہو چکا ہے اور اسمبلی میں بحث بھی ہوئی ہے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس پر آپ ہی کوئی initiative لیں تو اس سے لوگوں کی بہتری ہو گی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ناگرا صاحب کے محکمہ ہاؤسنگ کا مسئلہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ محکمہ اریگیشن سے متعلقہ ہے اور اریگیشن محکمہ ہمیشہ اس میں رکاوٹ کا باعث بھی بنتا ہے اور پانی کو گرانے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ محکمہ اریگیشن سے اس کی رپورٹ لے کر پیش کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ ٹاؤن کی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں ہیں، یہ پبلک ہیلتھ کے under آتی ہیں اریگیشن کے under نہیں آتیں اور ان کو اپنے arrangements کرنے چاہئیں۔ محکمہ انہار کے متعلقہ یہ سوال نہیں ہے وہ تو انہیں NOC بھی نہیں دیتے لیکن یہ زبردستی نہروں میں پانی ڈال دیتے ہیں، اس کا کوئی نہ کوئی بندوبست کرایا جائے کیونکہ جب بڑے شہروں میں اس طرح ہو رہا ہے تو پھر چھوٹے شہروں میں ہوتا ہو گا، بڑا شہر ملتان میں بھی اس طرح ہو رہا ہے اور لاہور کا معاملہ بھی ایک دفعہ اٹھایا گیا تھا شاید منسٹر صاحب کو یاد ہو۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ایک صاحب بول رہے ہیں میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کیسے دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ serious issue ہے۔ آپ مہربانی کریں اس پر کوئی positive step اٹھائیں۔

جناب سپیکر: ناگرا صاحب! ان کے بقول آپ کا clotted water نہروں میں جا رہا ہے۔ کیا آپ لوگ اس کا کوئی سدباب کر رہے ہیں اور آپ نے کوئی Treatment Plant لگائے ہیں یا نہیں لگائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جاپان اور فرانس حکومت سے معاہدہ طے ہو گیا ہے اس کے Treatment

Plantعنقریب لگ رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس پر کمیٹی بنادی ہے اور وہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ اس پر جاپانی اور فرانسیسی حکومت کی مدد سےTreatment Plantsلگ رہے ہیں پھر اس کے بعد پانی دریا میں پھینکا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اختر!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبupdateنہیں ہے اس لئے آپ ذرا مہربانی فرما کر اس پرinitiativeلیں کیونکہ ان کو یہ پتا نہیں کہTreatment Plants لگے ہیں یا نہیں لگے؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، میں اور آپ بیٹھیں گے، اس میں کہیں رکاوٹ ہوئی تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ جی، اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں محترمہ ساجدہ میر صاحبہ توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر1108ہے۔

شیخوپورہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کے قتل کی تفصیلات

1108: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ22۔جنوری2012کی نوائے وقت اخبار کی خبر کے مطابق شیخوپورہ میں ڈکوؤں نے واردات کے دوران مزاحمت کرنے پر تھانہ فیکٹری ایریا کے علاقہ منڈیالی کے قریب ایلومینیم فیکٹری کے گارڈ نصر اللہ خان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) اس مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

(ج) اس کیس کی صورتحال کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر1108کا جواب یوں ہے کہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ مورخہ21۔جنوری2012کو محمد بشر ولد سردار قوم جٹ وڑائچ سکنہ راجہ تھانہ صدر کامونکی ضلع گوجرانوالہ نے مقامی پولیس کو

اپنا بیان قلم بند کرایا کہ اس کا بھتیجا بشارت علی ولد محمد بوٹا ایلو مینئیم فیکٹری میں کام کرتا تھا آج 4 بجے صبح اطلاع ملی کہ بشارت علی فوت ہو گیا ہے۔ وہ ہمراہ اپنے دوسرے بھتیجے جاوید ولد محمد بوٹا اور طارق ولد محمد بوٹا فیکٹری ایریا میں پہنچے تو پتا چلا کہ دوران ڈیوٹی بشارت علی فوت ہو گیا ہے۔ بشارت علی کی گاؤں میں قتل کی دشمنی ذکاء اللہ وغیرہ کے ساتھ ہے لہذا اس کا ڈاکٹری معائنہ کرایا جائے تاکہ پتا چل سکے کہ موت اتفاقیہ ہوئی ہے یا اسے قتل کیا گیا ہے لہذا حسب خواہش حقیقی وارثان متوفی بشارت علی کا Postmortem کرایا گیا جو کہ Postmortem Report تاحال موصول نہ ہوئی ہے جونہی یہ رپورٹ موصول ہوتی ہے اور کوئی جرم قابل دست اندازی پایا گیا تو اس کے خلاف اس جرم کے مطابق مقدمہ درج کیا جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں گے میں آپ کی بات بعد میں سنوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر قانون کی violation ہو رہی ہو؟

MR SPEAKER: What do you mean by this?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ بتائیں ہوم ڈیپارٹمنٹ کا چارج چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے یا لاء منسٹر صاحب کے پاس ہے اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کا چارج چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے تو پھر معزز لاء منسٹر صاحب جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے کیا پوچھ رہے ہیں ان کو بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہوم ڈیپارٹمنٹ کا charge میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ سب کو اس بات کا پتا ہے ویسے ہی آپ کی interruption کی عادت بن گئی ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! انہوں نے بتا دیا ہے ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس اسمبلی کے قانون اور قاعدہ سے متعلق اگر کوئی point raise کیا جائے تو اس پر میری آپ سے انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ اس پر۔۔۔

جناب سپیکر: یہ نوٹیفکیشن آج کا نہیں پچھلے دو سال سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! شروع سے ہم یہ دیکھتے آئے ہیں کہ جس وقت کسی وزیر کو کوئی محکمہ الاٹ کیا جاتا ہے تو اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی House میں تقسیم کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ تقسیم کی گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! یہی تو problem ہے ہمیں اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں ملی؟ یہ تو پرانا نوٹیفکیشن ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ میرے پاس محکمہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا charge ہے اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی ہمیں مہیا کر دی جائے۔ بس اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! توجہ دلاؤ نوٹس کے بارے میں عرض کرتی ہوں کہ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بڑا valid point raise کیا ہے۔ اس کی کاپی ممبران کا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس لئے یہ کاپی ہمیں مہیا کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جو محکمے کسی بھی وزیر کو الاٹ ہوئے ہیں اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی ہمیں مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے particularly ان کے محکمے کے متعلق پوچھا ہے اس کی کاپی آپ کو پہنچ جائے گی۔ جب بھی کوئی نوٹیفکیشن ہو اس کی کاپی مہیا کر دی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس کی وضاحت فرما دیں کہ کب تک ہمیں اس کی کاپی مل جائے گی؟

جناب سپیکر: یہ میں اپنے دفتر کو کہہ رہا ہوں کہ جب بھی اجلاس شروع ہو محکمہ سے رابطہ کر کے فوری طور پر نوٹیفکیشن کی کاپی تمام ممبران کو مہیا کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک تو پولیس نے اس کی سراسر غلط investigation کی ہے۔ جو بات میرے علم میں ہے وہ میں عرض کرتی ہوں کہ کسی بھی علاقے میں ڈکیتی کی واردات ہو، قتل ہو تو پولیس اس کی ایف آئی آر درج کرنے سے گریز کرتی ہے تاکہ اس علاقے کے ضلع کے ڈی پی او اور ایس ایچ او پر ملبہ نہ آ جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو گورنمنٹ نے رپورٹ دی ہے یہ غلط ہے، وہاں پر سکیورٹی گارڈ ہی قتل ہوا ہے اور دوران ڈکیتی قتل ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پولیس حقیقت کو کیوں چھپاتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ فرما رہی ہیں کہ پولیس حقیقت کو چھپا رہی ہے، بتائیں کیوں چھپا رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! پولیس نے اس واقعہ کی جو بھی حقیقت تھی اسے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں حقیقت چھپانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ خبر ہی غلط تھی۔

جناب سپیکر: اب اس کے بعد اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1115 لیتے ہیں میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب!

فیصل آباد میں ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی تفصیل

1115: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19۔جنوری 2012 کو آر ایچ سی کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد میں سات افراد گھس آئے اور انہوں نے ہسپتال کے تمام عملہ کو یرغمال بنا کر ایک کمرے میں بند کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افراد نے ایک ملازم سے ڈاکٹر طارق کے گھر فون کرایا اور پیغام دیا کہ ہسپتال میں ایمرجنسی آئی ہوئی ہے اس کے لئے وہ ہسپتال آئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر طارق کے آنے پر اسے بھی یرغمال بنا لیا اور اس سے گھر کی چابیاں لے لیں اور گھر میں موجود زیور، رقم اور ہتھیاروں کے متعلق تفصیل حاصل کی۔اس کے بعد ان میں سے تین افراد ڈاکٹر طارق کے گھر گئے اور گھر میں موجود خواتین اور بچوں کو اٹھایا، ڈرایا، دھمکایا اور تلاشی لے کر -/35000 روپے کچھ زیورات اور ہتھیار چھین لئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ افراد جاتے ہوئے ڈاکٹر طارق کا چار سال کا بچہ بھی ساتھ لے گئے اور پیغام دے گئے کہ ایک کروڑ روپے کا بندوبست کریں۔اس واقعہ پر متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔ پانچ چھ افراد تھے جنہوں نے چوکیدار فہد حسین اور وارڈ سرونٹ احسان کو یرغمال بنا کر کمرے میں بند کر دیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔مدعی کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 45 مورخہ 20۔جنوری 1912 بجرم 395/365-A PPC تھانہ کھرڑیانوالہ درج کیا گیا ہے۔ ملزمان کو trace کرنے اور معنوی کی بازیابی کے لئے joint team تشکیل دی گئی ہے جو تفتیش مقدمہ عمل میں لا رہی ہے۔ سابقہ ریکارڈ یافتگان کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔ شواہد اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔ معنوی احمد سلیمان کی بحفاظت بازیابی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں ایس ایس پی investigation فیصل آباد اس جواب کو لے کر یہاں لابی میں موجود ہیں اس سلسلے میں mover کو اور اس معزز ایوان کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: لابی میں تو میں کسی non member کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آفیشل گیلری کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آفیشل گیلری میں بیٹھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں mover کو اور معزز ایوان کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ اس مقدمے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے لیکن اس پیشرفت سے متعلقہ معاملات کو یہاں پر public کرنا فی الحال اس مقدمے کی investigation کے لئے مناسب نہیں ہے۔ انشاء اللہ یہ مقدمہ اگلے دو تین روز میں work out ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کا بہت مشکور ہوں کیونکہ یہ ایک بہت ہی serious وقوعہ ہے۔ اس سے صرف یہی ایک ڈاکٹر صاحب متاثر نہیں ہوئے بلکہ اگر آپ دیکھیں تو ہمارے پنجاب کے اندر زیادہ تر رورل ہیلتھ سنٹرز وہاں پر بنائے گئے ہیں جہاں پر زیادہ آبادی نہیں ہے۔ کیا حکومت کے پاس کوئی ایسا منصوبہ بھی ہے کہ ہسپتال کے عملہ میں یہ جو insecurity prevail کر رہی ہے۔ کہیں پر ڈاکٹروں کا لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے، کہیں پر مار کٹائی ہے اور کہیں پر توڑ پھوڑ ہے۔ اب یہ بھی ایک وقوعہ ہوا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی حفاظت کے لئے کیا کوئی جامع پالیسی تیار ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو in camera کرنی پڑتی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا میں تو اس وقوعہ کے ساتھ ٹوٹل پالیسی پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔ اللہ خیر کرے گا۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہو گیا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں نے اس وقت اس میں مداخلت نہیں کی کیونکہ rules کے مطابق میرا مداخلت کرنا بنتا نہیں تھا۔ میجر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وزیر قانون نے اس بارے میں سیر حاصل اطلاعات فراہم کر دی ہیں۔ مجھے آپ کی توجہ چاہئے، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت dacoits جو gang operate کر رہے ہیں اور اس کے لئے تجاویز بھی پہلے آ چکی ہیں کہ ایک Special

Gang Busting Squad Allocate کرکے ان کو علیحدہ بنایا جائے۔ یہ میری تجویز ہے ورنہ یہ انیس انیس، بیس بیس لوگوں پر مشتمل گینگ جا کر حملہ کرتے ہیں۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ یہ ڈکیتی نہیں ہو رہی بلکہ حملے ہو رہے ہیں۔ ان کو حملے کہا جاتا ہے۔ یہ میری تجویز ہے اگر آپ اسے درخور اعتنا سمجھیں تو وزیر اعلیٰ تک پہنچا دیں کہ Gang Busting Squad بنائے جائیں۔ یہ ہم بار بار کہہ رہے ہیں اور حفاظت کے ناتے سے عرض کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! کل والی قرارداد پر دستخط ہو گئے ہیں مہربانی فرما کر اسے پہلے لے لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس پر پہلے آپ بات کر لیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں کیونکہ تحریک استحقاق موجود نہیں ہے۔ جناب محمد محسن خان لغاری کی تحریک التوائے کار نمبر 2068/11 ہے جو کہ move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! کون سی؟

جناب سپیکر: میں تحریک التوائے کار نمبر 2068/11 کی بات کر رہا ہوں۔ وزیر قانون صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

محکمہ بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان کی جانب سے خالی اسامیوں کو مشتہر نہ کرنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 2068 کے ضمن میں عرض ہے کہ ضلعی انتظامیہ کے ریکارڈ کے مطابق بارڈر ملٹری پولیس ڈیرہ غازی خان میں بھرتی کے لئے تمن لغاری کے کوٹا کی اسامیاں اشتہار مذکورہ میں درج ہیں۔ یہ درست نہ ہے کہ تمن لغاری کی 33 فیصد اسامیاں کوٹا میں موجود ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بار بار یہاں پر یہ issue raise کرتا رہتا ہوں کہ بارڈر ملٹری پولیس اور بلوچ لیویز ایسی فورسز ہیں جو صرف ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں operate

کرتی ہیں۔ان کی administration کا بھی ایک unique طریقہ ہے جو کہ صرف وہیں پر رائج العمل ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس (BMP) 1904 میں ایک act of parliament کے through وجود میں آئی تھی اور اس وقت سے آج تک ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا جو ٹرائبل ایریا ہے جو کہ پنجاب اور بلوچستان کے درمیان ایک buffer zone بنتا ہے، اس ایریا کی policing کے لئے یہ پولیس فورس بنائی گئی تھی۔ موجودہ صورتحال میں اس فورس کے اندر 504 آدمیوں کی نفری ہے، اس کے اندر 138 لغاری، 138 بزدار، 77 قیصرانی، 58 کھوسہ، 16 لنڈ اور 17 کھیتران اور 60 لوگ تمام قبائل سے لئے جاتے ہیں جسے متفرق کہا جاتا ہے، اس کے لئے تمام اقوام کے لوگ eligible ہوتے ہیں اور ڈیرہ غازی خان میں جو فورس کا line area ہے وہ اس کے لئے ہوتے ہیں۔باقی لوگوں کی بھرتی اپنے اپنے قبائلی علاقے کی policing کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، اس کے اندر جو بھرتی ہوتی ہے وہ بھی ہر قوم کے اپنے اپنے کوٹا کے مطابق ہوتی ہے چونکہ جس قوم کا جتنا علاقہ ہوتا ہے اس قوم کی policing وہ کرتی ہے۔ اگر کوئی قوم بڑی ہے، کسی کا علاقہ بڑا ہے تو اس کے لئے زیادہ circles ہوتے ہیں، زیادہ پولیس سٹیشن ہوتے ہیں اور اس کے لئے زیادہ نفری کی ضرورت ہوتی ہے۔اس وقت جو صورتحال ہے اس کے مطابق لغاری علاقہ کے چار سرکل ہیں، بزدار قوم کے علاقے کے تین سرکل ہیں، کھوسہ قوم کا ایک سرکل ہے، قیصرانی قوم کے دو سرکل ہیں، لنڈ اور کھیتران قوم کا ایک ایک سرکل ہے اور ایک miscellaneous circle ہے جس طرح شہر کی پولیس لائن ہوتی ہے اُسی طرح ڈیرہ غازی خان میں بارڈر ملٹری پولیس لائن ہے۔اسی حساب سے تمام اقوام کی اپنی اپنی سیٹیں ہوتی ہیں، اس وقت جو موجودہ صورتحال ہے اس میں ہماری لغاری قوم میں سے لغاری علاقے کو policing کرنے والی فورس میں ہماری اسامیاں خالی پڑی ہیں جن کے لئے اشتہار نہیں دیا جا رہا۔لاء منسٹر صاحب کو جو سرکاری اعداد و شمار دیئے گئے ہیں اس کے اندر لغاری قوم کے وہ لوگ جو کہ متفرق یعنی کہ miscellaneous کوٹا کے اندر تمام اقوام eligible ہوتی ہیں ان کی تعداد کو شامل کر کے انہوں نے کہا ہے کہ لغاری قوم کی اتنی سیٹیں ہیں۔میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ لغاری قوم کی 138 سیٹیں ہوتی ہیں جو ہمارے کوٹا کی ہوتی ہیں اور ابھی چھ لوگوں کا اشتہار دیا گیا ہے، ایک اور قوم جس کا میں نام لوں گا تو شاید بات کسی اور طرف چلی جائے ان کی تھوڑی نفری ہے لیکن ان کی پندرہ سیٹیں ہیں۔کہیں نہ کہیں سیٹوں کی ہیرا پھیری ہو رہی ہے، اسمبلی میں یہ issue لانے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہماری جو ہوم

ڈیپارٹمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ بیٹھ کر ان کے سروس rules،ان کی بھرتی جس قوم کی جتنی بنتی ہے وہ اسے دیکھ لے اور اس کے بعد ہم لوگ ضلعی انتظامیہ سے یہ بات کہیں کہ اصول اور قانون کے مطابق تو اس طرح ہونا چاہئے لیکن آپ لوگ جو ایک کونے میں بیٹھ کر چیزوں کو manipulate کر رہے ہیں وہ ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔یہ ایک unique situation ہے، یہ گوجرانوالہ میں ہوگی، لاہور میں ہوگی، نہ قصور میں ہوگی یہ صرف ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے لئے ہے۔میری گزارش ہے کہ اس issue کو solve کرنے کے لئے مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ direct لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں تو شاید اس کا کوئی اچھا حل نکل آئے۔اگر کوئی دوسرا حل چاہتے ہیں تو اس کے لئے مجھے کچھ اور کرنا پڑے گا اور وہ آپ کے فائدے میں نہیں جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ issue حل کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں اسی لئے کہہ رہا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات add کرنا چاہتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ چھوڑ دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا کیسے کھڑے ہیں؟

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب کی بات میں کافی وزن ہے، آج کل پختون خواہ اور ٹرائبل علاقے میں جو issues, problems شروع ہو گئے ہیں وہ control نہیں ہو رہے اس کی basic وجہ یہ ہے کہ جو ٹرائبل سسٹم تھا، جو اس کے rules قوانین تھے ہم نے انہیں violate کر دیا، پچھلی حکومت نے انہیں پورا change کر کے رکھ دیا، جو حقوق تھے وہ نہیں دلائے گے اس لئے آج جو کچھ ہو رہا ہے اس سے پورا پاکستان effect ہو رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ محسن لغاری

صاحب کی یہ بات exactly درست ہے کہ بارڈر پولیس فورس یا لیویز میں جس کا جتنا حق ہے وہ ان کو ملنا چاہئے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی ہے۔یہ پڑھی جاچکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کے جواب آنے کی ضرورت نہیں تھی بس commitment آنی تھی کہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: صبر کریں۔

حکومت پنجاب کے ملازمین کو بروقت تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے سے پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1/12 اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب فنانشل rules کے rule 5.1(i) کے تحت ملازمین کی ماہانہ تنخواہوں الاؤنسز اور پنشن کی ادائیگی اگلے مہینے کی یکم تاریخ کو کی جاتی ہے ملازمین یہ تنخواہیں اسی دن بعد دوپہر نکلوا سکتے ہیں۔اس حوالے سے ملازمین کو کسی مشکل کا سامنا نہیں ہے البتہ یہ بات درست ہے کہ پچھلے کچھ مہینوں میں ملازمین کو وفاقی حکومت کے فیصلے کے مطابق بنکوں کی ہفتہ وار دو چھٹیوں کی وجہ سے اپنی تنخواہیں وصول کرنے میں اس وقت کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب یہ چھٹیاں مہینے کی پہلی تواریخ میں آ گئیں۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب نے یہ بات یقینی بنائی ہے کہ ملازمین چھٹیوں کے فوری بعد اپنی تنخواہیں وصول کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جواب آ گیا ہے، میرے خیال میں not pressed جی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے---

جناب سپیکر: وہ تو dispose of ہو گئی ہے that has gone now اگلی تحریک التوائے کار نمبر 3/12 محمد محسن خان لغاری صاحب کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر: آپ نے نہیں پڑھی لیکن جدھر سے پڑھی گئی ہے مجھے پتا ہے۔آپ چھوڑ دیں یہ پڑھی جا چکی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

صوبہ پنجاب کی جانب سے سٹیٹ بنک سے بھاری قرضہ لینے اور اس پر سود ادا کرنے سے ترقیاتی منصوبوں پر منفی اثرات کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 3/12 کے ضمن میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ سٹیٹ بنک ایکٹ 1956 کے تحت صوبائی حکومتوں کو Overdraft کی سہولت دی گئی ہے تاکہ صوبائی حکومتیں اپنی آمدنی اور اخراجات کے عارضی فرق کو دور کر سکیں۔یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبائی حکومتوں کے تقریباً 80 فیصد وسائل وفاقی حکومت سے حاصل ہوتے ہیں ان محاصل کی ترسیل صوبائی حکومتوں کو وضع کردہ طریقے کے مطابق ہر ماہ دو اقساط میں کی جاتی ہے۔ایک قسط رواں ماہ کے وسط اور دوسری ماہ کے آخری دن وصول ہوتی ہے جبکہ صوبائی حکومتوں کے بیشتر اخراجات مثلاً تنخواہوں اور پنشن وغیرہ کی ادائیگی پر سود ادا کرنا جیسے اخراجات کی ادائیگی ہر مہینے کے آغاز میں ہی کی جاتی ہے اس لئے State Bank نے صوبے کی چھ ہفتے کی تنخواہ اور پنشن کی ادائیگی کے برابر overdraft کی سہولت مہیا کر رکھی ہے۔اس ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ جیسے ہی صوبوں کو وفاقی حکومت سے محاصل حاصل ہوتے ہیں State Bank اس Overdraft کی رقم کو منہا کر لیتا ہے۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اخبار کی رپورٹ کی بنیاد Money Supply Statement ہے جو کہ State Bank of Pakistan کی website پر جاری کی جاتی ہے۔اس statement میں State Bank کی طرف سے جاری کردہ رقوم اور قرضہ جات کا اندراج ہوتا ہے۔اس رپورٹ میں درج حکومت پنجاب کے ذمہ 21۔ارب روپے کے قرضہ جات میں overdraft کے علاوہ بنک آف پنجاب کے لئے حاصل کئے گئے قرض اور blocked account کی رقم بھی شامل ہے۔Overdraft کی رقم دسمبر کے مہینے کے آخر میں State Bank of Pakistan کو واپس کر دی گئی۔اس کے بعد حکومت پنجاب نے دسمبر کے مہینے کا اختتام 8۔ارب روپے کے مثبت cash balance سے کیا یعنی 8۔ارب روپے کا positive balance تھا۔

جناب سپیکر!مندرجہ بالا رپورٹ سے پتا چلتا ہے کہ اخباری رپورٹ اصل حقائق پر مبنی نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ حکومت پنجاب مالی طور پر مستحکم position میں ہے۔صوبے میں ترقیاتی کاموں کے لئے مالی سال کے پہلے چھ ماہ میں تقریباً125۔ارب روپے فراہم کئے جا چکے ہیں جن میں سے 49۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تمام ترقیاتی کاموں پر بغیر کسی رکاوٹ کے عملدرآمد جاری ہے۔

MR SPEAKER: Mohsin Khan Leghari sahib! What you want. Do you want to press it now?

MR MUHMAAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Yes, Sir I would like to press it and I would like to plead my case before the House as to what is the financial condition of this Province. I think we have a right to know as to how well our Province is doing financially.

جناب سپیکر! میں overdraft کی according to the dictionary وضاحت کرنی چاہوں گا۔ میں آپ کو dictionary کی کچھ quotations بتا دیتا ہوں کہ overdraft کیا چیز ہوتی ہے؟اس کی definition یہ ہے کہ "The amount which is withdrawn exceeds of deposit." جب آپ کے پاس پیسے نہیں ہوتے تو اس وقت جو پیسے آپ بنک سے لیتے ہیں اس کو overdraft کہا جاتا ہے۔ جو لوگ banking کو سمجھتے ہیں وہ یہ چیز بھی سمجھتے ہیں کہ overdraft ایک expensive liability ہوتی ہے۔ حکومت پنجاب کی liabilities بڑھتی جا رہی ہیں اور یہی ایک matter of concern ہے۔ میں آپ کی خدمت میں بجٹ کے اعداد و شمار سے عرض کرتا ہوں کہ 2005-06 میں حکومت پنجاب کی 162۔ارب روپے کی liabilities تھیں۔2007-08 میں ہم نے اپنی کچھ liabilities کو retire کیا اور 2008-09 میں یہ liabilities بڑھ کر 304۔ارب روپے ہو گئیں۔اس کے بعد 2009-10 میں یہ 387۔ارب روپے کی ہو گئیں۔اسی طرح 2010-11 میں یہ 485۔ارب روپے کی ہو گئیں اور 2011-12 میں ہمارے صوبے کی liabilities بڑھ کر 492۔ارب روپے ہو گئیں۔یہ بڑی serious باتیں ہیں اور ان پر ہمیں سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے۔ہمارے صوبے کی اس وقت یہ معاشی صورتحال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔اب تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ defensive نہ ہوں۔اس کو آپ نے نہیں بلکہ حکومت نے defend کرنا ہے۔آپ مہربانی کر کے حکومت کی side نہ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی لغاری صاحب کو confusion ہے۔یہ بالکل wrong statement refer کر رہے ہیں۔میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ صوبے کی financial condition پر آپ بے شک ایک دن بحث کے لئے مختص کر دیں۔

جناب سپیکر: ایک دن نہیں بلکہ اس کے لئے ہم دو گھنٹے مختص کر سکتے ہیں۔یہ بحث اگلے تین دنوں کے اندر اندر کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ بے شک کل رکھ لیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کل اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے مختص کر دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، بہتر ہے۔

سرکاری کارروائی

MR SPEAKER: Now, we take up the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011 (Bill No.36 of 2011). Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے قاعدہ 98(2)(بی) کے تحت تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997, for continuance of the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill میں حزب اختلاف کی طرف سے کوئی 31 کے قریب amendments تھیں تو اس لئے ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اس کو Select Committee کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے آپ move کریں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 1st March 2012:

1.	Mr Yahya Gull Nawaz Chairman Standing Committee on HUD & PHE	Ex-Officio Chairman
2.	Rana Sana Ullah Khan Minister for Law & Parliamentary Affairs	Ex-Officio Member
3.	Rana Muhammad Afzal Khan, MPA (PP-66)	Member
4.	Mehr Ishtiaq Ahmad, MPA (PP-150)	Member
5.	Malik Ghulam Raza, MPA (PP-13)	Member
6.	Mian Ghulam Sarwar, MPA (PP-97)	Member
7.	Khawaja Muhammad Islam, MPA (PP-72)	Member

8. Dr Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202) Member
9. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245) Member
10. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA (W-300) Member
11. Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) Member
12. Ms Seemal Kamran, MPA (W-362) Member
13. Mr Khalil Tahir Sindhu, MPA(NM-367) Member

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 1st March 2012:-

1. Mr Yahya Gull Nawaz Ex-Officio Chairman
   Chairman Standing Committee on HUD & PHE
2. Rana Sana Ullah Khan Ex-Officio Member
   Minister for Law & Parliamentary Affairs
3. Rana Muhammad Afzal Khan, MPA (PP-66) Member
4. Mehr Ishtiaq Ahmad, MPA (PP-150) Member
5. Malik Ghulam Raza, MPA (PP-13) Member
6. Mian Ghulam Sarwar, MPA (PP-97) Member
7. Khawaja Muhammad Islam, MPA (PP-72) Member
8. Dr Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202) Member
9. Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245) Member
10. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA (W-300) Member
11. Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342) Member
12. Ms Seemal Kamran, MPA (W-362) Member
13. Mr Khalil Tahir Sindhu, MPA (NM-367) Member

Now, there is an amendment in this motion. The amendment is from Ch. Zahir-Ud-Din Khan, Ch.Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Muhammad Mohsin Khan

Leghari, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Lt. Col(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shah Jahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sindhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Mr Asif Bashir Bhagat, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shah Jahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal, Sardar Attar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Ch Ehsan-Ul-Haq Ahsan Nolatia, Mr Iftikhar Ali Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col (Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon,

Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed (Advboca), Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Who is to move it now?

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 21st March 2012.

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 21st March 2012.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it, sir.

جناب سپیکر! میں oppose کرنے کے ساتھ یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ بل چونکہ سلیکٹ کمیٹی کے حوالے ہو رہا ہے تو سلیکٹ کمیٹی میں کوئی بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے، کسی سٹیک ہولڈر کو بلا کر اُس سے مشورہ کرنا چاہے یا اس بل پر public opinion seek کرنا چاہے تو اُس کے پاس یہ سارے اختیارات موجود ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں تو اس حوالہ سے یہ کہوں گی کہ جیسا کہ یہ بل آج سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جانے والا ہے میں تو کہوں گی کہ کُفر ٹوٹا خدا خدا کر کے، یہ ایک بڑا اچھا good gesture ہے کہ ان کی طرف سے اس چیز کو تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم جس کے لئے بارہا کہتے رہے ہیں کہ ایسے issues سے عوام ڈائریکٹ متاثر ہوتی ہے اور عوام کا پیسا خرچ ہوتا ہے۔ عوام سے ٹیکس لئے جاتے ہیں

جس کی وجہ سے سارا بوجھ عوام اُٹھاتی ہے تو خدارا اس عوام کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے، اس عوام سے بھی پوچھ لیا جائے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ میں تو اس حوالہ سے ان کی تعریف بھی کر رہی ہوں کہ انہوں نے اس اسمبلی میں پہلی دفعہ سلیکٹ کمیٹی خود ہی تشکیل دے دی ہے۔ ہر دفعہ definitely ایک اتھارٹی بنادی جاتی ہے اور اُس اتھارٹی کی صورت میں عوام کے اوپر ایک نیا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ کوئی نئی سڑک بنانی ہے تو اُس کے لئے کوئی نئی اتھارٹی بنادی جاتی ہے جیسے کہیں ٹیپا ہے، کہیں رنگ روڈ اتھارٹی ہے اور کہیں کوئی اور اتھارٹی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر House کی sense لے لی جائے کہ اس حوالہ سے کیا کرنا چاہئے لیکن میرے نزدیک یہ ایک اچھی بات ہے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Parks and Horticulture Authority (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 1st March 2012:-

1.	Mr Yahya Gull Nawaz	Ex-Officio Chairman
2.	Rana Sana Ullah Khan Minister for Law & Parliamentary Affairs	Ex-Officio Member
3.	Rana Muhammad Afzal Khan, MPA (PP-66)	Member
4.	Mehr Ishtiaq Ahmad, MPA (PP-150)	Member
5.	Malik Ghulam Raza, MPA (PP-13)	Member
6.	Mian Ghulam Sarwar, MPA (PP-97)	Member
7.	Khawaja Muhammad Islam, MPA (PP-72)	Member
8.	Dr Muhammad Akhtar Malik, MPA (PP-202)	Member
9.	Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA (PP-245)	Member
10.	Ms Ghazala Saad Rafique, MPA (W-300)	Member
11.	Ms Azma Zahid Bukhari, MPA (W-342)	Member
12.	Ms Seemal Kamran, MPA (W-362)	Member
13.	Mr Khalil Tahir Sindhu, MPA(NM-367)	Member

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد قائد حزب اختلاف نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997کے قاعدہ 234کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ پہلے میں یہ قرارداد لایا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ سب کی اکٹھی آگئی ہے، آپ فکر نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ پر دیکھیں کہ یہ قرارداد پہلے کون لایا ہے آپ اس پر ruling دیں۔

جناب سپیکر: جب question put کیا جاتا ہے تو ایسا نہیں کیا جاتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بات سن لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے بھی پہلے قرارداد دی تھی۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نہیں سنوں گا۔ آپ میری بات سنیں آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ بیٹھیں۔ ان کا نام بھی ضرور ڈالنا چاہئے تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نام کی بات نہیں ہے جو آدمی move کرتا ہے اس کو بعد میں کاپی کر کے اس کو accept کر لیتے ہیں۔ میری اور ساجدہ میر کی قرارداد ریکارڈ میں ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس ایسا کوئی آلہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اپنے دفتر سے پوچھ لیں۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔ آپ اپنے دفتر سے بھی نہیں پوچھتے۔

جناب سپیکر: ابھی صرف تحریک منظور ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ صرف یہ کہہ دیں کہ میری قرارداد ریکارڈ پر پہلے ہے۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا تو میں آپ کو کیسے یہ بات کہہ دوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ Chief ہیں۔

جناب سپیکر: میں ریکارڈ میں دیکھوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے کہ آپ ہمارا سپیکر بند کرا دیتے ہیں اور ہماری بات کو ریکارڈ میں بھی نہیں لاتے۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے آرام سے بات کیا کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ میں آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن مجھے سختی سے الفاظ کہنے کی آئندہ کوشش نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا میں آپ کا احترام نہیں کرتا؟

جناب سپیکر: میں بھی آپ کا احترام کرتا ہوں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "سپیکر تیرے جان نثار بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں ایسے نعرے نہیں سننا چاہتا۔ ان فضول نعروں کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ اصول کی بات ہے۔ اگر آپ اس بات کو ریکارڈ پر نہیں لائیں گے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو واک آؤٹ نہیں کرنے دیں گے۔ آپ اس پر بات کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں جانے دیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "سپیکر تیرے جان نثار بے شمار بے شمار" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو صاحب! شیخ صاحب کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔ اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر پابندی نہ لگانے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہو۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں، ثقافتی، ملی اور ادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہو۔"

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہوں گا کہ ثقافتی سے کیا مراد لی گئی ہے؟ اس کی وضاحت کی جائے میوزیکل پروگرام کی قطعاً اسلام میں اجازت ہے ہمارا اخلاق اجازت دیتا ہے اور نہ ہی شریعت اجازت دیتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بالکل غیر نصابی سرگرمیاں ہونی چاہئیں لیکن خواتین کے اپنے اداروں میں باپردہ حیثیت سے چار دیواری کے اندر ہونی چاہئیں۔ اگر یہ قرارداد صرف میوزیکل پروگراموں کے حوالے سے ہے تو میں اس کو oppose کرتا ہوں اور ہمارا نقطہ نظر اس میں شامل کیا جائے کہ اسلام ہمیں اس چیز کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! کل یہاں میوزیکل پروگرام کی بات ہو رہی تھی تو میوزیکل پروگرام کوئی اسلامی یا غیر اسلامی نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گانا گانے والا اور سننے والا دونوں جہنم میں جائیں گے۔ میں سرگودھا میں ایک ڈاکٹر کے پاس دوائی لینے کے لئے بیٹھا تھا جس کے پڑوس میں ایک سکول تھا۔ اس سکول میں صبح پریڈ کے وقت جو میوزک چل رہا تھا خدا کی قسم جو آدمی سکول میں نہیں بیٹھا ہوتا بلکہ گلیوں میں بیٹھا ہوتا ہے اس کے لئے بھی وہاں بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنے سکول کی ابتدا کس طریقے سے کرتے ہیں؟ غیر نصابی سرگرمیاں جیسے ہاکی، کرکٹ وغیرہ کی کھیلیں ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں مگر ثقافتی کھیلوں کے نام پر اگر کسی غیر اسلامی چیز یا بے حیائی کو شامل کیا جائے گا تو اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ براہِ مہربانی اس کی وضاحت کی جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جب ہمارے نبی ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تو چھوٹی چھوٹی بچیوں نے ڈف بجا کر آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے ان کی بات سننے دیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بول چکے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی بات پر یہ عرض کروں گا کہ وہ عربی کے شعر "طلع البدر علینا" تھے مگر کوئی میوزک نہیں تھا۔ خدا کے لئے میں آپ کو اللہ اور رسول کا واسطہ دیتا ہوں

کہ ثقافت کے نام پر اسلام کی تذلیل اور توہین نہ کی جائے۔ ہماری بچیوں کو بے حیائی اور بے ہودہ گانوں کی طرف راغب نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی، حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مدینہ منورہ میں ہجرت کے موقع پر جو نغمہ پڑھا گیا اُس میں شرط تھی کہ وہ نابالغ اور چھوٹی بچیاں ہوں۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! مجھے محترمہ کی بات سننے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ mover ثقافتی لفظ کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو mover بتائیں گے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اپنے اوپر کوئی بھی اسلام نافذ نہیں کرنا چاہتا بلکہ ہمیشہ دوسروں پر کرنا چاہتا ہے۔ کیا سکول اور کالج پنجاب اسمبلی کی domain میں آتے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی نے یہ اسلام نافذ کرنا ہے اور پابندی لگانی ہے تو پہلے اپنے اوپر لگائیں۔ ہمارے اوپر پابندی ہونی چاہئے کہ ہم musical concerts میں نہ جائیں۔ بجائے ہم دوسروں پر پابندی لگائیں ہمیں اپنے آپ پر پابندی لگانی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہمارے ممبران خود musical concerts اور فوڈ سٹریٹ کی اتنی بڑی inauguration میں جاتے ہیں تو ہم اس پر پابندی کی بات کیسے کر سکتے ہیں، میڈیا اور middle class کے لوگوں کو غصہ اس بات پر ہے کہ کیا پابندیاں سکول اور کالجوں کے لئے ہیں؟ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی کی domain میں ہی نہیں آتا کہ ہم یہ پابندی لگائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ پیش کی جانے والی قرارداد کے الفاظ بڑے مثبت اور مناسب ہیں۔ ثقافت سے مراد یہی ہے جو ہماری اصل ثقافت ہے۔ اس پر مزید بحث کی بجائے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر question put کر دیں۔

جناب سپیکر: اس پر محرک کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ دیں ورنہ میں question put کر دیتا ہوں۔ کچھ دوستوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس کو صحیح طور پر سمجھا نہیں ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہےاوراب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں،ثقافتی، ملی اورادبی پروگراموں پر کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کرکے واپس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو welcome کرتاہوں لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ آپ نے بھی اس بارے میں کوئی قرارداد دی ہوئی ہے۔کیا آپ نے جمع کرائی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اب آپ کے علم میں آ گئی ہے تو یہ جتنی بھی کارروائی ہوئی ہے یہ ساری illegal ہے۔

جناب سپیکر: ابھی میرے علم میں نہیں آئی میں اسے check کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ابھی announce کیا ہے کہ میرے علم میں آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے بتانے پر مجھے پتا چلا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری قرارداد اس سے پہلے تھی اور ابھی آپ نے مانا بھی ہے کہ یہ قرارداد پہلے تھی لہذا یہ ساری کارروائی ناجائز اور illegal ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کہہ دیں کہ یہ illegal ہے۔

جناب سپیکر: کیا میں illegal کر سکتا ہوں؟ میں illegal کہہ سکتا ہوں اور نہ کر سکتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سے پہلے میری قرارداد آپ کے دفتر میں 9 بج کر 10 منٹ پر درج ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! قراردادوں کی باقاعدہ قرعہ اندازی ہوتی ہے جس کا نمبر پہلے آجائے اُس کی قرارداد پہلے آجاتی ہے۔بہر حال میں مزید check کروالوں گا کیونکہ مجھے مکمل طور پر پتا نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس قرارداد پر ساری کارروائی illegal ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے یہ قرارداد اپوزیشن لیڈر کی درخواست پر rules کو suspend کر کے take up کی ہے اس لئے یہ کوئی illegal نہیں ہے۔ آپ نے اجازت دی تب انہوں نے پڑھ دی ہے۔ اگر شیخ صاحب اجازت مانگتے تو وہ پڑھ لیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ایسی بات ہے تو آپ اس پر بحث رکھ لیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اسے ہم اپنے طور پر check کریں گے اور جہاں کہیں غلط ہو گا اس کو ٹھیک کریں گے۔

سرکاری کارروائی

(---جاری)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

Now, we take up the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 20 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) انتقال جائیداد ہندو مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 14-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: Order please. Important matter is going on here and under discussion. The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011,

as passed by the Assembly on 14-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

نولاٹیا صاحب! کیا آپ اسے oppose کرتے ہیں؟

CHAUDHARY EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! The Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill پر honourable گورنر نے آٹھ observations لگائی ہیں اور کہا ہے کہ ان پر حکومت اور honourable House اپنی رائے دے کر بھیجے کہ یہ چیزیں جو آپ کے دائرہ کار میں نہیں آتیں جب تک انہیں اٹھارہویں ترمیم کے ambit کے اوپر نہیں دیکھا جاتا تو آپ انہیں take up نہیں کر سکتے تھے۔ ان میں سے کافی ساری ایسی ہیں جن پر پہلے بات ہو چکی ہے اور میں صرف اپنی گفتگو کو ان نکات تک محدود رکھوں گا جو اس بل کے اندر، کل والے چودہ بلوں کے اندر نہیں آئے لیکن یہاں آئے ہیں۔ observation No. 5 under article 142 of the

Constitution میں Federal Legislative List کے تین پوائنٹ انہوں نے بتائے ہیں۔ آئٹم نمبر 3,32 اور 37 ہیں۔ جو کسی ریاست کے اندرونی معاملات ہیں اور ان کا تعلق کسی ملک کے ساتھ ہو جیسا کہ 1947 کی partition کے بعد جو ہندو اپنی جائیداد یہاں پر چھوڑ کر گئے تھے انہیں کس طرح سے dispose of کیا جائے گا؟ اس کے لئے Evacuee Trust Board بھی ہے جسے وفاقی حکومت regulate کرتی ہے جس کے چیئرمین کا تقرر بھی وفاقی حکومت کرتی ہے، بورڈ کے ممبران کا تقرر بھی وفاقی حکومت کرتی ہے اور اس کے خلاف اپیلیں بھی وفاقی حکومت کے پاس ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے میرے چھ سوالات ہیں جن کا یہ جواب دے دیں کہ کیا Evacuee Trust Board اور Evacuee Trust کے ادارے پر اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبائی حکومت کا ایک فیصد بھی کنٹرول ہے، کیا اس کے چیئرمین، سیکرٹری، ممبران اور ایڈمنسٹریٹر، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر اور اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر میں سے کوئی ایک آفیسر ایسا ہے جس کی تقرری ہماری صوبائی حکومت کرتی ہے، کیا Evacuee Trust Board کی رپورٹ قومی اسمبلی میں پیش ہوتی ہے یا اس معزز ایوان میں ہوتی ہے؟ میرا چوتھا سوال لاء منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ اس کے disputes کی اپیلیں صوبائی ایگزیکٹوز کے پاس آتی ہیں یا وفاقی حکومت کے کسی وزیر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں؟ یہ specifically بتا دیں کہ عملدرآمد کمیشن میں مسلم لیگ (ن) کو پوری نمائندگی حاصل ہے، اس کمیشن کی کوئی رپورٹ ان کے پاس ہے جہاں لکھا ہوا ہو کہ صوبائی اسمبلی The Hindu Disposition of the Property (Amendment) Bill کو خود take up کر کے repeal کرے یا اسے take up کرے یا ترمیم کرے؟

جناب سپیکر! ہمارے لاء منسٹر صاحب پتا نہیں کیوں اٹھارہویں ترمیم کی اصل spirit سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ وہ spirit یہ ہے کہ مکمل consensus کے ساتھ جو 18th amendment کے بعد وفاقی عملدرآمد کمیشن categorically and each & every line explanatory اس کے ساتھ لکھ کر ان کو بھیج دے کہ ان subjects پر آپ legislation کریں۔ اس سے پہلے معزز وزیر قانون کو ان پر یہاں legislation پیش نہیں کی جانی چاہئے تھی۔ ہاں اگر لاء منسٹر صاحب کو بہت جلدی ہے تو عملدرآمد کمیشن میں مسلم لیگ (ن) کے ممبران کو یہ کہیں کہ مجھے بہت جلدی ہے اس لئے یہ رپورٹ لکھ کر وہاں سے ہمیں بھیج دیں۔ میرے ان سوالات کا جواب اگر لاء منسٹر صاحب دے دیں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

(اذان ظہر)

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔ جناب سپیکر! proposed Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011 پر ایک اعتراض جو لگایا گیا ہے کہ:

not covered under the article 143 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan

اگر یہ in pinch کرتا ہے Constitutional provisions of the Evacuee Trust Property Management Disposal Act 1975 کے تحت، تو وہ سارا implementation mechanism اور مشینری تو Federal ہے۔ ایک تو میں منسٹر صاحب سے یہ کہوں گی کہ کیا ان کے پاس کوئی alternate ادارہ ہے جو صوبائی سطح پر اس پر عملدرآمد کرا سکے اور اگر وہ ہے یا اس کے through کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے اسے amendment کا حصہ کیوں نہیں بنایا اور اگر نہیں ہے تو یہ Federal اور Provincial Law کی آپس میں conflict ہے، اس کے تحت ہمیں یہ سمجھائیں کہ اس بل پر عملدرآمد کیسے ہوگا؟ تیسرا سب سے بڑا problem یہ ہے کہ devolution اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ بہت زیادہ باریکی کے ساتھ کرنے والے کام ہیں، یہ بہت زیادہ conflicts ہیں اور یہ ایک نہیں بلکہ ڈھیر سارے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب اکٹھے ہو کر کام کریں کیونکہ کچھ Laws ہمیں یاد آ جائیں اور کچھ ہمیں یاد بھی نہ آئیں we will dig through the books and the Bills میں یہ چاہ رہی تھی کہ اگر یہ چیزیں resolve نہیں ہوتیں تو ہمیں بتا دیں کہ کیا ان دونوں بلوں کا آپس میں conflict ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو alternate body of implementation کیا ہو گی؟ اگر یہ establish ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کمیٹی میں لے جائیں۔ ہم اس بل کے خلاف نہیں ہیں لیکن اُس بل کا کیا فائدہ جو ہمارے لئے embarrassment بن جائے اور جس کی implementation ممکن نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل بھی اس پر بہت اچھی گفتگو ہوتی رہی ہے۔ اس میں دو تین points ایسے ہیں جو کہ تمام بلوں پر objections لگائے ہیں۔ جب قومی اسمبلی کسی بل کو پاس کر دیتی ہے تو کیا صوبوں کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ اس کے اندر کوئی رد عمل کر سکیں؟ اس میں سارا اٹھارہویں

ترمیم کو لیا گیا ہے۔ بالکل بجا ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت تمام محکمے صوبوں کے پاس آ گئے ہیں لیکن کل بھی میں جس چیز پر focus کر رہی ہوں کہ ابھی تک بہت ساری چیزیں under process ہیں۔ بہت سارے ایسے ادارے ہیں جنہیں ابھی تک صوبائی حکومت own نہیں کرنا چاہ رہی ہے۔ میں نے کل بھی مثال Crisis Centre for women rehabilitation کی دی تھی اور آپ بھی جانتے ہیں کہ پنجاب حکومت نے اسے own نہیں کیا۔ بہت سارے ادارے ہیں جن کو وفاق اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اور ان کو کسی دوسرے محکمے میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ بہت سارے issues ہیں اور خاص طور پر ہندو پراپرٹی کی جس طرح بات کی گئی ہے۔ ان کے تو بہت سارے issues ابھی تک settle down ہی نہیں ہوئے اور ان پر ابھی تک کوئی فیصلہ ہی نہیں ہوا۔ ایسے میں صوبائی اسمبلی پنجاب کیسے legislation کر سکتی ہے؟ اس کے لئے جو کمیشن رضا ربانی کے under بنایا گیا ہے وہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ یہ تمام مسائل resolve کئے جائیں۔ یہ بہت باریک بات ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری صوبائی گورنمنٹ وفاقی گورنمنٹ سے بلاوجہ متصادم ہو جائے۔ گورنر صاحب نے اپنے message میں یہ بھی کہا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ سپیکر صاحب فیڈرل گورنمنٹ کو یا اسی کمیشن کو ایک خط لکھ دیتے کہ جو issues ابھی تک resolve نہیں ہوئے، جو ادارے ابھی تک منتقل نہیں ہوئے، جن کے فیصلے ابھی ہونے باقی ہیں ان معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے پھر فیصلہ کیا جاتا اور ایک نیا بل بنا کر اسمبلی میں پیش کیا جاتا۔ اگر اس طریقے سے بغیر سوچے سمجھے صوبائی حکومت اٹل ہو جاتی ہے، ٹھیک ہے کہ حکومت کے پاس اکثریت اور power ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کمیشن کو ہی نہیں مانا جا رہا ہے اور اس process کو ہی قبول نہیں کیا جا رہا ہے؟ کیا وفاق کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کوئی ادارہ اپنے پاس رکھ سکے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ وفاق بہت سارے محکموں کے ادارے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اور بہت سارے ادارے ایسے ہیں جسے صوبہ بھی نہیں لینا چاہتا۔ اگر اس طریقے سے چیزیں ہوں گی تو کیا اس سے ایک جھگڑے کی ابتدا نہیں ہو جائے گی؟ میرا صرف اور صرف نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم اپنی بصارت سے کام لیتے ہوئے اس جھگڑے سے بچیں۔ ہم نے اس جھگڑے سے بچنا ہے یا ایک کھلی جنگ کا آغاز کر دینا ہے؟ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہمارے پاس سارے اختیارات آ گئے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کمیشن کو بھی نہ مانا جائے، تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میری رائے ہے کہ اگر table talk کے ذریعے، خط کے ذریعے اور افہام و تفہیم سے بات ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ گورنر صاحب نے بڑی اچھی suggestion دی ہے۔ پھر انہوں نے اپنے message میں یہ بھی کہا ہے کہ اس بل کو لانے کی کوئی

واضح وجوہات نہیں بتائی گئیں کہ اتنی جلدی نافذ کرنے کی کیا وجہ ہے؟اس بل میں میرے بھائی نے جو باتیں کی ہیں اگر آپ دیکھیں کہ ہندو پراپرٹی کے آج تک issues چلے آ رہے ہیں وہ ابھی under discussion ہیں تو کیا بغیر سوچے سمجھے،آج بڑا اچھا ہوا کہ انہوں نے consider کیا ہے اور Select Committee کو بھی بل پیش کر دیا گیا ہے تاکہ مزید نظر ثانی ہو سکے۔کیا اس کے اوپر نظر ثانی نہیں ہو سکتی؟میں اس لئے نہیں کہہ رہی ہوں کہ میں اپوزیشن میں ہوں،کم از کم میری ذات ایسی ہے کہ میں اس وجہ سے نہیں کہہ رہی ہوں کہ میں اپوزیشن میں ہوں۔میں یہ کہتی ہوں کہ ہمیں سوچ سمجھ کر فیصلے کرنے چاہیئں کیونکہ اس سے ہماری عوام direct متاثر ہو گی اور آئندہ آنے والے سسٹم میں خرابی پیدا ہو گی۔ہم نے سسٹم کو اپنی عقل سے بچانا ہے۔یہ کوئی لڑائی اور ہٹ دھرمی والی بات نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے جو کہہ دیا سو کہہ دیا بلکہ اس کا تعلق براہ راست عوام کی فلاح و بہبود سے ہے۔ہم یہاں بیٹھ کر legislation کر لیں اور مستقبل کا نہ سوچیں تو آنے والی نسلیں ہمیں کیا کہیں گی؟وہ ہمیں ہی بُرا بھلا کہیں گی کہ انہوں نے اسمبلیوں میں جا کر یہ کچھ کیا ہے۔میری آپ سے humble request ہے کہ اگر اس پر نظر ثانی کر لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں کل بھی اس بارے میں معزز ممبران۔۔۔

جناب سپیکر:جو اُن کے ذہن میں ایک ambiguity آ رہی ہے اس کو اچھے طریقے سے دور کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):میں نے کل بھی بھرپور کوشش کی ہے اور میں اب بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ Implementation Commission جو ہے وہ facilitate کرنے کے لئے بنایا گیا ہے کہ وہ منتقلی کے process کو facilitate کرے۔Implementation Commission enforcement of جو cannot sit over the powers of this august House Constitution ہے اس پر Implementation Commission نہیں بیٹھ سکتا۔Enforcement of Constitution کے تحت وہ تمام subjects جو concurrent list میں درج تھے،concurrent list اب omit ہو چکی ہے اور اب ان کو legislate کرنا اس House کی پاور ہے۔یہ جو کہہ رہے ہیں کہ وہ اوپر پورا سسٹم ہے،وہ پورا سسٹم نیچے آئے گا اور وہ نیچے کیسے آئے گا جب یہ ایوان ان subjects کو

optکرلے گا،ان قوانین کوownکرلے گااوران کوamendکرلے گا۔یہ پورےprocessکواوراس پورےinfrastructureکو حاصل کرنے کی ابتدا ہے۔اگر ہم اس کو شروع نہیں کریں گے تو پھر next stepکیسے اٹھائیں گے؟یہ جو ہندو پراپرٹی ایکٹ جواس وقتin handہے یہ concurrent listکے ضمن نمبر6,11اور36پراتنے واضح درج ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:اسے لکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):کہ اس میں قطعاً کسی قسم کی کوئیambiguityرہتی نہیں ہے۔یہ concurrent listکا حصہ تھے اورconcurrent listکے omit ہونے کے بعد under Article 142(c)یہ اس House کا unconditional rightہے کہ ان پر legislationکرے۔

جناب سپیکر:بس،ٹھیک ہے۔

The motion moved and the question is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for the reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Hindu Disposition of Property (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Hindu Law of Inheritance (Second Amendment) Bill 2011 (Bill No. 24 of 2011).Minister for Law!

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)ہندو قانون وراثت مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once.

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔جناب سپیکر! میں صرف اعتراضات پر ایک ایک لفظ کہہ کر اپنی رائے کو لازمی رجسٹرڈ کرانا چاہتا ہوں کہ جو قانون وفاقی حکومت نے نافذ کیا ہے اس پر صوبائی حکومت قانون سازی نہیں کر سکتی۔ صوبائی حکومت کو کسی قانون کے تحت اٹھارہویں ترامیم کے ذریعے جو Departments devolve ہوئے ہیں تو فقط ان کے نام کو تبدیل کر کے انہیں adopt کرنے کی بجائے اس پر قانون سازی کی جانی چاہئے اور جو صوبائی دائرہ کار میں نہ آتے ہوں ان پر صوبہ کو قانون سازی نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جو ادارہ قانون بناتا ہے وہی اس میں ترمیم کر سکتا ہے یا اس کو alter کر سکتا ہے۔ عملاً اس کا نفاذ مرکز کے پاس ہے جو کہ practical reality ہے کہ مرکز ان پر کنٹرول رکھتا ہے اور صوبہ اس کی قانون سازی نہیں کر سکتا۔Implementation Commission کی proper رپورٹ آنے سے پہلے جلد بازی میں یہ قانون سازی کی جارہی ہے جو کہ آئین کے خلاف ہے۔ معزز وزیر قانون صاحب نے ایک بات کی ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ constitutionally وفاقی حکومت صوبائی حکومت کو کوئی حکم جاری نہیں کر سکتی،آئین کے مطابق دونوں separate identity رکھتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ ادارے ہیں۔ ہم وفاقی حکومت یا قومی اسمبلی کے کسی حکم کے تعمیل کرنے کے پابند نہیں ہیں اور ہماری ایک اپنی آئینی حیثیت ہے لیکن وہاں سے جو محکمے devolve ہوئے ہیں ان محکموں کے

procedureکے تعین کے لئےImplementation Commissionبنایا گیا ہے اس کمیشن کے اندر صوبائی حکومت والی پارٹی کے ممبران موجود ہیں ابھی تک وہ کام مکمل نہیں ہوا اور ہم نے ان کا یہ کام یہاں پر شروع کر دیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر نولاٹیا صاحب نے بات کی ہے کہ Implementation Commission جب تک نیچے صوبوں کو یہ devolve نہ کرے تو اس وقت تک اس Houseکی یہ اتھارٹی نہیں بنتی۔ یہ Article 270-AA کی clause-6 میں یہ بڑا واضح طور پر درج ہے کہ:

> Notwithstanding omission of Concurrent Legislative List by the Constitution (18th Amendment) Act 2010, all laws with respect, to any of the matters enumerated in the said List (including Ordinances, Orders, rules, by-laws, regulations and notifications and other legal instruments having the force of law) in force in Pakistan or any part thereof, or having extra-territorial operation, immediately before the commencement of the Constitution (18th Amendment) Act 2010, shall continue to remain in force until altered, repealed or amended by the competent Authority.

یعنیuntil altered, repealedکرکے کوئی نیا آئین بنایا جائے جیسے نولاٹیا صاحب کہہ رہے ہیں کہ نئی قانون سازی ہونی چاہئے، or amendedیعنیamendکرنے کی بھی سہولت آئین دیتا ہے جو کہ ہم اس وقت کر رہے ہیں۔

> Or amended by the competent Authority and now after the omission of the Concurrent List. The competent Authority to repeal amend these laws is Provincial Assembly under Article-142 sub clause(c).

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میں یہ وضاحت فرما دوں کہ اگر معزز وزیر قانون صاحب سمجھتے ہیں کہ اگر clause-6 کے تحت انہیں Implementation Commission کی رپورٹ کی ضرورت نہیں ہے تو اس میں یہ کیا لینے گئے ہیں اور ان کے ممبران وہاں کس لئے بیٹھے ہوئے ہیں؟یعنی آپ فیصلہ کر چکے ہیں کہ آپ اس پر قانون سازی کریں گے۔

Then what is the cause of the sitting of your members in Implementation Commission.

یہ ایک unanimous قانون سازی ہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں!ان کو جانے سے یہ روک نہیں سکتے اور ان کے کہنے پر وہ جا نہیں سکتے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں نولاٹیا صاحب کی اس بات کا بھی جواب دے دیتا ہوں کہ آگے clause-6 کے بعد clause-7 ہے اور اس کے بعد clause-8 ہے۔ اگر نولاٹیا صاحب میرے ساتھ اس کو ایک دفعہ read فرمالیں وہ clause-6 اپنی جگہ پر ختم ہو گئی اور وہ comprehensive ہے اس نے alter, repeal and amend کا اپنا سارا اختیار competent Authority کو دے دیا ہے۔اب clause-8 ہے. It is independent from clause-6. اب clause-8 کیا کہتی ہے کہ:

On the omission of the Concurrent Legislative List, the process of devolution of the matters mentioned in the said List to the Provinces shall be completed by the 30th day of June, 2011.

یعنی clause-8 یہ کہتی ہے کہ صوبوں کو منتقل کرنے سے متعلق جو معاملات ہیں وہ 30۔جون 2011 تک complete ہوں گے۔اب آگے Implement Commission جو ہے وہ clause-9 میں یہ کہتا ہے کہ:

For the purpose of the devolution process under clause-8

یا تو یہاں پر clause-6 بھی وہ لکھ دیتے۔یہاں پر اگر clause-8 کی جگہ clause-6 بھی لکھ دیتے تو پھر نولاٹیا صاحب کی بات بالکل درست ہوتی لیکن انہوں نے clause-6 کو شامل نہیں کیا کہ اس کے تحت جو اختیار اس competent forum کو حاصل ہو گیا ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اور یہ اپنا کام

صوبائی اسمبلی کر سکتی ہے اس پر کوئی قدغن نہیں ہے لیکن process جس نے 30۔جون2011تک مکمل ہونا تھا اس کو regulate کرنے کے لئے clause-9 میں انہوں نے کہا کہ:

> For the purposes of the devolution process under clause(8), the Federal Government shall constitute an Implementation Commission as it may deem fit within fifteen days of the commencement of the Constitution (18th Amendment) Act 2010.

تو یہ جو کلاز۔9میں Implementation Commission بنایا گیا ہے It is for the purposes of clause-8 not clause-6

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! کلاز 8 میں جو باتیں کی گئی ہیں وہ میں وزیر قانون کو بتا دوں On the omission of the Concurrent Legislative List جب اس کو ختم کر دیا جائے گا تو آگے Clause-9 کے اندر ہے کہ 30۔جون2011تک Implementation Commission جو ہے وہ اس کو complete کرے گا۔ معزز وزیر قانون صرف یہ بتادیں کہ اگر کسی کام کے کرنے کے لئے ایک تاریخ fix کر دی جائے۔ جس طرح میں آپ کو ایک مثال پی ایچ اے بل کے بارے میں دینا چاہتا ہوں۔ جب تک اسمبلی کے اندر قانون سازی نہیں ہوتی اس وقت تک public money کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ پندرہ سال سے پی ایچ اے بل پاس ہوئے بغیر زیر التواء ہے اور اربوں روپے میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے اس وقت سے لے کر آج تک پندرہ بیس سالوں سے پیسے استعمال کر رہے ہیں۔ حالانکہ آئین یہ کہتا ہے کہ کوئی public money استعمال نہیں کی جا سکتی جب تک اس پر قانون سازی نہ ہو جائے۔ بیس سال بعد ہمارے معزز وزیر قانون اس بل کو House کے اندر لے کر آئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک date fix کر دی جاتی ہے کہ اس دن تک کام کر دینا چاہئے، اب ممکن ہے کہ یہ کام کرنے میں تاخیر اس لئے ہوئی ہو کہ مسلم لیگ (ن) یا کسی پارٹی کے ممبران بروقت نہ آئے ہوں جس کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہو سکا ہو۔ ایک مہینہ بعد اگر یہ legislation آ جاتی، Implementation Commission کی رپورٹ آنے کے بعد اگر یہ قانون سازی ہو جاتی تو کون سی قیامت آنے والی تھی؟ اس کمیٹی میں آپ کی نمائندگی ہے اور جس کمیٹی کو consensus کے ساتھ Parliament unanimously نے بل پاس کر کے کہا ہو کہ:

Now, procedural things would be finalized by this Implementation Commission. Thank you. Mr Speaker!

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ 30۔جون 2011 کی تاریخ کمیشن نے دے دی، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کمیشن 30۔جون کے بعد کام نہیں کر سکتا تو اس کا مطلب ہے کہ یہ clear cut اس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ کیا یہ تصادم کی سی صورت نہیں ہو گی؟ اس بات کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ ایک تاریخ پر اٹل رہنا ہے، افہام و تفہیم کا عنصر قانون میں سے بالکل غائب ہو گیا ہے اور اس کی بنیاد پر ایک ایسا عمل کیا جائے جس کی وجہ سے ایک جھگڑے کی بنیاد بھی رکھی جا سکتی ہے، اس سے جھگڑا بھی ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے زیادہ خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جب حقوق کی بات آتی ہے تو جھگڑے بھی ہو جاتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کیا کرتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم serious ہی نہیں ہیں، پھر ہم سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for the reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."
>
> The motion moved and the question is:
>
> "That the Hindu Law of Inheritance (2nd Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011.

مسودہ قانون(ترمیم)(رجسٹریشن وکنٹرول)سماجی بہبود کی رضاکار تنظیمیں مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move

> "That the message of the Governor in respect of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I move

> "That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion move is:

> "That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب معزز وزیر قانون ادھر ہمارے ساتھ بیٹھ کر۔۔۔

جناب سپیکر: ماضی کو بھول جائیں مستقبل کی بات کریں، مستقبل کو bright کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہی دلیلیں دیا کرتے تھے اور ہم نے انہی سے سیکھا ہے کہ جب تک مکمل تفصیلی بحث نہ ہو جائے اس وقت تک legislation نہیں کرنی چاہئے اور سیف الدین سیف کا مجھے یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا تیرا ہمسفر کہاں ہے

جناب سپیکر: آپ بولیں گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کچھ بولنے کا یا بات کرنے کا کوئی فائدہ ہو رہا ہو تو ہم بات بھی کریں اور debate بھی کریں---

جناب سپیکر: قانون قاعدے کے اندر آپ بھی بولیں۔ اگر آپ مجھے convince کریں گی تو میں آپ کی بات سنوں گا پھر میں نے question put کرنا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں عرض کر رہی تھی---

جناب سپیکر: میں نے آپ کی کسی بات میں مداخلت کی ہے؟ آپ بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: نہیں۔

جناب سپیکر: میں نے مداخلت نہیں کی ہے لیکن جب question put کیا گیا ہے تو رانا صاحب نے جواب دیا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں ان کو مخاطب ہوں، میں یہ گستاخی نہیں کر سکتی کہ میں آپ کو اس طرح سے کہوں Chair کو مخاطب کر کے کہنا ان کو ہوتا ہے---

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم تو کل سے قوالی کر رہے ہیں کہ خدارا ہماری باتوں کو understand کر لیں اور گورنر کا جو message ہے اس کو بار بار پڑھ کر بھی سنا رہے ہیں اور اس پر debate بھی کر رہے ہیں۔ بات تو صرف اتنی سی ہے اگر سمجھ میں آ جائے۔ اگر بات سمجھ میں آ جاتی ہے تو اس کے اوپر ضرور عمل کریں گے اور اس سے کچھ فائدہ ہی ہو گا۔ میرا نہیں خیال کہ اتنی دیر سے نولاٹیا صاحب بھی بات کر رہے ہیں، میں بھی سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں

کہ گورنر صاحب نے اپنے message میں جو ایک detail بنا کر بھیجی ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ بہت اچھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بہن، میری بہن آپ اس کو دیکھیں انہوں نے message تو ضرور دیا ہے لیکن اس میں انہوں نے amendment کا کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ میں اس کو کیسے کروں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جو بنیادی چیزیں ہیں ایک متصادم قانون سازی ہونے جارہی ہے پہلے ہی پارلیمنٹ نے اسے پاس کر دیا ہے اگر اب صوبائی اسمبلیاں کر بھی لیتی ہیں تو یہ بے اثر ہے۔ اگر کوئی بھی ایسا قانون بنتا ہے جو وفاقی حکومت کے قانون سے متصادم ہے تو پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ یہی بات گورنر صاحب نے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ہمیں کسی بھی بے معنی قانون سازی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ ان کے پاس اختیارات ہیں یہ اکثریت میں ہیں یہ کر سکتے ہیں۔ شکریہ

MR SPEAKER: I think it is not repugnant to Islam.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ چاروں صوبوں کی ایک بہت لمبی struggle اور جدوجہد تھی کہ Concurrent List ختم کر دی جائے، Concurrent List صوبائی اسمبلیوں اور Federal Legislative پارلیمنٹ کے اختیار کا تعین کرتی ہے۔ اب Concurrent List omit ہو چکی ہے اس کے ضمن نمبر 25 پر بہت ہی واضح طور پر Population Planning and Social Welfare درج ہے اور یہ ایکٹ سوشل ویلفیئر سے متعلق ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ جب گورنر صاحب نے یہ message بھیجا تھا تو وہ Federal Legislative List جس کے part-1 میں 59 اور part-II میں تقریباً 18 subjects درج ہیں وہ یہ فرماتے کہ Concurrent List تو omit ہو گئی لیکن اب اس کا تعلق Federal List میں درج فلاں subject سے ہے لیکن وہ بھی اس بات کو indicate نہیں کر سکے اور میرے بھائی بھی اس قسم کی کوئی چیز indicate نہیں کر سکے۔ اس کا Concurrent List کے ضمن نمبر 25 پر اندراج تھا جو کہ omit ہو چکی ہے۔ and Now, there is no mention of it in Federal Legislative list.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے کبھی بھی Concurrent List کا لکھ کر message نہیں دیا کہ ہم نے ختم نہیں کی، یہ تو صاف سی بات ہے کہ وہ ختم ہو گئی ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ وہ ختم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: بس تسلیم کر لیا ہے ناں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بات procedure کی ہے my objection is procedural کہ آپ کو کیا جلدی ہے کہ آپ Implementation Commission کی رپورٹ کا بھی انتظار نہیں کرنا چاہتے۔ہم نے Concurrent List کا کب اعتراض لگایا ہے، ہم نے کب کہا ہے کہ Concurrent List exist کرتی ہے؟

جناب سپیکر: It means admit it کہ this House is authority میرے خیال میں اب let us proceed further.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and retuned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Voluntary Social Welfare Agencies (Registration and Control) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 (Bill No 32 of 2011). Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011 as passed by the Assembly on 21-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned

by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب! you have opposed it

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ آئین سے متصادم ہے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس میں کچھ کہنا چاہیئں گی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے amendments پر تو بہت بحث کی تھی، بات بھی کی تھی اور گورنر صاحب نے جو message بھیجا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ قانون سازی آئین کی روح کے ہی خلاف ہے۔ ابھی تک ایک چیز settle down ہی نہیں ہوئی، ابھی تک اس پر کمیشن میں فیصلے جاری ہیں اور یہاں اس پر قانون سازی ہو رہی ہے۔ بہت ہی اچھا ہوتا کہ یہ اپنا ایک نیا بل لاتے جو پہلے سے بل میں موجود چیزوں اور ادارے under discussion ہیں ان سے متصادم نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: دونوں طرف کو ساری باتوں کی سمجھ ہے، آپ ویسے ہی مجھے تھوڑا تھوڑا کر رہے ہیں، چلو آپ کی مرضی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ یہ آئین سے متصادم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی وضاحت سے عرض کیا ہے کہ یہ آئین کا تقاضا ہے کہ Concurrent List کے omit ہونے کے بعد تمام

subjectsکوProvincial Assemblies optکریں، فیڈرل کے بنائے ہوئے جو موجودہlaws ہیں انہیں amendکریں، repealکریں، نئی قانون سازی لائیں یا ان کو alterکریں اور اس کا اختیار آئین کے آرٹیکل 270AA(6)میں درج ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Road Transport Workers (Amendment)Bill 2011 as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Road Transport Workers (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.38 of 2011), Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز) پنجاب انڈسٹریل اینڈ
کمرشل ایمپلائمنٹ مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.38 of 2011), as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011 (Bill No.38 of 2011), as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution,

be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ قانون سازی آئین سے متصادم ہے اور میں اس کو oppose کرتا ہوں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مرزا غالب کا ایک شعر ہے کہ:

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

تو میرے خیال میں حکومت پنجاب اور خاص طور پر وزیر قانون صاحب اس پر عمل پیرا ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے بھائی لفظ "مطابق" کو "متصادم" پڑھ رہے ہیں۔ اب میں اس میں اور زیادہ تبصرہ کیا کر سکتا ہوں؟ یہ قانون بالکل آئین کے مطابق ہے، یہ صوبے اور اس معزز House کا حق ہے اور اس کے پیچھے سال ہا سال کی struggle موجود ہے کہ Concurrent List omit ہو اور یہ subjects اس اسمبلی کو devolve ہوں تاکہ اسمبلی ان کے حوالے سے قانون سازی کرے اور صوبے کی executive ان subjects پر لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011,

as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsidered of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011 (Bill No.39 of 2011), Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹ پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ قانون سازی صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں آتی اس لئے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ Act, Concurrent List کے ضمن نمبر26 پر درج تھا اور اب یہ Federal Legislation List میں mention نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefit (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم)(ایجوکیشن) ورکرز چلڈرن، پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers' Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ صوبائی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکٹ Concurrent List کے ضمن نمبر 26 پر درج تھا، Concurrent List کے omit ہونے کے بعد Under Article-142(c) یہ معزز ایوان اس پر قانون سازی کرنے کا اختیار رکھتا ہے کیونکہ There is no mention of this in the Federal Legislative List now.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is

"That the Punjab Workers Children (Education) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم)(خاتمہ) جبری مشقت کا نظام پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 , as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ صوبائی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکٹ Concurrent List کے ضمن نمبر 26 اور 30 پر درج تھا اور

After the omission of the Concurrent List under 18th Amendment, now, there is no mention of it in Federal Legislative List.

یہ اب صوبائی اسمبلی کا اختیار ہے اور یہ معزز ایوان اس پر قانون سازی کر سکتا ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Bonded Labour System (Abolition) (Amendment) Bill 2011 as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011 Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی کرم کش ادویات پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the

Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ صوبائی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایکٹ Concurrent List کے ضمن نمبر21 کے اوپر درج تھا۔

After the omission of the Concurrent List, since there is no mention of it in Federal Legislative List thus it is a subject to be legislated in the Provincial Assembly of the Punjab.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for the passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

> The motion moved and the question is

> "That the Punjab Agricultural Pesticides (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as

> passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ قانون سازی صوبائی دائرہ اختیار میں نہیں آتی اس کے لئے proper طریق کار بھی adopt نہیں کیا جارہا اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس subject کا ذکر Concurrent List کے ضمن نمبر 33 پر تھا اور

Concurrent list has been omitted by the 18th Amendment and after that there is no mention of the subject in the Federal Legislative List.

جن subjects کا Federal Legislature List میں ذکر نہیں ہے اس لئے all are covered to be legislated in the Provincial Assembly.

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق قابض مزارعین و مقرریداران پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as passed by the Assembly on 22-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے باقی جو بل واپس کئے تھے، ان میں گورنر صاحب کی جو objection تھی کہ یہ صوبہ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے جن سے حکومت پنجاب نے یا حکومتی بنچوں نے اتفاق نہیں کیا۔ ان کا یہ مؤقف تھا کہ یہ حکومت پنجاب ہی کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اس لئے وہ اس پر قانون سازی کر سکتے ہیں۔ اس بل کے اندر تو گورنر صاحب نے ایسی کوئی objection نہیں کی ہے۔ اس بل کے اندر جو کام ہوا ہے اس پر گورنر صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ یہ کام کیسے بہتر ہو سکتا تھا۔ گورنر صاحب نے اس پر ایک observation لگائی ہے کہ زمین کو identify نہیں کیا گیا کہ کون سی زمین ہے جو اس کے اندر ہو گی۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے پھر اس پر یہ objection لگائی ہے کہ ہم یہ کس طرح ثابت کریں گے کہ 1887 سے بیس سال پہلے تک جو direct descendents ہیں وہ انہی کی نسل چل رہی ہے۔ اس پر گورنر صاحب نے سپریم کورٹ کے فیصلے کا ذکر کیا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے قزلباش وقف کیس کا فیصلہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ:

> He has clearly declared that no land or interest thereon be acquired or taken over without payment of compensation or consequently the law having been so declared by the Apex Court is binding under Article 189 & 190 of the Constitution of the Islamic Republic of the Pakistan. More so when the statues were rendered void there is also a consonance with this Article 24 of the Constitution and being a fundamental right the enactment would be void in terms of Article 8 of the Constitution. Hence such law cannot be made.

گورنر صاحب نے آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کا حوالہ دیا ہے کہ ان کے مطابق آپ کسی کی پراپرٹی کو زبردستی نہیں لے سکتے، آئین کسی بھی شہری کے پراپرٹی کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ میرے خیال میں گورنر صاحب نے یہ بڑیvalid observationsلگا کر بھیجی ہیں۔ میں تو پہلے بھی اس پر یقین رکھتا ہوں اور کل بھی یہ بات کی تھی۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں معلوم کہ Law statutoryکیا ہے۔اس کے متعلق لاء منسٹر بتائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے تو کل بھی بار بار کہا ہے کہ جس وقت ایک بل ہمیں گورنر صاحب نے واپس بھیجا ہے تو اس کوconsiderکرنے کا ایک طریق کار ہے جو ہمارے Rules of Procedureمیں دیا گیا ہے۔ ہم ان stepsکوfollowکرتے ہوئے اگر بل کو دوبارہconsiderکر کے دوبارہ پاس کرائیں گے تو بہتر ہے۔ ہم جب دوبارہ پاس کر لیں گے تو پھر چاہے گورنر صاحب دستخط نہ بھی کریں تو وہActدس دن کے اندرvalidہو جائے گا۔ اسی طرح میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے rulesجس طرح کہتے ہیں اگر انہی کے مطابق اس کوStanding Committeeکو بھیج دیں جس طرح سپریم کورٹ کے فیصلے اور آئین کے جنarticlesکا حوالہ گورنر صاحب نے دیا ہے جو کسی شہری کی پراپرٹی کے دفاع کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اگر ہم ان کوconsiderکر لیں گے تو شاید ہم اسLawکو بہتر بنا سکیں۔ اس میں ایسی کوئی چیز گورنر صاحب نے نہیں لکھی۔ اگر سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے تو پھر بھی حکومت پنجاب کا محکمہ قانون سپریم کورٹ کے فیصلے کو دیکھ سکتا ہے۔ انہوں نے آئین کے شقوں کی بات کی ہے تو آئین کی کتاب ہمیں سب کو مل جائے گی کہ آئین کی شقیں جو پراپرٹی کے حقوق کوsafeguard

کرتی ہیں وہ بھی بڑی واضح ہیں۔ گورنر صاحب کی observation آئینی اور قانونی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس کو ہم صحیح طریقے سے consider کرتے ہوئے دیکھ لیں اور اس میں جو بہتری لا سکتے ہیں وہ لے آئیں تو کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہو گا۔ اس قانون میں ایسا کوئی objection نہیں ہے جیسے گورنر صاحب نے دوسرے قوانین میں لگایا ہے کہ یہ وفاق یا صوبہ کے دائرہ اختیار میں ہے بلکہ یہ clear صوبہ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے لہذا ہم اس کو reconsider کر لیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس Bill پر جب ہم نے amendments دی تھیں تو اُس وقت ہم نے واضح طور پر یہی باتیں کی تھیں جو گورنر صاحب نے message میں کہا ہے۔ اس وقت اس پر کافی debate ہوئی ہے۔ جیسے میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ہماری اپنی اسمبلی سے متعلق قانون ہے۔ اگر اسے reconsider کر لیا جائے گا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میرا اس پر focus بھی یہی ہے اور لغاری صاحب کی بات کو second بھی کرتی ہوں۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب تھک گئے مگر وہ ہماری بات کو understand کر لیں اور اس message کو پڑھ لیں تو انہیں sure ہو جائے گا کیونکہ یہ direct صوبہ کے اختیار کی بات ہے۔ اگر وہ اسے reconsider کر لیں گے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس میں کوئی حرج والی بات ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر صاحب نے اعتراض لگا کر جو message بھیجا ہے اس کا basic theme یہ ہے کہ یہ مزارعین کسی کی پراپرٹی یا زمین پر قابض ہیں تو ان کو پراپرٹی حقوق نہیں دیئے جا سکتے۔ انہوں نے specifically آئین کے آرٹیکل 24 کو refer کیا ہے اور آئین کا آرٹیکل 24 یہ کہتا ہے کہ No person shall be deprived of his property in accordance with Law یعنی کسی بھی شخص کو اس کی پراپرٹی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ اس Bill سے لاکھوں بے گھر بے زمین مزارعین جو کم از کم اپنی پچھلی دو نسلوں سے زمین کے چھوٹے چھوٹے قطعات پر قابض تھے اور ان کا بڑا ہی دیرینہ مطالبہ تھا کہ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ اس Bill کے ذریعے سے ان لاکھوں لوگوں پر اس معزز ایوان نے مہربانی کرتے ہوئے اپنی زمین کا مالک بنایا ہے۔ یہی issue سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی discuss ہوا اور اس کے بعد میں محسن لغاری صاحب کو بھی appreciate کروں گا کہ انہوں نے بھی اس issue کو اٹھایا تھا۔ لغاری صاحب

نے کہا کہ موروثی مزارعین کی definition کو define کر دیا جائے اور define کرنے سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ لغاری صاحب کی اس amendment کو حکومت نے concede کرتے ہوئے ان کی تجویز کے مطابق موروثی مزارعین کو define کر دیا۔ اب define کرنے کے بعد اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ کسی شخص کو اس کی زمین سے deprive کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Conferment of Proprietary Rights on Occupancy Tenants and Muqarraridars Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011 (Bill No. 45 of 2011). Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 28-12-2011 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 28-12-2011 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I oppose.

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

MRS AMNA ULFAT: I oppose.

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب! اپنے arguments پیش کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس وقت یہ original Bill آیا تھا اس وقت ہم argue کر چکے ہیں مگر اب پھر سے یہ arguments repeat ہوں گے۔ یہاں پر میرے دوست ممبران بیٹھے ہیں میں اُن کی خدمت میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کے خدشات سے سب آگاہ ہیں۔ آپ فکر نہ کریں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں پھر سے ایک دفعہ ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ضلعی حکومتوں کے الیکشن نہ کروا کر ان اداروں کو suspend رکھنا آئین کی بڑی واضح خلاف ورزی ہے۔ آئین کا آرٹیکل 7 کہتا ہے کہ:

"The State" means the Federal Government, 1[Majlis-e-Shoora (Parliament)], a Provincial Government, a Provincial Assembly, and such local or other authorities in Pakistan as are by law empowered to impose any tax or cess.

لہذا ضلعی حکومتیں State کا حصہ ہیں یعنی ان کے بغیر ریاستِ پاکستان نامکمل ہے۔ اسی آئین کا آرٹیکل 32 کہتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو encourage کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ توencourageکرنے کے لئے آپ سےoptionمانگ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! الیکشن نہ کروانا ان کوencourageکرنا نہیں ہے۔اس کے بعد آئین کا آرٹیکل(A)140کہتا ہے کہ:

> 140(A) Each Province shall, by Law, establish a Local Government System and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the Local Governments.

آئین بار بار یہ کہتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرانے ہیں اور ان اداروں کوempowerکرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کس نے کرانے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں اور آپ بحث نہ کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔Chairصرف اور صرف ہماری استدعا سن لے بجائے اس کے کہ گورنمنٹ کا حصہ بن کر ہمیں جواب دینا شروع کر دے تو وہ مناسب نہیں ہوگا۔ حکومت پنجاب نے اس بل کے ساتھ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہ کرانے کے لئے مہلت مانگی ہے اور اسےextendکیا ہے۔ پہلے ایک دفعہ ہم نے پچھلے سال فروری میں چھ ماہ کی مہلت لی تھی جو کہ اگست میں ختم ہوگئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: فراخ دلی کا مظاہرہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگست سے لے کر اکتوبر تک کا وقت آئینی طور پر کسی طریقے سے بھیcoveredنہیں ہے۔ اکتوبر2010میں آپ نے ایک سال کی مہلت لی جو کہ پچھلے سال اکتوبر میں ختم ہوگئی۔ پھر آپ نے اس پر کچھ نہیں کیا اور پھر آپ نے ایک نئیextensionمانگی کہ ہمیں مزید دن چاہئیں اور180دن کی اور توسیع مانگی۔ گورنر صاحب نے یہ چیز آپ اور اس اسمبلی پر واضح کی ہے کہ یہ آئین کے منافی ہے۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے گریڈ بیس کے آفیسر کی شرط ہٹا دینا اور جونئیر افسروں کو لگانے پر اعتراض کرتے ہوئے اسے نامناسب کہا ہے۔ اگر ہم آگے چلیں تو اے سی آر لکھنے کی ڈی سی او کی بات جو کہ ضلع ناظم نے لکھنی تھی، اسے بھی ہم نے ہٹا دیا ہے اور ایک منتخب آدمی کا اختیار ہم نے ختم کر دیا ہے جس پر گورنر صاحب نے اعتراض لگایا ہے۔ ایک اور اعتراض گورنر صاحب

نے یہ بھی لگایا ہے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی بنا کر آپ کو جو کہ elected body کا اختیار تھا ایک ضلع اور تحصیل کے اندر ان کے اکاؤنٹس دیکھنے کا طریق کار تھا، اسے بھی ضلع کے اندر سے لے لیا ہے اور آپ نے اس کے اندر install کر دیا ہے چونکہ گورنر صاحب وکیل ہیں اور میں تو وکیل نہیں ہوں اور سپریم کورٹ کے ججز کے فیصلے تو ان کی finger tips پر ہوتے ہیں اور انہوں نے پھر سے سپریم کورٹ کی judgement pronounced on 07-10-2011 کا ایک پیراگراف quote کیا ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں کہ:

> It is imperative to remind ourselves particulary those who are under Oath, "to defend and protect" the Constitution that in terms of Article 5(2), "obedience to Constitution and law is the [inviolable] obligation of every citizen wherever he may be and of every other person for the time being with Pakistan." A Constitutional provision which is time bound is always mandatory unless the context otherwise provides so. The provisions of Article 254 of the Constitution i.e. "failure to comply with requirement as to time does not render an act invalid" are not intended to condone non-compliance of a mandatory and time bond provision, rather are meant to save the action taken belatedly.

اس کے بعد اسی judgement کے اگلے پیراگراف میں گورنر صاحب quote کرتے ہیں کہ:

Society is grow nation progress by strict adherence to rule of Law.

اور اس کے بعد جب ہم دیکھتے ہیں تو مجھے ابھی وہ exact یاد نہیں اور اس وقت میں نے آپ کو یاد کرایا تھا کہ آپ کے ضلع ناظم سے متعلق عدالت کا ایک فیصلہ تھا وہ ضلع ناظم آپ کے اپنے عزیز تھے پچھلے دور حکومت میں صوبائی حکومت نے جب ان کے ساتھ کچھ معاملات میں صحیح سلوک نہیں کیا تھا تو عدالت نے انہیں ریلیف دیتے ہوئے کہا تھا کہ صوبائی حکومت صوبائی معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔اسی طرح خواجہ احمد حسان مسلم لیگ (ن) کے لاہور کے ایک ٹاؤن ناظم تھے،ان کے ساتھ جب صوبائی حکومت نے معاملات میں صحیح برتاؤ نہ کیا تو عدالت نے وہاں بھی یہ کہا تھا کہ لوکل گورنمنٹ۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تو کوئی الٹا کام کرتے نہیں ہیں، آپ نے تو کبھی الٹا کام نہیں کیا ناں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: انہیں بھی عدالت نے یہ کہا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کے معاملات میں صوبائی حکومت دخل اندازی نہ کرے۔ عدالت نے بار بار کہا اور لوکل گورنمنٹس کی independence کو قائم رکھنے کے لئے بار بار فیصلے کئے ہیں۔ یہ آئین کے آرٹیکل 189 پھر کہتا ہے کہ:

189. Any decision of the Supreme Court shall, to the extent it decides a question of law or is based upon or enumicates a principle of Law be binded on all other courts of Pakistan.

اگر سپریم کورٹ یہ کہتی ہے کہ یہ کرو تو پھر باقی ساری عدالتوں پر بھی binding ہے اور اس حوالے سے آرٹیکل 190 of the Constitution کہتا ہے کہ:

190. All executive and judicial authorities throughout Pakistan shall act in aid of the Supreme Court.

تو سپریم کورٹ اور آئین نے بار بار کہا ہے کہ لوکل گورنمنٹس کو خدارا پھلنے پھولنے دو اور انہیں encourage ہونے دو، ان کے پاس اختیارات آنے دو لیکن ہم ان کا گلہ گھونٹ کر بیٹھے ہوئے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں۔ ہم نے ان کے الیکشن کروا کر لوگوں کو نچلی سطح پر اختیارات دینے ہیں اور لوگوں کو نچلی سطح پر اپنے فیصلے خود کرنے کا اختیار دینا ہے۔ ہم تو پہلے بھی یہ کہتے رہے ہیں اور میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے جبکہ گورنر صاحب بھی میرے نقطہ کے ساتھ متفق ہیں اور انہوں نے اپنے آئینی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے یہ بل واپس اسمبلی بھیجا ہے کہ خدارا اسے reconsider کر لیں کیوں آئین کی روح کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو کیونکہ آئین کی روح یہ ہے کہ اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کیا جائے۔ وفاقی حکومت سے اختیارات صوبے کے پاس منتقل ہوئے اور یہی بحث مستقل لاء منسٹر صاحب ہمارے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ اب ہم اٹھارہویں ترمیم سے با اختیار ہو گئے ہیں اور ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔ خدارا اپنے سے نیچے والوں کے اختیارات کو یوں سلب نہ کریں، ان پر قبضہ نہ کریں اور ان پر قابض نہ ہوں۔ گورنر صاحب نے یہی observation لگا کر بھیجی ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اسے properly reconsider کریں۔ یہ آپ نے جو procedure بنا دیا ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود غلط ہے کیونکہ rules کو amend کرنے کا rule chapter 19 کے اندر موجود ہے جسے آپ نے

follow نہیں کیا اور آپ نے ایک حکم کے ذریعے صادر کر دیا کہ 235 rule مجھے اس کی اجازت دیتا ہے۔ وہ وہاں پر اجازت دیتا ہے جہاں پر کوئی چیز defined نہ ہو۔ یہ عمل defined ہے اور بل کو consider کرنے کا عمل define ہے، rules کو amend کرنے کا پورا chapter موجود ہے۔ آپ نے ان دونوں کو ہٹا کر یہ کر دیا خدارا اس بل کو دوبارہ ایک دفعہ consider کریں اور لوکل گورنمنٹ کے الیکشن اور لوکل گورنمنٹ کے معاملات کے اندر ہونے والی دخل اندازی پر غور کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی دفعہ یہ چیز دیکھنے میں آ رہی ہے کہ منتخب حکومت کا روّیہ آمرانہ ہے، منتخب حکومت ان فورسز کو زیادہ طاقتور کر رہی ہے جنہیں عوامی نمائندوں کے ماتحت ہونے چاہئیں اور پہلی دفعہ ایسا ہو رہا ہے کہ میرٹ کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ جب میرٹ کی دھجیاں اس انداز سے اڑائی جائیں کہ اسے آئین کا حصہ بنا دیا جائے اور protection دے دی جائے تو یہ سیدھی سیدھی سمجھ میں آنے والی بے انصافی ہے۔ جو آئین کہتا ہے، جو چیف جسٹس صاحب کہہ رہے ہیں، جو بات ہم یہاں پر کہتے رہے ہیں، میڈیا کہہ رہا ہے، این جی اوز کہہ رہی ہیں اور سول سوسائٹی کہہ رہی ہے۔ وہی بات گورنر صاحب نے بھی objections لگا کر اپنے message میں یہاں پر بھیج دی۔ آپ ایک senior most person ہیں، میں میرٹ کے حوالے سے بات کرتی ہوں جو سیدھی سی سمجھ میں آنے والی ہے۔ مجھے بتائیں کہ آپ کے ایک junior person کو آپ کا head بنا دیا جائے اور آپ سے یہ کہا جائے کہ آپ اس کو جوابدہ ہیں۔ آپ استعفیٰ دینا پسند کر لیں گے، آپ اپنی جاب چھوڑ جانا پسند کر لیں گے اور آپ اپنا loss برداشت کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ تو 1970 میں پہنچ گئی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بات کو سنجیدگی سے لیا جائے کیونکہ میں سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں۔ میں قطعاً کوئی point scoring نہیں کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ، آپ ٹھیک بات کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری سمجھ میں جو چیز آ رہی ہے میں وہ بتا رہی ہوں۔ خدارا اس کو یہ نہ سمجھئے کہ میں شاید تنقید برائے تنقید کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے اپنا یہ وتیرہ رکھا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کل کو مجھ سے کوئی junior جس نے مجھ سے سیکھا ہو وہ میرے اوپر تعینات کر دیا جائے تو میں کتنی hurt ہو جاؤں گی؟ جب ہم انصاف کی بات کرتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں انصاف نہیں ہے تو وہ یہی باتیں ہیں۔ جب اسے ایک آئینی تحفظ حاصل ہو جائے گا اور ہم یہاں بیٹھ کر اس قسم کے فیصلے کر لیں گے۔ ایسا ہو رہا ہے کہ 18 گریڈ آفیسر کے سامنے 22 گریڈ کے آفیسر جوابدہ ہیں۔ اس وقت یہ ہو رہا ہے۔ پھر ہم کس منہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم انصاف کے علمبردار ہیں اور پھر کس منہ سے ہم میرٹ کی بات کرتے ہیں؟ کم از کم حکومت پنجاب اور ان کے سرکردہ لیڈروں کو یہ بات ضرور سمجھ میں آنی چاہئے کہ یہ صرف ان کی انا یا ان کی گورنمنٹ کا سوال نہیں ہے۔ یہ ایک وتیرہ بن جائے گا، یہ ایک طریقہ کی ابتدا ہو جائے گی اور اس اسمبلی سے بے انصافی شروع ہو جائے گی۔ جب legislative authorities غلطیاں کریں گی اور ایسی غلطیاں کریں گی تو پھر ہم کس منہ سے دوسروں کو کہہ سکیں گے کہ میرٹ پر فیصلے نہیں ہو رہے ہیں؟ یہ ناانصافی کو legal شکل دینے والی بات ہے۔ جب ہم میرٹ کی بات کرتے ہیں تو ہم میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے لئے اس کو legal شکل دے رہے ہیں۔

جناب والا! گورنر صاحب نے جو messages بھیجے ہیں ہم نے ان پر چار سال گزار دیئے۔ ذرا سوچئے! چار سال سے حکومت پنجاب نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن لٹکائے ہوئے ہیں اور اب تو tenure بھی ختم ہونے والا ہے۔ ہم نے مارچ میں سینیٹ کا الیکشن لڑنا ہے، ابھی 180 دن مزید مانگے گئے ہیں اور 180 دن بھی confirm نہیں ہیں بلکہ اس میں بھی لچک ہے کہ اس کو بھی دیکھا جائے گا۔ پھر اس کے بعد جنرل الیکشن ہیں۔ آپ خود سوچیں کہ ہماری قوم اس بات کی متحمل ہے کہ وہ سال میں تین تین الیکشن کرائے، لوگ صرف ووٹ ہی ڈالنے جاتے رہیں گے، الیکشن campaign ہی چلاتے رہیں گے اور سیاستدانوں کی تقریریں ہی سنتے رہیں گے، اگر ان کے کئے ہوئے وعدے پر اعتبار کر لیا جائے تو اس سال میں لوکل گورنمنٹ کا بھی الیکشن ہے۔ اگر اعتبار کیا جائے تو اگر اعتبار نہ کیا جائے تو پھر ٹھیک ہے، سینیٹ کا الیکشن ہے اور پھر جنرل الیکشن کی تیاریاں بھی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایک منتخب حکومت نے جمہوریت میں رہتے ہوئے آمریت کو فروغ دیا ہے اور اس کا تمام تر کریڈٹ خادم اعلیٰ اور

ان کی ٹیم کو جاتا ہے۔ یہ ہسٹری ہے جو مورخ لکھے گا۔ بخدا جب یہ اسمبلی بنی تھی تو میں یہ سمجھتی تھی کہ بہت زبردست کام ہوں گے ہم اپوزیشن میں کام کریں گے کیونکہ اپوزیشن میں ہونا کوئی بری بات نہیں ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم لوٹے بن کر وہاں پر اپنے مفادات لینے چلے جائیں۔ میں اپوزیشن بنچوں پر رہ کر کام کر سکتی ہوں، میں یہاں پر لوگوں کے مسائل اجاگر کر سکتی ہوں اور میں نے اپنا یہ فرض نبھایا ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے جو باتیں مجھے سمجھ میں آئیں وہ میں نے گوش گزار کر دیں اس نیت کے ساتھ کہ شاید میری ان باتوں پر عمل ہو سکے جو میں سن کر آ رہی ہوں، جو میڈیا کہہ رہا ہے اور عوام کہہ رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے یہی روّیے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب میری بات کو سن ہی نہیں رہے بلکہ ہنس رہے ہیں۔ انہیں اسی طرح ہنسنا چاہئے کیونکہ ان کے روّیے یہی ہیں۔ آج یہ ہنس لیں کل کو دنیا آپ پر ہنسے گی، کل کو میڈیا آپ کا تمسخر اڑائے گا اور آنے والی نسلیں بھی۔ جس قسم کی غلطیاں اس وقت پنجاب حکومت کر رہی ہے اس کا خمیازہ اس شکل میں یہ بھگتیں گے کہ بچے اور قوم ان پر ہنسے گی۔ اس اسمبلی کو کسی تھیٹر کی طرح سے مت سمجھیں، یہ مقدس ایوان ہے اور یہ سنجیدگی سے legislation کرنے والی جگہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس وقت سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں اور مسائل پر بات کر رہی ہوں۔ میرا مقصد کسی کو degrade کرنا نہیں ہے بلکہ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کی بات سنوں گا اُن کی نہیں سنوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری استدعا صرف یہ ہے کہ میرے الفاظ آج ریکارڈ پر آ جائیں۔ کم از کم یہ قوم گواہ رہے گی کہ آمنہ الفت نے غلط بات پر کسی کا ساتھ نہیں دیا تھا۔

MR SPEAKER: good.

محترمہ آمنہ الفت: میں زور لگا کر بول سکتی ہوں، میں debate کر سکتی ہوں۔ میں بتا سکتی ہوں، بتانا میرا حق ہے اور یہ حق مجھ سے چھینا نہیں جا سکتا بے شک یہ مجھ پر ہنس لیں۔

جناب سپیکر! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پھر request کروں گی کہ ہم نے جمہوریت کا جو پودا لگایا ہے اسے پھلنے پھولنے کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بالکل اس کو پروان چڑھائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کل طے ہوا تھا کہ جعلی دوائیوں والے مسئلے پر بات ہو گی اور جعلی ادویات سے جو بندے مر رہے ہیں اس پر بریفنگ دی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ دونوں اپوزیشن لیڈرز بھی یہاں موجود ہیں ان کو بلا لیا جائے اور ہم بریفنگ سن لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: دونوں اپوزیشن لیڈرز کون؟ نولاٹیا صاحب! آپ جلدی جلدی اس پر بات کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ وہی بل ہے جس پر آپ نے 15 منٹ House کو نہیں چلنے دیا تھا کہ کہیں اس ممبر کو بولنے نہ دیا جائے۔ اتفاقاً وہی بل آج پھر آ گیا ہے اور آج میں اپنی مرضی سے پوری بات کروں گا۔

جناب سپیکر: House کا وقت آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو ہمیشہ Rules اور Procedure کا پابند ہونا چاہئے۔ Democracy کی spirit یہ ہے کہ چیف ایگزیکٹو کو کسی نہ کسی قانون اور ضابطے کا پابند بنایا جانا چاہئے۔ جن کو ہم آمر کہتے رہے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ 20 گریڈ کے ڈی سی او کی posting کی جانی چاہئے۔

کورم کی نشاندہی

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جا رہے ہیں اور میں نے ساری بات ان کے لئے کرنا تھی۔ پہلے کورم پورا کر لیں پھر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے۔ کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2011

(۔۔۔جاری)

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں The Punjab Local Government Bill 2011. پر بات کر رہا تھا کہ ترمیم کرتے وقت یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کبھی ہم نے ان بنچیز پر بھی آنا ہے۔ Rules of Business Punjab Government کے اندر بتایا گیا ہے کہ بیوروکریسی کی، transfer, posting, promotion. کے rules and instruction بھی ہیں تو ان کو follow کیا جانا چاہئے اور ان کو follow کرنے کے لئے جس طرح سے چیف سیکرٹری پابند ہے، جس طرح سے ایک کمشنر اور ایک ڈی سی او پابند ہے اسی طرح معزز چیف منسٹر کو بھی ان rules کو follow کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جھگڑا یہ ہے کہ کسی ایک فرد کو oblige کرنے کے لئے House کے اندر legislation پیش کر دی جاتی ہے۔ ہمارے قائد ایوان نے ایک practice شروع کی ہوئی ہے کہ ضلع مظفر گڑھ میں آتے ہی پہلا "ڈی سی او" گریڈ 17 کا لگایا، دوسرا 18 گریڈ اور تیسرا گریڈ 19 کا لگایا اور آج گریڈ 19 کے کام کر رہے ہیں۔ جب یہ writ ہائیکورٹ میں ہوئی کہ آپ posting and transfer کے معاملے rules کو follow نہیں کر رہے تو انہوں نے لاہور میں گریڈ 21 کی post پر گریڈ 18 کا regular officer لگا دیا جس کو بعد میں انہوں نے اس کو گریڈ 19 میں upgrade کیا اور اس کی posting کر دی۔ اب ہائیکورٹ نے حکومت سے رپورٹ مانگی ہوئی تھی کہ کس قانون کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب نے گریڈ 21 کی post پر گریڈ 19 کا grad-18 regular کے بندے کو post کیا ہوا ہے؟ اب اس writ کا جواب دینے کے لئے ہمارے معزز وزیر قانون نے یہ ترمیم یہاں پیش کی ہے کہ "ڈی سی او" کی تقرری کے لئے جو گریڈ 20 کی شرط تھی اس کو ختم کر کے یہ نہیں کہا کہ وہ گریڈ 19 کا alter کر کے کر دیا جائے یا گریڈ 17 کا کر دیا جائے یا گریڈ 18 کا کر دیا جائے بلکہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے کہ انہوں نے کیا ختم کیا ہے، جہاں لکھا ہوا تھا کہ:

Any officer of scale 20 shall be omitted.

یعنی جہاں پر گریڈ 20 کا تذکرہ ہے اس کو ختم کر دیا۔ اب اگر اس کو ختم کرتے ہیں تو اس شق کو پڑھنے کے بعد وزیر اعلیٰ محترم پر کوئی شرط نہیں ہے کہ وہ گریڈ 1 کے بندے کو "ڈی سی او" لگائیں یا گریڈ 22 کے بندے کو "ڈی سی او" لگائیں یا گریڈ 9 کے بندے کو لگائیں کیونکہ گریڈ کی شرط بالکل ختم کر دی گئی ہے۔ یہ

بات بالکل اسی طرح ہے کہ جب لاء منسٹر اس side پر ہوا کرتے تھے اس وقت گزشتہ حکومت نے ایک ترمیم دی تھی کہ فلاں جگہ پر posting کے لئے ایسے فرد کو لگایا جائے جو ریٹائرڈ جج آف ہائیکورٹ ہو اور تیسری شق یہ تھی کہ any person can be appointed as such and such تو اسی سیٹ پر کھڑے ہو کر میرے معزز وزیر قانون نے کہا تھا کہ ایک فرد ہے جس کو اس وقت کے لاء منسٹر صاحب appoint کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اندر کوئی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے وہاں پر any person لکھ کر قانون کا مذاق اڑایا گیا ہے اگر معزز وزیر قانون کو وہ بات یاد ہو جس میں انہوں نے یہیں کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ ضروری ہے کہ ساری باتیں یہاں پر کی جائیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ساجھا ولد گاما سکنہ گجرات جس کی تعلیم میٹرک بھی نہیں ہے اس کو ہماری حکومت لگانا چاہتی ہے اس لئے any person کا لفظ اس میں لکھ دیا گیا ہے۔ آج راجہ بشارت کی روح ہمارے وزیر قانون میں یہاں حلول کر آئی ہے اور وہ بات انہوں نے یہاں لکھ دی ہے کہ گریڈ 17 کی بھی شرط ختم، آپ چاہیں تو گریڈ 2 کے بندے کو بھی لگا سکتے ہیں، گریڈ ایک کے بندے کو بھی لگا سکتے ہیں کیونکہ آپ کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ اس بل کے اندر ایک دوسری مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ Rules of Procedure کے اندر یہ بات موجود ہے کہ فلاں آفیسر کی اے سی آر کون لکھے گا، کہا گیا کہ چیف سیکرٹری لکھے گا یا کمشنر لکھے گا کون initiate کرے گا؟ اب یہاں پر ترمیم کرنے کے بعد ہمارے معزز وزیر قانون نے Honourable Chief Executive of the Province کو یہ اختیار دیا ہے کہ ڈی سی او کی اے سی آر وہ فرد لکھے گا جس کا تقرر وزیر اعلیٰ محترم کریں گے۔ اب چاہے وہ اپنے نائب قاصد کو مقرر کر دیں اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے چاہے اپنے نوکر کو کر دیں، چاہے رائیونڈ کے گن مین کو کر دیں اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ اس ترمیم کے بعد وزیر اعلیٰ محترم کے پاس پورے اختیارات ہیں کہ ڈی سی او کی اے سی آر لکھنے کے لئے کون سا فرد مقرر کیا جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ بہت اچھی ہو گی ہمارے قائد ایوان بھی بہت اچھے ہوں گے وزیر قانون پر تو میں تبصرہ نہیں کرتا جو بھی فرد ہو اس کے rules بنا دینے چاہئیں کہ وہ کمشنر ہو گا۔۔۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہ کوئی منسٹر ہوگا وہ چیف سیکرٹری ہوگا، وہ ایڈیشنل سیکرٹری ہوگا لیکن فرد کا تقرر کر دینا چاہئے تھا۔ اب ایک اور بڑی مضحکہ خیز قسم کی ترمیم وزیر قانون نے propose کی ہے اور وہ کیا ہے، یہ جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی آڈٹ کرنے والی ٹیم ہے وہ کہاں سے آئے گی؟ اس کے لئے یہ کیا گیا ہے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی کا تقرر معزز وزیر اعلیٰ کریں گے یعنی اس میں "گورنمنٹ" کا لفظ ہے۔ جہاں گورنمنٹ کا لفظ آئے گا It means کہ چیف منسٹر ہی کریں گے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اگر یہاں پر یہ ترمیم کر دیتے کہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی کی سربراہی کمشنر کرے گا، چیف سیکرٹری کرے گا، فلاں اکاؤنٹس آفیسر کرے گا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی تھی اور ہم بھی کہتے اور ترمیم پیش کرتے کہ کمشنر کی بجائے چیف سیکرٹری لکھیں، چیف سیکرٹری کی بجائے آپ ایڈیشنل چیف سیکرٹری لکھیں۔ اب وزیر قانون نے جو یہاں پر لکھا ہے کہ گورنمنٹ اس کا تقرر کرے گی، اب گورنمنٹ تقرر کرنے کے لئے کوئی شرط کسی rule کے اندر موجود نہیں ہے۔ اب اگر یہ وزیر قانون کے گن مین کو بھی اکاؤنٹس کا چیئرمین بنا دیں تو اس کو کوئی rule روک نہیں سکتا۔ Rules اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ اگر Chief Executive of the Province کوئی ایسا کام کرے جس کی rules میں اجازت نہ ہو۔ Rules of Law کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قانون کی حکمرانی ہو افراد کی حکمرانی نہ ہو، اب یہ کس فرد نے کرنا ہے یہ جب ہمارے قائد ایوان چاہیں گے اور جو چاہیں گے اس کے مطابق کر دیا جائے گا۔ اسی طرح میں ایک اور بات کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ سنٹرلائزیشن آف پاور جو ہے یہ دنیا کی تمام مینجمنٹ کے اندر تسلیم شدہ بات ہے کہ سب سے کم productive چیز جو ہے وہ سنٹرلائزیشن آف پاور ہے۔ عجیب مذاق ہے کہ سیکرٹریوں کی تقرری چیف منسٹر صاحب کرتے ہیں، ڈی سی او اور ڈی پی او کی تقرری بھی چیف منسٹر صاحب کرتے ہیں، آئی جی پولیس کی تقرری بھی چیف منسٹر کرتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب ایڈہاک کمیٹیوں تک بھی بات آ گئی ہے کہ ڈسٹرکٹ ایڈہاک کمیٹیوں کا تقرر بھی ہمارے چیف منسٹر کریں گے، اے سی آر لکھنے والے افراد کا تقرر بھی وہی کریں گے؟ میری یہ گزارش ہوگی کہ rules میں تو آپ نہ لے کر آئیں otherwise پوری دنیا کو یہ پتا ہے کہ ہمارے مظفر گڑھ کے پٹواریوں کے directives چیف منسٹر کے دفتر سے جاتے ہیں اور ایس ایچ او کے بھی جاتے ہیں لیکن کم از کم rules میں تو موجود نہیں ہے۔ ان rules میں کل کو یہ ترمیم لائیں گے کہ مظفر گڑھ کے موضع گھلاپور کے پٹواری کا تقرر بھی ہمارے معزز چیف منسٹر صاحب کریں گے۔ ساری دنیا کے اندر سنٹرلائزیشن آف پاور دنیا کی انتہا درجہ کی بدانتظامی تصور کیا جاتا ہے۔ ایک اور بات کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا اور وہ یہی ہے کہ اگر

اتنی بڑی بڑی ترامیم ہمارے معزز وزیر قانون لانا چاہ رہے تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ statement of objects جو ہے each and every line should be clarified and with clarity ان کو لکھنا چاہئے تھا۔ انہوں نے اس میں چند لفظ لکھ دیئے اور وہ الفاظ کیا تھے؟ وہ یہ ہیں کہ "وزیراعلیٰ کی سہولت کے لئے" کہ وہ جس کا چاہیں تقرر کریں، اس rule کو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس ترمیم کی ویسے بھی ضرورت نہیں تھی اور وہ اس لئے کہ اس ترمیم کے آنے سے پہلے Honourable Chief Executive of the Province جو ہیں وہ پہلے بھی گریڈ 19 کی جگہ پر گریڈ 17 اور گریڈ 21 کی جگہ گریڈ 18 کی تقرریاں کر رہے ہیں۔ ایک شاعر نے اس کے متعلق بڑی خوبصورت بات کی تھی کہ:

یوں بھی ہم دور رہتے تھے
یوں بھی سینوں میں اک کدورت تھی
تم نے رسما بھلا دیا ورنہ
اس تکلف کی کیا ضرورت تھی

جناب سپیکر: جی، شوکت محمود بسراء صاحب!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے بھائی چوہدری احسان الحق نولاٹیا جو گفتگو کر رہے تھے میرے خیال میں انہوں نے اتنی مدلل اور قانونی گفتگو کی۔ Honourable Chair جس پر آج آپ تشریف فرما ہیں کل یہاں پر ہمارے بھائی ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان تشریف فرما تھے ہم نے بڑی منتیں کیں، بڑے ترلے کئے، بڑی فریادیں کیں اور ہم نے سردار صاحب کی بھی منتیں کیں لیکن ہماری کوئی بات نہیں سنی گئی۔ آج بھی میں یہ عرض کردوں کہ جو کچھ بھی ہونے جا رہا ہے، یہ جو کالے قوانین بنائے جا رہے ہیں undoubtedly شاید۔۔۔

جناب سپیکر: کالا کوٹ تو آپ نے بھی پہنا ہوا ہے۔۔۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ پہلے میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! Definitely یہ تو شاید ضرور ہوگا کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کا نام Guinness Book of World Record میں تو شاید آ جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے لئے خوشی کی بات نہیں ہوگی؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلے میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان کا نام تو شاید اس میں آ جائے اس لئے کہ میں نے کل ان کو سکندر اعظم بھی کہا تھا، بابر بھی کہا تھا لیکن اگر ہمارے چار سالہ دور میں پنجاب اسمبلی کی تاریخ کے سیاہ دن گنے جائیں گے تو وہ کل اور آج کا دن ہو گا۔ ہمیں آپ سے ہمدردی بھی ہے اور آپ کی مجبوریوں کا بھی احساس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میرے سے ہمدردی نہ کریں آپ کی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ہمدردی اس لئے بول رہا ہوں کہ آپ بھی ان کے سامنے جا کر مجبور ہو جاتے ہیں جہاں پر ایک وزیر قانون صاحب نے ہمارے تمام بھائیوں کو دو دن سے یرغمال بنایا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری آپ پہلے گزارش تو سن لیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی ان مجبوریوں پر ایک گزارش کر دوں کہ کل جب ہمارا وہ بھائی جو آپ کا برخوردار ہے، کل جب یہاں پارلیمنٹیرین بن کر بیٹھے گا تو یقین مانیے کہ ہم کوئی اچھی روایات چھوڑ کر نہیں جا رہے۔ یہ کالے قوانین ہمارے اس برخوردار کو یاد دلائیں گے کہ یہ جو کالے قوانین بنائے گئے تھے اس وقت آپ محترم سپیکر تھے اس لئے میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہمیں آپ کی مجبوریوں کا اندازہ ہے اور ایک شعر بھی آپ کی نذر کرتا ہوں۔

یاریاں وی ضرورتاں دے تبادلے سن
ضرورتاں نے اے پاک جذبہ پلیت کیتا
جد وی نکلی منافقت دی شراب نکلی
خلوص جد وی میں دوستاں دے کشید کیتا

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی عرض کر دوں کہ انشاءاللہ legislation اپنی اکثریت کے زور پر ہی کریں گے۔ مجھے آج کچھ دوستوں نے کہا کہ آپ نے اپنی فریاد آج کیوں نہیں سنائی؟ میں نے کہا کہ فریاد کل اتنی سنائی کہ ساڑھے چھ سات بج گئے لیکن کسی پر اثر نہ ہوا۔ آج چونکہ آپ اس Chair پر

بیٹھے ہیں میرا فرض ہے کہ میں عرض کر دوں اور ہمارا وہ right reserved ہے کہ یہ جو قانون سازی ہو رہی ہے ہم اس کو چیلنج کریں گے۔ میں نے یہ بات کل بھی کی تھی اور آپ یقین مانئے گا کہ یہ جو آج قانون سازی ہو رہی ہے بطور قانون کا ادنیٰ طالب علم ہونے کے ناتے کہہ رہا ہوں کہ یہ تمام کی تمام کارروائی illegal ہو رہی ہے، Rules of Procedure کے against ہو رہی ہے۔ یہ جو بل واپس آئے ہیں ایک صوبے کے constitutional head نے آپ کو بھیجے ہیں جس کے لئے ہماری یہ کتاب، جب میں اسمبلی میں آیا تھا تو مجھے ہمارے جو سینئرز تھے انہوں نے ایک کتاب دکھائی تھی اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ:

Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

اس کے اندر rule 113 ہے اور جو بہت clear ہے۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جب کسی چیز میں ambiguity ہو، کسی چیز کی قانون کے اندر نہ ہو تو وہ rule 235 جو آپ نے استعمال کیا اور یہاں تمام rules relax کئے گئے۔ Rule 113 میں clear word ہے کہ جب Bills اسمبلی میں آتے ہیں، کل ہمیں ٹائم نہیں دیا گیا تھا لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ جب نیا بل آتا ہے تو اس پر consideration نہیں ہوتی، consideration of the Bills rule 94 میں آتا ہے اور یہ reconsideration میں آتا ہے، جب reconsideration میں آئے گا تو وہ rule 113 میں آئے گا اس کا طریق کار بھی بہت clear ہے۔ میں صرف عرض کر دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس پر کل بحث کر چکے ہیں۔ اس پر آپ کی بہت لمبی چوڑی بحث ہو چکی ہے، جی، بڑی مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو آپ کا حکم ہو گا۔ اس میں یہ بہت clear ہے پلیز سن لیں۔

جناب سپیکر: اب ٹائم نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Rule 113 میں بڑا clear ہے کہ:

113(1) when a Bill passed by the Assembly is returned by the Governor to the Assembly with a message requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered…

کل میں نے یہاں پر تین ڈکشنریاں پیش کی تھیں، ہمارے لاء منسٹر صاحب کی قابلیت آپ کو بھی پتا چل گئی ہو گی کہ جب اتنی بڑی incompetence کہ آپ نے اپنی incompetence کے ذریعے یہ سارا کچھ prove کیا اور مجھے عرض کر لینے دیں گورنر صاحب کی طرف سے یہ بل واپس آ گئے اور اس میں لفظ تھا reconsidered جب reconsidered ہو گا تو وہ نظر ثانی میں آئے گا اور جب نظر ثانی ہو گی تو اس کے لئے laws clear ہیں وہ یہ ہیں کہ:

> That any amendment specified in the message be considered, the Secretary…

ہمارے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں جو سارا کچھ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہاں نہیں بول سکتے، آپ اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگتی۔

The Secretary shall circulate the message to the members and shall…

MR SPEAKER: It has been circulated.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے عرض کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے circulate کیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کہاں؟

جناب سپیکر: آپ کو ملے نہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ کہیں circulate نہیں ہوا۔ اب مجھے عرض کر لینے دیجئے، اگر تو یہ اس کو circulate ہونا کہتے ہیں کہ ہمارے لاء منسٹر کے دفتر کے ارد گرد چکر لگاتا رہا یا سیکرٹری صاحب کے کمرے میں جاتا رہا ہے تو وہ کہاں circulate ہوا؟

جناب سپیکر: آپ ساتھ والوں سے پوچھ لیں کہ circulate ہوا ہے کہ نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کر لوں۔

> The Secretary shall circulate the message to the members and shall also send an intimation to that effect to the Minister for Law.

جناب سپیکر: بسراء صاحب! ہمارے پاس ٹائم بڑا short ہے مہربانی کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں باقی چھوڑ دیتا ہوں اس کی صرف تیسری کلاز پڑھ دیتا ہوں۔ The Secretary shall…

MR SPEAKER: What?

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

> The Secretary shall, as soon as may item include the of reconsideration, or consideration as the case may, in the List of Business.

اب میں گزارش کروں گا کہ جب ہم بل لے کر آئے تو وہ کمیٹی کو refer ہوا، پھر وہاں سے House میں آیا اور reconsider میں بھی وہی طریق کار اختیار ہونا تھا لیکن وہ طریق کار اختیار نہیں ہوا۔ یقین مانئے میں نے کل بھی یہ بات کہی تھی۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں اور مجھے ان کی بات بھی سن لینے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات ختم کر رہا ہوں۔ آج دوسرا دن ہو گیا ہے کہ ضیاء الحق کی روح تواتر کے ساتھ چکر لگا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ایوب خان کی روح بھی آرہی ہے، ڈیڈی کی روح بھی آرہی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منڈا صاحب سے کہیں کہ بیٹھ کر بات کریں۔ اچھا بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ایک شعر آپ کی نذر کر کے بیٹھ جاتا ہوں کل بھی history کے لئے نذر کیا تھا۔ آنے والا مورخ لکھے گا، آپ کے بچے اس House کے ممبر ہوں گے، سردار صاحب کے بچے already ممبر ہیں، لاء منسٹر صاحب کے بچے یہاں پر آئیں گے اور جب لاء منسٹر کا بیٹا گھر جا کر کہے گا "پاپا جی تسیں بڑا پوٹھا کم کیتا سی" پھر ہماری یاد آئے گی، پھر یہ باتیں یاد آئیں گی۔

جناب سپیکر: اگر پوٹھا کیا ہو گا تو یاد آئیں گی ناں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سنئے۔ میرے ایک بڑے سینئر اور محترم دوست اس House میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب شعر سنادیں اور بات ختم کریں- بڑی مہربانی-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شعر سنانے لگا ہوں وہ نازل ہو گیا ہے سنا رہا ہوں- ہمارے ایک بہت سینئر ممبر یہاں بیٹھے ہیں وہ مجھے بتانے لگے کہ جب رات کو میں جا کر بیڈ پر سویا تو میرا ضمیر بار بار اٹھے میں اسے تھپڑ مار کر سلاؤں وہ سوئے نہ، میں نے کہا سو جا من پاپی سو جا، پھر سویا جا کر-

جناب سپیکر: آپ یہ اپنی بات کر رہے ہیں یا کسی اور کی؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سن تو لیں- کہتے ہیں کہ ultimately میں نے دس پندرہ تھپڑ مارنے کے بعد اسے سلا دیا، اب صبح پھر آیا ہے تو پھر جاگ گیا ہے-

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): من پاپی بیٹھ جا-

MR SPEAKER: No cross talk. He has right.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈلے بیراں دا کجھ نہیں وگڑیا، ابھی بھی ہمیں آپ کی Chair سے توقع ہے---

جناب سپیکر: میرے پیچھے کیوں پڑے ہو؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تاریخ میں اگر ذکر ہے تو ٹیپو سلطان کا ہے، دیکھیں آج تاریخ میں میر جعفر کا نام کس طرح لیتے ہیں؟ میں سردار صاحب کا ترلا اور منت کروں گا کہ دو وفٹ کا فاصلہ ہے ابھی بھی اٹھئے اور لاء منسٹر کی منت کیجئے کہ---

جناب سپیکر: بڑی مہربانی-

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آخری شعر آپ کی نذر-

جناب سپیکر: وہ شعر کیا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آ گیا، وہ کل بھی عرض کیا تھا،

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا

جناب سپیکر: آگے بھول گئے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ مکمل ہونے والا ہے-

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی بسراء صاحب نے جو بات کی ہے مجھے ان سے بڑی ہمدردی ہے اور میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی ذرا احتیاط کریں[****]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔یہ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ light mood میں بات ہوئی ہے برا منانے کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے حذف کرا دیئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر کے message میں میرے بھائیوں نے تین چیزوں کو focus کیا ہے نمبر ایک گورنر صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے الیکشن کے لئے جو days 180 کی extension کی ہے یہ آپ نے غلط کیا ہے یہ نہ کریں۔کیا صرف پنجاب میں بلدیاتی الیکشن نہیں ہو رہے؟ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے اور یہ کس کو نہیں معلوم کہ پنجاب وہ پہلا صوبہ ہے جس نے الیکشن اتھارٹی کو notify کیا اور اسی مقصد کے لئے کہ ہم الیکشن کروانا چاہتے تھے لیکن اٹھارہویں ترمیم کے بعد ہمیں اس الیکشن اتھارٹی کو denotify کرنا پڑا اور اس وقت ملک میں حالات یہ ہیں کہ جہاں سے لوگ مستعفی ہوئے ہیں ان کے الیکشن بھی سپریم کورٹ نے stay کر دیئے ہیں کیونکہ جب تک ووٹر لسٹیں مکمل نہیں ہوتیں اس وقت تک وہ الیکشن نہیں ہو سکتے۔الیکشن بلدیاتی ہوں یا جنرل اب وہ ذمہ داری چیف الیکشن کمشنر کی ہے اور جب بھی بلدیاتی الیکشن ہوں گے تو وہ تمام صوبوں میں ہوں گے اور جس دن یہ بل discuss ہوا تھا میں on the floor of the House اس معزز ایوان کو حکومت کی طرف سے یہ assurance دے چکا ہوں کہ جب بھی چیف الیکشن کمشنر اس ملک میں بلدیاتی الیکشن کروانے سے متعلق بات کریں گے تو صوبہ پنجاب یا پنجاب گورنمنٹ اس سے پیچھے نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!انہوں نے دوسری گریڈ20 کی بات کی ہے ،ایک طرف یہ بات کی جارہی ہے کہ پی سی ایس افسروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے ، فلاں گریڈ کے افسروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے ،DMGآفیسرز دس پندرہ سال میں گریڈ 19 اور20 میں پہنچ جاتے ہیں،ان لوگوں کو موقع نہیں دیا جارہا،پی سی ایس افسر بیس بیس،پچیس پچیس سال سے گریڈ18اور گریڈ19 میں بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آدھ گھنٹہ وقت مزید بڑھایاجاتاہے۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس سے پہلے بھی گریڈ 18اور گریڈ19 کے لوگ بطور ڈی سی لگتے رہے ہیں اور یہ خواہ مخواہ کی ایک ایسی شق ڈالی گئی تھی۔چونکہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے اس نے administratively حل ہونا ہے وہ کوئی اور جگہ ہے جہاں پر میٹرک فیل لوگوں کو د بئی سے نائٹ کلب کے منیجر کو لاکر چیئرمین لگا دیا جاتا ہے لیکن یہاں پنجاب میں کوئی ایسا کام نہیں ہوتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس میں انہوں نے تیسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ بلدیاتی اداروں کو اختیارات devolve ہونے چاہئیں،ACR کی بات کی کہ وہ منتخب ڈسٹرکٹ ناظم سے لے کر چیف سیکرٹری صاحب کو دے دی گئی ہے۔اس معاملے کو بالکل سب تسلیم کرتے ہیں لیکن بلدیاتی اداروں کے وجود میں آنے کے بعد ہی اختیارات منتقل ہوں گے اور جب ڈسٹرکٹ ناظم ہو گا تو یقیناً یہ اختیارات دوبارہ واپس چلے جائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میری باتوں کا جواب نہیں دیا گیا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill.

Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011 (Bill No.46 of 2011), Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011,as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011,as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم اس سے agreed ہیں۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف کے ساتھی اس سے agreed ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گورنر صاحب نے جو message بھیجا ہے اس میں انہوں نے بعض اختیارات چانسلر کو دینے کی بات کی ہے۔ چانسلر گورنر ہوتا ہے، وہ وفاق کا نمائندہ ہوتا ہے اور democratic system کی theme یہی ہے کہ یہ ایوان ہی through Leader of the House اختیارات کو exercise کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس لئے

on the advice of the Chief Ministerگورنر،وفاق کے نمائندے نے آئین کے تحت actکرناہوتاہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was unanimously carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمیشن مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! It is the last Bill for today. I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as passed by the Assembly on 04-01-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

MRS AMNA ULFAT: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں چیئرمین کے تقرر کے لئے گورنر کے اختیارات کو curtail کیا گیا ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ گورنر کے اختیارات کو برقرار رکھا جانا چاہئے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چونکہ یہ آخری Bill ہے اس لئے میں اس حوالے سے اپنے چند اشعار عرض کروں گی۔ میں یہ اشعار انشاء اللہ اور حکومت کی نذر کرتی ہوں۔

ذاتی انا کے چُنگل سے ہو جا اب تو آزاد
یہ سنگلیاں، یہ بیڑیاں ضمیر کے گرد گرداب
سچ کا منہ چُھپا ہے آئینہ بھی ہے بے تاب
توڑ دے اِسے توڑ دے، جھنجوڑ لے آج اپنا آپ

جناب سپیکر: جی، چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک last attempt کرنے جا رہا ہوں ہو سکتا کہ شاید ہم ان کالے قوانین سے بچ جائیں، آپ کا دل موم ہو جائے اور آپ اس Chair پر بیٹھے ruling pass کر دیں کہ جتنے بھی بل پاس ہوئے وہ غیر قانونی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آرٹیکل۔116 پڑھتا ہوں اس میں ہے کہ:

116. When a Bill has been passed by a Provincial Assembly, it shall be presented to the Governor for assent.

(a) assent to the Bill; or

(b) in the case of a Bill other than a Money Bill, return the Bill to the Provincial Assembly with a message.

یہ غیر قانونی طریقہ جو adopt کیا جارہا ہے اگر یہ طریقہ نہ بھی adopt کیا جائے اور اگر reconsider کا procedure adopt کر لیا جائے جو consider کا procedure ہے جو پہلے بھی میری main intention یہی ہے تو گورنر صاحب bound ہوں۔

Requesting that the Bill, or any specified provision thereof, be reconsidered or that any amendment specified in the message be considered.

اس میں دو ہی الفاظ بار بار آرہے ہیں۔ ہم نے یہ بل consider کر کے پاس کئے، گورنر صاحب نے اُن بلوں کو reconsider کرنے کے لئے اس House کے پاس بھیجا ہے تو reconsider میں بھی وہی طریقہ adopt کیا جائے گا جو consider کرتے وقت adopt کیا گیا تھا۔ اگر اُس طریقہ کو adopt کر لیا جائے تو یہی ہوگا کیونکہ آپ نے House کے دن تو پورے کرنے ہی کرنے ہیں جو آپ نے پہلے House کے دن پورے نہیں کئے۔ کئی دفعہ کورم پورا نہ ہوا لیکن پھر بھی ہم آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ اب میں آگے پڑھتا ہوں:

When the Governor has returned a Bill to the Provincial Assembly it shall be reconsidered

جناب سپیکر: We are reconsidering it. ہم نے کب کہا ہے کہ ہم reconsider نہیں کر رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں اُسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں:

What is the procedure of reconsideration that is in rule 113.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہم پہلے کہتے ہیں کہ جمہوریت نام صرف جمہوریت کہنے کا نہیں ہے وہ رویّوں کے ذریعے پتا چلتا ہے۔ میرے بھائی عمر میں تو میرے سے بڑے ہیں لیکن آمرانہ سوچ کے مالک ہیں۔ یہاں پر ہمارا کام گلی و نالیاں بنوانا اور پٹواری و ایس ایچ او بدلوانا نہیں ہے۔ نیچے ایک ہیڈ ماسٹر صاحب

کھڑے ہیں اور جو یہ چاہتے ہیں ہیڈ ماسٹر صاحب وہ پورا کرتے ہیں لیکن ہمیں تو اپنے دل کی بات کر لینے دیجئے۔"اسیں بھکھے بتیرے لڑن ڈیہہ آں، ایہہ رَج کے وی نئیں لڑدے۔"

> It shall be reconsidered by the Provincial Assembly and it is again passed with or without amendment by the Provincial Assembly by the votes of the majority. You have the majority of the members of the Provincial Assembly presenting voting. It shall be again presented to the Governor and Governor shall give his assent within 10 days.

میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ .Every thing is crystal clear in the laws اب اگر اس کو adopt کر لیا جائے کیونکہ میرے خیال میں یہ اجلاس ابھی ہفتہ یا دس دن چلنا بھی ہے۔ میری خواہش صرف اتنی ہے کہ وہ طریقہ adopt کر لیا جائے جو آرٹیکل۔94 میں ہے۔

جناب سپیکر:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے لیکن میں تو آخری attempt پر ہوں کیونکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ضیاء الحق کی رُوح تو اتر سے دوسرے دن بھی اس کرسی کا visit کر رہی ہے۔ یقین مانئے، جمہوریت کے لئے جدوجہد کے حوالہ سے جو honour آپ کی Chair اور آپ کی فیملی کی ہے وہ شاید میں الفاظ میں بیان نہ کر سکوں اور وہی honour definitely ہمارے وزیر قانون صاحب کی بھی ہے لیکن وزیر قانون صاحب جب اِدھر تھے اور میرے دوست بتاتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب ایک آمر کے سامنے ڈٹ گئے۔آپ کی آخری ruling سننے کے لئے میرے کان ترس رہے ہیں کہ آپ فرما دیجئے کہ ضرورتیں اپنی جگہ، ہمدردیاں اپنی جگہ، مجبوریاں اپنی جگہ لیکن یہ جو کچھ ہوا ہے یہ غیر قانونی ہے تو آج کے بعد ضیاء الحق کی رُوح اس House میں نہیں آئے گی اور یہ کہہ کر آپ ہمیشہ سے آمریت کے دروازے بند کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گورنر صاحب نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے بل کے اوپر جو اعتراضات لگا کر بھیجے ہیں ان میں انہوں نے بنیادی بات یہ کی ہے کہ جس وقت اس بل کے سیکشن۔3 کے اندر گورنر نے اس کمیشن کے چیئرمین کو appoint کرنا ہے۔

(2) The Governor shall appoint the Chairman and the members of the Commission but no person who is sixty-five years of age or above and no serving Government servant shall be appointed.

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ:

(3) The Government shall determine the terms and conditions of the service of the members but the Government shall not, during the term of office of a member, vary salary, allowances and privileges to the disadvantage of the member.

لہذا ان کو گورنر نے appoint کرنا ہے اور ان کی terms حکومت نے طے کرنی ہیں اس لئے جو appoint کرنے والی اتھارٹی سے ہم نے وہ طاقت لے لی ہے۔اس میں بار بار گورنر صاحب نے اس چیز کی طرف نشاندہی کی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے اندر صدر کے اختیارات ہیں، انہوں نے فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے آرڈیننس 1977 کا حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے اس کے سیکشن (2)3 کا ذکر کیا ہے کہ:

3(2) The President shall by regulation determine the number of the members of the Commission and there conditions thereof.

مطلب یہ کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے اندر صدر نے ان کو appoint کرنا ہے اور صدر نے ہی ان کی condition of service کو بھی قائم کرنا ہے۔اسی طرح گورنر صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اندر بھی گورنر کا اختیار جس کو لے لیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ہم نے جب فیڈرل پبلک سروس کمیشن والے ماڈل کو یہاں پر replicate کیا تو یہاں پر بھی گورنر کے پاس وہ اختیارات

ہونے چاہئیں۔ یہ گورنر صاحب کی بڑی valid consideration ہے جس کے بارے میں انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ اس کو reconsider کیا جائے۔ اگر ہم اس کو کر لیں گے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ consider کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو consider کرنے کا طریقہ بھی تو ہم مستقل غلط استعمال کر رہے ہیں۔ ہم کل سے یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جو طریق کار رکھا ہے وہ لکھے ہوئے rules کے خلاف ہے۔ ہم لکھی ہوئی چیز کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ کہیں چیلنج ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے اس بات پر کیا اعتراض ہے یہ آپ کا حق ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر نے اس Act پر جو message بھیجا ہے اس میں تین چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں کہ:

1) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبر کی شرائط ملازمت طے کرنے کا اختیار گورنر صاحب کو ہونا چاہئے۔

2) چیئرمین کے علاوہ تمام ممبران کی تقرری کا اختیار گورنر صاحب کے پاس ہونا چاہئے۔

3) گورنر کو چیئرمین اور ممبر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی شرائط ملازمت کی بابت rules بنانے کا بھی اختیار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! گورنر صاحب نے اس معاملہ کو پچھلے سات آٹھ ماہ سے take up کیا ہوا ہے۔ ہم نے ان کو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کی summaries بھیجیں ان پر انہوں نے کہا کہ نہیں میں آپ کی advise کا پابند نہیں ہوں۔ میں تو اپنی مرضی سے کسی کو وائس چانسلر لگاؤں گا۔ اسی طرح سے پنجاب پبلک سروس کمیشن میں جن ممبران کو نامزد کیا گیا ان کے service rules بھیجے گئے تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں آپ کی advise کا پابند نہیں ہوں۔ میں اپنی مرضی سے یہ کروں گا۔ یہ سارے معاملات عدالتوں میں گئے پہلے ہائیکورٹ میں یہ معاملہ گیا اور وہاں DB نے ایک مفصل فیصلہ دیا جس میں یہ طے ہوا کہ:

> Governor is bound to act on the advice of the Chief Minister.

اس کے بعد یہ معاملہ سپریم کورٹ میں challenge ہوا اور وہاں بھی ایک larger bench نے اپنا فیصلہ دیا۔ گورنر صاحب نے اپنے message میں جو نکات اٹھائے ہیں یہ پہلے ہی سپریم کورٹ اور

ہائیکورٹ کے فیصلوں میں طے ہو چکے ہیں اور ہم نے جو ترامیم کی ہیں ان کو مزید clear کرنے کے لئے کی ہیں کہ:

Governor is bound to act on the advice of the Chief Minister.

اور یہ معاملات عدالتوں میں طے ہوئے ہیں۔ یہ ترامیم انہی فیصلوں کو enforce کرنے کے لئے کی گئی ہیں۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any clause of the Bill. Minister for law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 2011, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill after reconsideration by the Assembly is passed.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل جس طرح یہ طے ہوا تھا کہ آج قانون سازی کے بعد پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب معزز ایوان کو پانچ دس منٹ کی briefing دیں گے اور اس کے بعد آپ. بحث کے لئے اگلے دو تین دنوں میں تقرر فرمائیں گے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس briefing کے بعد بسراء صاحب کی مشاورت سے کسی دن کا تقرر فرما دیجئے گا۔ اس کا note شاید circulate ہو گیا ہے اگر نہیں ہوا تو وہ بھی کرا دیتے ہیں تاکہ اس پر معزز ممبران تیاری کر لیں اور اس کے بعد بحث ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جن دنوں میں ڈینگی کا معاملہ چل رہا تھا اور آج بھی جب غیر معیاری ادویات سے لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے محنت کی ہے ہم ان کی محنت کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: House کی کارروائی کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سے جو مریض ادویات لیتے تھے تو اس وقت بالکل وہی صورتحال ہے جو ڈینگی کے وقت تھی۔ ہماری صرف یہ عرض ہے کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے پاس کوئی بیس اکیس وزارتیں ہیں۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی بہت competent ہیں اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب جو اس وقت نظر نہیں آ رہے وہ بھی بہت competent ہیں ان کو وزیر صحت بنا دیں۔ یہ ہماری صرف ایک تجویز ہے آپ بے شک اس کو قرارداد سمجھ لیں۔ اس کی ایک reason ہے کہ کسی بھی حکومت کی تین بنیادی

ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ان میں تعلیم، صحت اور لاء اینڈ آرڈر ہے۔آپ کسی دوست کو وزارت صحت دے دیجئے۔ہمارے جتنے بھائی مجھے نظر آرہے ہیں بہت competent ہیں۔

جناب سپیکر!رانا افضل صاحب، رانا ارشد صاحب، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اور دیگر کئی دوست بیٹھے ہیں مگر میں کس کس کا نام لوں؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب تشریف رکھیں کیونکہ ٹائم کافی ہو گیا ہے۔House کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

(اذانِ عصر)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اپنی بات ختم کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے۔پلیز تشریف رکھیں۔جی، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے کل جن دوستوں نے مطالبہ کیا تھا اُن میں راجہ ریاض صاحب، ظہیر الدین صاحب، بسراء صاحب، ڈاکٹر اختر ملک اور محسن لغاری صاحب تھے لیکن آج دو حضرات اس موقع پر تشریف نہیں لائے۔اگر اس پر اعتراض ہو رہا ہے تو میرا اعتراض بھی قبول فرمائیں کہ قائد حزب اختلاف اور ظہیر الدین صاحب اس اہم موقع پر موجود نہیں ہیں لیکن پھر بھی میں اپنی بات دس منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دس منٹ کے لئے ہی ٹائم بڑھایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں پی آئی سی کے حوالے سے چند باتیں آپ کے علم میں لاتا ہوں کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی پاکستان کا وہ واحد ادارہ ہے جہاں پر دل کے مریضوں کے تمام آپریشن ہوتے ہیں۔اسی طرح آپریشن مینجمنٹ، پوسٹ گریجویٹ ایجوکیشن اور تعلیم و تربیت میں اس کا نمایاں مقام ہے۔اس وقت آرمی کا اے ایف آئی سی ادارہ اور کراچی کے این آئی سی بی ڈی دونوں اداروں کے مریض اکٹھے کئے جائیں تو ان سے زیادہ سرجریاں، ادویات اور consultation پی آئی سی لاہور میں ہو رہی ہیں لہذا اس لحاظ سے یہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے اُن چند ممالک میں شامل ہے جہاں پر تقریباً پانچ سے چھ لاکھ افراد کو سالانہ دل کے امراض کی مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں اور تقریباً ساڑھے چار ہزار آپریشن ہوتے ہیں۔پی آئی سی میں تقریباً ڈیڑھ سو لوگوں کو تربیت دے کر کارڈیک سرجن بنایا گیا ہے جو ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی کے کارڈیک انسٹیٹیوٹ میں

اپنی خدمات سرانجام دیں گے۔یہاں پر تقریباً پچاس ہزار مریض رجسٹرڈ ہیں اور اُن کا database موجود ہے۔یہ بھی دنیا میں ایک unique روایت ہے کہ پچاس ہزار افراد کو ایک مہینہ کی ادویات ملتی ہیں جو مختلف شہروں کے ہسپتالوں اور پی آئی سی کے ذریعے تقسیم کی جاتی ہیں۔اس لحاظ سے جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ شاید یہ دنیا کا وہ واحد ہسپتال ہے جو چھ لاکھ مریضوں کو cater کرتا ہے اور ساٹھ ہزار مریضوں کو اپنے database کے مطابق ہر مہینے ادویات فراہم کرتا ہے۔میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ جہاں negative باتیں ہو رہی ہیں وہاں یہ بھی اندازہ ہو سکے کہ ہمارے ملک میں مشکلات کے باوجود دنیا کے بہترین زرخیز دماغ موجود ہیں اور بہترین سسٹم install کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پی آئی سی میں جو واقعہ ہوا ہے اس کے حقائق آپ سب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ تمام ادویات پی آئی سی کی ایک کمیٹی خریدتی ہے اور حکومت کے procedure کے مطابق ٹینڈر طلب کئے جاتے ہیں اور lowest tender کو approve کر کے drug testing Laboratory سے معائنہ کرانے کے بعد یہ ادویات مریضوں کو فراہم کی جاتی ہیں۔پی آئی سی کے بارے میں ذکر ہو رہا ہے تو پچاس ہزار لوگوں کو یہ ادویات تقریباً دسمبر کے مہینہ سے شروع ہوئیں جو پچاس ہزار لوگوں کو مل گئیں،اُن میں سے تقریباً ساڑھے چار سو لوگوں کو reaction ہوا جن میں سے 220 کے قریب لوگ داخل ہیں۔یہ ادویات 15۔دسمبر کو شروع کی گئیں اور یکم جنوری کے قریب reaction کی شکایات آئیں پھر 8,9۔جنوری کو اموات ہونا شروع ہوئیں۔پی آئی سی کی ایک کمیٹی جو وہاں کے پانچ پروفیسروں پر مشتمل تھی انہوں نے تحقیقات کیں جس کے نتیجے میں انہیں شک گزرا کہ پانچ ادویات خطرناک ہو سکتی ہیں جن سے reaction ہو سکتا ہے۔ان پانچ ادویات کے نام میں House کو آگاہ کرنے کے لئے بتا دیتا ہوں۔ایک Cardiovestin،ایک Concort ایک Iso tab ایک Soloprin اور ایک Antinolol ہے۔یہ وہ ادویات ہیں جو بلڈ پریشر کے لئے،Anti Angina،کولیسٹرول کو کم اور خون کو پتلا کرنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ان ادویات میں شک ہوا کہ کسی سے اثر ہوا ہے۔میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس میں affected مریض تقریباً پانچ سو ہیں۔اس وقت ہمارے پاس داخل مریض 220 جبکہ گھر جانے والے تقریباً 200 کے قریب مریض ہیں۔جب گیارہ تاریخ کو پہلی میٹنگ پی آئی سی میں ہوئی تو اس کے فوراً بعد تیرہ تاریخ کو سیکرٹری صحت نے کمیٹی تشکیل دی جس میں پانچ پرنسپل اور ماہرین شامل تھے جنہوں نے اس کی وجوہات جاننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو reaction ہوا ہے اُن میں سے 99 فیصد وہی ہیں جن کو اس خاص batch سے ان تاریخوں کے دوران

پی آئی سی سے دوائی دی گئی۔ جب یہ معلوم ہوا تو پانچوں ادویات روک لی گئیں، seal کر دیا گیا اور ان کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس دوران تمام ہسپتالوں میں سپیشل وارڈ تعمیر کئے گئے تاکہ lycosidaepenia جس میں platelets and white blood cells کم ہو رہے ہیں، internal hemorrhage ہو رہا ہے یا special of bone marrow ہو رہا ہے۔ یہ پانچ بڑے symptoms تھے جن کے لئے علیحدہ وارڈ قائم کئے اور ان کے علاج کا پروٹوکول بھی طے کیا گیا۔ اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں پورے ملک کے ماہرین نے چارٹ تیار کیا کہ ان مریضوں کی history کیسے لکھی جائے گی اور کون سی ادویات اُن کو دی جائیں گی جس پر اب عملدرآمد ہو رہا ہے؟ اب مرحلہ یہ آیا ہے کہ دی جانے والی دوائیوں کو کیسے روکا اور retrieve کیا جائے تو اس کے لئے آٹھ ہزار لوگ جن کا data پی آئی سی کے ریکارڈ میں موجود تھا انہیں فون پر اطلاع کی گئی اور باقی حضرات کو مختلف محکموں کے ذریعے اطلاع پہنچائی گئی۔ تقریباً 75 فیصد دوائی لاہور میں use ہوئی تھی اس لئے ان لوگوں سے رابطہ ہو گیا اور کئی لوگوں کے پتا جات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے ان سے رابطہ نہ ہو سکا مگر پی آئی سی کے ریکارڈ میں صرف اُن کے نام اور گاؤں کا نام درج تھا اس لئے وہاں پر مسجدوں میں اعلانات کئے گئے ہیں۔ مزید ڈی سی او، ای ڈی او اور پولیس کے ذریعے یہ information فراہم کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اخبارات میں اشتہارات اور ٹی وی پر بھی اعلانات کئے گئے ہیں جبکہ پروگراموں اور مختلف hand outs کے تحت یہ گفتگو جاری ہے اور اطلاعات فراہم کی جا رہی ہیں۔ پانچ ادویات جن کو خطرناک قرار دیا گیا تھا اُن کو sampling کے لئے drug testing Labouratory میں بھیجا گیا ہے۔ ہمارے پاس دو لیبارٹریاں موجود ہیں جو ملتان اور لاہور میں واقع ہیں۔ وہاں سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق اس کا active ingredient اور salt مکمل اور پورا تھا مگر ماہرین نے سوال یہ اٹھایا کہ salt کے علاوہ باقی اجزاء بھی ہوتے ہیں کیونکہ جب گولی بنتی ہے تو اُس میں base، پاؤڈر، رنگ ہوتا ہے اور coating بھی ہوتی ہے لیکن باقی اجزاء کو drug testing Laboratory نہیں check کر سکتی اسی لئے فوری طور پر جو sample retrieve کئے گئے تھے اور خصوصاً اُن لوگوں سے جو وفات پا گئے تھے، وہ samples seal کر کے کل انگلینڈ اور فرانس بھیجے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): کل ہماری by hand بھیجی جانے والی پہلی رپورٹ لندن کی ایس ایس جی لیب پہنچ گئی ہے جس کا معائنہ ہو رہا ہے اور وہاں پر اس کے 1900

ٹیسٹ ہونے ہیں اور 48 گھنٹوں میں وہ اپنی رپورٹ دیں گے۔ دوسری رپورٹ ٹیسٹ کے لئے بذریعہ ٹی سی ایس فرانس بھیجی گئی ہے جبکہ برسلز اور امریکہ بھی samples بھیجے ہیں تاکہ وہ صلاحیت جو ہماری لوکل لیبارٹریز میں نہیں ہے دنیا کی بہترین لیبارٹریز سے رپورٹ مل سکے اور اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ ادویات میں کیا کمی یا کیا خرابی تھی۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ مریضوں کے علاج، ان کے داخلے اور خون کی فراہمی، انہیں میڈیسن دینے اور ان کی مالی امداد کے لئے بھی ایک cell بنایا گیا تھا جیسے آپ نے سنا اعلان کیا گیا ہے کہ ہلاک ہونے والوں کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے پانچ لاکھ روپے اور بیماروں کے لئے دو لاکھ روپے کی مالی گرانٹ کا اعلان کیا ہے۔ کل تقریباً 220 داخل مریضوں کو تیس ہزار روپے فی کس کے حساب سے ابتدائی رقم ادا کی گئی ہے کیونکہ ان میں سے اکثر لوگ بہت غریب ہیں تو ان کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے کل تیس ہزار روپے فی کس کے حساب سے ان مریضوں کو ادائیگی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! Clinical management کے لئے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ پانچ پروفیسرز کی ٹیم نے ایک پروٹوکول طے کیا ہے کہ ٹیسٹ کیسے ہوں گے اور کیا ہوں گے؟ اس کا sample بھی ہمارے پاس موجود ہے اور شاید آپ کی میز تک آ گیا ہو۔ اس میں بتایا گیا کہ مریض کو treat کرنے کے لئے کیا ادویات، کیا گروپ اور زندگی بچانے کی کون سی چیزیں استعمال ہوں گی۔ اس میں ایک اہم چیز ہے جسے میں ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ چند مریض ایسے ہیں جو ادویات respond نہیں کر رہیں اور جو bone marrow suspicion ہیں دنیا کی تمام ادویات دینے کے باوجود بھی وہ suppression دور نہیں ہوا اسی لئے 18 سے 20 فیصد لوگ critical condition میں ہسپتالوں میں داخل ہیں اور 70 فیصد مریض بہتر ہو رہے ہیں اور ان کا progressive بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میٹنگ کے دوران ابتدائی طور پر یہ جاننے کے لئے یہ بھی طے کیا گیا کہ کون لوگ ذمہ دار ہیں تو چند طریق کار طے کئے گئے جس کے نتیجے میں پی آئی سی کی انتظامیہ اور جنہوں نے یہ ادویات خریدی ہیں، کے بارے میں چیئرمین C.M.I.T انکوائری کر رہے ہیں اور وہ آج رات آٹھ بجے اس کی رپورٹ پیش کریں گے جس کے بعد یہ فیصلہ ہو گا کہ اگر وہ ذمہ دار ہیں تو انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ میڈیکل کمپنیوں کے خلاف تھانہ شادمان میں ایف آئی آر رجسٹرڈ کر لی ہے جس میں ان کے خلاف ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات لگائی گئی ہیں اور پرسوں رات ان کے نام وزارت داخلہ کو خط کے ذریعے بھجوائے گئے ہیں تاکہ ای سی ایل میں انہیں ڈالا جا سکے جبکہ کل رات وزارت

داخلہ نے دستخط نہیں کئے تھے۔اس کے علاوہ ان تمام کمپنیوں کے مالکان، ڈائریکٹرز اور ذمہ داران کے بنک اکاؤنٹس اور دیگر اثاثہ جات بھی attach کر رہے ہیں تاکہ وہ ضرورت کے وقت بعد میں استعمال ہو سکیں۔

جناب سپیکر!مریضوں کے لئے ہر ہسپتال میں اور پی آئی سی میں کاؤنٹرز قائم کر دیئے گئے ہیں تاکہ ان کو اگر ادویات replace کرنی ہیں یا کوئی رہنمائی چاہئے تو وہ انہیں مل سکے۔صرف کل ایک دن میں 2600 مریض آئے ہیں جنہیں ادویات فراہم کی گئی ہیں اور اس کے علاوہ پچاس ہزار مریضوں کو باقی ادویات دیگر ذرائع سے local purchase کرکے انہیں دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر!وزیراعلیٰ صاحب نے دو واضح ہدایات جاری کی ہیں کہ اس کی honest and transparent inquiry کی جائے اور اس میں کوئی چیز چھپانے کی بجائے حقائق کو میڈیا اور عوام کے سامنے لایا جائے اور جس پر ذمہ داری fix ہو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔اس پر اگر آپ چاہیں اور اجازت دیں تو میں دو منٹ کا ایک اور presentation دے دوں؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب!اس کے لئے ایک دو منٹ کا وقت مزید بڑھا دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم سننے کے لئے بیٹھے ہیں اور سوال بھی کر سکتے ہیں اس لئے وقت زیادہ بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی بات کر لینی ہے اس کے بعد آپ کیا کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم سوالات بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا خیال کرتے ہیں اور میرا خیال نہیں کرتے میں صبح سے بیٹھا ہوا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس ادویات کا پہلا case 20 December کے قریب آیا تھا اور 5/6۔جنوری تک آنے والے مریضوں کے بارے میں diagnose نہیں ہوا تھا کہ ان کی وجہ بیماری یہ ادویات ہیں کیونکہ ڈاکٹرز اس سے آگاہ نہیں تھے لیکن جب اموات کی تعداد بڑھی اور وہ پانچ سے سات ہوئی تو پھر یہ سارا response action عمل میں آیا ہے۔جیسے میں نے پہلے بتایا کہ اس میں تین چیزیں جو اس کی روشنی میں کی جا رہی ہیں کہ جہاں پر ہم drug testing باہر سے کروا رہے ہیں، اس کے علاوہ پی آئی سی میں cardiac medicine کا procurement procedure ہے تو اس میں بھی ہم نے کچھ amendments

دے دی ہیں۔ جو medicine باہر بھیجی گئی ہیں اس کے علاوہ ادویات کی خریداری کا طریق کار پورے ملک میں ایک ہی ہے اور ہم نے اس میں بھی amendments recommend کی ہیں کہ اس کا foolproof system بنا سکیں اور خصوصاً ان ہسپتالوں میں جو دل کے ہیں یا دیگر ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت تقریباً آٹھ کمیٹیاں بنائی جا چکی ہیں جو انفرادی طور پر آزادانہ کام کر رہی ہیں جن میں ایک Analysis Committee ہے جیسا میں نے بتایا کہ medicine باہر بھیج رہی ہیں اور وہ کمیٹی ادویات چیک کروا رہی ہے اور ڈاکٹر کے پروٹول چیک کر رہی ہے۔ Drug Retrieval Committee جو drug retrieve کر رہی ہے اور اس وقت ہم نے data میں لکھا ہوا ہے کہ تقریباً 18 ہزار لوگوں تک reach کر گئے ہیں جن سے ادویات ہم نے لے لی ہیں یا انہوں نے ضائع کر دی ہیں۔ اس کے علاوہ clinical guideline کے لئے پانچ بہترین پروفیسرز کی کمیٹی clinical guideline دے رہی ہے۔ Production surveillance ہے جس میں ہمارے C.D.I اور D.H.O تمام فارماسیوٹیکل کمپنیوں کا معائنہ کر رہے ہیں اور ادویات بنانے کے process کو examine کر رہے ہیں with the help of Head of the Department of Chemistry Punjab University ہیں other notables, who is authority on this subject

جناب سپیکر! ہمارا اس سے اگلا مرحلہ پوسٹ مارٹم کا ہے کیونکہ اب تک کوئی آدمی اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ کل ایف آئی آر درج ہونے کے نتیجے میں تین چار آدمیوں نے اتفاق کیا جس کے نتیجے میں کل ان کا پوسٹ مارٹم ہوا ہے جس کی رپورٹ بھی آج آ جائے گی۔ Legal actions کے بارے میں آپ کو بتا دیا گیا ہے جبکہ information dissemination کے لئے خواجہ سلمان رفیق، خواجہ عمران نذیر کے علاوہ ان کی ایک ٹیم روزانہ پوری انفارمیشن ہینڈ آؤٹ کی صورت میں میڈیا کو فراہم کرتی ہے۔ Retrieval medicine جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا کہ ہماری retrieval ہوئی ہے وہ تقریباً 70 فیصد ہے جس میں سے 20 فیصد وہ ہے جنہوں نے خود استعمال کر لی ہیں۔

جناب سپیکر! Arrangement کے لئے گزارش کی ہے کہ D.H.Q، T.H.Q اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں انتظام کیا جا رہا ہے۔ رانا صاحب نے بھی سوال کیا تھا تو یہ total medicine کا badge 28000 مریضوں کو دیا گیا جس میں سے تقریباً ساڑھے چار سو کو reaction ہوا اور ایک سو کے قریب ہلاکتیں ہیں اور اس وقت ہسپتالوں میں 218 کے قریب مریضوں میں سے 20/22 serious condition میں ہیں۔ ہمارے پاس آٹھ ڈویژن کی لسٹ موجود ہے کہ ہم نے کہاں کہاں سے ادویات

retrieve کی ہیں اور کن لوگوں نے وہ ادویات ضائع کی ہیں اور کہاں کہاں ہلاکتیں ہیں۔ اس کے متعلق اگر آپ سوال کرنا چاہیں گے تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، فرمائیں!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے لیکن اپوزیشن اور حکومتی بنچز کی چلنے والی بحث کے دوران کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل ملزم ہی گم ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ active ingredient کا بار بار کہہ رہے ہیں تو basically they are not manufactures پانچ کمپنیاں manufactures تو نہیں ہیں بلکہ یہ تو ادویات کو pack کرنے والی ہیں اور active ingredient تو باہر کے ملکوں سے لے کر آتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ جتنے active ingredient ان لوگوں نے استعمال کئے ہیں وہ کس کس ملک سے آئے ہیں؟ پھر ان ممالک کی لیبارٹریوں سے ان کے ٹیسٹ لئے جائیں، ان کے grade دیکھے جائیں اور اس کے بعد ہی آپ کسی فیصلے پر پہنچیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں جتنی بھی local purchase ہوتی ہے، اس وقت ڈاکٹرز مردیا ثمین رانا اور ڈاکٹر سامیہ کے علاوہ اور بھی کافی لوگ یہاں پر ہیں جو اسے endorse کریں گے کہ یہاں پر سیکرٹری وغیرہ purchase نہیں کرتے بلکہ ایم ایس کی ایک کمیٹی ہوتی ہے جبکہ ایم ایس کے نیچے اور ڈاکٹرز ہوتے ہیں اور یہ کمیٹی تمام samples پاس کرتی ہے اور پھر اس کے بعد وہ ادویات ہسپتال میں آتی ہیں۔ ہمیں اس element کو بھی ignore نہیں کرنا چاہئے پھر جا کر ہم کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ Otherwise ہماری آپس کی tug of war لگی رہے گی اور اصل ملزم اور چور گم ہو جائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم اس نتیجے پر پہنچیں کہ کون اس کا مجرم ہے اور کون قصوروار ہے؟

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو بحث کے لئے مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: بحث کے لئے اور کون سا دن مقرر کریں گے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ آپ کے ساتھ consultation سے آپ کے چیمبر میں طے کر لیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو کل بہت پریشانی تھی کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے اور اس پر فوری طور پر بریفنگ اور بحث ہونی چاہئے۔ اب وہ موجود نہیں ہیں میرا خیال ہے کہ اُن سے consultation کے بعد کوئی ٹائم رکھیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جب بحث ہو گی تو یہ بتایا جائے کہ کن offences کے تابع مقدمات درج کئے گئے ہیں، کیا وہ attempt to murder ہیں، دفعہ 322 ہے، 324 ہے کون سی دفعات ہیں؟ اس کی detail بھی بتائی جائے۔ آخری بات یہ ہے کہ چونکہ موسم تبدیل ہو رہا ہے، last time یہ کہا گیا تھا کہ پتا نہیں چلا اور unexpected ڈینگی آ گیا۔ اس پر بھی ہماری بحث ہونی ہے۔ میں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ بحث والے دن ڈینگی پر بھی preparation کر کے آئیں کہ اس پر آپ نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے یہ سوال تھا کہ manufacturers صرف پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو سپلائی نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ یہ پورے ملک میں سپلائی کر رہے ہوں گے۔ لاہور سے باہر، جیسا کہ ابھی انہوں نے بتایا کہ سرگودھا بھی لوگوں کو بھیجا ہے جہاں صرف دوائی retrieve کر رہے ہیں۔ So there are patients coming from outside Lahore جن کو یہاں پر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں cater کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ملتان میں بھی ایک سرکاری ہسپتال ہے وہاں پر بھی اسی طرح مریض آتے ہوں گے اور ان کو بھی اسی طرح دوائی ملی ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی خاص batch کے اندر یہ issue ہے جو یہاں پر آیا ہے تو اس batch کو ہم نے isolate کرنا ہے۔ ان کی بریفنگ میں ہے کہ 72 مریضوں کی death ہوئی ہے۔ If I can recall correctly میں نے چیف منسٹر صاحب کو ٹیلی ویژن پر 100 کا figure کہتے ہوئے سنا ہے۔ there are some discrepancies.

جناب سپیکر! دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ ہمارا جو procedure ہے وہ میں جانتا ہوں کہ یہ ہمیشہ سے رہا ہے۔ ہمارا procedure یہ ہے کہ ہم lowest bid لیتے ہیں، جو سب سے سستا ترین دے گا وہی ہم لیں گے۔ تو سستے ترین کے اندر کہیں نہ کہیں standard کا compromise ہو جائے گا۔ میری گزارش ہے کہ اگر اسی سے سبق سیکھتے ہوئے اس کو revise کر لیں کہ ہم life saving drugs سستی نہیں لیں گے بلکہ ایک طریق کار کے ساتھ چلیں۔ میرا ایک اور سوال یہ تھا کہ according to the media, not that I have personal knowledge that some of these Pharmaceutical Companies جو دوائیوں کی پیکنگ کرتے ہیں they are some political people اگر وہ نہیں ہوں گے تو یہ بہت اچھا ہے کہ ہمارے اوپر جو allegation لگ رہا ہے اس سے ہمارا نام صاف ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم political لوگ ہیں اور ہماری ایک ہی برادری ہے۔ جب somebody calls one of them کہ اگر وہ اس میں involve ہے تو ہم سب کی اس پر انگلی اٹھتی ہے۔ وہ کون لوگ ہیں اگر ان کی بھی مہربانی کر کے نشاندہی کر دی جائے تو بہتر ہوگا؟ اگر اس میں کوئی political لوگ نہیں ہوں گے تو پھر ہم کہہ سکیں گے کہ اس میں کوئی سیاسی اثر نہیں ہے۔ اگر کوئی involve ہے تو اس کا بھی پتا چل جائے کہ کون ہے؟ یہ دو چار چیزیں تھیں جن کے بارے میں میری گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب ان کو نوٹ کر لیں اور جب بھی جواب دیں ان کا بھی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی بریفنگ دی ہے۔ میرے پاس بھی ایک دو points ہیں جو میں ڈاکٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ دوائیاں صرف PIC میں ہی ملتی ہوں گی یہ پورے ملک میں ہوں گی، ہر فارمیسی میں یہ دوائیاں ہوں گی۔ کیا ہم نے کوئی اقدام اٹھایا ہے کہ ان ادویات کو فی الحال ban کیا جائے جب تک کہ ٹیسٹ رپورٹیں نہ آ جائیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ آج اخبار میں چیف منسٹر صاحب کی statement تھی کہ purchase کا سارا معاملہ فیڈرل حکومت کرتی ہے۔ ادویات کی خریداری ہم کس طریق کار سے کرتے ہیں اور اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی کتنی مداخلت ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا جا چکا ہے کہ Purchase Committee پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تھی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جب دس افراد کے مرنے کا پتا چلا تھا تو پہلے سے ہی اشتہار دے دیا جاتا تاکہ تمام لوگ اپنی دوائیاں واپس کر جائیں۔ تقریباً 47 ہزار کے قریب افراد تھے جن کو دوائیاں مل چکی تھی۔ جب 70 افراد مر چکے تھے اُس کے بعد مسجدوں میں اعلان ہوا ہے۔ اگر دس افراد کے بعد یہ اعلان کر لیا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ کنٹرول کیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح ڈینگی کا ہوا تھا اگر پہلے سے ہی اقدامات کر لئے جاتے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو روکا جا سکتا تھا۔ یہ نہیں کہ اگر دوائیوں کا ایک batch غلط ہے تو اس کو ٹیسٹ کے لئے لیبارٹری میں بھیج دیں۔ انہوں نے پوسٹ مارٹم کا کہا، ایک تو انسانی جان چلی گئی، اس کے گھر والے پریشان ہیں اور اگر یہ بھی کہا جائے کہ چیر پھاڑ کرائیں تاکہ ہم ٹیسٹ کریں تو لوگ اس سے agree نہیں کریں گے۔ اس پر ریسرچ کرنا چاہئے کہ دوائیوں کا کون سا batch غلط ہے اور کیسے غلط ہو گیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ کئی دفعہ expired دوائیاں بھی ہسپتالوں میں دے دی جاتی ہیں جس سے کئی افراد کو reaction ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ غلط انجکشن لگنے سے بندہ مر جاتا ہے لیکن کبھی کسی کے خلاف آج تک کچھ ہوا، دفعہ 322 تو لکھ دی ہے لیکن وہ کون لوگ ہیں جن کے خلاف یہ پرچہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس حوالے سے ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے بڑی اچھی بریفنگ دی ہے، یہ بہت اچھے اقدامات کر رہے ہیں لیکن اس میں کچھ سوالات hidden ہیں۔ تمام ہسپتالوں میں ایک سسٹم ہے کہ ایک کمیٹی ایم ایس کی سربراہی میں دوائیاں خریدتی ہے۔ اس میں lowest bid جس کا ذکر ابھی لغاری صاحب نے بھی کیا ہے، جو بھی ڈیلر lowest bid دیتا ہے وہ دوائی خرید کر لی جاتی ہے۔ انہوں نے PIC کی کمیٹی کے پانچ ممبران کے نام اور designation نہیں لکھے۔ ان کے بارے میں بھی House کو بتایا جائے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ کمیٹی جو lowest bid پر دوائیاں خریدتی ہے اس وقت اس دوائی کا کوئی ٹیسٹ ہوتا ہے کہ آیا وہ معیاری بھی ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیا اس کے لئے laws بنانے کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: House کا وقت دو منٹ کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے اس کے ذریعے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسئلہ resolve ہو جائے گا۔ جو کمیٹی دوائیاں خرید رہی ہے اس کے لئے binding ہونا چاہئے کہ وہ دوائیوں کو ٹیسٹ کرے کہ یہ دوائیاں معیاری بھی ہیں اور کون لوگ اس کو purchase کر رہے ہیں؟ یہ بہت ضروری ہے اس کے لئے law یا rules میں کوئی چیز ہے؟

جناب سپیکر: آپ بنائیں پھر اس کو لے کر آئیں۔ جی، ڈاکٹر زمرد صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جہاں ہماری ادویات بنائی جاتی ہیں اس میں تقریباً 90 فیصد Raw material باہر سے آ رہا ہوتا ہے۔ Raw material provide کرنے والی کمپنیاں کسی ایک کمپنی کو provide نہیں کر رہی ہوتیں بلکہ وہ کئی اور کمپنیوں کو بھی دے رہی ہوتی ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ وہ raw material جہاں سے لیا جا رہا ہے اس کو بھی دوبارہ چیک کرایا جائے۔ جو لائسنسنگ اتھارٹی ہے، جیسے بات کی گئی کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہو گیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ کچھ کمپنیوں کے لائسنس کینسل ہو گئے ہوں اور اُن کو ٹینڈر جاری کر دیئے گئے؟ میری گزارش ہو گی کہ اس پر بھی proper investigation کی جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، منڈا صاحب! ذرا جلدی کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک ہی بات کا اضافہ کروں گا کہ اس وقت تک جو مقدمات ہوئے ہیں وہ 322 under section درج ہوئے ہیں جس کی سزا صرف دیت ہے اور اس میں کوئی قید کی سزا نہیں ہوتی۔ میں یہ suggestion دوں گا کہ جو کمیٹی بھی اس کو supervise کر رہی ہے، اگر کسی پر ذمہ داری fix ہوتی ہے کہ کون اس کا ذمہ دار ہے تو پھر اس پر دفعہ 322 نہیں بلکہ دفعہ 302 چارج کرنی چاہئے تاکہ 100 بندوں کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کو نظر تو آ گیا ورنہ آپ دائیں بائیں دیکھتے رہتے ہیں، سامنے بیٹھا آپ کو نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ اجازت دیں گے تو بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت نہیں دیں گے تو میں آپ کے تیور دیکھ کر بیٹھ جاتا ہوں اور میں تو ہمیشہ ہی ایسے کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کا نام پکارا ہے اگر بولنا ہے تو بولیں آگے آپ کی مرضی ہے۔ جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر آپ نے یہ احسان فرما دیا ہے تو آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز ممبران اسمبلی اور خصوصاً پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ جو پانچ فارمیسی کمپنیوں کے نام آئے ہیں لیکن باتیں اور بھی ہوئی ہیں، مجھے اور باتیں بھی کرنی ہیں لیکن میں صرف ایک بات کو focus کرتا ہوں اور وہ جعلی ادویات کی بات ہے۔ جن کی گھر گھر فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان پر توجہ دی جانی چاہئے۔ وہ لوگ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ادویات بنا کر ان کی مارکیٹنگ کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ جو لوگ جعلی ادویات بناتے ہیں ان ادویات کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا ہو۔ اگر آپ مزید اجازت دیں تو PMA کی طرف سے کچھ تجاویز دی گئی ہیں جو نہایت ہی اہم ہیں میں بیان کر لوں گا؟

جناب سپیکر: جی، کس نے دی ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! PMA کی ڈیمانڈ ہے کہ Establishment of Provincial Drugs Regularity Authority کو قائم کیا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ low quality medicine کی خریداری بند کی جائے اور تیسری بات یہ ہے کہ Drugs testing Labouratories کو international standard کے مطابق ان کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران کی جانب سے question raise کئے گئے ہیں ان کا مختصر سا جواب ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کی طرف سے ضرور on record آ جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: House کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جو واقعہ medicine کی وجہ سے پیش آیا اس پر ہم سب افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ لمبی تقریر کرنے لگے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ میری بات سن ہی نہیں رہے، اگر آپ تھک گئے تھے تو ڈپٹی سپیکر صاحب کو موقع دے دیتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں، بالکل اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور جو لوگ اس میں ملوث ہوں انہیں قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جس دن پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں اموات ہوئی ہیں اس سے ایک دو دن پہلے مجھے وہاں ایک مریض کی عیادت کرنے کے لئے جانے کا اتفاق ہوا جب میں وہاں گیا I was shocked. کہ وہاں CCU کے اندر صفائی کے ناقص انتظامات تھے مطلب CCU کے اندر بلیاں پھر رہی ہیں اور میں نے وہاں کے MS سے شکایت بھی کی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے request کرتا ہوں کہ آپ کی حکومت وہاں کی ایڈمنسٹریشن سے اس چیز کا notice لے یعنی میرا مطلب ہے کہ وہاں انتظامیہ کی negligence کا notice لینا چاہئے کیونکہ وہاں پر دل کے مریض آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کو اس چیز کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہاں بلیاں اور جانور پھر رہے تھے تو میں بتاتا ہوں کہ وہاں پر ان کی والدہ محترمہ کا بھی آپریشن ہوا ہے اور وہ صحت یاب ہو کر آٹھ گھنٹے کے بعد نارمل زندگی گزار رہی ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میری والدہ تو ٹھیک ہوکر زندگی گزار رہی ہیں لیکن جو 100مائیں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں ان کی پکار بھی سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جن ہسپتال پر عدم اعتماد کیا جائے تو پھر وہاں علاج نہیں کرایا جاتا بلکہ علاج کہیں باہر سے کرایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے جاوید صاحب نے raw material کی بات کی تھی تو اس حوالے سے میں بات کرتا چلوں کہ اس وقت پاکستان میں وفاقی حکومت نے چند لوگوں کو raw material import کرنے کا لائسنس دیا ہوا ہے اور وہ سارا دائرہ اختیار وفاقی حکومت کا ہے جب وہ medicine import کرتے ہیں تو وہ چائنا اور انڈیا سے via دبئی import کرتے ہیں کیونکہ یہ دو ملک Raw material کے بڑے importer ہیں کیونکہ ساؤتھ امریکہ اور امریکن ممالک میں Raw material بہت مہنگا ہے اس لئے یہ Raw material ان ملکوں سے آتا ہے۔ ہم نے ایک Production Service Committee بنائی ہے اور یہ پندرہ بندوں پر مشتمل ماہرین کی کمیٹی ہے جس میں Pharmacist, Pharmacologist, Doctors Police اور اس کے علاوہ میڈیکولیگل ماہر ہیں وہ جتنی Labourites ہیں جنہوں نے ادویات کی supply کی ہے ان کے production tablet section کو seal کیا گیا ہے اور وہ پورے procedure اور Raw material کو examine کر رہے ہیں۔ میں یہ بات آپ کے علم میں لے آیا ہوں کہ ان ساری چیزوں کا review ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری انہوں نے MSD کی بات کی ہے تو وہ بھی میں ان کے علم میں لے آؤں کہ MSD پہلے ایک ادارہ تھا پھر وہ بند ہوا اب وہ محدود level پر کام کر رہا ہے۔ Autonomous Hospitals جن کے Boards of Management ہیں جن میں PIC بھی شامل ہے وہ MSD سے دوائی نہیں خریدتے، ان کی اپنی local purchase کے لئے amount ہے اور ان کی اپنی ہی کمیٹی local purchase کرتی ہے یعنی دوائیاں خریدتی ہے۔

جناب سپیکر! manufacturing کے لئے بھی بات ہوئی تھی تو میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ اس وقت manufacturing کا لائسنس یا pricing یا رجسٹریشن صرف وفاقی حکومت کرتی ہے۔ Low Bid Price کی بات ہوئی ہے تو وہ میں clear کرتا چلوں کہ lowest کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ spurious لے لیں بلکہ جو بہترین ادویات ساز کمپنیاں ہیں ان میں سے lows price لی جاتی ہے۔ اب لوگوں کا سوال یہ ہے کہ ایک دوائی جو بازار میں -/20 روپے کی مل رہی ہے وہ آپ پچاس

پیسے کی لے رہے ہیں۔اس کے پیچھے logic یہ ہے کہ وفاقی حکومت سے آپ جو چاہیں ہدیہ پیش کرکے دوائی کی قیمت fix کرلیں اسے ہم MRP کہتے ہیں یعنی دوائی کی retail price ایک روپے فی گولی ہے،آپ نے وفاقی حکومت کو ہدیہ پیش کیا اور -/60 روپے مقرر کرالی۔اب دواساز companies کے پاس یہ margin موجود ہے کہ وہ ایک سے لے کر -/65 روپے تک دوائی بیچ سکتے ہیں۔جہاں volume آتا ہے وہاں وہ دو روپے کی بیچتے ہیں اور جہاں پر individual آتا ہے وہاں پر وہ گولی -/65 روپے کی بیچتے ہیں۔یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے اس میں کرپشن کا بہت بڑا بازار ہے جو وفاقی حکومت اسلام آباد میں سرگرم ہے اور یہ مافیا کئی سال سے کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر!اس میں purchase system کی بات ہوئی تھی تو میں بتاتا چلوں کہ purchase system پورے ملک کے لئے ایک ہی ہے۔اس کے پورے قوانین اور ضوابط لکھے ہوئے ہیں وہ مشتہر کئے جاتے ہیں اور معیاری کمپنیاں رجسٹرڈ ہیں وہ وہاں آتی ہیں ان میں سے lowest کو خرید لیتے ہیں اور اس کو مسترد بھی کر سکتے ہیں۔یہ medicines 30 ہزار لوگوں نے کھائی ہیں اور 4 سو لوگوں کو reaction ہوا ہے۔میں ایک اور بات کرتا چلوں کہ جو دوائیاں حکومت کو supply ہوتی ہیں وہ مارکیٹ میں نہیں آتی کیونکہ different name, different packing, different brand سے آتی ہیں،وہ اور اداروں کو supply ہو سکتی ہیں،سول کے علاوہ آرمی میں جاسکتی ہیں لیکن وہ دکانوں پر دستیاب نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ڈرگ انسپکٹر کو یہ ہدایت کی ہے کہ پورے پنجاب میں ان کمپنی کی جو medicine ہیں یعنی اسی salt یا اسی نام سے ان کو چیک کیا جائے اگر وہ معیاری نہیں ہیں تو ان کو seal کیا جائے اور ان کے چالان کئے جائیں۔لغاری صاحب نے جو کہا تھا تو اس سلسلے میں ہمارا جو اس میں procedures ہے ہم نے اس میں amendment کے لئے کمیٹی بنائی تھی اور وہ amendments تیار کر کے چیف منسٹر صاحب کو دی ہیں اور محکمہ صحت کو بھی دے رہے ہیں تاکہ یہ foolproof system بن سکے اور خریداری میں کوئی ایسا چکر کرپشن یا غیر معیاری دوائی خریدنے کا باقی نہ رہے۔

جناب سپیکر!میاں رفیق صاحب نے جعلی ادویات کی بات کی ہے تو جعلی ادویات کے لئے پنجاب واحد صوبہ ہے یہاں پر ایک task force قائم تھی جب پچھلے سال سے task force ختم ہوئی ہے اس کے بعد اب تک ایک آپریشن جاری ہے جس میں quacks اور جعلی ادویات کے خلاف crackdown جاری ہے جس کے نتیجہ میں آپ روزانہ میڈیا پر بھی دیکھ رہے ہیں کہ جعلی ادویات کے

سلسلے میں تین سو کے قریب کلینک seal ہوئے ہیں اس کے علاوہ quacks کلینک seal ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ آپریشن جاری ہے لیکن اس کے ultimate حل کے لئے ہمارا ہیلتھ کیئر کمیشن قائم ہو چکا ہے، اس کے ممبران nominate ہو گئے ہیں، اس کے چیئرمین ہائیکورٹ کے ایک جج ہیں اور یہ ایک مہینے میں کام شروع کرے گا۔ یہ سارے مسائل ان کے دائرہ اختیار میں شامل ہیں اور جونہی وہ کمیشن کام شروع کر دے گا وہ ان پر گرفت کرے گا اور اس سے پہلے crackdown جاری رہے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے ابھی فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کے متعلق جو بات کی ہے، آپ نے ابھی تو اس پر بحث کا وقت ہی نہیں دیا۔ میں نے تو اپنی بات آپ اور فیڈرل گورنمنٹ کے کورٹ میں ڈال دی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کا قصور ہے یا پنجاب گورنمنٹ کا قصور ہے میں تو یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ لوگ مر رہے ہیں اور ہم فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کا کہہ کر ایک دوسرے کے اوپر ملبہ ڈال رہے ہیں، کیوں نہ دونوں حکومتیں مل کر اس مسئلے کو resolve کریں۔

جناب سپیکر: دونوں کو مل کر مسئلے کا حل تلاش کرنا چاہئے، اچھی بات ہے۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 27۔جنوری 2012 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

655

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،27۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2012)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

قاعدہ 87 کے تحت تحریک

جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے کی پیش کردہ تحریک التواء نمبر 3/2012

سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے مسئلے پر بحث

جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے تحریک پیش کریں گے کہ

"اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔"

(تحریک التواء نمبر 3/2012 کی نقل گوشوارہ میں لف ہے)

657

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 27۔جنوری 2012

(یوم الجمع، 3۔ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر 40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝١ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝٢
أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۝٣ بَلٰى قٰدِرِينَ عَلٰٓى أَن
نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝٤ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۝٥ يَسْـَٔلُ
أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝٦ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝٨
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا
لَا وَزَرَ ۝١١ إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢

سورة القِيَامَة آیات 1تا12

ہم کو روز قیامت کی قسم(1)اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے)(2) کیاانسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟(3) ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں(4) مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے(5) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟ (6) جب آنکھیں چندھیا جائیں (7) اور چاند گہنا جائے(8)اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں(9) اُس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟ (10) بے شک کہیں پناہ نہیں(11) اُس روز تیرے پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے(12)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

پیکر دلربا بن کے آیا، روح ارض و سما بن کے آیا
سب رسولِ خدا بن کے آئے، وہ حبیبِ خدا بن کے آیا
حضرت آمنہ کا دلارا، وہ حلیمہ کی آنکھوں کا تارا
وہ شکستہ دلوں کا سہارا، بے کسوں کی دعا بن کے آیا
تاجداروں نے دی ہے سلامی، بادشاہوں نے کی ہے غلامی
بے مثال اس کا اسم گرامی، مصطفیٰ مجتبیٰ بن کے آیا
کیا ظہوری لکھے نعت اس کی، مدح کرتا ہے قرآن جس کی
نعت پڑھتا ہے حسّان جس کی، وہ میرا رہنما بن کے آیا

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس سے پیشتر کہ آپ سوال کا نمبر بولیں تو سپیکر box میں ڈاکٹر پیٹر جے ڈیورڈ جو پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر چرچ آف سکاٹ لینڈ اور ورلڈ چرچ کونسل کے اٹارنی ہیں، کو ہم اس ایوان میں آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2581 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گرلز کالج باغبانپورہ لاہور میں طالبات کی تعداد و دیگر مسائل

*2581: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گرلز کالج باغبانپورہ لاہور میں کل کتنی طالبات زیر تعلیم ہیں؟

(ب) مذکورہ کالج میں طالبات کے لئے کل کتنے کمرے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں طالبات آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالبات کی تعداد کے لحاظ سے کمروں کی کمی کے باعث متعدد کلاسیں کھلے آسمان تلے ہوتی ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج میں طالبات کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے کمرے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ میں طالبات کی تعداد 3216 ہے۔

(ب) مذکورہ کالج میں طالبات کے لئے کل 22 کمرے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔طالبات کے لئے صاف پانی پینے کا انتظام ہے۔ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک کولرز لگے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ سٹیل کے بڑے حمام پانی کے لئے دستیاب ہیں۔

(د) درست ہے۔

(ہ) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے ایک Provision of missing facilities in Government College Baghbanpura, Lahore. اگلے سال کی ADP میں شامل کر لی ہے یہ جیسے ہی منظور ہو گی تو محکمہ ہائر ایجوکیشن فنڈز جاری کر دے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں لکھا ہے کہ "صاف پانی کے انتظامات موجود ہیں، ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک کولر بھی لگے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ سٹیل کے بڑے حمام پانی کے لئے دستیاب ہیں۔" یہ بڑے سٹیل کے حمام کے پانی کو تھوڑا سا define کر دیں کہ یہاں سٹیل کے حمام کا کیا مقصد ہے کیونکہ جب ٹھنڈے پانی کے کولر موجود ہوں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔جناب سپیکر! کالج میں واسا نے پینے کے پانی کی سپلائی اور پانی سٹور کرنے کے لئے اپریل 2010 میں نئی پائپ لائن بچھائی اور محترمہ جنہیں حمام کہہ رہی ہیں یہ وہ ٹینکر ہیں جنہیں حمام لکھ کر بھجوا دیا گیا اور جس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ وہاں پر دو نئے ٹینکر جسے واٹر ٹینک کہتے ہیں، لگائے گئے اور تین عدد نئے واٹر کولر ہیں تو اس وقت وہاں پر کل سات واٹر کولرز ہیں جن پر فائبر گلاس کی چھت بھی لگائی گئی ہے تاکہ پانی اور طالبات کو دھوپ سے بچایا جا سکے اور یہ سارا کام کالج انتظامیہ اور اساتذہ و طالبات نے اپنی مدد آپ کے تحت کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش ان طالبات اور سٹاف کو بھی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اگلے سال کی A.D.P میں missing facilities کو add کر لیا ہے تو یہاں missing facilities کمرے سے ملحقہ ہے کیونکہ

میں وہاں پر فرنیچر کی بھی بہت problem ہے، کیا یہاں کمرے تعمیر کئے جائیں گے یا فرنیچر کے مسئلے کو بھی حل کیا جائے گا؟ missing facilities

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! missing facilities کے حوالے سے اس کالج کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھیج دی گئی ہے۔ انہیں وہاں پر نئے کمرے بھی درکار ہیں کیونکہ طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے انہیں مسائل درپیش ہیں۔ وہاں پر نئے کمرے بھی بنیں گے اور ساتھ ہی فرنیچر بھی فراہم کیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! 2009 میں سوال دیا گیا تھا اور 2012 میں جواب آیا ہے تو missing facilities کو کس سال کی A.D.P میں شامل کیا ہے اس کی وضاحت کر دیں کیونکہ تین سال میں تو اس کا جواب آیا ہے اور مزید کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! A.D.P کے لئے سمری تقریباً ایک ماہ پہلے وزیر اعلیٰ صاحب کو move کی گئی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سٹیل کے حمام اور اس طرح کی چیزیں پانی کے لئے کالجوں اور سکولوں میں دی جاتی ہیں، یہ یہاں پر ہی نہیں ہیں بلکہ overall پنجاب میں ہم نے دیکھا ہے کہ اسی طرح کے انتظامات ہیں، پچھلے سال ہم نے ڈینگی کی وجہ سے بہت suffer کیا اور ڈینگی کی پرورش صاف پانی پر ہوتی ہے تو میری گزارش ہے کہ کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ اسے کسی اچھے نظام میں بدلے اور حمام کو ختم کر کے کوئی ایسا foolproof ٹینک رکھیں تاکہ ڈینگی سے بچا جا سکے اور ہم ڈینگی کے خلاف کوئی اچھا اقدام کر سکیں کوئی اس طرح کا انتظام کیا ہے تو بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پھر یہ حمام کہہ رہے ہیں حالانکہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ واٹر ٹینک کلی طور پر بند ہوتا ہے اور اسی طرح حمام بھی دیکھا جائے تو وہ بھی بند ہوتا ہے جس پر ڈینگی نہیں آ سکتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: On her behalf sir, question No 3497 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری کی رجسٹریشن سوسائٹی و دیگر تفصیلات

*3497: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک لائبریری کی رجسٹریشن The Societies Act 1860 کے تحت ہوئی تھی اور یہ لائبریری وقف اراضی پر بارہ دری میں قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 8۔ مئی 2009 کو حکومت نے مذکورہ لائبریری کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اگر ہاں تو کیوں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ لائبریری کو واپس اس کی مینجنگ کمیٹی کے حوالے کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بمطابق ریکارڈ!

پنجاب پبلک لائبریری، لاہور کا قیام جناب لارڈ سر چارلس ایچی سن جو کہ اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے، کے حکم پر نومبر 1884 میں عمل پذیر ہوا ہے اور یہ لائبریری مغلیہ دور کی معروف تاریخی عمارت بارہ دری وزیر خان میں قائم کی گئی جہاں آج تک قائم ہے۔ جسے بعد میں یعنی 1891 میں سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹر کرا دیا گیا جس کا انتظام و انصرام ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ پہلے اس کے سربراہ سیکرٹری تعلیم حکومت پنجاب رہے جبکہ ان دنوں بورڈ آف گورنرز ہے جس کے سربراہ عزت مآب چیف سیکرٹری

حکومت پنجاب ہیں۔بارہ دری وزیر خان کی نگرانی محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پاکستان کے سپرد ہے اور یہ وقف اراضی پر قائم ہے۔

(ب) ہاں!بلاشبہ 8۔مئی2009 کو حکومت نے لائبریری کو اپنی تحویل میں لے کر اس کا انتظام مینجنگ کمیٹی کی بجائے بورڈ آف گورنرز کے سپرد کر دیا ہے:

1۔ آئینی اور قانونی اعتبار سے صوبائی حکومت یعنی محکمہ تعلیم ہی اس کا سربراہ رہا ہے اور سالانہ گرانٹ بھی جاری کرتا ہے۔اگر وقتی طور پر کسی جانب سے گورنمنٹ اپنی پراپرٹی کسی نجی ایجنسی کی ملکیت میں دے دے تو وہ واپس لینے کی بھی مجاز ہے۔

2۔ جب سے لائبریری لائف ممبران کی تحویل میں رہی اس کا کثیر الجہتی نقصان ہوا۔گورنمنٹ فنڈز کا بے جا استعمال ہوتا رہا جس سے لائبریری کو کوئی فائدہ نہ ہوا اور سٹاف کی ترقیاں بھی اپنے من پسند افراد کو دی گئیں جس سے باقی ماندہ لائبریری سٹاف میں ہیجانی کیفیت طاری رہی اور وہ احتجاج کرتے رہے۔

3۔ یہ ہماری صوبائی حکومت کے احسن اقدام میں سے ایک پختہ قدم تھا کہ اس نے اجڑی ہوئی لائبریری کو دوبارہ اپنی تحویل میں لے کر اس کا نظم و نسق درست کیا ہے۔

4۔ 1885 سے 1987 تک لائف ممبران کی نمائندہ تعداد صرف اور صرف دو تھی۔1987 سے 1991 یعنی صرف چار سال کے عرصہ میں تعداد دو سے چار اور چار سے چھ تک آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بڑھا دی گئی جبکہ لائبریری آئین میں اس کی قطعاً گنجائش نہ تھی۔

(ج) لائبریری کا انتظام پہلے مینجنگ کمیٹی کے سپرد تھا۔جب سے گورنمنٹ نے لائبریری کو اپنی تحویل میں لیا ہے مینجنگ کمیٹی کی جگہ B.O.G تشکیل دیا گیا ہے اور لائبریری کے انتظامی امور کو چلانے کا اختیار B.O.G کو دے دیا گیا ہے لہذا اس ضمن میں محکمہ قانون کی رائے کی روشنی میں فیصلہ کرنا قرین انصاف ہوگا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہاں لکھا ہوا ہے کہ "8۔مئی 2009 کو حکومت نے لائبریری کو اپنی تحویل میں لے کر اس کا انتظام مینجنٹ کمیٹی کی بجائے بورڈ آف گورنرز کے سپرد کر دیا ہے۔" سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون سے قانون کے تحت محکمہ تعلیم نے اسے اپنی تحویل میں لیا ہے اور اگر تحویل میں لے لیا ہے تو اس کی دیکھ بھال آثار قدیمہ ابھی تک کیوں کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ایک تاریخی اور پرانی عمارت ہے جس کا قیام 1884 میں عمل پذیر ہوا۔ اس کی مینجمنٹ کی problemاس کی financialاور مینجمنٹ کی خرابیاں تھیں جس کی وجہ سے اس لائبریری کا انتظام 8۔ مئی2009 کو حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے Registration of Societies Act 1860کے تحت یہاں پر بورڈ آف گورنرز بنا کر takeover کیا جس کے چیئرمین چیف سیکرٹری پنجاب کو مقرر کیا گیا۔ وہاں پر بورڈ آف گورنرز مقرر کر کے لائبریری کا تمام انتظام اس کے سپرد کیا گیا۔ بورڈ financialاور مینجمنٹ کے حوالے سے جو بھی recommendationsدیتا ہے تو اس کے مطابق حکومت پنجاب وہاں پر تمام معاملات دیکھتی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال دیتی نہیں ہیں اور دوسروں کے سوال پر بات کر کے کوشش کرتی ہیں کہ خود کو اس میں شامل کروں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ہمارے سوالوں کی باری ہی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: آئے گی۔ کیوں نہیں آئے گی؟

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پنجاب پبلک لائبریری بے شک پنجاب کی سب سے بڑی اور بہترین لائبریری ہے جہاں تین لاکھ سے زائد کتب ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس بارے میں یہ تاثر ہے کہ عام آدمی وہاں نہیں جا سکتا تو اس کی ممبر شپ کا کیا طریق کار ہے اور کیا عام لوگ ان تین لاکھ کتب اور اس ماحول سے مستفید ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب پبلک لائبریری بالکل اس طرح نہیں ہے بلکہ وہاں پر ممبر شپ کا proper criteriaبنا ہوا ہے جس کے مطابق وہاں پر لوگ جاتے ہیں اور اس کے ممبروں کی تعداد لاکھوں میں ہے جبکہ 80 ہزار سے زائد سالانہ ممبران وہاں کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ب) کے نمبر 2 میں لکھا گیا ہے کہ "جب سے لائبریری لائف ممبران کی تحویل میں رہی اس کا کثیر الجہتی نقصان ہوا"۔ ابھی محترم منسٹر صاحب نے بھی بتایا کہ اس میں financial losses بھی ہوئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ financial losses کتنے ہوئے اور کیا ذمہ داران کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کروائی گئی اور ان سے کوئی recovery ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس لائبریری کا انتظام کافی عرصہ تک مینجمنٹ کمیٹی کے پاس رہا اور نقصانات کی وجہ سے ہی ہم نے اسے change کرتے ہوئے حکومت کی تحویل میں لیا۔ میں معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر جو مینجمنٹ کمیٹی مقرر کی گئی تھی انہوں نے ایک طرح سے لائبریری پر قبضہ کیا ہوا تھا جو ہم نے چھڑوایا ہے۔ گورنمنٹ کی یہی بہت بڑی achievement ہے۔ کئی سالوں سے کورٹس میں کیس چل رہے تھے۔ ایک وکیل صاحب تھے جو اس کمیٹی کے چیئرمین تھے، ہم نے properly اس کا چارج لیا اور اب لائبریری کے معاملات بہتر ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4011۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آنریری ٹیچنگ اسسٹنٹس کے مسائل

*4011: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ ستمبر 2008 میں پنجاب بھر کے کالجز میں گریڈ 17 کی اسامیوں پر اساتذہ بھرتی کئے گئے جن کو Honorary Teaching Assistant کا نام دیا گیا اور ان کا ماہانہ اعزازیہ -/8000 روپے مقرر کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنر راج کے دوران مذکورہ اساتذہ کو حالانکہ وہ کوالیفائیڈ تھے اور معاوضہ بھی کم تھا، فارغ کر دیا گیا جس سے ان کے خاندان مالی مشکلات کا شکار ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اساتذہ کو دوبارہ ملازمت دیکر مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی ہاں!

(ب) HTA,s کو چھ ماہ کے لئے رکھا گیا تھا اس کے بعد تین ماہ کے لئے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کی منظوری سے توسیع دی جا سکتی تھی۔ان کی چھ ماہ پورے ہونے پر ملازمت خود بخود ختم ہو جاتی تھی۔اس میں گورنر راج کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔

(ج) بہت سے لیکچرارز Male/Female کی اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پُر کی جا سکتی ہیں جہاں پر پھر بھی اسامیاں خالی رہ گئیں ان کے لئے HTA,s دوبارہ بھرتی کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست دی جا چکی ہے۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس درخواست پر کب تک عملدرآمد ہو گا اور یہ کب دی گئی تھی کیونکہ اس سوال کو تقریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے، میرا ان سے دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی اسامیاں ہیں جو ابھی بھی پوری نہیں ہوئی ہیں ان کی تعداد کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، internee

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا تھا، میں پہلے جز کا جواب دے دوں۔ جب یہ سوال کیا گیا تو اس وقت HTAs یعنی Honorary Teachers Assistant کے طور پر کالج میں recruitment ہوتی تھی اور اس وقت ہم اِس کو CTI کہتے ہیں یعنی

College Teacher Internee کے طور پر stopgap arrangement کے لئے ان کو کالج میں recruit کرتے ہیں۔اس وقت ہماری جتنی بھی stopgap arrangement ہے، تمام کالجوں کے پرنسپل صاحبان authorized ہوتے ہیں کہ وہ C.T.Is recruit کر سکتے ہیں۔ ہماری اس وقت تقریباً چار ہزار کے قریب لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں۔ جس میں سے پچیس سو کے قریب کا process چل رہا ہے اور daily basis پر ہمارے پاس لیکچرارز آ رہے ہیں۔ ہم نے پنجاب میں تقریباً پچیس سو کی requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی تھی جس میں سے تقریباً سات آٹھ سو کے قریب لیکچرارز آ چکے ہیں۔ چونکہ daily basis پر آ رہے ہیں اس لئے میں یہاں exact figure نہیں بتا سکتا۔ وہ آتے جا رہے ہیں اور ہم انہیں کالجوں میں بھیجتے جا رہے ہیں۔ جو Internees ہیں پھر ان کا role ختم ہو جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جواب میں یہ ہے کہ H.T.As دوبارہ بھرتی کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست کی جا چکی ہے۔ کیا آپ نے current status بتایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے یہی بتایا ہے کہ اب یہ H.T.As نہیں ہیں بلکہ C.T.I ہیں اور مختلف مضامین کے C.T.I کالجوں میں پڑھا رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو ایک چیز بتانا چاہتا ہوں کہ H.T.As جس حوالے سے یہ سوال کیا گیا ہے اس کے contract میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ صرف ایک سال کے لئے پوسٹ ہو گی۔ یہ لوگ کورٹ میں بھی گئے ہیں اور انہوں نے سب کچھ کیا لیکن یہ permanently recruit نہیں ہو سکتے۔ یہ stopgap arrangement ہے اور اس کی terms and conditions میں سارا کچھ درج ہے۔ ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو یہ کہا ہے کہ جو H.T.As جو کورٹ میں گئے تھے اور جنہوں نے ایک سال تک ہمارے کالجوں میں بطور Internee پڑھایا ہے انہیں پانچ نمبر دیئے جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم مسئلہ اس لئے ہے کہ آج ہم recruitment یا نوکریاں دینے کی بات کر رہے ہیں۔ یہاں پر انہوں نے خود بتایا ہے کہ چار ہزار اسامیاں خالی تھیں۔ کچھ ہی

دن پہلے جیل خانہ جات میں بھی اس قسم کی صورتحال سامنے آئی تھی کہ بہت ساری اسامیاں خالی ہیں۔اس کے بعد ہم نے یہاں ایک اور ڈیپارٹمنٹ بھی discus کیا تھا۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ان تمام جتنی بھی جگہوں پر، اب دیکھیں کہ stopgap arrangement یا Internees کو بھرتی کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے صرف سات سو اسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے۔ چار ہزار اور سات سو کا مطلب ہے کہ ابھی بھی تقریباً تین ہزار لوگ ایسے ہیں جن کو آپ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کر سکتے ہیں۔اسی طرح دوسرے محکموں میں بھی unemployment بہت بڑا کا gap نظر آ رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ اس اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو تمام محکموں کی خالی اسامیوں کو tabulate کرے۔ کیا لوگوں کو مستقل بنیادوں پر روزگار دینے کا سلسلہ شروع کرنے کا کوئی ارادہ ہے، آپ کوئی حکم فرما سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ خود ہی بات کریں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! لیکچررز کی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruitment ہوتی ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ ہم نے پچھلے سال 2500 لیکچررز کی requisition دی تھی۔ پبلک سروس کمیشن کے procedure میں written ٹیسٹ پھر انٹرویو ہوتے ہیں اور اس کے بعد پبلک سروس کمیشن جن لوگوں کو qualify کرتا ہے ان کی بطور لیکچرار recruitment ہو جاتی ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نے ان سے request کی تھی جو بڑے fast track پر چل رہا ہے اور ہم نے پبلک سروس کمیشن کو 2500 لوگوں کی demand بھیجی تھی اُن میں سے تقریباً سات آٹھ سو لوگ آ چکے ہیں۔ اسی طرح روزانہ کی بنیاد پر تقریباً چالیس پچاس لوگ process سے final ہو کر ہمارے پاس آتے جا رہے ہیں۔ لیکچرار کی posting permanent ہوتی ہے جنہیں ہم اپنے کالجوں میں بھیج رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ یہ unrest پیرا میڈکس میں بھی ہو رہا ہے، جیل خانہ جات اور ایجوکیشن میں بھی ہو رہا ہے کہ وہ لوگ جو دو تین سال as Internees کام کرتے رہے ہیں انہیں صرف پانچ نمبر دے رہے ہیں۔ یقین کریں کہ جتنے بھی احتجاج آج شملہ پہاڑی پر ہو رہے ہیں وہ اسی لئے ہو رہے ہیں کہ یہ permanent arrangement نہیں ہے۔ جب پبلک سروس کمیشن نے declare کر دیا ہے کہ چار ہزار اسامیاں خالی ہیں جن کے انٹرویو چل رہے ہیں تو یہ کس قسم کا

جواب ہے کہ ہم تیس چالیس لوگ روزانہ بھیج رہے ہیں حالانکہ ایک ہی ٹائم پر پبلک سروس کمیشن کا امتحان ہوتا ہے پھر لوگوں کو انٹرویو کے لئے call کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو مزید expedite کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن 2500 اسامیوں کا اکٹھا ہی امتحان نہیں لیتا بلکہ اُن کا کیلنڈر مختلف آتا ہے کہ کس کس دن اور کتنے مہینوں میں cover up کرنا ہے کیونکہ وہ overall پورے پنجاب کے محکموں کے امتحانات لے رہے ہوتے ہیں۔ حکومت کا یہ ایک اچھا اقدام تھا کہ کالجوں میں جہاں پر اساتذہ نہیں تھے وہاں پر ہم نے فوری arrange کیا تھا تاکہ طالبعلموں کو اساتذہ مہیا کئے جا سکیں۔ اسی طرح ان کے کنٹریکٹ میں کہیں نہیں لکھا تھا کہ ہم انہیں permanent کریں گے۔ اسی وجہ سے ہم نے اُن کا نام internees رکھا تھا، وہ ایک سال کے لئے کام کریں گے اور انہیں پانچ نمبر دینا بہت مناسب تھا۔ اُن کے جس Internees نے ہم سے ملاقات کی تھی انہوں نے خود اس سے agree کیا تھا۔ delegation

جناب سپیکر: جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4081 ہے لیکن اگر میں کہوں کہ وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس House کا بہت قیمتی ٹائم ہے اسے بچائیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہیں پھر یہ کہہ دیں کہ جواب چھوٹا دیں اور clear دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ سپیکر کے فرائض انجام نہ دیا کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں تو جواب نہ پڑھوا کر انہیں relief دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا شکریہ

سیدہ ماجدہ زیدی: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، غیر معیاری مارکنگ کرنے پر اساتذہ کی نااہلی کی تفصیلات

*4081: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس سال میٹرک سالانہ امتحان2009کے پرچوں کی مارکنگ کے دوران گورنمنٹ ہائی سکول گورنر ہاؤس لاہور کے چار اساتذہ کو غیر معیاری مارکنگ کی شکایت پر نااہل قرار دیا گیا اگر ہاں تو ان کے نام، عہدہ، تعلیم اور تجربہ کے متعلق تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کو سال2009 کے میٹرک کے امتحان کے پرچوں کی ری چیکنگ کے لئے کتنی درخواستیں امیدواروں کی طرف سے موصول ہوئیں اور کتنے امیدواروں کے پرچوں کی مارکنگ غیر معیاری قرار دی گئی، اوسطاً فی پرچہ کتنے نمبر ری چیکنگ کے دوران زائد دیئے گئے؟

(ج) ری چیکنگ کے تفصیلی طریق کار سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ امتحان میٹرک سالانہ 2009 کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ کے دوران گورنمنٹ ہائی سکول، گورنر ہاؤس لاہور کے چار اساتذہ کو غیر معیاری مارکنگ کی وجہ سے نااہل قرار دیا گیا ہے۔حقائق یہ ہیں کہ ان چاروں اساتذہ کو دفتر نے مضمون اردو میں سب ایگزامینر مقرر کیا تھا اور ان چاروں کی درخواستیں مسٹر فریدالدین سینئر ہیڈماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول، گورنر ہاؤس لاہور کی تصدیق شدہ ہیں۔جس میں واضح طور پر تحریر ہے کہ یہ چاروں اساتذہ کلاس نہم + دہم کو پڑھانے کا تدریسی تجربہ رکھتے ہیں۔

تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ مارکنگ کے آغاز کے پہلے ہی دن دفتر کو ان چاروں اساتذہ کے خلاف ایک شکایت موصول ہوئی جس میں تحریر تھا کہ یہ چاروں اساتذہ کلاس نہم + دہم کو نہیں پڑھاتے لہذا ان سے مارکنگ نہ کروائی جائے۔اس شکایت کو مدنظر رکھتے ہوئے سکول انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا گیا۔سکول انتظامیہ نے بھی اس کی تصدیق کی کہ واقعی یہ لوگ کلاس نہم + دہم کو نہیں پڑھاتے۔تب دفتر نے ان سے مارکنگ نہیں کروائی لہذا ان کی طرف سے غیر معیاری مارکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔انہیں مارکنگ کی وجہ سے نااہل قرار نہیں دیا گیا بلکہ دفتر کو غلط معلومات فراہم کرنے کی بناء پر انہیں بمطابق نوٹیفکیشن نمبر07/S.Ex مورخہ 10-04-2009 نااہل قرار دیا جا چکا ہے فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے بمطابق درخواست (برائے تقرر سب ایگزامینر) جو دفتر میں محفوظ ہیں۔ان اساتذہ کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:-

1- مسٹر شوکت علی، عہدہ وی ٹی، تعلیم بی اے، بی ایڈ، تجربہ 16 سال تدریسی جماعت نہم + دہم
2- مسٹر عبدالحمید، عہدہ او ٹی، تعلیم بی اے، او ٹی، تجربہ 23 سال تدریسی جماعت نہم + دہم
3- مسٹر محمود خان، عہدہ ایس وی، تعلیم بی اے، او ٹی، تجربہ 12 سال تدریسی جماعت نہم + دہم
4- مسٹر محمد سلیم، عہدہ ای ایس ٹی، تعلیم ایم اے، بی ایڈ تجربہ 25 سال تدریسی جماعت نہم + دہم

(ب) اس سال میٹرک کے امتحان سالانہ 2009 میں کل 198899 امیدواروں نے شرکت کی۔ اس میں سے صرف 1163 امیدواروں نے ری چیکنگ کے لئے درخواستیں دیں اور صرف 107 جوابی کاپیوں میں میزان وغیرہ کی معمولی غلطیاں پائی گئیں غلطیوں کی تصحیح کروا کر امیدواروں کو آگاہ کر دیا گیا اور انہیں جوابی کاپی دیکھنے کا موقع بھی دیا گیا تاکہ وہ اپنی تسلی کر لیں۔ یہ تاثر غلط ہے کہ یہ غلطیاں غیر معیاری مارکنگ کی وجہ سے تھیں۔

(ج) ری چیکنگ کا طریق کار یہ ہے کہ متذکرہ درخواستیں مجوزہ فارم پر مع فیس مبلغ -/600 روپے فی پرچہ رزلٹ کی اشاعت کے بعد 15 دن کے اندر وصول کی جاتی ہیں۔امیدواروں کی جوابی کاپیاں فرضی رولنمبروں کے حوالے سے نکالی جاتی ہیں اور پندرہ پندرہ جوابی کاپیوں کے پیکٹ تیار کر کے ری چیکنگ کمیٹیوں کے سامنے برائے مکرر پڑتال پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر مضمون کی ری چیکنگ کمیٹی دو افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ہر جوابی کاپی کو دونوں ممبران باری باری چیک کرتے ہیں۔اس چیکنگ میں حسب ذیل امور شامل ہیں، جو ری چیکنگ کی درخواست کی پشت پر درج ہیں۔فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ درخواست مقررہ فیس کے ساتھ ہر صورت میں مکمل کر کے نتیجہ کی اشاعت کے بعد 15 دن کے اندر بورڈ کے دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔اصل بنک چالان بھی درخواست کے ساتھ چسپاں ہو۔ نامکمل اور غلط درخواست کسی صورت قابل قبول نہ ہو گی اور وہ امیدوار کو برائے درستی واپس کر دی جائے گی۔ جو درستی کے بعد مقررہ تاریخ تک ہر صورت میں بورڈ کے دفتر پہنچ جانی چاہیئے۔

2۔ جوابی کاپی/کاپیوں کی مکرر پڑتال کی فیس مبلغ -/600 روپے فی کاپی کے حساب سے حبیب بنک لمیٹڈ 86 مزنگ روڈ لاہور یا بورڈ کی مقرر کردہ حبیب بنک کی کسی شاخ میں جمع کروائی جائے۔ عملی امتحان کی کاپی کی مکرر پڑتال بھی بورڈ کے قواعد کی رو سے ہو سکتی ہے۔فیس برائے مکرر پڑتال قابل واپسی نہ ہے۔البتہ جوابی کاپی میں غلطی پائے جانے کی صورت میں جوابی کاپی کی rechecking فیس کی واپسی کے لئے امیدوار چٹھی کی تاریخ اجرا سے 15 دن کے اندر اندر درخواست دے سکتا ہے۔اس کے بعد امیدوار کا فیس واپسی کا استحقاق ساقط ہو جاتا ہے۔

3۔ غیر متعلقہ شخص امیدوار کی جانب سے درخواست دائر نہیں کر سکتا۔

4۔ زائدالمیعاد درخواست قابل قبول نہیں ہوتی۔

5۔ امیدوار اپنی امتحانی جوابی کاپی /کاپیوں کی مکرر پڑتال صرف مندرجہ ذیل امور کی تصدیق کے لئے کروا سکتا ہے کہ :۔

(الف) کاپی کے اندرونی صفحات پر درج شدہ نمبر کاپی کے سرورق پر صحیح طور پر منتقل ہو گئے ہیں۔

(ب) ہر سوال کے حاصل کردہ جزوی نمبروں کی میزان سوال کے آخر میں درج کی گئی ہے۔

(ج) ہر سوال کے حاصل کردہ نمبر درست طور پر جوابی کاپی کے سرورق پر منتقل کئے گئے ہیں۔

(د) جوابی کاپی کا کوئی حصہ بغیر جانچے تو نہیں رہ گیا۔

(ہ) جوابی کاپی یا اس کا کوئی حصہ تبدیل تو نہیں کیا گیا۔

متذکرہ بالا امور کی تصدیق کرنا مکرر پڑتال کمیٹی کا کام ہے۔ری چیکنگ کے بعد امیدوار کو باقاعدہ اطلاع دی جاتی ہے کہ کسی جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی گئی ہے یا نہیں۔امیدوار اگر چاہے تو اپنی جوابی کاپی /کاپیاں اطلاع نامہ کی تاریخ اجرأ سے سات یوم کے اندر دیکھ سکتا ہے جن جوابی کاپیوں میں غلطی نہ پائی جائے کمیٹی اس جوابی کاپی پر no mistake کی رپورٹ دیتی ہے۔لیکن اگر کسی جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی جائے تو کمیٹی تفصیلاً رپورٹ کرتی ہے اور غلطی کی تصحیح کی سفارش کرتی ہے۔غلطی کی تصحیح کی اجازت مجاز اتھارٹی (چیئرمین بورڈ) دیتا ہے۔مجاز اتھارٹی (چیئرمین بورڈ) کی اجازت سے تصحیح شدہ غلطی ٹھیک کروادی جاتی ہے اور revised ایوارڈ تیار کرکے متعلقہ برانچ کو بھیج دی جاتی ہے۔ہر امیدوار کو بذریعہ رجسٹرڈ چٹھی ری چیکنگ درخواست کے بارے آگاہ کیا جاتا ہے اور جوابی کاپی دیکھنے کا موقع بھی دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں نے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ marking کے لئے جو لوگ مقرر کئے گئے تھے انہیں نااہل قرار دیا گیا ہے اور سزا دی گئی ہے اس کی تفصیل بتائیں۔اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ فریدالدین سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گورنر ہاؤس لاہور کے تصدیق شدہ لوگ تھے جو marking نہیں کر سکتے تھے اور ان کے کوائف محکمہ کو غلط دیئے گئے۔انہوں نے چاروں کے خلاف کارروائی تو کر دی کہ انہیں نااہل کر دیا تھا۔مزید میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اُن کی نااہل

قرار دینے سے بھی زیادہ سزا بنتی تھی اور جس ہیڈ ماسٹر نے انہیں غلط nominate کیا ہے اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہیڈ ماسٹر نے بورڈ کو اس بارے میں غلط information دی تھی جس پر ان چار کے خلاف کارروائی یہ کی گئی تھی کہ انہیں بورڈ میں اس کام میں ہمیشہ کے لئے نااہل کر دیا گیا تھا جس کا 10۔اپریل 2009 کو notification ہوا۔ اس کے علاوہ ہیڈ ماسٹر صاحب کو ان کو غلط nominate کرنے پر انہیں اس وقت Show Cause Notice دیا اور کہا گیا تھا کہ آئندہ سے اگر آپ کی طرف اسی طرح کا غلط کام ہوا تو آپ کے خلاف removal from service کی کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! 2009 سے 2011 تک مارکنگ میں ان غلط کوائف کی وجہ سے جو حال بچوں کا ہوا ہے اور ہم جس طرح غلط مارکنگ کی وجہ سے اپنے بچوں کو روتے دیکھ رہے ہیں۔ ایک شخص اتنی بڑی غلطی کر رہا ہے، بچوں کے مستقبل سے کھیل رہا ہے اور آپ صرف ایک Show Cause Notice دے کر ایسے شخص کو چھوڑ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، آپ بتائیں کہ اس ہیڈ ماسٹر کے sources کیا تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے میں نے بالکل ان سے پوچھا تھا اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ اسے اس سے زیادہ سزا ملنی چاہئے تھی مگر چونکہ یہ سوال پرانا ہے۔ اس وقت جو محکمانہ کارروائی اس ہیڈ ماسٹر کے خلاف ہوئی اسے ایک severe warning دی گئی اور آئندہ سے اسے محتاط رہنے کا کہا گیا otherwise اس کے خلاف PEEDA-Act کے تحت کارروائی کا اسے کہا گیا تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال 2009 میں ہی پوچھا گیا تھا۔ ہم نے اس وقت یہ سوال پوچھ لیا تھا اگر ایجنڈے پر اب آیا ہے تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے لیکن یہ کارروائی بہت کم ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ چاہوں گی کہ یہ ensure کرائیں کیونکہ یہ نہیں ہے کہ اب کارروائی نہیں ہو سکتی ابھی بھی ہو سکتی ہے۔ آپ اس کا کیس reopen کریں جو سزا بنتی ہے اسے دیں۔ اس House کو ensure کرائیں کہ

جتنا اس کا گناہ ہے ہم اسے اتنی ہی سزا دیں گے۔ آپ House کو ensure کرائیں کیونکہ یہ سوال میری پراپرٹی نہیں ہے اور یہ House کی پراپرٹی ہے کیونکہ پورے پنجاب کے بچوں کے مستقبل کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، قانون کے مطابق دیکھ لیں اگر آپ اس کے خلاف کچھ کر سکتے ہیں تو ضرور کرنا چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس پر میرا دوسرا سوال ضمنی یہ ہے کہ سال 2009 میں 198,899 امیدواروں نے امتحان دیا اور 1163 امیدواروں نے rechecking کی درخواستیں دی تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف 107 میں معمولی غلطیاں پائی گئیں۔ یہ معمولی غلطی کیا ہوتی ہے؟ کیونکہ بچوں کے رزلٹ میں آدھے نمبر سے پوزیشنوں کا فرق پڑتا ہے اور ایک نمبر سے بچے فیل ہو جاتے ہیں تو یہ بتایا جائے کہ یہ معمولی غلطی کی کیا سزا ہے، جن لوگوں نے غلطیاں کی ہیں اور بچوں کے مستقبل سے کھیلے ہیں ان کو آپ نے کیا سزا دی ہے اور اس کے علاوہ rechecking میں جو اضافی نمبر کاپیوں پر دیئے گئے ہیں اس کی مجھے تھوڑی سی تفصیل چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 198,899 بچوں نے امتحان دیا اور 1163 بچوں نے rechecking کے لئے apply کیا جو کہ less than 0.5 or 0.4 percent total کا بنتا ہے۔ اس میں سے 107 امیدواروں کی کاپیوں میں معمولی سی غلطیاں ہیں اور ان کو ٹھیک کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! rechecking میں صرف ٹوٹل چیک کیا جاتا ہے آگے وضاحت کی ہوئی ہے اگر محترمہ یہ پڑھ لیں۔ اس میں reevaluation نہیں ہوتی کہ دوبارہ سے نمبر دیئے جائیں یا اگر کوئی سوال کسی examiner نے miss کر دیا ہے اور اس پر مارکنگ نہیں ہوئی تو دوبارہ mark کیا جاتا ہے اسی مضمون کا ٹیچر اس کو mark کرتا ہے اور اس میں اس کے ٹوٹل کو چیک کیا جاتا ہے۔ اس میں 107 بچوں کی غلطیاں آئیں جو کہ percent 0.1 بنتا ہے اور اس قسم کی غلطیوں پر بھی ہم انہیں warning دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے ان چیزوں کو بہتر کیا جائے۔ جہاں تک یہ پوری 107 کاپیوں کی تفصیل چاہ رہی ہیں تو اس کے لئے یہ fresh question کر دیں۔ میں انہیں پوری تفصیل دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس وقت ان 107 کاپیوں کی غلطیوں پر محکمہ کوئی action لے لیتا تو 2010 اور 2011 میں جو بچے rechecking کے لئے روتے رہے شاید انہیں رونا نہ پڑتا۔ اگر ابھی بھی یہ rechecking کے لئے کوئی سخت قانون بنا دیں تو آئندہ سے ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ہمارے بچوں کے مستقبل بچائے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 11-2010 میں rechecking کی problem اس لئے ہوئی کہ اس میں بچوں کی تعداد زیادہ تھی جس کی وجہ سے ہم نے ان بچوں کو facilitate کرنے کے لئے وہاں پر بہت سارے counters بنا دیئے جیسا کہ آپ کو پتا ہے اس دفعہ computer system کی وجہ سے problem آئی تھی جس سے بہت زیادہ students rechecking کروا رہے تھے۔ ہمارا بڑا اچھا rechecking کا سسٹم بنا ہوا ہے اور students اس سے satisfied ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بچوں کا حشر ہو، آپ نے اور پوری قوم نے دیکھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب انہوں نے اسے ٹھیک کر دیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ابھی تو 2012 کا رزلٹ آنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات ہے کہ کل آپ نے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری کو پابند کیا تھا کہ کل وہ House میں notification پڑھ کر سنائیں گے کہ LDA سے محکمہ کو 95 ہزار میں ایک کنال کیسے ملتی ہے اور ہمیں ایک کنال 5 لاکھ میں کیوں ملتی ہے، آپ نے کل کہا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل House میں اس حوالے بتائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے بچوں کو روتے ہوئے میڈیا پر دیکھا لیکن جب ہم نے results manually مکمل کیا اور سارا result بنایا تو انہوں نے شاید ان بچوں کو نہیں دیکھا جو ڈھول پر بھنگڑے ڈال رہے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ ہم نے ان کا properly result announce کیا اور اس میں تقریباً 70 فیصد سے زیادہ بچوں کے نمبر بڑھے تھے تو شاید انہوں نے 2011 میں وہ نہیں دیکھا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ابھی محترم منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جن بچوں نے rechecking کے لئے apply کیا اور پیسے جمع کرائے تو ان کی rechecking ہو گئی لیکن جیسا یہ فرما رہے تھے کہ rechecking ہوتی ہے اور reevaluation نہیں ہوتی اور اگر کوئی بچے چاہیں تو انہیں کو paper دکھا بھی دیتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ reevaluation چاہے اور وہ کہے کہ اس سوال کے نمبر اس کے حساب سے کم ہیں تو کیا اس میں reevaluation کا کوئی طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! reevaluation پر بہت زیادہ debate ہر forum پر ہوتی رہی ہے، اگر reevaluation پر چلے جائیں تو ہر بچہ یہ چاہے گا کہ وہ satisfy نہیں ہوتا اور کہے گا کہ جتنے marks اس کو دیئے گئے ہیں وہ کم ہیں۔ اس سلسلے میں لوگ سپریم کورٹ تک گئے ہیں اور یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ آپ paper کو reevaluate نہیں کر سکتے، اس کی reevaluation نہیں ہو سکتی اور صرف rechecking ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، next question سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf. (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4082 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سالانہ امتحانات 2008 میں غیر معیاری مارکنگ کرنے پر اساتذہ کی نااہلیت و دیگر تفصیلات

*4082: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے تحت میٹرک کے سالانہ امتحانات2008 میں غیر معیاری مارکنگ کرنے پر بورڈ انتظامیہ نے درجنوں اساتذہ کو نااہل قرار دیدیا اگر ہاں تو ان اساتذہ کے نام، تعلیم، گریڈ اور تجربہ کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نااہل قرار دیئے گئے اساتذہ نے پرچوں کی غیر معیاری مارکنگ، بورڈ کے عملہ سے ملی بھگت کر کے کی، اگر ہاں تو کیا ذمہ دار اہلکاران بورڈ کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر معیاری مارکنگ کا انکشاف امیدواروں کی طرف سے ری چیکنگ کرانے کے دوران ہوا؟

(د) فی پرچہ ری چیکنگ کی فیس کیا ہے؟

(ہ) اساتذہ کو پرچوں کی مارکنگ سپرد کرنے کا criteria کیا ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ امتحان میٹرک سالانہ 2008 کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ کرنے والے بعض اساتذہ کو بورڈ انتظامیہ نے نااہل قرار دیا ہے لیکن یہ نااہلی ناقص مارکنگ کی بناء پر نہیں قرار دی گئی بلکہ انہیں ان کی طرف سے کی گئی اغلاط کی وجہ سے نااہل قرار دیا گیا ہے۔ان اغلاط میں حاصل کردہ میزان کی غلطی یا کسی سوال یا سوال کے جز کو مارک نہ کرنا شامل ہے۔ان اساتذہ کے کوائف کی فہرست فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) امیدواروں کی جوابی کاپیاں فرضی رولنمبروں پر مارک کروائی جاتی ہیں۔اصل رول نمبر پرچوں سے الگ کر کے چیف سیکریسی آفیسر اپنے سربمہر ریکارڈ میں محفوظ کر لیتا ہے۔اس طرح کسی جوابی کاپی کی شناخت باقی نہیں رہتی نیز جوابی کاپیوں کی مارکنگ دفتر ہذا کے مارکنگ ہال میں کروائی جاتی ہے۔بورڈ کا عملہ صرف مارکنگ کے لئے جوابی کاپیوں کے پیکٹ ایگزامینر کو جاری کرتا ہے اور مارکنگ مکمل ہونے کے بعد پیکٹ مع ایوارڈ لسٹ چیف سیکریسی آفیسر کو واپس بھیج دیتا ہے۔اس سے زیادہ بورڈ کے عملہ کا مارکنگ کے عمل میں کوئی عمل دخل نہیں ہے لہذا مارکنگ کے کام میں عملہ کی ملی بھگت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) یہ تاثر غلط ہے کہ ری چیکنگ کے دوران غیر معیاری مارکنگ کا انکشاف امیدواروں کی طرف سے ہوا ہے۔ بلکہ مارکنگ کی اغلاط کا انکشاف سینئر اساتذہ اور ہیڈ ایگزامینرز پر مشتمل ری چیکنگ کمیٹیوں نے اپنی رپورٹس میں کیا کیونکہ ری چیکنگ کی درخواست کی وصولی کے بعد جوابی کاپیاں ری چیکنگ کمیٹیاں چیک کرتی ہیں اور اگر کسی جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی جائے تو اس کی باضابطہ تصحیح کے بعد امیدواروں کو جوابی کاپیاں دکھائی جاتی ہیں۔

(د) پرچہ ری چیکنگ کی فیس -/600 روپے فی جوابی کاپی ہے۔اگر جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی جائے تو امیدوار کو اس پرچہ کی فیس واپس کر دی جاتی ہے۔

(ہ) پرچوں کی مارکنگ کے لئے اساتذہ کی اہلیت کا معیار یہ ہے کہ ٹیچر گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں یا بورڈ سے الحاق شدہ تعلیمی اداروں میں پڑھا رہا ہو۔ یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی استاد جس کلاس کے پرچوں کی مارکنگ کے لئے سب ایگزامینر بننا چاہتا ہو تو اس کلاس کو کم از کم تین سال کے عرصہ سے پڑھا رہا ہو اور اس امر کی تصدیق متعلقہ تعلیمی ادارے کا سربراہ کرتا ہے۔ٹیچر کی کم از کم تعلیمی قابلیت برائے آرٹس مضامین بی اے، بی ایڈ، او ٹی، اے ٹی اور سائنس مضامین کے لئے بی ایس سی، بی ایڈ، بی ایس ایڈ ہوتی ہے۔درخواست فارم برائے سب ایگزامینر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں جو جواب دیا گیا ہے تو اس میں کیا منسٹر صاحب پسند فرمائیں گے کہ فی جوابی کاپی کی کل amount کتنی بنتی ہے، کتنے لوگوں کو پیسے واپس کئے ہیں، سال 2011 میں جو اتنا بڑا فساد ہوا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس کے پیسے بتا دیئے جائیں یا واپس کئے ہوئے بتا دیں تو یہ بڑی اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو students rechecking میں apply کرتے ہیں اور وہ students جن کے papers میں rechecking کے دوران تبدیلی آتی ہے یعنی بورڈ یا Examiner کی غلطی کی وجہ سے ان کے ٹوٹل یا کسی چیز میں فرق ہو تو انہیں پیسے واپس کئے جاتے ہیں اور باقی students کو پیسے واپس نہیں کئے جاتے۔ جہاں تک 2011 کا تعلق ہے تو وہاں پر

میں ایک اور چیز بھی انہیں بتادوں کہ اس میں ہم نے کسی بھی students سے rechecking کی کوئی فیس نہیں لی اور ہم نے free of cost ان کا result دوبارہ سے check کر کے دیا تھا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ معجزے والی بات ہے لیکن اس سلسلے میں ایک بندہ بھی نیب کے پاس گرفتار ہے اور ان بچوں سے فیس بھی نہیں لی گئی لیکن اتنا بڑا فساد بھی ہوا؟ لیکن مجھے تو financial position چاہئے کہ آپ کے پاس کتنے پیسے اکٹھے ہوئے اور میں نے آپ سے یہی ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! rechecking میں جتنے بھی لوگ آتے ہیں ان کی ہر امتحان میں مختلف پوزیشن ہوتی ہے۔ جس وقت کا یہ سوال تھا تو اس وقت rechecking کی فیس -/600 روپے تھی اور اب اس وقت یہ فیس -/700 روپے ہے یعنی 2011 میں یہ فیس -/700 روپے ہوئی ہے اس کے لئے انہیں fresh question کرنا پڑے گا اور انہیں ہم سے year wise تفصیل مانگنی پڑے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ fresh question کر دیں تو آپ کو جواب مل جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: وزیر صاحب آج یہ بات بتا رہے ہیں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب والا! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ تشریف رکھیں۔ بڑی مشکل سے انہوں نے آج ضمنی سوال کیا ہے، انہیں پوچھنے دیں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ Examiner پرچے چیکنگ کے لئے ٹھیکے پر دے دیتے ہیں۔ میں نے ایک ایف اے پاس شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خود ایف اے کے پرچے چیک کر رہا تھا۔ میں صرف اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ شاید وزیر تعلیم اس سلسلے میں کوئی راستہ نکال لیں تاکہ ایسا عمل پھر نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کی بات سے بالکل agree نہیں کرتا کیونکہ آج کل ایسا نہیں ہوتا، یہ مجھے specifically year بتائیں کہ انہوں نے کون سے سال میں دیکھا۔ ہم نے جو centralized marking کا طریقہ اپنایا ہوا ہے وہ ان کے گوش گزار کرتا ہوں۔

جیسے ہم نے پہلے ایک سوال کے جواب میں explain بھی کیا ہوا ہے۔ اب ہم centralized marking کرتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بورڈ کے premises یا جہاں Board designate کرتا ہے وہاں پر سارے Head Examiner اور Sub Examiner بیٹھ کر marking کرتے ہیں۔ پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا یہ ہمارے دور میں ہوا ہے اور ہماری حکومت نے اس چیز کو بہتر کیا ہے۔ ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ اس نظام کو بہتر کرنے کے لئے ہم نے یہ سب کچھ کیا۔ اگر ایک پرچے میں طالب علم نے پانچ سوال حل کئے ہیں تو پانچ علیحدہ لوگ اس کے پرچے چیک کریں گے۔ اسی طرح ہم سائنس سبجیکٹ کے پرچوں کی Inter Board Marking کرواتے ہیں یعنی کہ لاہور بورڈ کے پیپر ڈیرہ غازی خان چلے جاتے ہیں اور ڈیرہ غازی خان کے ملتان چلے جاتے ہیں۔ اس طرح ہم ان کو rotate کر کے کرتے ہیں۔ وہاں پر بھی centralized marking ہوتی ہے اور جو بورڈ کے پیپر چیک کرنے والے اساتذہ ہوتے ہیں وہ پیپر چیک کرتے ہیں۔ معزز ممبر کسی پرانے دور کی بات کر رہی ہوں گی 2010 سے ہمارا foolproof system ہے۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! میں نے بہت sincerely یہ چیز point out کی ہے۔ میری اسی سال ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی ہے جو خود بھی ایف اے پاس ہے اور ایف اے کے ہی پرچے چیک کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اسے یہ پرچے ٹھیکے پر ملے ہیں۔ آپ لوگ یقیناً اچھے اقدامات کر رہے ہیں لیکن اس میں اتنی زیادہ کرپشن ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر بھی توجہ دیں۔

جناب سپیکر: جس بات کی معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے---

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اگر ان کے علم میں کوئی ایسی چیز آئی ہے تو ہم اسے دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میرا ضمنی سوال بھی ان سے ملتا جلتا ہی تھا کہ جس طرح انہوں نے 2008 میں یہ admit کیا ہوا ہے کہ غیر معیاری مارکنگ کی وجہ سے اساتذہ کو نااہل قرار دیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے پاس اہل اساتذہ کی کمی ہے جو ایسے لوگوں کو مارکنگ کے لئے دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اتنے بڑے blunders ہوتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز ممبر نے پچھلے سوال پر یعنی اس سے پہلے جو بورڈ والا سوال تھا اس پر ضمنی سوال کیا ہے۔ پھر بھی میں اس کا جواب دے دیتا ہوں کہ ان اساتذہ کو نااہل اس لئے قرار دیا گیا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ یہ ٹیچر نویں اور دسویں جماعت کو پڑھاتے ہیں، جبکہ وہ نویں دسویں کو نہیں پڑھاتے تھے بلکہ وہ آٹھویں جماعت کو پڑھاتے تھے۔ جب بورڈ کو پتا چلا تو انہوں نے ان ٹیچروں کو ہمیشہ کے لئے disqualify کر دیا۔ ہمارے پاس الحمد للہ ٹیچروں کی کوئی کمی نہیں ہے اور ہماری جو نئی recruitments ہو رہی ہیں اس میں ہمارے پاس بہت qualified لوگ میرٹ پر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ جناب محمد نوید انجم!

رانا تنویر احمد ناصر: On his behalf Question No. 4384، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4384: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج ہذا میں انگلش لیکچرار کی ایک اسامی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہر subject کی لیکچرار کی تعداد طالبات کی تعداد سے کہیں کم ہے؟

(ہ) کیا حکومت طالبات کی تعداد کے مطابق مذکورہ کالج میں اساتذہ کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہیں:-

اسسٹنٹ پروفیسر 8 گریڈ	لیکچرار 16 مضامین	کل تعداد 24 تعداد اساتذہ
18	انگریزی	ایک
	اردو	ایک
	پولیٹیکل سائنس	ایک
	ایجوکیشن	ایک
	فلاسفی	ایک
	زوالوجی	ایک
	کیمسٹری	ایک
	پاک سٹڈی	ایک
17	اسلامیات	تین
	اکنامکس	ایک
	حساب	ایک
	فارسی	ایک
	فزکس	ایک
	فزیکل ایجوکیشن	دو
	نفسیات	ایک
	پولیٹیکل سائنس	ایک
	اردو	ایک
	ایجوکیشن	ایک
	سٹیٹ	ایک
	انگریزی	ایک
	بیالوجی	ایک

(ب) ایجوکیشن کی 10-03-12 سے اور زوالوجی اور فلاسفی 03-04-04 سے خالی ہیں۔

(ج) جی ہاں!

(د) جی ہاں!

(ہ) تمام خالی اسامیوں کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے۔ جلد ہی تعیناتی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا حکومت طالبات کی تعداد کے مطابق مذکورہ کالج میں اساتذہ کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ یہ سوال دیا گیا تھا 7۔اکتوبر 2009 کو اس کا جواب آیا ہے 4۔جون 2010 کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بار بار اس چیز کو دہراتے ہیں آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ سوالات کوئی تھوڑے تو نہیں ہوتے، جب ان کی باری آتی ہے تو وہ آجاتے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نہ صرف اس کالج میں بلکہ پنجاب کے تمام کالجوں میں اس دو سال کے عرصہ میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کتنی recruitments ہوئی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ کب تک ہوں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ابھی detail میں explain کیا تھا، اگر آپ کہیں تو میں دوبارہ کر دیتا ہوں کیونکہ پھر آپ کہیں گے لمبی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جو بات آپ نے پہلے بتا دی ہے اگر انہوں نے وہ نہیں سنی یا یہ اس وقت House میں نہیں آئے تو اس میں میرا یا آپ کا تو قصور نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس کالج کے حوالے سے میں۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑ دیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! صرف اس کالج کے حوالے سے بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس کالج کے حوالے سے میں بتا دیتا ہوں کہ یہاں پر انہوں نے اس وقت C.T.E جس کی ابھی میں نے explain کی تھی کہ اس کالج میں نو رکھے ہوئے ہیں اور اس سے انہوں نے اپنا stopgap arrangement پورا کیا ہوا ہے۔ یہاں پر چوبیس لکھے ہوئے تھے ایک ٹیچر ان کے پاس اور آ گیا ہے اب ان کے پاس پچیس ریگولر سٹاف ہے۔ اسی طرح day by day جیسے پبلک سروس کمیشن سے آتے جائیں گے ہم ان کے پاس بھیجتے جائیں گے۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ C.T.E Teachers کو ماہانہ تنخواہ نہیں دی جاتی بلکہ اور انہیں ایک ہی دفعہ آٹھ نو مہینے کے بعد تنخواہ کی ادائیگی کی جاتی ہے اور کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دفعہ انہیں پبلک سروس کمیشن میں پانچ نمبر بھی نہیں دیئے گئے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! پہلے ان کی تنخواہ آٹھ ہزار روپے تھی اب دس ہزار کر دی گئی ہے اور انہیں ماہانہ بنیادوں پر ہی تنخواہ دی جاتی ہے۔ ان کی یہ بات درست ہے کہ پچھلی دفعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے جو recruitment ہوئی ہے اس میں انہیں پانچ نمبر نہیں ملے مگر اب ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر بھیج دیا ہے کہ next merit criteria پر H.T.A اور C.T.E کو انٹرویو میں پانچ نمبر دیئے جائیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب والا! میں اتنا repeat کرنا چاہوں گا کہ تنخواہ ان کو ماہانہ بنیادوں پر نہیں دی جاتی۔ اگر نہیں دی جاتی تو میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ انہیں ماہانہ بنیادوں پر تنخواہ دینے کے لئے ensure کروادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میرے پاس ایسی کوئی complaint نہیں آئی ان کے delegation سے بھی ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن پھر بھی میں اسے چیک کروالیتا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کالجوں میں students teachers ratio کتنی ہے اور اس وقت صوبہ پنجاب میں کیا ratio maintain کر رہے ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Teachers students ration generally colleges میں 1:14 کی ہوتی ہے اور اسی حساب سے CTE کی بھی recruitments ہوتی ہیں۔ ایک مضمون میں اگر کبھی طالب علم زیادہ ہو جائیں let us suppose اگر انگریزی کا مضمون ہے اور اس میں طالب علم زیادہ ہو جاتے ہیں تو انہوں نے students teachers ratio کے حوالے سے کئی دفعہ تین یا چار CTE بھی ایک سبجیکٹ میں رکھے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پنجاب میں کوئی ایسا کالج بھی موجود ہے جہاں بارہ طالب علم اور سولہ اساتذہ موجود ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر ان کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو یہ ہمیں بتائیں تاکہ ہم اس کو rationalize کریں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہمارا کوئی نیا کالج کوئی دورافتادہ علاقہ میں establish ہوا ہو کیونکہ وہاں پر اگر ان کی sanctioned strength 16 ہے اور ہم نے وہاں پر

16 اساتذہ بھیج دیئے ہوں students gradually داخل ہو رہے ہوں تو ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہو تو بتا دیں میرے علم میں نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں وزیر تعلیم نہیں ہوں میرے علم میں یہ ضرور ہے کہ ایسے انتیس کالج ہیں جہاں پر پورے کا پورا فنڈ ضائع ہو رہا ہے۔ آپ نے مہربانی کی تھی اس سلسلے میں ایک کمیٹی بھی بنائی تھی، ان کالجوں نے تو یہ تکلیف بھی گوارا نہیں کی کہ اپنی detail ہمیں دے دیتے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا رزلٹ تو بالکل ہی زیرو ہے یعنی بیس فیصد بھی نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو پیسا ضائع ہو رہا ہے اس کا کیا کیا جائے۔ پچھلے دور میں بھی سیاسی بنیادوں پر وہاں کالج بنائے گئے جہاں ان کی ضرورت نہیں تھی اور آج بھی وہاں طالب علم نہیں ہیں اور وہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔ پتوکی میں ایک پروفیسر ایگریکلچر پڑھا رہا ہے جو مضمون پندرہ سال پہلے discontinue ہو چکا ہے۔ وزیر موصوف کو میں ابھی ثابت بھی کر دیتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح سے تو فنڈ ضائع ہو رہا ہے۔ میں پہلے غور سے دیکھتا رہا کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسے معزز ممبر نے فرمایا ہے میں ان سے data لے لیتا ہوں اور چیک کروا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی محکمے سے چیک کریں۔ انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب!

بی آئی ایس ای راولپنڈی، پرچوں کی ری مارکنگ / ری چیکنگ کی تفصیلات

*4483: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007، 2008 اور 2009 میں بالترتیب B.I.S.E راولپنڈی کے کتنے طالب علموں نے اپنے پرچوں کی ری مارکنگ / ری چیکنگ کے لئے درخواستیں دیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران بالترتیب دی جانے والی درخواستوں پر کی جانے والی ری چیکنگ کے نتیجے میں کتنے طالب علموں کے خدشات درست پائے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مارکنگ کے نظام کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اس کا مجوزہ طریق کار کیا ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف)

سال2007میں امتحان میٹرک میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	410
سال2007میں امتحان میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	647
سال2008میں امتحان میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	761
سال2008میں امتحان انٹرمیڈیٹ میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	872
سال2009میں امتحان میٹرک میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	617
سال2009میں امتحان انٹرمیڈیٹ میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	1021

- واضح رہے کہ ری مارکنگ کے لئے کوئی درخواست موصول ہوئی اور نہ ری مارکنگ کی اجازت ہے۔

(ب)

سال2007کے دوران میٹرک کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	54
سال2007کے دوران انٹرمیڈیٹ کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد	151
سال2008کے دوران میٹرک کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد	120
سال2008کے دوران انٹرمیڈیٹ کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	253
سال2009کے دوران میٹرک کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	121
سال2009کے دوران انٹرمیڈیٹ کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	249

(یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ زیادہ تر اغلاط میں نمبروں کا تفاوت 1تا5 نمبر تک محدود ہے)

- واضح رہے کہ کل 4328درخواستوں میں 948کے نمبرز/رزلٹ میں تبدیلی ہوئی۔

(ج) جی ہاں! مارکنگ کے نظام اور معیار کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے پہلے طریق کار سے ہٹ کر امتحان میٹرک اور انٹر (ضمنی) 2009 سنڈیکیٹ مارکنگ کا نظام متعارف کرایا ہے اس نظام کے مطابق جوابی کاپی میں درج ہر سوال کی مارکنگ الگ الگ ایگزامینرز سے کرائی گئی ہے اور اسی کے مطابق ایوارڈ لسٹ تیار ہوئی ہے یعنی ایک جوابی کاپی کو سوالوں کی تعداد کے مطابق سب ایگزامینرز کی تعداد چیک کرتی ہے اس مارکنگ سسٹم کے تحت ہیڈ ایگزامینرز کے ساتھ تمام سب ایگزامینرز بیٹھ کر جوابی کاپی کے اپنے اپنے الاٹ شدہ سوال کی مارکنگ کرتے ہیں جبکہ ایک ایڈیشنل ایگزامینرز بھی موجود ہوتا ہے جو مارک شدہ جوابی کاپی کی کمال احتیاط

سے پڑتال کرنے کے بعد ایوارڈ لسٹ تیار کرتا ہے اور اس ایوارڈ لسٹ پر درج کل نمبروں اور جوابی کاپی کے سوالات کے میزان نمبروں کا باہم موازنہ کرنے کے لئے اسسٹنٹ ٹو ہیڈ ایگزامینرز بھی تعینات کیا جاتا ہے تاکہ مارک شدہ جوابی کاپی میں کوئی غلطی باقی نہ رہے ان مراحل کے بعد ہیڈ ایگزامینر ایوارڈ لسٹوں پر اپنے دستخط کرتا ہے امید ہے کہ اس نئے مارکنگ سسٹم کے لاگو ہونے کے بعد مارکنگ کے معیار میں بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 2008 میں 872 طالب علموں نے rechecking کے لئے apply کیا جن میں سے 253 طالب علموں کے خدشات درست پائے گئے اور یہ تعداد تقریباً 30 فیصد بنتی ہے۔ اس کے بعد 2009 میں بھی ایسے ہی ہوا کہ تقریباً 25 فیصد طلباء و طالبات کے خدشات درست ثابت ہوئے اور غلطیاں نکلیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ اساتذہ کی طرف سے جو غیر معیاری marking ہوئی یا ان پیپرز میں غلطیاں نکلیں تو اساتذہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، کیا انہیں آئندہ marking کے لئے نااہل قرار دیا گیا، اگر نہیں تو کیا آئندہ کوئی ارادہ ہے کہ ایسے اساتذہ کو نااہل قرار دیا جائے؟

جناب سپیکر: اگر ایسا ہوا ہے تو انہیں نااہل قرار دینا چاہئے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اگر ایک پیپر میں پانچ یا دس نمبر کی غلطی نکلتی ہے۔ پچھلے سوالات میں بار بار کہا گیا کہ اساتذہ کی marking غیر معیاری نہیں تھی بلکہ ٹوٹل میں کچھ غلطیاں تھیں۔ کیا وہ غیر معیاری marking نہیں ہوتی کہ ایک بچے کے نمبر اسی سے کم کر کے ساٹھ کر دیئے جائیں جبکہ میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز میں ایک ایک نمبر کا competition ہوتا ہے تو ان اساتذہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: آدھے نمبر کا بھی competition ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بہت تھوڑی سی تعداد ہے، پہلے لاہور بورڈ سے related تھا اب انہوں نے راولپنڈی بورڈ سے related سوال کیا ہے۔ Rechecking میں صرف ٹوٹل check کیا جاتا ہے اور اس میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی ایسا سوال تو نہیں جو mark ہونے سے رہ گیا ہو تو اسے mark کیا جاتا ہے اور ٹوٹل check کیا جاتا ہے اور جو غلطیاں نکلتی ہیں اگر آپ

total number of students دیکھیں تو اس کے مقابلے میں یہ بہت تھوڑی سی تعداد ہوتی ہے مگر پھر بھی انہیں تنبیہہ کی جاتی ہے۔میٹرک اور انٹر کے پیپر چیک کرنے پر ہزاروں اساتذہ engaged ہوتے ہیں انہیں یہ تنبیہہ ضرور کی جاتی ہے کہ وہ ذرا اچھے طریقے سے ساری marking کو دیکھیں۔اگر کسی کی بہت زیادہ شکایت آئے اور کسی نے بہت غلط marking کی ہوئی ہے تو ہم اسے disqualify کر دیتے ہیں اور سزا کے طور پر اس کا معاوضہ بھی کم کرتے ہیں۔یعنی جو اس طرح کی غیر معیاری marking کرتے ہیں ان کے معاوضے میں کمی کی جاتی ہے اور بورڈ سے disqualification کر دی جاتی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! ہمارا ایک عمومی روّیہ بن گیا ہے کہ ہم ہر چیز کی اہمیت کم کرتے ہیں، یہ جو تعداد کم بتائی ہے یہ تعداد ان بچوں کی ہے جنہوں نے یہ شکایت کرنے کے لئے چھ سو روپیہ فیس جمع کرائی پھر بورڈ میں جا کر شکایت درج کرائی پھر وہاں پر دھکے کھانے کے بعد تین چار پانچ پھیرے لگانے کے بعد انہیں ان کے پرچے دکھائے گئے۔میں جو نشاندہی کر رہا ہوں کہ 872 بچوں نے ایک خدشے کے تحت درخواست دی کہ ہمارے پیپرز میں غلطیاں ہیں ان میں سے 254 کی غلطیاں ثابت ہو گئیں اس کا مطلب ہے کہ ان درخواست دہندگان میں سے 25 فیصد کی غلطیاں ثابت ہوئی ہیں۔اگر ایک لاکھ اٹھانوے ہزار اٹھ کر درخواست دے دیں تو اسی تناسب سے جائیں تو یہ بات کہاں پہنچے گی۔میرا موقف یہ ہے کہ غلطیاں تو اسی تناسب سے ہو رہی ہیں، یہ کہہ دینا کہ صرف 254 ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔254 تو ان میں سے ہیں جنہوں نے apply کیا ہے اور جو ایک لاکھ ستانوے ہزار بچے صبر شکر کر کے گھر میں بیٹھ گئے اور انہوں نے apply نہیں کیا میں ان کے مستقبل کے حوالے سے سوال کر رہا ہوں کہ آیا جن کی غلطیاں پائی جاتی ہیں اگر ان اساتذہ کو آئندہ کے لئے نااہل قرار دیا جائے تو اس سے مثبت اثر نہیں پڑے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! disqualify کر کے اور ہم ان کا معاوضہ کاٹ لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ ایک بڑے اہم معاملے کی نشاندہی ہوئی ہے human error تمام سسٹم کے اندر رہتا ہے لیکن اس سسٹم کو درست کرنے کا طریقہ دنیا نے جو adopt کیا ہے وہ M.C.Q type سوالات کے سسٹم سے آئے ہیں اور اب اس کی ایک مزید modern شکل سامنے آئی

ہے وہ مشین marking کر دیتی ہے۔ ہمیں اپنے نظام میں تبدیلی لانا ہو گی، ہمیں روایتی جوابوں کی checking کا سسٹم بدلنا ہو گا، ہمیں M.C.Q type system کی طرف آہستہ آہستہ جانا ہو گا اور machine readable answer sheets بنانی پڑیں گی جس سے یہ سارے گلے شکوے دور ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: پہلے کی طرح کمپیوٹر والا کام ہو گیا تو پھر کیا کریں گے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اسی سوال سے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں، انہیں سوال کا جواب دینے دیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی ہے میں بالکل ان سے agree کرتا ہوں کہ ہمارے بورڈز کے امتحانات 2011 میں جو problems آئیں اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہم نے M.C.Qs شروع کیا تھا، ہم نے پریکٹیکل کے marks کم کئے جس میں بہت سفارش بھی چلتی ہے جس کا آپ سب کو پتا ہے۔ ہم نے M.C.Qs include کئے اور سٹوڈنٹس نے جو اسے circle کرنا تھا وہ machine readable ہی تھا جب ہم اسے scanner میں ڈالتے تھے تو کمپیوٹر میں رزلٹ لینا ہوتا تھا انہی چیزوں کی وجہ سے ہمارے سٹوڈنٹس اسے properly نہیں کر سکے even ہمارے جو اساتذہ تھے جنہیں trained بھی کیا تھا وہ بھی نہیں کر سکے۔اس سلسلے میں گزشتہ سال ہمارا پہلا تھا اس لئے آپ کو رزلٹ میں فرق نظر آیا جسے ہم computerized marking کہتے ہیں۔انہوں نے جو بات کی ہے ہم بالکل پنجاب میں modernize طریقے سے اور نئی ٹیکنالوجی کے مطابق examination system کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ جیسے وزیر صاحب نے فرمایا کہ پچھلے سال جو تجربہ کیا گیا اور ابھی اس دفعہ پھر یہ کیا جا رہا ہے کہ جب تک (ب) فارم نہیں ہو گا تو کوئی بچہ امتحان نہیں دے سکتا۔ہمارے دور دراز دیہاتوں میں ابھی بھی ایسی صورتحال ہے کہ جن بچوں کے (ب) فارم نہیں بنے ہوئے وہ اس وقت تذبذب کا شکار ہیں اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ نادرا کے دفاتر کی performance یہ ہے کہ وہ مہینوں چکر لگواتے ہیں اور اس وقت بچے اپنے مستقبل کے حوالے سے بہت پریشان ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس دفعہ اسے تجرباتی بنیاد پر صرف ایک بورڈ تک محدود رکھ

لے تو زیادہ مناسب نہیں ہو گا تاکہ یہ نہ ہو کہ پچھلی دفعہ کی طرح پورے پنجاب میں بچوں میں پریشانی کا عالم پیدا ہو۔اگر ایک بورڈ میں ماڈل طریقے سے تجربہ کر لیا جائے تو پھر اگلی دفعہ اسے پورے پنجاب میں implement کر دیا جائے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ب فارم کمپیوٹرائزڈ ہوتا ہے اور نادرا کے ریکارڈ میں ہوتا ہے، ہم کمپیوٹرائز سسٹم میں یہ چاہتے ہیں کہ اگر سٹوڈنٹس میٹرک میں (ب) فارم کے نمبر سے رجسٹر ہو جاتا ہے تو ہم اسے eventually اسی نمبر پر ایف ایس سی اور بعد میں یونیورسٹیز کو بھی کہیں کہ وہ بی اے، بی ایس سی اور ایم اے، ایم ایس سی کرتا ہے اگر اسی (ب) فارم کے نمبر سے اس سٹوڈنٹس کی رجسٹریشن ہوئی ہو تو کبھی بھی آپ کو جعلی ڈگریوں جیسی problem نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ب فارم بنوانے کے لئے problem آرہا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس طرف بھی آرہا ہوں یہ بتانا مقصود تھا کہ ہم نے (ب) فارم کو کیوں compulsory کیا اس کے پیچھے ہمارا یہ مقصد تھا۔ان کا سوال ہے کہ (ب) فارم حاصل کرنے میں بچوں کو problems ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس 90 فیصد سٹوڈنٹس نے (ب) فارم جمع کرائے ہیں اور ہم date کو پھر relax کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر (ب) فارم میں اتنا problem ہو تو ہمارے پاس 80 سے 90 فیصد سٹوڈنٹس نہیں ہونے چاہئیں جنہوں نے (ب) فارم جمع کراوئے ہیں۔ ہم اس حوالے سے date کو مزید relax کرتے ہیں تاکہ باقی سٹوڈنٹس بھی (ب) فارم جمع کرا لیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! جو بچے (ب) فارم جمع نہیں کرا سکے میں نے ان کی بات کی لیکن میرا اصل سوال یہ تھا کہ ابھی بچوں کے لئے coding system رائج کیا جا رہا ہے اور آج کے اخبارات میں بھی اشتہار آئے ہیں۔ میرا سوال صرف یہ تھا کہ آیا اس نئے تجربے کو صرف ایک بورڈ لاہور یا راولپنڈی بورڈ تک محدود کر دیا جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پچھلے سال کی طرح پھر پورا پنجاب پریشانی کا شکار ہو۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم marking کے لئے جو کمپیوٹرائزڈ اور foolproof system design کر رہے ہیں یہ ہمارے آٹھوں بورڈز میں parallel چل رہا ہے اور اس پر بہت کام ہو چکا ہے۔ پچھلی دفعہ اس میں جو غلطیاں آئیں میں اس بارے میں explain کر چکا ہوں

کہ کچھ کمپیوٹر کی وجہ سے تھیں کچھ بورڈز میں بیٹھے مافیاز جنہیں جوڈیشل کمیشن کی طرف سے سزاؤں کا آرڈر ہوا ہے، ہم انہیں وہ سزا بھی دے رہے ہیں، اسی طرح بورڈوں کے باہر پرائیویٹ سیکٹر کا مافیا بھی ایک وجہ تھی۔اب ہم اسے بہت foolproof طریقے سے کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دفعہ کسی بھی بورڈ میں کوئی problem نہیں آئے گا۔معزز ممبر نے جو trial basis کا کہا ہے تو جب تک یہ پورا کمپیوٹرائز سسٹم foolproof نہیں ہو جاتا۔ ہم نے اس میں ساتھ ساتھ اپنا manual system بھی operational رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! لاکھوں میں ایک نمبر ملتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4866 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے رقبہ اور کتب سے متعلقہ تفصیلات

*4866: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پبلک لائبریری لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے نیز کتنے رقبے پر عمارت تعمیر ہے اور کتنا رقبہ خالی ہے؟

(ب) پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ج) پنجاب پبلک لائبریری میں کل کتنی کتابیں ہیں ان میں کتنی انگلش لٹریچر اور کتنی اردو لٹریچر کی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)	کل رقبہ	73800 مربع فٹ
	رقبہ جس پر عمارت تعمیر ہے	43503 مربع فٹ
	رقبہ جو خالی ہے	30297 مربع فٹ

(ب) پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے اقدامات کی تفصیل Annexure-Cایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب پبلک لائبریری کی کل کتابوں کی تعداد 3 لاکھ سے زائد ہے جن میں انگلش لٹریچر کی کتابوں کی تعداد3500ہے اور اردو لٹریچر کی کتابوں کی تعداد15400ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں اس سوال کا جواب challenge کرنا چاہتی ہوں کیونکہ لائبریری سے متعلق جو جواب دیا گیا ہے اور اس کی جو تفصیل مجھے ملی ہے وہاں کے حالات اس کے بالکل الٹ ہیں وہاں کچھ سہولیات نہیں ہیں، اب اگر منسٹر صاحب اس کی تفصیل پڑھیں گے تو time wasteہو گا یا پھر میں خود پڑھ دوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب پبلک لائبریری کے حوالے سے تفصیل دی گئی ہے اور اس کا پہلے بھی سوال آیا تھا۔ ہمیں ان کی طرف سے کافی زیادہ تفصیل بھیجی گئی ہے اگر معزز ممبر یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تفصیل ٹھیک نہیں ہے تو ہم اس پر انکوائری کرا لیتے ہیں۔ اس میں جو چیزیں explain کی گئی ہیں ہم اسے دیکھ لیتے ہیں اور پھر محترمہ کو آگاہ کر دیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میرے کچھ سوالات کے جواب میں منسٹر صاحب نے یہی کہا تھا کہ انکوائری کرا لیتے ہیں لیکن آج تک ان کا کوئی جواب نہیں ملا۔

جناب سپیکر: آپ ان سوالوں کے بارے میں point out کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تو public interest کا معاملہ ہے۔ لائبریری میں جانے کا رجحان ویسے ہی کم ہو رہا ہے۔ ہماری ان Libraries کا جو حال ہے اس کی وجہ سے وہاں پر پہلے ہی لوگ جاتے نہیں، کم از کم وہاں پر سہولیات تو پوری میسر ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہاں ضروری سہولتیں میسر کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ایسے نہ کریں کہ وہاں صرف سہولیات پوری کر دیں۔ میرے پہلے بھی بہت سے سوالات پر وعدہ کیا گیا لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اب آپ جو چاہتی ہیں وہ بتائیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ چاہتی ہوں کہ اس مسئلے کا کوئی حل نکل آئے۔ آپ اس سوال کو کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ کمیٹی اس معاملے کو probe کر کے کوئی حل نکالے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بتائیں کہ اس مسئلے کو حل کیسے کریں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ منسٹر صاحب کو پابند کریں کہ وہ انکوائری کرواکر House میں رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس معاملے کی انکوائری کر کے House میں بتائیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ انکوائری کر کے House میں کب بتائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کی انکوائری کرواکر انشاء اللہ تعالیٰ پیر والے دن House میں رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی انکوائری کرواکر Monday تک House میں بتائیں اگر Monday تک اس کی انکوائری مکمل نہ ہو سکے اور آپ کو اس کے لئے مزید وقت درکار ہو تو پھر یہاں بات کر لیجئے گا۔ اس طرح آپ کو مزید وقت مل جائے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔ معزز ممبر نے اپنے پچھلے سوالات کے حوالے سے بات کی ہے۔ آپ نے جو حکم دیا تھا اس کے مطابق سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ پچھلی دفعہ سکولز ایجوکیشن کے day پر اسمبلی میں کچھ سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے تھے۔ اس حوالے سے یہ کمیٹی اپنی رپورٹ پندرہ دن کے اندر مکمل کر لے گی اور پھر میں یہ رپورٹ House میں پیش کر دوں گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! Libraries کے حوالے سے سوالات آئے ہیں اور ان میں بہت سے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کہیں جگہ کا مسئلہ ہے، کہیں انتظامی اور کسی جگہ پر معاشی مسائل درپیش ہیں۔ اس سوال کے جواب میں پنجاب پبلک لائبریری کے حوالے سے بتایا گیا ہے۔ آج پوری دنیا کے اندر E-Library کا concept چل رہا ہے۔ یہ concept پچھلی دہائی سے شروع ہو چکا ہے جس میں جگہ اور نہ ہی دوسرے مسائل پیش آتے ہیں۔ کیا ہمارے متعلقہ ادارے نے اس concept پر کام کا آغاز کیا ہے اگر کیا ہے تو کہاں پر اور اگر نہیں تو کیا حکومت پنجاب E-Library کے concept پر کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے پنجاب پبلک لائبریری میں بھی E-library کا اجراء کر دیا ہے۔ وہاں پر Computerized Library,

Internet سے connection اور تمام دنیا کی sites سے downloading کی سہولت موجود ہے۔ میں میاں نصیر صاحب کو بتایا چاہوں گا۔یہ حکومتی ممبر اسمبلی ہیں اور ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب، میاں شہباز شریف صاحب نے پچھلے مہینے مری میں ایک پرانی عمارت جو کہ ویران پڑی ہوئی تھی میں Sate of the Art Resource Centre and E-Library کا قیام کیا ہے جہاں پر پی ایچ ڈی سکالرز استفادہ کر رہے ہیں۔میں ان سے کہوں گا کہ یہ وہاں پر ضرور جائیں،اسے دیکھیں اور یہ اسے دیکھ کر ضرور impress ہوں گے۔حکومت پنجاب نے مری میں کروڑوں روپے خرچ کرکے ایک international standard کی E-Library and Resource Centre کا قیام کیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بات سنیں۔وہ آپ سے اس سوال کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔اگر کوئی سوال سے ہٹ کر بات کرتا ہے تو میں اسے منع کر دیتا ہوں۔آپ مہربانی کرکے معزز ممبر کو اس سوال کی حد تک جواب دیں۔

میاں نصیر احمد: مجھے تو ان Libraries میں مسائل کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آ رہا اور میں نے اسی حوالے سے سوال کیا ہے۔میں نے تو بہتری کے لئے ایک تجویز دی ہے کہ ہمیں E-Library concept کو بھی دیکھنا چاہئے۔اگر منسٹر صاحب کو میری تجویز بُری لگی ہے تو میں ان سے excuse کرتا ہوں۔میں نے بہتری کے لئے ایک تجویز دی ہے اگر منسٹر صاحب کو یہ بُری لگی ہے تو میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: معذرت کی ضرورت نہیں۔آپ تجویز دے سکتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ بہتری کے لئے تجویز تو دے رہے ہیں لیکن میرا ان سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے last time کب لائبریری visit کی تھی،اگر ان کو اتنا ہی درد ہے تو پھر ان Libraries میں جاکر visit تو کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ مجھے مخاطب کرکے بات کریں اور میاں نصیر صاحب کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے پوچھا ہے کہ کیا ہم E-Library کی طرف جا رہے ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ یہ جاکر قائداعظم لائبریری اور

پنجاب پبلک لائبریری دیکھیں۔ وہاں پر بہت عرصہ پہلے E-library کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے بتایا ہے کہ ہم نے مری میں ایک State of the Art ادارہ بنایا ہے معزز ممبر اسے بھی ضرور جا کر دیکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن مسئلہ یہ کہ Libraries نہ ہونے کی وجہ سے بچے کتب سے دُور ہو رہے ہیں۔ اب مری میں بچے تو نہیں جا سکتے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ Internet کی وجہ سے بچے خراب ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح پہلے یونین کونسل کی سطح پر Libraries موجود تھیں اور ان Libraries کو میونسپل کارپوریشن چلاتی تھی۔ اسی طرز پر آپ یونین کونسل کی سطح پر Libraries کیوں نہیں بناتے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ ان کی بڑی اچھی تجویز ہے۔ اب یونین کونسل کی سطح پر تو نہیں لیکن صوبائی و قومی حلقہ کی سطح پر اور سکولوں میں Libraries موجود ہیں۔ ہم اس بارے میں working کر رہے ہیں اور میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ مستقبل میں ہمارا یہ منصوبہ ہے کہ ہائی سکولوں میں ایسی Libraries بنائیں جن سے اس سکول کے علاوہ دوسرے طالب علم بھی استفادہ کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4879، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری، سٹاف، بھرتی اور انچارج سے متعلقہ تفصیلات

*4879: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پبلک لائبریری میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب پبلک لائبریری میں سال 2009 کے دوران کتنا سٹاف بھرتی کیا گیا نیز بھرتی کس نے کی اور کس بنیاد پر کی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پنجاب پبلک لائبریری کا انچارج کون ہے نیز یہ کتنے گریڈ کا آفیسر ہے اس کی ماہانہ تنخواہ اور دیگر مراعات کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب پبلک لائبریری میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2009 کے دوران سابقہ ایگزیکٹو کمیٹی نے جو نیا سروس سٹرکچر بنایا اس کے تحت اور ضرورت کے پیش نظر ایک سٹینو گرافر بی ایس 15، ایک برسر بی ایس 14، دو لائبریری اسسٹنٹ بی ایس 9 اور ایک خاکروب بی ایس 1 بھرتی کئے۔

ایک سپرنٹنڈنٹ بی ایس 16 میں بھرتی کیا گیا جس کو بعد میں محکمہ تعلیم کی ہدایت پر فارغ کر دیا گیا کیونکہ پہلے سے ایک سپرنٹنڈنٹ موجود تھا جنہیں جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا تھا تاہم بعد میں انہیں قانون کے مطابق بحال کر دیا گیا اور وہ دوبارہ ڈیوٹی پر آ گئے اس لئے بعد میں بھرتی کئے جانے والے سپرنٹنڈنٹ کو فارغ کر دیا گیا۔ Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) چیف لائبریرین پنجاب پبلک لائبریری کا اضافی چارج مسز عذرا عثمان (سینئر لائبریرین) کے پاس ہے جو کہ گریڈ 18 کی آفیسر ہیں اور 30 سالہ تجربہ کی حامل ہیں۔ ان کی ماہانہ تنخواہ 52,651/- روپے (بشمول الاؤنسز ہے) وہ کسی قسم کی دیگر مراعات نہیں لے رہیں۔ تفصیل Annex-E ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ "پنجاب پبلک لائبریری میں سال 2009 کے دوران کتنا سٹاف بھرتی کیا گیا نیز بھرتی کس نے کی اور کس بنیاد پر کی گئی ہے؟" اس کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ وہاں پر جو سٹاف رکھا گیا تھا اس کا جواب آیا ہے۔ کس نے وہ سٹاف رکھا تھا اور کس بنیاد پر یہ بھرتی کی گئی ہے؟ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ کیا یہ بھرتیاں باقاعدہ اخبار میں اشتہار دے کر اور procedure کے مطابق کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ بھرتیاں کرتے وقت procedure کو adopt کیا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس حوالے سے ایک سوال پہلے بھی آیا تھا۔ سابقہ ایگزیکٹو کمیٹی کی طرف سے rules کی violation کی جاتی تھی۔ میرے پاس اس کا سارا ریکارڈ موجود ہے اور میں یہ محترمہ کو دے دیتا ہوں۔ وہ خود ہی اس کے rules and regulations اور

constitution بناتے تھے،اپنے بورڈ میں پاس کرتے تھے اور اس کے مطابق وہ اس لائبریری کو چلا رہے تھے اسی لئے ان سے اس لائبریری کا charge لے کر Board of Governors کو دے دیا گیا ہے جو کہ چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں بنایا گیا ہے تاکہ اس لائبریری کے معاملات بہتر ہو سکیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال آپ نے بھی سنا ہے۔یہ میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں ہے۔میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ کیا اخبار میں اشتہار دیا گیا اور procedure کو adopt کیا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شاید محترمہ کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔میں نے یہ بتایا ہے کہ انہوں نے rules کو follow نہیں کیا اسی لئے تو اس کمیٹی کو وہاں سے نکالا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جب rules کو follow نہیں کیا گیا تو پھر بھرتی کئے گئے لوگوں کو نکالا کیوں نہیں گیا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے explain کیا ہے اور اب دوبارہ بتا دیتا ہوں۔ذرا یہ غور سے میری بات سن لیں۔ان کی ایک ایگزیکٹو کمیٹی تھی جو بورڈ میں بیٹھ کر خود اپنے قوانین بنا سکتی تھی تو انہوں نے یہ سارے قوانین بنائے جن کی ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے۔یہ مجھ سے لے لیں اور اس کو پڑھیں۔اس کمیٹی نے rules بنا کر اس کی اپنے بورڈ سے منظوری حاصل کی اور پھر ان لوگوں کو بھرتی کر لیا گیا۔انہوں نے پنجاب حکومت کے rules کو follow نہیں کیا۔اُس وقت ایگزیکٹو کمیٹی کے پاس سارا اختیار تھا۔یہ سلسلہ 1989 سے چلا آ رہا تھا جس کو ہم نے تبدیل کیا ہے۔اگر اب ہم ان لوگوں کو نوکری سے نکالتے تو وہ عدالت میں چلے جاتے اور وہاں سے relief لے کر واپس آ جاتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے ان سے 2009 میں ہونے والی بھرتی کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ 2008 کے دوران سابقاایگزیکٹو کمیٹی نے جو نیا سروس سٹرکچر بنایااس کے تحت اور ضروریات کے پیش نظر ایک سٹینوگرافر بی ایس۔15، ایک برسر بی ایس۔14، دو لائبریری اسسٹنٹ بی ایس۔9اور ایک خاکروب بی ایس۔1 بھرتی کئے۔ایک سپرنٹنڈنٹ بی ایس۔16 میں بھرتی کیا گیا جسے بعد میں محکمہ تعلیم کی ہدایت پر فارغ کر دیا گیا کیونکہ پہلے سے ایک سپرنٹنڈنٹ موجود تھا جنہیں جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!وزیر موصوف بتا رہے ہیں کہ ہم نے 2009 میں چارج لیا اور 2009 میں ہی ہم نے ان لوگوں کو بھرتی کیا تو اس کا مطلب ہے کہ انہی لوگوں نے چارج لینے کے بعد ان لوگوں کو بھرتی کیا۔

جناب سپیکر: Question Hour کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور۔ بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*2273: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور کو مالی سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی اور کتنی رقم کالج کے اپنے ذرائع سے حاصل ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کالج کی بلڈنگ اور دفتر کی تزئین آرائش پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس کالج کے پرنسپل کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران پرنسپل کالج ہذا نے کتنے سرکاری وزٹ کس کس شہر اور غیر ممالک کے کس کس مقصد کے لئے کئے،ان کے ہر وزٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل وزٹ وار مہیا کی جائے؟

(ہ) کالج ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس ماڈل کی ہیں،ان سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(و) ان سالوں کے دوران پرنسپل کالج ہذا کے دفتر کی تزئین و آرائش پر سال وار کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف)

	2006-07	2007-08	2008-09
حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی سی سی گرانٹ	19,33,400/- روپے	15,35,200/- روپے	19,99,500/- روپے
حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گرانٹ برائے تنصیب ٹیوب ویل خرچ بذریعہ PWD	Nil	Nil	25,00,000/-
کالج کے اپنے ذرائع سے حاصل ہونے والے فنڈز	53,21,573/- روپے	1,25,18,316/- روپے	1,37,38,247/- روپے

(ب)

بلڈنگ کی مرمت: تزئین و آرائش حکومت کی طرف سے خرچ بذریعہ PWD	80,000/- روپے	3,00,000/- روپے	19,00,000/- روپے
بلڈنگ کی مرمت کالج فنڈ سے بذریعہ کالج کونسل اور ڈویلپمنٹ کمیٹی	3,26,717/- روپے	4,66,093/- روپے	5,22,992/- روپے

(ج)

پرنسپل تنخواہ اے جی پنجاب نے ادا کی	6,87,468/- روپے	8,82,964/- روپے	10,07,784/- روپے
کالج سیکنڈ شفٹ کا معاوضہ بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن	54,000/- روپے	1,42,608/- روپے	1,60,140/- روپے
ٹی اے/ڈی اے	Nil	Nil	B.I.S.E راولپنڈی سے کلیم کیا۔

(د)

اندرون ملک	سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کے احکامات سے راولپنڈی بورڈ انکوائری کے لئے گئے۔
بیرون ملک کوئی وزٹ نہ ہے۔	

(ہ) دو بسیں ماڈل 1994 ایک عدد ٹیوٹا ہائی ایس، ٹریکٹر ماڈل 2004

مرمت سرکاری گاڑیوں کی کالج فنڈ سے	3,51,891/- روپے	3,49,572/- روپے	2,69,310/- روپے
سرکاری بس آتشزدگی کی وجہ سے مرمت۔ایضاً	-	-	4,95,000/- روپے
گاڑیوں کے ڈیزل کا خرچہ کالج فنڈ سے	3,72,696/- روپے	4,90,043/- روپے	5,91,466/- روپے

(و)

پرنسپل آفس کا فرش تبدیل کیا	30,000/- روپے	Nil	Nil روپے

پنجاب کے تعلیمی بورڈز میں اساتذہ کو پرچوں کی مارکنگ کے معاوضہ کی تفصیلات

*4946: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے تعلیمی بورڈز میں اساتذہ کو پرچوں کی مارکنگ کا کیا معاوضہ دیا جاتا ہے نیز کیا پرچوں کی مارکنگ کے لئے آنے والے اساتذہ کو کوئی سفری الاؤنس دیا جاتا ہے یا نہیں؟

(ب) کیا ایک تعلیمی بورڈ کے پرچے دوسرے بورڈز میں بھیجنے کا ایک طے شدہ طریق کار ہے یا ہر سال یہ پرچے مختلف تعلیمی بورڈز میں بھیجے جاتے ہیں؟

(ج) کیا پرچوں کی مارکنگ پر متعین اساتذہ کی اہلیت کا کوئی بنیادی معیار رکھا گیا ہے، اگر رکھا گیا ہے تو وہ کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سیکنڈری سکول امتحانات کے لئے پرچوں کی مارکنگ کا معاوضہ -/21 روپے فی جوابی کاپی اور انٹرمیڈیٹ کے لئے -/27 روپے فی جوابی کاپی دیا جاتا ہے اور کوئی سفری الاؤنس نہیں دیا جاتا ہے جبکہ سیکنڈری سکول کے پریکٹیکل امتحانات کے لئے جوابی کاپیوں کی مارکنگ کا معاوضہ -/9 روپے اور انٹرمیڈیٹ کے لئے -/15 روپے فی کاپی ہے اور اس کے علاوہ لوکل کنوینس اور ٹی اے/ڈی اے دیا جاتا ہے۔

(ب) میٹرک سطح کے پرچے بورڈ کی حدود میں واقع تعلیمی اداروں کے اساتذہ سے طے شدہ قوانین کے مطابق سنٹرلائزڈ پروگرام کے تحت مارک کروائے جاتے ہیں جبکہ انٹرمیڈیٹ سطح پر پری میڈیکل گروپ، پری انجینئرنگ گروپ اور جنرل سائنس گروپ کے پرچے exchange پروگرام کے تحت پنجاب کے دوسرے بورڈز سے مارک کروائے جاتے ہیں۔Exchange

پروگرام سال پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے جس پر ہر بورڈ عمل کرتا ہے۔

(ج) پرچوں کی مارکنگ کے لئے اساتذہ کی اہلیت کا معیار یہ ہے کہ اساتذہ کرام گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں یا بورڈ سے الحاق شدہ تعلیمی اداروں میں پڑھا رہا ہو۔یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی استاد جس کلاس کے پرچوں کی مارکنگ کے لئے سب ایگزامینر بننا چاہتا ہو اس کلاس کو کم از کم تین سال کے عرصہ سے پڑھا رہا ہو اور اس امر کی تصدیق متعلقہ تعلیمی ادارے کا سربراہ کرتا ہے۔ ٹیچر کی کم از کم تعلیمی قابلیت برائے آرٹس مضامین (بی اے، بی ایڈ، او-ٹی، اے-ٹی اور سائنس مضامین کے لئے بی ایس سی، بی ایڈ، بی-ایس-ایڈ) ہوتی ہے اور انٹرمیڈیٹ کے لئے متعلقہ مضامین میں ماسٹرز ڈگری رکھتا ہو۔

کوئین میری کالج لاہور کو ملنے والی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*5149: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوئین میری کالج لاہور کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی گرانٹ حکومت کی جانب سے جاری ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) اس کالج کو ان سالوں کے دوران کتنی رقم طالب علموں کی فیسوں کی مد میں اور دیگر کس مد سے حاصل ہوئی، تفصیل مد وار اور سال وار بتائیں؟

(ج) اس کالج میں کنٹین سے ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹھیکہ کی مد میں وصول ہوئی اس کا ٹھیکہ کس کو کتنے میں دیا گیا ہے؟

(د) اس کالج کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) کوئین میری کالج میں گرانٹ ان ایڈ کی تفصیلات

2007-08	37,500,000/-
2008-09	37,500,000/-
سپلیمنٹری گرانٹ	20,000,000/-

(ب)

	2007-08	2008-09
ایڈمشن فیس	-/4,438,000	-/5,587,500
ٹیوشن فیس	-/31,644,000	-/36,081,480
ری ایڈمشن فیس	-/96,000	-/50,000
ہاسٹل روم رینٹ	-/170,100	-/160,000
رینٹ کنٹین	-/740,000	-/814,000
منافع فکس ڈپازٹ	-/1,092,500	-/1,092,500

(ج) سال 2007-08 اور 2008-09 میں کالج کی کنٹین کا ٹھیکہ کسی کو نہ دیا گیا بلکہ اچھی شہرت کی بنیاد پر پرانے ٹھیکیدار کو ہی مزید کنٹریکٹ (کرایہ) پر دے دیا گیا لہذا ان سالوں میں ٹھیکہ کی مد میں کالج نے کوئی رقم وصول نہ کی بلکہ کرایہ کی مد میں 2007-08 میں -/740,000 اور 2008-09 میں -/814,000 روپے وصول کئے گئے۔

(د) کالج کی عمارت میں کمروں کی کل تعداد 237 ہے۔

کوئین میری کالج لاہور میں منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

***5150: محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوئین میری کالج لاہور میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ اور کیڈر کی خالی ہیں؟

(ج) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) ٹیچنگ کیڈر کی اسامیاں کتنی خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ٹیچنگ کیڈر کی اسامیاں پُر کرنے کے لئے جلد از جلد اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئین میری کالج میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کالج میں خالی اسامیوں کی تفصیل منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ کوئین میری کالج خود مختار ادارہ ہے لہذا گریڈ ایک تا17 کی اسامیاں اخبار میں اشتہار کے ذریعے پر کی جارہی ہیں جبکہ 18 اور اس سے اوپر کی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جائیں گی۔اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔

(د) مذکورہ سوال کا جواب منسلکہ (ب) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(ہ) تمام خالی اسامیوں کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے۔جلد ہی تعیناتی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

ضلع سیالکوٹ، کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7823:رانا آصف محمود:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں واقع کالجز برائے بوائز و گرلز کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) حکومت کب تک یہ اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں بوائز اور خواتین کالجز کی کل تعداد:(خواتین9+بوائز8= 17)

(ب) تفصیل برائے سکیل وار خالی اسامیاں (بوائز و خواتین کالجز) ضلع سیالکوٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لیکچرار خالی اسامیوں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ریگولر بنیاد پر تقرر کئے جا رہے ہیں۔ اسسٹنٹ پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی اسامیاں سنیارٹی کی بناء پر ڈیپارٹمنٹل کمیٹی کی طرف سے پروموٹ / تقرر کئے جا رہے ہیں جبکہ خالی اسامیوں کے خلاء کو عارضی طور پر fill کرنے کے لئے C.T.Is تقرر کئے جاتے ہیں۔

(د) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کی تقرری کے لئے ادارہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ہدایت لیتا ہے۔

لاہور۔گرلز کالجز کو فراہم کی گئی گرانٹ ودیگر تفصیلات

*7825: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر کے گرلز کالجز کو سال09۔2008اور10۔2009کے دوران سالانہ کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کس کس کی بلڈنگ تعمیر کی گئی،ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کس کس کالج کی عمارت خستہ حال اور کس کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے؟

(د) ان کالجوں کی عمارات کب تک تعمیر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) مالی سال2008-09 اور 2009-10 کے دوران لاہور شہر کے گرلز کالجز کو سالانہ بجٹ (non-development)کے علاوہ اضافی گرانٹ برائے ڈویلپمنٹ فراہم کی گئی اس کی تفصیل یہ ہے-

نمبر شمار	نام کالج	2008-09 ڈویلپمنٹ	2009-10 ڈویلپمنٹ
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین شادباغ لاہور	-----	12.000
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور	-----	45.400
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہدرہ لاہور	68.699	43.000
4	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ	-----	46.282
5	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور	20.000	18.100
6	گورنمنٹ اپواکالج لاہور	4.585	28.128
7	گورنمنٹ کالج گلشن راوی لاہور	-----	0.100
8	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	16.877	30.000
9	گورنمنٹ کالج برائے خواتین وحدت کالونی لاہور	11.500	10.884
10	گورنمنٹ کالج واپڈاٹاؤن لاہور	11.100	11.900
11	گورنمنٹ ماڈل کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن لاہور	-----	33.00
12	گورنمنٹ کالج برائے خواتین رائیونڈ لاہور	6.000	13.486
13	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ لکھپت لاہور۔(نیاکالج)	60.137	9.482
14	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوالمنڈی لاہور	-----	44.344

(ب) ان سالوں کے دوران جن جن کالجز کی بلڈنگ تعمیر کی گئی ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل یہ ہے:-

نام کالج	کالج کی نوعیت	خرچ کردہ رقم	ریمارکس
1-گورنمنٹ اسلامیہ کالج	پوسٹ گریجویٹ بلاک	27.265ملین	کام مکمل ہو چکا ہے-
برائے خواتین لاہور کینٹ	کلاس رومز، کینٹین، لیبز	55.942ملین	
2-گورنمنٹ اسلامیہ کالج	اکیڈمک بلاک، ایڈمن بلاک،	43.194ملین	کام مکمل ہو چکا ہے-
برائے خواتین کوٹ لکھپت لاہور	سٹوڈنٹ ویٹنگ شیڈ، سٹوڈنٹ ٹائیلٹ		
3-گورنمنٹ کالج برائے	ملٹی ہال، کلاس رومز،	48.864ملین	کام مکمل ہو چکا ہے-
خواتین سمن آباد لاہور	پوسٹ گریجویٹ بلاک، کنٹین		
4-گورنمنٹ اپوا کالج	ایڈیشنل کلاس رومز	44.115ملین	88%کام مکمل ہو چکا ہے-
برائے خواتین لاہور			
5-گورنمنٹ کالج	کلاس رومز، ملٹی ہال، لائبریری لیبز	56.541ملین	کام مکمل ہو چکا ہے-
برائے خواتین گلبرگ لاہور	اور استقبالیہ		

(ج) لاہور کے کسی کالج کی عمارت خستہ حال نہ ہے-تاہم درج ذیل کالجز میں طالبات کی تعداد کے مقابلہ میں کمروں کی کمی ہے-

1- گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج 15 لیک روڈ لاہور کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے-

2- گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے-

(د) مندرجہ بالا کالجز کے پرنسپل صاحبان کو PC-1 کے لئے کہہ دیا گیا ہے-متعلقہ اتھارٹی سے PC-1 کی منظوری کے بعد ان کالجز کے کلاس رومز کی تعمیر شروع ہو جائے گی-

لاہور-خواتین کالجز میں لیکچرارز و پروفیسرز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*7826: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں خواتین کے کل کتنے کالجز ہیں؟

(ب) کن کن کالجز میں لیکچرارز اور پروفیسرز کی کس کس گریڈ اور سبجیکٹ کی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں خواتین کے کل چوبیس کالجز ہیں جن کی لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اسامیاں پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔اب تک خواتین اسسٹنٹ پروفیسرز کی بھرتی بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی جا چکی ہے جبکہ لیکچرارز کی بھرتی کا عمل بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن جاری ہے۔

(د) یہ عمل اگلے چند ماہ میں مکمل کر لیا جائے گا۔

ضلع لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر سوشل ورک (زنانہ / مردانہ) کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8066: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع لاہور میں محکمہ تعلیم میں اسسٹنٹ پروفیسر سوشل ورک (زنانہ / مردانہ) کی کل کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

اس امر میں تصدیق کی جاتی ہے کہ ضلع لاہور میں اس وقت زنانہ / مردانہ کالج میں سوشل ورک کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز کی تقرری کی تفصیلات

*8070: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی کن کن یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز کی ابھی تک تقرری عمل میں نہیں آئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں کنٹریکٹ پر وائس چانسلرز کام کر رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب کی تمام یونیورسٹیوں میں، ماسوائے پنجاب یونیورسٹی کے، وائس چانسلر تعینات ہیں جبکہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی مدت تعیناتی 2۔جنوری 2012 کو ختم ہوئی ہے۔

(ب) تمام وائس چانسلرز کی تعیناتی MP-II package کے تحت کنٹریکٹ پر چار سال کے لئے کی جاتی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی تعیناتی کے لئے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے سفارشات وزیراعلیٰ پنجاب کو منظوری کے لئے بھجوادی ہیں۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور کا قیام ودیگر تفصیلات

*8137: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور ضلع شیخوپورہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) مذکورہ کالج میں کون کون سی کلاسز کا اجرا کیا گیا ہے؟

(ج) مذکورہ ڈگری کالج میں اساتذہ اور عملہ کی تعداد کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کالج ہذا کا قیام 2008 میں عمل میں آیا۔

(ب) مذکورہ کالج میں B.A/B.Sc کلاسز کا اجرا کیا جا چکا ہے۔

(ج)

منظور شدہ اسامیاں گزیٹڈ	=	11	نان گزیٹڈ	=	14	کل	= 25
پُر شدہ اسامیاں	=	10		=	4		= 14
خالی اسامیاں	=	01		=	10		= 11

پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ بورڈ کا اجلاس ودیگر تفصیلات

*8139: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ بورڈ کا اجلاس سال میں کتنی مرتبہ ہوتا ہے؟

(ب) سال 2009 میں اس بورڈ کا اجلاس کتنی مرتبہ ہو چکا ہے نیز اس اجلاس میں کن کن موضوعات کی منظوری دی گئی؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ بورڈ میں کل کتنے ممبران ہیں نیز ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے مئی 2009 میں ہونے والے ریسرچ بورڈ کے اجلاس میں پی ایچ ڈی کے چار موضوعات کی منظوری دی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر Vol-1 2002 کے مطابق سال میں کم از کم دو دفعہ ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کا اجلاس کروانا لازمی ہے۔بہر حال وائس چانسلر جب چاہیں بورڈ کا اجلاس بلا سکتے ہیں۔

(ب) سال 2009 میں پنجاب یونیورسٹی ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کا اجلاس 11 مرتبہ منعقد ہوا اور ان اجلاس میں 107 موضوعات کی منظوری دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کے ممبران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی نہیں۔پنجاب یونیورسٹی ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کا اجلاس مورخہ 04-05-09 اور 05-05-09 کو منعقد ہوئے جن میں مورخہ 04-05-09 کو 16 جبکہ مورخہ 05-05-09 کو چار پی ایچ ڈی موضوعات کی منظوری دی گئی۔

لاہور۔پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسرز و سٹاف کے لئے بنائی گئی ہاؤسنگ کالونی کی تفصیلات

*8328: جناب اعجاز احمد خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسرز اور ایڈمنسٹریٹو سٹاف کے لئے ہاؤسنگ کالونی بنائی گئی ہے؟

(ب) اس کالونی میں پلاٹس کس criteria کے تحت دیئے گئے ہیں اگر criteria کو follow نہ کیا گیا ہے تو ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) جن غیر مستحق افراد کو پلاٹس الاٹ کئے گئے ہیں کیا حکومت ان کی الاٹمنٹس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

(د) حکومت کی سوسائٹی مذکورہ کے کمرشل پلاٹس کے بارے میں کیا پالیسی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے اساتذہ اور ملازمین کو رہائشی پلاٹ دینے کے لئے رائیونڈ روڈ پر ایک سکیم شروع کی گئی۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم کے تمام معاملات سنڈیکیٹ کی بنائی گئی انتظامی کمیٹی سر انجام دے رہی ہے اور اس کمیٹی اور وائس چانسلر سے منظور شدہ criteria کے تحت پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔کوئی بھی الاٹمنٹ پالیسی کے خلاف نہیں دیا گیا ہے۔

(ج) تمام پلاٹس طے شدہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت دیئے گئے ہیں۔کسی غیر مستحق فرد کو پلاٹ نہیں دیا گیا ہے۔

(د) یونیورسٹی کی زمین کے حوالے سے حکومت کوئی پالیسی نہیں بناتی بلکہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ، ایکٹ کے سیکشن 26 کے تحت مکمل خود مختار ہے کہ کمرشل ایریا پنجاب یونیورسٹی کے متعلق قوانین بنائے اور اس کی پالیسی بھی پنجاب یونیورسٹی کی نامزد کردہ انتظامیہ طے کرے گی۔

ضلع وہاڑی۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالجز فار بوائز / گرلز میں بسوں کی فراہمی کا معاملہ

*8591: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہائرایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز و گرلز وہاڑی میں بسوں کی سہولت موجود ہے؟

(ب) اگر نہیں تو حکومت کب تک مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز وہاڑی میں بس کی سہولت میسر نہیں ہے تاہم گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار گرلز میں ایک بس کی سہولت میسر ہے۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالجز کو بسوں کی فراہمی کے لئے ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوادی ہے جس میں مذکورہ دونوں کالجز کے لئے ایک ایک بس کی فراہمی کی منظوری حاصل کی جارہی ہے۔اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کالجز کے لئے بسوں کی خریداری کے لئے رقم کی منظوری دے دی تو اسی مالی سال 12-2011 میں ان کالجز کو بسوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع وہاڑی، گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8596: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہائرایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں لڑکیوں کے لئے کل کتنے کالجز ہیں؟

(ب) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار وومن وہاڑی میں لیکچرارز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار وومن وہاڑی میں فرنیچر کی کمی کی وجہ سے طالبات زمین پر بیٹھتی ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لیکچرارز کی اسامیوں کو پُر کرنے اور فرنیچر فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع وہاڑی میں لڑکیوں کے لئے کل آٹھ کالجز ہیں۔

(ب) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین وہاڑی میں خالی اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔	لیکچرار	12
2۔	اسسٹنٹ پروفیسرز	05
3۔	ایسوسی ایٹ پروفیسرز	05

(ج) بلاشبہ فرنیچر کی کمی ہے تاہم طالبات زمین پر نہیں بیٹھتیں۔فرنیچر کی کمی کو دوسرے کالجز سے مستعار لے کر پورا کیا گیا ہے۔فرنیچر کی کمی کو دور کرنے کے لئے P&D کو فنڈز کی فراہمی کے لئے درخواست کر دی گئی ہے۔جونہی مطلوبہ فنڈز فراہم کئے جائیں گے یہ کمی دور کر دی جائے گی۔تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) گورنمنٹ کے پاس پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سلیکٹیز کی فہرست برائے تعیناتی لیکچرارز پہنچ چکی ہے جس سے خالی اسامیوں پر تعیناتی کی جا رہی ہے۔کوششیں جاری ہیں جلد از جلد اس معاملہ کو حل کر لیا جائے گا۔

پی پی۔53 فیصل آباد میں کالجز (بوائز و گرلز) کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8643: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں کتنے کالجز (بوائز و گرلز) کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں منظور شدہ ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیاں کس کس جگہ خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں؟

(ج) ان میں کس کس کالج میں پرنسپل کی اسامی خالی ہے؟

(د) ان میں طالبات / طلباء کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ہ) ان میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(و) حکومت ان کالجوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ز) اگر کوئی کالج نہ ہے تو بتایا جائے کہ حکومت یہ سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) اس وقت حلقہ پی پی۔53 میں کوئی کالج نہ ہے لہذا تمام سوالات کی معلومات nil تصور کی جائے۔

(ب) -do-

(ج) -do-

(د) -do-

(ہ) -do-

(و) -do-

(ز) نئے کالج کے قیام کے ضمن میں جیسے ہی محکمہ ہائر ایجوکیشن سے رابطہ کیا جائے گا۔اس پر بمطابق قانون جلد از جلد کارروائی کی جائے گی۔

گورنمنٹ گرلز کالج چیچہ وطنی میں خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8924: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج چیچہ وطنی میں کس کس مضمون کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) متذکرہ بالا خالی اسامیاں کب تک پُر کر لی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ کریسنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چیچہ وطنی میں خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پرنسپل کی تعیناتی بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 19-01-12 عمل میں لائی جا چکی ہے تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) لیکچرارز کی تعیناتی کا عمل PPSC کی طرف سے بھرتی کی سفارشات کی موصولی کے بعد شروع کر دیا گیا ہے جبکہ اسسٹنٹ پروفیسرز کی خالی اسامیوں کا تعلق پروموشن کوٹاسے ہے۔ اس پر تعیناتی کے سلسلہ میں محکمانہ پروموشن کمیٹی کی ایک میٹنگ دسمبر 2011 میں ہوئی جس میں تقریباً 40 خواتین لیکچرارز کی پروموشن کی سفارش کی گئی جبکہ فروری کے پہلے عشرہ میں دوبارہ محکمانہ پروموشن کمیٹی کی میٹنگ متوقع ہے۔امید ہے کہ اہل افراد کی پروموشن کے ساتھ ہی ان خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔ محکمہ اس ضمن میں تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز بورے والا میں میسنگ فیسلٹی کی تفصیلات

*9118: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز بورے والا میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ب) کالج ہذا میں ٹیچنگ سٹاف، نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار بتائیں، خالی اسامیوں کی تفصیل سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) اس کالج میں سی ٹی آئی کتنے، کب سے کام کر رہے ہیں، ان کو ماہانہ کتنا معاوضہ دیا جا رہا ہے کیا ان کو معاوضہ کی ادائیگی باقاعدگی سے ہو رہی ہے؟

(د) اس کالج کی بلڈنگ طالب علموں کی تعداد کے مطابق ہے؟

(ہ) اس میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(و) کیا حکومت اس کالج کے مذکورہ مسائل حل کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کالج میں کلاس وار طلباء کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ایم اے/ایم ایس سی	بی اے/بی ایس سی	ایف اے/ایف ایس سی
279	800	2906

(ب) ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	پروفیسرز(BS-20)	02	00
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	14	04
3	اسسٹنٹ پروفیسرز(BS-18)	36	05
4	لیکچرارز(BS-17)	53	18
5	ڈی پی ای(BS-16)	02	02
6	لائبریرین(BS-16)	01	01

نان ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت کالج ہذا میں کوئیC.T.Is کام نہیں کر رہا ہے لیکن نومبر2010 تا مئی2011 درج ذیلC.T.Is مختلف شعبوں میں کام کرتے رہے ہیںC.T.Is نے مبلغ دس ہزار روپے ماہانہ وصول کئے جو باقاعدگی سے ادا کر دیئے گئے۔

مضامین

تعدادCTI	ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	بائیولوجی	کیمسٹری	فزکس
04	01	01	01	01

(د) جی، نہیں۔کالج کی موجودہ عمارت طلباء کی تعداد کے مطابق نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ بالا کالج میںmissing facilities کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	تفصیل اشیاء	تعداد
1	کلاس رومز،لیبارٹریز(فزکس،کیمسٹری،جغرافیہ/شماریات)	10
2	آڈیٹوریم	01
3	رہائش گاہیں برائے اساتذہ کرام	05
4	رہائش گاہیں برائے عملہ	04
5	واٹر ٹربائن مع پائپ لائن برائے ہوسٹل	01
6	پارکنگ سٹینڈ برائے سائیکل،موٹر سائیکل و کار	03
7	بیرونی دیوار کی تعمیر برائے ہوسٹل و مین کیمپس	01
8	ٹربائن	01
9	ہوسٹل برائے200 طلباء	01

(و) جی ہاں! محکمہ اعلیٰ تعلیم نے مذکورہ بالا کالج کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک منصوبہ جس کی لاگت122.918 ملین روپے ہے، کی منظوری دے دی ہے اور رقم کی فراہمی کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری بھی ارسال کر دی گئی ہے۔رقم کی منظوری اور فراہمی کے بعد اس منصوبے پر کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز کالج بورے والا میں کمروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9119: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج بورے والا کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) کتنے کمرے استعمال میں ہیں اور کتنے خستہ حال ہیں؟

(ج) اس میں ٹیچنگ سٹاف، نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں گریڈ اور اسامی وار بتائیں نیز کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) اس کالج میں کون کون سی missing facilities ز ہیں اور انہیں حکومت حل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) کالج ہذا کی عمارت 26 کمروں پر مشتمل ہے۔

(ب) کالج ہذا کے تمام کمرے استعمال میں ہیں اور کوئی بھی کمرہ خستہ حال نہیں ہے۔

(ج) ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	پروفیسرز (BS-20)	00	00
2	ایسوسی ایٹ پروفیسرز (BS-19)	02	02
3	اسسٹنٹ پروفیسرز (BS-18)	10	04
4	لیکچرارز (BS-17)	23	04
5	ڈی پی ای (BS-16)	02	01
6	لائبریرین (BS-16)	01	00

نان ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	ہیڈ کلرک (BS-14)	01	01
2	سینئر کلرک (BS-09)	01	00
3	جونیئر کلرک (BS-07)	02	00
4	لائبریری کلرک (BS-07)	02	01
5	سینئر لیکچرار اسسٹنٹ (BS-10)	02	00
6	لیکچرار اسسٹنٹ (BS-07)	03	00
7	لیبارٹری اٹینڈنٹ (BS-02)	07	00
8	مالی / بیلدار (BS-02)	04	00
9	چوکیدار (BS-02)	02	01

10	نائب قاصد(BS-02)	03	00
11	بلاوی(BS-02)	02	00
12	خاکروب(BS-02)	02	00

(د) کالج ہذا میں missing facilities کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	ایڈمن بلاک	-2	لائبریری
-3	آڈیٹوریم	-4	کمپیوٹر لیب
-5	کار شیڈ	-6	فرنیچر
-7	باؤنڈری وال کی اونچائی		

مندرجہ بالا missing facilities کی فراہمی کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک مشترکہ سمری برائے missing facilities مورخہ 11-11-29 کو بھجوائی ہے جس میں منصوبہ جات اور رقم کی فراہمی کی منظوری طلب کی گئی ہے۔اس سمری کی منظوری کے بعد ہی اس کالج کی missing facilities کی فراہمی کے بارے میں حتمی رائے قائم کی جا سکے گی۔

فیصل آباد۔گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار کی تفصیلات

*9122: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ب) کالج کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے مزید کتنے کمروں کی ضرورت ہے؟

(ج) اس کالج میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(د) اس میں تعینات سی ٹی آئی کے نام، عہدہ اور ماہانہ معاوضہ بتائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف)

سال اول	=	1084
سال دوم	=	1034
سال سوم	=	1049
سال چہارم	=	799
کل تعداد	=	3966

(ب)

موجودہ کمروں کی تعداد	50عدد
مزید کمروں کی ضرورت	20عدد

(ج)

نام عہدہ	گریڈ	خالی اسامیاں
اسسٹنٹ پروفیسر	18	2
لیکچرار سیاسیات	17	ایک
لیکچرار انگریزی	17	ایک
لائبریرین	17	ایک

(د) کوئی نہیں۔

ضلع فیصل آباد۔کالجز کے مسائل اور ان کے حل کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*9123: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے، کتنے ہال اور لیب ہیں؟

(ج) ان کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(د) ان کالجز کے پاس طالبات کے لئے کتنی ٹرانسپورٹ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

سال اول	=	177
سال دوم	=	206
سال سوم	=	71
سال چہارم	=	48

(ب)

کمروں کی تعداد 6	ہال ایک	اور	لیب	3

(ج)

نام اسامی	گریڈ	تعداد
لیکچرار فزیکل ایجوکیشن	17	01

(د) کالج میں ٹرانسپورٹ کی سہولت نہیں ہے۔

صوبہ میں کالجوں کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ماتحت کرنے کی تفصیلات

*9174: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں کل کتنے کالجوں کو بورڈ آف ڈائریکٹرز یا بورڈ آف کونسل کے ماتحت کیا گیا ہے ؟

(ب) ان کالجوں کو ان کے ماتحت کرنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ج) مذکورہ کالجوں کو ان کے ماتحت کرنے سے ان کالجوں کا بجٹ کون فراہم کرتا ہے ؟

(د) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں سے فیس کے علاوہ کون کون سے اضافی اخراجات وصول کئے جائیں گے ؟

(ہ) ان کالجوں کے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کون کرے گا؟

(و) ان کالجوں میں بھرتی کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہو گی ؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) صوبہ پنجاب میں 26 گورنمنٹ کالجوں کو بورڈ آف گورنرز کے تحت کیا گیا ہے جو بڑے احسن طریقہ سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) گورنمنٹ کالجز کو آرڈیننس 1960 کے تحت بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ شق نمبر (i)4 کے مطابق فنانشل اینڈ ایڈمنسٹریٹو اور بہتر کنٹرول / مینجمنٹ فراہم کرنے کے لئے بورڈ آف گورنرز بنائے گئے ہیں۔

(ج) گرانٹ آف اٹانومی حاصل کرنے والے کالجوں کو گورنمنٹ آف پنجاب گرانٹ ان ایڈ فراہم کرتی ہے۔

(د) فی الحال کسی کالج میں فیس کے علاوہ کسی قسم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

(ہ) ایسے ملازمین کو گورنمنٹ آف پنجاب تنخواہیں ادا کرے گی۔

(و) گریڈ ایک تا 16 کے ملازمین کو بھرتی کرنے کا اختیار پرنسپل کو ہے۔

رحیم یار خان میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9186: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رحیم یار خان میں کل کتنے کالجز کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ج) کیا ان کالجوں کی عمارات ان کی ضروریات کے مطابق ہیں؟

(د) ان کالجوں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے بجٹ کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) حکومت ان کالجوں میں خالی اسامیاں پُر کرنے اور ان کے تمام بنیادی مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل چار تحصیلیں ہیں۔ ہر تحصیل میں دو کالجز ہیں (ایک گرلز اور ایک بوائز) اس طرح ضلع رحیم یار خان میں کالجز کی کل تعداد آٹھ ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ بوائز کالجز میں کل خالی اسامیوں کی تعداد

BS-17 60، BS-18 8، BS-19 11

ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ گرلز کالجز میں کل خالی اسامیوں کی تعداد

BS-17 22، BS-18 9، BS-19 4

(ج) جی ہاں! گورنمنٹ کالجوں کی عمارتیں بالکل ان کی ضروریات کے مطابق ہیں۔

(د) گورنمنٹ کالجوں کے سال 2009-10 کا بجٹ -/13,24,33,000 روپے ہے اور سال 2010-11 کا بجٹ -/18,22,64,000 روپے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام کالج	بجٹ سال 2009-10	بجٹ سال 2010-11
خواجہ فرید گورنمنٹ P/G کالج R.Y.K	38,800,000	54,128,000
گورنمنٹ P/G کالج (خواتین) R.Y.K	26,424,000	33,419,000
گورنمنٹ ڈگری کالج صادق آباد	12,312,000	18,533,000
گورنمنٹ کالج (خواتین) صادق آباد	6,916,000	11,878,000
گورنمنٹ P/G کالج خانپور	19,033,000	25,230,000
گورنمنٹ کالج (خواتین) خانپور	10,949,000	15,225,000
گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) لیاقت پور	9,698,000	13,752,000
گورنمنٹ کالج (خواتین) لیاقت پور	8,301,000	10,099,000

(ہ) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب لیکچرار کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے تقریباً 2500 اسامیوں کی requisition ,PPSC کو بھیج چکی ہے۔دیگر گریڈز میں بھی اساتذہ کی ترقی اور بھرتی کا عمل جاری ہے علاوہ ازیں ٹیچرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے C.T.Is بھی بھرتی کئے جارہے ہیں امید ہے جلد اساتذہ کی کمی کو پورا کر لیا جائے گا۔

راولپنڈی میں گرلز کالجز کی تفصیلات

*9191: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں خواتین کے لئے کتنے کالجز ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیاں گریڈوار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) ان کالجوں میں کس کس کی بلڈنگ زیر تعلیم طالبات کی تعداد کے مطابق نہ ہے؟

(ہ) کیا ان کالجوں کے پاس طالبات کو pick and drop کے لئے کتنی بسیں ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(و) کیا حکومت ان کالجوں کے تمام مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) راولپنڈی میں خواتین کے لئے 19 کالجز ہیں۔

(ب) ان کالجوں کی منظور شدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کالجوں میں missing facilities کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صرف گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین موہن پورہ راولپنڈی کی عمارت زیر تعلیم طالبات کی تعداد کے مطابق نہ ہے۔

(ہ) Pick and Drop کی سہولت راولپنڈی کے دو کالجوں میں موجود ہے جن کے نام مع بسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی	04 بسیں
2	گورنمنٹ وقار النساء کالج برائے خواتین راولپنڈی	02 بسیں

(و) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے راولپنڈی کے مندرجہ ذیل گرلز کالجز میں ضروریات کے مطابق ترقیاتی منصوبوں کا آغاز کر دیا ہے اور یہ محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال2011-12 میں شامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالج کا نام	لاگت منصوبہ
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ظفر الحق روڈ	40.774ملین روپے
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین مری روڈ	44.918ملین روپے
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین خیابان سرسید	33.929ملین روپے
4	گورنمنٹ کالج برائے خواتین وقار النسآ	20.000ملین روپے
5	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈھوک کالا خان	10.000ملین روپے
	کل لاگت	149.591ملین روپے

مندرجہ ذیل کالجز کے لئے موجودہ مالی سال میں ایک مشترکہ سمری برائےmissing facilities وزیراعلیٰ پنجاب سے منظور کروالی گئی ہے اور ان منصوبوں پر جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین مسلم ٹاؤن	44.666ملین روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین پشاور روڈ	20.000ملین روپے
کل لاگت	64.666ملین روپے

مندرجہ ذیل کالجز میںNLC کے ذریعے تمام ضروری سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں اور منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹینچ بھاٹا	37.720ملین روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن	49.650ملین روپے
کل لاگت	87.370ملین روپے

مندرجہ ذیل کالجز میں ٹرانسپورٹ کی سہولت کے لئے ایک ترقیاتی منصوبہ موجودہ مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام2011-12 میں شامل ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالج کا نام	بسوں کی تعداد
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن	05
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین پشاور روڈ	02
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ظفر الحق روڈ	01
4	گورنمنٹ کالج برائے خواتین خیابان سرسید	01

اس کے علاوہ باقی ماندہ کالجز کی ضروریات کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور آنے والے مالی سال میں ان منصوبہ جات کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے گا۔

راولپنڈی میں بوائز کالجز و یونیورسٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9192: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں کتنے بوائز کالجز اور یونیورسٹیز ہیں ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کس کس کالج میں پرنسپل کی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) راولپنڈی شہر میں بوائز کالجز کی تعداد چار ہے اور ایک پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی میں ہے۔کالجز کے نام یہ ہیں۔

1- گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی
2- گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی
3- گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
4- گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ کالج راولپنڈی

(ب) ان کالجز میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) خالی اسامیاں وقتاً فوقتاً پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جاتی ہیں تاہم فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے C.T.Is بھرتی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے جبکہ 2500 مردانہ وزنانہ اسامیوں پر پبلک سروس کمیشن کا بھرتی کا عمل جاری ہے۔

(د) تمام بوائز کالجز میں پرنسپل کام کر رہے ہیں ماسوائے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بوائز سیٹلائیٹ ٹاؤن جس میں مورخہ 11-09-25 سے ڈی ڈی او کام کر رہے ہیں۔

ضلع جہلم، پنجاب یونیورسٹی کیمپس کے قیام کی تفصیلات

*9265: جناب محمد فیاض: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں پنجاب یونیورسٹی کیمپس کے قیام کے لئے جی ٹی روڈ پر نو تعمیر شدہ جوڈیشل کمپلیکس کی عمارت نامزد کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیمپس کے قیام کے لئے عدلیہ اور یونیورسٹی ارکان پر مشتمل کمیٹی نے جہلم میں موقع کا معائنہ کیا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ میٹنگ / معائنہ کب اور کہاں منعقد ہوا جن افراد نے حصہ لیا ان کے نام، عہدہ جات نیز ہونے والے فیصلوں سے بھی آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں مقامی ممبر پنجاب اسمبلی کو شامل نہیں کیا گیا اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی، نہیں۔یونیورسٹی کے قیام کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے موقع کا معائنہ کیا اور اس میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔

نمبر شمار	عہدہ
1	چیئرمین منصوبہ بندی وترقیاتی بورڈ
2	سیکرٹری، محکمہ اعلیٰ تعلیم
3	وائس چانسلر جامعہ پنجاب
4	کمشنر راولپنڈی ڈویژن
5	راجہ محمد افضل (سابقہ ممبر قومی اسمبلی)

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے لیکن مذکورہ بالا کمیٹی کا اجلاس بروز اتوار مورخہ 10-12-12 موقع پر منعقد ہوا اور اس میں مندرجہ بالا ممبران نے شمولیت کی۔اس اجلاس کے نتیجے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک سمری بھجوائی گئی۔جو فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی، ہاں! مذکورہ بالا کمیٹی کی تشکیل وزیر اعلیٰ پنجاب نے کی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے تو تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔Question Hour ختم ہو گیا ہے تو تعلیمی بورڈز کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے صفحہ نمبر 14 پر specifically لکھا کہ ہم سٹوڈنٹس کو صرف ایک سے پانچ نمبر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جتنے بھی correct systems کئے ہیں، انہوں نے کمپیوٹرائزڈ سسٹم پر جتنا بھی پیسا خرچ کیا ہے جب بچہ

600/600 روپیہ دے کر اُس سارے process سے گزر کر بورڈ میں آتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ آپ کو صرف ایک نمبر دیا جائے گا۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اور پورے process کو follow کرنے کے بعد غلطی نکالنے کے بعد اگر سٹوڈنٹ کو ایک نمبر دیا جائے۔ میری بیٹی ڈاکٹر عروج امجد جو اس وقت ماشاء اللہ Entomology میں specialization کر رہی ہے اُس کے ایف ایس سی کے امتحان میں شاعر کا نام کچھ اور تھا اور بورڈ نے answer sheet پر اساتذہ کو غلط نام بھیجا تھا جس کی وجہ سے اُس کے دس نمبر کاٹے گئے جس کی وجہ سے اُسے پرائیویٹ میڈیکل کالج میں پڑھنا پڑا۔ ایک سے پانچ نمبر دینے کی پالیسی کو اس معزز ایوان میں discuss کریں، کہیں پر بھی question of remarking کا کوئی سسٹم نہیں ہے اور اگر کوئی غلطی پکڑی بھی جائے تو جھونگے میں ایک نمبر دینا اس پنجاب کے تعلیمی نظام کی سب سے بڑی زیادتی ہے۔ اس چیز کی طرف توجہ فرمائیں اور اگر ہو سکے تو اس پر discussion کر کے اس Rule کو بدلنے کی کوئی نہ کوئی کوشش کریں۔ پندرہ نمبر کا ایک سوال جو ہے ہی غلط اُس کے لئے جھونگے کا ایک سے پانچ تک نمبر دینا کسی طرح کا انصاف نہیں۔ وہ ننھے منے بچے جو اپنی زندگی اور پوری انرجی بورڈ والوں کی غلطی کی وجہ سے suffer کرتے ہیں میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ یہاں پر ایک بحث کرانے کے بعد ایک ترمیم لائی جائے کہ ایک سے پانچ نمبر کا جھونگا اپنے پاس ہی رکھیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ لکھ پڑھ کر کوئی چیز ایوان میں لے آئیں پھر اس معاملہ کو دیکھتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ کل آپ نے ایک commitment کی تھی کہ آج پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ ایوان میں وہ نوٹیفکیشن پڑھ کر سُنائیں گے جس کے مطابق ملازم کو 95 ہزار روپے میں ایک کنال زمین دی جاتی ہے اور عام لوگوں کو ایک کنال زمین 5 لاکھ روپے میں دی جاتی ہے۔ کل انہوں نے کہا تھا کہ یہ زمین کورٹ کے آرڈر کے تحت دی جاتی ہے لیکن کورٹ کا کوئی ایسا آرڈر نہیں ہے۔ میرا نشاندہی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایوان میں جو commitments کی جاتی ہیں انہیں پورا بھی کروایا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ وہ اس کا جواب لے کر کل خود ایوان میں حاضر ہوں، otherwise اُن کے خلاف ایکشن ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے بھی ایک request کرنی ہے۔ ہماری ایک معزز شخصیت مشاہد اللہ صاحب نے کل سینیٹ میں کہا ہے کہ منسٹر نہیں آتے تو وینا ملک کو بُلا لیں۔ یہاں پر بھی منسٹر نہیں آتے تو اُن کے لئے کوئی مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں سُننا چاہتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس بات کو چھوڑیں۔ چودھری ظہیر الدین خان کی تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 کو pending کروایا گیا تھا۔ چودھری صاحب موجود نہیں ہیں۔۔۔ لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے لیکن وہ وزیر قانون سے اس تحریک کا جواب لے سکتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے، یہ تحریک پڑھی گئی تھی لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔۔۔ لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8/12۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء و طالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹار جسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "آن لائن سسٹم کے خاتمے کے بعد مارچ میں ہونے والے میٹرک کے امتحانات میں 12 لاکھ طلباء کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا" تعلیمی بورڈ نے کمپیوٹر رجسٹریشن کے لئے 100/- روپے فی فارم وصول کئے۔ مینول سسٹم کے لئے دوبارہ 100/- روپے کی وصولی شروع۔ امیدوار نئی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ آٹھوں بورڈز کے طلباء کو دفاتر کے دھکے کھانا پڑیں گے۔ والدین میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ پنجاب کے آٹھوں تعلیمی بورڈوں کے ناکارہ اور ناقص آن لائن سسٹم کی بھینٹ چڑھنے والے میٹرک کے کم و بیش 12 لاکھ طلباء و طالبات ایک نئے مخمصے میں پھنس گئے ہیں جس سے ان کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ سیکنڈری بورڈ لاہور سمیت پنجاب بھر کے آٹھوں بورڈوں نے آن لائن سسٹم کے نفاذ پر نویں جماعت کے 12 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کے لئے طلباء و طالبات سے 100/- روپے فی فارم بھی وصول کئے تھے۔ اس طرح تعلیمی بورڈوں نے طلباء و طالبات سے آن لائن سسٹم کے تحت ڈیٹار جسٹرڈ کرنے کے نام پر کروڑوں روپے بھی اکٹھے کئے۔ آن لائن سسٹم کے ناکارہ اور ناقص ہونے پر ایک طرف جہاں طلباء و طالبات کا کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا ضائع ہو گیا وہاں طلباء و طالبات سے مینول طریقہ سے رجسٹریشن کرنے کے لئے ان سے ایک مرتبہ پھر 100/- روپے فی فارم وصول کرنا شروع کر رکھا ہے جس پر لاکھوں طلباء و طالبات کو میٹرک کے ہونے والے سالانہ امتحانات میں رول نمبرز سلپس نہ ملنے کے ممکنہ خدشے

کے باعث لاکھوں طلباء وطالبات ایک نئے مخمصے میں پھنس گئے ہیں۔ جس کے بارے میں طلباء کے والدین نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ میٹرک کے سالانہ امتحانات کی رول نمبر سلپس جاری ہونے پر 80فیصد طلباء کو رول نمبر سلپس جاری نہیں ہوسکیں گی جس کی وجہ سے طلباء کو لاہور بورڈ سمیت آٹھوں بورڈوں میں لاکھوں طلباء وطالبات کو بورڈوں کے دفاتر میں دھکے کھانے پڑیں گے۔اس بناء پر طلباء کا میٹرک کے امتحانات میں شرکت بھی خدشات کا شکار ہوکر رہ گئی ہے اور طلباء نے کمپیوٹرائزڈ کے بعد اب مینول ڈیٹا کے نام پر -/100 روپے فی فارم وصول کرنے پر شدید احتجاج کیا ہے اور آئے روز پراسسنگ کے نام پر کروڑوں روپے اکٹھے کرنے پر طلباء اور والدین میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ اس میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے طلباء سب سے زیادہ متاثر ہوں گے اس لئے طلباء نے تعلیمی بورڈوں میں رجسٹریشن نہ ہونے پر باقاعدہ چکر لگانا شروع کر رکھے ہیں اور تعلیمی بورڈوں کے ملازمین نے چکر لگانے والے طلباء کی ایک بڑی تعداد کو ریکارڈ نہ ہونے پر ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ آن لائن سسٹم کی خرابی، -/100 روپے کی زائد وصولی اور تعلیمی بورڈوں میں طلباء کا ڈیٹا اور جسٹریشن کے ریکارڈ کے غائب ہونے اور میٹرک کے سالانہ امتحان میں بروقت رول نمبر سلپس کی وصولی نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے تمام طلباء وطالبات میں شدید بے چینی غم وغصہ اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/2012 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "وڈیرے چوری کی گاڑیوں کے خریدار، موثر نظام نہ ہونے کے باعث ملک بھر میں کاروبار" چوری اور چھینی جانے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کا نظام قائم نہ ہوا، سرکاری تحویل میں گاڑیوں کے پرزے بھی غائب ہونے لگے۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ سالانہ اربوں روپے مالیت

کی چوری و چھینی جانے والی قیمتی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب رکھنے کا نظام نہ ہونے کے باعث شہریوں کی قیمتی گاڑیاں کھٹارہ بن جاتی ہیں یا پھر "سرکاری تحویل" میں آنے والی گاڑیوں کے پرزہ جات چوری ہو کر فروخت ہو جاتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق صوبائی دارالحکومت سمیت دیگر اضلاع میں سرگرم چوروں وڈاکوؤں کے گروہوں کے ارکان کے دیگر شہروں میران شاہ، مردان، صوابی، ڈیرہ اسماعیل خان، علاقہ غیر، وزیرستان کے علاوہ افغانستان اور کشمیر میں موجود بااثر افراد سے رابطے ہیں جو اپنے اپنے علاقوں میں چوری کی گاڑیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ وڈیرے بھی ایسی گاڑیوں کے خریدار ہوتے ہیں۔ یہ بااثر افراد اپنی ڈیمانڈ کے مطابق کار چوروں کو گاڑی کا نمبر اور ماڈل بتاتے ہیں جو یہ چرانے کے بعد چند روز کے لئے شہر میں ہی موجود اپنی کسی جگہ، کسی پارکنگ سٹینڈ، ہسپتال یا داتا دربار کی بیسمنٹ میں کپڑا ڈال کر کھڑا کر دیتے ہیں اور چند روز بعد ان کی نمبر پلیٹیں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان گروہوں کے بارے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ایسے عناصر نے محکمہ ایکسائز کے باہر کام کرنے والے ایجنٹس کی مدد سے جعلی بکس بھی بنا رکھی ہیں جن پر گاڑیوں کے لیٹر نمبر دوسرے شہروں کے درج ہوتے ہیں اور انجن و چیسیز نمبر کے علاوہ ماڈل کا خانہ خالی ہوتا ہے۔ ایک ذرائع کے مطابق یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ چوری و چھینی جانے والی زیادہ تر گاڑیوں کا استعمال چاروں صوبوں کے ان علاقوں و دیہاتوں وغیرہ میں ہو رہا ہے جہاں جاگیردارانہ نظام ہے کیونکہ ایسے علاقوں میں قانون اور تھانے برائے نام ہوتے ہیں جہاں پر کوئی پولیس والا کسی کو پوچھتا نہیں۔ صوبہ پنجاب میں دن بدن بڑھتی ہوئی گاڑیوں کی چوری کی وجہ سے صوبہ کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2012/14 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

پھتوپورہ (گجرات) نجی سکول کی عمارت گرنے سے تین بچے جاں بحق اور متعدد زخمی

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ

"جنگ" مورخہ 11۔جنوری2012 کی خبر کے مطابق "گجرات کے نجی سکول کے کلاس روم کی چھت گرنے سے تین بچے جاں بحق اور 19 زخمی"۔ تفصیل یوں ہے کہ متعلقہ ہسپتال کی انتظامیہ کے مطابق زخمی بچوں میں سے پانچ کی حالت انتہائی تشویشناک ہے جبکہ سکول کا مالک روپوش ہو گیا ہے۔ گجرات کے علاقہ پھتوپورہ کی انتہائی تنگ گلیوں میں واقع ایک بوسیدہ عمارت میں واقع نجی سکول کے کلاس روم کی چھت اس وقت اچانک گر گئی جب کلاس روم میں بیٹھے معصوم بچے بوسیدہ عمارت کی چھت تلے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ رپورٹ کے مطابق چھت گرنے سے تین بچے موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے جبکہ اُنیس شدید زخمی ہو گئے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ٹی ایم اے کی جانب سے کئی بار سکول انتظامیہ کو عمارت بوسیدہ ہونے کے بارے میں نوٹس جاری کئے جا چکے تھے مگر پرائیویٹ سکول کے مالک نے پیسے بنانے کے لالچ میں اپنے سکول پر کوئی توجہ نہ دی جس کی بناء پر اتنا بڑا سانحہ رونما ہوا ہے۔

جناب سپیکر! دراصل ہمارے صوبہ میں ہزاروں نہیں لاکھوں کے حساب سے گلی محلوں میں پرائیویٹ سکول بغیر کسی سرکاری اجازت کے کھلے ہوئے ہیں۔ نجی سکولوں کی رجسٹریشن کرتے وقت حکومت اس جانب توجہ ہی نہیں دیتی کہ آیا متعلقہ سکول گورنمنٹ کے criteria پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ خصوصاً دیہاتوں اور قصبوں میں بنے ہوئے پرائیویٹ سکولوں کی بوسیدہ عمارتیں ہونے کے باوجود محکمہ تعلیم اُس سکول کی رجسٹریشن کر دیتی ہے۔ گجرات کے علاقہ پھتوپورہ کے نجی سکول کی چھت گرنے کی وجہ سے جو ناخوشگوار واقعہ ہوا ہے اس سے نہ صرف گجرات بلکہ صوبہ میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں خصوصاً والدین میں شدید پریشانی اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35/2012 محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

واسا کے افسران کی ملی بھگت سے لاہور میں پانی کے جعلی کنکشن لگانے کا انکشاف

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 13۔ جنوری 2012 کے مطابق لاہور واسا کے ڈپٹی ڈائریکٹرز، ریونیو افسران اور فیلڈ انسپکٹروں کی ملی بھگت سے شہر لاہور میں 20 ہزار جعلی کنکشن لگوا دیئے گئے ہیں۔ پانی کے ایک گھریلو کنکشن کی سرکاری طور پر فیس -/2350 روپے اور کمرشل کنکشن کی فیس -/5500 روپے ہے۔ اس کے برعکس ایک ہزار روپے لے کر غیر قانونی کنکشن لگا دیئے جاتے ہیں اور ان سے ہر ماہ پانی کی فیس بھی غیر قانونی طور پر وصول کی جا رہی ہے۔ عوامی حلقوں نے واسا افسران کی اس کھلم کھلا لوٹ کھسوٹ پر شدید احتجاج کیا کہ اس کرپشن کا براہ راست اُن پر اثر پڑتا ہے اور انہیں پانی کے بل بڑھا چڑھا کر بھیجے جاتے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے واسا کے متعلقہ حکام کے خلاف فوری اور جلد کارروائی کا مطالبہ کیا ہے اور غیر قانونی کنکشن ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2012/38 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی جانب سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

مینٹل ہسپتال لاہور کا بند دروازہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "فنڈ کا اعلان، دماغی ہسپتال میں تعمیراتی کام شروع نہ ہوئے" قدیم دروازہ تاریخی ورثہ قرار، معاملہ وزارت خزانہ اور محکمہ آثار قدیمہ میں گھومنے لگا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ لاہور کے واحد دماغی ہسپتال کا 110 سالہ پرانا تاریخی دروازہ مرمت کرنے کے لئے گزشتہ چھ ماہ سے بند ہے جس سے مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جبکہ تعمیر و مرمت کا کام سرخ فیتے کا شکار ہو کر ابھی تک

شروع بھی نہیں کیا جا سکا۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ سائنسز کے دروازے اور اس سے ملحقہ عمارت کو تاریخی ورثہ قرار دیئے جانے کی وجہ سے وزیراعلیٰ نے یکم جولائی 2011 کو 5.2 ملین روپے کے فنڈز جاری کرنے کے احکامات دیئے تھے جبکہ اس منصوبہ کا پی سی۔I ابھی اکتوبر میں منظور کیا جا چکا ہے۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ سائنسز کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر نصرت حبیب کے مطابق معاملہ صوبائی وزارت خزانہ اور آثار قدیمہ کے درمیان ہے۔ آثار قدیمہ کے ذرائع کے مطابق ابھی تک محکمہ کے اکاؤنٹ میں اس حوالے سے فنڈز منتقل نہیں ہوئے۔ دماغی ہسپتال کے دروازے کی مرمت کے کام میں دیر کی وجہ سے مریضوں اور ان کے لواحقین میں شدید بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جا رہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 42/2012 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 50/2012 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 58/2012 بھی محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64/2012 مہر اشتیاق احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، مہر اشتیاق احمد صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم ابلاغیات میں کئی سالوں سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنا

مہر اشتیاق احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کا ادارہ علوم ابلاغیات جو میڈیا کی تعلیم دینے کا برصغیر کا قدیم ترین اور پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے پروفیسر کی تقرری کا منتظر ہے۔ اس وقت حقیقت حال یہ ہے کہ ادارہ میں کوئی ایک

بھی پروفیسر تعینات نہ ہونے کے باوجود پنجاب یونیورسٹی نے 09-2008 میں مشتہر ہونے والی پروفیسر کی اسامیوں پر سلیکشن بورڈ کا انعقاد نہیں کرایا۔ اس وقت پروفیسر کی تین اسامیاں تاحال خالی پڑی ہوئی ہیں۔ جن کو انتظامیہ جان بوجھ کر پُر نہیں کر رہی اور تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے۔ ادارہ علوم ابلاغیات میں اس وقت صرف ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہے جبکہ ایسوسی ایٹ پروفیسر کی دو اسامیاں 2004 میں مشتہر ہونے کے باوجود تاحال سلیکشن بورڈ کی منتظر ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی نے ادارہ علوم ابلاغیات میں لیکچرار اور اسسٹنٹ پروفیسر کی خالی اسامیوں کا اشتہار 3۔ نومبر 2011 کے اخبارات میں شائع کرایا۔ درخواستیں جمع کرانے کی آخری تاریخ 5۔ دسمبر 2011 تھی جو سرکاری چھٹی ہونے کی وجہ سے بڑھ کر 7۔ دسمبر 2011 ہو گئی تھی۔ وائس چانسلر نے اپنے ہنگامی اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے لیکچرار کی خالی اسامی کے لئے سلیکشن بورڈ کا انعقاد کرا دیا جبکہ اسسٹنٹ پروفیسر کے لئے سلیکشن بورڈ نہیں کرایا۔ اس وقت ادارے میں اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کے عہدے غیر اہم ہو کر رہ گئے ہیں اور صرف اور صرف لیکچرار کی بھرتیوں پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ان تحاریک التوائے کار کے notice مجھے ابھی موصول ہوئے ہیں لہذا یہ بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 77/2012 جناب غلام حبیب اعوان صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 78/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق گڑھی شاہو میں سیوریج ڈالنے کے لئے واسا نے 15 کروڑ روپے کا

ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دے دیا جو تین ماہ میں مکمل نہ ہو سکا اور حکومتی خزانہ کو بھاری نقصان۔ تفصیل کے مطابق محکمہ واسا کے اعلیٰ افسران کا فنی نقائص پر مبنی 15 کروڑ روپے مالیتی منصوبہ قواعد وضوابط کے برعکس غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے کا انکشاف، سیوریج کا گندا پانی کنٹونمنٹ ڈرین میں ڈالنے کے لئے محکمہ ماحولیات این او سی اور کنٹونمنٹ بورڈ سے ڈسپوزل پمپ کی اجازت بھی حاصل نہ کی گئی جس سے خزانے کو بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔ محکمہ واسا میں کرپشن کا سلسلہ عروج پر ہے۔ افسران اور ٹھیکیداروں میں مبینہ گٹھ جوڑ کے باعث ناقابل عمل منصوبوں پر کروڑوں روپے قومی سرمایہ سے ضائع کئے جا رہے ہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ گڑھی شاہو میں سیوریج ڈالنے کے لئے ٹھیکہ ایسی فرم کو دیا گیا جس کی رجسٹریشن منسوخ ہو چکی تھی جبکہ قواعد وضوابط کے مطابق ایسی فرم کو ٹھیکہ اور ورک آرڈر نہیں دیا جا سکتا جس کی رجسٹریشن درست نہ ہو تاہم محکمہ واسا نے فنی نقائص پر مبنی منصوبہ 8۔ جولائی 2011 کو غیر رجسٹرڈ فرم کے نام کر دیا جبکہ 19۔ جولائی کو ورک آرڈر بھی جاری کر دیا گیا۔ اس کا انکشاف فرم کے رجسٹریشن کروانے پر ہوا۔ معاہدہ کے مطابق منصوبہ 18۔ اکتوبر 2011 تک 90 دن میں مکمل ہونا تھا۔ مزید برآں ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیوریج لائن بلندی کی جانب لے جائی جا رہی ہے جس کے لئے ڈسپوزل پمپ لگایا جائے گا جس سے بجلی کا بلاوجہ استعمال بھی بڑھے گا۔ کنٹونمنٹ ڈرین جو صرف بارشی پانی کے لئے مختص ہے اس میں سیوریج کا پانی ڈالنے اور تکنیکی نقائص کو دُور نہ کرنے سے مسائل بڑھ جائیں گے۔ اگر مفاد عامہ کی خاطر کنٹونمنٹ ڈرین میں سیوریج لائن ڈالنا ناگزیر ہو تو محکمہ کو پہلے مکمل منصوبہ بندی کرنی چاہئے جو تکنیکی نقائص سے پاک ہو اور عوام کے مفاد میں ہو نہ کہ چند راشی افسران کے۔ گڑھی شاہو منصوبہ میں ٹینڈروں کے اجراء سے تعمیرات کے خلاف قانونی اقدامات کئے گئے ہیں کیونکہ جس فرم کو 48 قطر کی 2400 فٹ اور 18 قطر کی ایک ہزار فٹ سیوریج لائن ڈالنے کا کنٹریکٹ دیا گیا اس کی رجسٹریشن اور سابقہ کارکردگی کو ملحوظ نہ رکھا گیا اور اس فرم نے سال 2012 میں رجسٹریشن کروائی جس میں گزشتہ سال کا جرمانہ ادا کیا گیا جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ واسا افسران اس میں ملوث ہیں اور ان کے ایماء پر ٹھیکہ دیا گیا۔ حق تو یہ ہے کہ محکمہ میں موجود ایسی کالی بھیڑوں کو عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی قومی خزانے کو ضائع نہ کر سکے۔ اس تمام صورتحال سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر انتہائی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ بڑے محترم ہیں مگر میں آپ کو تحاریک التوائے کار کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ بھی ہمارے لئے بڑے محترم ہیں لیکن میری بات سن لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس طرح نہیں ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! حضرت میاں میر ہمارے بہت بڑے بزرگ تھے اور محترمہ کی تحریک التوائے کار میں گندے نالے کا نام اُن کے نام پر لکھا گیا ہے۔ اب وزیر اعلیٰ صاحب نے اس نام کو تبدیل کر کے کنٹونمنٹ ڈرین رکھ دیا ہے لہذا اس تحریک میں جہاں جہاں حضرت میاں میر ڈرین لکھا گیا ہے اس کو delete کر کے کنٹونمنٹ ڈرین لکھا اور پڑھا جائے۔ میری صرف یہ التجا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ ڈرین کا اگر نام تبدیل ہو گیا ہے تو اس نام کو تبدیل کر دیا جائے۔ اسی طرح جب آئندہ بھی کوئی تحریک التوائے کار آئے تو کنٹونمنٹ ڈرین کے نام سے ہی آئے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 81/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک خبر کے مطابق سروسز ہسپتال انتظامیہ نے janitorial service کے لئے قواعد و ضوابط کے برعکس بھرتی شروع کر دی جس سے حکومت کو لاکھوں روپے کا اضافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ دوسری جانب پہلے سے ہی بھرتی شدہ janitorial service کے درجنوں ملازمین حاضری ریکارڈ کے مطابق ہسپتال کی بجائے اعلیٰ افسران کے گھروں میں کام کرنے کے علاوہ ڈیوٹی سے غائب پائے جا رہے ہیں۔ ان کی ماہانہ بننے والی تنخواہ میں بھی خورد بُرد کی جا رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق سروسز ہسپتال کی جانب

سے janitorial services کے لئے پہلے سے ہی 249 لوگ سرکاری طور پر رکھے گئے ہیں جبکہ صفائی کا نظام بہتر نہ ہونے کے باعث چار سال قبل janitorial service کا ٹھیکہ دیگر ہسپتالوں کی طرح نجی کمپنی کے حوالے کیا گیا اور ان سے یہ معاہدہ طے پایا گیا کہ 140 ملازمین نجی کمپنی فراہم کرے گی اور باقی ملازمین سرکاری سطح پر ہسپتال کی انتظامیہ بھرتی کرے گی۔ سرکاری سطح پر بھرتی، درجنوں ملازمین ہر ماہ غائب رہتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق یہ غائب شدہ ملازمین افسران کے گھروں میں کام کر کے چلے جاتے ہیں اور ہسپتال میں ان کی حاضری لگا دی جاتی ہے۔ ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے حاصل کی جانے والی janitorial service کی نسبت صرف ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں ورکرز کو تقریباً 24 لاکھ روپے ماہانہ اضافی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ایک خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود ہسپتال میں صفائی کا نظام کسی سے پوشیدہ نہ ہے۔ اس تمام صورتحال سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 82/2012 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے۔

محکمہ لائیو سٹاک اینڈ وائلڈ لائف کا بروقت حفاظتی اقدامات نہ کرنے سے چڑیا گھروں اور پولٹری فارموں میں جانوروں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 19۔جنوری 2011 کے مطابق لاہور سمیت پنجاب بھر میں رانی کھیت وباء کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ مرغیوں، پرندوں اور چڑیا گھر میں رانی کھیت کی بیماری انتہائی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ لاہور کے چڑیا گھروں میں سو سے زائد مور ہلاک ہو گئے ہیں جبکہ پولٹری فارموں میں مرغیوں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ شدید سردی کے باعث پھیلنے والی مہلک بیماری رانی کھیت کے حفاظتی ٹیکے نہ لگانے سے رواں سیزن میں لاکھوں روپے مالیت کے پرندوں کے ختم ہونے کا احتمال ہے۔ محکمہ لائیو سٹاک اینڈ وائلڈ لائف پنجاب کی جانب سے بروقت حفاظتی اقدامات نہ کرنے سے حالات مزید خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ پولٹری فارم کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے حلقوں نے حکومت سے

مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس بیماری کو پھیلنے سے روکنے کے لئے فوری اقدامات کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 87/2012 ڈاکٹر محمد افضل کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 93/2012 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار ختم ہو گئی ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! حال ہی میں سرگودھا سے ضلع چنیوٹ تک بنائی گئی ایک سڑک پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ پچاس کلومیٹر روڈ کا فاصلہ ہے جس میں روزانہ پچیس سے تیس بڑے حادثات ہوتے ہیں۔ مزید اس روڈ پر آج تک سینکڑوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور سینکڑوں لوگ معذور ہو چکے ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے استدعا ہے کہ پچاس کلومیٹر فاصلہ پر محیط سڑک کو کھلا کیا جائے کیونکہ وہ بہت تنگ سڑک ہے۔ اسی طرح stone supply کی منڈی وہاں پر ہے جس کی وجہ سے تقریباً پانچ ہزار ٹرک اس سڑک سے گزرتے ہیں۔ ضلع چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے الیاس چنیوٹی صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں۔ بہر حال میں حکومت پنجاب سے استدعا کرتا ہوں کہ اس سڑک کو double کیا جائے یا one way کیا جائے کیونکہ وہاں پر آئے روز لوگ ہڑتال کرتے ہیں، روڈ بلاک رکھتے ہیں جبکہ وہاں پر دو شوگر ملوں کی وجہ سے گنے کا بھی بڑا pressure ہے جس سے روزانہ حادثات ہوتے ہیں لہذا میری یہ request ہے کہ کھلا روڈ بنا دیا جائے تاکہ وہاں پر روزانہ ہونے والی strike ختم ہو سکے اور آئے دن رونما ہونے والے حادثات کنٹرول ہو سکیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! گلبرگ میں جہاں "پیس" بن رہا ہے تو آٹھ سال پہلے ایک سڑک بند کی گئی تھی اور یہ وہ سڑک ہے جو Q بلاک کو N بلاک سے ملاتی ہے کیونکہ درمیان میں ایک کچی آبادی اور ایک انتہائی قیمتی پارک ہے جسے بالکل تباہ کر دیا گیا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ لاء منسٹر

صاحب سے کہیں کہ ٹی ایم اے گلبرگ کو بلایا جائے۔آ ٹھ سال سے ایک full fledged roadبند ہے جس پر پہلے بجری ڈالی جاتی رہی چونکہ پچھلے دو سال سے "پیس"بند پڑا ہے، پارک تو ختم ہونا ہی تھا لیکن آج تک وہاں لوگوں کا بُرا حال ہے کیونکہ انہیں راستے سے محروم کر دیا گیا ہے۔ٹی ایم اے گلبرگ کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ آ ٹھ سال سے ایک سڑک کو کیوں بند کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!Right of wayتو نہیں لیا جا سکتا اور میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب آپ سے مل لیتے ہیں اور انہیں بلا کر بیٹھ کر اسے rectifyکروادیں۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: شکریہ۔جناب سپیکر!میرا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ میرا تعلق ضلع وہاڑی سے ہے جہاں main roadسے جتنے بھی linked Roadsملتے ہیں، پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر سال سڑکوں کی مرمت ہوتی تھی لیکن بد قسمتی سے پچھلے پانچ چھ سالوں سے linked roads چاہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے underہیں یا پنجاب کونسل کے، جس طرح بھی ان کی نوعیت ہے، ان کی repairing پچھلے پانچ چھ سالوں سے نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اب ان کی اتنی بری حالت ہو گئی ہے کہ وہاں سڑک پر چلنا بھی مشکل ہو گیا ہے اور لوگ سڑک پر چلنے کی بجائے کچی سڑک پر چلنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔اگر اس طرف توجہ دی جائے تو میرا خیال ہے کہ پنجاب بھر میں یہی صورتحال ہے کہ repairingکا بجٹ اضلاع میں نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے سڑکوں کی مرمت نہیں ہو رہی اور بہت سے مسائل درپیش ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے جس میں

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 (Bill No 2 of 2012) Minister for Law to introduce the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana-Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce:

"The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012."

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rules 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report up to 29th February 2012.

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب ہم سرکاری کارروائی کرتے ہیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سرکاری کارروائی ختم کر دی ہے اب آپ بتائیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے تو ہم کیسے کارروائی کرتے ہیں اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی اور ہم ہر روز یہ صورتحال دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مہربانی کہ آپ نے سرکاری کارروائی ختم کرنے کے بعد کورم کی نشاندہی کی ہے۔ جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ سٹیٹ بنک کے بڑھتے ہوئے قرضوں کے بارے میں ایک اپوزیشن کے ایک ممبر کی طرف سے تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی جس پر دو گھنٹے بحث رکھی گئی تھی لیکن بد قسمتی سے اسے اپوزیشن نے ہی kill کر دیا چونکہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے آج کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 30-جنوری 2012 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

739

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،30۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ اوقاف)

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

شہروں کی ترقی کی بابت رپورٹ برائے سال2010پر عام بحث

ایک وزیر شہروں کی ترقی کی بابت رپورٹ برائے سال2010پر عام بحث کی تحریک پیش کریں گے۔

قاعدہ87کے تحت تحریک

2۔ جناب محمد محسن خان لغاری ، ایم پی اے کی پیش کردہ تحریک التوائے کار نمبر2012/3سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے مسئلے پر بحث

جناب محمد محسن خان لغاری،ایم پی اے تحریک پیش کریں گے کہ اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

(تحریک التوائے کار نمبر2012/3کی نقل منسلکہ میں لف ہے)

741

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

سوموار 30۔جنوری 2012

(یوم الاثنین،6۔ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 46 منٹ پر زیر صدارت

جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿127﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ
اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿128﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ﴿129﴾

سورۃ البَقَرَۃ 127 تا 129

اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے) کہ اے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے (127) اے پروردگار، ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھیو۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بنائے رہیو۔ اور (پروردگار) ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما بے شک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے (128) اے پروردگار ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے (129)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار
پڑھتے ہیں صلی اللہ وسلم آج در و دیوار
نبی جی اللہ اللہ ھو لا الہٰ الا ھو
بارہ ربیع الاول کو وہ آیا در یتیم
ماہ نبوت مہر رسالت، صاحب خلق عظیم
نبی جی اللہ اللہ ھو لا الہٰ الا ھو
جبریل آئے جھولا جھلانے لوری دے ذیشان
سوجا سوجا رحمت عالم میں تیرے قربان
نبی جی اللہ اللہ ھو لا الہٰ الا ھو

سوالات

(محکمہ اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ اوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 2299 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ۔ دربار حضرت شاہ برہان کی آمدن واخراجات

*2299: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں ایک دربار حضرت پیر شاہ برہان کے نام سے موجود ہے جو محکمہ اوقاف کی زیر تحویل ہے؟

(ب) اس کی ماہانہ اور سالانہ آمدن سال 2002 تا 2007 تک کتنی تھی، وہ کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی جارہی ہے اور کس کس مد میں خرچ کی جارہی ہے؟

(ج) مذکورہ دربار پر کیش بکس کھولنے اور رقم کی گنتی کرنے پر کس سرکاری افسر یا اہلکار کی ڈیوٹی ہے اس کا نام و سکیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) درست ہے۔

(ب) دربار شریف کی سالانہ مدوار آمدن بابت سال 2002تا2007 کی تفصیل فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ دربار شریف کی آمدن سنٹرل اوقاف فنڈ میں جمع ہوتی ہے اور مزار کی دیکھ بھال پر خرچ کی جاتی ہے۔

(ج) دربار شریف کے عرس کے موقع پر کشادگی اور کیش بکس کھولنے کا کام مینجر اوقاف چنیوٹ سکیل نمبر16، ضلعی خطیب اوقاف سکیل نمبر16اور نمائندہ نیشنل بنک کرتے ہیں۔

1۔ اورنگزیب بھٹی سینئر کلرک (قائم مقام مینجر)

2۔ قاری فتح محمد ضلعی خطیب (سکیل نمبر16)

3۔ نمائندہ نیشنل بنک (آفیسر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ دربار پر کیش بکس کھولنے اور رقم کی گنتی کرنے پر کس سرکاری افسر یا اہلکار کی ڈیوٹی ہے اس کا نام اور سکیل بتایا جائے۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "دربار شریف کے عرس کے موقع پر کشادگی اور کیش بکس کھولنے کا کام مینجر اوقاف چنیوٹ سکیل نمبر16، ضلعی خطیب اوقاف سکیل نمبر16 اور نمائندہ نیشنل بنک کرتے ہیں۔" میرا سوال یہ ہے کہ عام حالات میں کون لوگ کھولتے ہیں کیونکہ یہ سوال specific عرس کے بارے میں نہیں پوچھا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر اوقاف!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ کیش بکس سال میں ایک بار ہی کھلتا ہے اور ہر مہینے میں اس کی کوئی روایت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ کیش بکس سال میں صرف ایک ہی بار کھلتا ہے اور عرس کے موقع پر ہی کھلتا ہے۔ جی، بہت شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! دربار پر جو بکس پڑا ہوتا ہے جس کے اندر لوگ نذرانے پیش کرتے ہیں تو کیا اس میں سال بھر نذرانے ڈلتے رہتے ہیں اور وہ بکس صرف سال میں ایک دفعہ کھلتا ہے؟ اس کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ ہمارے knowledge میں بات ہے کہ یہ weekly or monthly بھی کھلتا ہے تو اس پر تھوڑی سی وضاحت چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ انہوں نے وضاحت دے دی ہے کہ سال میں ایک دفعہ ہی کھلتا ہے اور جب انہوں نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کھلتا ہے تو پھر ایک دفعہ ہی کھلتا ہو گا۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ اتنا محکمہ اوقاف کا فنڈز اور اتنی دربار کی آمدن جمع ہوتی ہے تو اس میں میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا اس آمدن پر ٹیکس لگتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس آمدن پر ٹیکس نہیں لگتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا ابھی اس پر ٹیکس لگانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے؟ کیونکہ کچھ دربار ایسے ہیں جن کی آمدن یا نذرانے اربوں روپے تک چلے جاتے ہیں اور جب officially ان کو اوقاف کے under لیا ہے تو ٹیکس کا نظام کیوں رائج نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ نیا سوال بنتا ہے، آپ اس پر نیا سوال دیں تو وہ اس کا جواب دے دیں گے۔ بہت شکریہ۔ جی، اب اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4093 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کی حدود میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی کی تفصیلات

*4093: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی حدود میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی کتنی، کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنا ٹھیکہ موصول ہوتا ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر لوگوں نے کس کس جگہ اور کن کن نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(د) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر کے کس کس جگہ مکانات / دکانات تعمیر کر رکھی ہیں؟

(ہ) کتنی اراضی پر محکمہ اوقاف کے سرکاری ملازمین نے قبضہ کر رکھا ہے، ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(و) ان سرکاری ملازمین سے اراضی واگزار نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) لاہور کی حدود میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی 2404 کنال 6 مرلے ہے جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کو اس اراضی سے سالانہ -/16,05,147 روپے پٹا جبکہ -/6,19,300 روپے میلہ گراؤنڈز سے آمدن حاصل ہوتی ہے۔

(ج) 72 کنال زرعی اراضی پر ناجائز قابضین ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 210 کنال 7 مرلے رقبہ پر لوگوں نے قبضہ کر کے مکانات / دکانات تعمیر کر رکھی ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ رقبہ بھی زرعی اراضیات پر مشتمل تھا لیکن لوگوں نے مکانات تعمیر کر لئے ہوئے ہیں اور اب یہ رقبہ سکنی ہو چکا ہے۔

(ہ) 16 کنال 3 مرلے پر ملازمین اوقاف نے قبضہ کر رکھا ہے جن کی تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) محکمہ اوقاف پنجاب نے سال 1979 میں رہائشی سکیم کے تحت ملازمین اوقاف کو پلاٹس لیز پر الاٹ کئے تھے سپریم کورٹ آف پاکستان نے سال 2005 میں اس رہائشی سکیم کو غیر قانونی قرار دیا جبکہ اس عرصہ کے دوران ملازمین اوقاف نے مکانات تعمیر کر لئے تھے۔ اراضی واگزار کرانے کے لئے ملازمین اوقاف کو زیر دفعہ 9 وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔ الاٹیاں کا جواب فرداً فرداً آ چکا ہے جن کا قانون کے مطابق جائزہ لیا جا رہا ہے جائزہ لینے کے بعد فرداً فرداً قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی تاہم ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب نے اس معاملہ کا مکمل جائزہ لینے کے لئے ایڈیشنل سیکرٹری اوقاف پنجاب کی سربراہی میں ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب اور ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اوقاف پنجاب پر مشتمل ایک کمیٹی

تشکیل دی ہے جو کہ محکمہ اوقاف کے ملازمین کی الاٹمنٹ کا جائزہ لے کر اس مسئلہ کو حل کرنے کی ایسی تجاویز مرتب کرے گی جن سے محکمہ کے مفادات کا تحفظ ہو سکے اور ملی بھگت، اگر کوئی ہو تو، اس کا خاتمہ کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بات common knowledge میں ہے کہ محکمہ اوقاف کی زمین جب صوبہ کے اندر لیز پر دی جاتی ہے تو جو اوقاف کے لیز پر دینے کے ریٹس unrealistically low ہیں یعنی جن جگہوں پر زمین ٹھیکوں پر چل رہی ہے اس جگہ پر محکمہ اوقاف کی زمین اس مارکیٹ ریٹس سے بہت low ہوتی ہے تو کیا ان کے پاس کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے جس میں یہ ان ریٹس کو realistic طور پر مارکیٹ ریٹس کے برابر لے کر آئیں؟ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ بہت ساری جگہوں پر جہاں یہ زمین لیز پر دیتے ہیں تو وہاں پر جو لیز لینے والا ہوتا ہے اس کو پوری زمین کا قبضہ نہیں ملتا کیونکہ وہاں پر اور لوگ قابض ہوتے ہیں تو کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جو شخص جتنی زمین کی لیز کے پیسے ادا کر رہا ہے تو اس کو اتنی ہی لیز کی زمین کاشت کے لئے ملنی چاہئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ شاید مجھ سے پہلے کوئی زمین کم ریٹس پر گئی ہے تو گئی ہو گی لیکن جب سے مجھے یہ قلمدان دیا گیا ہے تو الحمدللہ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ اس زمین کا مارکیٹ ریٹس جو کہ اس کے ارد گرد علاقے میں ہے اس کے مطابق اس کو auction کیا جائے۔ اس کے علاوہ میرے بھائی نے پوچھا ہے کہ جن لوگوں کو لیز پر زمین دی جاتی ہے تو ان کو کچھ حصہ نہیں ملتا تو میرا خیال ہے کہ کچھ litigations ہوتی ہیں یا کچھ معاملات ایسے ہوتے جس کی وجہ سے کچھ حصہ رہ جاتا ہو، otherwise کوئی ایسے معاملات نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کر دوں کہ یہاں پر ہمارے بہت سارے ممبران بیٹھے ہیں آپ ان میں سے کسی سے بھی پوچھ لیں اور ہمارے علاقہ میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ جہاں پرائیویٹ پراپرٹی کا مارکیٹ ریٹ 50ہزار روپے فی ایکڑ چل رہا ہے وہاں چھ سے سات ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے اوقاف کی زمین lease پر دی جا رہی

ہے۔ محکمہ کا جواب درست نہیں ہے اور اگر اس قسم کی discrepancy نہیں ہے تو وزیر موصوف اس بات کو point out کر دیں۔ مجھے تو یہ بات صحیح نظر نہیں آ رہی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر ان کی نظر میں کوئی ایسا کیس ہے تو یہ specifically point out کریں اور اگر یہ چاہیں تو ہم ان کو Auction Committee میں بھی شامل کر دیتے ہیں اور ان کی موجودگی میں وہ auction کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں پر کوئی ایسی زمین دی گئی ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں اور Auction Committee میں آپ کو شامل کر کے اس زمین کا مارکیٹ ریٹ پر auction کرا دیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اوقاف کی زمین کن لوگوں کو lease پر دی جاتی ہے اور اس کو دینے کا کیا criteria ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا criteria یہاں پر پوچھا نہیں گیا اس لئے یہ ضمنی سوال میں بھی نہیں آتا اس کے لئے آپ fresh question کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! اوقاف کی کافی زمین ہے جو فی الحال لوگوں کے قبضے میں ہے اور لوگوں نے وہاں پر تعمیرات بھی شروع کر دی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ان کا کوئی monitoring system نہیں ہوتا کہ لوگ ان کی قیمتی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں اور ان کو پتا بھی نہیں ہوتا یہ کیسے ممکن ہے؟ ان کے محکمے کے پاس فنڈ بھی کافی ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں پر چوکیدار تک نہیں، ان کا کوئی monitoring system نہیں ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ 72 کنال ایک زمین ہے، 210 کنال دوسری زمین ہے، تیسری زمین 16 کنال ہے اور یہ ساری زمین تو ان کے قبضے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ سمجھ گئے ہیں کہ انہوں نے کیا پوچھا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! میرا خیال ہے کہ انہوں نے پوچھا ہے کہ کئی جگہیں خالی پڑی ہیں اور جہاں پر کسی وجہ سے auction نہیں ہوتا اور جو ایسی زمین ہے جس میں کسی قسم کی کاشت نہیں ہوتی تو وہ بعض اوقات خالی بھی رہ جاتی ہے اور ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرے خیال میں انہوں نے اس زمین کو دینے کا criteria پوچھا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا! جہاں تک criteria کا تعلق ہے۔اس معاملے میں جو قواعد ضوابط ہیں اگر یہ فرمائیں تو اس کی ایک کاپی میں ان کو دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے قواعد و ضوابط پڑھ لیں اور اس کے بعد اس میں کوئی problems ہوں تو پھر بتائیے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس سوال پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ مہربانی فرمائیں اور اگلے سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! یہ لاہور سے متعلقہ سوال ہے اور میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ زمین لوگوں سے واپس کیوں نہیں لی جاتی اور جن لوگوں نے اس زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟

(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس زمین پر جو قابضین ہیں کیا ان سے قبضہ چھڑوانے کے لئے کوئی عملی کام بھی کیا جا رہا ہے اور ان کے خلاف وزیر موصوف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ تو بہت پرانے قبضے ہیں اور اس وقت آپریشن جاری ہیں جس میں بہت سارے قبضے چھڑوا لئے گئے ہیں۔ کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں litigation چل رہی ہے اور کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ ہماری یہ پالیسی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہم ہر صورت میں قبضے واگزار کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ ان سرکاری ملازمین سے اراضی واگزار کرانے کی وجوہات کیا ہیں؟ آپ اس سوال کا صرف جواب پڑھ لیں آپ خود بھی ایک وکیل ہیں اور اس کا جواب پڑھنے کے بعد آپ کی ذہن میں سینکڑوں سوال اٹھیں گے کہ 2005 میں

سپریم کورٹ نے ان کو illegal قرار دے دیا اور اس کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کو ایک ایک کر کے نوٹس دے رہے ہیں، ایک ایک کر کے سماعت کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب سپریم کورٹ نے ان کو illegal قرار دے دیا، میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ ان کو نکال دیا جائے لیکن میں آپ کو محکمہ کی efficiency بتا رہا ہوں۔ اس سوال کا جواب پڑھ کر مجھے تو حیرانگی ہوئی ہے کہ 2005 میں سپریم کورٹ نے ایک decision دے دیا مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو مستقل کرانے کے لئے سپریم کورٹ میں گئے ہوں گے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد اس پر کس طرح سے عملدرآمد ہونا چاہئے اور اس کی قانونی پوزیشن کیا ہے؟ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم one by one ان کے کیس کی سماعت کر رہے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سپریم کورٹ کے بعد بھی کسی کیس کی سماعت ہو سکتی ہے، کوئی ایسی اتھارٹی ہے جو سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد بھی کیس کی سماعت کرے۔ اس کے بعد تو action ہوتا ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بات تو آپ کی ٹھیک ہے اور دوسرا یہ بھی دیکھیں کہ 2009 کا سوال ہے اور 2009 کا جواب ہے تو اب تک اس سارے مسئلے پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ان کے خلاف کارروائی اسی وقت کی گئی تھی اور ان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ جو پہلے پلاٹ تھے ان کے اوپر انہوں نے مکان بنا لئے ہیں اور وہ لوگ اس کے بعد پھر عدالت میں چلے گئے ہیں۔ وہ جو پہلے فیصلہ ہوا تھا اس کے خلاف پھر انہوں نے اپیل کر دی ہے۔ اپیل کا جب تک کوئی فیصلہ نہیں ہو گا اس وقت تک ہم اس کو bulldoze نہیں کر سکتے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! کون سی عدالت میں یہ دوبارہ گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سپریم کورٹ کا جب فیصلہ ہے وہ تو finality attain کر گیا۔ اس کو تو صرف review کر سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ کون سی عدالت میں وہ گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہم وزیر موصوف سے یہ کہتے ہیں کہ آپ اس کی پوری detail لے کر اس کے بارے میں House کو apprise کریں کیونکہ نوانی صاحب کہہ رہے ہیں یہ محکمے کی efficiency نہیں ہے بلکہ اس کے اندر محکمے کی ہٹ دھرمی نظر آ رہی ہے۔آپ اس کے متعلق پرسوں تک House کو بتائیں گے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب والا!میں پرسوں تک اس بارے میں House کو پوری تفصیل دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب!اس کو نوٹ کر لیں پرسوں تک اس کے اوپر آپ نے ساری رپورٹ لینی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا!میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 2404 کنال کا لاہور کے اندر، اتنی قیمتی جگہ کو ناجائز قابضین اپنے باپ کی جائیداد سمجھتے ہیں، اسے حکومتی جائیداد قطعاً نہیں سمجھا جاتا اور ان کے اہلکاران اور ملازمین کے ساتھ مل کر اس کے اوپر اپنے ناجائز تصرف اور ناجائز قبضے کو سالہا سال سے اس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ وہ کون سے measures ہیں جو انہوں نے ان سے vacate کروانے کے لئے آج تک لئے ہیں کیونکہ عملی طور پر میرے حلقہ کے اندر رحمٰن پورہ کے اندر vacation order دس دفعہ ہو چکے ہیں۔ وہاں پر مسجد کی دکانات ہیں اس پر خطیب نے قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ آج تک اسے بھی خالی نہیں کرا سکے۔ Notice issue کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کی execution کوئی نہیں ہے انہوں نے سرکاری زمین پر جو قبضے continue کئے ہوئے ہیں محکمے نے آج تک ان اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟ اس کے علاوہ وہ measures بتائیں جو یہ کسی بھی ناجائز قابض سے زمین کو vacate کرانے کے لئے لیتے ہیں۔ صوبہ بھر کے اندر اوقاف کی زمین کے انخلا اور قبضہ چھڑانے کا جو سسٹم ہے اس پر بہت بڑا question mark ہے۔لوگ سال ہا سال سے قابض ہیں اور کبھی قبضہ نہیں چھوڑتے، ایک دفعہ لیز پر لے لیں تو لیز بھی ادا نہیں کرتے اور جگہ بھی نہیں چھوڑتے۔وزیر صاحب مہربانی کر کے اس پر ممبران کو apprise کریں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کچھ لوگ قبضہ کر کے پھر litigation میں چلے جاتے ہیں اور جب تک عدالتوں سے فیصلہ نہ ہو تو ہم انہیں کیسے

بے دخل کر دیں لیکن ہم نے اوقاف کی زمین خالی کرانے کے لئے جو آپریشن کئے ہیں اور زمین واگزار کرائی ہے اور جو رہتی ہے اگر یہ چاہیں تو میں ان کو تفصیل دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک important سوال تھا مثال کے طور پر آپ لاہور شہر میں جتنی کنال جگہ بتا رہے ہیں اور اس کا کرایہ صرف سولہ لاکھ روپے بتا رہے ہیں۔یہ تو ایک تماشا ہے، میں اس سلسلے میں اعجاز خان صاحب، آ جاسم شریف صاحب اور ساجدہ میر صاحبہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا رہا ہوں وہ اس میں سارا کچھ دیکھے، ایک تو جو سپریم کورٹ کے آرڈر کے باوجود قبضہ نہیں چھوڑا جا رہا اسے دیکھے اور جو چوبیس سو کنال اتنی قیمتی زمین ہے لیکن اس کا صرف سولہ لاکھ روپے کرایہ آ رہا ہے یہ کمیٹی اس پورے معاملہ کو apprise کر کے جمعہ تک House کو رپورٹ کرے گی۔ سیکرٹری صاحب! یہ note کر لیں اور اس کمیٹی کی باقاعدہ formation کر کے سیکرٹری اوقاف کو بھی ساتھ ڈال کر پوری رپورٹ بنا کر جمعہ تک House میں آئے گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ کسی معزز ممبر کو کمیٹی کا کنوینر مقرر کر دیں تاکہ ایک responsibility آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز خان صاحب کو کنوینر بناتے ہیں، چونکہ یہ لاہور سے related matter ہے اس لئے لاہور کے جو ساتھی موجود ہیں میں نے انہی پر مشتمل کمیٹی بنا دی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ چونکہ نوید انجم صاحب اس کے mover ہیں اس لئے ان کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے، آپ کی بات ٹھیک ہے، نوید انجم صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل کئے جاتے ہیں۔بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: اس میں کچھ جگہ میاں میر کالونی میں ہے، کچھ ریلوے سٹیشن پر ہے۔ دو تین جگہوں کا تو مجھے بھی پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں پر بھی ہو گی اب یہ کمیٹی سارا معاملہ دیکھ لے گی۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5329 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، دربار حضرت میاں میر کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*5329: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 کے دوران دربار حضرت میاں میر سے کل کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

(ب) سال 2009 کے دوران دربار حضرت میاں میر سے اکٹھی ہونے والی رقم کو کن کن کاموں پر خرچ کیا گیا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت میاں میر سے سال 09-2008 میں کل رقم مبلغ -/43,69,588 روپے اکٹھی ہوئی جس کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دربار حضرت میاں میر پر 09-2008 میں کل رقم مبلغ -/20,35,222 روپے خرچ کئے گئے جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ 09-2008 میں کل آمدن -/43,69,588 روپے اور جز (ب) میں خرچ پوچھا تھا جو کہ -/20,35,222 روپے ہے جو انہوں نے خرچ کئے تو باقی جو -/23,34,366 روپے ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ رقم کہاں ہے اور کس استعمال میں ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بقایا رقم ہمارے ہیڈ آفس میں ہمارے اکاؤنٹ میں جمع ہے اور ہم اس جمع رقم کو پنجاب کے مختلف علاقوں میں جہاں بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خرچ کرتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے دربار پر زائرین کو کیا سہولیات دی ہوئی ہیں اور ساتھ جو ملحقہ قبرستان ہے وہاں پر کن لوگوں کو قبر کے لئے جگہ دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اس میں صرف رقم کے بارے میں پوچھا تھا لیکن سہولیات ایک نیا سوال بنتا ہے یہ different چیز ہے۔ آپ کی بات تو valid ہے لیکن یہ ضمنی میں نہیں آتی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب رقم کا سوال آئے گا تو اس کے اخراجات کا definitely ضمنی میں آتا ہے۔ جب آپ کسی کو رقم بتائیں گے تو میرا حق نہیں ہے کہ میں پوچھوں کہ آپ نے اتنی رقم

اکٹھی کی تو کہاں خرچ کی ہے۔یہ definitely relevant question ہے۔ضمنی سوال ہوتا ہے ہی وہی جو اس سے related ہو یعنی آمدن آئی اور خرچ کہاں ہوئی یہ ضمنی سوال ہے اور relevant question ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رقم اور سہولت میں بڑا فرق ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں عملے کو تنخواہ دی گئی، الاؤنسز دیئے گئے، بجلی کے بل ادا کئے گئے، عرس پر گرانٹ دی گئی، ختم قرآن شریف کے پیسے دیئے گئے، صفیں خریدی گئیں، سالانہ مرمت رنگ و روغن کیا گیا اس طرح یہ سارا خرچ ہوا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو زائرین آتے ہیں جن کی وجہ سے یہ آمدن ہے جو وہاں ہدیہ ڈالتے ہیں ان لوگوں کے لئے کیا کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب ہے کہ اس رقم میں سے جو خرچ کیا جا رہا ہے، محترمہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ ان زائرین کی سہولت کے لئے بھی کچھ خرچ کیا جا رہا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے جو چیزیں بتائی ہیں یہ سب زائرین کی سہولت کے لئے ہیں اس کے علاوہ ان کے لئے لنگر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، وہاں لاہور یئے اتنا بے شمار لنگر دیتے ہیں کہ ہمارے لنگر کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ میرے حلقے میں ہے اس لئے میں بڑی اچھی طرح واقف ہوں اور اسی لئے یہ سوال کیا تھا، وہاں جو لنگر تقسیم ہوتا ہے اول تو اس کا کوئی ٹائم ہی نہیں ہے اور کوئی دو چار دیگیں بن بھی جاتی ہیں تو وہ زائرین کو بہت کم ملتی ہیں بلکہ جو خواتین ڈیوٹی پر موجود ہوتی ہیں وہی آپس میں بانٹ لیتی ہیں۔ وہاں زائرین کے بیٹھنے کے لئے proper جگہ ہے نہ سایہ ہے بلکہ وہ کھلا صحن اور فرش ہے جہاں پر دریاں بچھی ہوتی ہیں اور کبھی وہ بھی نہیں ہوتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب آپ خود دھیان رکھیں کہ اگر وہاں پر زائرین کا خیال نہیں رکھا جا رہا تو رکھا جانا چاہئے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! خیال رکھا جاتا ہے اگر مزید یہ کہتے ہیں تو میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا اور اچانک چیک کر لیتے ہیں اور محترمہ سب دیکھ لیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر5338 ہے۔اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حلقہ پی پی۔181 قصور۔اوقاف کی اراضی کی تعداد و تفصیل

*5338: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔181 قصور میں اوقاف کی کتنی زمین ہے نیز یہ زمین کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) مذکورہ زمین کن کن لوگوں کو لیز پر دی گئی ہے، ان کے نام اور پتا جات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ زمین کن قواعد و ضوابط کے تحت اور کن کن شرائط پر کتنے عرصہ کے لئے کس ریٹ کے حساب سے دی گئی ہے۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔181 قصور میں کل اراضی 150 کنال 02 مرلے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ مسجد فرید آباد چونیاں رقبہ تعدادی 150 کنال 02 مرلے

(ب) اراضی مذکورہ عرصہ ایک سال (برائے 10-2009) کے لئے درج ذیل پٹا داران کو دی جاتی ہے۔ تفصیل پٹادار درج ذیل ہے۔

1۔ مسجد فرید آباد چونیاں حاجی محمد رفیق ولد محمد انور محلہ رسول نگر چونیاں

(ج) قواعد و ضوابط اور شرائط نیلام کی عکسی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ مال کے طے کردہ علاقائی ریٹ کے حساب سے نیلام عام میں عرصہ ایک سال کے لئے دی گئی ہے۔ زیر پٹا کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ مسجد فرید آباد چونیاں رقبہ تعدادی 150 کنال 02 مرلے زر پٹا 1,30,000/- سال 10-2009

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ جو بیس ایکڑ زمین ٹھیکے پر دی گئی ہے اس کا ٹھیکہ -/6600 روپے فی ایکڑ بنتا ہے۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ اگر وہاں زمین لیز پر دی جائے تو فی ایکڑ ٹھیکہ 25 سے 30 ہزار روپیہ بنتا ہے لیکن انہوں نے اتنی کم قیمت پر کیوں دیا ہوا ہے اور باقی کی رقم کدھر جاتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ auction کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہے جو اسے لیز پر دیتی ہے اور وہ کمیٹی اسے check کرتی ہے، اگر میری بہن چاہیں تو جیسے میں نے پہلے انہیں دعوت دی ہے پھر عرض کرتا ہوں کہ اگر auction ہو تو آپ وہاں تشریف لائیں وہاں میڈیا بھی موجود ہوتا ہے آپ اسے check کر لیں۔ پھر اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ہم آپ کے سامنے action لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جواب کوئی تسلی بخش نہیں ہے چونکہ auction اتنی کم قیمت پر ہوتی ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں سے کتنی زمین کاشت کے لئے ہے اور کیا پی پی۔181 میں صرف یہی زمین اوقاف کی ہے جس کا انہوں نے جواب میں بتایا ہے اور اس کے علاوہ وہاں اوقاف کی کوئی زمین نہیں ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے ریکارڈ کے مطابق وہاں اوقاف کی یہی زمین ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف یہی زمین ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر اور زمین بھی ہے، میرے علم میں ہے تو ان کے علم میں کیسے نہیں ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کوئی ہے تو آپ لے کر آئیں اور بتائیں۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 7190 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ نئی تعمیر شدہ سکول کی عمارت کو گرا کر مسجد کی تعمیر کرنے کی تفصیلات

*7190: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ لاہور سے ملحقہ ایک تعمیر شدہ مسجد موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار سے ملحقہ صرف دو سال قبل لاکھوں روپے سے تعمیر ہونے والی سکول کی بلڈنگ کو گرا کر بڑی عجلت سے سکول کی جگہ مسجد تعمیر کی جا رہی ہے؟

(ج) مذکورہ مزار سے ملحقہ نئی تعمیر شدہ بلڈنگ کس کے حکم سے گرائی گئی اور سکول کی جگہ مسجد کس کے حکم پر زیر تعمیر ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔البتہ یہاں ایک نہایت پرانی اور خستہ حال مسجد تھی جس کو شہید کرنے کے بعد از سر نو تعمیر کیا جارہا ہے۔

(ب) یہ سکول محکمہ اوقاف کی وقف شدہ زمین پر تعمیر ہوا تھا۔لہذا سکول انتظامیہ کو متعدد بار سکول منتقل کرنے کو کہا گیا البتہ اہل علاقہ کے پرزور اصرار اور دربار حضرت مادھولال حسین کے احاطے میں ایک بڑی مسجد کی اشد ضرورت کے پیش نظر سکول کی بلڈنگ کو اوقاف کے قوانین کے مطابق گرا کر مسجد کی توسیع عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ج) مجاز اتھارٹی/گورنمنٹ آف پنجاب کے احکامات نمبری US(G)11-241/A/2009 کی روشنی میں مذکورہ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ متعدد بار سکول منتقل کرنے کو کہا گیا۔اگر ایسا تھا تو پھر سکول کی تعمیر پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی، مسجد کی توسیع کے لئے پہلے ہی اسے استعمال کیوں نہیں کیا گیا؟ لاکھوں روپے خرچ کرنے کے ذمہ داران کون ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ سکول تھا اور ان کو بار بار نوٹس دیئے گئے کہ یہ محکمہ اوقاف کی زمین ہے اگر محکمہ تعلیم بھی یہ زمین لینا چاہے گا تو بغیر payment کے ہم نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پرائیویٹ سکول تھا؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جی، یہ دربار مادھو لعل حسین کے احاطے میں تھا۔وہاں مسجد کی بڑی اشد ضرورت تھی اور لوگوں کا اس کے لئے بے حد اصرار تھا۔جب وہ باز نہیں آئے اور بار بار notice دینے کے باوجود انہوں نے کوئی بات نہ سنی تو پھر اسے گرا کر لوگوں کی خواہش پر مسجد بنائی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ یہ سکول محکمہ اوقاف کی جگہ پر تھا جبکہ یہ جواب غلط ہے، اس پر ایک پرائیویٹ بندے کا قبضہ تھا اسی کی زمین تھی آپ اس کی انکوائری

کرائیں کہ یہ زمین کس کی ہے؟ یہ غلط جواب ہے کہ یہ جگہ اوقاف کی تھی جن کی زمین تھی وہ لوگ تو رل گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محکمہ اوقاف اپنی زمین کی ملکیت ہوئے بغیر مسجد کیسے بنا سکتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میرے علم کے مطابق یہ زمین محکمہ اوقاف کی نہیں بلکہ پرائیویٹ بندے کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کسی کی جگہ پر اس طرح تو مسجد تعمیر نہیں کر سکتے۔اوقاف کی جگہ ہو گی تو کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سے پہلے یہاں پر ایک Training School تھا۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کوئی evidence یا دستاویزی ثبوت ہے تو تشریف لے آئیں ہم اس کو چیک کرا لیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ جگہ واقعی محکمہ اوقاف کی ہے کیونکہ یہ میرے حلقے سے related ہے۔اس دربار کی بہت ساری جگہ خالی پڑی ہوئی تھی اور ہماری کوشش تھی کہ اس پر پارک بنایا جائے کیونکہ اس علاقے میں کوئی پارک نہیں ہے۔ محکمہ اوقاف نے یہ زیادتی ضرور کی ہے کہ وہاں پر ایک سکول کو demolish کر دیا گیا ہے حالانکہ اس دربار کا احاطہ بہت بڑا ہے اور وہاں پر ایسی دو اور مساجد بھی بن سکتی ہیں اس لئے اس سکول کو demolish نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ محکمہ اوقاف کی واقعی یہ بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ تعلیم سب کے لئے ہے۔انہوں نے اس سکول کو demolish کر کے اچھا نہیں کیا لیکن یہ زمین واقعی محکمہ اوقاف کی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بہن راحیلہ خادم حسین اور منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ جگہ محکمہ اوقاف کی ہے حالانکہ یہ درست نہیں۔ میں نے تو سنا تھا کہ قبضہ مافیا ہی ایسی حرکتیں کرتا ہے لیکن یہاں تو محکمہ اوقاف ایسا کر رہا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ اس معاملے کی باقاعدہ انکوائری کرائی جائے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین نے ابھی بتایا ہے کہ وہاں پر کافی زیادہ رقبہ خالی پڑا ہوا ہے تو پھر اس سکول کو demolish کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اگر وہاں پر اور جگہ موجود تھی تو پھر آپ نے سکول کو کیوں demolish کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو design یا نقشہ بنایا گیا تھا اس کے مطابق یہ سکول demolish کیا جانا ضروری تھا اور یہ مسجد لوگوں کے پُرزور مطالبہ پر بنائی گئی ہے۔ وہاں پر مسجد کی اشد ضرورت تھی اور یہ مسجد بڑی وسیع اور خوبصورت بنائی گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی تک میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں آپ کو ایک چیز بتاؤں۔ آپ کا ایک سوال آیا جس پر محکمہ کی طرف سے جواب آیا اور اس جواب میں انہوں نے categorically کہہ دیا ہے کہ یہ جگہ محکمہ اوقاف کی تھی اور ایک فیصلے کے تحت وہاں پر مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اب جو سکول وہاں سے ختم کیا گیا اس کے بچے کہاں گئے ہیں اس کے لئے تو آپ کو نیا سوال دینا پڑے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا پنجاب حکومت اس سکول کے لئے کوئی دوسری سرکاری جگہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ مسجد بنانا اچھی بات ہے لیکن سکول کے لئے بھی کوئی جگہ دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جگہ محکمہ اوقاف کی نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! منسٹر صاحب on the floor of the House بتا رہے ہیں کہ وہ جگہ محکمہ اوقاف کی تھی اور اس پر مسجد بنا دی گئی ہے۔ منسٹر صاحب! سکول کے حوالے سے آپ information لے کر ابھی بتائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ منسٹر صاحب تو جواب دینے میں سنجیدہ ہی نہیں، وہ تو ہنس رہے ہیں اور وہ حقائق بتانے کی بجائے مذاق کر رہے ہیں۔ آپ اس حوالے سے انکوائری کرائیں تاکہ اصل حقیقت سامنے آ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ جگہ محکمہ اوقاف کی ہے اور محکمے نے فیصلہ اپنے حساب سے کرنا تھا۔ منسٹر صاحب سکول کے بارے میں بتادیں کہ اسے کہاں پر shift کیا گیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بات محکمہ تعلیم سے پوچھی جائے۔ ہماری جگہ تھی اور ہم نے لے لی۔ اب وہ سکول کہاں گیا یہ محکمہ تعلیم بتائے گا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ کسی نزدیکی سکول میں ضم کیا گیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال پر کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 7191 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔حضرت مادھو لال حسین کے مزار میں قائم ڈسپنسری کی عمارت کو گرانے کی تفصیلات

*7191: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مزار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ لاہور کی ڈسپنسری کی عمارت کب اور کتنی لاگت سے تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں مذکورہ ڈسپنسری کی عمارت کو گرا دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسری سے روزانہ سینکڑوں لوگ مستفید ہو رہے تھے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عمارت کو کس اتھارٹی کے حکم سے گرایا گیا اور کن وجوہات کی بناء پر مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ ڈسپنسری اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی تھی محکمہ میں اس کی تعمیر اور لاگت کا کوئی ریکارڈ نہ ہے۔

(ب) جی ہاں!

(ج) جی ہاں! مگر پرانی عمارت کو منہدم کرنے کے بعد نئی ڈسپنسری تعمیر کی جارہی ہے۔

(د) مجاز اتھارٹی / گورنمنٹ آف پنجاب کی منظوری کے بعد دربار حضرت مادھو لال حسین کے احاطہ میں ترقیاتی سکیم جس میں ایک عالی شان مسجد، ٹربائن اور بیس ہزار گیلن پانی کی ٹینکی کی تعمیر شامل ہے۔اس کے علاوہ زائرین کی سہولت کے لئے برآمدے اور علاج معالجے کے لئے ایک جدید ڈسپنسری کی تعمیر بھی شامل ہے۔یہ سکیم مورخہ 09-08-17 کو حکومت پنجاب کے توسط سے بذریعہ احکام نمبری US(G)11-241/A/2009 منظور ہوئی اور تعمیراتی کام جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "وہاں پر پرانی عمارت کو منہدم کرنے کے بعد نئی ڈسپنسری تعمیر کی جارہی ہے۔" کیا وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس کے لئے کتنے funds رکھے گئے ہیں، اس کی تعمیر کب شروع ہوئی اور کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور انشاء اللہ جلد ہی اس کو مکمل کر لیا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ کب تک اس کو مکمل کریں گے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں ان کو جلد ہی تاریخ بھی بتادوں گا۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ صرف سکول نہیں بن رہا بلکہ وہاں پر ایک بہت خوبصورت مسجد بن رہی ہے، ٹربائن اور بیس ہزار گیلن پانی کی ٹینکی بھی بن رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کے لئے کتنے funds مختص کئے گئے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: منسٹر صاحب یہ بھی بتادیں کہ یہ funds کس head سے دیئے گئے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس سوال میں پیسے نہیں پوچھے گئے تھے۔ میں اس حوالے سے information لے کر معزز ممبر کو بتادوں گا کہ ہم نے اس مقصد کے لئے کتنے پیسے رکھے تھے اور کتنے خرچ ہو گئے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال اسی لئے پوچھا جاتا ہے۔ اگر صرف لکھے ہوئے سوال کا جواب دینا ہے تو پھر ضمنی سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ منسٹر صاحب کو اس کا جواب دینا چاہئے۔ انہیں تیاری کر کے آنا چاہئے تھا۔ Why are you bailing him out?

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، I am not bailing him out.

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے بالکل relevant ضمنی سوال پوچھا ہے۔ جب ڈسپنسری تعمیر کر رہے ہیں تو اس کے لئے انہوں نے لازمی طور پر funds رکھے ہوں گے تو وہ funds کہاں سے لئے گئے ہیں، کس head سے رکھے ہیں، یہ ڈسپنسری کس تاریخ سے شروع ہوئی ہے

اور کیسے ٹینڈر ہوا ہے؟ٹینڈر پر date of completion ہوتی ہے۔یہ ساری معلومات منسٹر صاحب کے پاس ہونی چاہئیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!اس سوال کا جواب پڑھ لیا جائے کیونکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ ڈسپنسری اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی تھی محکمہ میں اس کی تعمیر اور لاگت کا کوئی ریکارڈ نہ ہے" "یہ ڈسپنسری اس علاقے کے لوگوں نے بنائی ہے۔یہ تو بالکل understood ہے میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب اور میرے محترم بھائی کرنل(ریٹائرڈ)شبیر اعوان صاحب نے جواب نہیں پڑھا۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!سعید اکبر خان صاحب اس کا جواب کیوں دے رہے ہیں؟منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،وہ تو ان کی غلطی point out کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر جواب پڑھ لیا جائے تو اس میں ان ساری باتوں کا جواب موجود ہے۔جب کبھی کوئی community اپنی مدد آپ کے تحت کوئی سکول یا ڈسپنسری بناتی ہے تو وہ اس کے لئے رقم بھی خود ہی مہیا کرتی ہے۔یہ بات understood ہے کہ ان لوگوں نے خود پیسے جمع کر کے یہ ڈسپنسری بنائی ہے اور اس کا کوئی حساب نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،نوانی صاحب!آپ نے بڑا اچھا point raise کیا ہے کہ یہ ڈسپنسری اپنی مدد آپ کے تحت بنائی گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!یہ پرچیوں والا system بند کرائیں۔امتحانی مرکز میں بھی پرچیاں منع ہوتی ہیں لہذا ادھر بھی پرچیوں کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔منسٹر صاحب کو پہلے ہی تیاری کر کے آنا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کے پاس ایک ہنس مکھ منسٹر بیٹھا ہے۔

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!یہ ڈسپنسری واقعی اپنی مدد آپ کے تحت بنی تھی لیکن اب ہم وہاں پر پانی کی ٹینکی اور ٹربائن بنا رہے ہیں اور اس پر محکمہ رقم خرچ کر رہا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!ہم ڈسپنسری کا پوچھ رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ پانی کی ٹینکی بن رہی ہے۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!ڈسپنسری بھی بن رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے House میں مناسب information مہیا نہیں کی جس کی وجہ سے ہر ایک معزز ممبر کی اپنی رائے prevail ہو رہی ہے۔ اگر جز (د) دیکھا جائے تو اس میں کہا گیا ہے کہ "مجاز اتھارٹی / گورنمنٹ آف پنجاب کی منظوری کے بعد دربار حضرت مادھولال حسین کے احاطہ میں ترقیاتی سکیم جس میں ایک عالی شان مسجد، ٹربائن اور بیس ہزار گیلن پانی کی ٹینکی کی تعمیر شامل ہے۔ اس کے علاوہ زائرین کی سہولت کے لئے برآمدے اور علاج معالجے کے لئے ایک جدید ڈسپنسری کی تعمیر بھی شامل ہے۔ یہ سکیم مورخہ 09-08-17 کو حکومت پنجاب کے توسط سے بذریعہ احکام نمبری US(G)11-241/A/2009 منظور ہوئی اور تعمیراتی کام جاری ہے۔" دراصل وہاں پر جو ڈسپنسری demolish ہوئی تھی وہ اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر ہوئی تھی لیکن جو جدید ڈسپنسری تعمیر ہو رہی ہے اس پر حکومت پنجاب رقم خرچ کر رہی ہے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ ڈسپنسری موقع پر مکمل ہو گئی ہے۔ وزیر صاحب نہیں بتا رہے کہ اس منصوبے پر کام کب شروع ہوا اور اس کی duration کتنی تھی؟ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ڈسپنسری بن چکی ہے، مکمل ہو چکی ہے۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ کب یہ کام شروع ہوا؟ یہ 2009 کی بات ہے اور اب 2012 چل رہا ہے۔ یہ کام کب شروع ہوا، کب تک مکمل ہونا تھا اور کیا اب یہ مکمل ہو چکا ہے یا نہیں؟ ان سب باتوں کی منسٹر صاحب کے پاس تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب self-explanatory ہے۔ اس میں سارا کچھ mention کر دیا گیا ہے۔ ہمارے دوستوں نے سوال کا جواب صحیح طریقے سے نہیں پڑھا اور اس کے اوپر ایسے ہی بات کرتے رہے ہیں تو اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7253 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات و اوکاڑہ، مزارات کی تعداد و تفصیل

*7253: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات اور ضلع اوکاڑہ میں کل کتنے مزارات ہیں ان مزارات کے نام کیا ہیں؟

(ب) کتنے مزارات گورنمنٹ کی تحویل میں ہیں اور کتنے گدی نشینوں کے پاس ہیں؟

(ج) ان مزارات پر سرکاری سکیورٹی کے کیا انتظامات ہیں، زائرین کے لئے ان درباروں پر سرکاری طور پر لنگر کا کیا انتظام ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گجرات اور ضلع اوکاڑہ میں کل مزارات 25 ہیں جن کی تفصیل فلیگ (الف و ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کی تحویل میں کل 25 مزارات ہیں جبکہ گدی نشینوں کے پاس مزارات کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس موجود نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف ضلع گجرات اور اوکاڑہ میں مزارات پر سکیورٹی اور زائرین کے لئے درباروں پر سرکاری طور پر لنگر کے انتظامات کی تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ ہذا کی تحویل میں کل 25 مزارات ہیں جبکہ گدی نشینوں کے پاس مزارات کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس موجود نہ ہے۔" یہ سوال آٹھ ماہ پہلے کیا گیا تھا اور آج بھی یہ کہا گیا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں۔ یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ محکمہ کے پاس اس حوالے سے کوئی information ہی نہیں ہے۔ اگر محکمہ کے پاس پہلے اس حوالے سے تفصیل موجود نہیں تھی تو ان آٹھ ماہ کے دوران اسے یہ تفصیل معلوم کر لینی چاہئے تھی۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گی کہ کیا وجہ ہے محکمہ نے اس میں دلچسپی نہیں لی اور آج تک اس کی تفصیلات کیوں معلوم نہیں کی گئیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے محکمہ کی تحویل میں کل 25 مزارات ہیں۔ اب پنجاب میں بہت سارے مزارات ہیں۔ میں ملتان سے تعلق رکھتا ہوں اور وہاں ایک ایک گلی میں دو دو مزارات ہیں اس لئے پرائیویٹ مزارات کی تفصیل ہمارے پاس ہے اور نہ ہی ہم نے اس کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر ہم یہ تفصیل اکٹھی کرنے کی کوشش کریں تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم ان مزارات کو take over کرنے لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس ایک overall تفصیل ہونی چاہئے۔ان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ مزارات آپ نے تحویل میں لینے ہیں یا نہیں لیکن حکومت کے پاس ان مزارات کی ایک پوری تفصیل موجود ہونی چاہئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ مزار شاہ دولہ صاحب گجرات میں مستقل چوکی ہے اور باقی مزارات میں بھی سکیورٹی کے انتظامات ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ مزار شاہ دولہ صاحب کے علاوہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں باقی مزارات پر سکیورٹی کے مستقل انتظامات کیوں نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جن مزارات پر زائرین زیادہ آتے ہیں وہاں پر ہم نے اپنے وسائل کے مطابق سکیورٹی کے مستقل انتظامات کئے ہیں اور ہم انشاء اللہ بتدریج تمام مزارات پر سکیورٹی فراہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7254 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزارات کی تعداد و متعلقہ دیگر تفصیل

*7254: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے مزارات ہیں؟

(ب) کتنے مزارات گورنمنٹ کی تحویل میں اور کتنے مزارات گدی نشینوں کے پاس ہیں؟

(ج) جو مزارات حکومت کی تحویل میں ہیں اس کی سالانہ کتنی آمدن ہے، آمدنی کی تفصیل ہر مزار کی علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(د) جو مزارات گدی نشینوں کے پاس ہیں ان گدی نشینوں کے نام اور مزارات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) اس ضمن میں تاحال ایسا کوئی جامع سروے نہیں کیا گیا جو یہ ظاہر کر سکے کہ صوبہ پنجاب میں کل کتنے مزارات ہیں۔

(ب) محکمہ اوقاف پنجاب نے زیر دفعہ 7 وقف پراپرٹیز آرڈیننس مجریہ 1979 تاحال 542 مزارات کو اپنی تحویل میں لیا ہے البتہ محکمہ اوقاف کے پاس گدی نشینوں کے زیر تحویل مزارات کی تفصیل موجود نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کی تحویل میں مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن برائے سال 10-2009 مبلغ۔/52,10,09,449 روپے ہے۔ زون وائز محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 542 مزارات کی آمدن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گدی نشینوں کے پاس مزارات کی تفصیل محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ہم نے 542 مزارات کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے، باقی مزارات گدی نشینوں کی تحویل میں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو مزارات گدی نشینوں کی تحویل میں ہیں اُن کی آمدن کس اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے اور ان مزارت پر آنے والے زائرین کے لئے سہولیات کون فراہم کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گدی نشینوں کی تحویل میں آنے والے مزارات چونکہ ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں تو حکومت وہاں سے آمدن کیسے اکٹھی کرے گی؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! محکمہ اوقاف کو اُن گدی نشینوں سے کیا ڈر ہے، کیا اس میں کوئی سیاسی لوگ ملوث ہیں جس کی وجہ سے یہ اُن مزارات کو اپنی تحویل میں نہیں لے رہے، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ مزار اور سرکاری مزار کا فرق بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جن لوگوں کے بزرگ فوت ہو جائیں اور وہ اپنے گھر میں اُن کا مزار بنالیں تو وہاں پر ہمیں کون کنٹرول کرنے دے گا اور ہم اپنی تحویل میں آنے والے مزارات کے انتظامات ٹھیک کر لیں تو وہ بھی بڑا کام ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے بڑی عجیب بات کی ہے اور اگر محکمہ اوقاف مزارات کے انتظام کے لئے کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تو محکمہ actually کر کیا رہا ہے اور یہ مزارات کے ارد گرد قبضہ کر لیتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ ان کے پاس ساری معلومات ہونی چاہئیں کہ ان مزارعات پر کیا ہوتا ہے اور اُس کو کون لوگ formulate کرتے ہیں تو اس میں ہمیں قبضہ مافیا کا پورا role لگتا ہے۔ وزیر موصوف ہمیں assurance دیں اور ان پرائیویٹ مزارات کے حوالہ سے پالیسی بیان دیں کہ یہ کب تک کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری بہن اس پر کوئی پالیسی بنا کر لے آئیں ہم اس پر غور کر لیتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر سارا کام اپوزیشن ممبران نے کرنا ہے تو ان کو گھر چلے جانا چاہئے۔ وزیر موصوف کے علم کے لئے ہے کہ پالیسی بیان کا مطلب ہوتا ہے کہ محکمہ نے جو پالیسی بنائی ہے اُس کا بیان دینا اور اس کا بیان اپوزیشن کیسے دے سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! محکمہ اوقاف کی تحویل میں 542 مزارات کے علاوہ پنجاب کے اندر کوئی پرائیویٹ مزار ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں نہیں ہیں اُنہیں ہم پرائیویٹ مزار کہتے ہیں اور چونکہ وہ مزارات ہماری تحویل میں نہیں ہیں اس لئے ہمارے پاس اُن کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ اگر محترمہ سمجھتی ہیں کہ ہمیں اُن پرائیویٹ مزاروں کو بھی take over کر لینا چاہئے تو ہمیں اُس کا کوئی طریق کار بنانا پڑے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! take over کرنے کی بات نہیں ہے۔ ہم نے یہ سوال کیا تھا کہ محکمہ اوقاف کے پاس پرائیویٹ مزارات کی بھی معلومات ہونی چاہئیں اور اگر ان کے پاس ان کی معلومات نہیں ہیں تو ان کو straightaway کہہ دینا چاہئے تھا کہ یہ ہمارا سبجیکٹ نہیں ہے اور اگر یہ اُن کا سبجیکٹ ہے تو ان کے پاس معلومات ہونا بہت ضروری ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2011 کے دوران سرکاری مزارات پر سہولیات فراہم کرنے پر کتنے اخراجات ہوئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محترمہ نے سرکاری مزارات کی آمدنی پوچھی تھی توان کو تفصیل دے دی گئی ہے اگر یہ اخراجات کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے نیا سوال دے دیں ہم انشاء اللہ ان کو ساری تفصیل دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اخراجات کی تفصیل کے لئے fresh question کر لیں، وہ بتادیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرے خیال میں جب میاں محمد نواز شریف صاحب چیف منسٹر تھے تو وہ پنجاب کے مزارات کی آمدن محکمہ اوقاف کو دینا چاہتے تھے جس کے درمیان گدی نشین آگئے اور یہ معاملہ ایسے ہی رہ گیا لیکن جن پرائیویٹ مزارات پر گلے لگے ہوئے ہیں اگر محکمہ اوقاف وہاں پر خود چیک کرے کہ اُن مزاروں پر کتنی آمدن ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس طرح سے محکمہ اوقاف میں کافی بہتری آسکتی ہے اور حکومت پنجاب کو پیسے بھی مل سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال ملک سیف الملوک کھوکھر صاحب کا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! on his behalf Question No. 8992 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک سیف الملوک کھوکھر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ مسجد گلاب شاہ ولی کی تعمیر بائی لاز کے مطابق نہ کرنے کی تفصیلات

*8292: ملک سیف الملوک کھوکھر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ G-1 جوہر ٹاؤن لاہور میں مسجد گلاب شاہ ولی کی تعمیر جاری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد کو ایل ڈی اے کے بائی لاز کے مطابق تعمیر نہیں کیا جارہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کوتاہی کے مرتکب اہلکاران و افسران کے خلاف حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے، اگر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ G-I جوہر ٹاؤن لاہور میں مسجد گلاب شاہ ولی کی تعمیر جاری ہے۔

(ب) پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 24۔جون 1998 اور انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے مطابق محکمہ اوقاف اپنی پراپرٹیز کی تعمیرات کے لئے کسی بھی دوسری ایجنسی کی منظوری لینے سے مستثنیٰ ہے۔

(ج) چونکہ مسجد کی تعمیر محکمانہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہی ہے لہذا محکمہ ہذا کے اہلکاران وافسران کے خلاف انضباطی کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد کو ایل ڈی اے کے بائی لاز کے مطابق تعمیر نہیں کیا جا رہا؟ یہ G-1، جوہر ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر کا issue ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 24۔جون 1998 اور انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے مطابق محکمہ اوقاف اپنی پراپرٹیز کی تعمیرات کے لئے کسی بھی دوسری ایجنسی کی منظوری لینے سے مستثنیٰ ہے۔" انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 کی کون سی clause مستثنیٰ کرتی ہے اور پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن بتاریخ 24۔جون 1998 کی کوئی تفصیل اس جواب میں ہے اور نہ ایوان کی میز پر رکھے ہوئے ریکارڈ میں گزٹ کی کوئی کاپی ہے۔ایل ڈی اے لاہور شہر کے اندر under controlled areas میں exclusive تعمیرات کی اجازت دیتی ہے اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے علاقہ میں سٹی ڈسٹرکٹ اجازت دیتی ہے تو وزیر موصوف یہ وضاحت فرمادیں کہ یہ نوٹیفکیشن نقشہ کی منظوری سے کس طرح مستثنیٰ کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ ہم کسی کے تابع نہیں ہیں، اوقاف independent ادارہ ہے اور اپنے قواعد و ضوابط رکھتا ہے تو اس لئے ہم وہ مسجد اپنے ہی قاعدہ و قانون کے مطابق بنا رہے ہیں، اس کے لئے ہمیں کسی ادارے سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جب ایک جگہ ایل ڈی اے کے under control ہے تو وہاں پر آپ ایل ڈی اے کی approval کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اس کو آپ تھوڑا سا clarify کرا لیں اور 1998 کے نوٹیفکیشن کو دوبارہ go through کریں۔ آپ بات صحیح کر رہے ہوں گے لیکن آپ اُن سے دوبارہ clarification لے لیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ایل ڈی اے کی کالونی ضرور ہے لیکن یہ رقبہ اور زمین ہماری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زمین تو آپ ہی کی ہو گی جو بندہ زمین خریدتا ہے وہ مالک ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات نہیں ہے۔ آپ اس کے اوپر clarification لے لیں اور دوبارہ یہاں بتایئے گا۔

محترمہ سمیل کامران: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب کی information کے لئے بتانا چاہتی ہوں کہ جس طرح جوہر ٹاؤن ایل ڈی اے کی آبادی ہے اسی طرح جوبلی ٹاؤن بھی ایل ڈی اے ہی کے under آتا ہے۔ وزیر صاحب کے کہنے کے مطابق قوانین ہر جگہ پر مختلف ہوتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔ جوبلی ٹاؤن میں پچھلے پانچ سال سے ایک مسجد بنانے کے لئے کوشش کی جاری رہی ہے وہاں کے لوگوں کو کبھی اوقاف کی طرف بھیج دیا جاتا ہے اور کبھی ڈی سی او یعنی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ انہوں نے جو بھی قوانین بنانے ہیں وہ بنائیں۔ یہ ایک اسلامی ریاست ہے at least مسجد کے لئے تو قوانین بڑے واضح ہونے چاہئیں۔ اگر لوگوں نے اس کے لئے اجازت لینی ہے یا این او سی لینا ہے تو اس کا طریق کار کیا ہے؟ محکمہ اوقاف کہتا ہے کہ ہم خود مختار ہیں لیکن جب ان کے پاس کوئی approval کے لئے جاتا ہے تو وہ اس کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ اوقاف کے پاس چلے جائیں تو خدارا یہ مسلمانوں کے حال پر رحم کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو clarify کرائیے گا۔ اگلا سوال بھی ملک سیف الملوک کھوکھر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! on his behalf Question No. 8293 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے ملک سیف الملوک کھوکھر کے ایما پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ مسجد گلاب شاہ ولی کی مصدقہ نقول کی فراہمی کی تفصیلات

***8293: ملک سیف الملوک کھوکھر:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ G-1 جوہر ٹاؤن لاہور کے ایک رہائشی نے 2۔دسمبر 2010 کو ایک درخواست بعنوان فراہمی مصدقہ نقول دستاویزات متعلقہ جامع مسجد گلاب شاہ ولی جناب چیف ایڈمنسٹریٹر / سیکرٹری مذہبی امور و اوقاف پنجاب کو پیش کی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس درخواست کی روشنی میں متعلقہ معلومات بعوض فیس یا بغیر فیس محکمہ کی جانب سے درخواست گزار کو فراہم کر دی گئی ہیں؟

(ج) اگر درج بالا جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ معلومات کب فراہم کی گئی ہیں مکمل ثبوت کے ساتھ ایوان کو آگاہ فرمایا جائے، اگر جواب نفی میں ہے تو معلومات فراہم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) اگر معلومات فراہم کرنے کا ارادہ ہے تو کب تک معلومات درخواست گزار کو فراہم کر دی جائیں گی؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ہاں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) درخواست دہندہ کا، درخواست گزارنے کے بعد دفتر میں مطلوبہ دستاویزات کے حصول کے لئے دفتر ہذا سے رابطہ نہ ہے۔

(د) سرکاری قواعد کے مطابق ہی مطلوبہ نقول کی فراہمی ممکن ہو گی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ ایک رہائشی شخص محمد افتخار نے مصدقہ نقول کی فراہمی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جو پوچھا گیا ہے وہ تو سب کو پتا ہے۔ آپ پوچھنا کیا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے اگر میں یہ بات پڑھ رہی ہوں تو اس کی کوئی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد افتخار کی درخواست میرے ہاتھ میں ہے جو اس نے خصوصی طور پر ان grounds پر ایک مسجد کے بارے میں دی تھی جہاں پر لوگ سربسجود ہوتے ہیں اس مسجد کی تعمیر ہنگامی بنیادوں پر کی گئی جس میں بہت سے نقائص اور کمزوریاں سامنے آئیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس کے لئے اس شخص نے مصدقہ نقول مانگی تھیں جس میں سریے اور زلزلے سے محفوظ کرنے کے سرٹیفکیٹ کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ اس کے بار بار چکر لگانے کے باوجود محکمہ نے اس کو یہ چیزیں فراہم نہیں کیں۔ میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ وہ شخص دوبارہ ان نقول کو لینے کے لئے آیا ہی نہیں، اول تو یہ ہے کہ وہ شخص کوئی بیس چکر لگا چکا ہے اگر محکمہ کی بات مان ہی لی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال سیف الملوک کھوکھر صاحب کا ہے۔ کیا آپ کو پتا ہے کہ وہ بندہ بیس چکر لگا چکا ہے اور کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے ؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ بات میرے علم میں ہے میرے پاس اس بندے کی درخواست موجود ہے۔ اگر یہ مان ہی لیا جائے کہ محکمہ نے جواب جو دیا ہے وہ صحیح دیا ہے تو کیا محکمہ کا فرض نہیں تھا کہ مسجد کا اتنا اہم معاملہ جس میں تحفظ کی ضمانت کا ذکر تھا تو محکمہ اس شخص کو بلا کر تمام مصدقہ نقول فراہم کر دیتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جواب بالکل واضح لکھا ہوا ہے۔ اگر میری بہن اس آدمی کو جانتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور وہ چکر لگانے کے باوجود نقول حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تو میں آپ کے توسط سے اپنی بہن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بندے کو میرے پاس بھیجیں انشاء اللہ اس سے اگلے دن اسے جو چیز چاہئے ہو گی میں فراہم کرا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ بات on the floor of the House ہوئی ہے اس لئے کل آپ محکمہ سے تمام مصدقہ نقول منگوا کر یہاں ان کے حوالے کیجئے گا۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ مسجد کا معاملہ ہے کوئی اس طرح کی کمیٹی بنائیں کہ اگر واقعی اس میں اہل محلہ کے خیال کے مطابق نقائص ہیں تو وہاں ان نقائص کو دور کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب منسٹر صاحب آپ کو مصدقہ نقول دے دیں گے تو پھر ان کو دیکھ کر آپ بات کیجئے گا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf Question No.9084 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ کی زرعی اراضی کی تفصیلات

*9084: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی کس کس جگہ ہے، تفصیل موضع وار بتائیں؟

(ب) اس اراضی سے حکومت کو سال09۔2008، 10۔2009اور 11۔2010کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) یہ اراضی کب کس کس کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی تھی؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) کتنی اراضی بنجر اور غیر آباد کہاں کہاں ہے؟

(و) حکومت کی اس اراضی کی نگرانی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ز) حکومت ناجائز قابضین سے اراضی کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی کی فہرست برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں محکمہ اوقاف کی زرعی اراضی سے سال 09۔2008میں مبلغ ۔/33,70,160روپے، سال 10۔2009میں مبلغ ۔/40,64,360روپے اور سال 11۔2010میں مبلغ۔/69,29,785روپے آمدن ہوئی جس کی تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع سرگودھا میں زرعی اراضی برائے سال 09۔2008، 10۔2009اور 11۔2010 کے لئے جن افراد کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ان کی تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ناجائز قابضین کی فہرست برفلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کل اراضی 141کنال ملحقہ دربار حضرت مٹھہ معصوم چک نمبر 50شمالی سرگودھا بنجر ہے یہ رقبہ سات سالہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت پٹا پر ہے۔

(و) اس اراضی کی نگرانی کے لئے پانچ ملازمین کام کر رہے ہیں جس کی تفصیل برفلیگ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) جوڈیشل اور محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ب) میں ان سے پوچھا گیا تھا کہ اس اراضی سے حکومت کو سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟ اگر وزیر موصوف صاحب اس کی تفصیل دیکھیں اس میں سیریل نمبر 10 پر وقف اراضی اور دینی مذہبیہ کوٹلہ رحمٰن کی 09-2008 کی آمدن بتائی گئی ہے، 10-2009 کی بھی بتائی گئی ہے اور 11-2010 کی آمدن کی جگہ پر dots لگائے گئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ اوقاف میں dots کا مطلب کیا ہے؟ کیا 11-2010 میں یہاں کوئی آمدن نہیں ہوئی، اگر نہیں ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی اس کی وجہ مجھے بتادیں اور اگر آمدن misuse ہوئی ہے تو تب بھی مجھے بتادیں۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! واقعی ان کی بات درست ہے محکمہ نے dots لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آمدن میں شاید کوئی litigation ہے میں اس کی تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا کوئی litigation یا stay ہوا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے یہ توقع کرتی ہوں although ان پر بہت سی وزارتوں کا بوجھ ہے لیکن on the floor of the House ان کو "سمجھتا ہوں" یا "شاید" والا مبہم جواب نہیں دینا چاہئے۔ اگر litigation ہے تو ہے، نہیں ہے تو نہیں ہے۔ یہ categorically بتائیں کہ کیا وہاں پر litigation ہے، کیا وہاں پر لیز پر اراضی نہیں دی گئی اور کیا یہ دو مختلف چیزیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے ان کی شاید میں جو بات سمجھ آئی ہے وہ litigation ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی بات کو مانتا ہوں کہ اس میں واقعی clear cut تفصیل نہیں ہے۔ میں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی ایک بات ہے کہ انہوں نے straight بات کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ یہ اراضی کب اور کس کس کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی تھی؟ اس کی تفصیل کے سیریل نمبر 2، 3 اور 4 پر محمد رفیق ولد اسلام دین ہے۔ اسی طرح سیریل نمبر 10 پر وقف اراضی امور دینی مذہبیہ کوٹلہ رحمٰن جس کا میں نے پہلے بھی پوچھا تھا یہاں اس کا

زرپٹا 11-2010 میں dots لگے ہوئے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ نیلام ہی نہ ہوا ہے اس کا current status کیا ہے؟ اسی میں سیریل نمبر 13، 14 اور 15 پر ربنواز ولد محمد قاسم کا نام ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ لیز اور پٹا ایک سال کے لئے ہوتا ہے کیا بات ہے کہ یہاں پر کسی اور نے apply ہی نہیں کیا کہ ایک ہی بندے کو تین تین مزاروں کا پٹا دیا ہوا ہے۔ اس کے لئے ان کی کیا پالیسی ہے؟ منسٹر صاحب ساتھ ہی مجھے یہ بتا دیں کہ جز (د) میں انہوں نے مانا ہے کہ تین کنال زمین پر قبضہ ہے میں اس کا کیا مطلب لوں کیونکہ یہاں پر تمام محکموں کے سوالات آتے ہیں اور بڑے فخر سے یہ مانا جاتا ہے کہ ہاں good governance کے باوجود صوبہ پنجاب میں اتنے کنال اراضی ناجائز قابضین کے پاس ہے۔ یہ سوال محکمہ سے مارچ 2011 میں پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب 21۔جنوری 2012 کو آیا ہے۔ میں اس کو گورنمنٹ کا failure تصور کروں کہ یہ اس پوزیشن میں نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پہلے ان کا جواب سن لیں پھر تصور کیجئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں دوبارہ پوچھ لوں گی۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری بہن نے جو پوچھا ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کیونکہ وہاں ایک کمیٹی ہے جو auction کرتی ہے اس لئے ایک آدمی دس جگہ ٹھیکہ یا پٹا پر لے لے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے اور دس یا بیس آدمی ایک جگہ auction میں آ جائیں تو ہم ان کو بھی نہیں روک سکتے۔ اس کی auction میں bid زیادہ ہو گی اس لئے اس نے پٹا یا ٹھیکہ لے لیا۔ اس کے علاوہ یہ کوئی اور معلومات چاہتی ہیں تو یہ میری بہن ہیں یہ مجھے کہیں تو میں انشاء اللہ ان کو معلومات فراہم کر دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ میرے بھائی ہیں اور میں ان کی بہن ہوں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے لیکن جب اس House میں یہ جواب دینے کے لئے آتے ہیں تو یہ منسٹر ہوتے ہیں اور میں اس House کی ممبر ہوتی ہوں۔ میں نے ان سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ایک جگہ جو نیلام نہیں ہوئی تو اس کی نیلامی کیوں نہیں کی گئی اور وہاں پر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کا یہ کام تھا انہوں نے اپنے فرائض سرانجام کیوں نہیں دیئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں کہ آمدنی پر dots لگے ہوئے ہیں، میرے خیال میں یہ بھی litigation کا issue لگ رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کا خیال محکمہ کا خیال تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے اپنے خیال کا اظہار کیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ جز(د) دیکھیں تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا بہت بڑا failure ہے کہ جب ہر محکمہ کے جوابات دیئے جاتے ہیں تو ہمیں یہاں کنالوں میں اراضی بتائی جاتی ہے کہ وہاں پر ناجائز قابضین بیٹھے ہیں۔ یہ سرکار کی جگہ ہے اور اس وقت صوبہ میں good governance ہے اس کے باوجود اتنے کنال زمین پر قبضہ ہے۔ کیا سرکار اتنی بے بس ہے کہ وہ اپنی زمین اور اپنا حق واگزار نہیں کرا سکتی؟ اگر نہیں کرا سکتی تو یہ بھی اپوزیشن کو بتا دیں ہم یہ بھی کرا دیں گے لیکن کیا یہ محکمہ اور گورنمنٹ کا failure نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے پہلے بات کی ہے کہ litigation ہے اور جب تک وہ litigation ختم نہیں ہو گی اس وقت تک حکومت کچھ نہیں کر سکتی۔ ان کو چاہئے کہ litigation کو ختم کرائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے بارے میں تو منسٹر صاحب نے بالکل یہ نہیں کہا کہ اس قبضے کی بھی litigation ہے۔ اگر قبضے کی بھی litigation ہے تو ابھی کچھ دن پہلے چند سوالات پر کسی دوسرے منسٹر صاحب نے reply کیا۔ انہوں نے ہمیں تفصیلات بتائی ہیں کہ موٹی موٹی رقوم جو حکومت پنجاب مختلف Lawyers کو pay کرتی رہی ہے۔ ان وکیلوں کو hire کرنے کا کیا فائدہ ہے اور کیا لوگوں کو oblige کرنے کے لئے وکیل رکھے جاتے ہیں کیونکہ قبضہ تو ہم چھڑا نہیں پا رہے؟ قبضے ویسے کے ویسے ہی قائم رہیں گے اور یہ تب تک قائم رہیں گے جب تک یہ حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے اور اب وقفہ سوالات بھی ختم ہونے والا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 9228 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔دربار حضرت داتا صاحب پر ٹھیکیدار کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*9228: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ دو سالوں میں مزار حضرت داتا علی ہجویری لاہور کی جوتیاں رکھنے والی جگہ کو کتنے ٹھیکہ پر دیا گیا نیز فی جوڑا جو قیمت مقرر کی گئی وہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار پر ٹھیکیدار کے آدمی زائرین سے من مانی قیمت وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات زائرین اور ٹھیکیداروں میں بحث وتکرار ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نوبت جھگڑے تک پہنچتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوور چارجنگ کرنے والے ٹھیکیدار اور عملے کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) 10-2009 کے لئے دربار حضرت داتا علی ہجویری لاہور کے حفاظت پاپوش کی نیلامی کا ٹھیکہ مورخہ 09-08-20 کو ہوا۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 09-08-25 تا 10-06-30 (10ماہ 7یوم) کے لئے تھا۔ اس ٹھیکہ سے محکمے کو -/1,45,00,000 روپے آمدنی ہوئی۔

سال 11-2010 کے لئے دربار حضرت داتا علی ہجویری لاہور کے حفاظت پاپوش کے ٹھیکے کی نیلامی مورخہ 10-04-13 کو ہوئی۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 10-07-01 تا 11-06-30 (ایک سال) کے لئے تھا۔

عرصہ ایک سال (مورخہ 10-07-01 تا 11-06-30) کے لئے سب سے زیادہ بولی مسمی عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید نے مبلغ -/1,77,50,000 روپے دی لہذا حسب ضابطہ داتا دربار کا حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید کو دیا گیا۔

تاہم ٹھیکیدار عابد حسین ڈوگر کی جانب سے اقساط زر کی عدم ادائیگی کے باعث جناب سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے مورخہ 17-جنوری 2011 کو یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا اور محکمے نے حفاظت پاپوش کا انتظام خود سنبھال لیا۔ چنانچہ سال 11-2010 کے ٹھیکے سے مورخہ 10-07-01 تا 11-01-17 (6ماہ 16یوم) کے دوران محکمے نے ٹھیکیدار سے مبلغ -/59,16,667 روپے وصول کئے جبکہ بقایا رقم -/38,78,254 روپے مذکورہ ٹھیکیدار سے وصول کرنے کے لئے مال گزاری ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

حفاظت پاپوش کے لئے منظور شدہ اجرت مبلغ -/2 روپے فی جوڑا مقرر ہے۔

(ب) زائرین سے زائد وصولی اجرت پاپوش کو مؤثر طور پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ہر گیٹ پر گارڈز تعینات کئے گئے ہیں جو اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار کے کارندوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو حفاظت پاپوش پر مامور ہیں اور وہ اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ نہ تو کوئی

بورڈ اُلٹار کھا گیا ہو یا پھر اسے کپڑا ڈال کر چھپا یا گیا ہو جس پر حفاظت پاپوش کی اجرتی قیمت درج ہوتی ہے۔ جہاں تک ٹھیکیدار کے کارندوں کا تعلق ہے تو وہ زائد اجرت وصول کرنے کے لئے بہر حال اپنے حربے استعمال کرتے ہیں تاہم اس مسئلہ کے سد باب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کرائے جاتے ہیں بلکہ جابجا بورڈ بھی آویزاں کئے گئے ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ حفاظت پاپوش کی اجرت مبلغ۔/2روپے فی جوڑا ہے۔ زائد اجرت ہر گز ادا نہ کریں۔ شکایت کی صورت میں ایڈمنسٹریٹر اور مینجر داتا دربار کے دفاتر سے رجوع کریں۔ اس مقصد کے لئے ایڈمنسٹریٹر اور مینجر اوقاف داتا دربار کے ٹیلی فون نمبر بھی ان بورڈ پر درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں مینجرز کی ڈیوٹی تین شفٹوں میں مسلسل 24 گھنٹے ہوتی ہے اور ہر مینجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم 3 مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔ ٹھیکیدار کے کارندوں کی جانب سے حفاظت پاپوش کی زائد وصولی اجرت کی شکایت پر حسب ضابطہ بلحاظ نوعیت فی شکایت مبلغ۔/1000 روپے سے۔/2000 روپے تک جرمانہ کیا جاتا ہے۔

تاہم 17۔جنوری 2011 کو سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے عدم ادائیگی زر ٹھیکہ کی وجہ سے یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا بعد ازاں محکمہ نے حفاظت پاپوش کا انتظام محکمانہ طور پر کیا۔ اس دوران زائرین سے مقررہ اجرت۔/2روپے فی جوڑا ہی وصول کیا گیا اور اس بابت کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کسی کی بحث وتکرار و جھگڑا ہوا۔

(ج) جواب جز (ب) میں تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں منسٹر صاحب کے محکمہ نے جواب جو دیا ہے اس سے زیادہ سیاسی جواب میری نظر میں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ overcharging کو کنٹرول کرنے کے لئے سکیورٹی گارڈ بھرتی کر لیا گیا ہے اور وہاں پر بورڈ بھی لگا دیا ہے لیکن ساتھ یہ سپیکر سے اعلان بھی کراتے ہیں۔ میں دوسرے والے سپیکر کا نام لے رہی ہوں یعنی سپیکر سے اعلانات بھی کراتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آپ لاؤڈ سپیکر کہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ محکمہ نے لکھا ہے اور میں نے اس لئے وضاحت کی ہے کہ کہیں کوئی غلط مطلب نہ لے لیا جائے۔ ان کا محکمہ بہت محنت کر رہا ہے جس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ پاپوش کی وصولی اجرت کے لئے مؤثر انتظام کرتے ہوئے دروازوں پر گارڈ بھی تعینات کر دیئے ہیں جن کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی کے ساتھ ٹھیکیداروں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ اس کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے بورڈ بھی الٹا کر کے رکھا ہوا ہے جس کے اوپر چادر ڈال کر ڈھانپا بھی نہیں جاتا۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم لاؤڈ سپیکر پر اعلانات بھی کرواتے ہیں۔ مزید محکمہ کہتا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر اور مینجر داتا دربار کے دفتر اور ٹیلی فون بھی موجود ہیں اور ان کو سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ داخلی دروازوں کا کم از کم تین مرتبہ تفصیلی معائنہ بھی کرائیں۔ اس کے باوجود منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ لوگ ایسا کرنے سے باز نہیں آتے تو میں کیا کروں؟ محکمہ تو خود ہی اپنی بات کی نفی کر رہا ہے، اگر محکمہ کو خود ہی نہیں پتا کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے تو مجھے بھی بتا دیا جائے کیونکہ جس جگہ کے متعلق میں سوال کر رہی ہوں یہ داتا دربار حضرت علی ہجویریؒ لاہور کے بارے میں ہے۔ اس مزار کے بارے میں مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں کہ وہاں پر مامور کئے جانے والے سکیورٹی گارڈز کو یہ بھی نہیں پتا ہوتا کہ ایک سیکنڈ پہلے وہاں سے کون گزرا ہے کیونکہ وہاں پر زائرین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ لوگوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر جوتیوں کو کیسے look after کریں گے؟ وزیر صاحب مجھے بتائیں کہ ان کے محکمہ کی طرف سے دیئے گئے دونوں جواب جو ایک ہی جز میں دیئے گئے ہیں اُن میں کیا سچ اور کیا جھوٹ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہماری طرف سے پوری سکیورٹی مہیا کی گئی ہے اور وہ check بھی رکھتے ہیں لیکن میں ان کی بات کی تائید کروں گا کہ وہ کہیں نہ کہیں ہیرا پھیری ضرور کرتے ہیں اور جونہی کوئی پکڑا جاتا ہے یا کسی کی شکایت آتی ہے تو پھر ان کو ایک سے دو ہزار روپے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ وہ سو فیصد درست ہیں اور ولی اللہ ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ جہاں ان کا داؤ لگ جائے وہ کچھ نہ کچھ چکر چلاتے ہیں لیکن جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر انہیں سزا بھی دی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہوتا تو یہی ہے کہ جو پکڑا جائے وہی چور ہے لیکن میں نے سکیورٹی کی بات نہیں کی تھی۔ منسٹر صاحب اگر سوال اور جواب پڑھ لیں تو انہیں پتا چلے۔ میں نے پاپوش کی وصولی اجرت کے سلسلے میں overcharging کے بارے میں بات کی تھی بہر حال میں آپ کے ذریعے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا سکیورٹی گارڈ کا کام overcharging کو روکنا ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! سکیورٹی گارڈز کا کام overcharging کو روکنا نہیں ہے لیکن احتیاطی تدابیر کے طور پر ہم نے انہیں ہدایت کی ہے کہ اس طرف بھی نگاہ رکھیں تاکہ ان معاملات میں کمی آ سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ double check رکھ رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں categorically جواب نہیں دیا گیا کہ اس کو روکنا کس کا کام ہے؟ کیا لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرنا، وہاں پر بورڈ لگا دینا اور اس پر چادر ڈال کر الٹا کر دینا کوئی احتیاطی تدابیر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے بتایا ہے کہ جب شکایات زیادہ آئیں تو ٹھیکہ منسوخ کر دیا اور اب سسٹم محکمہ خود بہتر چلا رہا ہے اور یہ انہوں نے جواب میں mention کیا ہوا ہے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: He should explain himself.

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آج آپ اچھی چادر پہن کر آئے ہیں۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Mr. Speaker! I can gift you.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: ڈاکٹر سامیہ کہتی ہیں کہ اس چادر پر میری نظر ہے تو whom I have to gift?

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہم House کے باہر decide کر لیں گے۔ اب میرے خیال میں وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ابھی ٹائم ہے۔ میرا آخری ضمنی سوال لے لیا جائے تاکہ dispose of ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! ویسے اس کے بغیر بھی dispose of ہو جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: I am grateful. جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ سال 2010-11 کے لئے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کے حفاظتی پاپوش کے ٹھیکہ کی نیلامی مورخہ 13-04-10 کو ہوئی۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 01-07-10 تا 30-06-11 ایک سال کے لئے تھا۔ عرصہ ایک سال کے لئے سب سے زیادہ بولی مسمی عابد حسین ڈوگر کی مبلغ ایک کروڑ 77 لاکھ 50 ہزار روپے تھی۔ اس کے بعد اقساطِ زر کی عدم ادائیگی کے باعث ٹھیکہ منسوخ کر دیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا صرف

منسوخی کافی تھی یعنی جس عرصہ کے دوران اس نے لوگوں سے پیسا وصول کیا مگر جمع نہیں کرایا تو عدم ادائیگی پر اس کے خلاف کیا ایف آئی آر درج نہیں ہونی چاہئے تھیں اور کیا اس سے recovery measures نہیں لینے چاہیئں تھیں؟ منسٹر صاحب اس حوالے سے House کو apprise کریں کہ عابد حسین ڈوگر کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ مال گزاری ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! صرف یہ کہہ دینا کہ کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ اس ٹھیکیدار کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر ڈی سی او صاحب کو لکھ دیا گیا ہے اور وہ اس پر کارروائی کر رہے ہیں۔ چونکہ ضلعی انتظامیہ اس کی مجاز ہے وہ انشاء اللہ ہمیں recovery کر کے دے گی۔ اس کے علاوہ اس کے خلاف قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جارہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو pursue کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جو لیٹر ڈی سی او کو لکھا ہے کیا وزیر موصوف اس کی کاپی یہاں پیش کر سکیں گے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس کی کاپی پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! وہ پیش کر دیں گے۔ اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع قصور۔محکمہ کے زیر انتظام دربار و مساجد اور ان کی دیکھ بھال کی تفصیلات

*8909: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کے زیر انتظام کتنے دربار و مساجد ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد سے سال 10-2009 اور 11-2010 میں ہونے والی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ان درباروں اور مساجد کی مرمت و دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان درباروں سے ملحقہ زرعی اراضی کتنی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 12 مزارات اور 5 مساجد ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں محکمہ کے زیر انتظام مزارات اور مساجد کی آمدن و اخراجات سال 10-2009 اور 11-2010 کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد کی تعمیر و مرمت پر ان دو سالوں میں کوئی خرچہ نہ ہوا البتہ مزارات پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	دربار حضرت بابا پنے شاہ بھیلا روشن قصور	25,38,464/-روپے
2	تعمیر نو دربار حضرت بابا بگو شاہ قصور	36,26,731/-روپے
3	ترقیاتی کام دربار حضرت بابا بلھے شاہ قصور	33,06,092/-روپے
	میزان	94,71,287/-روپے

(د) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزارات سے ملحقہ زرعی اراضی 1318 کنال 06 مرلے ہے جس کی تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کے دیہات کی مساجد میں نماز پڑھانے والے مولوی حضرات کی تفصیلات

*9290: محترمہ فوزیہ بہرام: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اکثر دیہات کی مساجد میں زیادہ تر امام و مولوی حضرات ان پڑھ ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب ان مولوی حضرات کے لئے کوئی تعلیمی معیار مقرر کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ مذہبی امور اوقاف پنجاب کی زیر تحویل مساجد میں تعینات آئمہ خطباً کی تقرری باقاعدہ بھرتی پراسیس کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے دوران بھرتی محکمانہ قواعد و ضوابط میں مقررہ شدہ تعلیمی استعداد کے تحت آئمہ وخطباء کے لئے کوئی rules نہ ہیں بایں وجہ غیر اوقاف مساجد میں تعینات آئمہ وخطباء کی تعلیمی استعداد کا جائزہ لینا محکمانہ دائرہ کار میں نہ آتا ہے۔

(ب) محکمہ مذہبی امور واوقاف پنجاب کی زیر تحویل مساجد میں آئمہ وخطباء کو تعینات کرنے کے لئے باقاعدہ Rules مرتب شدہ ہیں جو کہ حسب ذیل ہے:۔

1۔ نائب خطیب امام سکیل نمبر 7

(i) شہادۃ العالمیہ /وفاق المدارس / تنظیم المدارس یا ایم اے اسلامیات و عربی (مستند یونیورسٹی سے) یا درس نظامی + فاضل عربی

(ii) سند تجوید وقرآت وفاق / تنظیم

ترجیح

(i) حافظ قرآن (ii) شادی شدہ

مؤذن خادم

حافظ القران (وفاق تنظیم المدارس)

کوالیفائیڈ قاری قرآن

اسلامی عبادات کے بنیادی علوم سے واقفیت

خوش الحان

ترجیحات

درجہ متوسط (وفاق تنظیم المدارس)

جبکہ غیر اوقاف مساجد کے لئے مقامی پرائیویٹ کمیٹیاں خطباء وغیرہ کی اہلیت کا فیصلہ اپنی سطح پر کرتی ہیں۔

صوبہ میں سرکاری و پرائیویٹ مساجد میں مؤذن، خطیب، امام کی تعیناتی کے طریق کار کی تفصیلات

*9319: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں سرکاری و پرائیویٹ مساجد میں مؤذن، خطیب اور امام تعینات کرنے کا کوئی خاص طریق کار ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان افراد کو کسی خاص سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کون سے سرٹیفکیٹ ضروری ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) اوقاف آرگنائزیشن محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب کے زیر تحویل مساجد میں خطیب امام اور مؤذنین خدام کے لئے باقاعدہ طریق کار موجود ہے خالی اسامیوں پر تعیناتی کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ مشتہر شدہ اسامیوں کے مجاز میرٹ پر بھرتیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اس وقت عمل مساجد کے قواعد ملازمت مجریہ 2004 نافذ العمل ہیں جس میں خطیب امام اور مؤذن خادم کے لئے باقاعدہ طور پر تعلیمی استعداد مقرر ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے تقرریاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ قواعد کی عکسی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! ان افراد کا تنظیم المدارس / وفاق المدارس وغیرہ سے ملحقہ مدارس سے فارغ التحصیل ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(ج) عملہ مساجد کے قواعد ملازمت مجریہ 2004 میں خطیب، امام اور مؤذن کے لئے درج ذیل تعلیمی استعداد مقرر ہے۔

1۔ نائب خطیب امام سکیل نمبر 7

(i) شہادۃ العالمیہ / وفاق المدارس / تنظیم المدارس یا ایم اے اسلامیات و عربی (مستند یونیورسٹی سے) یا درس نظامی + فاضل عربی

(ii) سند تجوید و قرآت وفاق / تنظیم

ترجیح

(i) حافظ قرآن (ii) شادی شدہ

مؤذن خادم

(i) حافظ قاری (ii) مستند قاری

(iii) اسلامی عبادات کے بنیادی علوم سے واقفیت

(iv) خوش الحان

ترجیحات

درجہ متوسط (وفاق تنظیم المدارس)

لاہور۔ داتا دربار پر کام کرنے والے ملازمین کی تفصیلات

*9575: **محترمہ ساجدہ میر**: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) داتا دربار میں اس وقت کتنے ملازم کس کس گریڈ کے کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس کی سکیورٹی کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس کی سکیورٹی میں کتنی خواتین شامل ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس دربار میں اکثر فراڈیئے سرکاری ملازمین کے ساتھ مل کر زائرین کو لوٹتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان فراڈیئے افراد نے سرکاری ملازمین کی وردیاں اور جعلی سرکاری کارڈ بنوائے ہوئے ہیں؟

(و) کیا حکومت اس دربار پر تعینات سرکاری ملازمین کی سکریننگ کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش میں گریڈ وار ملازمین کی تعداد حسب ذیل ہے۔

گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	ملازمین
18	2	2
17	3	2
16	3	3
14	1	1

12	2	1
11	4	3
09	6	5
07	2	2
05	14	12
03	2	2
02	22	20
کل	61	53

(ب) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں سکیورٹی کے جملہ انتظامات کے لئے 486 ملازمین ڈیوٹی پر مامور ہیں جو تین شفٹوں میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(1) عملہ سکیورٹی داتا دربار	70 (بشمول لیڈی سکیورٹی گارڈز)
(2) عملہ سیفٹی اینڈ سکیورٹی	72 (بشمول لیڈی سکیورٹی گارڈز)
(3) عملہ پی سی (پولیس)	14
(4) عملہ ڈسٹرکٹ پولیس	330 (بشمول لیڈی پولیس)
(5) عملہ سپیشل برانچ	2

نیز بروز جمعرات وجمعتہ المبارک اضافی نفری مامور کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	گاڑی ایلیٹ فورس	01
2	ریزرو پولیس	25

(ج) عملہ سکیورٹی میں شامل خواتین کی تعداد درج ذیل ہے:۔

(1) عملہ سکیورٹی محکمہ اوقاف	07
(2) عملہ سیفٹی اینڈ سکیورٹی	12
(3) عملہ ڈسٹرکٹ پولیس	21
(4) عملہ سپیشل برانچ	01
کل تعداد	41

(د) درست نہ ہے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں تعینات عملہ سکیورٹی و پولیس سکیورٹی ڈیوٹی کے ساتھ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بھی کنٹرول کرتا ہے اور شرپسند عناصر پر بڑی نگاہ رکھتا ہے۔

(ہ) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں کسی بھی غیر سرکاری فرد کو سرکاری وردی پہننے یا سرکاری کارڈ بنوانے کی قطعاً اجازت نہ ہے۔ دربار شریف پر مامور پولیس نفری و عملہ محکمہ اوقاف بد عنوان عناصر پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ تاحال ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے۔

(و) دربار حضرت داتا گنج بخش میں مورخہ یکم جولائی2010 کو تعینات سرکاری ملازمین کی مکمل سکریننگ بذریعہ سپیشل برانچ پہلے ہی کرائی جا چکی ہے۔سرکاری ملازمین کی سکریننگ کے حوالے سے حکومت کی ہدایت پر کسی بھی وقت سکریننگ کرائی جا سکتی ہے۔

داتا دربار لاہور کی آمدن واخراجات ودیگر تفصیلات

*9576: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دربار داتا صاحب لاہور کی سال10۔2009 اور11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ب) دربار ہذا میں جوتوں کی نیلامی سے کتنی آمدن ان سالوں کے دوران ہوئی، یہ نیلامی کب ہوئی اور اس کی نگرانی کس سرکاری ملازم نے کی، کس کس پارٹی نے اس میں حصہ لیا، یہ ٹھیکہ کس کس پارٹی کو دیا گیا؟

(ج) ٹھیکیدار فی جوڑا کتنے روپے وصول کرنے کے مجاز ہیں کیا یہ اتنی رقم ہی زائرین سے وصول کر رہے ہیں؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی آمدن واخراجات درج ذیل ہیں:۔

سال	آمدن	اخراجات
2009-10	19,50,33,284/- روپے	4,39,86,825/- روپے
2010-11	15,51,14,707/- روپے	4,59,45,540/- روپے

دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کے ذرائع آمدن درج ذیل ہیں:۔

(1)	کرایہ	(2)	کیش بکس
(3)	حفاظت پاپوش	(4)	زر پٹا
(5)	متفرق	(6)	فیس منتقلی کرایہ داری

(ب) 10۔2009 کے لئے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کے حفاظت پاپوش کی نیلامی کا ٹھیکہ مورخہ 09۔08۔20 کو ہوا۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 09۔08۔25 تا 10۔06۔30 (10ماہ 7یوم) کے لئے تھا۔اس ٹھیکہ سے محکمے کو۔/1,45,00,000 روپے آمدنی ہوئی۔اس ٹھیکہ کی نیلامی درج ذیل افراد کی نگرانی میں ہوئی:۔

(1) ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ دوئم اوقاف

(2) زونل ناظم اوقاف داتادربار

(3) مینجر اوقاف داتادربار لاہور

(4) نمائندہ ضلعی ناظم

اس نیلامی میں درج ذیل پارٹیوں نے مبلغ۔/8,00,000روپے زرضمانت جمع کرا کر حسب ضابطہ حصہ لیا۔

(1)	چودھری اشفاق علی	(2)	محمد اشفاق
(3)	سید ظفر عباس	(4)	محمد اشرف گوندل
(5)	محمد اسماعیل	(6)	محمد رمضان
(7)	چودھری اعجاز علی	(8)	چودھری مختار احمد
(9)	محمد اصغر	(10)	عبدالطیف
(11)	میاں حامد محمود	(12)	محمد کاشف
(13)	محمد قدیر	(14)	غلام محمد
(15)	محمد صفدر	(16)	محمد منشاء
(17)	حاجی محمد اسلم	(18)	میاں محمد صادق
(19)	شوکت خان	(20)	محمد عظیم
(21)	سرفراز احمد خان		

(22) شاہد محمود عرصہ 10ماہ 7یوم (مورخہ 09-08-25تا 10-06-30)کے لئے سب سے زیادہ بولی چودھری مختار احمد ولد بشیر احمد نے مبلغ۔/1,45,00,000روپے دی لہذا حسب ضابطہ داتادربار کا حفاظت پاپوش کاٹھیکہ چودھری مختار احمد ولد بشیر احمد کو دیا گیا۔

سال 11۔2010 کے لئے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی حفاظت پاپوش کے ٹھیکے کی نیلامی مورخہ 10-04-13کو ہوئی۔یہ ٹھیکہ مورخہ 10-07-01تا 11-06-30(ایک سال) کے لئے تھا۔اس ٹھیکے کی نیلامی درج ذیل سرکاری افسروں کی نگرانی میں ہوئی۔

(1) زونل ناظم اوقاف،داتادربار لاہور

(2) ایگزیکٹو آفیسر اوقاف،داتادربار لاہور

(3) زونل خطیب اوقاف،لاہور زون

(4) مینجر اوقاف داتادربار لاہور

(5) نمائندہ ڈی او(آر)لاہور۔

عرصہ ایک سال (مورخہ 10-07-01تا 11-06-30)کے لئے سب سے زیادہ بولی مسمی عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید نے مبلغ۔/1,77,50,000روپے دی لہذا

حسب ضابطہ داتا دربار کا حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ عابد حسین ڈوگر ولد چودھری غلام فرید کو دیا گیا تاہم ٹھیکیدار عابد حسین ڈوگر کی جانب سے اقساط زر کی عدم ادائیگی کے باعث سیکرٹری /چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے مورخہ 17۔جنوری 2011 کو ٹھیکہ منسوخ کر دیا اور بعد ازاں محکمے نے حفاظت پاپوش کا انتظام خود سنبھال لیا۔چنانچہ سال 11-2010 کے ٹھیکے سے مورخہ 10-07-01 تا 11-01-17 (6ماہ 16یوم) کے دوران محکمے نے ٹھیکیدار سے مبلغ -/59,16,667 روپے وصول کئے جبکہ بقایا رقم -/38,78,254 روپے مذکورہ ٹھیکیدار سے وصول کرنے کے لئے مال گزاری ایکٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ج) حفاظت پاپوش کے لئے منظور شدہ اجرت مبلغ -/2 روپے فی جوڑا مقرر ہے زائرین سے زائد وصولی اجرت پاپوش کو مؤثر طور پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔ہر گیٹ پر گارڈز تعینات کئے گئے ہیں جو اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار کے کارندوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو حفاظت پاپوش پر مامور ہیں اور وہ اس امر کو بھی یقینی بناتے ہیں کہ نہ تو کوئی بورڈ اتار کھا گیا ہو یا پھر اسے کپڑا ڈال کر چھپایا گیا ہو جس پر حفاظت پاپوش کی اجرتی قیمت درج ہوتی ہے۔جہاں تک ٹھیکیدار کے کارندوں کا تعلق ہے تو وہ زائد اجرت وصول کرنے کے لئے بہر حال اپنے حربے استعمال کرتے ہیں تاہم اس مسئلہ کے سدباب کے لئے نہ صرف بذریعہ سپیکر اعلانات کرائے جاتے ہیں بلکہ جا بجا بورڈ بھی آویزاں کئے گئے ہیں جن پر واضح تحریر ہے کہ حفاظت پاپوش کی اجرت مبلغ -/2 روپے فی جوڑا ہے۔زائد اجرت ہر گز ادا نہ کریں۔شکایت کی صورت میں ایڈمنسٹریٹر اور مینجر داتا دربار کے دفاتر سے رجوع کریں۔اس مقصد کے لئے ایڈمنسٹریٹر اور مینجر اوقاف داتا دربار کے ٹیلی فون نمبر بھی ان بورڈ پر درج کئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں مینجرز کی ڈیوٹی تین شفٹوں میں مسلسل 24 گھنٹے ہوتی ہے اور ہر مینجر کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی شفٹ کے دوران دربار شریف کے تمام داخلی دروازوں کا کم از کم 3 مرتبہ تفصیلی معائنہ کرے۔ٹھیکیدار کے کارندوں کی جانب سے حفاظت پاپوش کی زائد وصولی اجرت کی شکایت پر حسب ضابطہ بلحاظ نوعیت فی شکایت مبلغ -/1000 روپے سے -/2000 روپے تک جرمانہ کیا جاتا ہے تاہم 17۔جنوری 2011 کو سیکرٹری /چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف نے عدم ادائیگی زر ٹھیکہ کی وجہ سے یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا بعد ازاں محکمہ نے حفاظت پاپوش کا

انتظام محکمانہ طور پر کیا گیا۔ اس دوران زائرین سے مقررہ اجرت۔/2روپے فی جوڑا ہی وصول کیا گیا اور اس بابت اب تک نہ تو کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کسی کی بحث وتکرار و جھگڑا ہوا۔

ضلع چنیوٹ میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9669: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام کتنے مزارات اور مساجد ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ان مساجد اور مزارات پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان مساجد اور مزارات کی تعمیر و مرمت پر سال 11-2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 7عدد مزارات اور 3عدد مساجد ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ مزارات و مساجد کی آمدن سال 11۔2010 میں مبلغ۔/96,82,311روپے اور اخراجات۔/18,40,877روپے ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مساجد اور مزارات پر کل 12 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مساجد اور مزارات میں سال 11۔2010 کے دوران صرف دربار پیر محمد شاہ ہموانہ چنیوٹ کی تعمیر و مرمت پر مبلغ۔/49,900روپے خرچ کئے گئے ہیں باقی مساجد و مزارات پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی کیونکہ وہ درست حالت میں تھے۔

ضلع چنیوٹ، محکمہ اوقاف کے رقبہ کی تفصیلات

*9670: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع چنیوٹ میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے، کتنا رقبہ بنجر اور کتنا کاشت ہوتا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

ضلع چنیوٹ میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل رقبہ 7887 کنال ہے جس میں سے 6995 کنال کاشت ہوتا ہے اور 892 کنال بنجر ہے۔

لاہور۔مزاروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9679: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیراوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کل کتنے مزار محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ب) سال 11-2010 کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن و اخراجات کی تفصیل سے مزار وار آگاہ کریں؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 82 مزارات ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات کی آمدن برائے سال 11-2010 مبلغ -/5,77,74,625 روپے اور اخراجات -/2,25,34,221 روپے ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد محکمہ اوقاف کا رقبہ و آمدن کی تفصیلات

*9680: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیراوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبہ سے محکمہ کو سال 09-2008 اور 10-2009 میں کتنی آمدن حاصل ہوئی؟

وزیراوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کے زیر انتظام کل زرعی رقبہ 420 ایکڑ 01 کنال 06 مرلے ہے۔

(ب) اس رقبہ سے محکمہ کو سال 09۔2008 میں مبلغ۔/29,45,945روپے جبکہ سال 10۔2009میں۔/34,73,975روپے آمدن حاصل ہوئی۔

ضلع ننکانہ صاحب، دربار شاہ کوٹ پر زائرین کے لئے سہولیات فراہم کرنے کا معاملہ

*9710:جناب شاہجہان احمد بھٹی:کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہ کوٹ دربار شریف ضلع ننکانہ صاحب پر آنے والے زائرین کو رکاوٹوں کی وجہ سے سخت مشکلات کا سامنا ہے اور وہ بطریق احسن مذکورہ عبادت گاہ پر رسومات ادا نہیں کر سکتے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ رکاوٹیں دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اوقاف(حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ملک میں جاری دہشت گردی کے پیش نظر دربار شریف پر آنے والے زائرین کی حفاظت کے لئے پائپ ریلنگ کھڑی کی گئی ہیں۔ دریں اثناء یہ رکاوٹیں آنے والے زائرین کے لئے کسی قسم کی پریشانی کا باعث نہیں ہیں اور زائرین آسانی سے تمام رسومات ادا کرتے ہیں۔

(ب) ملک میں جاری دہشت گردی کے پیش نظر مستقبل قریب میں حکومت پنجاب یہ رکاوٹیں ہٹانے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*9890:چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) اس رقبے میں کتنا رقبہ کاشت ہوتا ہے اور کتنا خالی پڑا ہے جو کاشت ہوتا ہے، اس کی سال2009-10اور2010-11میں حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کا کل رقبہ 2444 ایکڑ 12 کنال 3 مرلے ہے۔

(ب) کل رقبے میں سے 1680 ایکڑ 7 کنال 9 مرلے رقبہ کاشت ہوتا ہے۔ جبکہ 764 ایکڑ 4 کنال 14 مرلے رقبہ خالی پڑا ہے۔

کاشتہ رقبہ کی آمدن برائے سال 10۔2009 مبلغ۔/20,87,147 روپے اور برائے سال 11۔2010 مبلغ۔/24,34,020 روپے ہے۔

ضلع بہاولنگر میں مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9891: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کے مزارات اور مساجد کتنی ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) حکومت نے ان مزارات اور مساجد کی تعمیر و مرمت پر سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی کتنی رقم خرچ کی ہے؟

وزیر اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 8 مساجد اور 8 مزارات ہیں جن کی تفصیل بر نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 10۔2009 میں مزارات و مساجد کی آمدن مبلغ۔/1,10,51,164 روپے اور خرچ مبلغ۔/46,51,925 روپے ہے جبکہ سال 11۔2010 میں ان مساجد و مزارات کی آمدن مبلغ۔/1,05,16,845 روپے ہے اور اخراجات مبلغ۔/60,46,385 روپے ہیں جن کی تفصیل بر نشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 10۔2009 اور 11۔2010 میں ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کی زیر تحویل مساجد و مزارات پر تعمیر و مرمت کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے آپ فرمائیں! شاہ صاحب! آپ نے چادر کی offer کی تھی لیکن اب ایوان کو آپ کی چادر بہت پسند آئی ہے اور مجھے ابھی چادروں کی بہت زیادہ فرمائشیں بھی آ رہی ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! میرے حلقہ میں واقع موضع ڈھینگے والی بستی تحصیل چونیاں کے محمد سرور ولد محمد صدیق کو 29-01-12 کو اغواء کیا گیا ہے۔ اس کو سلیم مختار بٹ ڈی ایس پی (سی آئی اے) گلبرگ اٹھا کر لایا ہے اور تقریباً گل رات بارہ یا دو بجے اس کی dead body میو ہسپتال میں چھوڑ دی ہے۔ میرے حلقہ کے کافی لوگوں نے اب مال روڈ block کی ہوئی ہے اور ابھی تک اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ یہاں پر ڈی ایس پی خود آیا ہے اور اُن کو دھمکیاں دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا مذکورہ ڈی ایس پی اس علاقہ کا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! وہاں ایک ملزم حاجی اسماعیل کنٹریکٹر ہے وہ اس کے پاس کام کرتا تھا۔ اُس نے اس کا جھوٹا مقدمہ تھانہ اقبال ٹاؤن میں کرایا تھا جس پر اسے اشتہاری قرار دے دیا گیا۔ جب وہ اشتہاری ہو گیا تو اس نے سلیم مختار بٹ ڈی ایس پی (سی آئی سی) سے ساز باز ہو کر تھانہ کنگن پور سے اغواء کیا اور یہاں لا کر تشدد کر کے قتل کر دیا۔ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے لہذا اس پر کوئی serious action لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ واقعہ آپ کے علاقہ کا ہے جس کی وجہ سے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! جی، میرے علاقہ کا ہے اور وہ لوگ بطور احتجاج باہر آئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈی ایس پی یہاں لاہور کا آیا ہے یا وہاں کا آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! وہ سی آئی اے گلبرگ کا آیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خان صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے واقعی اسمبلی کے باہر بہت بڑا شور ہو رہا ہے اور ٹائر جلائے جا رہے ہیں۔ میری request ہے کہ آپ دو تین ممبران کی کمیٹی بنا دیں جو اُن میں سے کچھ لوگوں کو بلا کر سن لیں کیونکہ یہ واقعی بڑا سنگین معاملہ ہے اور باہر بہت بڑا ہنگامہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ارشد صاحب، احسن رضا صاحب اور میجر عبدالرحمٰن صاحب چلے جائیں اور ان سے بات کر لیں۔ شیخ صاحب! کیا آپ اس کمیٹی میں جانا چاہیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ حکم کریں گے تو چلا جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چاروں ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا دیں جو اُن کے نمائندگان کو اسمبلی میں بلا کر اُن کی بات سن لے اور پھر House کو apprise کر دے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک عباس راں صاحب! آپ کمیٹی کے ساتھ چلے جائیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں تینوں ممبران کافی ہیں جو چلے جائیں اور اُن لوگوں سے بات کر لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، میں باری باری ٹائم دیتا ہوں تاکہ اسمبلی کا کام بھی چلتا رہے اور ساتھ ساتھ پوائنٹ آف آرڈر بھی چلتے رہیں۔ جی، اعوان صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا

LT. COL. (RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Thank you. Mr Speaker! It is regarding development funds of Rs. 8 million rupees which the Government of the Punjab be restored upon us.

یہاں پر جناب سپیکر نے ہمیں assure کرایا کہ آپ کو فنڈز ملیں گے۔ یہ حلقے کی ترقیاتی سکیمیں ہیں اور ایم پی اے کا کوئی personal فنڈ نہیں ہے۔ یہاں سے order گیا تو ہفتہ کے دن میں ڈی سی او اور لینڈی کو ملا اور انہیں کہا کہ آپ نے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے ایجنڈے میں شامل کیوں نہیں کیا تو ڈی سی او کے words تھے which I quote کہ "میری کیا جرات ہے کہ میں نہ شامل کروں"۔ That means کہ پیچھے سے دوسرا order آ گیا۔

جناب سپیکر! یہ کیا flay flap ہے؟ اگر حلقے کی ترقیاتی سکیموں کے لئے فنڈز دینے ہیں تو ہمیں بتایا جائے اور اگر نہیں دینے ہیں تو پھر بھی بتایا جائے، بار بار ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ایک بات clear ہو گئی ہے تو یہ ambiguities کیوں create ہو رہی ہیں، جب آپ نے clear cut ایک چیز کر دی ہے تو پھر یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ڈی سی او صاحب سے کرنل صاحب کی کیا بات ہوئی؟ ایک دو جگہ سے جب اس قسم کی بات ہوئی ہے تو میں نے جب ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ بات کیوں کی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے یہ بات نہیں کی۔ اب معزز ممبران جو بات کرتے ہیں اسے بھی آپ جھٹلا نہیں سکتے۔ میرا خیال ہے کہ سپیکر صاحب اسے اپنے طور پر handle کر رہے ہیں۔ اگر کہیں problem ہو تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے علم میں لائیں اور ہم ان سے بات کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی ہے It is a specially of my character

جناب ڈپٹی سپیکر: No, no! انہوں نے بڑی کھل کر بات کی ہے کہ ہم ان کو جھٹلا نہیں سکتے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جب میں ہفتہ کے دن ڈی سی او کے دفتر گیا تو وہاں پر بجلی بند تھی جس پر میں انہیں side room میں لے کر گیا اور کہا کہ کل D.D.C ہونی تھی جس

کے لئے آپ نے سکیمیں منگوائی ہیںat the last momentآپ نے وہ کیوں نہیں کیںand I again sayاس نے کہا کہ I quote"میری کیا جرأت ہے کہ میں سکیمیں نہ کروں، اوتھے جا کے رولا پاؤ"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! کل سپیکر صاحب آئیں گے اور ہم ان کے noticeمیں لائیں گے اور لاء منسٹر صاحب اس طرح کی بات تو نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کرنل صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ یہ بات سپیکر صاحب سے کر لیتے یا میرے ساتھ آ کر کر لیتے۔ اب ڈی سی او نے انہیں کہا کہ "اوتھے جا کے رولا پاؤ" تو انہوں نے یہاں آ کر "رولا پانا شروع کر دیا" جو کہ مناسب نہیں ہے۔ ڈی سی او کی اتنی طاقت نہیں ہے اور یہ ایسا نہ کریں ہم بھی ان کے بھائی ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں دو ہفتہ پہلے لاء منسٹر صاحب کے دفتر گیا، ان سے پوچھیں کہ یہ پولیس کی کوئی انکوائری کر رہے تھےI never wanted to disturb himمیں نے چٹ لکھ کر انہیں دی کہ ہمیں یہ problemہےThen what action has been taken?میں سپیکر صاحب کے چیمبر میں گیا اور جب ہم ساری چیزیں کر کے ہفتہ کے دن یعنی پرسوں کی بات ہےagain he replied me like this, what should I do them?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے آپ یا سپیکر صاحب کوئی کمیٹی بنا دیں اور اس معاملے کو صوبائی سطح پر کنٹرول کر لیں بجائے اس کے کہ ہم ہر ضلع میں علیحدہ سے کچھ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب کل صبح آ جائیں گے تو کل ہم مل کر ایک کمیٹی بنا کر اس طرح کے معاملات کو حل کرائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں محکمہ اوقاف کے سوالات سے متعلق ایک دن مقرر تھا لیکن اس دن یہ ہوتا کہ اجلاس کی کارروائی formalطور پر شروع ہو سکتی مگر تلاوت اور نعت خوانی کے بعد کورم point outہو گیا جس کے بعد اجلاس نہ ہو سکا۔ اس دن کے

سوالات کو lapse کر دیا گیا اور وہ ختم ہو گئے جبکہ میرے خیال کے مطابق جو میں سمجھتا ہوں وہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میری دانست میں وہ سوال lapse نہیں ہوتے چونکہ سیکشن 67 جو ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ پڑھنے سے پہلے اگر میری دانست پوچھ لیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ یہ سوالات lapse نہیں ہوئے بلکہ موجود ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: تو پھر کہاں پر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ lapse نہیں ہوئے بلکہ آئندہ جب اس کا دن مقرر ہو گا تو وہ ایجنڈے پر آ جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ اگلی دفعہ محکمہ اوقاف کے سوالوں کی باری کے دن وہ سوالات آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہاں پر یہ اس لئے point out کیا ہے کہ میں نے سیکرٹری صاحب سے discuss کیا تھا جس پر انہوں نے کہا تھا کہ یہ lapse ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ یہ lapse نہیں ہوئے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنی ترقیاتی سکیمیں سٹیئرنگ کمیٹی کے سامنے رکھیں جہاں پر discuss ہونے کے بعد سٹیئرنگ کمیٹی نے اس کی approval دینی تھی۔ پنجاب کا فنڈ تھا جس میں سے میں نے دس لاکھ روپے جیل کے لئے رکھے تھے کیونکہ سپرنٹنڈنٹ جیل سے میں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس فنڈز آئے ہیں تو آپ بتائیں کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے جس پر انہوں نے کہا تھا کہ بچوں کے لئے کمپیوٹر لیب بنوا دیں۔ جب میں نے سٹیئرنگ کمیٹی میں بات کی تو سٹیئرنگ کمیٹی میں بیٹھے ہوئے ڈی سی او، ای ڈی او، اے ڈی ایل جی اور دیگر ممبران نے کہا کہ آپ پنجاب میں یہ فنڈز نہیں لگا سکتے۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کام ترقیاتی سکیموں میں نہیں آتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ یہاں پر بات نہ کریں کیونکہ ہم کمیٹی صبح بنا رہے ہیں تو آپ وہاں آکر بات کر لیں، ہم وہاں پر پوری بات سنیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے آپ کے سامنے ایک چھوٹی سی گزارش کی ہے کہ آپ کی عدم موجودگی میں سپیکر صاحب تشریف فرما تھے تو ہم نے بہت دفعہ یہ issue raise کیا تھا اور آج بھی ہمیں اس بات کا جواب نہیں ملا اور میں آج بھی یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ہم یہاں پر صوبہ پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہاں پر مختلف اوقات میں جب بھی کوئی ایسی problem ہوتی ہے تو یہ کہہ کر ہمیں ٹال دیا جاتا ہے کہ "کمیٹی بنا دی گئی ہے" لیکن آج تک کبھی بھی کسی کمیٹی کی findings سے اس ایوان کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ ڈینگی کا جب مسئلہ آیا، یہ نہیں کہ ہم کوئی point score کرنے کے لئے ان چیزوں کو استعمال کرتے ہیں لیکن ہمارا بھی کوئی استحقاق ہے اور اس ایوان کا بھی کوئی استحقاق ہے اور ہمیں جاننا چاہئے کہ اس کی findings کیا ہیں culprits کے خلاف کیا کارروائی لی گئی؟ ایک بچی گٹر میں گری اور یہ کہا گیا کہ چوبیس گھنٹے میں انکوائری ہوگی لیکن اس کی رپورٹ کا کوئی پتا نہیں۔ اس وقت ہمارے صوبے کے حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں اور مریضوں کے حالات یہ ہیں کہ reaction کی وجہ سے جو لوگ bleat کر رہے ہیں، ان کے different parts of body کو سرکاری ہسپتالوں میں own نہیں کیا جا رہا ہے اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں تو یہ تمام پنجابی باہر جا کر علاج کرانے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے، دوائیوں کے reaction کی وجہ سے صرف کسی کو معطل کر دینا، ٹھیک ہے کہ آپ نے انکوائری کے لئے معطل کیا good enough لیکن اگر میں مطالبہ کروں تو حق بجانب ہوں کیونکہ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے نہیں کہا یا اس ایوان کے ممبران نے نہیں کہا کہ وہ 22 وزارتیں اپنے پاس رکھیں۔ اگر کوئی منسٹر انچارج اس منسٹری کی ذمہ داری نہیں لے سکتا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو وہ قلمدان اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے چاہے وہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت پنجاب حکومت Constitution کی violation کر رہی ہے اور basic necessities تمام پنجابیوں کو ملنی چاہئیں کیونکہ یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ اس وقت تعلیم اور صحت کو ایک ایڈیشنل چارج کے طور پر لیا جا رہا ہے اور اس صوبے کے ساتھ اس سے بڑی اور کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ جس کے پاس صحت کی وزارت ہے وہ جو بھی ہے، میں on the floor of the House یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ اس کے خلاف کوئی اخلاقی جواز نہیں بچا کہ وہ اس وزارت کو جاری رکھے اور اسے فی الفور استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیشہ آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ بڑے comfortable رہتے ہیں جب Chair پر ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے اپنی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): گزارش یہ ہے کہ ابھی میری بہن۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! I know that کہ I don't have to make a point of order مگر آپ کی سخاوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے appreciate کیا ہے and appreciation must be appreciated sir, thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مہربانی۔ شاہ صاحب! آپ کو بھی آج بڑا appreciate کیا گیا ہے اور House سے باہر جاتے ہوئے ہم دیکھیں گے کہ آپ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی میری بہن سیمل کامران نے جو بات کی تو وہ بڑا serious issue ہے اور اس وقت شاید ڈرون حملوں سے اتنے لوگ نہیں ہلاک ہوئے جتنے ڈینگی اور جعلی ادویات کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہاں on the floor of the House ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے آج سے تین دن پہلے جب بریفنگ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ ہمارے پاس Labs نہیں ہیں اور ہم نے ادویات فرانس اور لندن بھیجی

ہیں۔جب ان کا رزلٹ آ جائے گا اس کے بعد جو انکوائری finalize ہو گی تو ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔صرف اپنے آپ کو بچانے کے لئے جیسا میری بہن نے کہا کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کے پاس 22 وزارتیں ہوں،18 ہوں یا 17 ہوں۔جب ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے ان ڈاکٹروں کے بارے میں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ باقاعدہ یہاں پر ایک انکوائری رپورٹ submit کی جائے گی۔انکوائری رپورٹ میں جو ذمہ داران ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر!آج ہو یہ رہا ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں وہاں کا ڈی سی او متعلقہ Pharmaceutical کمپنی سے کمیشن کھانے کے بعد،کمیشن طے کرنے کے بعد جعلی ادویات خرید لیتا ہے اور متعلقہ ایم ایس کو کہتا ہے کہ اس پیپر پر دستخط کر دو۔اس کے بعد کہتا ہے یہی دوائیاں ہیں،یہی ملیں گی۔ہمارے علاقے میں تو جعلی دوائیاں بھی نہیں مل رہی ہیں۔وہاں پر لوگ دوائی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں اور جعلی دوائیوں سے تو مر ہی رہے ہیں۔میرا point صرف اتنا ہے کہ جن ڈاکٹروں کو آج قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے بہتر یہ ہوتا کہ،فیصل مسعود کو سچ بولنے کی سزا یہ دی گئی کہ اس نے کہا کہ 36 ہلاکتیں تو صرف سروسز ہسپتال میں ہوئیں جبکہ سیکرٹری ہیلتھ نے کہا کہ 36 ہلاکتیں پورے پاکستان میں ہوئیں۔آج پالیسی کو دیکھیں کہ یہاں ہیلتھ منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر سڑکوں پر ہیں،نرسیں سڑکوں پر ہیں اور لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں۔ایجوکیشن منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے طالبعلم،ہمارا مستقبل خودکشیاں کر رہا ہے۔رزلٹ کے لئے وہ طالب علم جنہوں نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بس،ٹھیک ہے۔اپنا پوائنٹ بتائیں۔

صوبہ میں ڈینگی اور جعلی ادویات سے ہونے والی اموات اور اس پر تاحال حکومتی اقدامات سے ایوان کو آگاہ کرنے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں۔ہوم منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب پولیس سٹیٹ بنا ہوا ہے اور اس وقت پنجاب میں ڈاکو راج ہے۔اریگیشن منسٹر نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا کسان بوند بوند کو ترس رہا ہے۔اب یہ کہنا کہ میں ہی capable ہوں،ہم نے تو یہ کہا تھا کہ ڈاکٹر سعید الٰہی،ڈاکٹر اسد اشرف یہ آپ کے اپنے ایم پی ایز ہیں جو دن رات محنت کر رہے ہیں۔آپ کو اگر اپنی ٹیم پر اعتماد نہیں ہے،اگر 22 منسٹریاں،ہمارے خادم اعلیٰ صاحب بے شک گھر کا دروازہ بند کر لیں،وہ کیبنٹ کا اجلاس خود ہی کر سکتے ہیں ان کو کسی وزیر کی ضرورت نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر آپ اپنے کسی ساتھی کو، میں political point scoring کرنے پر، کیونکہ خون کسی بھی انسان کا ہو خواہ وہ پنجاب میں گرے، خواہ وہ خیبر پختون خواہ میں گرے، خواہ وہ بلوچستان میں گرے اور خواہ وہ سندھ میں گرے وہ ہمارے بھائیوں کا خون ہے۔ کیا اب پنجاب میں ایک انسان کے خون کی قیمت پانچ لاکھ روپے ہے؟ ایک پانچ لاکھ روپیہ، آپ کو یاد ہو گا کہ ڈینگی کے دوران پانچ پانچ لاکھ روپے کا اعلان کیا گیا تھا اور 30 ہزار روپے لوگوں تک بھی نہیں پہنچے۔

جناب سپیکر! جب کسی کے گھر کا چراغ بجھتا ہے، میں تو صرف وہ لوگ جو اس دنیا فانی میں نہیں رہے، میں کہتا ہوں کہ ہمیں تمام باتوں کو چھوڑ کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ میں عرض کر رہا ہوں۔ جن لوگوں نے جعلی دوائیاں بنائی ہیں، جن Pharmaceutical کمپنیوں نے، راتوں رات ایک کمپنی الفافارما کمپنی جس کا مالک محمد وسیم اب آپ کے پاس ہے۔ پاس سے مراد، اگر جیل custody میں ہے تو اس سے پوچھئے کہ کس طرح بغیر ٹینڈر کے جناح ہسپتال میں ڈیڑھ کروڑ روپے کی دوائی سپلائی کر دی گئی۔ اُس سے یہ پوچھا جائے کہ نو مہینے تک اس کا لائسنس منسوخ تھا وہ قاتل دوائیاں کس طرح بغیر اشتہار اور بغیر ٹینڈر کے PIC میں چلی گئیں؟ کیا ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنانے سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟ بہن نے rightly کہا کہ ڈینگی کے تین کمیشن بنے تھے۔ ایک جوڈیشل کمیشن خواجہ شریف پر بنا۔ آج بھی اس کا ملزم ڈاکٹر توقیر باہر بیٹھ کر اسی اسمبلی میں حاضریاں لگا رہا ہے۔ اس کے بعد فلڈ کمیشن بنا اس کا ذمہ دار ملک رب نواز اریگیشن سیکرٹری کو قرار دیا گیا۔ اس کو انعام یہ دیا گیا کہ اس کو سیکرٹری انرجی لگا دیا گیا۔ پھر نوجوانوں پر بنا جو ہمارا مستقبل ہے۔ اُن نوجوانوں نے ہمارے سامنے خودکشیاں کیں۔ اُن کے ملزمان آج بھی عزت دار سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم ویلکم کرتے ہیں کہ چیف جسٹس صاحب نے suo moto ایکشن لیا، دیر آید درست آید لیکن میں صرف یہ کہوں گا کہ:

کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

وہ لوگ جو اس دنیا فانی میں نہیں رہے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اگر وہ جعلی ادویات سے مرے ہیں، اگر وہ sub standard medicine سے مرے ہیں، Pharmaceutical کمپنی میں خواہ ہمارا کوئی

ایم این اے یا ایم پی اے ہو اُس کا چہرہ اس House کے سامنے، پنجاب کی عوام اور پاکستان کی عوام کے سامنے لایا جائے۔ جس طرح لوگ مرے ہیں ان کو بھی اسی ریگل چوک پر پھانسی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 1120 محترمہ حمیرا اویس شاہد کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو بسراء صاحب نے political point scoring کرتے ہوئے انتہائی بے معنی اور بے ربط گفتگو کی ہے لیکن ایک دو چیزیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، بسراء صاحب! کوئی cross talk نہیں ہو گی۔ جب آپ بول رہے تھے تو اس طرف سے کوئی نہیں بولا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک دو چیزیں انتہائی شر کی نیت سے کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شر یا برائی کو پیدا ہوتے ہی ختم کر دینا چاہئے اس لئے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ شر جو انہوں نے پھیلانے کی کوشش کی ہے اس میں ایک تو انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معاملہ یہ ہے کہ پی آئی سی میں جو واقعہ ہوا ہے، ادویات خریدنے کا ایک طے شدہ طریق کار ہے اور اس طریق کار پر عمل کرتے ہوئے پچھلے دس، پندرہ، بیس سال سے ادویات خریدی جا رہی ہیں۔ وہاں پر ایک Purchase Committee ہے، اس کو ایک آدمی head کرتا ہے اور اس ادارے کا چیف ایگزیکٹو ان چیزوں کا responsible ہے۔ اس کا کسی اوپر یا نیچے کسی آدمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ پی آئی سی ایک autonomous ادارہ ہے، اس کا بورڈ آف گورنرز ہے، وہ اپنی internal functioning میں، یعنی انہوں نے دوائی کہاں سے خریدنی ہے، کیسے خریدنی ہے، آپریشن کی کتنی فیس لینی ہے، کس کو فری کرنا اور کس کو فری نہیں کرنا؟ ان معاملات میں وہ آزاد ہے۔ اپنی internal functioning میں وہ اس حد تک آزاد ہیں کہ اگر وہاں پر چیف منسٹر کے حکم پر بھی کسی کا آپریشن فری ہونا ہو تو اس کے payment چیف منسٹر کے discretionary fund سے ہوتی ہے۔ اس حد تک اُن کی internal functioning آزاد ہے۔ اس میں ایک تو وہ professionals یعنی وہ پروفیسر صاحبان جن کے نام کے ساتھ ایک respect

attached ہے وہ اس بات کو دیکھ رہے ہیں کہ آیا یہ اموات ادویات کی وجہ سے ہوئی ہیں یا ان میں کوئی اور وجہ ہے؟ اس سلسلے میں انہوں نے domestic Labs سے ادویات کی testing کرائی ہے۔ وہاں سے یہ رزلٹ آیا کہ جو active ingredient ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ یعنی مثال کے طور پر پیراسیٹامول میں جو active ingredient ہے وہ انہوں نے کہا کہ پورا ہے۔ اس کے بعد دیکھا گیا کہ اس میں اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک inactive ingredient ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر گولی کو بنانے کے لئے چاک، coating یا اس میں جو چیزیں پڑتی ہیں تو inactive ingredient میں کوئی نقص ہو سکتا ہے۔ اس کی proper analysis کے لئے شاید پاکستان میں اس level کی لیبارٹری موجود نہیں ہے جس level کی بیرون ملک میں ہے۔ پنجاب حکومت نے اسی وقت وہ نمونے بیرون ملک بھیجے ہیں تاکہ اس کا بھی analysis ہو جائے۔ اب اس ٹیکنیکل کمیٹی کی جب رپورٹ آ جائے گی، اب دیکھیں کہ لیبارٹری کے analysis ہیں، وہاں analysis ہونے میں بھی ٹائم لگتا ہے کیونکہ ان کو بیرون ملک بھیجا ہے۔ اس میں یقیناً کچھ نہ کچھ ٹائم لگے گا لیکن اس کا رزلٹ آئے گا۔ پروفیسر صاحبان جس کی ذمہ داری کا تعین کریں گے کہ یہ manufacturing fault ہے، purchase fault ہے یا storage conditions fault ہے اس کے مطابق جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اسی طرح سے جو factual position ہے، تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ چونکہ یہ انکوائری گورنمنٹ کرا رہی ہے لہذا گورنمنٹ نے جس طرح سے کہنا ہے افسروں نے اسی طرح کرنا ہے اس لئے اس کی جوڈیشل انکوائری بھی کرائی جا رہی ہے اور ہائیکورٹ کے جج اس معاملے کی انکوائری کریں گے۔ اب جو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹروں کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! Preliminary انکوائری میں یہ fact سامنے آیا ہے کہ یہ معاملہ 11 تاریخ کو پی آئی سی میں from Chief Executive to down جو لوگ بھی ذمہ دار تھے ان کے علم میں آ گیا تھا کہ medicine reaction ہوا ہے۔ اس کے بعد وہاں پر میٹنگ ہوئی اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک پریس کانفرنس کریں اور جن لوگوں کو ادویات دی ہیں ان سے واپس لی جائیں لیکن پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ نہیں، یہ کام نہ کیا جائے اور اس کو ادھر ہی دبا دیں اور ایسے خواہ مخواہ hype create ہو جائے گی۔ 17 تاریخ کو چیف منسٹر جرمنی گئے ہیں تو اس وقت تک ان کو نہ صرف پی آئی سی کے متعلقہ منتظمین یا اتھارٹی نے inform نہیں کیا بلکہ 13 تاریخ کو سیکرٹری ہیلتھ کے علم میں بھی یہ بات آ چکی تھی لیکن انہوں نے بھی inform نہیں کیا، یہ ایک administrative lapse ہے اور یہ ایک غفلت

ہے گو انہوں نے with good intension کی ہے ان کی کوئی malafide نہیں تھی لیکن بہر حال یہ معاملہ گورنمنٹ کے علم میں لانا چاہئے تھا۔اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور انکوائری کے process کو بہتر انداز سے چلانے کے لئے ان لوگوں کو ان کی پوزیشن سے علیحدہ کیا گیا ہے تاکہ انکوائری کا عمل صحیح ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جھوٹا جھوٹا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!ان کو دیکھیں کہ بجائے اس کے کہ ان مریضوں کے ساتھ کوئی ہمدردی کی جاتی یعنی جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کے لواحقین کے ساتھ ہمدردی کی جاتی،ان لوگوں کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ یہ کسی ہسپتال میں جاکر ان کی خبر گیری کرلیں،جو فوت ہونے والے ہیں ان کی جاکر کوئی مدد کردیں یا ان کے پاس جاکر کوئی فاتحہ خوانی کرلیں۔جب اٹھتے ہیں کہ جی،یہ ہو گیا،وہ ہو گیا یعنی یہ صرف اور صرف اپنی ان بد اعمالیوں کو جو مرکز میں ہو رہی ہیں،یہ کہتے ہیں کہ چلو ہم نے جو وہاں پر لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے تو جب تک یہ معاملہ ہے اس وقت تک ہم اس سے بچے رہیں۔ان کو اتنی توفیق نہیں کہ آج تک یہ House کے اندر یا باہر ایک تجویز دے سکیں کہ اس crisis صورتحال میں گورنمنٹ جو یہ ریسکیو کا عمل کر رہی ہے آپ اس کے ساتھ یہ،یہ کریں یعنی اتنی ان کو توفیق نہیں ہوئی،بس صرف اور صرف یہ کہتے ہیں کہ 22 منسٹریاں ہیں اور 16 منسٹریاں ہیں جب تم نے یہاں پر 72 وزیر رکھے ہوئے تھے،جب تم نے ایک محکمہ کو تین،تین جگہ پر تقسیم کرکے وزیروں کی فوج رکھی ہوئی تھی تو اس وقت تم کیا کر رہے تھے؟اس وقت تم نے یہاں آکر کیا دودھ اور شہد کی نہریں بہادی تھیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان عناصر کو شرم کرنی چاہئے کہ جو ان مریضوں کی ہلاکت پر political point scoring کر رہے ہیں۔پنجاب حکومت اس سلسلے میں جو ضروری سمجھتی ہے وہ کر رہی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس معاملہ کو ہم end تک پہنچائیں گے اور جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی۔اگر یہ اس قسم کی حرکتیں کریں گے تو پھر کل کو یہ خود بھی کوئی بات نہیں کر سکیں گے۔اگر انہوں نے اس معاملے میں بحث کرنی ہے تو ایک دن مقرر کرلیں اور اس طرح سے ہم انہیں point scoring نہیں کرنے دیں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،پہلے چودھری ظہیر الدین خان پھر سید ناظم شاہ صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ جواب در جواب شروع ہو جائے گا۔اس دن جب یہاں پر ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے اپنی briefing دی تھی اور رپورٹ پیش کی تھی تو یہ طے ہوا تھا کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب یہاں پر روزانہ آکر daily progress کے بارے میں بتائیں گے۔ میرے خیال میں مناسب یہی ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے تجاویز بھی یہاں سے دی جانی تھیں۔ آج ابھی تک تو ہمیں ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نظر نہیں آرہے اگر وہ آجائیں تو جتنی بحث ہونی ہے یعنی آج تک کی اموات اور انکوائری کے بارے میں ان کی رپورٹ دینے کے بعد بحث کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، House کے decorum کا خیال رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ میری طرف متوجہ ہوں جو چودھری ظہیر الدین صاحب نے بات کی ہے، ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب نے وہ رپورٹ جمعہ کے دن پیش کر دی تھی لیکن اس دن چودھری ظہیر الدین صاحب اور ہمارے اپوزیشن کے دوست موجود نہیں تھے اب اس پر بحث کے لئے آج آپ ٹائم مقرر کر لیں یا کل کر لیں۔ اس میں یہ بیٹھیں، بحث کریں، تجاویز دیں اور ہم اس پر عمل کریں گے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اگر ایک ترتیب سے ہمارا House چلے تو اس سے ہم پنجاب کے عوام کو deliver کر پائیں گے یہاں پر 9 کروڑ عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں، اگر آپس میں ہم اسی طرح بغیر کسی ترتیب الجھتے رہے تو کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ منسٹر صاحب نے بجا فرمایا کہ تجاویز آنی چاہیئں، اس دن یہ طے ہوا تھا کہ daily، اگر daily نہیں تو آج تعین کر لیں کہ دو دن کے بعد یا تین دن کے بعد ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب وہاں کی رپورٹ پیش کریں گے۔ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اس تجویز پر لازمی طور پر وہ briefing لے کر یہاں پر آئیں کہ کیا وجہ ہے کہ کافی عرصہ سے یہ expired food, expired spray اور expired medicine کو sale کرنے والے لوگوں کی آماجگاہ صوبہ پنجاب بنا ہوا ہے اس پر رپورٹ ضرور لے آکر آئیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بھی ماشاءاللہ most senior member ہیں اور چودھری ظہیر الدین صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں۔ اس House کے اندر ہم نے عوام کے مسائل کو discuss بھی کرنا ہے ان کا حل بھی نکالنا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ایک ترتیب کے ساتھ اور ایک decorum کے ساتھ جو بات آئے اس کا جواب دیا جائے پھر جواب سنا جائے۔ میرا خیال ہے کہ ہم جب یہاں پر منتخب ہو کر آتے ہیں تو ہم یہاں پر collective wisdom کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں جب ہم میں discipline نظر نہیں آتا اور ایک دوسرے کے لئے اچھے الفاظ استعمال نہیں کرتے، خواہ وہ اِدھر سے ہوں یا اُدھر سے تو اس کے بعد یہ اچھی صورتحال نہیں بنتی۔ میں نے ایک تجویز بھی دے دی ہے اور میں یہ بھی عرض کر رہا ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب جو کہ قائم مقام وزیر صحت ہیں وہ یہاں پر تشریف لے آئیں، آج نہیں تو کل تشریف لے آئیں کیونکہ کل Private Members Day ہے وہ یہاں پر briefing دے دیں اور ہم اس پر پرسوں عام بحث کر لیں گے۔ میری تجویز ہے کہ اگر لاء منسٹر صاحب اس کو بہتر سمجھیں تو اس پر دو یا تین دن ضرور بحث رکھئے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ میری بات سنیں، شاہ صاحب میں آپ کی بات سے پہلے بتاتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے بڑا واضح کہا ہے کہ آپ جو دن چاہتے ہیں رکھ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! 13۔دسمبر سے لے کر آج تک کوئی discussion نہیں ہو سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کس لئے نہیں کی؟ انہوں نے تو رپورٹ پیش کر دی ہے اب discussion تو آپ نے کرنی تھی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں تجویز کرتا ہوں کہ آپ اس کو Private Members Day کے بعد بدھ اور جمعرات دو دن کے لئے رکھ دیں۔ میری تجویز تو یہی ہے کہ بدھ اور جمعرات بحث کے لئے رکھ لی جائے اور باقی جو ہمارے پیپلز پارٹی کے سربراہ ہیں وہ بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ decorum of the House ہونا چاہئے اور ہم بالکل یقین رکھتے ہیں مگر بات یہ ہے اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے ایک

سوال پوچھتا ہوں کہ democracy اور dictatorship میں کیا فرق ہے؟ dictatorship میں It is always centralization of power اور democracy میں It is division of power. ہے جبکہ ہمیں یہاں پر division of power نظر نہیں آتی۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ ہمارے منسٹر بنائیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کے جو اپنے ممبران ہیں ان کو منسٹر بنائیں۔ خدارا آپ ذرا دیکھیں اور سوچیں۔

جناب سپیکر! آپ خود بھی ایک ممبر اسمبلی ہیں آپ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ بتائیں کہ لاہور میں کیا ہو رہا ہے؟ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے، لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح مر رہے ہیں، ہم point scoring نہیں کرتے مگر کیا انسانی ہمدردی کے تحت ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ جب ایک آدمی، وہ اکیلا گھر نہیں چلا سکتا تو وہاں پر جہاں مرد باہر کام کرتا ہے تو عورت بچوں کی تربیت بھی کرتی ہے اور گھر کا نظام بھی چلاتی ہے، یہاں پر یہ چیزیں دیکھیں کہ ابھی منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ 72 منسٹر رکھے ہوئے تھے، کم از کم division of power تو تھی۔ Politics میں کیا ہوتا ہے؟ It is the participation of the people یہاں پر اگر رانا صاحب لاء منسٹر صاحب کی وساطت سے He was himself sitting over here اور ان سے پوچھیں کہ یہ اس وقت کیا بات کرتے تھے اور آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اب وہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اگر وہ اس چیز کو justify کرتے تو I don't have any objection. وہ اٹھ کر یہ کہہ دیں کہ I justify this act مطلب centralization تو I am quite satisfied. Thank you.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

جناب والا! میں عرض یہ کروں گا کہ اپنی نالائقی کو چھپانے کے لئے لاقانون، وزیر قانون جن کی وجہ سے آج پنجاب میں ڈاکو راج ہے۔ وہ وزیر قانون۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! تھوڑا سا تحمل کے ساتھ۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں ورنہ بولنے نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! تحمل کے ساتھ۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں سابق وزیراعلیٰ پنجاب اور موجودہ وزیر سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گا جنہوں نے حق اور سچ کی بات کی تو ان کے متعلق میڈیا میں کیا کیا باتیں بنائی گئیں حالانکہ انہوں نے صرف وہی کہا جو ہم نے کہا کہ نالائقو! اپنی نالائقی کو چھپانے کے لئے ایسے کام مت کرو۔ ہمارا مطالبہ صرف ایک ہے اور ہمیں ہمدردی ہے---

سید زعیم حسین قادری: لٹیروں چپ کرو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھ لیں ہم نے ایسے نہیں کیا تھا---

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ کسی کو چور کہیں گے تو---

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہم اس وقت نہیں بولتے جب وہ بولتے ہیں---(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ دیکھیں کہ decorum of the House یہ ہے آپ شائستہ الفاظ کو استعمال کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو، ڈاکو" کی نعرہ بازی کی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ساڈے الفاظ شائستہ نہیں تے انہاں دے الفاظ آپ شائستہ نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کیا کہا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ میری گزارش سن لیں۔ میں شائستہ بولنے کی کوشش کروں گا اور یہ بھی کوشش کروں گا کہ لاقانون، وزیر قانون کی موجودگی میں شائستہ بولوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کھیلیں اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میری اب گزارش صرف اتنی ہے کہ اس سائیڈ پر بیٹھے ہوئے دوستوں سے عرض کروں گا، ابھی میرے دوست نے یہاں پر کہا کہ ستر وزارتیں ہیں اور "انہاں دی موجاں لگیاں ہویاں نیں باقیاں نال انہاں نوں کی" ان کے پاس سات سات وزارتیں ہیں ہم تو اتنا pressure بڑھائیں گے کہ اس بائیس وزارت اعلیٰ والے [****] کو یہاں بھی آنا پڑے گا اور وزیر بھی بنانے پڑیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو، ڈاکو" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر! اب یہ آپ کے گناہ نہیں چھپ سکیں گے۔ آج یہاں پنجاب کے اندر جب کسی کے گھر سے جنازہ نکلتا ہے، خدانخواستہ میرے منہ میں خاک وہ جنازہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بات کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جب اس گھر سے نکلے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کر چکے ہیں اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہاں کوئی debate نہیں ہو رہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے۔ اب آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! یہ الفاظ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ایک منٹ۔ بسراء صاحب! wind up کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! مجھے موقع دیں میں wind up کرتا ہوں۔ مجھے بات تو کرنے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! وزیر اعلیٰ کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ حذف کرائے جائیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 811 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! زعیم قادری میرے بھائی ہیں، میں عرض تو کر لوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اتنا بتا دوں، ابھی میرے پاس ایک چٹ آئی ہے۔۔۔

سید زعیم حسین قادری: جناب والا! وزیر اعلیٰ کے بارے میں الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیوں کئے جائیں؟ [******] اس کے بارے میں الفاظ کارروائی سے کیوں حذف کئے جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ اس طرح سے پھر آپ بات کو کدھر لے جانا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! ادھر لے کر جاتے ہیں جو ذمہ دار ہیں۔ جو لوگوں کو مار رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جو لوگوں کے قاتل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر میں عرض کروں گا کہ [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں اس طرح سے نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! [******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): [************************]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): [******]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): [*************]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [********]

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[*******]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[****************]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[*******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):[****](قطع کلامیاں)

سید زعیم حسین قادری:جناب والا![******]

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!آپ میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہاں پر ابھی آپس میں جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے میں یہ ساری کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔یہاں پر تمام ممبران کی عزت برابر ہے

سید زعیم حسین قادری:جناب والا![*****]والے الفاظ حذف کرائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ میں نے پہلے ہی حذف کروا دیئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):[******]

جناب ڈپٹی سپیکر:بسراء صاحب!آپ پھر کر رہے ہیں۔بسراء صاحب!تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا![*****]

ڈاکٹر سامیہ امجد:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:تشریف رکھیں۔No further point of order.اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔No point of order.یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری:جناب والا!میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:قادری صاحب!آپ فرمائیں کیا کہہ رہے ہیں؟(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہم ان کو بھاگنے نہیں دیں گے۔

سید زعیم حسین قادری: ہم کہاں بھاگ رہے ہیں؟ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا اصولی مؤقف ہے یہ considered opinion ہے کہ ہم اربوں روپے کی سو وزارتیں بنا کر، لوٹ کھسوٹ کا بازار جو مرکز میں گرم ہے اس کی تائید صوبوں میں نہیں کرنا چاہتے۔ جناب چیف منسٹر کی competence پورے پاکستان میں مشہور ہے اور سب جانتے ہیں کہ وہ بائیس بائیس گھنٹے کام کرنے کے عادی ہیں انہوں نے prove کیا ہے کہ وہ ایک competent آدمی ہیں۔ ان کو ان سے کیا problem ہے؟ وہ الفاظ حذف کرائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: قادری صاحب! تشریف رکھیں۔ وہ الفاظ میں نے already حذف کروا دیئے ہیں۔

جناب زعیم حسین قادری: جناب والا! اگر ہمارے بارے میں کوئی بری زبان استعمال کرے گا تو میں بھی ایسی زبان استعمال کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی میرے پاس لاہور ہائیکورٹ بار کی طرف سے چٹ آئی ہے، لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کی Legal Ethics Committee یہاں پر موجود ہے اور وہ آپ کی ساری کارروائی کو بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! [*******]

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں گزارش کروں گی کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں House کے اندر جذبات بہت گرم ہیں House کو دس منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی دس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر 10 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 6 بج کر 10 منٹ پر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر قانون کو ایوان میں لایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way...

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): What is no way? ہمیں وہ کیا کہہ گیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ This is no way.

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں بات یہ ہے کہ ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [*****]

MR DEPUTY SPEAKER: Shaukat Basra Sahib! Please mind your language. This is floor of the Assembly. Mind your language

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس سے پوچھئے فوجیوں نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ان کے لئے تمغہ افتخار ہے۔ یہ ہماری اس اسمبلی کے لئے تمغہ افتخار ہے۔ اس دور میں جو کچھ ہوا میں سمجھتا ہوں کہ ۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ کلنک کا ٹیکہ ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات clear کر دوں کہ جمہوری رویوں کا خیال رکھیں۔ آپ اسمبلی کے decorum کا خیال رکھیں اور تشریف رکھیں۔

اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 1120 محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ کا ہے۔

جناب شہر یار علی خان: جناب سپیکر! اس طرح اجلاس نہیں چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ آپ میری بات سنیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جو بدتمیزی کی ہے اس کے بعد بھی آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو جب چیمبر میں بلایا گیا تھا تو آپ لوگ کیوں نہیں آئے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ جب [****] بنیں گے تو پھر ہم کہاں کہاں جائیں گے؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! آپ ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر کسی قیادت کے بارے میں کوئی بات ہو گی اور نہ سنی جائے گی۔ یہ فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ جب میں الفاظ کارروائی سے حذف کر چکا ہوں تو اس کے اوپر بحث بھی نہیں ہو سکتی۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے جو الفاظ اب کہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سارے الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حمیرا اویس شاہد صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا یہ درست ہے کہ بحوالہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 25۔جنوری 2012۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ حمیرا صاحبہ! ایک منٹ رکیئے گا۔ میں نے وقفہ اس لئے کیا تھا کہ آپ لوگ آ جائیں اور بات کر لیں۔ آپ لوگوں نے تو آ کر بات ہی نہیں کرنا چاہی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ [****] بنیں گے تو ہم کیا بات کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! آپ اس طرح کی بات بالکل نہ کریں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! سپیکر کے عہدہ پر [****] بننے کا جو الزام لگایا جا رہا ہے میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے آپ نے ہمیشہ unbiased سپیکر کا کردار ادا کیا ہے،

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ نے ہمیشہ اس بات کو prove کیا ہے اور democratic طریقے سے اس House کو چلانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور پھر درخواست کرتا ہوں کہ یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں already وہ الفاظ حذف کر چکا ہوں۔ جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ماحول، گفتگو اور موضوع کوئی بھی ہو وزیر قانون چونکہ قائد ایوان کی یہاں ایک طرح سے نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں تو انہیں کم از کم ایک level سے نیچے نہیں آنا چاہئے۔ اس House کی عزت کے لئے نہیں آنا چاہئے۔ اب جو بات وزیر قانون نے کہی کہ 13 لاکھ روپے شوکت بسراء صاحب نے اپنے بیٹے کے علاج کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب سے حاصل کئے ہیں۔ یہ تو استحقاق ہے، میں تنخواہ لے رہا ہوں اور مجھے آپ پٹرول کے پیسے دیتے ہیں۔ اب یہ exploitation وزیر قانون کے منہ سے سجتی نہیں۔ شوکت بسراء صاحب کا ایک بیٹا ہے، جو کئی سالوں سے dialysis پر ہے اور ان کے ایک فقرے پر وزیر قانون اتنا تلخ ہو جائیں تو ان کے لئے بھی یہ مناسب ہے اور نہ ہی یہ سجتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو اس کے اوپر بہت اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یہ ان کے بیٹے کا نہیں میرے بیٹے کا اور آپ کے بیٹے کے علاج کا مسئلہ ہے۔ ہم سیاسی گفتگو روز کرتے ہیں لیکن ذاتی گفتگو بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ وزیر قانون اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کریں گے اور اگر وہ کرتے ہیں تو ہم اس کو appreciate کریں گے۔ میں ایک بات ان کے مخاطب ہونے سے پہلے کرنا چاہتا ہوں، میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح سے شوکت بسراء صاحب کے بیٹے کے علاج کا تذکرہ رانا صاحب نے کیا ہے اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے گزشتہ چار سالوں کے دوران جس بھی سیاستدان کے لئے چاہے وہ اس حکومت کا ممبر ہو یا کسی سیاسی جماعت کا عہدیدار ہو اس کو جتنی رقم بھی علاج کی غرض سے دی گئی ہے ایوان کو اُس کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر میں یہاں سے وہاں آ کر آپ کو کہتا ہوں کہ مجھے ضرورت ہے، میرے اکلوتے بیٹے کی زندگی بچانے کے لئے آپ کے پاس اختیار ہے۔ آپ اس اختیار کو استعمال کریں اور میری مدد کریں اس پر مجھے کوئی کہے کہ میں بے شرم ہوں تو یہ آپ کا ظرف ہے کہ آپ کو کوئی ایک خیرات دینے والا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس بات کو بڑے احسن طریقے سے اس ایوان کے احترام

میں ہم یوں ختم کر سکتے ہیں کہ وزیر قانون کہیں کہ غلطی سے جذبات میں ان سے ایک بات ہو گئی ہے جو اس ایوان کے تقدس کا تقاضا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں لاء منسٹر صاحب کی بات سے پہلے صرف ایک بات کرنا چاہوں گا۔ بات یہ ہے کہ یہ House اس وقت تک اچھے طریقے سے چلے گا جب تک اس Chair کا احترام ہو گا۔ میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے کچھ کہہ دیا اور آپ نے کچھ کہہ دیا تو اب یہ Chair کا کام ہے کہ وہ House کی کارروائی کو کس طرح کنٹرول کرتی ہے۔ آپ جب پہلا حملہ ہی Chair پر کر دیں گے کہ اب ہم نے اس کی بات نہیں سننی اور اپنا فیصلہ کرنا ہے۔ آپ نے شاید سنا نہیں میں نے وہ تمام الفاظ جو لاء منسٹر صاحب نے کہے یا اُدھر سے کہے گئے وہ سارے کے سارے حذف کرا دیئے ہیں۔ آپ نے تو Chair کو House چلانے ہی نہیں دیا مطلب یہ ہے کہ Chair اس House کو ڈنڈے کے زور پر نہیں عزت کے زور پر چلاتی ہے۔ آپ جب تک اس Chair کو عزت نہیں دیں گے تب تک یہ House نہیں چلے گا۔ میرے خیال میں اس Chair کی impartiality پورے House کے سامنے ہے اور آپ دیکھتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے آج اس چیز کو بھی دیکھنا ہے۔ اب میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ بات کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے بھائی سوہنا صاحب نے جو بات کی ہے میں اس میں دو چیزوں کی وضاحت کے بعد یہ عرض کرنا چاہوں گا، سوہنا صاحب نے یہ بات کی کہ اگر پندرہ ہزار ڈالر شوکت بسراء صاحب کے بیٹے کے علاج کے لئے دیئے گئے تو وہ ہمارا استحقاق تھا۔ میں معذرت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ استحقاق نہیں تھا، بیرون ملک یا اندرون ملک علاج کے لئے جو رقم دی جاتی ہے اس میں پرائمری اور first condition یہ ہوتی ہے کہ وہ آدمی afford نہیں کر سکتا۔ اگر میں سال میں اس اسمبلی سے اپنے ٹی اے / ڈی اے اور تنخواہ کی مد میں اٹھائیس لاکھ روپے لوں اور اس کے بعد تیرہ لاکھ روپے کے لئے کہوں کہ میرے بیٹے کے علاج کے لئے مجھے اور پیسے چاہئیں تو میرا استحقاق نہیں بنتا۔ جہاں تک Rules کی بات ہے تو شوکت بسراء صاحب نے باقاعدہ جو application دی، اس پر جو summary گئی اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ وہ میں سوہنا صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ اس میں باقاعدہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اور چیف سیکرٹری صاحب نے لکھا کہ یہ استحقاق نہیں بنتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حق ہے جو afford نہیں کر سکتے اور یہ کسی طور پر بھی کسی ایم پی اے کا حق نہیں ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے Privileges Act کو quote کیا

ہے لیکن اس کے باوجود وہ summary جس شخص کے پاس گئی، آپ اسے نالائق کہہ لیں، غفلت کی بات کر لیں، انہوں نے غیر قانونی کی بات کی تو پھر بات یہ ہے کہ گالی کا جواب ہمیشہ اسی طرح کا آتا ہے۔ آپ ایک گالی دیں، دوسری دیں، تیسری دیں لیکن جب آپ پانچویں بار دیں گے تو پھر شاید ایک مرتبہ دوسری طرف سے جواب آ جائے گا۔ بسراء صاحب نے دس منٹ بات کی تو میں نے خاموشی سے سنی اور اس کے بعد میں نے چار یا پانچ منٹ میں اس کا جواب دیا۔ اب اس کے بعد اس بات پر اس طرح کی تکرار کہ جس قسم کے انہوں نے الفاظ استعمال کئے آپ نے حذف کرا دیئے میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن اس کے بعد انہوں نے جس آدمی کو قاتل اعلیٰ کہا جب یہ summary گئی تو اس نے اس پر لکھا کہ نہیں یہ شوکت بسراء کے بیٹے کا نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے میرے بیٹے کا معاملہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اس کے علاج کے لئے ان Rules کی پابندی کو قبول نہیں کرتا اور میں ابھی ان کو بیرون ملک بھجوانے اور جو رقم مانگی ہے اس کا بھی انتظام کرنے کا آرڈر کرتا ہوں۔ اس بندے کو قاتل اعلیٰ کہنا میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح بھی مناسب الفاظ نہیں ہیں، otherwise بھی نہیں ہیں۔ یہاں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی یہ بات طے ہوئی ہے کہ قیادت کی حد تک ایسی بات نہیں کرنی۔ انہوں نے میرے متعلق ان کے منہ میں جو آیا ہے وہ کہا ہے لیکن میں خاموشی سے بیٹھا رہا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی سوہنا صاحب نے کہا کہ جتنے لوگوں کے علاج کے لئے پیسے دیئے گئے ہیں اس کی وضاحت دی جائے۔ یہ پیسے انہی کو دیئے ہیں جنہوں نے حلفیہ بیان دیئے ہیں کہ ہم afford نہیں کر سکتے اور ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ سوہنا صاحب اُن آدمیوں بلکہ ان کے خاندان کے کسی آدمی سے مل کر دیکھیں کہ وہ اس احسان کو کس طرح سے لیتے ہیں، وہ اس طرح قاتل اعلیٰ نہیں کہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آج انتہا کی جس پر یقیناً مجھے بھی غصہ آیا۔ اگر سوہنا صاحب اپنی تجویز پر عمل کرانا چاہتے ہیں تو بسراء صاحب اپنے ان الفاظ کو واپس لیں تو میں بھی اپنے الفاظ کو دس مرتبہ واپس لینے کے لئے تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلے تو اس پر میرا ایک point of privilege بھی بنتا ہے۔ میں پہلے آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا being a Member میڈیکل کی سہولت آپ کے پاس نہیں ہے؟ آپ کے علم میں ہے کہ میں دل کا مریض ہوں اور ہر مہینے دوائیاں لے رہا ہوں۔ یہ دوائیاں مجھے کس Rule کے تحت مل رہی ہیں؟ میں 1995 میں اس House کا ممبر تھا تو اس وقت Angina کی problem تھی جس کے علاج کے لئے میں امریکہ گیا اور مجھے اس وقت بھی گورنمنٹ نے پیسے دیئے

جنہیں میں نے utilize کیا تھا۔آج بھی آپ کے علم میں ہے کہ میڈیکل کی سہولت ممبر کا استحقاق ہے، صرف ممبر کا استحقاق نہیں بلکہ اس کے فیملی ممبر کا بھی استحقاق ہے۔اگر اس کے ماں باپ بھی زندہ ہوں تو اُن کو بھی میڈیکل کی سہولت میسر ہے۔سیکرٹری فنانس یا کوئی اور اگر ایک چیز کو غلط interpret کر رہے ہیں تو کیا ہم پر وہ چیز لاگو ہو جاتی ہے؟ میں اسے challenge کرتا ہوں۔دوسری بات میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ نے House چلانا ہے اور یہ بات ٹھیک ہے کہ گھر کا اُس وقت تک تقدس برقرار رہتا ہے جب گھر کے مکین اس میں رہیں۔اگر گھر کے مکین اس میں نہ رہیں تو اس میں بھی کیڑے مکوڑے قبضہ کر لیتے ہیں۔جیسے ایک fertile زمین کو آپ ایک یا دو سال کے لئے کاشت نہ کریں تو اس میں بھی جنگلی بوٹیاں قبضہ کر لیتی ہیں۔یہ ٹھیک ہے کہ ہم یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی کمی محسوس کرتے ہیں مگر اس کے باوجود جب انہوں نے اپنی power لاء منسٹر صاحب کو delegate کی ہے تو اب یہ یہاں پر قائد ایوان ہیں۔

جناب سپیکر! ایک دفعہ چنگیز خان کے بیٹے کے پاس ایک آدمی گیا کہ میرا باز بھوکا ہے اور مجھے پیسے چاہئیں کیونکہ میں نے کبوتر لینا ہے۔اُس نے اپنے وزیر کو کہا کہ اس کو اشرفی کی ایک تھیلی دے دیں جس پر اس آدمی نے کہا کہ یہ تو ایک دھیلے سے بھی آ جائے گا۔اس پر چنگیز خان کے بیٹے نے کہا کہ جب لوگ بادشاہ کے پاس آتے ہیں تو جیسے ایک مچھیرا سمندر پر جاتا ہے تو وہ اپنا جال پھینکتا ہے اور اپنی نظر میں سمندر کو بند کرتا ہے تو سمندر اس کی کم ظرفی کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو کچھ نہ کچھ مچھلیاں دے دیتا ہے جس سے اُس کا روزگار بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں پر agitate کرنا ہے مگر لاء منسٹر صاحب نے اس House کو چلانا ہے۔وہ اپنی ذمہ داری دیکھیں کیونکہ ذمہ داری change ہوتی رہتی ہے۔جب لاء منسٹر صاحب اِدھر اپوزیشن بنچوں پر ہوتے تھے تو اُس وقت agitate کیا کرتے تھے لیکن دوسری طرف راجہ بشارت صاحب House کو چلاتے تھے۔بات حوصلہ کرنے کی ہے۔اگر ہم سے کوئی بات ہو بھی جاتی ہے تو اُن کو اپنی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔آپ دیکھیں کہ اُن کے پاس power کون سی ہے؟ یہاں پر ان کو قائد ایوان بنایا گیا ہے اس لئے وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اعلیٰ ظرفی دکھائیں۔میں بھی سوہنا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہی عرض کروں گا کہ جیسے سوہنا صاحب نے کہا ہے لاء منسٹر صاحب اس طرح کہہ دیں، اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ بات یہ ہے کہ تلوار کا زخم آپس میں مل جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں ملتا کیونکہ زبان کا زخم اُس وقت ملتا ہے جب زبان سے محبت کے الفاظ کہے جائیں۔میں آپ کی

وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہی request کروں گا کہ آپ نے House چلانا ہے لہذا House چلانے کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس محبت کا ثبوت دیں جیسے:

Humanity is the product of love and love is the product of respect. When you love a person, you respect that person.

اس لئے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا جانا چاہئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے قائل کی بات کہی ہوگی جوان کو نہیں کہنی چاہئے تھی لیکن اس کے باوجود وہ اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔ اگر ہم سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو نظر انداز کریں اور ہمارے زخموں پر مرہم رکھیں نہ کہ نمک چھڑکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں صرف اتنی بات کروں گا کہ رویّوں پر پہلے بھی بات ہوئی تھی۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ decision ہوا تھا کہ کوئی ممبر ذات کے حوالے سے کسی بھی لیڈر شپ کے خلاف کسی بھی قسم کی بات نہیں کرے گا۔ باقی پالیسیوں پر بات کرنا اور انہیں criticize کرنا House کے ممبران کا حق ہے لیکن ذات پر جانا میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے۔ سوہنا صاحب! لاء منسٹر صاحب نے اس حوالے سے جو بات کی ہے اس پر مزید آپ کوئی بات کہنا چاہیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ یہاں پر giving side پر ہیں and we are on the taking side اس وقت لاء منسٹر صاحب اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ Love ever gives, never takes, love ever suffers, never complains and love is not revengeful. اب لاء منسٹر صاحب نے محبت کا مظاہرہ کرنا ہے نہ کہ شدت کا مظاہرہ کریں اس لئے میں آپ سے بار بار یہی استدعا کر رہا ہوں کہ یہ ذمہ داری لاء منسٹر صاحب پر ہے مگر ہمارے اوپر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اس وقت دو issues ہیں۔ ایک وزیر قانون کو وہ بات ناگوار گزری جو ان کی سیاسی قیادت سے متعلق الفاظ اِدھر سے استعمال کئے گئے اور جو الفاظ ہماری قیادت کے متعلق اُدھر سے استعمال ہوئے یا ہوتے رہتے ہیں اس کے باوجود ہم نے آپس میں فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہم سیاسی قیادت کے خلاف کوئی گفتگو نہیں کریں گے مگر پھر بھی تنقید ہوتی ہے اور غیر مہذب الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ابھی جو آپ بات کر رہے تھے کہ ہمیں ذاتیات پر نہیں آنا چاہئے اور ایک دوسرے کی

ذات کا ہمیں احترام کرنا چاہئے۔ میں آپ کی اسی بات کو دہراتا ہوں کہ ہمیں ذاتیات پر نہیں آنا چاہئے اور جو ذاتیات پر آیا ہے اُس کو اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! میرے خیال میں کچھ معاملات پر کچھ باتیں ایسی ہیں کہ دلوں میں کدورتیں اور رنجشیں بھی ہیں۔ میں House میں یہی کہوں گا کہ آپ کی طرف سے بسراء صاحب اور آپ کے دو تین دوست، اِدھر سے لاء منسٹر صاحب اور دو تین دوست ابھی proceeding کے بعد چیمبر میں بیٹھ جاتے ہیں تاکہ ہم اس کو اچھے طریقے سے حل کر سکیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہم وزیر قانون سے معذرت کرا کر کچھ نہیں چاہتے لیکن میں آپ سے اور وزیر قانون سے ایک بات عرض کر دیتا ہوں کہ غلطی ہو جانا انسان کی فطرت ہے کیونکہ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے لیکن اپنی غلطی کو تسلیم کرنا شاید انسانیت سے بڑھ کر چیز ہے۔ آج اگر کوئی شخص انسانیت سے بڑھ کر آگے جانا چاہتا ہے تو رانا صاحب حوصلہ کریں ورنہ ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے بات پوری ہو جائے پھر بائیکاٹ کا فیصلہ کریں۔ ویسے میں چاہتا یہ تھا کہ ہم آئندہ کے لئے بھی اس پر کوئی فیصلہ کرتے۔ پہلے بھی آپ کو یاد ہو گا کہ یہ بات بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اس لئے گئی تھی کہ اُس وقت معاملات کافی حد تک پہنچ گئے تھے جس پر بیٹھ کر آپس میں بات ہوئی تھی۔ میرے خیال میں ڈائیلاگ ہمیشہ ایک اچھا حل ہوتا ہے جس پر بات کو ہم آگے لے کر جاتے ہیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ دس منٹ کے لئے House کی کارروائی suspend کر دیں۔ میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ جب انہوں نے بات قائل تک پہنچائی تو یقیناً دوسری طرف سے بھی جذبات میں جواب ویسے ہی آنا تھا لیکن میں نے جو بات کی ہے وہ تو fact ہے۔ میں نے 15 ہزار ڈالر کی بات کی ہے تو یہ بالکل fact ہے مگر کوئی الزام نہیں لگایا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر [***] والی بات بھی سچ ہے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 812 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر سچ ہے تو پھر سچ کو چلنے دو اور ہمارا سچ بھی سچ ہے۔ میں نے الزام نہیں لگایا۔ اگر میں الزام لگاتا اور بلا جواز بات کرتا، جھوٹی بات کرتا اور اگر ثابت ہو جاتا تو میں سو مرتبہ یہ کہتا کہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے لیکن میں نے جو الزام لگایا ہے وہ حقیقت ہے اور جہاں تک Rules کی بات ہے تو اگر کل کو House انہیں change کر دے تو میں کہہ نہیں سکتا لیکن آج Rules کی جو پوزیشن ہے اس کے مطابق بیرون ملک علاج کی کوئی entitlement نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید زعیم حسین قادری: شکریہ۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ جس لفظ پر نہ صرف میں نے بلکہ لاء منسٹر صاحب اور میرا خیال ہے کہ ادھر بیٹھے ہوئے کافی دوست اس سے متفق نہیں ہوں گے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج سے صرف پانچ دن پہلے ٹی وی پر پہلی بار اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب نے یہ لفظ استعمال کرنا شروع کیا اور پانچ دن ہو گئے ہیں اس بات کو کہ بار بار میڈیا کے سامنے، اندر ایوان میں، ہر جگہ یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ آج ہم نے جواب دیا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے بلکہ باہر میڈیا میں، ٹاک شو میں جو کسی کا جی چاہتا ہے، جتنا کسی کا زور چلتا ہے وہ چلائے لیکن اس معزز ایوان میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا ہے کہ قیادت کے متعلق اس قسم کی گفتگو نہیں ہو گی۔ اگر میں نے وہ کی ہے تو یہ آج ثابت کر دیں جس پر میں معذرت کے لئے تیار ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں وہ احساس نہیں دلا سکے جو پنجاب کے پڑھے لکھے وزیر قانون کو احساس دلانا چاہتے تھے لیکن میں آپ سے طے کرتا ہوں کہ پنجاب کی اسمبلی ہے اور پنجاب کی روایت کی بات کرتے ہیں تو آج کی اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ نکلوا لیں کہ جس نے سیاسی قیادت کے خلاف پہلے غیر مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں، وہ یہاں پر معذرت کرے۔ ہم اس چیز کا آپ کو اختیار دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ آج کی کارروائی کو دیکھ لیں اور جو فیصلہ کریں گے ہمیں وہ منظور ہو گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ House کو suspend کریں اور اس فارمولے پر عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ proceeding of the House اتنی جلدی تیار نہیں ہوتی۔ یہ تیار کر رہے ہیں تو انہیں کر لینے دیں اور ہم اتنی دیر میں بزنس مکمل کر لیتے ہیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ مشکل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں اتنی بری بات نہیں ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ مشکل ہو گا کیونکہ ہمارے لئے یہاں پر "بے شرم بن کر بیٹھنا مشکل ہو گا"۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ tactics کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں میں tactics کی بات بالکل نہیں کرتا اور ہمیشہ میں اپنے ممبروں کے ساتھ ہوتا ہوں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ہمارے لئے بے شرم بن کر یہاں بیٹھنا مشکل ہو گا۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو پہلی مرتبہ اللہ کے فضل و کرم سے ممبر بنا ہوں اور سب لوگ میرے سے سینئر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ذاتیات سے تھوڑا سا بالاتر ہو کر بات کرنی چاہئے کیونکہ ایک طرف بات ہو رہی ہے کہ دوائی کی وجہ سے اموات ہوئی ہیں اور اب اس معزز ایوان کے تقریباً دو گھنٹے اس تصفیے پر لگ گئے ہیں کہ کس نے کیا الفاظ کہے ہیں۔ غیر پارلیمانی الفاظ انہیں بھی نہیں کہنے چاہئیں تھے اور اب اس بات کو ختم کر دینا

چاہئے کیونکہ یہ قوم کا اور اس صوبے کا قیمتی وقت ہے تو اس قیمتی وقت کو ہم اپنے بزنس پر لگائیں اور اس مسئلے کے حل کے لئے کوئی بات کریں بجائے اس کے کہ فلاں فلاں سے معافی مانگے تو یہ مطالبہ نہیں مانتا۔ شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ آج کی کارروائی کا ریکارڈ نکلوالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل وہ میں نکلوالیتا ہوں لیکن اس procedure کو کم از کم دو اڑھائی گھنٹے لگ جائیں گے اور پھر اس پر بات ہو گی تو سوہنا صاحب! میرا خیال ہے کہ بہتر یہی ہے کہ یہ House بھی ادھر ہی رہنا ہے اور آپ ممبران کی عزت کو Chair نے یقینی بنانا ہے۔ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ وہ proceedings ہمیں مل جائیں گی تو آج ہم دیکھ کر کل اسمبلی کا آغاز ہی اس بات سے کریں گے۔ ہم سیشن شروع کرنے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بھی بُلالیں گے جہاں ساری بات کر کے House میں ہم آئیں گے۔

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ یہ معاملہ کل صبح جب ایڈوائزری کمیٹی میں اٹھایا جائے تو اس کے بعد پھر سے یہ معاملہ اس ایوان اور اسمبلی کے اندر نہ لایا جائے کیونکہ جو معاملات بھی طے کرنے ہیں اور اخلاقیات کے دائرے کے اندر جو بھی بات آپ نے کل طے کرنی ہے وہ وہیں پر ہو جائے اور اس طرح کا واقعہ اسمبلی اور اس معزز ایوان کے اندر دوبارہ رونما نہ ہو تاکہ اس طرح کے معاملہ پر ہم مزید بحث کر کے اس صوبے کے عوام کے وقت اور ضروریات کو ضائع نہ کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اپوزیشن بنچوں کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ وزیر قانون نے پھر سٹینڈ لیا کہ انہوں نے حقائق کی بات کی۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر رہے کہ 15 ہزار ڈالر بسراء صاحب کے بیٹے کے علاج کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے دیئے ہیں۔ ہم تو معترض اس بات پر ہیں

کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے مدد پر ہم اگر بے شرم بن گئے ہیں تو بے شرم بن کر یہاں پر بیٹھنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران اسمبلی احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! جب ایک فیصلہ ہوا ہے تو let the proceedings come۔ چونکہ جب ہم نے کہہ دیا ہے اور جیسے سیکرٹریٹ نے بتایا ہے کہ proceedings دو سے اڑھائی گھنٹے میں تیار ہوتی ہیں تو میرا خیال ہے کہ علی حیدر نور خان نیازی صاحب، سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب اور مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب جا کر اپوزیشن سے بات کر کے انہیں منا کر لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن دوستوں کے ذمہ آپ نے اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لانا لگایا ہے تو میں اپوزیشن کے دوستوں کو یہ وضاحت عرض کرنا چاہوں گا کہ قطعی طور پر میں نے اپوزیشن کے ممبران کے لئے بے شرم ہونے کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ میں نے وہ لفظ ایسے بندے کے لئے استعمال کیا ہے کہ جو مدد لے اور پھر مدد لینے والے کو "قاتل" کہے یعنی جو زندگی بچانے کی بھیک مانگے اور جو زندگی بچانے کی بھیک دے تو اسے بعد میں وہ قاتل کہے۔ اس تناظر میں یہ بات میں نے کی ہے باقی اپوزیشن کے ممبران میرے لئے قابل احترام ہیں اور میں نے اپوزیشن کے لئے اس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران علی حیدر نور خان نیازی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحبان اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر گئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اتنی دیر میں حمیرا اویس شاہد صاحبہ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1120 ہے۔

حافظ آباد: پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

1120: محترمہ حمیرا اویس شاہد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحوالہ روزنامہ اوصاف مورخہ 2012-01-25 حافظ آباد پولیس مین بازار حافظ آباد سے رانا سرفراز جیولر جو کہ اپنی دکان میں کام کر رہا تھا، کو زبردستی گاڑی میں ڈال کر لے گئی اور اس پر اتنا تشدد کیا کہ وہ دم توڑ گیا؟

(ب) کیا حکومت پنجاب نے رانا سرفراز کو قتل کرنے کے الزام میں متعلقہ پولیس اہلکاروں پر قتل کا مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کر دی ہے؟

(ج) ایوان کو واقعہ کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1120 ہے۔ جو واقعہ اس میں بیان کیا گیا ہے اس پر مقدمہ نمبر 60 مورخہ 12-01-24 جرم 302/147/149 ت پ تھانہ سٹی حافظ آباد درج رجسٹرڈ ہوا۔ تفتیش مقدمہ خضر آزاد ایس آئی تھانہ سٹی حافظ آباد کے سپرد ہوئی۔ لاش کا پوسٹ مارٹم ہسپتال حافظ آباد میں بذریعہ میڈیکل بورڈ کرایا گیا ہے۔ ابھی تک میڈیکل بورڈ سے حتمی رزلٹ موصول نہیں ہوا۔ گوجرانوالہ پولیس ملازمین ملزم سرفراز احمد کو مین بازار میں جامع مسجد کے سامنے سے گرفتار کر کے لا رہے تھے تو وہاں پر یہ بیہوش ہو گیا۔ اسے فوری طور پر پولیس کی حفاظت میں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ وہاں پر prima-facie یہ کہا جا رہا ہے کہ due to heart attack اس کی death ہوئی ہے۔ جو سرسری ملاحظہ ہوا ہے اس میں صرف دو معمولی چوٹیں ہیں اور اس کے جسم پر کوئی ایسی چوٹ نہیں ہے جس سے اس کی ہلاکت ہو سکے۔ پوسٹ مارٹم کی حتمی رپورٹ آنے پر اس معاملے پر قانون کے مطابق جو کارروائی بنتی ہو گی وہ انشاء اللہ کی جائے گی۔ اس سلسلے میں، میں نے محرک کی بھی sitting ڈی پی او حافظ آباد سے کروائی ہے جو اس وقت یہاں آفیسرز گیلری میں موجود ہیں اور انہوں نے یقین دلایا ہے کہ اس معاملے میں میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 1122 کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ کا ہے۔

ضلع اٹک، ٹی ایچ کیو ہسپتال کے ڈاکٹر کا اغواء و دیگر تفصیلات

1122: کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 12۔جنوری 2012 کو رات دو بجے دس افراد جو کہ یونیفارم میں ملبوس تھے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال حضرو اٹک کے رہائشی علاقے میں گھس گئے۔ انہوں نے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر احسن بدوال جو کہ سوات کا رہائشی اور پنجاب حکومت کا معاہداتی ملازم ہے کے گھر کی دیوار پھلانگی اور ان کو گن پوائنٹ پر اغواء کر لیا؟

(ب) یہ ساری کارروائی 20 منٹ تک جاری رہی جو کہ بہت منظم طریقے سے کی گئی، ڈاکٹر کے بارے میں ابھی تک کچھ پتا ہے اور نہ ہی کسی تاوان کا مطالبہ کیا گیا ہے، خاندان کرب میں مبتلا ہے؟

(ج) اس واقعہ کے بارے میں متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1122 ہے۔ اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) اس مقدمہ میں تاحال کوئی تاوان وغیرہ طلب نہ کیا گیا۔ جبکہ مغوی کے زیر استعمال موبائل فون کا کارڈ ڈیٹا حاصل کرنے کے بعد مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں کو تحریر کیا گیا ہے۔ یہ بھی امر قابل غور ہے کہ مغوی ڈاکٹر نے دینی اور میڈیکل کی تعلیم افغانستان سے حاصل کی تھی۔ جبکہ اغواء کنندگان اپنے ہمراہ اس کی میڈیکل اور دینی تعلیمی اسناد کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہ لے کر گئے ہیں۔ مغوی کی برآمدگی کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور کوشش کی جا رہی ہے کہ ملزمان کے متعلق معلوم ہو سکے۔ اس سلسلے میں ان سے متعلق جو بھی circumstances ہیں ان کو دیکھا جا رہا ہے اور mover کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مقامی پولیس تمام تر وسائل بروئے کار لائے گی تاکہ یہ کیس workout ہو جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کل سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ میں کافی missing persons کا کیس hearing کے لئے آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ ڈاکٹر پنجاب حکومت کا ملازم تھا کیا ہم اس کی بازیابی کے لئے ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ میں رجوع نہیں کر سکتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کے لواحقین اگر اس سلسلے میں ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ سے رجوع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ وہاں پر باقاعدہ missing persons کا کمیشن بنا ہے، وہ رجوع کر سکتے ہیں گورنمنٹ کو اس میں تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر already ایک کمیشن بن گیا ہے وہ اس کمیشن سے رجوع کر لیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: ٹھیک ہے، بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق مہر سلطان سکندر بھروانہ کی ہے اس کا تحریک استحقاق کا نمبر 3/12 ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے، کیا اس کا جواب آ چکا ہے؟

ایس ایچ او تھانہ صدر (گوجرہ) کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اس کو آپ مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دو ہیں ان کی درخواست آئی ہوئی ہے کہ انہیں pending کر دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 1976/11 ہے اور یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے آپ اس کو next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا نمبر 2051/11 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ان کے نوٹس دیر سے موصول ہوئے ہیں اس لئے اس کا بھی جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، یہ بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2052/11 شیخ علاؤالدین کی ہے، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ راحت اجمل کی ہے۔ کیا وہ موجود ہیں۔۔؟ وہ موجود نہیں ہیں چونکہ یہ بھی pending ہی چل رہی ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 8/2012 ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 10/2012 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/2012 محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ قمر عامر چودھری کی ہے۔۔۔ کیا یہ موجود ہیں؟ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب پرویز رفیق کی ہے۔ ان کی درخواست آئی ہے کہ اس کو بدھ تک کے لئے pending کر دیا جائے لہذا یہ بدھ تک کے لئے pending کر دی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35/2012 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے، یہ بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64/2012 مہر اشتیاق احمد کی ہے، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 78/2012 محترمہ نگہت

ناصر شیخ کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 81/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ہسپتال ہذا نے صفائی کے لئے سروس فرم سے ٹھیکہ کیا ہوا تھا جس کی مد میں ہر ماہ تقریباً 16 لاکھ 89 ہزار 506 روپے ادا کرنے پڑتے تھے۔Contract کے مطابق ہسپتال ہذا میں 249 اور ریل سروس فرم نے 151 ملازمین صفائی پر معمور کرنے تھے۔ہسپتال ہذا کے Academic Council اور بورڈ آف مینجمنٹ فرم کی کارکردگی سے مطمئن نہ تھے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہسپتال کی انتظامیہ صفائی کا کام خود ہی کرائے۔اس فرم کا contract مورخہ 11-12-13 کو ختم ہو گیا۔سروس فرم کے contract میں ایک ہفتہ کی توسیع کرکے تقریباً 120 ملازمین کو پندرہ دن کے لئے daily wages پر رکھا گیا۔اس کے بعد ہسپتال ہذا میں قواعد وضوابط کے مطابق اخبار اشتہار دینے کے بعد daily wages بھرتی کئے جائیں گے۔اس سے ہسپتال ہذا کو نقصان ہونے کی بجائے تقریباً دس لاکھ روپے ماہانہ کی بچت ہو گی اور صفائی کا معیار پہلے سے بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! ٹھیک ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 82/2012 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 138/2012 محترمہ نجمی سلیم صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں؟ لہذا dispose of کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں تشریف لے آئے)

لاء منسٹر صاحب جو کمیٹی حزب اختلاف کے ممبران کو منانے گئی تھی انہوں نے کہا ہے کہ دس منٹ کے لئے House adjourn کرکے آپس میں بیٹھ کر بات کر لی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہماری طرف سے جو کمیٹی حزب اختلاف کے ممبران کے پاس گئی تھی، حزب اختلاف کے ممبران اسی assurance پر House میں اندر آئے ہیں کہ دس منٹ کے لئے House adjourn کیا جائے اور آپس میں بیٹھ کر بات کو طے کر کے پھر House میں آیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے Chair نے اس بارے میں جو فیصلہ کیا تھا وہ مناسب تھا۔ اس کے مطابق کل اجلاس شروع ہونے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ معاملہ discuss ہونا چاہئے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ یہ چاہیں کہ میں اپنی بات سے پیچھے اس طرح ہٹوں کہ یہ کوئی اپنی بات کو واپس نہ لے اور میں واپس لے لوں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر یہ قاتل کے لفظ واپس لیں تو میں اپنے الفاظ دس مرتبہ واپس لوں گا۔ باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو وہ میں نے آپ سے commit کیا ہے اور میں نے Chair کو اس بات کی understanding یعنی اختیار دیا ہے کہ آپ کارروائی کو دیکھ لیں اگر کارروائی دیکھنے کے بعد آپ کا یہ فیصلہ ہو کہ حکومتی ممبران کی جانب سے خواہ وہ میری ذات کے علاوہ بھی اگر کسی اور ممبر کی طرف سے کوئی غلط لفظ قیادت کے بارے میں پہلے استعمال ہوا ہے جس طرح سے میرے بھائی سوہنا صاحب نے کہا ہے تو میں اس بات پر قائم ہوں کہ اگر حکومتی ممبران کی طرف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قیادت کے لئے نامناسب لفظ پہلے ادھر سے استعمال ہوا ہے تو میں معذرت کروں گا اگر ادھر سے ثابت ہوا تو پھر سوہنا صاحب کو بھی معذرت کرنی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب بتا دیں کہ وہاں پر کیا بات ہوئی ہے؟

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت ہم نے اپنے بھائیوں سے جا کر درخواست کی اور ان کے دل میں جو grievance تھی اس کو مد نظر رکھتے ہوئے، آپ نے جو ہمیں اختیار دیا تھا اس کے مطابق ہم نے ان سے commit کیا ہے کہ آپس میں جب تک ہم سارے یہاں پر ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کی قیادت کی عزت نہیں کریں گے تو باہر ہماری عزت کسی نے نہیں کرنی اس لئے پہلے ہم نے اپنے گھر کے اندر اپنی عزت کرانی ہے اور پھر ہمیں باہر وہ عزت ملے گی۔ اس assurance پر میرے مہربان آپ کے حکم کے تحت یہاں پر تشریف لے کر آئے ہیں اور

میری پھر بھی درخواست یہ ہوگی کہ جو بھی معاملات طے کرنے ہیں آپ اس کمیٹی کے تحت آپس میں بیٹھ کر طے کریں چاہے پانچ منٹ یا دس منٹ لگیں یا جتنا ٹائم بھی لگے ان معاملات کو طے کیجئے اس کے بعد اسمبلی کی کارروائی کو آگے بڑھایئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اب معاملہ تو یہ ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ اڑھائی گھنٹے یا جتنی بھی proceeding ہے اس کو دیکھ کر آپ نے فیصلہ کرنا ہے اور یہ فیصلہ آپ پانچ منٹ میں کر سکتے ہیں یا کل کر سکتے ہیں یا ایک گھنٹے میں بھی کر سکتے ہیں یہ تو آپ کی صوابدید ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے چونکہ تمام ممبران کی بات آپس میں بنی ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہمیں proceeding دیکھنی نہ پڑے اور آپس میں بات اچھے طریقے سے حل ہو جائے لہذا دس منٹ کے لئے آپ لوگ چیمبر میں آجائیں اور وہاں پر کمیٹی آپس میں بیٹھ کر بات کر لے گی۔ جی، دس منٹ کے لئے House adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 10 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر رات 7 بج کر 38 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے جب اجلاس adjourn کیا تو اُس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آج ایک Adjournment Motion پر دو گھنٹے کی بحث ہے تو اگر لغاری صاحب موجود ہیں تو میں اُس پر بات کرنے کو تیار ہوں اور اگر وہ موجود نہیں ہیں تو پھر آپ آج House کو adjourn کر دیں اور اُن کی request پر اگر آپ اس Adjournment Motion پر بحث کے لئے دوبارہ وقت مقرر کرنا چاہیں گے تو اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آج آپ اس Adjournment Motion پر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں تو یہ بہت اہم issue ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر لغاری صاحب آج اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بالکل بات کریں، میرے پاس اس کا answer تیار ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ آپ کے چیمبر میں ابھی کیا طے ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ صبح آئیں گے اور بیٹھ کر سارے معاملہ کو discuss کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!تو پھر اس تحریک پر بحث کو کل کے لئے رکھ لیں
Because they also wanted to contribute in this discussion.

جناب ڈپٹی سپیکر: کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو پھر اس تحریک پر بحث کو ہم پرسوں پر رکھ لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب!کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide کر لیں گے کہ پی آئی سی کی ادویات کی وجہ سے ہونے والی اموات پر بحث کے لئے کب وقت رکھیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کے باوجود اس Adjournment Motion پر بحث ہو سکتی ہے کیونکہ Rules تو اس سے نہیں روکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس دن ان اموات کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو اس پر بحث کے لئے Wednesday کا طے ہوا تھا اور اُس دن پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت نے ہمیں ایک brief بھی circulate کیا تھا اور اُس کے بعد اُس پر تھوڑی سی بات ہوئی تھی کیونکہ legislation کے بعد اتنا لمبا دن ہو گیا تھا اور سپیکر صاحب پانچ گھنٹے سے Chair پر بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارا ابھی خیال تھا کہ اُنہیں اتنی دیر تک نہ بٹھایا جائے۔ اس پر بنیادی باتیں بھی ہو گئی تھیں، لوگوں نے کچھ تجاویز بھی دی تھیں اور کچھ questions بھی اُٹھائے گئے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!پی آئی سی کی ادویات کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں پر brief دیا جا چکا ہے اور اس پر بحث کے لئے Chair نے غالباً بدھ کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ لغاری صاحب کی تحریک پر بحث کے لئے اگر کل کا دن مقرر کر دیا جائے Rules اس کی ممانعت نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو اُس کے بعد ہم آپ کی تحریک پر بحث کرا لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پی آئی سی والا نہایت ایک اہم issue ہے۔ اس issue کے حوالے سے ہم مانیں یا نہ مانیں.The government is answerable to this House اور House کو apprise کرنا چاہئے کہ یہ کچھ ہو گیا ہے، آج کی situation یہ ہے اور ہم اس پر یہ اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ اس معاملہ پر Thursday کو تھوڑی سی بات ہو گئی تھی تو اگر ہم اُس کے بعد کی situation دیکھیں تو سینئر افسران کو معطل کیا گیا ہے، سیکرٹری ہیلتھ کو او ایس ڈی بنا دیا گیا ہے تو گورنمنٹ نے کچھ اقدامات کئے ہیں بجائے اس کے کہ ہمیں ان چیزوں کا میڈیا سے پتا لگے، حکومت اس House کو اعتماد میں لے اور بتائے کہ ہماری یہ یہ findings ہیں، ہمیں پتا لگا کہ اس آدمی کا قصور تھا، اس کے ساتھ یہ ہوا، یہ ہوا، میرا مطلب ہے کہ اس حوالے سے جو اقدامات کئے گئے ہیں اُن کے حوالے سے اس House کو daily apprise کر دیا جائے کہ پچھلے چار دنوں میں یہ کچھ ہوا ہے۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب اس پر بہت محنت کر رہے ہیں، وہ صبح شام اُن میٹنگز میں ہوتے ہیں اور میڈیا پر آ کر بھی جواب دے رہے ہوتے ہیں تو میڈیا سے زیادہ اس ہاؤس میں آ کر اُن کا جواب دینا اہم ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے ذمہ لگائیں کہ وہ ہمیں اس House کے اندر daily update کر دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بزنس جب conclude ہو جائے گا تو پھر ہم اس تحریک پر بحث کو لے لیں گے اور بدھ والے دن پی آئی سی کے issue پر بحث ہو گی۔ مجھے ابھی اطلاع دی گئی ہے کہ ساجد الیاس بھٹی، پریذیڈنٹ پنڈی بار ایسوسی ایشن اور ملک عمران، جنرل سیکرٹری پنڈی بار ایسوسی ایشن، جو ابھی منتخب ہوئے ہیں وہ اپنی انتظامیہ کے ساتھ یہاں پر سپیکر لابی میں موجود ہیں ہم اُنہیں اِدھر welcome کرتے ہیں اور یہ اچھی بات ہے کہ ہماری بار ایسوسی ایشنز اور مختلف آرگنائزیشنز یہاں پر آتی ہیں اور اسمبلی کی proceedings کو دیکھتی ہیں۔ ان ساری باتوں کے بعد اب چونکہ آج کا اجلاس کے ایجنڈا بھی مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 31۔جنوری 2012 صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

836

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،31۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 24۔جنوری 2012 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

1. جناب ضیاء اللہ شاہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1. خواجہ محمد اسلام: اس ایوان کی رائے ہے کہ مرحومہ "ارفع کریم" کی ملک اور قوم کے لئے خدمات کے صلہ میں ان کے آبائی گاؤں "چک نمبر 4 رام دیوالی" کا نام "ارفع آباد" رکھا جائے۔

2. چودھری ظہیر الدین خان: یہ ایوان محسوس کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں اشتہاری ملزمان کی بڑھتی ہوئی تعداد سے عوام کی جان ومال کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ امن عامہ کی صورت حال بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے لئے ایک سپیشل فورس قائم کرے جسے اس ٹاسک کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہو۔

3. محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

4. شیخ علاؤالدین: اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک واقع کچہری روڈ

لاہور، کانام تبدیل کر کے LEITNER روڈ کر دیا جائے۔

5. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ جس طرح حکومت نے 20 سال پرانی موٹر سائیکلوں پر ٹوکن ٹیکس معاف کر دیا ہے۔اسی طرح 20 سال پرانی کاروں پر بھی ٹوکن ٹیکس معاف کیا جائے۔

837

MOTION UNDER RULE 87

DISCUSSION ON A MATTER OF PUBLIC IMPORTANCE ARISING OUT OF ADJOURNMENT MOTION No. 3/2012 MOVED BY MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MPA

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MPA to move "that the Assembly do now adjourn".

(Copy of the Adjournment Motion No. 3/2012 is at Annexure)

838

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

منگل 31۔جنوری 2012

(یوم الثلاثہ، 7۔ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 8 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾
وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾
وَمَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰٮهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

سورۃ حٰمٓ السجدۃ 33تا35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں (33) اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے (34) اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں (35)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ آرزو نہیں کہ دعائیں ہزار دو
پڑھ کے نبیؐ کی نعت لحد میں اتار دو
دیکھا ابھی ابھی ہے نظر نے جمال یار
اے موت مجھ کو تھوڑی سی مہلت ادھار دو
سنتے ہیں جانکنی کا ہے لمحہ بہت کٹھن
لے کر نبیؐ کا نام یہ لمحہ گزار دو
میرے کریمؐ میں ترے در کا فقیر ہوں
اپنے کرم کی بھیک مجھے بار بار دو
گر جیتنا ہے عشق میں، لازم یہ شرط ہے
کھیلو اگر یہ بازی تو ہر چیز ہار دو
یہ جان بھی ظہوری نبیؐ کے طفیل ہے
اس جان کو حضورؐ کا صدقہ اتار دو

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!آپ نے خود ہی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر طے کیا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لئے جائیں گے۔اب میں آپ کو کیسے سمجھاؤں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پنجاب میں جعلی ادویات کی وجہ سے جو لوگ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب میں کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لئے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! طے ہوا تھا کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا لیکن راجہ صاحب اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل یہ طے ہوا تھا اور انہوں نے ہی طے کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پنجاب میں جعلی ادویات کی وجہ سے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!اس مقصد کے لئے کل کا دن رکھا ہوا ہے اور اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو اس وقت کر لیں۔یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اس لئے آپ تشریف رکھیں اور اب سوالات لینے دیں۔آپ اپوزیشن لیڈر ہیں اور سوچیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی اور اپوزیشن کے معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں
پر کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگے)

جناب سپیکر: معزز ممبران اسمبلی اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور وقفہ سوالات مکمل ہو لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

تعزیت

جعلی ادویات کی وجہ سے وفات پانے والوں کے لئے فاتحہ خوانی

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! جعلی ادویات کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرائی جائے۔

جناب سپیکر:آپ نے کل کیوں نہیں کروائی؟ فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر پنجاب میں جعلی ادویات کی وجہ سے ہلاک ہونے والے
لوگوں کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر:پہلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!On his behalf(شوروغل)

جناب سپیکر:راجہ صاحب! میری بات سنیں۔آپ نے خود یہ طے کیا ہوا ہے اور آپ اپنی بات سے نہ ہٹیں۔(شوروغل)

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!یہاں پر یکطرفہ گاڑی نہیں چلنی،آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ہم سب کو ساتھ لے کر چلیں۔(شوروغل)

جناب سپیکر:مجھے ان کی بات سننے دیں،وہ کیا کہہ رہے ہیں؟(شوروغل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو،ڈاکو" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!آپ کا اگر یہ روّیہ ہوگا تو پھر یہ گاڑی نہیں چلے گی۔ آپ حکومت نہیں ہیں،آپ کو ہماری بات سننا پڑے گی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔(شور وغل)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ہماری مرضی کے بغیر یہ House نہیں چل سکتا۔(شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب تک یہ [***] بیٹھا ہے ہم House نہیں چلنے دیں گے۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کی طرف سے
"قاتل اعلیٰ ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جو نازیبا الفاظ کہے گئے ہیں وہ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2098 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(شور وغل)

(پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کی طرف سے "قاتل اعلیٰ ہائے ہائے"
اور [***] اعلیٰ ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور- داروغہ والا سے محمود بوٹی روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*2098: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داروغہ والا سے محمود بوٹی چونگی تک بند روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور جگہ جگہ کھڈے پڑے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اہل علاقہ کے احتجاج کے باوجود ابھی تک بند روڈ محمود بوٹی کو نہیں بنایا گیا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت داروغہ والا سے محمود بوٹی تک بند روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک مختلف مقامات پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ سڑک کا از سر نو تعمیر کا کام لاہور رنگ روڈ پراجیکٹ کے ترمیم شدہ تخمینہ میں شامل ہے اور موقع پر کام شروع ہے۔

(ج) جواب جز(الف)اور جز(ب)کے مطابق ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے "سالامارابیوی ماری ہائے زرداری ہائے زرداری" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر:نوید انجم صاحب!آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!یہ سڑک چیف منسٹر صاحب نے چھ ماہ کی قلیل مدت میں پایہ تکمیل تک پہنچائی ہے۔ہم اُن کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اس House کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بہت شکریہ۔(شور وغل)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔۔۔(شور وغل)

دیکھیں،آپ پر بڑی ذمہ داری ہے اور آج کا ایجنڈا خصوصی طور پر اپوزیشن کا ہے لہذا اس کو سنیں۔

(پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کی طرف سے "قاتل اعلیٰ ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔۔۔(شور وغل)

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے "ڈاکو،ڈاکو،ڈاکو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر:ان سب کے مائیک بند کر دیئے جائیں۔(شور وغل)

(معزز ممبران حزب اقتدار اور پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران کی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔جی ٹی روڈ باغبانپورہ پر لائٹ پولز کو ٹھیک کرنے کا مسئلہ

*2099: جناب وسیم قادر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور لنک روڈ پر لائٹ لگانے کے لئے پول لگائے گئے تھے، اگر ہاں تو اس پر کتنا خرچ آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ باغبانپورہ پر اکثر لائٹ پول غائب اور خراب ہو چکے ہیں، کیا متعلقہ انتظامیہ ان کو درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مین جی ٹی روڈ پر 85 عدد پول 1998 میں کو آپریٹو سٹور سے شالیمار چوک تک لگائے گئے تھے اور ان پر مبلغ -/53,80,700 روپے خرچہ آیا تھا جبکہ لنک روڈ پر کوئی پول نہ لگایا گیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مین جی ٹی روڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے کنٹرول میں ہے۔ آٹھ عدد پول مختلف وجوہات کی بنا پر خراب ہوئے تھے جن کی مرمت کر دی گئی ہے اور اس وقت کوئی پول خراب نہ ہے۔

"لاہور سدھار و پروگرام" سے متعلقہ تفصیلات

*2237: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور سدھارو پروگرام کب شروع کیا گیا اور کیوں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور سدھارو پروگرام کے لئے کتنا فنڈ رکھا گیا نیز یہ فنڈ کہاں کہاں استعمال کیا گیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) لاہور سدھارو پروگرام کے لئے فنڈ کس نے اور کب جاری کیا گیا نیز کس اتھارٹی نے اس پروگرام کی اجازت دی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سدھارو پروگرام لوکل گورنمنٹ کے تحت شروع کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور سدھارو پروگرام کو DCO کے ماتحت کر کے اس کے مختلف جگہوں پر کیمپ لگائے گئے؟

(و) لاہور میں "لاہور سدھارو پروگرام" کے تحت کہاں کہاں کیمپ لگائے گئے نیز ان کیمپوں کے لگانے کے کیا مقاصد تھے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور سدھارو پروگرام اگست 2008 میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور نے شروع کیا۔اس پروگرام کا بنیادی اوراہم مقصد لاہور شہر کے رہائشیوں کو یونین کونسل کی سطح پر ایک ہفتہ میں تمام بنیادی ضروریات زندگی کے متعلق تمام شکایات کو دور کرنا تھا۔ مختلف محکمہ جات مثلاً صحت، تعلیم، کیمونٹی ڈویلپمنٹ، قانون، ماحولیات، واسا، ورکس اینڈ سروسز ٹیپا، باغات، واپڈا، بنیادی سہولیات، خزانہ، سول ڈیفنس، صفائی، جنگلات اور زرعی شعبہ، لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کے اہلکاران کو یونین کونسل میں ایک ہی کیمپ میں اکٹھا کیا گیا تاکہ عوامی مشکلات کا فوری سدباب کیا جاسکے۔

(ب) خاص لاہور سدھارو پروگرام کے لئے کوئی فنڈ مختص نہ کیا گیا بلکہ موجود وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے عوامی مسائل حل کئے گئے۔

(ج) لاہور سدھارو پروگرام کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے یہ پروگرام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور نے شروع کیا۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ لاہور سدھارو پروگرام محکمہ لوکل گورنمنٹ کے تحت شروع کیا گیا۔

(ہ) درست نہ ہے۔لاہور سدھارو پروگرام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور نے شروع کیا اور اس سلسلے میں مختلف یونین کونسلز میں مناسب جگہوں پر کیمپ لگائے گئے۔

(و) لاہور میں "لاہور سدھارو پروگرام" کے تحت لگائے گئے کیمپوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کیمپوں کے لگائے جانے کا بنیادی مقصد جز (الف) میں واضح کر دیا گیا ہے۔

لاہور۔حلقہ پی پی۔147 میں رکھے گئے ویسٹ کنٹینرز سے متعلقہ تفصیلات

*3765: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں کل کتنے ویسٹ کنٹینرز رکھے گئے ہیں؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں ویسٹ کنٹینرز کہاں کہاں پر رکھے گئے ہیں؟

(ج) متذکرہ حلقہ میں ویسٹ کنٹینرز سے کوڑا اٹھانے کے لئے کل کتنی گاڑیاں محکمہ نے فراہم کی ہیں؟

(د) متذکرہ حلقہ میں محکمے کا کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں کل 83 ویسٹ کنٹینرز رکھے گئے ہیں۔

(ب) تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 3 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 5 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔مسلم آباد بازار تابسی موڑ داروغہ والا سڑک کو پختہ کرنے کا معاملہ

*4149: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسلم آباد بازار تابسی موڑ داروغہ والا لاہور کی سڑک کچی ہے؟

(ب) اس سڑک کو پختہ کرنے پر کتنی رقم خرچ ہوگی؟

(ج) کیا حکومت پبلک کے مفاد میں یہ سڑک پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) اس سڑک کو مبلغ 41لاکھ 52ہزار روپے کے اخراجات کے ساتھ واہگہ ٹاؤن لاہور کے فنڈز سے تین ماہ قبل تعمیر کر دیا گیا ہے۔

(ج) جز(ج) کا جواب جز(ب) میں درج ہے۔

لاہور میں ٹاؤنز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4154: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کو کتنے ٹاؤنز میں تقسیم کیا گیا ہے ان ٹاؤن کے نام اور ٹاؤن ناظمین کے نام بتائیں؟

(ب) ہر ٹاؤن میں علیحدہ علیحدہ کتنی یو سی ہیں؟

(ج) ہر ٹاؤن کے ناظم اور نائب ناظم کے سال 07-2006 تا 09-2008 کے اخراجات تنخواہوں اور دیگر کی تفصیلات بتائیں؟

(د) ہر ٹاؤن کے ناظمین اور نائب ناظمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی تفصیل مع ان گاڑیوں کے پٹرول اور ڈیزل کے اخراجات سال 08-2007 اور 09-2008 فراہم کریں؟

(ہ) ہر ٹاؤن کو سال 07-2006 تا 09-2008 کے دوران صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی جانب سے سالانہ کتنی گرانٹ مد وائز وصول ہوئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور کو 9 ٹاؤنز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ٹاؤنز کے نام اور ناظمین کے ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ٹاؤن	نام ناظم
1۔	شالامار ٹاؤن	محترمہ شفقت النساء
2۔	واہگہ ٹاؤن	چودھری خالد جاوید گھرکی
3۔	عزیز بھٹی ٹاؤن	چودھری محمد اشرف
4۔	داتا گنج بخش ٹاؤن	طارق ثناء باجوہ
5۔	گلبرگ ٹاؤن	چودھری فراز احمد
6۔	سمن آباد ٹاؤن	میاں جاوید علی

7۔	اقبال ٹاؤن	سردار کامل عمر
8۔	نشتر ٹاؤن	محمد یونس شیخ
9۔	راوی ٹاؤن	یوسف احد ملک

(ب) ضلع لاہور 150 یونین کونسلز پر مشتمل ہے۔ٹاؤن وائز تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ٹاؤن	تعداد یونین کونسل
1۔	شالامار ٹاؤن	17
2۔	واہگہ ٹاؤن	12
3۔	عزیز بھٹی ٹاؤن	13
4۔	داتا گنج بخش ٹاؤن	18
5۔	گلبرگ ٹاؤن	15
6۔	سمن آباد ٹاؤن	19
7۔	اقبال ٹاؤن	19
8۔	نشتر ٹاؤن	18
9۔	راوی ٹاؤن	19

(ج) جملہ 9 ٹاؤنز کے ناظمین اور نائب ناظمین کے سال 07-2006 تا 09-2008 کے تنخواہوں کے اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ٹاؤن ناظمین اور نائب ناظمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی تفصیل بمعہ دوران سال 08-2007 اور 09-2008 پٹرول اور ڈیزل کی مد میں جو اخراجات ہوئے ان کی ٹاؤن وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ہر ٹاؤن کو سال 07-2006 تا 09-2008 کے دوران صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی جانب سے جو سالانہ گرانٹ موصول ہوئی اس کی ٹاؤن وار تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔غیر رجسٹرڈ شادی ہالز کی تفصیلات

*4253: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کل کتنے شادی ہال غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) اگر حکومت غیر رجسٹرڈ شادی ہالوں کو رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور 9 ٹاؤنز پر مشتمل ہے۔لوکل گورنمنٹ کے موجودہ قوانین کے تحت شادی ہالز کی رجسٹریشن کا کوئی قانون موجود نہ ہے-تاہم شادی ہالز کی ٹاؤنز وار تفصیل حسب ذیل ہے:-

1. راوی ٹاؤن میں کل 15 شادی ہالز ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2. شالامار ٹاؤن میں کل 35 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
3. واہگہ ٹاؤن میں کل 17 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
4. عزیز بھٹی ٹاؤن میں کل 36 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
5. داتا گنج بخش ٹاؤن میں کل 17 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
6. گلبرگ ٹاؤن میں کل 16 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
7. سمن آباد ٹاؤن میں کل 46 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (چ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
8. اقبال ٹاؤن میں کل 25 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (ٹ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
9. نشتر ٹاؤن میں کل 13 شادی ہالز ہیں۔ تفصیل تتمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

پی پی-65 فیصل آباد-سڑک کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*4858: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-65 فیصل آباد میں 30 فٹا بازار نشاط آباد سے نشاط ملز کالونی گیٹ تک سڑک کب اور کس ٹھیکیدار نے تعمیر کی اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک تعمیر کرتے وقت سڑکوں کے دونوں طرف سیور لائن یا نالہ بھی بنایا جانا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے کناروں پر سیور لائن یا نالہ تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو اس کی تصریحات کے مطابق دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 30 فٹا بازار نشاط آباد سے نشاط ملز کالونی گیٹ تک سڑک اکتوبر 2009 میں منظور ہوئی تھی اور اس کی تعمیر نومبر 2009 میں رانا رضوان بابر اینڈ کمپنی نے کی تھی۔اس کا تخمینہ لاگت 5.575 ملین روپے ہے۔اس سڑک پر کل 5.364 ملین روپے خرچ ہوئے اور یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) تخمینہ کے مطابق سڑک کے دونوں اطراف 1112 فٹ سائیڈ ڈرین کی provision موجود تھی جو کہ موقع پر بنادی گئی ہے۔

(ج) سڑک کسی جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہوئی ہے صرف ایک جگہ پر واسا کا واٹر سپلائی کا پائپ لیک ہوا تھا جس کی وجہ سے سڑک میں گڑھا بن گیا تھا۔اس کو بھی مرمت کر دیا گیا ہے۔

(د) مذکورہ سڑک تخمینہ کی تصریحات کے مطابق بنائی گئی ہے اور اس میں کوئی سقم نہ چھوڑا گیا ہے۔

فائر بریگیڈ فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیاں ودیگر تفصیلات

*5196: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فائر بریگیڈ فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں،خالی اسامیاں پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ٹیکنیکل کیڈر اسامیاں کتنی ہیں ان پر تعیناتی کے لئے تعلیم اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان اسامیوں پر تعینات عملہ کے نام،عہدہ،گریڈ،تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فائر بریگیڈ فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وار ترتیب درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	منظور شدہ اسامیاں
1۔	ڈسٹرکٹ آفیسر (فائر سروسز)	BS-18	1
2۔	ہیڈ فائرمین	BS-08	18
3۔	ایم وی آئی	BS-08	1
4۔	فائرمین	BS-05	101
5۔	ڈرائیور	BS-08	21
6۔	ڈرائیور	BS-05	11
	میزان		153

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	کل اسامیاں	تعداد خالی اسامیاں	تاریخ خالی اسامی
1-	D.O(FS)	1	1	2010
2۔	ہیڈفائرمین	18	3	2010
3۔	فائرمین	101	44	2010
4۔	ڈرائیور	21	8	2005
5۔	ڈرائیور	11	3	2005

خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجہ بھرتی پر پابندی ہے۔

(ج) ٹیکنیکل کیڈر کی اسامیوں کی تفصیل اوپر جز(الف) میں دی گئی ہے۔تعیناتی کے لئے تعلیم اور تجربہ کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تعینات عملہ کے نام،عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربے کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فائر بریگیڈ فیصل آباد کو فراہم کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*5197: خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فائر بریگیڈ فیصل آباد کے لئے سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران سالانہ کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے کون کون سی گاڑیاں خریدی گئیں؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں،ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم اس دفتر کی عمارات کی مرمت پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم یوٹیلٹی بلز پر خرچ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فائر بریگیڈ فیصل آباد کو دوران مالی سال09-2008اور10-2009کے دوران بالترتیب 2,62,00,556/-روپے اور3,40,06,159/-روپے کی رقم فراہم کی گی۔تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔

(ب) دوران سال2008-09اور2009-10فراہم کی گئی رقم سے کوئی گاڑی نہیں خریدی گئی۔

(ج) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر سال2008-09اور2009-10کے دوران بالترتیب -/1,44,69,336روپے اور-/1,14,78,045روپے کی رقم خرچ کی گئی۔تتمہ(الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) سال2008-09اور2009-10کے دوران فراہم کی گئی رقم دفتر کی عمارت پر خرچ نہ کی گئی ہے۔

(ہ) فائر بریگیڈ فیصل آباد میں گاڑیوں کی مرمت کی مد میں دوران سال2008-09مبلغ -/1,96,325روپے جبکہ دوران سال2009-10مبلغ-/7,19,571روپے خرچ ہوئے۔ پٹرول /ڈیزل کی مد میں سال2008-09کے دوران مبلغ-/24,19,024روپے اور سال2009-10کے دوران مبلغ-/42,35,971روپے خرچ ہوئے۔ یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی کی مد میں خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	ٹیلیفون	بجلی	واسا	ٹوٹل
2008-09	31,618	3,26,497	5,052	3,63,142
2009-10	25,905	5,23,932	3,368	5,53,205

فائر بریگیڈ فیصل آباد سٹیشنوں پر سوئی گیس کی سہولت میسر نہ ہے۔

رحیم یار خان، تجاوزات کی تفصیلات

*5460: محترمہ مائزہ حمید:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں سڑکوں اور بازاروں میں تجاوزات کی بھرمار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ انتظامیہ ان تجاوزات کے خاتمے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھارہی ہے،اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔سڑکوں اور بازاروں میں عارضی تجاوزات کو باقاعدگی سے ہٹایا جاتا ہے۔

(ب) عملہ anti-encroachment صبح وشام دو شفٹوں میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ علاوہ ازیں تجاوز کنندگان سے مورخہ 01-07-09تا20-01-12تک مبلغ-/4,48,950روپے جرمانہ وصول کیا گیا ہے۔

جہلم، دینہ شہر تا چک الماس سڑک کی از سر نو تعمیر

*5525: جناب محمد فیاض: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دینہ شہر تا چک الماس ضلع جہلم کی سڑک کب بنائی گئی اور آج تک اس کی کتنی مرتبہ مرمت کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب سے یہ سڑک بنی ہے اس کی مرمت نہیں کی گئی جس کی وجہ سے سڑک ٹریفک کے لئے ناقابل استعمال ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دینہ شہر تا چک الماس روڈ1993میں تعمیر کی گئی۔ اس کی مرمت 2002میں سید حسین سے کلونت پور تک کی گئی جس کی لمبائی 8.231کلو میٹر تھی۔ مذکورہ سڑک کو دوبارہ مرمت کیا جا رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ 2002میں اس سڑک کے 8.231کلو میٹر حصہ کی مرمت کی گئی اور اس وقت سڑک پر ٹریفک کی آمد و رفت جاری ہے۔

(ج) اس وقت ٹی ایم اے دینہ کی وساطت سے سید حسین سے چک الماس جس کی لمبائی 6.60کلو میٹر ہے پر مرمت کا کام شروع ہے۔ جس کا ابتدائی حصہ جی ٹی روڈ دینہ شہر سے سید حسین تک جس کی لمبائی 2.40کلو میٹر ہے بھی قابل مرمت ہے اور فنڈز کی دستیابی پر سڑک کا یہ حصہ مرمت کر دیا جائے گا۔

لاہور۔این بلاک ماڈل ٹاؤن فلیٹس میں صفائی کی تفصیلات

*5542:جناب عبدالوحید چودھری:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل توسیعی سکیم کے فلٹیس میں صفائی کا بالکل انتظام نہ ہے، گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے بیماریاں پھیل رہی ہیں؟

(ب) کیا محکمہ مستقل طور پر فلیٹس کی صفائی کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے ایل ڈی اے فلیٹس این بلاک ماڈل ٹاؤن میں لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی (LWMC)کی طرف سے چار سینٹری ورکر(2)فلیٹس کے اندر اور(2)surrounding کی صفائی پر روزانہ کی بنیاد پر مامور ہیں جو تسلی بخش صفائی کے ذمہ دار ہیں۔

(ب) لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی(LWMC)کی طرف سے فلیٹس کے رہائشیوں کی سہولت کے لئے2عدد کنٹینرز(110کیوبک میٹر)ایک تھانہ ایل ڈی اے فلیٹس اور دوسرا ملواری پر اٹھا ایل ڈی اے فلیٹس کے پوائنٹ پر رکھا ہوا ہے جو روزانہ کی بنیاد پر خالی کئے جاتے ہیں۔ ایل ڈی اے فلیٹس میں لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی(LWMC)کی جانب سے بروقت صفائی کا عمل روزانہ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

ٹی ایم اے کھاریاں کی ملکیتی اراضی ودیگر تفصیلات

*5558:میاں طارق محمود:کیاوزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹی ایم اے کھاریاں کی ملکیتی سرکاری اراضی کتنی اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) یہ اراضی کس کس کو ٹھیکہ / لیز/ پٹہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی آمدن حاصل ہو رہی ہے،آمدن کی تفصیل پچھلے پانچ سال کی مہیا کی جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹی ایم اے کھاریاں کی اراضی تین شہروں کھاریاں، لالہ موسیٰ اور ڈنگہ میں واقع ہے جس کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے کھاریاں کی تمام اراضی کرایہ پر دی گئی ہے جس کی تفصیل بابت کرایہ داری تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹی ایم اے کھاریاں میں واٹر سپلائی کی فراہمی کی تفصیلات

*5559: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایم اے کھاریاں (ضلع گجرات) نے یکم جنوری2005 سے آج تک قصبہ ڈنگہ میں واٹر سپلائی کی مد میں کتنی رقم خرچ کی ہے، تفصیل سال وار منصوبہ وار بتائیں؟

(ب) کیا مذکورہ قصبہ میں واٹر سپلائی کا مسئلہ حل ہو گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈنگہ شہر میں واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2005-06	Nil
سال2007-08	1۔تنصیب/بورنگ ٹربائن ڈنگہ شہر -/1800000روپے 2۔تعمیر گلیاں ونالیاں سولنگ PCC واٹر سپلائی سیوریج فلٹریشن پلانٹ ڈنگہ -/2500000روپے 3۔واٹر فلٹریشن پلانٹ بمقام فاطمہ جناح پارک-/500000روپے 4۔واٹر فلٹریشن پلانٹ ڈنگہ شہر-/500000روپے
سال2008-09	Nil
سال2009-10	Nil
سال2010-11	1۔تنصیب واٹر سپلائی پائپ لائن سیم نالہ تارام باغ-/70000روپے ڈنگہ 2۔تنصیب واٹر سپلائی پائپ لائن فرواچوک تا-/1200000روپے بوہڑ چوک ڈنگہ

(ب) واٹر سپلائی کا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

ضلع قصور۔ ٹبی مہتاب سنگھ روڈ کی تعمیر

*5573: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گاڑے والا سے ٹبی مہتاب سنگھ تحصیل چونیاں ضلع قصور روڈ کی تعمیر کب شروع کی گئی؟

(ب) مذکورہ سڑک اب کن مراحل میں ہے؟

(ج) اس سڑک پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(د) اس سڑک کا ٹھیکہ کس فرم / ٹھیکیدار کو کب دیا گیا اور اس پر تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ہ) اس سڑک کو مکمل کرنے کا کیا ٹارگٹ دیا گیا تھا اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سڑک گاڑے والا سے ٹبی مہتاب سنگھ تحصیل چونیاں ضلع قصور کی تعمیر جنوری 2008 میں شروع ہوئی تھی۔

(ب) سڑک کی کل لمبائی RFT 5200 ہے جس میں سے RFT 1800 ٹی ایس ٹی، سب بیس / بیس کورس-/4800 فٹ، چار عدد کلورٹ (culvert) اور 500 فٹ نالہ مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) اس سڑک پر اب تک 2.941 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) اس سڑک کا ٹھیکہ بذریعہ ورک آرڈر نمبر 704 مورخہ 16-11-2007 کو عادل انور گورنمنٹ کنٹریکٹر پیال کلاں نامی فرم کو 5.074 ملین روپے میں دیا گیا تھا۔

(ہ) اس سڑک کو مکمل کرنے کا ٹارگٹ 30-06-10 تک دیا گیا تھا لیکن ٹھیکیدار مطلوبہ مدت میں کام مکمل نہ کر سکا جس کی وجہ سے ٹھیکہ cancel کر دیا گیا۔ بقیہ کام کا ٹھیکہ دوسرے ٹھیکیدار کو الاٹ ہو چکا ہے اور یہ سڑک 30-06-12 تک مکمل کر دی جائے گی۔

وہاڑی،ساندہ روڈ میلسی کی تعمیر

*5698: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساندہ روڈ میلسی (وہاڑی) کی تعمیر کب شروع ہوئی اس کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) اس کا ٹینڈر کب ہوا اور یہ کس ٹھیکیدار کو دیا گیا؟

(ج) آج تک اس روڈ کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی ہے، کتنا کام موقع پر ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس روڈ کی تعمیر کا کام روک دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس روڈ کی جلد از جلد تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پختہ سڑک ٹبہ میلسی روڈ تا بستی ساندہ دو حصوں میں مکمل کی گئی۔

1. پختہ سڑک ٹبہ میلسی روڈ تا بستی ساندہ لاگت 12 لاکھ روپے مورخہ 09-02-09 کو شروع ہوئی اور 13-06-09 کو مکمل ہوئی۔

2. پختہ سڑک ٹبہ میلسی روڈ تا بستی ساندہ لاگت 17 لاکھ روپے اپریل 2010 میں شروع ہوئی اور جون 2010 کو مکمل ہوئی۔

(ب) مذکورہ سڑک کے پہلے حصہ کا ٹینڈر مورخہ 09-02-09 اور دوسرے کا ٹینڈر مورخہ 02-04-10 کو ہوا۔ پہلے حصہ کا کام ٹھیکیدار فیروز خان جبکہ دوسرے حصہ کا کام ٹھیکیدار سعید خان پاندہ کو الاٹ ہوا۔

(ج) مذکورہ روڈ کی تعمیر پر کل لاگت 29 لاکھ روپے آئی۔ دونوں کام موقع پر مکمل ہو چکے ہیں۔

(د) دوسرے حصہ کے کام میں تاخیر جون 2009 میں فنڈز lapse ہونے کی وجہ سے ہوئی جو مئی 2010 میں بحال ہو گئے تھے۔ اب کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ہ) دونوں کام موقع پر مکمل ہو چکے ہیں۔

لوکل کونسلوں کے ملازمین کی اپ گریڈیشن

*5722: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اپ گریڈیشن آف کلریکل پوسٹ کے سلسلہ میں ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جسے لوکل گورنمنٹ سابقہ لوکل کونسلوں کے ملازمین پر لاگو کرنے کے لئے احکامات جاری کئے، جس کے مطابق جونیئر کلرک گریڈ 5 کو گریڈ 7، سینئر کلرک گریڈ 7 کو گریڈ 9 اور اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک گریڈ 11 کو گریڈ 14 کا اہل قرار دیا گیا؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور ملازمین کی welfare کی خاطر مذکورہ upgradation کو عملی جامہ پہنانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ نے اپ گریڈیشن آف کلیریکل پوسٹ کے سلسلہ میں ایک نوٹیفکیشن مورخہ 07-09-10 کو جاری کیا کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جسے لوکل گورنمنٹ نے نوٹیفکیشن مورخہ 07-09-19 کے ذریعے سابقہ لوکل کونسلوں کے ملازمین پر لاگو کر دیا ہے جن کے مطابق جونیئر کلرک گریڈ 5 کو گریڈ 7، سینئر کلرک گریڈ 7 کو گریڈ 9 اور اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک گریڈ 11 کو گریڈ 14 کا اہل قرار دیا گیا ہے۔

(ب) مجوزہ اپ گریڈیشن کے تحت تمام سابقہ لوکل کونسلوں کے جونیئر کلرک، سینئر کلرک اور اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک اپ گریڈ ڈ سکیل میں ہیں۔

چونگی ضلع ٹیکس ملازمین کو یونین کونسل ایڈمنسٹریشن میں ایڈجسٹ کرنے کا مسئلہ

*5723: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت 2010 میں نیا بلدیاتی نظام متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چونگی ضلع ٹیکس کے موجودہ ملازمین کو یونین کونسلوں کا حصہ قرار دیتے ہوئے انہیں یونین کونسل administration میں ایڈجسٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت نیا بلدیاتی نظام متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نئے نظام کے ایکٹ کا مسودہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی قائم کردہ 21 ممبران پر مشتمل کمیٹی کے زیر غور ہے جسے حتمی منظوری کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

(ب) چونکہ نئے بلدیاتی نظام کا ایکٹ تیاری کے مراحل میں ہے، حتمی منظوری پر نئے ایکٹ کے مطابق چونگی و ضلع ٹیکس کے ملازمین کے بارے میں عملدرآمد کیا جائے گا۔

ٹی ایم اے عارف والہ کے لئے فائر بریگیڈ کی نئی گاڑی فراہم کرنے کی تفصیلات

*5780: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے عارف والہ کے پاس فائر بریگیڈ کی گاڑی موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ گاڑی تقریباً تیس سال پرانی ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ٹی ایم اے عارف والہ کو نئی فائر بریگیڈ کی گاڑی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! ٹی ایم اے عارف والہ کے پاس ایک عدد فائر بریگیڈ گاڑی موجود ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے عارف والہ کی فائر بریگیڈ گاڑی تیس سال پرانی ہے مگر یہ اچھی حالت میں کام کر رہی ہے

(ج) تحصیل عارف والہ میں پنجاب ایمرجنسی سروس (ریسکیو1122) لانچ ہو رہی ہے اور ان کی طرف سے بھی تحصیل عارف والہ کے لئے فائر بریگیڈ گاڑی مل جائے گی لہذا مزید گاڑی خریدنے کی ضرورت نہ ہے۔

چک نمبر388 گ ب دولجی ماجراں میں گندے جوہڑ کو ختم کرنے کا معاملہ

*5782: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر388 گ ب دولجی ماجراں پی پی۔60 ضلع فیصل آباد میں گندہ پانی، باہر جوہڑ میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں جوہڑ کو ختم کر کے گندے اور بارشوں کے پانی کو سیم نالہ میں ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں اقدامات کئے جارہے ہیں اور اس وقت ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سمندری اخراج گندہ پانی مذکورہ جوہڑ کے لئے مبلغ 66لاکھ 70ہزار روپے کی لاگت سے اربن ڈرینیج / نالہ تعمیر کررہی ہے جس پر 20فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

فیصل آباد: اندرون شہر تجاوزات کی تفصیلات

*5819: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اندرون شہر فیصل آباد بالخصوص گول بازار میں دکانداروں نے تھڑے بنا کر سڑک پر تجاوزات قائم کی ہوئی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ گول بازار، کچہری بازار، ریل بازار میں سڑک کتنی چوڑی ہے اور دونوں جانب تجاوز کتنے فٹ ہے؟

(ج) کیا حکومت دکانداروں کو اپنی حدود میں کاروبار کرنے کا پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) جواب اثبات میں نہ ہے۔ تاہم گول بازار کی چوڑائی 80فٹ، کچہری بازار کی 80فٹ اور ریل بازار کی 45فٹ ہے جن میں سے کچہری بازار زیر تعمیر ہے اور ریل بازار تعمیر ہو چکا ہے۔ دونوں میں پختہ تجاوزات نہ ہیں۔ گول بازار میں عارضی تجاوز کنندگان کے خلاف بذریعہ ٹکٹ جرمانہ کیا جاتا ہے۔

(ج) ٹی ایم اے لائل پور ٹاؤن تجاوز کنندگان کے خلاف مسلسل اور روزانہ کارروائی کرتی ہے تجاوز کنندگان کا سامان قبضہ میں لے کر جرمانے کئے جاتے ہیں۔

فیصل آباد-پبلک ٹائلٹس سے متعلقہ تفصیلات

*5821: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور FDA کے زیر کنٹرول علاقہ جات میں کتنے پبلک ٹائلٹس کام کر رہے ہیں، ان کی صفائی کا کیا بندوبست ہے؟

(ب) فیصل آباد شہر میں جہاں تقریباً ایک لاکھ افراد دوسرے شہروں اور چکوک سے روزانہ آتے ہیں کیا پبلک ٹائلٹس کی یہ تعداد کافی ہے، اگر نہیں تو اس سلسلہ میں حکومت فوری طور پر نئے پبلک ٹائلٹس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف،ب) فیصل آباد کے چاروں ٹاؤنز میں پبلک ٹائلٹس کی سہولت دستیاب نہ تھی۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد نے عوام الناس کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام لاری اڈا جات اور چوک جہاں پر ٹریفک اور عوام کا زیادہ رش ہوتا ہے خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پبلک ٹائلٹس بنانے کی سکیم تیار کی ہے۔ اس طرح کل 72 جگہوں پر ٹائلٹس بنانے کا منصوبہ ہے جس میں سے اب تک 26 یونٹس میں 116 ٹائلٹس کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

اوکاڑہ، موضع چک عمر سکھا لادھو کا کی گلیوں، نالیوں کی تعمیر

*5823: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلعی حکومت نے سال 2007 تا 2009 چک عمر سکھا لادھو کا تحصیل دیپالپور کے لئے کتنے فنڈز کس کس کام کے لئے جاری کئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں اور ملحقہ آبادیوں کی گلیاں نالیاں اور پلیاں جوں کی توں ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت مذکورہ گاؤں کی گلیاں، نالیاں پختہ کرنے اور پلیاں تعمیر کرنے کو تیار ہے تو کب؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی حکومت اوکاڑہ نے چک سکھالا دھو کا تحصیل دیپالپور کے منصوبہ جات کے لئے ٹی ایم اے دیپالپور کو کوئی گرانٹ جاری نہ کی ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) ٹی ایم اے دیپالپور نے چک سکھالا دھو کا میں سولنگ اور نالی کے منصوبہ جات کے لئے سال 2011-12 کے ADP میں 2 لاکھ روپے مختص کئے تھے جس کا ٹینڈر 11-12-17 کو ہو چکا ہے اور جلد ہی سکیم شروع کر دی جائے گی۔

تین عدد فوٹو سٹیٹ مشینیں خریدنے کی تفصیلات

*5871: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی سی او چنیوٹ نے حال ہی میں تین عدد مشینیں فوٹو سٹیٹ خرید کی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مشینیں میسرز آئی بی ایم لاہور سے فی مشین مبلغ -/68000 روپے میں خرید کی گئی مگر چنیوٹ کے غوری برادرز سے فی مشین بل مبلغ -/96000 روپے بنوایا گیا اور اس طرح ایک دن میں ایک ہی آئٹم سے مبلغ -/74000 روپے کی کرپشن کی گئی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ خریداری میسرز آئی بی ایم سے کرنے کو تیار ہے نیز مذکورہ خریداری میں کی گئی کرپشن کے بارے میں کسی دوسرے ضلع کے آفیسر سے انکوائری کروانے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں انتظامی مشینری کو چلانے کے لئے سابقہ ڈی سی او چنیوٹ نے مورخہ 09-09-04، 09-09-05 اور 09-09-07 کو تین عدد فوٹو سٹیٹ مشینیں خریدی تھیں۔

(ب) دفتری ریکارڈ کے مطابق حبیب انٹر پرائزز چنیوٹ، نیشنل سٹیشنری اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز جھنگ روڈ فیصل آباد اور غوری برادرز جنرل آرڈر کنٹریکٹر اینڈ سپلائرز چنیوٹ نے ان فوٹوسٹیٹ مشینوں کی بابت کوٹیشنز داخل کیں۔ غوری برادرز کی پیشکش بوجہ کم قیمت ہونے کے منظور کرلی گئی۔تقابلی جائزہ بابت کوٹیشن ہائے مذکورہ بالاتتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ ریکارڈ کے مطابق کرپشن کے شواہد موجود نہ ہیں لہذاانکوائری کرانے کی ضرورت نہ ہے۔

چنیوٹ، پرچیز کمیٹی کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5874:الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں ڈی سی او کے زیر نگرانی پرچیز کمیٹی قائم کی گئی ہے کمیٹی کے ممبران کی تعداد، ممبروں کے نام، عہدہ اور سکیل کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کے موجودہ ڈی سی او نے اپنی تعیناتی سے لے کر اب تک کئی آئٹم خرید کئے ہیں تو کس مقصد کے لئے کتنی کتنی رقم سے کس کس تاریخ کو کس کس کمپنی سے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خریداری کے لئے کمیٹی کی منظوری اور خریداری کے ووچر ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بمطابق ریکارڈ اس حد تک درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کے قیام پر سابقہ ڈی سی او چنیوٹ نے موصولہ گورنمنٹ گرانٹ سے مختلف آئٹمز ہائے خریدے۔یہ آئٹمز بذریعہ کوٹیشنز خریدے گئے جن کی تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ضلعی حکومت چنیوٹ کو فنڈز 09-06-09 کو وصول ہوئے لہذا وقت کی کمی کے باعث ٹینڈر جاری نہ کئے گئے اور کوٹیشنز طلب کی گئی اور سب سے کم ریٹ دینے والے سپلائر کو سپلائی آرڈر دیا گیا۔

(ب) آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال 2009-10 تا حال دفتر ہذا کو موصول نہ ہوئی ہے۔ آڈٹ رپورٹ کے مطابق اگر کوئی کسی بے ضابطگی کا مرتکب پایا گیا تو ذمہ داران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کر دیا گیا ہے کہ دفتر ہذا کی آڈٹ رپورٹ برائے مالی سال 2009-10 تا حال دفتر ہذا کو موصول نہ ہوئی ہے۔ آڈٹ رپورٹ کے مطابق اگر کوئی کسی بے ضابطگی کا مرتکب پایا گیا تو ذمہ داران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

پی پی۔288 سیوریج سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5883: میاں شفیع محمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں اس وقت کتنی سیوریج سکیمیں موجود ہیں؟

(ب) درج بالا سکیموں میں سے کون کون سی چالو حالت میں ہیں اور کون کون سی سکیمیں کام نہیں کر رہیں یا ٹھیک حالت میں نہیں ہیں اور حکومت ان کو ٹھیک / چالو کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی حلقہ۔288 میں درج ذیل سیوریج کے منصوبہ جات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 2005-06 (ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرانٹ)

1. اے ڈی پی نمبر 2110 تعمیر بقیہ سیوریج سکیم جیٹھ بھٹہ چک نمبر 4/P، یوسی جیٹھ بھٹہ تخمینہ لاگت -/20,00,000 روپے

سال 2006-07 (ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرانٹ)

2. اے ڈی پی نمبر 3580 تعمیر سیوریج سکیم ریاض کالونی جیٹھ تخمینہ لاگت -/37,86,600 روپے

سال 2007-08 (وفاقی گرانٹ)

3۔ تعمیر نالی و سیوریج موضع ظاہر پیر یوسی ظاہر پیر تخمینہ لاگت -/20,00,000 روپے

سال09-2008تا11-2010

کوئی منصوبہ executeنہ ہوا

(ب) تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور چالو حالت میں ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں کچی آبادیوں کی تفصیلات

*5913: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کیمونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کچی آبادیوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حکومت نے اب تک ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی ہیں، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کچی آبادیوں کی کل تعداد 7 ہے جن کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے، جو تحصیل ڈسکہ اور سیالکوٹ میں واقع ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	فضل پورہ نمبر 1	(تحصیل ڈسکہ)
2۔	خیرات پورہ	(تحصیل ڈسکہ)
3۔	حاجی پورہ کیمپ	(تحصیل سیالکوٹ)
4۔	ہنرپورہ	(تحصیل سیالکوٹ)
5۔	مڑیاں پل ایک	(تحصیل سیالکوٹ)
6۔	پاک پورہ	(تحصیل سیالکوٹ)
7۔	پلی توپ خانہ	(تحصیل سیالکوٹ)

(ب) حکومت پنجاب نے مالی سال 09-2008 کے دوران مذکورہ بالا کچی آبادیوں میں سے کچی آبادی حاجی پورہ کیمپ کو 3.500 ملین روپے اور کچی آبادی پاک پورہ کو 3.000 ملین روپے جاری کئے تھے، جن میں ڈرینج، پی سی سی اور گلی گریٹنگ چیمبر، سڑکیں اور پمپنگ مشینری کا کام شامل تھا۔ ٹی ایم اے، سیالکوٹ کی رپورٹ کے مطابق کچی آبادی حاجی پورہ کیمپ، سیالکوٹ میں ترقیاتی کام دیگر ترقیاتی منصوبوں کے تحت مکمل ہو چکے ہیں، چنانچہ کچی آبادی میں کسی قسم کے ترقیاتی کام کرنے کی مزید ضرورت نہ ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کچی آبادی پاک پورہ، سیالکوٹ کو 3.000 ملین روپے کے ترقیاتی فنڈز جاری کئے گئے تھے، لیکن ٹی ایم اے، سیالکوٹ نے رپورٹ کی ہے کہ اس آبادی کے لئے مزید 1.106 ملین روپے درکار ہیں لہذا کچی آبادی حاجی پورہ کیمپ، سیالکوٹ کے مذکورہ بالا فنڈز میں سے کچی آبادی پاک پورہ، سیالکوٹ کے لئے مطلوبہ ترقیاتی فنڈز جاری کئے جائیں جو کہ فنڈز دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک جاری نہیں کئے جا سکے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ میں پارکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5914: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تفریحی پارکس کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کس کس مقام پر واقع ہیں؟

(ب) ان پارکس میں عوام کو کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت سیالکوٹ کی عوام کے لئے مزید پارکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تفریحی پارک کی کل تعداد 7 ہے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان پارکس میں عوام کو درج ذیل سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں:۔

- فری انٹری اور فری پارکنگ
- عوام کی سکیورٹی، پینے کا صاف پانی اور بیٹھنے کے لئے مناسب انتظامات
- بچوں کے لئے فری جھولے، فن لینڈ اور واٹر سلائیڈ
- جاگنگ ٹریک
- مناسب لائٹنگ کا انتظام

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پسرور نے چوبارہ میں ایک پارک بنانے کی منظوری دی ہے، مگر عدالت کے حکم امتناہی کی وجہ سے اس منصوبہ پر اب تک کام شروع نہ ہو سکا ہے۔

میاں چنوں شہر میں صفائی کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات کی تفصیلات

*5938: رانا بابر حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایم اے میاں چنوں شہر میں صفائی کے لئے کتنا عملہ تعینات ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) حکومت نے ان ملازمین کی تنخواہوں پر سال 2008-09 اور 2009-10 کے دوران کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(ج) اس شہر کی صفائی کے لئے کتنے ملازمین کی ضرورت ہے اور یہ ملازمین کب تک تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(د) حکومت اس شہر کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تعداد عملہ صفائی TMA=231 سینٹری ورکرز تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اخراجات تنخواہ عملہ صفائی سال 2008-09=-/1,20,81,480 روپے سال 2009-10=-/1,63,20,132 روپے سال 2010-11=-/2,64,99,088 روپے

(ج) ٹی ایم اے، میاں چنوں کو مزید سینٹری ورکرز کی ضرورت نہ ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے شہر کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے مزید 94 سینٹری ورکرز کی منظوری صادر فرمائی۔ جس کی بنا پر 94 سینٹری ورکرز کی بھرتی عمل میں لائی گئی۔ مزید برآں سیوریج سسٹم کے بہتر انتظامات کے لئے 2 سکر مشین اور 2 جیٹنگ مشین خرید کی گئیں۔ عملہ صفائی کی تعداد مناسب ہونے کے ساتھ ساتھ صفائی کے نظام کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے ٹی ایم اے چنگ چی ڈالہ اور ڈسٹ بن بنوا رہی ہے اور اس جدید مشینری کی فراہمی سے صفائی کا نظام مزید بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دونوں طرف سے صاحبان بات سننا چاہتے ہیں، کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی سوالات کے جوابات سننا چاہتے ہیں۔ میں ان حالات میں آج کے اجلاس کو مورخہ 3۔فروری 2012 بروز جمعۃ المبارک صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

نعت رسول مقبولﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

مرحبا مرحبا آ گئے مصطفیٰؐ جدھیاں راہواں بڑے ویکھ دے رہ گئے
گودی چکیا حلیمہ نے سرکارؐ نوں نازاں والے کھڑے ویکھ دے رہ گئے
ماڑی کُلی سی خُوش بخت سی ایوبؓ دی جتھے جاکے رُکی ڈاچی محبوبؐ دی
ماڑیاں دا پروہنا ایس سوہنا نبیؐ کوٹھیاں تے چڑھے ویکھ دے رہ گئے
دِتی نبیاں گواہی سی میثاق دی عظمت ویکھو عظمت ذرا شاہِ لولاک دی
ایسی بولی سی اُمی نبی پاکؐ دی سب کتاباں پڑھے ویکھ دے رہ گئے
پیار کیتا نبیؐ نوں تے چمکن پئے صدیق، عمر، عثمان، حیدر جئے
تے نیڑے بھانویں ابوجہل ورگے رہے اوہ نصیباں سڑے ویکھ دے رہ گئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،راجہ ریاض صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پرسوں چیف منسٹر پنجاب نے ایک پریس کانفرنس میں یہ کہا ہے کہ ڈینگی کے مرض میں اسلام آباد کی بہت اعلیٰ شخصیت ملوث ہے۔آپ کو پتا ہے کہ اس سے آٹھ سو کے قریب اموات ہوئی ہیں۔اگر وزیر اعلیٰ صاحب کو اس شخص کا پتا ہے تو ہماری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ اس House میں تشریف لائیں جس نے ان کو elect کیا ہے، جس کی ووٹوں کی وجہ سے آج وہ وزیر اعلیٰ ہیں۔وہ یہاں پر آئیں،اس شخصیت کا نام بتائیں اور اس پر پرچہ کرائیں۔انہوں نے اب اس چیز کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ قتل ہیں اور آٹھ سو لوگوں کا قتل اگر انہوں نے نہیں کیا تو جس نے کیا ہے اس کا نام اس House کو بتایا جائے اور اب جو ڈیڑھ سو قتل ہوئے ہیں ان کے متعلق بھی اس House کو بتایا جائے کہ کیا یہ ڈیڑھ سو قتل بھی کسی اعلیٰ شخصیت کی وجہ سے ہوئے ہیں یا میاں شہباز شریف چیف منسٹر پنجاب کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اس پر یہ بات طے ہوئی تھی اور یہ آج کے ایجنڈے میں شامل ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی،قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!آپ نے دو دن پہلے جس طرح bulldoze کیا تھا اگر آپ نے اسی طرح کرنا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ bulldoze کرنے کی بات نہ کریں۔میں تو آپ سے بھی اور ان سے بھی گزارش کرتا رہا ہوں۔آپ نے اپنے طور پر کہا کہ سپیکر جانبدار ہے۔میں نے کہا کہ آپ کی مرضی ہے آپ جو مرضی کہہ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی آپ سے یہ عرض کی تھی کہ اگر آپ یہ سمجھیں کہ ہم طاقت کے زور پر یہ House چلائیں گے تو یہ نہیں چلے گا۔اگر تعاون سے House چلانا ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میری طاقت آپ ہیں۔یہاں دونوں طرف بیٹھے ہوئے صاحبان میری طاقت ہیں۔اس کے علاوہ میری کون سی طاقت ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کو نہیں کہہ رہا بلکہ میں حکومت کو کہہ رہا ہوں کہ اگر حکومت طاقت کے زور پر یہ House چلانا چاہے گی تو یہ نہیں چلے گا۔ اگر تعاون سے چلانا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر ایم پی اے کو[**] کہنا ہے تو پھر یہ House نہیں چلے گا۔ ہم پولیس سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی اس طرح حکمرانی تسلیم کریں گے کہ ایم پی اے کو [**] کہا جائے، [****] کہا جائے، [****] کہا جائے اور اپوزیشن کو[****] کہا جائے تو ہم اس طرح House کو قطعاً نہیں چلنے دیں گے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں تو راجہ ریاض کے گرو سے بھی معافی نہ مانگوں تو ان کے گرو میاں محمد نواز شریف نے میرے گرو آصف زرداری سے رو رو کر جیل میں معافی مانگی تھی انشاء اللہ یہ بھی معافی مانگیں گے اور ان کے گرو بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد آصف علی زرداری سے معافی مانگیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ بڑی عجیب باتیں ہیں۔ آپ انہیں بات کر لینے دیں پھر آپ بھی بات کر لیں۔ میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔ اس قسم کے غیر مہذب الفاظ جو استعمال کئے جائیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ میں Press سے بھی یہی کہوں گا کہ مہربانی فرمائیں کہ جو قابل اعتراض بات انہوں نے کی ہے اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے اور اس کی رپورٹنگ بھی نہ کی جائے۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں۔ آپ ان کی بات سنیں اور مجھے بھی ان کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس صوبے کا Chief Executive جو یہاں سے بھاگا ہوا ہے، اس House سے اس صوبے کا وزیر اعلیٰ بھاگا ہوا ہے۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ایک اشتہار دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ ایجنڈا آپ کا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): آپ آئی جی پولیس کو یہ آرڈر دیں کہ وزیر اعلیٰ کو پکڑ کر اس House میں لائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ایوان سے معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب گم ہو گئے ہیں آپ گمشدگی کا ایک اشتہار دیں، ان کو برآمد کرایا جائے اور اس House میں لایا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: لیڈر آف دی اپوزیشن کو بات کرنے دیں پھر جواب دیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ مجھے ان کی بات سننے دیں۔ آپ کی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ تھوڑا time رکھ لیں۔ ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ ہم اس House کو چلانا چاہتے ہیں۔ ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں۔ اس صوبہ میں جو واقعات ہو رہے ہیں ان پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور تمام House کو اعتماد میں لیں۔ اگر ہم یہ بات غلط کر رہے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ آپ غلط بات کر رہے ہیں، آپ کا یہ مطالبہ غلط ہے اور آپ یہ مطالبہ نہ کریں۔ اگر ہم ایک جائز بات کر رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ لاء منسٹر نے زیادتی کی ہے وہ اپنے الفاظ واپس لیں تو اس میں آپ کا فرض بنتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کہہ دیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس House میں تشریف لائیں تو اس میں کیا برائی ہے، کیا آپ کی توہین یا اس House کی توہین ہو جاتی ہے یا وزیر اعلیٰ پنجاب کی توہین ہو جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ تشریف لائیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کتنے بندے پوائنٹ آف آرڈر لیں گے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں):پوائنٹ آف آرڈر۔وہ جو بے نظیر فنڈ کھا گیا ہے۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں ایک اہم نکتہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمارے اپوزیشن لیڈر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا point بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر:تشریف رکھیں اور مجھے اُن کی بات سننے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ ہماری بات سن لیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!آپ حکم دیں اور آپ وزیراعلیٰ کو یہاں بلائیں۔یہ وزیراعلیٰ کو پکڑ کر لائیں۔

جناب سپیکر:جی،تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!جعلی دوائیوں سے یہ لوگوں کو مار رہے ہیں۔یہ قاتل اعلیٰ بن چکے ہیں اور اب خادمِ اعلیٰ سے قاتل اعلیٰ کا سفر طے کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ہمارا صرف ایک مطالبہ ہے کہ وزیراعلیٰ کو یہاں طلب کریں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!اس کے لئے اشتہار دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ہی ایجنڈا ہے اور اس ایجنڈے پر آج آپ کے صوبہ کے مالی معاملات پر بحث ہے۔ اس کے بعد پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر بھی عام بحث کا آغاز کرنے کا دن ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری نے تقریر کرنی ہے اور انہوں نے ہی آپ کی تقاریر کا جواب دینا ہے۔ دیکھیں، آپ اپنا کام خود ہی نہیں کرنا چاہتے، بڑے افسوس کی بات ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"سالا مارا بیوی ماری، ہائے زرداری ہائے زرداری" کی نعرہ بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"آنا ہوگا آنا ہوگا، چیف منسٹر کو آنا ہوگا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ جو تجویز اپوزیشن لیڈر نے دی ہے۔۔۔ میری بات سنیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ This is not good. یہ آپ کا ایجنڈا ہے کچھ خدا کا خوف کھائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو وزیر اعلیٰ، گو وزیر اعلیٰ" کی نعرہ بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"گو زرداری، گو زرداری" کی نعرہ بازی)

آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تمام صاحبان تشریف رکھیں۔ ابھی ہم مذاکرات کرنے والے ہیں اور دونوں صاحبان کی بات سننا چاہتے ہیں لہذا دونوں صاحبان میرے چیمبر میں تشریف لائیں اس لئے دس منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 10 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)
(اس مرحلہ پر 10 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 11 بج کر 46 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں، میں اب یہ بات کر لوں کہ ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ باقی تمام کارروائی کو suspend کیا جائے۔ اب ہم پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر اہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، کیا House مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے؟

معزز ممبران اسمبلی: جناب سپیکر! جی، اجازت ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسے آپ کی مرضی لیکن House کو بتایا جائے کہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آج کے Question Hour کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی، Question Hour تو ویسے ختم ہو گیا۔ اب تحاریک التوائے کار اور۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کچھ اور بھی کارروائی ہونی تھی، آپ نے کوئی بات کرنی ہے وہ بات بھی کر لیں۔ آپ اور ہمارے درمیان جو کچھ طے ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب! آپ جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ قائد حزب اختلاف صاحب آپ کے چیمبر میں موجود تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں پر اپوزیشن نے قائد حزب اختلاف کی سربراہی میں آپ سے ملاقات کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا کہ آج کے دن کا بقیہ ایجنڈا کو موخر کر دیا جائے اور ہم اپنے personal issues کو ایک side پر رکھتے ہیں، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جو افسوس اور دردناک حادثہ ہوا ہے جس میں 100 سے زیادہ جانوں کی ہلاکت ہوئی ہے ہم اس پر بحث کرتے ہیں اور ساتھ ہی قائد حزب اختلاف نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس بحث کو conclude چیف منسٹر صاحب کریں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے میں نے وہاں پر قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ اس سلسلے میں میری چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے اور ہماری طرف سے already یہ commitment ہے کہ اس مسئلے پر جو بحث ہو گی اس کو conclude وزیراعلیٰ صاحب کریں گے۔ اگر یہ بحث آج conclude ہو جاتی ہے تو وہ سوموار کو conclude کریں گے اگر سوموار کو بحث مکمل ہو جاتی ہے تو پھر منگل کو conclude کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: منگل کو Private Members' Day ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ اب up to Opposition ہے کہ ان کے کتنے ممبران نے بات کرنی ہے اور کتنی دیر بات کرنی ہے، ہماری اپوزیشن کے ممبران سے یہ commitment

ہے کہ اس بحث کو انشاء اللہ تعالیٰ چیف منسٹر صاحب conclude کریں گے اور اس سلسلے میں اس صوبے میں اب تک جو پیش رفت ہوئی ہے اس سے وہ اس معزز ایوان کو خود آ کر آگاہ کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن نے اپنے تمام ذاتی معاملات کو، یا یہاں پر جو تلخی ہوئی تھی ہم نے پنجاب کے عوام کی خاطر ان کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ بھی تھا کہ چیف منسٹر صاحب خود تشریف لائیں اور House کو confidence میں لیں۔ حکومت نے ہمیں اس کا یقین دلایا ہے اور ہم اس اہم issue کی وجہ سے پنجاب کے لوگ جو اس وقت ایک بہت بڑے مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں اور وہ تمام معاملات جو ہمارے حکومت کے ساتھ مختلف issues پر چل رہے ان کو ہم نے پنجاب کے عوام کی خاطر side پر رکھ دیا ہے۔ ہمارے ہی مطالبے پر وزیر اعلیٰ پنجاب اس بحث کو یہاں آ کر conclude کریں گے۔ ہم یہ گزارش بھی کرتے ہیں کہ سوموار والے دن باقی business ختم کر کے ہمیں اس issue پر بات کرنے کے لئے ایک گھنٹہ دے دیا جائے۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب بحث کو conclude کریں اور اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ میں اس بات کی بھی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہمارا تعاون جاری رہے گا اور آپ سے بھی مودبانہ گزارش ہو گی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے بھائی جناب شوکت بسراء صاحب کا بیٹا بیمار ہے اس کے لئے دعا کروا دی جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے تمام دوست ان کی صحت چاہتے ہیں۔ تمام Houseان کی صحت کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔ جن دوستوں نے اس موضوع پر بات کرنی ہے اپنے نام بھجوادیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وہ اس ایوان میں آئیں گے تو کسی کی بات سنیں گے اور جواب بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: تمام کارروائی وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جاتی ہے۔ ہر چیز ریکارڈ پر موجود ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں ایوان میں lay reportsکرکے توسیع لینا چاہتا تھااور دوسری گزارش یہ ہے کہ پہلے آپ انہیں take upکرلیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! ہماری طرف سے میجر ذوالفقار صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور خاص طور پر جناب سپیکر کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے اپنے آفس کو useکرتے ہوئے ایک commonsenseکو prevailکرنے میں اپنا roleادا کیا ہے۔ ہم بطور اپوزیشن ان کے اس roleکو appreciateکرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی پر ہم نے بحث کرنی ہے۔ اگر اس کو محکمہ صحت کے پس منظر میں، اس کے prospective کو نہ دیکھا جائے تو نہ صرف پی آئی سی میں

بلکہ پورے صوبے میں صحت کے معاملات جس طریقے سے چلائے جا رہے ہیں، میں آپ سے requestکروں گا کہ: .Order in the House should be restored

جناب چیئرمین: جی، آپ فرمائیں۔Order in the House

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! جس طریقے سے صحت کے معاملات اس صوبے میں چلائے جارہے ہیں کبھی personal whimsپر عوام کی صحت کا بیڑہ غرق کیا جاتا ہے کبھی Basic Health Unitsکو ادویات دینے کا اعلان ہوتا ہے کبھی Rural Health Centresکو upgradeکرنے کی بات کی جاتی ہے لیکن پھر اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔Basic Health Unitsکی صورت میں پورے پنجاب کے اندر facilitiesکا جو ایک networkپایا جاتا ہے اس کو redundantکر کے رکھ دیا گیا ہے۔ وہاں پر ڈاکٹر موجود نہیں ہیں، ادویات موجود نہیں ہیں اور تو اور جنرل ہسپتال، سروسز ہسپتال اور میو ہسپتال کے اندر اگر کہیں terrorismہوتا ہے تو جناب چیف منسٹر صاحب اس ہسپتال سے ملحقہ ایم ایس کو فوری طور پر suspendکر دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہسپتالوں کے اندر بستروں کی تعداد کو بڑھایا جائے اور It's betterکہ اگر beds availableنہیں ہیں تو ایک ہی bedپر دو مریضوں کو رکھ لیا جائے ۔ کسی بھی ایم ایس کو اس کا شوق نہیں ہوتا لیکن اگر bedsہی availableنہ ہوں تو بجائے اس کے کہ مریض سڑک پر رلتا رہے اگر کسی دو مریضوں کو ایک bedپر رکھا جاتا ہے بجائے اس کے کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے، چیف منسٹر صاحب کسی ہسپتال کا visitکرتے ہیں تو دو چار ڈاکٹروں کو sacrificeکر دیا جاتا ہے کبھی موبائل ہسپتالوں کی صورت میں کروڑوں روپے کے vehiclesخریدے جاتے ہیں، اس کے اندر لیبارٹریاں خریدی جاتی ہیں اور پھر پتا چلتا ہے کہ ایک ہسپتال جو کہ ایک گاڑی پر سوار تھا اس کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے جس کی وجہ سے کسی کو facilitiesنہیں مل سکیں۔ ڈاکٹر اپنی جگہوں پر نہیں پہنچ پا رہے۔ اربوں روپے خرچ کر کے جو Mobile Health Unitsخریدی گئی تھیں وہ اس وقت یا تو ورکشاپس میں پڑی ہوئی ہیں اور ان کی کوئی useful utilityنہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ صاحب صرف اشتہارات میں آتے ہیں کبھی کسی گاڑی کا افتتاح کر رہے ہوتے ہیں چاہے وہ موبائل ہسپتال کی گاڑی ہو، پیلی ٹیکسی ہو اسے صرف فوٹو کھنچوانے کا شوق ہے یا کسی بھی ہسپتال کے ایم ایس کو suspendکرنے کا شوق ہے۔ اس سے good governanceنہیں آتی بلکہ اس سے harassmentپیدا ہوتی ہے اور اسی harassmentکا ہی نتیجہ ہے کہ پی آئی سی

میں اتنی زیادہ اموات ہوئی ہیں ۔ اس کے علاوہ چونکہ لاہور ایک media city ہے۔یہاں پر چیزیں report ہو جاتی ہیں۔Unfortunate ایسے علاقے جو کہ media city نہیں ہیں جہاں پر media اتنا vibrate نہیں ہے وہاں بھی اس قسم کی بہت ساری اموات ہو جاتی ہیں لیکن وہ report نہیں ہوتیں۔ یہاں پر ایک ایسے سیکرٹری کو بھی مسلط کیا جاتا ہے جو ڈاکٹروں سے گریڈ، سروس اور تعلیم میں بھی جونیئر ہوتا ہے اور وہ وہاں پر harassment create کرتا ہے۔اس harassment کے نتیجے میں جو فیصلے کئے جاتے ہیں definitely ان کا نتیجہ یا تو Dengue Fever کی صورت میں نکلتا ہے یا پی آئی سی اور باقی ہسپتالوں کے اندر جعلی ادویات کی صورت میں نکلتا ہے ۔ ہم جو کسی کو reference کے طور پر symbolically [*****] کہتے ہیں تو اس لئے نہیں کہتے کہ انہوں نے کسی کو shoot کیا ہے وہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی bad governance کی وجہ سے، وہ جو harassment create کرتے ہیں، وہ جو mismanagement کرتے ہیں، وہ جو ڈاکٹروں کے اندر panic create کرتے ہیں ان کی وجہ سے جو اموات ہوتی ہیں، وہاں پر جو تمام ہلاکتیں ہوئی ہیں، جو لوگ جاں بحق ہوئے ہیں وہ ان کے ذمہ دار ہیں اور اسی لئے ہم ان کو [*****] بولتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ابھی کہا گیا کہ شاید مچھر بھی سازش کرتے ہیں اور انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ سے مل کر حکومت پنجاب کے خلاف سازش کی ہے۔کیا ہم نے مچھروں سے یہ سازش کی تھی کہ ان کے اوپر مٹی کے تیل کا سپرے کیا جائے ؟ کیا مچھروں سے ہم نے سازش کی تھی ہم آپ پر پانی کا سپرے کریں گے اور آپ کا لاروا اور further production رک نہیں سکے گی ۔یہ نااہل گورنمنٹ ہے and being headed by نااہل چیف منسٹر اسے فوری طور پر resign کرنا چاہئے۔ابھی بھی کہا گیا کہ کراچی کی ایک لیب سے drugs آئی ہیں۔شاید چیف منسٹر صاحب یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ جو بھی drugs خریدی جاتی ہیں ان کا Drugs Testing Labs سے ٹیسٹ ہوتا ہے، اگر وہ fit for human use ہوں تب ان کا work order دیا جاتا ہے۔پچھلے دنوں ایک نجی ٹیلی ویژن نے دکھایا اور آپ کے پاس بھی ریکارڈ موجود ہو گا اگر آپ کے پاس نہیں تو ہم آپ کو پیش کر دیتے ہیں کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی جو آڈٹ رپورٹ آئی ہے اس میں drugs purchase کے اندر جتنی بد عنوانیاں حکومت پنجاب نے کی ہیں شاید کسی اور صوبے میں نہیں ہوئیں ۔ جو بھی drugs خریدی جاتی ہیں

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 885 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ان کا Labs میں drug test ہوتا ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جو Audit Authorities ان کا آڈٹ کرتی ہیں وہاں صرف sample test ہوتے ہیں، وہ صرف 10 فیصد آڈٹ ہوتا ہے اور اگر 10 فیصد audit میں کروڑوں روپے کے گھپلے ادویات کی خریداری میں آرہے ہیں اور اگر ان کا سو فیصد آڈٹ ہو تو اس good governance والی حکومت، جو harassment create کرنے والی گورنمنٹ ہے، جو bad governance والی گورنمنٹ ہے اس کے صرف ادویات کی مد میں گھپلے billions of rupees میں جاتے ہیں۔ یہ اشتہاری گورنمنٹ ہے، اشتہارات کے ذریعے اخبارات کو blackmail کیا جاتا ہے، جرنلزم کو اشتہارات کے ذریعے کنٹرول کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، یہاں صرف PIC میں نہیں بلکہ ملتان میں drugs خریدی گئی ہیں اور جب ان کو Audit Authorities نے point out کیا کہ ان کا drugs test نہیں ہوا، Drug Testing Labs میں ان samples کو test نہیں کیا گیا تو ان کا یہ جواب آیا کہ ہم نے یہ drug خرید لی تھیں، ہم نے انہیں human پر استعمال کیا ہے اور since there is no casualty اس لئے اس پیرا کو settle کیا جائے۔ اگر آپ بغیر drug test کئے ہوئے اس طرح کی ادویات خریدیں گے اور پھر الزام بھی وفاقی حکومت پر لگائیں گے تو جس طرح پہلے آپ کو ڈینگی اعلیٰ اور [*****] کے خوبصورت لفظ سے attribute کیا گیا ہے اس سے آپ اس وقت تک نہیں بچ سکیں گے۔ یہ اشتہاری گورنمنٹ ہے اور آپ نے اشتہارات میں گورنمنٹ کرنی ہے، جب کبھی اس ملک میں صحت کا crisis آتا ہے، ڈینگی کا crisis ہے تو آپ Bonn چلے جاتے ہیں، Berlin چلے جاتے ہیں یا لندن چلے جاتے ہیں، شاید وہاں پر جو جائیدادیں خریدی ہیں ان کو look after کرنے جاتے ہیں اور شاید اگلا الیکشن بھی ادھر سے ہی لڑنے کا ارادہ ہے۔

جناب چیئرمین! اس طرح کے حالات میں ہم یہ سمجھتے ہیں، اپوزیشن پوری دیانتداری سے یہ سمجھتی ہے اور یہاں کی سول سوسائٹی پوری دیانتداری سے یہ سمجھتی ہے کہ ان تمام ترہلاکتوں کے ذمہ دار کوئی اور نہیں بلکہ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جو وزیر صحت بھی ہیں۔ ہم اپوزیشن کی طرف سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نہیں بلکہ وزیر صحت کو اس چیز کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب اسے فوری طور پر denotify کریں اور اسے وزارت سے برطرف کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 885 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! ہمارے معزز ساتھی میر شاہ نواز مری صاحب وزیر سپورٹس بلوچستان گیلری میں تشریف فرما ہیں، میں اس ایوان کی طرف سے ان کو welcome کہتا ہوں اور انہیں آٹھ کروڑ عوام کی طرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب سپیکر! میں یہاں آنے پر House کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہم انہیں welcome بھی کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں بھی آپ اور قائد حزب اختلاف کے جذبات اور احساسات کو endorse کرتا ہوں اور میر شاہ نواز مری صاحب جو بلوچستان کے سپورٹس منسٹر ہیں انہیں یہاں House میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں conclude کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ہوتا کیا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہاں پر Immature bureaucrats کو protect کرنے کا شوق کہاں سے پالا گیا ہے؟ اور وہ پبلک سرونٹس جو وزیر اعلیٰ کے personal servant کے طور پر کام کرتے ہیں شاہ سے بڑھ کر شاہ پرست ہیں۔ ابھی وزیر صحت کو تو denotify نہیں کیا گیا تھا لیکن سیکرٹری ہیلتھ کو معطل کیا گیا۔ یہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے کہ آپ papers میں اسے معطل کرتے ہیں لیکن verbally اسے continue کرنے کا کہتے ہیں۔ ہمیں سیکرٹری ہیلتھ سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے لیکن آپ کی good governance یہ ہے کہ آپ otherwise سیکرٹری کو معطل کرتے ہیں اور verbally کہتے ہیں کہ you will continue your duty اسے چھٹی کا بولتے ہیں اور گھر پر بیٹھ کر کام کرنے کا کہتے ہیں لیکن Papers میں دیتے ہیں کہ اسے معطل کر دیا گیا ہے۔ ہلاکتیں پی آئی سی میں ہوتی ہیں لیکن آپ پروفیسر فیصل کو سروسز ہسپتال میں معطل کر دیتے ہیں اور اس کا قصور کیا ہے؟ اس کا قصور صرف یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ میرے علم کے مطابق جو لوگ جاں بحق ہوئے ہیں ان کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے جتنا آپ پریس کے اندر بتا رہے ہیں۔ آج آدھے صفحے کا اشتہار ایکسپریس اور باقی اخبارات میں دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کراچی کی ایک لیب کی وجہ سے، آئسوٹیب کی وجہ سے یہ ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ آئسو ٹیب کراچی میں بنے، لاہور میں بنے، حیات آباد میں بنے یا کوئٹہ میں بنے اس کی purchase حکومت

پنجاب نے کی ہے، اس لئے یہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے اور جس طرح میں نے کہا ہے کہ پہلے اس کا Drugs Testing Lab میں test ہونا چاہئے تھا۔ اگر یہ formalities پوری نہیں کی گئیں، اگر ڈاکٹروں کو harass کیا گیا ہے، ڈاکٹروں پر pressure رکھا جا رہا ہے، ان کو peaceful environment میں کام نہیں کرنے دیا جا رہا تو اس کے ذمہ دار صرف اور صرف اس صوبے کے [***] ہیں، ان کی غفلت کی وجہ سے یہ ہلاکتیں ہو رہی ہیں اور لوگ شہید ہو رہے ہیں اس وجہ سے ہم انہیں [***] کہتے رہیں گے اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر Chief Ministry سے resign کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میرے معزز ممبر نے جو [***] کا لفظ کہا ہے مہربانی فرما کر اسے کارروائی سے حذف کرایا جائے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شہادتیں سو سے زیادہ ہوئی ہیں میں سو سے زیادہ بار کہوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائیں۔

جناب چیئرمین: جی، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔ رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں قائد حزب اختلاف، قائد ایوان، سپیکر صاحب اور تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس burning اور اہم issue پر آج آپ نے گفتگو کا موقع دیا اور اس کے لئے وقت مقرر کیا۔ پچھلے مہینے کے وسط میں یہ ایک افسوسناک واقعہ ایک shock اور surprise کی طرح نہ صرف پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے گیا پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے گیا اور آج media پر، اخباروں میں، international media پر اس کی وجہ سے پاکستان ایک negative impression میں آ گیا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ پاکستان کی pharmaceutical exports جو کہ 400 million dollars کو touch کر گئی تھیں آج دنیا کے کئی ممالک نے پاکستان سے ادویات کی درآمد کو ban کر دیا ہے۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اس المناک سانحہ میں جہاں ایک سو سے زیادہ لوگوں نے اپنی جانیں گنوادی ہیں وہاں میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی حلقوں نے اس پر جو بحث کی ہے اس کے نتیجے میں ہماری پوری قوم ایک shock syndrome میں چلی گئی کہ کیا پاکستان جو کہ ایک ایٹمی طاقت ہے وہ اتنا نااہل ملک ہے کہ وہاں ادویات پر بھی کوئی control نہیں ہے۔ میں یہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کسی ego اور انا کا مسئلہ بنائے بغیر انہوں نے ان تمام ادویات کو جن کے بارے میں شک تھا کہ ان کی وجہ سے اموات واقع ہو رہی ہیں دنیا کے چار پانچ ممالک میں testing کے لئے بھیج دیا تاکہ حقیقت عوام کے سامنے آ سکے۔ پاکستان کی pharmaceutical industry پر دنیا میں جو عدم تحفظ پایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے پاکستان کی exports کو نقصان پہنچے گا وہ تمام معاملات کھل کر دنیا کے سامنے آ جائیں کیونکہ بدنیتی اور غلطی میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ غلطیاں ہر جگہ ہوتی ہیں، mistakes industries میں بھی ہوتی ہیں، سیاست دانوں سے بھی ہوتی ہیں اور انتظامیہ سے بھی ہو سکتی ہیں لیکن بدنیتی، ڈاکا مارنا، چوری کرنا، مال کو لوٹنا ایسے اعمال ہیں کہ جن کی معافی کبھی ملا نہیں کرتی۔ چند ہفتوں کے بعد جب یہ reports and results ہمارے سامنے آ گئے تو خادم اعلیٰ کا دامن بالکل صاف نکلا۔ ایک international laboratory نے ثابت کر دیا کہ ایک دوائی Isotab-20 کے batch کے اندر مضر صحت عنصر ہے اور جس انڈسٹری میں یہ دوائی تیار کی گئی اس کی غفلت اور غلطی کی وجہ سے یہ اموات واقع ہوئی ہیں۔ اس معاملے کی ابھی تحقیق ہو رہی ہے اس لئے میں اس پر کوئی حتمی رائے نہیں دوں گا لیکن یہ جو کچھ بھی ہوا ایک دوا کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم سب کی اجتماعی بدقسمتی ہے کہ پاکستان کے اندر ایک بھی ایسی لیبارٹری نہیں کہ جو یہ دوائی test کر سکتی ہو۔ آج باسٹھ، تریسٹھ سال گزرنے کے باوجود اس ملک میں کراچی سے لے کر خیبر تک ایک بھی ایسی لیبارٹری موجود نہیں جو اس دوا کو test کر سکتی ہو۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں موجود Laboratories نے اس دوا کے صحیح ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جبکہ international Laboratories نے اس دوائی کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ یہ مضر صحت ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! اس وقت صحت اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر بحث ہو رہی ہے لیکن محکمہ کی طرف سے کوئی بھی آفیسر گیلری میں موجود

نہیں۔وزیر اعلیٰ صاحب اس بحث کو concludeکرنے کے لئے تشریف لائیں گے تو ان کو کون briefکرے گا؟ اس وقت ایوان میں پارلیمانی سیکرٹری صحت اور نہ ہی وزیر صحت موجود ہیں۔اسی طرح آفیسر ز گیلری میں سیکرٹری محکمہ صحت یا ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ موجود نہیں یعنی ان چاروں میں سے کوئی بھی اس وقت موجود نہیں ہے۔کیا ہم بھینس کے آگے بین بجا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ کی ساری باتیں نوٹ کی جا رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی میجر ذوالفقار گوندل صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ آج یہاں پر دونوں اطراف سے جو بھی باتیں کی جائیں گی ان کا ایک ایک لفظ وزیر اعلیٰ تک پہنچایا جائے گا کیونکہ میں نے سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ commitmentدی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک لفظ وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچے گا اور آپ سب اس بات کا یقین رکھیں کہ یہاں پر جو باتیں بھی answerable کی جائیں گی ان سب کا وہ جواب دیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ کوئی issue نہیں رہے گا وہ سب کا جواب دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! رانا صاحب کی بات ٹھیک ہے، وہ درست فرما رہے ہیں اور ہمیں ان کی بڑی عزت ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ Rules of Procedure کے تحت اس وقت محکمہ کے سربراہ یعنی سیکرٹری صحت کو آفیسرز گیلری میں موجود ہونا چاہئے۔اس وقت یہاں پر وزیر صحت اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔اسی طرح جن لوگوں نے پالیسی بنانی ہے یا محکمہ کو headکرنا ہے وہ بھی گیلری میں موجود نہیں ہیں۔میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر سیکرٹری صحت کو یہاں پر طلب کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جب یہ بات سپیکر صاحب کے چیمبر میں طے ہوئی تو میں نے اسی وقت اپنے آفس سے کہا ہے کہ ڈاکٹر سعید الہیٰ کا پتا کریں اور ان کو بلوائیں۔اسی طرح سیکرٹری صحت کو بھی فون کرایا ہے۔اس وقت ایڈیشنل سیکرٹری صحت آفیسرز گیلری میں موجود ہیں۔یہ بحث Mondayتک جاری ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ Monday کو تینوں صاحبان یہاں پر موجود ہوں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذات کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ میں ان کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا کہ انہوں نے اس معاملے کو probe کرنے کے لئے خود ایک Judicial Commission بنانے کی درخواست کی تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ وہ قاتل اعلیٰ ہیں یا خادم اعلیٰ اس کا فیصلہ عدلیہ کر دے۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے اتنا کچھ کرنے کے باوجود ان کی ذات پر جو تنقید کی جا رہی ہے یہ کسی منصوبہ کے تحت ان کو frustrate کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ عزت دے انہیں اس قسم کے allegations سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اس چیز پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ تمام تنقید کا مقابلہ کیا اور کسی بھی تنقید کوئی negative remarks pass نہیں کئے اور آج وقت نے ثابت کر دیا ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ ایک accident ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہم اس accident کو کیسے روک سکتے ہیں؟ اس پر ہمیں research کرنی چاہئے تاکہ آئندہ ایسے واقعات پیش نہ آئیں۔ ہم سب کو مل بیٹھ کر اس پر سوچنا چاہئے۔ آپ سب کو مشورے دیں کہ حکومت پنجاب کو کیا steps لینے چاہئیں؟ یہاں میرے ایک فاضل دوست نے بہت سی health services پر تنقید کی ہے۔ ہم نے اس House میں محکمہ صحت کا بجٹ پاس کیا۔ بحث تو اس چیز پر ہونی چاہئے کہ آج سات مہینے گزرنے کے بعد ہماری کیا progress ہے، نشاندہی ہونی چاہئے کہ حکومت کہاں غفلت کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین! میں اپنے شہر کے حوالے سے خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سات مہینوں کے اندر فیصل آباد میں الحمدللہ ایک کارڈیالوجی کا انسٹیٹیوٹ کھلا جس میں ہر مہینے پینسٹھ کے قریب open heart surgeries ہو رہی ہیں۔ روزانہ تقریباً 900 کے قریب مریضوں کی medical treatment ہو رہی ہے۔ جب میں وہاں پر مریضوں کا جم غفیر دیکھتا ہوں تو حیرت زدہ ہو جاتا ہوں کہ یہ مریض پہلے کہاں جایا کرتے تھے؟ وہاں پر تقریباً 200 لوگ free dialysis کی سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آپ الائیڈ ہسپتال کی ایمرجنسی میں چلے جائیں تو آپ کو دو سو بستر full نظر آئیں گے جہاں پر ڈاکٹر اور پیرامیڈیکل سٹاف ان کو مفت ادویات اور treatment دے رہے ہوں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے بارے میں کہا گیا کہ وہ harassment کرتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں ہر شعبے میں improvement کی گنجائش ہے۔ جب تک آپ سختی سے پیش نہیں آئیں گے تو اس وقت تک ان محکموں کو ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر اعلیٰ نے کچھ لوگوں کو

suspend کیا،ان کی غفلت کی نشاندہی کی گئی اور اگر آج وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ لوگ بے قصور تھے تو میں وزیر صحت،وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ ان کو باعزت طریقے سے بحال کیا جائے۔

جناب چیئرمین!یہاں Mobile Hospitals کی بات ہوئی کہ وہ puncture ہو گئے۔ہم ان غیر ذمہ دارانہ بیانات کے ساتھ اپنے ملک کو discredit کرتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ Mobile Hospitals جنوبی پنجاب کے دور دراز علاقوں کے لئے خریدے گئے جو اُن علاقوں میں جا کر لوگوں کو اُن کی دہلیز پر provide services کر رہے ہیں۔آپ وہاں پر جا کر دیکھیں کہ وہ Mobile Hospitals واقعی پنکچر کھڑے ہیں۔اُن کی تقلید کرتے ہوئے گزشتہ ہفتے فیصل آباد میں ایک این جی او نے چھوٹے چھوٹے Mobile Hospitals لیور سنٹرز کو donate کئے ہیں تاکہ دور دراز کے علاقوں میں لیور کے علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچائی جا سکے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل:اس وقت House میں ایک منسٹر بھی موجود نہیں ہے تو اس بحث کا کون نوٹس لے رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب چیئرمین!لاء منسٹر صاحب مجھے بتا کر گئے ہیں کہ میں پانچ منٹ میں آ رہا ہوں اور میں بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری رانا محمد افضل خان صاحب کی تقریر کے سارے پوائنٹس نوٹ کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین:گوندل صاحب!پارلیمانی سیکرٹری پوائنٹس نوٹ کر رہے ہیں اور لاء منسٹر صاحب بھی House میں آ گئے ہیں۔جی،رانا افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان:جناب چیئرمین!بدقسمتی کے ساتھ پنجاب دو بڑی مشکلات سے گزرا ہے،ایک ڈینگی کا اور دوسرا پی آئی سی کے مریضوں کی دوائیوں کے سبب ہلاکتوں کا مسئلہ ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ آج عوام اس چیز کے معترف ہیں کہ ڈینگی جیسی بڑی آفت کا کس خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا گیا۔آج پنجاب کی حکومت نے دو سو لوگوں کو باہر ملکوں سے ڈینگی کے حوالے سے تربیت دلائی ہے اور اب ہم اس مرض کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے سے بہت بہتر طریقے سے تیار ہیں۔میں یہاں پر ایک آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ میرے حلقہ کی بھی ایک خاتون آئسوٹیب دوائی کھانے کی وجہ سے فوت ہو گئی تو اُس کے خاندان کی compensation کا 5 لاکھ روپے کا چیک کل فیصل آباد پہنچ گیا۔میں چیف منسٹر پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کسی کی زندگی کی compensation تو نہیں دی جا سکتی لیکن انہوں نے جو symbolic gesture کیا اور اُن لوگوں کو جو compensation دی جو فوری طور پر

deliver ہونا شروع ہو گئی ہے میں اس پر چیف منسٹر پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ وہ خادم اعلیٰ ہیں اور وہ غریبوں و مظلوموں کا جو درد رکھتے ہیں میں نے آج تک کسی چیف منسٹر کے اندر یہ جذبہ نہیں دیکھا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! پاکستان کی آبادی کا 63 فیصد پر مشتمل پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے۔ میں اس صوبہ کی ممبر ہوں تو مجھے اس صوبہ کی مظلوم عوام پر ترس کھاتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ یہ لاوارث صوبہ ہے۔ اس صوبہ کا چیف ایگزیکٹو جو اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہہ رہے ہیں، یہاں پر ابھی میرے بھائی نے کہا تھا کہ اُنہیں گیارہ دفعہ [***] کہا گیا اگر اُن کو گیارہ ہزار مرتبہ بھی [***] کہا جائے تو وہ کم ہے کیونکہ چوتھا پارلیمانی سال ختم ہونے کو ہے لیکن ابھی تک کسی کو وزیر صحت نہیں بنایا گیا۔ وہ اپنے آپ کو اتنا competent سمجھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہیلتھ اتنی اہم وزارت ہے جو میرے پاس رہنی چاہئے۔ گو انہوں نے مانا کہ ہیلتھ اتنی اہم وزارت ہے تو آج تک ہیلتھ کا وزیر بنانا وہ پسند نہیں کر سکے۔ ہمیشہ پارٹی کو ٹیم کے ساتھ چلایا جاتا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ خادم اعلیٰ جو آج کل [***] ہیں اُن کے پاس ٹیم کا فقدان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنگلی کے اشارے سے ملی بھگت کر کے سیکرٹری صحت کو تبدیل کر کے دوسرے بندے کو اُس کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ یہ اضافی چارج منسٹرز کو بھی دیئے جا رہے ہیں، اضافی چارج سیکرٹریوں کو بھی دیئے جا رہے ہیں تو کیا یہ good governance ہوتی ہے؟ مجھے تقریریں کرنی نہیں آتی ہیں میں آپ کو صرف چیدہ چیدہ پوائنٹس بتانا چاہتی ہوں کہ اٹھارہ وزارتیں اپنے ہاتھ میں رکھنے والا وزیر اعلیٰ آج House میں آکر جواب دے، آج ہم اُن کو کیوں wanted وزیر اعلیٰ کہہ رہے ہیں، آج ہم کیوں کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ یہاں House میں آئیں گے نہیں تو آپ چیف منسٹر رہیں گے بھی نہیں؟ یہ بات اُن کے نوٹس میں ہونی چاہئے کہ اُن کو منتخب کیا گیا ہے۔ وہ 1999 میں جو دربار چھوڑ کر گئے تھے اب یہ دربار نہیں ہے۔ یہاں پر ان کو آنا پڑے گا اور اُن کو ان ہلاکتوں کا جواب دینا پڑے گا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ابھی میرے بھائی نے موبائل ہاسپٹلز کی بات کی تھی اُس موبائل ہاسپٹل میں اتنی مہنگی equipments لگائی گئی ہیں کہ اگر اس میں خرابی ہو جائے تو وہ موبائل ہاسپٹل

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کھڑا ہو گیا۔ میں نے یہاں پر ہونے والی ایک بات کا جواب دیا ہے، اس طرح کی ہزاروں باتیں ہیں اور ہیلتھ کے اوپر بہت سے پوائنٹس ہیں۔ ان کے بقول پرانی حکومت بڑی بُری تھی تو یہ بڑی اچھی حکومت چلا رہے ہیں۔ 1976 میں جو ڈرگ اتھارٹی ایکٹ بنا تھا کیا انہوں نے پچھلے چار سال کے دوران اُس میں کوئی ترمیم کی ہے؟ بالکل نہیں۔ یہ صرف اپنے جاتی عُمرہ محلوں کی طرف جانے والی سڑکیں اور پُل بنانے میں مصروف ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ ہیلتھ کتنی اہم ہے لیکن اس کے باوجود یہ کسی بل میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے۔ ہم ایک دوسرے کے اوپر کب تک الزام تراشیاں کرتے رہیں گے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی غلطی ہے، فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں یہ نہیں دیا، فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں وہ نہیں دیا۔ آپ اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہتے ہیں تو آپ نے ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ سے وہ اختیار کیوں نہیں لیا کہ آپ نے ہیلتھ میں یہ چیز add نہیں کی اور آٹھویں ترمیم کے بعد ان کے پاس یہ ایک بہانہ ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اب تک آپ کے پاس میرے لئے بوٹی آ چکی ہو گی لیکن میری زبان کو کوئی نہیں روک سکتا۔ وزیر اعلیٰ [***] ہیں، اُس [***] کو اس House میں آنا ہو گا، جوابدہ ہونا ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: محترمہ! میری بات سُنیں۔ بسراء صاحب! Floor محترمہ کے پاس ہے آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے ایک بات کرنی ہے اس لئے مجھے بولنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ یہ خاتون چیف منسٹر کی ذاتیات پر بات نہ کرے اور اس کے علاوہ جو مرضی بات کرے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ خاتون بہت vocal بنتی ہیں تو یہ آج اس چیف منسٹر کے ساتھ اپنے اختلاف کی وجہ بھی بتائیں، نہیں تو میں بتاتا ہوں کہ کیا وجہ ہے۔ اگر یہ آج چیف منسٹر کی ذاتیات کے حوالہ سے بات کریں گی تو پھر میں بھی بتاؤں گا کہ چیف منسٹر سے ان کا مسئلہ کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تجاویز دیں، جو ہوا ہے اس کے بارے میں بات کریں۔ آپ بار بار ایک ہی بات کر رہی ہیں۔ آپ نے جتنے الفاظ وزیر اعلیٰ کے بارے میں کہے

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں میں یہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔آپ اپنی بات کریں اور تجاویز دیں تاکہ صوبہ اور ملک کی بہتری ہو۔House کی کارروائی کے لئے دس منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے دوبارہ بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس لئے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کر رہی ہوں کہ میں لوٹا اعظم کی House کے اندر detail بتا سکوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب میں ضرور بات کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں اب جواب دینا چاہتی ہوں۔اس لوٹے کی اوقات بتانا چاہتی ہوں۔آپ میرا مائیک بند نہیں کریں گے آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو اس [***] کی اوقات بتانا چاہتی ہوں۔یہ میاں محمد شہباز شریف کی [***] کرتا ہے۔یہ [***] ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: یہ اچھی بات نہیں ہے۔آپ نے جو الفاظ کہے ہیں میں وہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ایسے نہیں چلے گا۔اس طرح میں آپ کو time نہیں دوں گا۔اگر آپ نے ایسے ہی کرنا ہے تو میں آپ کو time نہیں دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ topic سے ہٹیں گی تو پھر میں آپ کو time نہیں دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! انہوں نے میرا دھیان change کرنے کے لئے ایسا کیا، صرف دھیان change کیا گیا کیونکہ میں بتا رہی تھی۔انہوں نے کہا کہ مجھے وزیر اعلیٰ صاحب سے کیا اختلاف ہے وہ میں بتا دیتی ہوں۔یہ ضرور اس مقدس House میں بتائیں کہ میرا کیا اختلاف ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب چیئرمین! انہوں نے permit لینے تھے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے دیں۔یہاں پر جو اموات ہوئیں ہیں ہم ان کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ اموات سے دھیان ہٹانے کے لئے چاپلوسیاں کر رہے ہیں۔یہ چاپلوسی کا time

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نہیں ہے۔ میرے پاس بہت سی باتیں ہیں جو میں کر سکتی ہوں لیکن میں اپنی تقریر کا دھیان نہیں بدلنا چاہتی۔ پانچ پانچ لاکھ روپے کی جو بولی انسانی جان کی لگائی گئی ہے کیا یہ اخلاقی طور پر صحیح ہے کہ مر جاؤ اور پانچ لاکھ لے جاؤ، مرو اور پانچ لاکھ لو۔ کیا ان میں اتنی جرأت ہے کہ یہ استعفیٰ دے دیں بجائے اس کے کہ یہ انسانی جان کی پانچ لاکھ روپے بولی لگائیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ انجم صفدر: جناب چیئر مین! یہ یہاں جرأت کریں اور بتائیں کہ انہوں نے کس چیز کا permit لینا تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! انسانی جان کی جو پانچ پانچ لاکھ روپے کی بولی لگائی گئی ہے وہ چیک بھی bounce ہو رہے ہیں۔ آپ اخبارات کی سرخیاں دیکھیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! ان کو بٹھائیں۔ یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب چیئر مین: آپ سب تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! یہ صرف دھیان change کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ میں ایسی عورت ہوں کہ میں سچ بولتی ہوں اور میرے الفاظ برے لگتے ہیں کیونکہ میں پنجاب کی حقیقت بتا رہی ہوں کہ ہیلتھ کی وجہ سے پنجاب کا ستیاناس اور بیڑہ غرق ہو چکا ہے۔ دھیان change کرنے کے لئے اس لوٹا اعظم کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اس نے میری speech خراب کرائی ہے کیونکہ اس کی عادت ہے جب گورنر راج لگا تھا تو یہ لوٹا پرویز الٰہی کے تلوے چاٹ رہا تھا آج پھر واپس (ن) لیگ کے تلوے چاٹنے آ گیا ہے۔ مجھے اس لوٹے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ character assassination کرے کیونکہ اس کا فرض ہے اور یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو مجھ سے کوئی problem نہیں بلکہ اس [***] کو مجھ سے problem ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کو تو criticize کر رہی ہوں کہ وہ [***] ہیں۔ ان کو مجھ سے problem نہیں ہے problem اس لوٹے کو ہے۔ اس [***] کو مجھ سے اختلاف ہے کیونکہ یہ اپنی گاڑیوں کی پنجاب حکومت کے ساتھ [***] کرتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! [***********]

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئر مین! پنجاب حکومت کے ساتھ یہ جو کام کر رہے ہیں۔

---

* بحکم جناب چیئر مین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ میری بات سنیں۔ آپ topic سے ہٹ رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ ان کے بعد بات کر لیجئے گا۔ میں ان کے بعد آپ کو time دوں گا۔ محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں ایک انتہائی اہم issue پر بات ہو رہی تھی۔ یہاں ہر ایک کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی بات کر سکتا ہے۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! [******]

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! یہ بات نہیں کر سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب یہ کہتے ہیں کہ بولنے نہیں دینا۔ ان کی کیا جرأت ہے کہ مجھے بولنے نہ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! House کو in order کریں تاکہ میری بات ہو سکے۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ میں اپنی بات کرنا چاہتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! [*********]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: میں نے آمنہ الفت صاحبہ کو time دیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! اس طرح حقائق کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ اس طرح شور و غوغا میں بات کو دفن نہیں کیا جا سکتا جو غلطی اور کوتاہی پنجاب حکومت نے کی ہے اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہو گا۔ اس طریقے سے اُس طرف کے لوگوں کا کھڑے ہو کر بات کرنے سے روکنے کی کوشش کرنے سے معاملات حل نہیں ہوں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! آپ House کو in order کریں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: میں نے آمنہ الفت صاحبہ کو time دیا ہے۔ان کے بعد شیخ صاحب بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں نہیں۔میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹا لوٹا" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین کی طرف سے "ہانڈی ہانڈی" کی نعرہ بازی)

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! House کو order in کریں۔(قطع کلامیاں)

آپ لوٹوں کو بٹھائیں اور ہمیں بات کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ سب تشریف رکھیں۔پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! ہماری باتوں کو روکنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! میں ان کے بعد آپ کو time دوں گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! یہ اپنی باری پر بات کریں۔یہ ہمارا right ہے جب ہمیں وقت ملتا ہے تو ہم جو مرضی ہو وہ بات کر سکتے ہیں۔آپ اعتراض کریں یہاں کسی کو right نہیں ہے کہ وہ کسی معزز ممبر پر اعتراض کرے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! House کو order in کریں۔مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: پلیز، ایسا نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! اِدھر سے جو ہائے ہائے کی جا رہی ہے تو کیا یہ ماتم خانہ ہے؟ ان شہادتوں پر کہ جو لوگ دوائی کھا کر مر گئے۔کیا یہ ان پر ماتم کر رہی ہیں؟[*********]

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ topic پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! اس آواز کو دبایا نہ جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب چیئرمین صفحہ نمبر 896 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں یہ request کروں گا کہ یہاں پر جتنے ممبران ہیں وہ اپنی اپنی حیثیت سے سب honourable ہیں لیکن شیخ صاحب کی عمر، ان کا status اور ان کی اپنی عزت اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ مجھے ادا کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔ یہ خود ان کو واپس لے لیں یا آپ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب چیئرمین: میں تمام قابل اعتراض الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں تمام ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اب آپ بس کریں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو بات کر لیجئے گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! یہ دوائیوں کی بات ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: مجھے پہلے بات کرنے دیجئے کیونکہ میں نے بھی وہی بات کرنی ہے جو بسراء صاحب نے کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں خادمِ اعلیٰ کو وزیر اعلیٰ cum وزیر صحت کہوں یا وزیر صحت cum وزیر اعلیٰ کہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! بجائے اس کے کہ اتنے اہم issue پر سنجیدگی سے بات سنی جاتی مگر کسی کی توجہ ہی نہیں ہے۔ تنقید کرنا بہت آسان ہے مگر ان کے اندر سننے کا حوصلہ بھی ہونا چاہئے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ جب اپوزیشن یا عوام کوئی سوال raise کرتی ہے تو اُس کا کوئی جواب ہی نہیں آتا۔ ہزاروں کے حساب سے شہادتیں آ گئی ہیں جبکہ سرکاری اعداد و شمار سب غلط ہیں کیونکہ ہزاروں لوگ مر رہے ہیں۔ پی آئی سی سے جو دوائی distribute کی گئی، آج اتنے دن ہو گئے ہیں کیا متعلقہ مجرم کو پکڑا گیا، اس بات پر حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ جوابدہ ہے؟ آج کے اخبار کی خبر تھی کہ انہوں نے محکمہ صحت اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس طریقے سے pertained کرتے ہیں جیسے وہ سب کچھ کریں گے تو اُن کے اپنے ہاتھ میں رہے گا کیونکہ انہیں کسی ٹیم پر یقین ہی نہیں ہے۔ پہلے لوگ خودکشیاں کر

رہے تھے اور بے روزگاری اور ڈینگی سے مر رہے تھے مگر اب ادویات کھا کر اور road accidents سے مر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پورا لاہور اُدھڑا ہوا ہے اور کیمپس انڈر پاس کے نیچے پانچ دن پہلے رات کے اندھیرے میں کھڑی ہوئی مشینری سے گاڑیاں ٹکرائیں جس سے ایک نوجوان جس کی صرف دس ماہ کی بچی تھی وہ مر گیا۔ کیا حکومت پنجاب نے لوگوں کو بہانے بہانے سے مارنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے؟

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر غزالہ رضا رانا اور محترمہ انجم صفدر کی طرف سے "ہائے ہائے" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین! یہ ہائے ہائے اپنے اوپر اور اپنی ناکامیوں پر کر رہے ہیں۔ یہ ہائے ہائے اُن مرنے والوں کے اوپر بین کر رہے ہیں۔ ان تمام خواتین کو بین کرنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا اور ان کی کارکردگی زیرو ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ لوگوں کی کارکردگی کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ یہ سب کچھ میڈیا اور ایوان کے دَر و دیوار بھی دیکھ رہے ہیں کہ اُدھر سے شرمندگی کا اظہار ہونے کی بجائے ہائے ہائے ہو رہی ہے مگر اس کے علاوہ ان کے اندر کوئی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ انڈر پاس پر نوجوان کی ہلاکت کو accident کا نام دیا گیا۔ کیا اس کی proper طریقے سے تحقیقات ہوئیں اور کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو خود اس کا جواب نہیں دینا چاہئے تھا؟ اگر اپوزیشن نے شور مچایا ہے اور ان کے pressure پر وزیر اعلیٰ نے آنے کا وعدہ کیا ہے تو اس کا credit اپوزیشن اور میڈیا کو جاتا ہے۔ آج ہم نے وزیر اعلیٰ کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ یہاں پر آ کر جواب دیں مگر یہ جواب انہیں پہلے دن دینا چاہئے تھا۔ اپنی غلطیوں، نالائقیوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے یا منہ چھپانے سے کام نہیں چلے گا۔ یہ elected ممبران کی اسمبلی ہے اس لئے ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو بھاگنے نہیں دیں گے بلکہ انہیں یہاں سب کے سامنے کھڑے ہو کر جوابدہ ہونا پڑے گا کیونکہ وہ کسی کو کچھ نہیں سمجھتے اور بڑے بڑے افسران کو ہتھکڑیاں لگانے کا ان کے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ ذرا سی کوتاہی اور شکایت پر وزیر اعلیٰ کا تاریخی کردار رہا ہے کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ کسی کی پگڑی اچھل جائے گی یا کسی باکردار افسر کو ہارٹ اٹیک ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ہتھکڑیاں بھی لگائیں، insult بھی کی اور موقع پر برطرف بھی کیا تو آج خادم اعلیٰ اپنی سیٹ پر کیوں براجمان ہے اور اس پر انہوں نے استعفیٰ کیوں نہیں دے دیا؟ جو اصول وہ دوسروں پر لاگو کرتے ہیں اپنی ذات پر کیوں نہیں کرتے؟ آج پورا پنجاب بہانے بہانے سے مارا جا رہا ہے اور الزام دوسروں پر لگا دیا جاتا ہے پھر اپنے گھر کے کھڑے کر دیئے جاتے ہیں جو میڈیا کے سامنے کھڑے ہو کر دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ طریقہ اُن ناکام لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جو زبردستی صرف کرسی سے پیار کرتے ہیں۔ اتنی اہم منسٹری صحت اور تعلیم کی ہے مگر دونوں کا ایک بھی independent وزیر نہیں ہے۔ جب کسی کے پاس

independent کام کرنے والا وزیر ہی نہیں ہوگا اور اتنا بڑا محکمہ جو پورے پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اُس کو جب آپ independent ٹائم نہیں دیں گے، جب تک وزیر مقرر نہیں کریں گے، اسے follow up نہیں کریں گے، اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے وزیروں کو گالیاں دینے کے لئے کھڑا کر دیں گے تو پھر تاریخ بھی معاف نہیں کرے گی۔

جناب چیئرمین: House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! آج کل پنجاب گورنمنٹ جو کچھ کر رہی ہے اس کا خمیازہ انہیں الیکشن میں ناکامی کی صورت میں بھگتنا پڑے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! انہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ ہم کام نکال کر دیتے ہیں، خامیاں نکال کر دیتے ہیں، کوتاہیاں اور غلطیاں لا کر دیتے ہیں جن سے ان کو سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنی چاہئے مگر یہ اصلاح کرنے اور اپنی خامیوں کو دُور کرنے کی بجائے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ one man show نہیں تو اور کیا ہے؟ ان لوگوں نے صرف جھوٹی انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے اور یہ کسی چیز پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ پی آئی سی میں ادویات کے issue کے علاوہ دیکھیں کہ وہاں پر کیا کیا حالات ہیں؟ ایک ایک بیڈ پر چار چار مریض پڑے ہوئے ہیں۔ یہ صرف جاتی عمرہ کی سڑکوں پر پیسا لگا رہے ہیں، یہ صرف اپنے محلات کی آرائش میں لگے ہوئے ہیں، یہ صرف اپنے محل تعمیر کرنے میں لگے ہوئے مگر ان کو نہیں پتا کہ عوام کے مسائل کیا ہیں؟ آج ٹوٹی ہوئی سڑکوں کو مزید توڑ دیا گیا ہے۔ ایک سال سے سڑکیں بننے والی پڑی ہیں، لوگ دوائیوں سے بھی مر رہے ہیں مگر ساتھ ساتھ گرد آلود اور دھوئیں سے بھی مر رہے ہیں۔ آج دوائی ایسی چیز ہے جو بیمار آدمی کو بچا سکتی ہے مگر انہوں نے مرنے کے لئے دوائی کا راستہ بھی کھول دیا ہے اور وہ دوائی بھی آج ایسی ہو گئی ہے کہ وہ مارنا شروع ہو گئی ہے۔ ہر ہسپتال میں ایک independent Purchase Committee ہوتی ہے جو ایم ایس کی سربراہی میں دوائیاں خریدتی ہے مگر اُس کمیٹی کو ابھی تک سامنے کیوں نہیں پیش کیا گیا؟ کیا ان کی تحقیقات کی ضرورت نہیں تھی، کیا یہ معلوم نہیں کرنا تھا کہ انہوں نے گھپلے کیوں کئے، انہوں نے اتنی ناقص دوائی کا ٹیسٹ کیوں نہیں کیا اور دوائی اتنے بڑے bulk میں کیوں خریدی جس سے ہزاروں کے حساب سے لوگ مر گئے؟ رات کے اندھیرے میں ٹینڈر جاری کر کے اپنے من پسند لوگوں سے کم قیمت پر دوائیاں لی گئیں۔ کوئی ثبوت ہے کہ فیصلے میرٹ پر ہوئے مگر یہ لوگ آج تک ایک ثبوت بھی اسمبلی یا میڈیا کے سامنے نہیں رکھ سکے اور Purchase Committee کا ایک ثبوت بھی یہاں لا کر نہیں دے سکے۔ آج یہ منہ چھپاتے

پھر رہے ہیں اور کبھی کوئی issue highlight کر کے اس طرف سے توجہ ہٹاتے ہیں مگر اس سے کام نہیں چلے گا۔ جب تک گناہ گاروں اور خطاکاروں کو سزا نہیں دی جائے گی تب تک ہم چپ نہیں بیٹھیں گے مگر آج یہ bad governance کا اتنا بڑا زندہ اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر انہوں نے خادم اعلیٰ کو [***] کہا ہے تو باخدا یہ کام کسی اور حکمران سے ہوتا تو میں دیکھتی کہ نام نہاد خادم اعلیٰ اسے [***] تو درکنار اسے قتل کرنے چل پڑتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اپنے لئے کوئی اور اصول رکھیں اور دوسروں کے لئے کچھ اور اصول وضع کریں۔ میں یہ کہوں گی کہ اب سیاست کرنے کا وقت نہیں ہے بلکہ یہ کوتاہیوں، غلطیوں اور خامیوں کو تسلیم کرنے کا وقت ہے اس لئے انہیں سر جھکا کر مان لینا چاہئے کہ پچھلی پرویزالٰہی کی گورنمنٹ ان سے ہزار ہا درجے بہتر تھی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب چیئرمین! انہوں نے جو لفظ بولے ہیں اس حوالے سے اس پر قتل کا مقدمہ ہم درج کرائیں گے اور اس پر قتل کا مقدمہ چلایا جائے گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! پرویزالٰہی صاحب کے دور میں ڈینگی آیا تو چند دنوں کے اندر ختم کر دیا گیا۔ ابھی تو پھر سے ڈینگی آئے گا۔ میں اس چیز پر یقین رکھتی ہوں کہ ضروری نہیں ہے کہ میں اگر اپوزیشن میں ہوں تو میری مخالفت کی جائے۔ اگر میں کوئی کام کی بات کہتی ہوں تو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اپوزیشن بنچوں سے کھڑے ہوئے لوگ بھی ووٹ لے کر آئے ہیں اگر وہ حکومت کی کوتاہی یا خامی نکالتے ہیں تو اسے حکومتی بنچوں کو کھلے دل سے ماننا اور تسلیم کر لینا ایک اچھی بات ہو گی لیکن انہوں نے ہمیشہ ہی نہیں مانا۔ مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب ایل ڈی اے کی وجہ۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! ایل ڈی اے نے ماڈل ٹاؤن میں بیسیوں گھر گرا دیئے تھے اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کمیٹی کو extend کروائیں اور میں آپ سے کہتی ہوں کہ اگر ان کو کام کرنے کا شوق ہے تو وہ بے چارے لوگ بے سروسامانی کی حالت میں آج بھی پڑے ہیں، آپ آج ruling

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دیتے ہوئے اس کمیٹی کے اجلاس کا بتائیں کہ دوبارہ کب ہوگا؟ اگر ان لوگوں کی نیت کام کرنے کی ہے تو ایل ڈی اے والوں نے جن کے گھر گرائے تھے وہ آج بھی بے سروسامانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔یہاں ایسے ہزاروں وعدے ہوئے، کمیٹیوں میں بھیج دیا گیا، سرد خانے میں انہیں دفن کر دیا گیا لیکن ان پر عمل نہیں ہوا۔اسی طرح کا وہ case تھا اور آپ اس کے چیئرمین تھے تو میں آپ سے کہوں گی کہ کم از کم آج ruling دیں کہ اس کمیٹی کا دوبارہ سے اجلاس بلایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے،اس کمیٹی کا دوبارہ اجلاس بلاتے ہیں۔

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب چیئرمین: اب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون نگہداشت معیارات و مینٹیننس تعلیم ٹیکسٹ بکس بورڈ پنجاب مصدرہ 2012 اور نشان زدہ سوال نمبرز 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:۔

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books of Maintenance and Standards of Education Bill 2012(Bill No 1 of 2012) and Starred Question Nos. 3435 and 3436

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books of Maintenance and Standards of Education Bill 2012(Bill No 1 of 2012) and Starred Question Nos. 3435 and 3436

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Supervision of Curricula Text Books of Maintenance and Standards of Education Bill 2012(Bill No 1 of 2012) and Starred Question Nos. 3435 and 3436

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور بل نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Ch Aamir Sultan Cheema MPA, PP- 32, the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008(Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad-ud-Allah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب چیئرمین: رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔اب جناب اعجاز احمد خان اب مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر4093کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر4093کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:۔

"نشان زدہ سوال نمبر4093کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

بحث

(۔۔۔جاری)

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! وہ گھر جن کے چراغ بجھ گئے ہیں اور وہ لوگ جن کے گھر میں صف ماتم بچھی ہے تو یہ ایک دوسرے کے خلاف جو روّیہ ہے، کم از کم حوصلہ کریں اور اپوزیشن کی بات سکون سے سنیں personal hits نہ کریں کیونکہ اس بات پر 120 اموات ہوئیں ہیں میں تمام بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اپنے اپنے issue پر رہتے ہوئے بات کریں کیونکہ آج پنجاب کے عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ ذاتی باتوں کو discuss نہ کریں کیونکہ جب محترمہ ثمینہ صاحبہ بات کر رہی تھیں تو شیخ صاحب بھی ہمارے لئے محترم ہیں تو ہمیں اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔ ہم کون سے topic پر بات کر رہے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔ اگر ان کے گھر میں آج یہ message جائے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی ذات پر حملے کر رہے ہیں، ہم یہاں پر ہنس رہے ہیں یا غیر سنجیدہ گفتگو کر رہے ہیں تو میری یہ request ہے کہ topic پر رہیں، ان دوائیوں کے معاملے کو discuss کریں تاکہ آج دس کروڑ لوگوں کے نمائندہ House کی یہ بات جائے کہ انہی کے نمائندے انہی کے ووٹوں کی وجہ سے یہاں پر بیٹھے ہیں لیکن اگر ہمارا روّیہ غیر سنجیدہ ہوگا تو ان تک اچھا message نہیں جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: House کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: نہیں، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: میں صرف ایک اہم بات کرنا چاہتی ہوں اور اگر مجھے وقت نہ ملا تو میں واک آؤٹ کر جاؤں گی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ پہلے محترمہ ساجدہ میر کو وقت دے دیں میں ان کے بعد بات کر لوں گا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ
ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئیں)

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ انہیں منا کر ایوان میں لائیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) محترمہ ساجدہ میر
اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

شیخ علاؤالدین: میں آپ کا شکر گزار ہوں جمعہ کا وقت ہو گیا ہے تو میں صرف تین منٹ لوں گا مجھے معلوم ہے کہ اہم مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ جن پر بات رہی ہے ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ جہاں تک اپوزیشن کا یہ کہنا ہے کہ پیسوں سے یہ دکھ۔۔۔

(اس مرحلہ پر چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) ایوان میں واپس تشریف لائے)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! ان کا مؤقف ہے کہ ہم خواتین بھی یہاں بیٹھی ہیں ایک دوسرے کے خلاف اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں تو اس کے بعد ہم واپس آ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ request کروں گا کہ مجھے اب interrupt نہ کیا جائے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ واقعی بہت بڑا دکھ ہے اور میرا خیال ہے کہ ان خاندانوں کے دکھ میں پورا House شریک ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ پیسوں سے ان کا یہ دکھ نہیں بانٹا جا سکتا لیکن میری عرض صرف یہ ہے کہ ذاتیات پر اگر بات کی جائے گی تو معاملات سلجھنے کی بجائے اور بگڑ جائیں گے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شیخ صاحب بھی میری باری کے دوران کھڑے ہو گئے تھے اور اب میں بھی ان کی باری پر کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ آپ تشریف رکھیں اور شیخ صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے محترمہ سے کچھ نہیں کہا اور صرف یہ کہا تھا کہ آپ وزیراعلیٰ صاحب کے بارے میں یہ الفاظ استعمال نہ کریں باقی انہیں حق ہے کہ وہ جو مرضی بات کریں۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ ایک بات جو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا کہ تمام ادویات کی رجسٹریشن وفاقی حکومت کا jurisdiction ہے اور تمام imported medicine کی licensing بھی مرکزی حکومت کے پاس ہے اور اگر اس بات کو میرا کوئی بھائی جھٹلا دے تو میں اس کا دیندار ہوں مجھے وہ ذاتی طور پر بھی کہہ سکتا ہے اور مجھے بتائے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ ایک رجسٹریشن جسے standardization فارمولا کہتے ہیں، جب وہاں سے چلتا ہے اور آج سے نہیں 64 سال سے یہ ادویات کی رجسٹریشن مرکزی حکومت کے پاس ہے۔ میں نے اسی معزز ایوان کے سامنے یہ معاملہ رکھا تھا۔ سپریم کورٹ نے سیکرٹری صحت کو آج سے تین سال پہلے بلایا تھا۔ Prices پر بلایا تھا standardization پر نہیں بلایا تھا۔ ایک تو یہ اہم بات ہے جسے سب کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارا پنجاب حکومت کا standardization اور رجسٹریشن میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جس افروز نامی کمپنی کا یہ کہا گیا ہے اگر ہماری حکومت کا اس میں Zero percent بھی fault ہوتا اور حکومت کی involvement ہوتی جیسے ہمارے اپوزیشن کے بھائی کہہ رہے ہیں تو ہمارے وزیراعلیٰ کبھی جرمن، انگلینڈ اور امریکہ کی انٹرنیشنل لیبارٹریوں سے ٹیسٹ نہ کراتے۔ یہ کبھی independent reports نہ آتیں۔ انہوں نے ذاتی طور پر لوگوں کو by air بھیجا۔ انہوں نے ٹی سی ایل یا ڈی ایچ ایل سے بھی نہیں بھیجا۔ اس کی رپورٹ آنے کے بعد انہوں نے یہ بات کی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ اٹھارہ بیس گھنٹے کام کرتے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ مجھے جو assignment دی گئی ہے اس میں میرا کوئی دوست ثابت کر دے کہ میں نے ذاتی طور پر حکومت سے کچھ لیا ہو۔ اگر ایسا ثابت ہو جائے تو میں نہ صرف resign کر دوں گا بلکہ جو penalty لگائے گا وہ بھی دوں گا۔ ایک ایسا وزیراعلیٰ جو بیس بیس گھنٹے کام کر رہا ہو، حادثات کسی سے بھی ہو سکتے ہیں۔ میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ ابھی اٹلی میں ایک بحری جہاز جو دنیا کا مانا ہوا جہاز تھا دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس بارے میں کہا گیا کہ سو سال کے بعد دوسرا Titanic ڈوبا ہے۔ اس پر جو انٹرنیشنل تبصرے

آئے ہیں وہ بڑے پڑھنے والے ہیں۔ جو اس جہاز کا کیپٹن تھا وہ ایک ڈانسر کے ساتھ باتوں میں لگا ہوا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: House کا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس کمپنی کے چیئرمین کو کسی نے نہیں کہا کہ یہ اس کی غلطی تھی۔ اس کمپنی کے چار سو سے زیادہ جہاز ہیں۔ حادثات سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ ہمیں بات کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ جس وزیراعلیٰ کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں اگر تو وہ نیتاً ایسا ہے پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اگر ہم کسی کے بارے میں ایسے ہی بات کریں گے تو میرا ایمان ہے اور یہاں بیٹھے ہوئے میرے بھائیوں کا بھی یہ ایمان ہوگا کہ اگر ہم کسی پر بہتان لگائیں گے تو ہم اللہ کو جوابدہ ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ دوائیوں کی خریداری میں جو کچھ معاملات ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ اس میں بہتری آسکتی ہے اور اس میں بہتری آنی چاہئے۔ پروفیسر حضرات یہ بالکل کھلم کھلا کہتے ہیں کہ ہمیں یہ یہ دوائیوں کا کہا گیا کہ ہم نے یہ خریدنی ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ Purchase Committee میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہاں پر فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میں اپنے وزیراعلیٰ کے behalf پر یہ کہتا ہوں کہ ان کی کوئی غلطی تو ثابت کریں کہ انہوں نے یہ کوتاہی کی ہے۔ یقین کریں کہ وزیراعلیٰ صاحب رات دو بجے بھی فون کر کے کہتے ہیں کہ یار یہ کام کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کس وقت سوتے ہیں، میں ان کی بالکل حمایت نہیں کر رہا ہوں۔ اگر میں یہ بات غلط کہہ رہا ہوں تو میں خدا کو جوابدہ ہوں۔ اگر حکومت سے کوئی غلطی ہوگی تو میں یقین دلاتا ہوں کہ سب سے پہلے تنقید میں کروں گا۔ میں تنقید کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ بہت شکریہ

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے

"قدم بڑھاؤ شہباز شریف ہم تمہارے ساتھ ہیں" کی نعرہ بازی)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 6۔فروری 2012 بروز سوموار سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا
اسیروں کنیزوں پہ کیا کچھ گزرتی مصیبت کے ماروں کا کیا حال ہوتا
حضورؐ آپ آئے تو آئیں بہاریں ہر طرف صلے علیٰ کی پکاریں
مہینوں میں گر ربیع الاول نہ ہوتا تو پھر ان بہاروں کا کیا حال ہوتا
ادب سے کھڑے ہیں ملائک سارے کہ تشریف لائے ہیں آقا ہمارے
وہ معراج کی شب عرش پر نہ جاتے تو چاند اور تاروں کا کیا حال ہوتا
سب انبیاء ہیں سلامی کو آئے کہ یوسفؑ بھی بیٹھے ہیں سر کو جھکائے
ان سب میں گر کملی والے نہ ہوتے تو لاکھوں ہزاروں کا کیا حال ہوتا
حضورؐ آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا
محشر میں ہم سب گھبرا گئے تھے دوزخ کی آتش سے تھرا گئے تھے
حضورؐآپ اگر نہ ہمیں بخشواتے تو ہم گناہ گاروں کا کیا حال ہوتا
حضورؐ آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ خزانہ اور تحفظ ماحولیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

پی آئی سی میں جعلی ادویات سے ہونے والی ہلاکتوں پر بحث کو بذریعہ قائد ایوان سمیٹنے کا مطالبہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ مستی خیل صاحب! ذرا ان کی بات ہو جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آخری دن وزیر قانون نے یہاں House میں یہ وعدہ کیا تھا کہ جعلی دوائیوں کے سلسلے میں جو بحث ہے اسے وزیر اعلیٰ پنجاب سمیٹیں گے۔ آج یہ اجلاس ختم ہونے والا ہے اس لئے میں حکومتی بھائیوں اور آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے وعدہ ہوا تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب اس بحث کو سمیٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اب آپ خدا کو حاضر ناظر کر کے فیصلہ کریں کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے، ہماری کیا غلطی ہے؟ آپ کے سامنے وعدہ کیا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ آکر بحث سمیٹیں گے۔ ہم نے سارے ذاتی مسائل ختم کئے یہاں پر آدھا دن بحث ہوئی اور بہت سارے ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا، آج باقی دوست بحث کر لیتے اور وزیر اعلیٰ آکر سمیٹ دیتے۔ ہم نے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہو گی لیکن افسوس کہ انہوں نے آج بھی اس House میں آنا اپنی توہین سمجھی۔ اب ہم مجبور ہو کر لاء منسٹر کے خلاف تحریک استحقاق دیں گے چونکہ ہمارے پاس اب کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ ہم کدھر جائیں، ہمیں صرف یہ بتا دیں کہ ہماری غلطی کیا ہے؟ ہم نے کون سا جرم کیا ہے جس کی ہمیں یہ سزا مل رہی ہے، آٹھ کروڑ عوام کو یہ سزا مل رہی ہے کہ ان کے وزیر اعلیٰ اسمبلی سے بھاگے ہوئے ہیں۔ ہم نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ ایک اشتہار دے دیں کہ ہمارا وزیر اعلیٰ، ہمارا قائد ایوان اسمبلی سے بھاگا ہوا ہے۔ یہ میرے محترم بھائی قابل احترام ہیں اور اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! پہلے پوچھ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے commitment کے بارے میں پوچھ لیں پھر آپ دوبارہ بات کر لینا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہیں کہاں سے یہ information ملی کہ چیف منسٹر صاحب اس بحث کو نہیں سمیٹنا چاہتے؟ یہ میرے علم میں نہیں اور انہوں نے بار بار کہا کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ جمعہ کے روز اس بحث کا آغاز ہوا اور قائد حزب اختلاف کے مطالبے پر ہی ہوا تھا، میں نے چیف منسٹر صاحب سے یہ request اس سے دو دن قبل کی تھی کہ PIC کی reaction medicines پر جو بحث ہو گی اسے آپ آکر سمیٹیں اور اس میں جو ساری صورتحال ہے جس پر آپ نے پریس کانفرنس بھی کی ہے، آپ وہاں ایوان کے سامنے بھی سارا معاملہ رکھیں تو انہوں نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اب وزیر اعلیٰ عمومی طور پر قائد حزب اختلاف کی طرف سے اٹھائے گئے نکات اور تجاویز پر respond کرتے ہیں۔ باقی معزز ممبران کی تقاریر اور تجاویز بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں لیکن اس House کے rules کے مطابق قائد حزب اختلاف کا اپنا ایک مقام ہے، کل وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے اجلاس کی کارروائی تو مجھے بھجوائی ہے لیکن قائد حزب اختلاف کی تقریر تو بھجوائی ہی نہیں ہے۔ میں وہاں پر اس کا کیا جواب دیتا کہ قائد حزب اختلاف اتنے انتہائی اہمیت کے مسئلے پر بحث کا آغاز کروانے کے بعد یعنی بحث ان کے کہنے پر ہو رہی ہے لیکن انہوں نے آغاز کرنا مناسب نہیں سمجھا اور یہ چلے گئے۔ اس کے بعد باقی ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا تو میں نے ان کو بتایا کہ قائد حزب اختلاف نے اس پر آج یعنی جمعہ کے روز تقریر نہیں فرمائی اب شاید Monday کو وہ اپنی بات کریں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر قائد حزب اختلاف کی تقریر جونہی ہو آپ اس سے مجھے فوری طور پر آگاہ کریں۔ اس کی وجہ کہ اس دن جمعہ کے دن جو تقاریر ہوئی ہیں وہ چیف منسٹر کے سامنے تھیں انہوں نے کہا کہ لاء منسٹر صاحب اس میں تو دو ہی چیزیں ہیں ایک لوٹا لوٹا اور ایک ہانڈی ہانڈی اب اگر میں نے وہاں جا کر ہانڈی پر بحث کو سمیٹنا ہے تو پھر مجھے بتائیں کہ میں اس ہانڈی کو کس طرح سمیٹوں اور لوٹا لوٹا کو کس طرح سمیٹوں۔ میری گزارش ہے کہ اس

دن reaction medicine پر جو بحث ہوئی ہے آپ وہ کارروائی قائد حزب اختلاف کو دکھا دیں۔ قائد حزب اختلاف آج اپنا اظہار خیال فرمائیں باقی ممبران بھی فرمائیں بالکل چیف منسٹر صاحب House کو جوابدہ ہیں اور انشاء اللہ وہ جواب دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر بات ہوئی تھی کہ بحث کرنی ہے، ہمارے پارلیمانی لیڈر نے بحث کی اور بھی بہت سارے دوستوں نے بحث میں حصہ لیا، حکومت کی طرف سے بھی دوستوں نے بحث میں حصہ لیا۔ اگر مجھے بحث کے لئے کہتے ہیں تو آپ rules suspend کریں میں ابھی بحث شروع کرتا ہوں اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ آکر جواب دے دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران: جی، rules suspend کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بالکل قائد حزب اختلاف کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ اپنی بحث کریں، یہ تجاویز دیں میں ان کی تقریر کی کاپی وزیر اعلیٰ تک پہنچاؤں گا اور وہ اس House میں آکر اس کا جواب دیں گے۔ آج اجلاس prorogue ہوا تو وہ next اجلاس میں دے دیں گے اور اگر اجلاس آج prorogue نہیں ہوتا، کل یا پرسوں پر جاتا ہے تو وہ کل یا پرسوں آکر جواب دیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): "اوئے جھوٹاای"

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! یہ انداز مناسب نہیں۔ پہلے تحمل کے ساتھ ان کی بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آج اجلاس prorogue نہیں ہوتا، کل یا پرسوں پر جاتا ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب کل یا پرسوں آکر جواب دیں گے۔ یہ میرے علم میں ہے اور نہ ہی وزیر اعلیٰ کے علم میں ہے کہ قائد حزب اختلاف کی تیاری ہو گئی ہے اور انہوں نے آج تقریر کرنی ہے۔ اب مجھے یہ بھی علم نہیں کہ انہوں نے کیا تقریر کرنی ہے؟ وزیر اعلیٰ صاحب اتنے فارغ تو نہیں بیٹھے کہ میں ان کی تقریر کی کاپی لوں، وزیر اعلیٰ صاحب کو دوں اور وہ فوری طور پر آکر ان کی تقریر کا جواب دے دیں۔ اس طرح کا روّیہ بالکل نامناسب ہے۔ اس طرح کے روّیے سے قائد حزب اختلاف اور نہ ہی

کوئی قائد ایوان کو مجبور کر سکتا ہے بلکہ اس قسم کے روّیے پر توrulesاجازت نہیں دیتے کہ آپ کسی عام ممبر کو بھی کہیں کہ بھئی!یہ شرط ہے اور اس شرط پر آپ نے اسtime limitمیں جواب دینا ہے۔یہ روّیہ مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!انتہائی افسوس کی بات ہے کہ الفاظ کے ہیر پھیر میں ہمیں الجھایا جا رہا ہے۔ہم نے سب چیزوں کو ایک طرف رکھ کر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر بحث کرنے کا مطالبہ کیا۔یہ مان کیوں نہیں لیتے کہ وزیراعلیٰ ان کی بات نہیں سنتے؟ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ وہ ان کی ذرا عزت نہیں کرتے،ان کے کئے ہوئے وعدے کو کچھ نہیں سمجھتے۔اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان کی کوئی قدر اور عزت نہیں۔انہوں نے اسHouseمیںcommitmentکی کہ وزیراعلیٰ یہاں پر آکر بحث کوconcludeکریں گے لیکن وزیراعلیٰ نے ان سے کہہ دیا ہے کہ میں نے نہیں آنا۔میں اس پر تحریک استحقاق بھی دوں گا۔یہ خود شرمندہ ہو کر آجHouseمیں آئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر ان میں ذرا سی شرم ہوتی تو یہ آج کہہ دیتے کہ میں وزیر قانون کی حیثیت سے استعفیٰ دیتا ہوں۔اب یہ کس شکل میں اس کوdefendکر رہے ہیں،یہ کس طرح سے ایسی بات کر رہے ہیں؟مجھے تو اپوزیشن والا رانا ثناء اللہ چاہئے جس نے حق کی بات کی تھی۔آج وزیر قانون کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ وزیراعلیٰ صاحب!میں ایسی وزارت پر لعنت بھیجتا ہوں اگر آپ میری کی ہوئیcommitmentپوری نہیں کرتے تو پھر میں آپ کی ٹیم کا حصہ ہوں اور نہ ہی آپ میری ٹیم کا حصہ ہیں۔انتہائی افسوس کی بات ہے،اب یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ قائد حزب اختلاف نے بحث نہیں کی اس لئے وزیراعلیٰ نہیں آئے۔یہ ہمیں اس طرح سے چکر نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں قائد حزب اختلاف،رانا صاحب اور دوسرے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آج یو۔ای۔ٹی یونیورسٹی سے طالب علم آئے ہوئے ہیں اور وہHouseکی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔ہم سب ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ راجہ ریاض صاحب اب اپنی تقریر شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:رانا صاحب!اس کے لئے پہلے ہمیںrules suspendکرنے پڑیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ کہوں گا کہ وہ اتنے چالاک اور ہوشیار نہیں ہیں کہ ہم ان کی بات سمجھ نہ سکیں۔ وہ اتنی مہارت نہیں رکھتے جتنی وہ اپنی وفاداری ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کے واسطے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار نہ بنیں اور اس House کے تقدس کا خیال رکھیں۔ ہم صرف اتنی درخواست کر رہے ہیں کہ یہ ایک انتہائی حساس معاملہ ہے اور اس کی نزاکت کو سمجھیں۔ وزیر اعلیٰ کے غلط فیصلوں کی وجہ سے آج پھر ایک عمارت گری ہے اور کچھ لوگ وفات پا گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جس کو غلطی سے ہم نے ووٹ دیئے ہوئے ہیں اور ہم بھی اس جرم میں شامل ہیں۔ اس [***] نے آج پھر یہاں House میں آنے سے انکار کر دیا ہے۔ وزیر قانون صرف اٹھ کر معافی مانگ لیں کہ میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا اس لئے میں معافی چاہتا ہوں تو ہم ان کو معاف کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اُس دن بھی یہ الفاظ حذف کرائے تھے آج پھر میں کہتا ہوں کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو اچھے نام سے یاد کیا جانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف میرے لئے محترم ہیں اور وہ میرے بھائی ہیں۔ جب جمعہ کے دن بحث ہوئی تو میں سارا وقت یہاں House میں موجود رہا ہوں۔ اس دن جو بحث یہاں پر ہوئی اگر قائد حزب اختلاف یہاں پر موجود ہوتے تو وہ خود یہ کہتے کہ اس بحث کو سمیٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آج انہوں نے ایک دم challenge کی صورت میں کہہ دیا ہے کہ میں تقریر شروع کر دیتا ہوں۔ اب یہ میرے علم میں نہیں تھا کہ وہ اس تیاری سے آئے ہیں۔ اگر وہ اس معاملے پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کریں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کیا وزیر اعلیٰ کو تقریر سنانی زیادہ اہم ہے یا اس انتہائی اہمیت کے مسئلے پر بات کرنا اہم ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ بات کرنا اہم ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ motion آتی ہے کہ rules کو suspend کر کے بحث شروع کی جائے تو میں اور حکومتی بنچ تیار ہیں لیکن بات کو اس انداز میں لانا جس سے یہ لگے کہ آپ کچھ dictate کر رہے ہیں تو اس طرح کی dictation مناسب نہیں اور اس طرح کی dictation سے تو کوئی بھی نہیں آئے گا۔ میں اگر کل اس بات کی dictation دوں کہ قائد اختلاف، ان کا پارلیمانی لیڈر یا فلاں صاحب اتنے بجے، کل یا آج ضرور آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی dictation تو کوئی بھی قبول نہیں کرے

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

گا۔ باقی انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں اس وزارت کے اوپر لعنت بھیج دوں تو میرے بھائی نے اسی لعنت کو تین سال سے گلے لگا کر رکھا اور پھر ہم نے ان کو نکالا ہے۔ انہوں نے اس لعنت کو تین سال بعد بھی نہیں چھوڑا اور ہم نے خود ان کو نکالا ہے۔ آپ اپنی بات کریں، حکومت House میں موجود ہے اور اس کا جواب دیا جائے گا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس کا جواب وزیر اعلیٰ دیں تو وہی دیں گے لیکن اس قسم کی dictation نہ دیں کہ ابھی آ کر، آدھے گھنٹے یا چالیس منٹ بعد آ کر جواب دیں۔ اس قسم کی dictation نہیں چلے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میرے لئے آپ محترم ہیں اور میں آپ سب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ آپ کی proceedings پوری قوم دیکھ رہی ہوتی ہے۔ آپ نے commitment کے حوالے سے جو بات کی ہے اس پر وزیر قانون نے بڑا categorically کہا ہے کہ جس وقت آپ اپنی بحث کو سمیٹ لیں گے تو اس کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب ہی آ کر دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس تقریر کی کاپی وزیر اعلیٰ کو بھیجوں گا اور پھر وہ کل یا پرسوں آ کر اس کا جواب دیں گے لیکن یہ اجلاس تو آج ختم ہو رہا ہے۔ یہ کس کو پاگل بنا رہے ہیں، کیا آپ بھی ان کی باتوں میں آ گئے ہیں، مجھے آپ سے یہ توقع نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میری عرض سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): بڑے افسوس کی بات ہے کہ ڈیڑھ سو لوگ مر گئے اور یہ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ پوری قوم کو مذاق کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان سے یہ پوچھا جائے کہ انہوں نے اس دن بحث کیوں نہیں کی، قائد حزب اختلاف نے اس انتہائی اہمیت کے مسئلے پر بحث کا آغاز کیوں نہیں کیا؟ آپ مجھے اس House کی روایات بتائیں کہ اتنی اہمیت کا حامل معاملہ ہو اور اس پر قائد حزب اختلاف بحث کو open نہ کریں کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! روایات یہ بھی ہیں کہ وزیر اعلیٰ House میں آیا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! controversy میں نہ پڑیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت کوئی controversy create نہ ہو۔ صرف قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون بات کریں تاکہ ہم اس مسئلے

کو resolve کر لیں۔ راجہ صاحب! وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ جب بھی کوئی اہم نوعیت کا مسئلہ ہوتا ہے تو بحث کا آغاز ہمیشہ قائد حزب اختلاف کرتے ہیں، اس کے بعد پھر وزیر اعلیٰ صاحب آکر اس کا جواب دیتے ہیں اور بحث کو conclude کرتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ بحث کا آغاز کر دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آج اجلاس prorogue ہو رہا ہے تو ہم فوری طور پر اجلاس دوبارہ بھی بلا سکتے ہیں کیونکہ ابھی بیس بائیس دن پڑے ہوئے ہیں جو کہ ہم نے ویسے بھی پورے کرنے ہیں اس لئے یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ اب آپ فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر قانون قابل احترام ہیں اور ہمارے لئے وزیر اعلیٰ بھی قابل احترام ہیں۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران ہمارے ساتھی اور بھائی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اس روز یہاں پر ہمارے پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں بحث کا آغاز کرنا چاہتا ہوں تو میں نے کہا کہ چلیں آپ کر لیں حالانکہ میں یہاں پر موجود تھا۔ اس روز بہت سے دوسرے دوستوں نے بھی بحث کی تھی۔ آپ میرے خیال میں نہیں تھے اس روز رانا ثناء اللہ نے سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ وعدہ کیا تھا کہ میں جا کر floor پر یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ چیف منسٹر آکر بحث کو سمیٹیں گے اب بجائے اس کے کہ حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے بہت سے دوستوں نے بڑی اچھی باتیں کیں اور اُس میں بہت سی تجاویز آگئیں۔ ہم بے وقوف ہیں، وہ بے وقوف ہیں اور نہ قوم بے وقوف ہے۔ اس جان لیوا دوائی کی وجہ سے ڈیڑھ سو لوگ اس دنیا میں نہیں رہے۔ یہ انتہائی توجہ کا معاملہ ہے اس لئے ہماری گزارش تھی کہ چیف منسٹر آجائیں اور انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کو، قوم کو اور ہمیں الفاظ کے ہیر پھیر سے رانا ثناء اللہ صاحب بہلا رہے ہیں۔ مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں آرہی کہ جب وزیر قانون بات کرتے ہیں تو میرے یہ زندہ ضمیر والے بھائی ڈیسک بجا رہے ہیں، ڈیسک بجانے والوں کو شرم سے مر جانا چاہئے کہ آپ ایک وعدہ کر کے گئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی سے یہ گزارش ہے کہ یہ بجائے اس کے کہ اس controversy کو prolong کریں، قائد ایوان کی اُسی طرح سے ذمہ داری ہے جس طرح سے قائد حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس انتہائی اہمیت کے حامل معاملہ کے اوپر بات کریں۔ میں نے پہلے بھی آپ سے یہ گزارش کی ہے کہ آپ suspend rules کر کے قائد حزب اختلاف کو floor دیں کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اس لئے وہ اس کے اوپر اپنی ذمہ داری

نبھائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قائد ایوان بھی اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔اس بات کو خواہ مخواہ اس بحث میں نہیں اُلجھانا چاہئے کہ اس کو ضد کی نذر کرنا کہ ابھی آئیں، دس منٹ بعد آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بارہ میں تھوڑا فراخدلی سے کام لینا چاہئے، ان کی بھی تو ذمہ داری ہے یہ اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس معاملہ پر بات کریں، اپنی تجاویز دیں، ان کی تجاویز حکومت کے لئے رہنمائی کا باعث ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے commitment بھی کی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات بالکل درست ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے تو یہ اس پر اپنی بات کریں۔ باقی دوست بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو سب کو اس معاملہ پر بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ اگر قائد حزب اختلاف اس معاملہ پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس بات پر agree ہیں کہ آپ rules suspend کریں اور قائد حزب اختلاف کو بات کرنے کے لئے اُن کو floor دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! simple سی بات ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی تھی آپ اُس کو نکلوا کر پڑھ دیں، اُس کے بعد آپ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ صاحب کی بات بھی سُنی۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جب بھی کوئی اہمیت کی حامل بات ہو تو چیف منسٹر پابند نہیں ہیں کہ وہ کسی بحث کو wind up کریں۔ وہ ویسے بھی آکر اس House کو اعتماد میں لیتے ہیں اور اُن کو ایسا کرنا بھی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون کی طرف سے commitment ہے کہ چیف منسٹر نے آنا ہے اور اگر چیف منسٹر نہیں آئیں گے تو قائد حزب اختلاف نے اس معاملہ پر بحث نہیں کرنی۔ میری یہ گزارش ہے اور جیسے رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ بہت بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے کہ دوائی لینے سے سو سے زیادہ لوگوں کی جانیں ضائع ہو گئیں ہیں تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت نے اس معاملہ پر پریس کانفرنس بھی کی ہے اور چیف منسٹر آکر اس House کو پورے اعتماد میں لیں گے۔ راجہ صاحب جو commitment کے بارے میں فرما رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کو اس بات پر زور ہی نہیں دینا چاہئے کہ اگر وہ House میں آکر اس House کو اعتماد میں نہیں

لیتے تو پھر پوری عوام دیکھ رہی ہے۔ ان کی commitment کی تو بات ہی نہیں ہے جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا کہ راجہ صاحب اپنی بات کریں اور چیف منسٹر صاحب آ کر بات کریں گے اس بات پر بھی میرا اعتراض ہے کہ چیف منسٹر صاحب آ کر اس بحث کو سمیٹیں کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ چیف منسٹر آ کر ہر بحث کو سمیٹتا ہے۔ میں تو اس معاملہ کی اہمیت کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پورا House اس بات پر feel concern کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر صاحب اس House کو کیوں نہیں اعتماد میں لیں گے۔ اس commitment کے بارے میں میرا اعتراض ہے کہ یہاں کوئی معاہدہ لکھا جاتا ہے کہ فلاں آ کر یہ بات کرے گا، وہ اسی House کے ممبر ہیں، اس House نے اُن کو اعتماد دیا ہوا ہے، اسی House کی وجہ سے وہ چیف منسٹر ہیں، وہ اس House کو اہمیت دیتے ہیں اور ہمیشہ اس House کو اہمیت دیں گے اور وہ اس بات کو بھی ضرور اہمیت دیتے ہوئے اس House کو اعتماد میں لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس وقت معزز House میں تقریباً سوا سو کے قریب ممبران بیٹھے ہیں اور یہ تین سو ستر ممبران کا House ہے، باقی ممبران یہاں پر موجود نہیں ہیں تو کیا میرے پاس، آپ کے پاس، قائد حزب اختلاف کے پاس یا یہاں پر بیٹھے کسی ممبر کے پاس یہ اختیار ہے کہ جو ممبران یہاں پر موجود نہیں ہیں ان میں سے کسی ممبر کو کوئی روک سکے یعنی اگر اگلے پانچ منٹ میں قائد حزب اختلاف اپنی بات شروع کرتے ہیں اور اگلے پانچ، دس یا پندرہ منٹ میں چیف منسٹر اگر فیصلہ کرتے ہیں کہ میں نے House میں جانا ہے اور وہاں جا کر بات کرنی ہے۔ He is in town. تو کیا اُن کو روکا جا سکتا ہے؟ کوئی رول نہیں ہے کہ اُن کو روکا جا سکے اور اسی طرح rules میں یہ بات بھی نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف اب چلے جائیں یا کوئی اور ممبر چلا جائے یا اگر کوئی ممبر نہیں آیا تو اُسے زبردستی یہاں پر لایا جائے، حالانکہ Chair کے پاس بھی کوئی ایسا rule نہیں ہے کہ وہ زبردستی کسی کو حکم کرے کہ آپ نے اتنے بجے House میں حاضر ہونا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں اور جس طرح سے نوانی صاحب نے بھی فرمایا کہ یہ لاحاصل بحث ہے، قائد حزب اختلاف اس معاملہ پر اپنی بات کریں کیونکہ اتنے بڑے سانحہ سے متعلق اُن کی اپنی ایک ذمہ داری ہے اور اُن کی باتوں کا جواب دینا میری ذمہ داری ہے، چیف منسٹر کی

ذمہ داری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے اور باقی حکومتی لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے تو انشاء اللہ ہم اپنی ذمہ داری نبھائیں گے وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر تو consensus develop ہو رہا ہے تو ہم rules suspend کر کے فوری طور پر بحث شروع کر دیتے ہیں۔ جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کروں کہ گزشتہ آٹھ دس دن سے اس House کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اور جس طرح سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہو رہے ہیں یقین کیجئے اس House کی اس نمائندگی کی عزت میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کے وقار میں کمی ہوئی ہے۔ اب اس House کی عزت اور وقار کو کس نے قائم کرنا ہے؟ اس House کی عزت اور وقار کو قائد ایوان نے مقرر کرنا ہے، قائد ایوان نے اس طرح سے روّیہ اپنانا ہے کہ اس ایوان کی داڑھی کسی اور کے ہاتھ میں نہ جائے۔ یہ کیا بحث ہے کہ قائد حزب اختلاف اس معاملہ کے اوپر گفتگو شروع کریں؟ بات تو اس معاملہ پر بحث کے آغاز سے پہلے کی ہے کہ جب اس اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا تو چیف منسٹر صاحب کو خود آ کر اس اتنے بڑے واقعہ کے اوپر ایوان کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا اس پر بحث کی تو ضرورت ہی نہیں۔ آپ نے بھی چیف منسٹر صاحب کا یہ بیان پڑھا ہو گا جیسا کہ وہ جذباتی انداز میں کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ "خدا کی قسم! میں سپریم کورٹ میں جا کر حلفاً بیان دینے کے لئے تیار ہوں کہ کس نے ڈینگی کے سلسلہ میں کوئی منصوبہ سازی کی۔" یہاں سے اسلام آباد جا کر حلف کے اوپر تو بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم تو یہاں پر بغیر حلف کے اُن کی بات سُننے کے لئے تیار ہیں۔ وہ اس House کے قائد ہیں، وہ عدلیہ کے ساتھ کیوں اپنی کسی وابستگی کا اظہار کر رہے ہیں، وہ عدلیہ کے ساتھ کیا کوئی رشتہ داری بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، ہمارا اُن کے ساتھ رشتہ ہے، وہ یہاں پر تشریف لائیں اور میں آپ سے عرض کروں آپ یقین کیجئے کہ اگر اس وقت اُن کے اندر یہاں کھڑے ہو کر سچ بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے تو ہم دعا کئے دیتے ہیں کہ اللہ اُن کو یہاں آ کر سچ بولنے اور حقائق بیان کرنے کی طاقت دے۔ میں آخری بات کہتا ہوں کہ اس ایوان کی طاقت کے ہوتے ہوئے، اس ایوان کا ممبر ہوتے ہوئے، اس ایوان کا قائد ایوان ہوتے ہوئے وہ کہیں اور جا کر حقائق بیان کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس ایوان کی نفی کر رہے ہیں اور وہ اس ایوان کی نفی نہ کرتے اگر انہوں نے ایک حقیقی جمہوریت کے نتیجہ میں سیاسی جنم لیا ہوتا۔ آج وہ یہاں پر تشریف لائیں ہم ادب کے ساتھ اُن کی بات سُنیں گے، پنجاب کے لوگ ادب کے ساتھ اُن کی بات سُنیں گے اور ہم حقائق کے اوپر اُن کا ساتھ دیں گے۔ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اگر چیف منسٹر House میں آ

کر ممبران کو مطمئن کریں کہ پنجاب کے خلاف کس نے سازش کرنے کی کوشش کی ہے تو ہم بھی پنجاب کے حقوق کے بہت بڑے علمبردار ہیں لیکن ہمارے علم میں تو کچھ لایا جائے اور اس House کو تو بتایا جائے کہ پنجاب کے خلاف کہاں سازش ہو رہی ہے؟ اگر چیف منسٹر پنجاب نے وہاں کھڑے ہو کر اس صوبہ کے خلاف ہونے والی سازش کا اظہار نہ کیا تو ہم سمجھیں گے کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس صوبہ کے عوام کے حقوق کی سب سے زیادہ نفی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زعیم قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے، یہ بڑی سیدھی سی بات ہے اور جمہوری روایات بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جس طرح کی recommendations اور commitments رانا ثناء اللہ صاحب نے پیش کی ہیں۔ اس کے بعد صرف point scoring کے لئے جناب چیف منسٹر کی جمہوریت پسندی اور ان کی vibrant straightforward اور سیدھی سیاست کو jeopardized کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ رانا ثناء اللہ خان سے لے کر عام کارکن تک پچھلے دس سال پاکستان مسلم لیگ (ن) نے جمہوریت اور جمہوری اقدار کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اس بات کی تاریخ گواہ ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ہمیشہ جمہوری اقدار کی پابندی کی ہے اور اس کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اب رانا ثناء اللہ صاحب نے اس بات کی گارنٹی واضح طور پر دے دی ہے تو مجھے صرف ایک سوال کرنا ہے کہ آخر کیوں؟ قائد حزب اختلاف جو اس ایوان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہاں دوسرے بڑے عہدے پر فائز ہیں وہ کیوں اپنی تقریر کر کے مزید وقت ضائع کئے بغیر House کو آگے لے کر جانے کی بات نہیں کرتے؟ یہاں یہ کہا گیا کہ ہم عدلیہ کے ساتھ کسی قسم کی نزدیکی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے واضح طور پر یہ بات کہی کہ اگر سپریم کورٹ اس بات کا suo-moto action لے اور مجھے بلائے تو پھر میں جا کر یہ تمام بات اس کے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ آج صاف ستھری اور طاقتور عدلیہ سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اس کے لئے پیپلز پارٹی نے بھی قربانیاں دی ہیں، ہم نے بھی قربانیاں دی ہیں اور پوری قوم نے قربانیاں دے کر اس ملک میں عدلیہ کو بحال کرایا ہے۔ اب ایسا کیا ہو گیا ہے؟ اس بارے میں سوچا جائے کہ وہ لوگ جو سڑکوں پر پاکستان مسلم لیگ (ن)، وکلاء، میڈیا اور دوسری قوتوں کے ساتھ بحالی عدلیہ کی تحریک میں موجود تھے آج کیوں وہ اپنے چند چھوٹے سے فوائد اور مذموم عزائم کے لئے اس قوم کے اتنے بڑے credit اور فائدے کو خراب کر رہے ہیں کہ پوری دنیا میں پہلی بار پاکستان کا نام عزت سے لیا جانا شروع

کیا گیا جب ایک آزاد عدلیہ کی تحریک چلی اور اس قوم نے عدلیہ کو بحال کرایا۔ آپ آج پھر اپنے چھوٹے چھوٹے مقاصد کے لئے اس کو پھر گہنا رہے ہیں۔ میں معذرت سے کہتا ہوں اگر آپ آج اس پر داغ لگائیں گے تو کل کو پھر ہمیں ان داغوں کو اپنے ہاتھوں سے خود دھونا پڑے گا پھر شاید کوئی صفائی کرنے کی چیز، Glint یا کپڑا ہمارے پاس موجود نہ ہو کہ وہ لگا ہوا داغ ہم دھو سکیں۔ آیئے مل کر اس ملک کی عدلیہ پر اعتماد کا اظہار کریں۔ انشاء اللہ العزیز آپ دیکھیں گے کہ رانا صاحب نے جو فرمایا ہے کہ قائد حزب اختلاف خطاب فرمائیں گے تو چیف منسٹر صاحب اس کا جواب بھی دیں گے۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ پچھلے ایک ہفتہ سے House کا جو ماحول تھا آج سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ایک دوسرے کی بات کو بڑے تحمل کے ساتھ سنا جا رہا ہے اور اپنا اپنا point of view پیش کیا جا رہا ہے۔ میں اس پر تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ آپ کے اور اس House کے تقدس کو بحال رکھیں اور یہ تقدس بحال رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جب اپوزیشن کو بے شرم، بے غیرت کہا گیا اور باہر media talk میں کتے کی مثال دی گئی تو ہم نے سپیکر چیمبر میں سپیکر صاحب کے کہنے پر مجھے افسوس ہے کہ وہ آج یہاں پر موجود نہیں ہیں اور آپ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔ ہم نے سپیکر صاحب کے کہنے پر تمام ذاتی معاملات کو ایک طرف رکھا اور خاص طور پر شوکت بسراء صاحب کے بیٹے کے بارے میں لاء منسٹر نے جو الزام لگایا۔ ہم نے وہ بھی ایک طرف رکھ دیا کہ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اور ہم نے کہا کہ صوبہ میں اس وقت بہت بڑا issue ہے۔ یہ گالیاں چھوڑیں، شوکت بسراء کے بیٹے والی بات کو چھوڑیں ہم اس پر بحث کرتے ہیں اور چیف منسٹر آ کر اس بحث کو سمیٹیں گے۔ آپ کارروائی منگوا لیں لاء منسٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ بڑی اچھی بات ہے۔ یہ ایک وعدہ اور commitment ہے جو انہوں نے چیمبر میں بھی کی اور یہاں آ کر بھی کی تھی۔ اسے پوری قوم اور اس House نے سنا کہ چیف منسٹر صاحب آ کر اس بحث کو سمیٹیں گے۔ اب آج آ کر یہ issue کھڑا کر دیا گیا ہے کہ میں نے بات نہیں کی اس لئے چیف منسٹر نہیں آئیں گے۔ کیا انہوں نے وہاں پر یہ کہا تھا کہ میں بات کروں گا، آپ وہ پڑھ لیں کہ کیا میں بات کروں گا تو وہ آئیں گے اور اگر میں بات نہیں کروں گا تو وہ نہیں آئیں گے۔ یہاں سیدھی سی بات یہ ہے کہ ہم بات کریں یا نہ کریں وہ آ کر House کو اعتماد میں لیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ Monday کو آئیں گے اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم

ان کی dictation نہیں لیں گے۔ ہماری کیا dictation ہے؟ یہ تو ان کا وعدہ ہے۔اگر ہماری dictation ہو تو چیف منسٹر کو اپوزیشن کی dictation بالکل نہیں لینی چاہئے لیکن اپوزیشن کی بات سننی چاہئے۔ ہم لاء منسٹر صاحب کو dictation نہیں دے رہے یہ بہت بڑے آدمی ہیں، ان کے پاس بڑے اختیارات ہیں۔ صوبہ میں اللہ میاں کے نیچے چیف منسٹر ہیں اور ان کے نیچے یہ ہیں۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ان میں بڑا غرور ہے، ان میں بڑا گھمنڈ ہے اور ان میں چیف منسٹر پنجاب سے بھی زیادہ غرور ہے۔ ان میں بڑی طاقت ہے یہ ابھی چاہیں تو ہم سب کو قتل کرادیں، ابھی چاہیں تو ہمیں جیل میں بھیج دیں، ابھی چاہیں تو ہم پر اس اسمبلی میں آنے پر پابندی لگادیں، ابھی چاہیں تو ہمارے گھروں پر حملے کرادیں اور آگ لگوادیں۔ یہ بہت کچھ کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے بہت سی طاقتوں سے تعلقات ہیں۔ ہمیں قتل کرانے کے لئے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ یہ بھرپور طاقت والے آدمی ہیں۔ یہ ہمیں کسی کو کہہ کر قتل کرا سکتے ہیں جس طرح یہ کراتے ہیں۔ ہم تو ان کو بہت طاقتور آدمی سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو dictation نہیں دے رہے، ہم تو کہہ رہے ہیں کہ آپ نے وعدہ کیا تھا۔ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ جناب لاء منسٹر صاحب آپ بہت بڑے آدمی ہیں آپ نے ایک وعدہ اس House میں کھڑے ہو کر کیا ہے۔ آپ اس وعدے کی لاج اس House میں رکھیں۔ آپ بہت طاقتور ہیں، آپ میں بڑا غرور ہے، چیف منسٹر میں بڑا غرور ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مغل بادشاہ ہوں لیکن ہم تو آپ کے وعدے پر جو آپ نے کیا ہے اس پر ہم آپ سے درخواست کر رہے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمیں اس درخواست کی وجہ سے شاید قتل کر دیا جائے، شاید ہمیں اغواء کرا لیا جائے، شاید ہمیں قبائلی علاقے میں بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر! انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ٹھیک ہے بڑی اچھی بات ہے۔ اس وقت سخت جھگڑا ہو رہا تھا اور نہ وہ ہماری بات سننے کے لئے تیار تھے۔ میرے بھائی اولکھ صاحب سے آپ کہیں کہ وہ on oath کہیں کہ کیا یہ وعدہ نہیں ہوا تھا کہ چیف منسٹر یہاں آکر بحث کو سمیٹیں گے؟ یہ میرے پاس چیمبر میں آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ House میں اچھا ماحول ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمبر میں کون آئے تھے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): وزیر زراعت جناب اولکھ صاحب آئے تھے۔ پھر یہ سپیکر صاحب کے پاس گئے اُس کے بعد یہاں میرے پاس آئے۔ میں نے کہا کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں، ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ نے ایک اچھی تجویز دی ہے پھر ہم چیمبر میں چلے گئے۔۔۔ آپ House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House ذرا تحمل سے بات سنیں۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے یہ شرط رکھی تھی کہ اگر ایڈوائزری کمیٹی میں لاء منسٹر ہوں گے تو ہم اس میں نہیں بیٹھیں گے۔ جب ہم چیمبر میں گئے تو لاء منسٹر وہاں بیٹھے تھے جس پر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم House کو چلانے کی خاطر اپنی یہ شرط withdraw کر لیتے ہیں۔ ہم نے فوراً وہ شرط withdraw کی اور میں نے رانا ثناء اللہ صاحب کو بتایا کہ ہم نے یہ شرط اس لئے withdraw کی ہے کہ ہاؤس چلے۔ ہم نے بسراء صاحب اور گالیوں والے issue کو ایک طرف رکھا اور آخر میں اس بات کا فیصلہ ہوا کہ آپ بھرپور بحث کریں Monday کو بھی بحث ہو گی اور اس کے بعد چیف منسٹر اس بحث کو سمیٹیں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم بحث کرتے ہیں اور چیف منسٹر آ کر اس کو سمیٹیں پھر بے شک آپ House کو adjourn کر دیں۔ ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے مگر آج یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اس طرح نہیں، اس طرح نہیں یعنی اس طریقے سے بات کو ٹالا جا رہا ہے اور ہمیں، آپ کو اور عوام کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے جس کے لئے ہم تیار نہیں ہیں اور پھر ہم وہی اپنا پرانا طریقہ اپنائیں گے۔ ہم اِن کو dictation نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بہت بڑے آدمی ہیں لیکن یہ اتنے بھی بڑے نہیں کہ House چلا لیں۔ ہم House نہیں چلنے دیں گے اگر کسی مائی کے لعل میں یہ جرأت ہے تو اس House کو چلا کر دکھائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! ایک منٹ۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! قتل کرانے کی دھمکیاں دینا مگر ہم ان سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے بازو آزمائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ قتل کی دھمکی کی بات بار بار کیوں کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف نے جو مختلف باتیں کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا وہم ہو سکتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کو اغواء کرانے اور قتل کرانے کا سوچ بھی لیں۔ مزید اس طرح کی باتیں کرنا کہ ہمارے گھروں کو آگ لگا دی جائے گی جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا وہم ہے اور میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ میرے

بھائی ہیں اور ان کا میرے ساتھ بلکہ فیصل آباد میں ان کے بزرگوں کا بھی ہمارے ساتھ ایک عزت و احترام کا رشتہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس پر بھی ایک کمیٹی بنادیں۔ جہاں تک یہ وعدے کی بات کر رہے ہیں تو میں بالکل on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ قائد ایوان۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اُس دن جو آپ نے بات کی تھی راجہ صاحب اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے میں بتادیتا ہوں۔ راجہ صاحب! رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اس مسئلہ پر جو بحث ہو گی اس کو conclude وزیر اعلیٰ صاحب کریں گے اور اگر یہ بحث آج conclude ہو جاتی ہے تو وہ سوموار کو conclude کریں گے۔ اگر سوموار کو بحث مکمل ہو جاتی ہے تو پھر منگل کو conclude کریں گے۔ یہ آپ بھی پڑھ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ انہیں بھی بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا قائد حزب اختلاف سے ایک سوال ہے۔ جس طرح وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ قائد ایوان یہاں آکر ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے لیکن مجھے بھی سمجھ نہیں آرہی کہ قائد حزب اختلاف تقریر کرنے سے کیوں باغی ہیں اور اتنا کیوں ڈرتے ہیں؟ ہم ایک گھنٹے سے انہیں تقریر کی طرف لارہے ہیں مگر وہ اس طرف نہیں آرہے۔ وہ تقریر کریں، اپنی تجاویز دیں اور گورنمنٹ کو رہنمائی دیں ہم اُن کی باتوں سے بالکل رہنمائی حاصل کریں گے۔ باقی میں یہ کہتا ہوں کہ پتا نہیں ان کو وہم کس نے ڈالے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہمارے کسی دشمن نے ڈالے ہیں لہذا وہ بالکل وہم نہ کریں؟ قائد حزب اختلاف اللہ کے فضل سے میرے ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں سے بھی زیادہ محفوظ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے اتنے اہم معاملہ پر حکومت کی سنجیدگی دیکھ لی ہے۔ ہم بحث کے لئے حاضر ہیں مگر آپ وعدہ کرلیں کہ آج اجلاس ختم نہیں ہو گا۔ ہم بحث کرتے ہیں اور شام کو وزیر اعلیٰ اس بحث کی کاپی پڑھ لیں اور کل آکر بحث کو conclude کردیں۔ دوسری بات یہ کہ میں نے کبھی بھینسوں کے آگے بین بجائی ہے اور نہ ہی مجھے بھینسوں کے آگے بین بجانے کی عادت ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اسی ایوان کے قائد حزب اختلاف ہیں۔ اگر یہ ساری بھینسیں ہیں تو پھر وہ بھی بھینسوں کے ہی قائد حزب اختلاف ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان نے ان کو عزت دی ہے لہذا انہیں اس ایوان کے معزز ممبران کے متعلق اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ جہاں تک dictation دینے والی اور condition لگانے والی بات کہ اگر آپ یہ کریں گے تو ہم یہ کریں گے جس کی rules اجازت نہیں دیتے۔ اگر rules اجازت دیتے ہیں تو آپ اس کا فیصلہ کر دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! ایک منٹ سب تشریف رکھیں۔ پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔ راجہ صاحب! آپ نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں ایک بات clarify کرنا چاہتا ہوں کہ اس House کے اندر معزز ممبران کی عزت کا خیال رکھنا Chair کا کام ہے۔ جس طرح معزز ممبران کا کام ہے کہ Chair کی عزت کا خیال رکھیں اسی طرح ممبران کے بچے جن کا استحقاق ہے اور اس استحقاق کا خیال بھی اس House نے خود رکھنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بسراء صاحب کا بیٹا یا کسی اور ممبر کا بیٹا ہو، اگر اس بچے کے اوپر House کی وجہ سے کچھ خرچ ہوتا ہے تو اس House کا حق ہے۔ یہ بات چونکہ میں کافی دن سے اخبارات میں پڑھ رہا ہوں اور House میں بھی بات ہوتی رہی ہے لہذا اس بات پر Chair کی طرف سے clarification ہے اور میں being Custodian of the House کہتا ہوں کہ ممبران اور ان کے بچوں کا جو legally حق بنتا ہے اس کو دیکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے اور ہم سب کو مل کر دیکھنا بھی چاہئے۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے سینئر ممبر نوانی صاحب نے بہت اہم باتیں کی ہیں۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ یہاں پر اتنا بڑا issue اٹھا اور پریس کانفرنس یہ کی گئی کہ خدانخواستہ لوگوں کو ایک سازش کے تابع قتل کیا گیا ہے۔ اب اس قتل میں کس کے ہاتھ خون سے بھرے ہوئے ہیں اس کو اگر scene پر نہ لایا گیا تو مجھے بتائیے کہ ایک سو پچاس لوگ جن کے گھر اُجڑے ہیں جن کو بطور خادمِ اعلیٰ قتل کیا گیا ہے اُن کی کیا حالت ہو گی؟ میں صرف دو تین گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں

پر صورتحال یہ ہے کہ جب لاء منسٹر سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک اپوزیشن کا روّیہ سنجیدہ نہیں ہوگا اور اپوزیشن مہذب نہیں ہوگی وہ یہاں تشریف نہیں لائیں گے۔ پھر comment کیا کہ کیا اسمبلی کوئی کلاس روم ہے کہ یہاں پر چیف منسٹر تشریف لائیں؟ اس روّیہ کے حوالے سے آپ کو یاد ہوگا کہ صرف وردی کا فرق ہے، جب مشرف سے کہا گیا کہ آپ مشترکہ اجلاس سے خطاب کریں تو انہوں نے کہا کہ اپوزیشن جب تک سنجیدہ روّیہ اختیار نہیں کرے گی میں پارلیمنٹ سے خطاب نہیں کروں گا۔ آج اس House میں موجود تمام لوگوں کے سامنے لاء منسٹر یہ کیوں نہیں مانتے؟ وہ مان جائیں۔ ہمیں پہلے بھی پتا ہے کہ آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ وہ آپ کو جوابدہ نہیں ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ House میں آئیں۔ یہ House اپوزیشن یا حکومت کا نہیں بلکہ یہ پورے دس کروڑ عوام کا House ہے جو یہ سننا چاہتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ڈینگی سے لوگ مریں تو پنجاب میں، جعلی ادویات سے مریں تو پنجاب میں، پولیس تشدد سے مریں تو پنجاب میں، طالبعلم خودکشیاں کریں تو پنجاب میں، اساتذہ دھرنے دیں تو پنجاب میں اور ڈاکٹر دھرنے دیں تو پنجاب میں دیں۔ خادمِ اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے اور ڈرنا چاہئے اور ہم پنجاب کے سب لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یہ جو پنجاب پر عذاب نازل ہوا ہے کیا وہ چیف منسٹر کے اسی غرور کا نتیجہ ہے کہ آج اس House کو جس کی وجہ سے وہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں، اگر ہمارا یہی روّیہ رہا تو مجھے صرف ایک بات بتائیں کہ ہم جو یہاں مطالبہ کرتے ہیں، چھوڑ دیں اس بات کو کیونکہ راجہ صاحب نے ریکارڈ نکلوالیا ہے۔ انہوں نے words دیئے اور ہم نے اپنی ذاتی باتیں چھوڑ دیں، ہمیں گالیاں دیں کوئی بات نہیں کیونکہ ہم میں اور ان میں یہی فرق ہے، ان کی ٹریننگ اور ہے اور ہماری ٹریننگ اور ہے، ہم پھانسیوں پر جھولنے والے ہیں، ہم شہادتوں والے ہیں اور یہ دودھ پینے والے مجنوں ہیں اس لئے ہم میں اور ان میں فرق ہے۔ ہم صرف یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ آج بہت اچھا ہوتا کہ آج یہ بہانے بنا رہے ہیں کہ وہ تقریر سنیں گے، اب تو اپوزیشن لیڈر نے اتنی بڑی بات کر دی تو ابھی وزیر قانون صاحب اٹھیں اور یہ کہیں کہ آپ تقریر کریں اور ہم اس کا انشاء اللہ جواب دیں گے۔ اتنے بڑے issues ہیں لیکن انہوں نے ہمیں جواب نہیں دینا بلکہ پنجاب کے ان عوام کو جواب دینا ہے جنہیں کہہ رہے ہیں کہ لوگ قتل ہوئے ہیں۔ میں تو صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

نہ دامن پہ کوئی دھبہ نہ خنجر پہ کوئی چراغ

جتنے لٹیرے ہیں اسی House کے اندر، اگر ہم لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، آج پورا پنجاب چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا ہے۔۔۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ اس House کی روایت نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اس ایوان کے متعلق "لٹیرے" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ابھی بھی وقت ہے کہ وہ آجائیں اور یہ بہانے بنانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ تقریر کریں، ثبوت دیں تو وہ آئیں گے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے لاء منسٹر کے بیان کا پہلا پیرا پڑھا تھا اور دوسرا پیرا ہے کہ:

> "وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان یہ اب اپوزیشن پر ہے کہ ان کے کتنے ممبران نے بات کرنی ہے اور کتنی دیر بات کرنی ہے۔ ہماری اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ commitment ہے کہ اس بحث کو انشاء اللہ وزیراعلیٰ پنجاب conclude کریں گے اور اس سلسلے میں صوبے میں اب تک جو پیشرفت ہوئی ہے، اس سے معزز ایوان کو آگاہ کریں گے۔"

اب میں آج بحث کرلیتا ہوں، آج اجلاس ختم کرنے کے لئے کوئی وحی نہیں آگئی۔ آپ وعدہ کرلیں کہ کل تک اجلاس چلے گا اور کل آکر وزیراعلیٰ پنجاب کے متعلق جو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا ہے، یہ میں نے نہیں کہا، آج آنا چاہیں تو وہ آج آجائیں، ہم انہیں dictation نہیں دے سکتے۔ یہ جو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس پر عمل ہو۔ اگر اس پر عمل نہیں ہوتا تو یہ وعدے کی خلاف ورزی ہے پھر یہ House چلاکر دکھائیں۔ ہم دیکھیں گے کہ ان کے بازوؤں میں کتنی طاقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور اس کے بعد نوانی صاحب نے بھی بات کی ہے، بات یہ ہے کہ کسی بھی معزز ممبر کو آنے سے روکا جا سکتا ہے نہ اسے مجبور کیا جا سکتا ہے اور قائد ایوان اگر دس منٹ بعد House میں آنا چاہیں تو کیا میں انہیں روک سکتا ہوں، Chair روک سکتی ہے یا قائد حزب اختلاف روک سکتے ہیں؟ اگر آپ اس بات کو اس طرح سے pin point کر کے اور اس میں dictation کا اور تضحیک کا پہلو نکالیں گے تو پھر ہم بھی protest کرتے ہیں کہ اس طرح کی political point scoring پر ہم قطعی طور پر انہیں premium نہیں دیں گے۔ ان کے علم میں یہ بات ہے اور اب اگر یہ تقریر سے بچنے کے لئے اس پر اڑے رہے تو ان کی مرضی ہے اور انہیں یہ چاہئے کہ انتہائی اہمیت کے اس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں، ان کے پاس کوئی تجویز ہے اور اگر یہ ان لوگوں سے مخلص ہیں جن لوگوں کی جانیں اس سانحہ میں گئی ہیں تو انہیں چاہئے کہ میں نے Rules کی suspension کے لئے اپنی رضامندی دے دی ہے تو یہ rules suspend کرائیں۔ انہیں Floor دیں اور یہ اس پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب بات یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ ہے وہ آپ کے اور قوم کے سامنے ہے اور ہمیں تو پہلے ہی پتا ہے کہ ان کی کوئی "اوقات" نہیں ہے۔ اب میں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ وزیر اعلیٰ کو بلا سکتے ہیں اور آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر جو فیصلہ اس معزز Chair پر بیٹھ کر کریں گے ہمیں قبول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف یہ سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے House کو commitment دی ہے، اسے انہوں نے explain بھی کیا ہے تو اس پر اگر ہم آج بحث کا آغاز کرتے ہیں اور House آج ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ راجہ صاحب! آپ کا یہی apprehension ہے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ڈیڑھ سو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں اور اتنا اہم معاملہ ہے۔ پندرہ دن بعد وہ مرنے والے آدمی جنت یا دوزخ میں چلے جائیں گے تو پھر آپ کہیں گے کہ اس پر بحث کر لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن لیڈر اور لاء منسٹر صاحب کے بھی علم میں ہو گا کہ پہلے ہی گورنر صاحب کا House prorogue کرنے کا تحریری طور پر لیٹر آگیا ہے اور میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی بات کی ہے کہ جب گورنر صاحب۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم گورنر صاحب کو کہہ دیں گے کہ وہ اس آرڈر کو واپس لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! اگر آپ میری مؤدبانہ عرض سن لیں کہ آپ اس کا آغاز کریں۔ لاء منسٹر صاحب! جو دن باقی رہ گئے ہیں تو ویسے بھی آپ نے چار دن بعد اجلاس بلانا ہی بلانا ہے کیونکہ وہ آرڈر اوپر سے آیا ہے تو جیسے ہی بلائیں گے تو اس کے اندر جب لاء منسٹر صاحب کی commitment موجود ہے اور میں as Chair آپ کو یہ بات یہاں پر نہیں بلکہ چیمبر میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر I will make it sure کہ جو بات اس House کے فلور پر کی گئی ہے اسے ہم make sure کرائیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا ایوان ہے اور اس کی عزت واحترام اور اس کی کچھ روایات ہیں مگر اپوزیشن لیڈر نے اس ایوان کے معزز ممبران کو بھینسیں کہا ہے تو میری گزارش ہے کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے کیونکہ یہ تاریخ کا حصہ بنیں گے اور پنجاب کے عوام اس history کو دہراتے رہیں گے اس لئے میری آپ سے humbly گزارش ہے کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے تاکہ پنجاب کی روایات کو قائم رکھا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے ایوان کو تو بھینسیں نہیں کہا؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ وزیر صحت یہاں پر کوئی نہیں ہے اور راناثناء اللہ صاحب نے بات سننی ہے تو انہیں بات سنانا بھینس کے آگے بین بجانے کے برابر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات واضح ہو گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ جس طرح یہ بحث ہو رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ آئیں گے یا نہیں آئیں گے۔ رانا صاحب نے کہا کہ وہ اس بحث کو ضرور conclude کریں گے تو میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس بحث کو اس وقت تک خود جتنا انہوں نے بولنا تھا، بحث کر کے یہ آپ سے گزارش کرتے کہ میں نے دو گھنٹے بحث کرنی تھی لیکن چونکہ مجھے پتا ہے کہ آج یہ House prorogue ہونا ہے تو میں اسے پندرہ منٹ میں wind up کر کے آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ اسے کس طرح conclude کرتے ہیں تاکہ حکومت defensive پر ہوتی۔ اگر وزیر اعلیٰ اس بحث میں حصہ نہیں لیتے تو ان کے پاس اتنی strength ہے کہ وہ کل ریکوزیشن دے کر پرسوں اجلاس بلوا کر پھر اس House کو in order کر لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کو ختم کر کے یہ پی آئی سی کی ادویات کے حوالے سے بحث کو conclude کریں اور پھر گیند حکومت کی کورٹ میں ڈالیں اور اس کے بعد حکومت جوابدہ ہو گی کہ کون جواب دیتا ہے اور کیوں نہیں دیتا۔ اگر اس طریقے سے یہ بحث کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا وقت بھی بچ جائے گا، بحث بھی مکمل ہو جائے گی اور حکومت کا جواب بھی آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جہاں پر گورنر صاحب کی طرف سے Prorogation Order آ جائیں تو وہاں پر ہمارا پھر اختیار نہیں رہ جاتا اور ہم نے آج اجلاس Prorogue کرنا ہی کرنا ہے۔ اس پر جتنے دن رہ گئے ہیں تو میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ اگلے ہفتے یا چار دن بعد پھر اجلاس دوبارہ بلایا جانا ہے۔ میری آپ سے یہ submission ہو گی کہ جتنی آپ کی anxiety ہے کہ چیف منسٹر صاحب جو قائد ایوان ہیں ان کی طرف سے اس پر statement آئے تو اتنی House کی بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب، آپ، میں اور سپیکر صاحب بیٹھ کر اس کو دیکھ لیتے ہیں اور اگلا ایجنڈا start ہی اس بحث سے کریں۔ پہلے دن آپ بحث کر لیں اور اگلے دن آکر چیف منسٹر صاحب conclude کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب کی commitment جس طرح آپ نے پڑھ کر سنائی وہ موجود بھی ہے کہ جس دن آپ conclude کریں گے اس سے اگلے دن چیف منسٹر آکر جواب دے دیں گے۔ یہ تو انہوں نے بڑا clear کہا ہے، آپ نے پڑھ کر سنایا ہے اور میں نے بھی پڑھا ہے اس لئے آج تو House prorogue ہونے جا رہا ہے اور جو اگلا اجلاس آ رہا ہے جو آنا بھی بہت جلدی ہے اُس اجلاس میں اِس کو رکھا جائے۔ اُس اجلاس

میں پہلا دن ہی یہ رکھیں۔کیوں لاء منسٹر صاحب! یہ تقریر کریں، conclude کریں اور next day چیف منسٹر صاحب آکر جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تو آج قائد حزب اختلاف تقریر نہیں کریں گے ؟(قہقہہ)

جیسے اُن کی ضد ہے ویسے میری بھی ضد ہے کہ ان سے تقریر کرانی ہے۔(قہقہہ)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو یہ تقریر کریں گے اور جو یہ کہتے ہیں کہ بین بجائیں گے تو میں ان کا ایک ایک لفظ جہاں کہیں گے ان کو دہرا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ڈیڑھ سو لوگ مرے ہیں، تین چار سو لوگ ہسپتالوں میں ہیں اور ان کی سنجیدگی دیکھیں کہ کس طرح بے شرمی سے دانت نکال رہے ہیں۔(قہقہہ) ان کی seriousness دیکھیں، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس چیز پر ہنس رہے ہیں، کیا اپنی بے شرمی پر ہنس رہے ہیں؟

معزز ممبران حزب اقتدار: تقریر، تقریر، تقریر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔order in the House تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف جو مرضی کہہ لیں، جو مرضی کہہ لیں، تقریر آج ان سے کرانی ہے۔(قہقہہ)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے بھی بھینس کے آگے بین نہیں بجانی۔ اِن کے پاس کوئی اختیار نہیں، اِن کی کوئی حیثیت نہیں اور ان کی کوئی اوقات نہیں ہے۔یہ چمچے ہیں، یہ کڑچھے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! پلیز، پلیز۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): یہ وزیر نہیں چمچے ہیں، کڑچھے ہیں، ان کی کوئی اوقات نہیں ہے، ان کو سیکرٹری کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ چپڑاسی سے بات کرتے ہیں۔چیف منسٹر اِن کی

بات نہیں سنتا اور یہ چپڑاسی سے بات کرتے ہیں۔ اُس دن اولکھ صاحب نے آکر میرے سے وعدہ کیا تھا کہ آپ آئیں۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: تقریر، تقریر، تقریر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، راجہ صاحب کھڑے ہیں وہ بات کر رہے ہیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): تقریر میں بڑی ٹھوکاں گا فکر نہ کرو۔ تقریر دا ٹائم آیا تے بڑی تقریر کھڑکاواں گا، ٹھوکاں گا، فکر نہ کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیڈر آف دی اپوزیشن! آپ فیصلہ بتا دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): یہاں وزیر صحت نہیں ہیں میں کس کے آگے تقریر کروں؟ آپ کہتے ہیں کہ آپ قائد حزب اختلاف ہیں، لہذا آپ وزیر صحت کو بلائیں میں تقریر کرتا ہوں۔ ابھی بلائیں میں کرتا ہوں چیف منسٹر کو نہ بلائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! دو issues ہیں جن پر بات ہو رہی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ معزز چیف منسٹر کو House میں آنا چاہئے اور دوسرا issue یہ ہے کہ معزز وزیر قانون نے وعدہ کیا ہے۔ اگر انہیں ان دونوں issues پر جمہوری روّیے کا تھوڑا سا علم ہوتا تو کہتے ہیں کہ:

وعدہ خلافی کی بھی کوئی حد ہے
حساب اپنے دل میں لگا کر تو دیکھو
قیامت کا دن آگیا رفتہ رفتہ
ملاقات کا دن بدلتے بدلتے

محترم وزیر قانون آج کے دن کی اور ٹائم کی بات کرتے ہیں۔ یہ تو مہینوں سے سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی بھی بارات دولہا کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ میں تو عرصہ دراز سے اپریل سے یہ بات کہہ رہا ہوں جب محترم لاء منسٹر نے House میں کہا کہ وزیر اعظم فارغ ہیں اس لئے وہ House میں آتے ہیں اور وزیر اعلیٰ آنے کے پابند نہیں ہیں۔ میری Privileges motion Committee کے پاس پڑی ہوئی ہے نو مہینے گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر! بات صرف کرنے کی یہ ہے کہ اس House کے وقار کا معاملہ ہے، اپوزیشن بنچوں اور حکومتی بنچوں کے point scoring کا معاملہ نہیں ہے۔ عجیب وغریب بات ہے کہ چیف منسٹر پنجاب بھی نہیں ہیں، محترم ہیلتھ منسٹر بھی نہیں ہیں، سیکرٹری ہیلتھ بھی نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: سیکرٹری ہیلتھ موجود ہیں، سیکرٹری ہیلتھ یہاں بیٹھے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے یہ بتائیں کہ اگر تو کوئی سنجیدہ معاملہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے قائد ایوان یہاں نہیں آسکتے تو اس کا لاء منسٹر صاحب کو تذکرہ کر دینا چاہئے تاکہ ہمارا مطالبہ دوسری دفعہ نہ آئے کہ

ان کے پاؤں میں مہندی لگی ہے
آنے جانے کے قابل نہیں ہیں

اگر کوئی معاملہ ہے کہ محترم چیف منسٹر یہاں نہیں آسکتے تو اس بات کی وضاحت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، منڈا صاحب! کوئی بات ایسی کیجئے گا کہ House کا ماحول ٹھیک رہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ relevant بات کروں اور House کا ماحول انشاء اللہ بہتر ہو جائے گا۔ جب یہ بات سپیکر چیمبر میں۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہے تھے۔ راجہ صاحب! منڈا صاحب کی بات کے بعد جو بات ہوئی ہے پھر میں اس کو wind up بھی کر دوں گا۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ ہیلتھ منسٹر بھی نہیں ہیں، رانا ثناء اللہ صاحب نے جو وعدہ کیا تھا وہ بھی پورا نہیں کیا گیا اور چیف منسٹر اس House کی توہین کر رہے ہیں وہ یہاں پر آنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ چیف منسٹر یہاں سے منتخب ہو کر وہ کسی منسٹر کی عزت کرتے ہیں، کسی ممبر کی عزت کرتے ہیں اور نہ ہی اس House کی عزت کرتے ہیں۔ ہم چیف منسٹر اور رانا ثناء اللہ کے روّیے کے خلاف واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میں قواعد کو معطل کر کے بحث کرا دیتا ہوں۔ سوہنا صاحب! قواعد کو معطل کر کے میں بحث کا آغاز کرا دیتا ہوں آج conclude بھی کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! آپ نماز مغرب کا وقفہ کریں اس کے بعد بحث کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ سوہنا صاحب! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ قواعد کو معطل کر کے ابھی بحث شروع کرا دیتے ہیں۔ آپ بحث کر لیں اس کے بعد جس طرح میں نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! ابھی تو آپ نماز کا وقفہ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ابھی میں نماز کا وقفہ نہیں کر رہا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! نماز مغرب کا وقفہ روزانہ ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آج ذرا یہ مسئلہ ہے کہ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ باہر چلا گیا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کر کے مجھے بتائیں اور اتنی دیر میں ہم sense of the House لے لیتے ہیں، اپوزیشن کے بغیر sense of the House مناسب نہیں۔ چلیں، منڈا صاحب! جتنی دیر میں وہ پوچھ کر آ رہے ہیں اتنی دیر آپ بات کر لیں کیا بات کرنا چاہتے تھے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم یہ گزارش کرنا چاہ رہے ہیں کہ جو commitment اور undertaking لاء منسٹر صاحب نے سپیکر چیمبر اور اسمبلی کے floor پر دی تھی وہ ریکارڈ پر بھی موجود ہے۔ سپیکر صاحب کے چیمبر میں جو unofficial commitment اور بات ہوئی اس میں، میں بھی موجود تھا اور سندھو صاحب بھی موجود تھے۔ بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف آپ کے ساتھ پچھلے tenure میں جمہوریت کی جو ایک بہت بڑی جنگ تھی اور ڈکٹیٹروں کے خلاف اُس میں جس طرح انہوں نے تگ و دَو اور جدوجہد کی ہم اُس جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن اس موقع پر میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سابقہ دور کے وہ ظلم و ستم جو ڈکٹیٹر، ان کے حواریوں اور ساتھیوں نے کئے۔ پتا نہیں کہ قائد حزب اختلاف صاحب ان کو کیوں بھول گئے ہیں۔۔۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ایوان میں کورم نہ ہونے کی وجہ سے تمام
سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے)

آفیسرز کے لئے لینڈلائن فون کی جگہ موبائل فون کی سہولت کی فراہمی

*3766: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کو ان کی entitlement کے مطابق ان کی رہائش گاہوں پر پی ٹی سی ایل ٹیلی فون کی سہولت مہیا کی ہوئی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ جدید دور میں آفیسرز کے احکامات کی بروقت بجاآوری کے لئے موبائل فون کی اہمیت بڑھ گئی ہے ؟

(ج) کیا حکومت پی ٹی سی ایل فون کی بجائے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کو ان کے استحقاق کے مطابق موبائل فون سیٹ مع کنکشن فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب ڈیلیگیشن آف فنانشل پاور رولز کے سیکشن 2(b)(v) کے نیچے درج شدہ نوٹ نمبر ایک کے مطابق محکمہ خزانہ رہائشی ٹیلی فون کا کیس منظور کرتا ہے اور بحوالہ پالیسی نمبر PW-II-2-24/Tele/84(P) مورخہ 06-11-02 کے مطابق رہائشی ٹیلی فون کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔یہ سہولت تمام گریڈ 17 کے ملازمین کو میسر نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ جدید دور میں آفیسرز کے لئے احکامات کی بروقت بجاآوری کے لئے موبائل فون کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

(ج) گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کو ان کے استحقاق کے مطابق سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لئے پی ٹی سی ایل فون کی سہولت موجود ہے۔تاہم اہم سرکاری ملازمین کو موبائل فون سیٹ مع کنکشن فراہم کرنے کی ایک تجویز زیر غور ہے جس کے بارے میں جلد ہی کوئی فیصلہ کر لیا جائے گا۔

میانوالی شہر کا ایس پی ایم(SPM)لیول کی تفصیلات

*5591:جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت میانوالی شہر کا(SPM)لیول کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ SPM level اب critical حد عبور کر چکا ہے؟

(ج) کیا میانوالی میں سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں و دیگر ٹریفک کی emissions کو کم کرنے کے لئے حکومت نے کوئی targets مقرر کرکے ضروری اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ماحولیات کی لیبارٹری ٹیم نے مورخہ 26 اور 27۔مئی 2010 کو میانوالی شہر کے تین مقامات پر(SPM(Suspended Particulate Matter کے لیول کی پیمائش کی جو کہ درج ذیل ہے:

1	آفیسرز کالونی کالا باغ روڈ	250 ug/m3
2	کچہری چوک ریلوے سٹیشن	840 ug/m3
3	جنرل بس سٹینڈ	1100 ug/m3

SPM کا قومی ماحولیاتی معیار 550 ug/m3 ہے۔میانوالی کے رہائشی علاقہ آفیسر کالونی میں SPM کا لیول قومی معیار کے اندر ہے جبکہ مصروف کمرشل مقامات کچہری چوک اور جنرل بس سٹینڈ میں SPM کا لیول قومی معیار سے زیادہ ہے جس کی بڑی وجہ ٹریفک کا ہجوم، گاڑیوں سے خارج ہونے والا دھواں اور سڑکوں کی خستہ حالت ہے۔

(ب) میانوالی کے رہائشی علاقوں میں SPM کا لیول قومی معیار کے اندر ہے البتہ مصروف کمرشل مقامات پر SPM کا لیول قومی معیار سے تجاوز کر جاتا ہے۔

(ج) میانوالی میں گاڑیوں کی وجہ سے ہونے والی آلودگی کا سد باب کرنے کی بنیادی ذمہ داری محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب اور ٹریفک پولیس کی ہے تاہم ضلعی آفیسر ماحولیات میانوالی ٹریفک پولیس کی معاونت سے دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف وقتاً فوقتاً کارروائی کرتا رہتا ہے۔نیز موٹر مالکان / ڈرائیورز کو اپنی گاڑیوں کو درست حالت میں رکھنے کے لئے باقاعدہ طور پر آگاہی دی جا رہی ہے اور گاہے بگاہے سیمینار وغیرہ کروائے جا رہے ہیں تا کہ عوام میں ماحولیاتی آگاہی پیدا کی جا سکے۔

ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈز آڈٹ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4565: ملک محمد عامر ڈوگر: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر کے قائم کرنے کے مقاصد کیا ہیں؟

(د) ان دفاتر میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں یہ کب پُر کر دی جائیں گی؟

(ہ) ان اداروں میں کتنے آفیسرز و اہلکاران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اور یہ لوگ کن کن اداروں سے تعلق رکھتے ہیں یہ کس اتھارٹی کی اجازت سے کام کر رہے ہیں اور کیا یہ لوگ جن اسامیوں پر کام کر رہے ہیں اس کے معیار پر پورا اترتے ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈ آڈٹ کے مندرجہ ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں:۔

1۔ صدر دفتر ملتان ڈویژن

2۔ اس وقت ملتان ڈویژن کی حدود کے اندر کل 16 ٹی ایم ایز ہیں اور ہر ٹی ایم اے میں محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کا دفتر تحصیل اکاؤنٹس آفس کے نام سے موسوم اور قائم ہے۔

3۔ ایم ڈی اے اور واسا ملتان میں بھی بغرض پری آڈٹ ایک ایک دفتر قائم ہے۔

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین (افسران / ماتحتان) کی حاضر تعداد 48 ہے۔

(ج) ان دفاتر کے مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1۔ مندرجہ ذیل اداروں کا سالانہ آڈٹ

i. مارکیٹ کمیٹی ہائے

ii. محکمہ اوقاف

iii. بہبود فنڈ

iv. ریڈکراس سوسائٹی ہائے

2۔ جملہ ٹی ایم ایز کے اخراجات کا پری آڈٹ اور ماہانہ اکاؤنٹس کی تیاری

3۔ اجراء پنشن پے منٹ آرڈر بسلسلہ ریٹائرڈ ملازمین

(د) ملتان ڈویژن میں اسامیوں کی کیفیت حسب ذیل ہے:۔

نام اسامی	تعداد
1تحصیل اکاؤنٹس آفیسر	16
2آڈیٹرز	20
3سٹینو گرافر	01

مندرجہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا کام پنجاب پبلک سروس کمیشن میں زیر عمل ہے۔

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ میں کسی دوسرے محکمہ کا افسر ڈیپوٹیشن پر نہیں آیا ہوا ہے۔البتہ اس محکمہ کے چند افسران ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے ہیں:۔

-1	خالد مسعود ڈپٹی ڈائریکٹر	ملتان ترقیاتی ادارہ، ملتان
-2	محمد سلیم، اسسٹنٹ ڈائریکٹر	بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان
-3	محمد شاہ سوار اسسٹنٹ ڈائریکٹر	تعلیمی بورڈ ملتان

مذکورہ بالا افسران حکومت پنجاب کی ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت اور سیکرٹری صاحب محکمہ خزانہ کی اجازت سے کام کر رہے ہیں۔

یہ حضرات جن اسامیوں کے محاذ کام کر رہے ہیں واقعتاً اُن کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔

اوکاڑہ، ورکشاپس آبادی سے باہر منتقل کرنے کی تفصیلات

*5592: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی جگہ ٹریکٹر ورکشاپ و دیگر ورکشاپس بنانے کے لئے محکمہ ماحولیات سے این او سی حاصل کرنا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی آبادی کے اندر ٹریکٹر ورکشاپ و دیگر ورکشاپس بنانا قانون و ضابطے کی خلاف ورزی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محلہ کرامت خان کوٹ نورالحسن خان حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں متعدد ورکشاپس رہائشی آبادی کے اندر عرصہ دراز سے کام کر رہی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ورکشاپس کی وجہ سے محلہ کے لوگوں کو انتہائی مشکل کا سامنا ہے، مزید فضائی آلودگی کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ورکشاپس کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹریکٹر ورکشاپ ایک چھوٹا یونٹ / کاروبار ہے۔ کسی جگہ ٹریکٹر ورکشاپ یا دکان بنانے سے پہلے محکمہ بلدلیات سے نقشہ پاس کروانا ضروری ہے۔ محکمہ ماحولیات سے NOC لینا ضروری نہ ہے۔

(ب) تحصیل / ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن (TMA) یا بلدیہ اپنے قوانین کی روشنی میں ایسے کاروبار کے لئے نقشے کی منظوری دیتی ہے۔

(ج) حویلی لکھا میں چھوٹی / بڑی 22 ورکشاپس موجود ہیں۔ان میں زیادہ تر کمرشل ایریا میں کام کر رہی ہیں۔ یہ ورکشاپس باقاعدگی سے لوکل اتھارٹیز کو ٹیکس ادا کر رہی ہیں۔ جہاں تک محلہ کرامت خان کا معاملہ ہے۔اس کی رہائشی آبادی میں صرف دو ورکشاپس المدینہ ٹریکٹر ورکشاپ اور شاہین ٹریکٹر ورکشاپ کے نام سے کام کر رہی ہیں۔

(د) محلہ کرامت خان کے نزدیک صرف دو ٹریکٹر ورکشاپس کام کر رہی ہیں۔ان دو ورکشاپس سے چند لوگوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔

(ہ) لوگوں کی شکایت کے ازالہ کے لئے محکمہ ماحولیات نے رہائشی آبادی کے نزدیک واقع دو ورکشاپس کو پاکستان اینوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کے تحت ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں۔ فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لوکل فنڈ آڈٹ میں بھرتی کی تفصیل

*4566: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لوکل فنڈ آڈٹ میں 2002 تا 2005 کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا اگر ان اسامیوں کا اشتہار اخبار میں دیا گیا تو اشتہار کی فوٹو کاپی لف کریں؟

(ب) بھرتی کئے گئے لوگوں کے ناموں اور عہدہ جات سے بھی ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) لوکل فنڈ آڈٹ کے لئے 09-2008 میں کتنا بجٹ رکھا گیا، اس میں کتنا ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ میں دوران سال2002تا2005 بھرتی کیے گئے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	آڈیٹر	01
2	جونیئر کلرک	08
3	نائب قاصد	08
4	دفتری	01
5	خاکروب	01

مذکورہ بالا بھرتی کے لئے باقاعدہ اشتہار اخبار میں دیا گیا جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عہدہ داروں کی لسٹ حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	ڈائریکٹوریٹ
1	توقیر رضا	جونیئر کلرک (والد کی وفات کے بعد رولA-17 کے تحت بھرتی کی گئی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔)	صوبائی
2	محمد امجد گل	جونیئر کلرک	ملتان
3	مس ناہید عبدالرزاق	جونیئر کلرک	ملتان
4	محمد نفیس خان	جونیئر کلرک	ملتان
5	محمد قسور عباس	جونیئر کلرک	ملتان
6	فیصل عباس	نائب قاصد	ملتان
7	محمد اشفاق	نائب قاصد	لاہور
8	عمران علی	نائب قاصد	لاہور
9	رحمت مسیح	سویپر	لاہور
10	عدنان نواز	جونیئر کلرک	بہاولپور
11	سید بشارت مدی	دفتری	بہاولپور
12	محمد حیات	نائب قاصد (والد کی وفات کے بعد رولA-17 کے تحت بھرتی کی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔)	بہاولپور
13	اختر علی	نائب قاصد (والد کی وفات کے بعد رولA-17 کے تحت بھرتی کی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔)	فیصل آباد
14	راحیل بدر	آڈیٹر	سرگودھا
15	محمد اسلم	جونیئر کلرک	سرگودھا
16	سیف اللہ	نائب قاصد	سرگودھا

17	وقاص احمد	نائب قاصد (والد کے میڈیکل نااہلیت کی بناء پر رول A-17 کے تحت بھرتی کی گئی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی)	سرگودھا
18	بلال ریحان	جونیئر کلرک (والد کے میڈیکل نااہلیت کی بناء پر رول A-17 کے تحت بھرتی کی گئی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی)	گوجرانوالہ
19	وحید احمد	نائب قاصد	گوجرانوالہ

(ج) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کے لئے برائے سال 09-2008 مبلغ -/1079940001 روپے کا بجٹ رکھا گیا جو کہ صرف غیر ترقیاتی تھا اس میں سے مبلغ -/98155225 روپے خرچ ہوا۔

سرگودھا۔ سٹون کرشرز کی تعداد و تفصیل

*6365: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے سٹون کرشرز کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے باقاعدہ محکمہ سے این او سی کے بعد لگائے گئے ہیں اور کتنے بغیر این او سی کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان سٹون کرشرز سے اُڑنے والی مٹی سے عوام الناس پر جو اثرات پڑ رہے ہیں اس سلسلہ میں محکمہ نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کے حالیہ سروے کے مطابق ضلع سرگودھا میں کل 354 سٹون کرشرز مختلف چکوک میں کام کر رہے ہیں ان میں سے 288 تحصیل سرگودھا اور 66 تحصیل سلانوالی میں واقع ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ کسی بھی سٹون کرشر نے محکمہ ہذا سے این او سی نہیں لیا ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ سٹون کرشرز دیہی علاقوں میں قائم ہیں اور اکثر آبادی سے کچھ فاصلے پر واقع ہیں تاہم سٹون کرشرز سے اٹھنے والی گرد و غبار و مٹی سے عوام الناس پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ محکمہ ہذا نے ان سٹون کرشرز کا وقتاً فوقتاً سروے مکمل کر کے انسپکشن رپورٹس مرتب کر لی ہیں۔ محکمانہ کارروائی مکمل کر کے پاکستان ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کے تحت نوٹسز جاری کر دیئے ہیں۔ محکمہ ہذا نے ان میں سے چالیس سٹون کرشرز کے خلاف پہلے ہی مقدمات Environmental Tribunal میں دائر کر رکھے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں سٹون کرشرز کی

ملکی ترقیاتی منصوبوں میں اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ ہذا نے ان کرشرز کی آلودگی کی روک تھام کے لئے Feasibility Study مکمل کروا کر ایک Model Dust Control System قائم کرنے کا منصوبہ شروع کر رکھا ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جیسے ہی یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے، اس کا اطلاق تمام سٹون کرشرز پر کر دیا جائے گا۔ امید ہے کہ ڈسٹ کنٹرول سسٹم کے لگانے سے سٹون کرشرز سے اڑنے والی مٹی کی مقدار میں خاطر خواہ کمی واقع ہو گی۔

لاہور جم خانہ کلب اور پنجاب سول آفیسرز میس کی تفصیلات

*5235: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جم خانہ کلب اور پنجاب سول آفیسرز میس دونوں پرائیویٹ ادارے ہیں جن کا انتظام و انصرام ان کے ممبرز کی نامزد کردہ کمپنی کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ برس پہلے حکومت پنجاب نے جم خانہ کلب کو پچاس لاکھ روپے کی گرانٹ دی تھی اور اس برس حکومت پنجاب نے سول آفیسرز میس کو ایک کروڑ سے زائد رقم کی گرانٹ دی ہے یہ رقوما ت کس مقصد کے لئے دی گئی ہیں اور ان کا کیا مصرف ہے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) درست ہے۔

(ب) جم خانہ کلب اور سول آفیسرز میس ایسے ادارے ہیں جو زیادہ تر اخراجات ممبران سے ایک مخصوص فیس اور دوسری سروسز سے پورا کرتے ہیں لیکن بعض اوقات ارزاں نرخوں پر بہتر سہولیات کی فراہمی اور کلب کی عمومی تعمیر و ترقی کے لئے حکومت کچھ مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔ اسی سلسلے میں جم خانہ کلب اور سول آفیسرز میس کو مالی سال 2009-10 میں بالترتیب پچاس لاکھ اور ساٹھ لاکھ کی رقم گرانٹ کے طور پر حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کی گئی ہے۔

صوبہ میں رائس ملز/شیلرز سے نکلنے والے ویسٹ کی تفصیلات

*7182: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں رائس ملز/شیلرز نے گردوغبار/ویسٹ نکالنے کے پیچھے سڑکوں کی جانب رکھے ہوئے ہیں جو گزرنے والوں کے لئے مختلف بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے؟

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ مسئلے کے حل کے لئے فلٹریشن یا کوئی اور حل تجویز کیا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) محکمہ نے اب تک مذکورہ آلودگی پھیلانے والے کارخانوں کے خلاف کیا تادیبی کارروائی/جرمانہ کیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ آلودگی کے خاتمے کے لئے حکومت نے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں رائس ملز/شیلرز واقع ہیں جن کے کام کرنے سے گرد و غبار/ویسٹ پیدا ہوتا ہے اور جس کی نامناسب ڈسپوزل سے مختلف اقسام کے ماحولیاتی مسائل و بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ محکمہ ماحولیات نے 210 رائس ملز/شیلرز کا سروے کیا ہے جن میں سے تقریباً 154 رائس ملز/شیلرز نے گرد و غبار/ویسٹ نکالنے کے پیچھے سڑکوں کی جانب رکھے ہوئے ہیں جن کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے۔

(ب) پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے قانون مجریہ 1997 کے تحت گرد و غبار/ویسٹ کا National Environmental Quality Standards کے مطابق مناسب بندوبست کرنا رائس ملز/شیلرز کے مالکان کی ذمہ داری ہے۔ تاہم اس ضمن میں رائس ملز/شیلرز سے نکلنے والے گردوغبار/ویسٹ کو Dust Collector اور Bag Filter کے ذریعے کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

(ج) محکمہ ہذا نے اب تک مذکورہ آلودگی پھیلانے والے 210 رائس ملز/شیلرز کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت نوٹسز/حکم نامے جاری کئے ہیں۔ محکمہ ہذا کے احکامات کی عدم تعمیل پر 23 رائس ملز/شیلرز کے خلاف کیس برائے جرمانہ ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے ہیں اور مزید دائر کئے جارہے ہیں۔

(د) محکمہ ہذا نے مذکورہ آلودگی پیدا کرنے والے یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی شروع کر رکھی ہے اور اگر ان رائس ملز/ شیلرز نے محکمہ کے احکامات پر عملدرآمد نہ کیا تو ان کے کیسز ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کر دیئے جائیں گے۔ جہاں پر ان کو تحفظ ماحولیات کے اقدامات کا پابند کرنے کے ساتھ جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع سرگودھا۔ سڑکوں کی تعمیر کے لئے دیئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*7029: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ نے ایک directive نمبری DS(Assem)CMS 24814(A)AB-32/09/ مورخہ 09۔09۔20 کو جاری کیا جس کے تحت 4 کروڑ روپے برائے تعمیر سڑکات ضلع سرگودھا جاری کرنے کے احکامات جاری کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خزانہ نے صرف 2 کروڑ 93 لاکھ 76 ہزار جاری کئے؟

(ج) مذکورہ directive میں آٹھ سکیموں کے فنڈ جاری ہونے تھے جس میں چھ سکیموں کے فنڈ جاری کئے گئے مگر (Sr. No. (VIII & VI کے فنڈز جاری نہ کئے گئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جز(ج) میں بیان کردہ سکیموں کے فنڈز کب جاری کئے جائیں گے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہے۔

ترقیاتی سکیموں کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی وزیر اعلیٰ کے جاری کردہ directives کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ خزانہ کو فنڈز جاری کرنے کے لئے ہدایت جاری کرتا ہے۔ یہ فنڈز سپلیمنٹری گرانٹ سے مہیا کئے جاتے ہیں۔

(ب) محکمہ پی اینڈ ڈی نے درج بالا فنڈز کی ایلوکیشن 17۔اکتوبر 2009 کو 3 کروڑ ایک لاکھ 23 ہزار کی تھی۔ محکمہ خزانہ نے مورخہ 3۔اپریل 2010 کو 2 کروڑ 93 لاکھ 76 ہزار کے فنڈز جاری کئے۔ جاری کردہ فنڈز محکمہ پی اینڈ ڈی کی ہدایت اور سکیموں کی انتظامی منظوری کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

(ج) یہ جز محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہے۔

(د) یہ جز محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہے۔

ضلع لاہور۔سکیموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*7405: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

محکمہ ماحولیات نے سال 2009 کے دوران ضلع لاہور میں کل کتنی سکیموں پر کتنی رقم خرچ کی نیز سکیموں کے نام اوران پر لگائی گئی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کی بیشتر سکیمیں صوبائی لیول کی ہیں۔تاہم سال 10-2009 کی وہ سکیمیں جن سے ضلع لاہور کو بالواسطہ یا بلا واسطہ فائدہ پہنچا، ان سکیموں کے نام اور سال 10-2009 کے دوران خرچ ہونے والی رقم "Annex "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ای ڈی او آفس گوجرانوالہ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7411: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ای ڈی او فنانس گوجرانوالہ کے تحت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ای ڈی او فنانس گوجرانوالہ کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں؟

(ج) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران اس آفیسر کو کتنی گرانٹ حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(د) کتنی رقم کس کس مد پر خرچ ہوئی، تفصیل مد وار بتائیں؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر خرچ ہوئی؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) دفتر ای ڈی او (فنانس) گوجرانوالہ میں گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کی تعداد 12 ہے جن میں صرف 4 ملازمین موجود ہیں باقی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) ای ڈی او (فنانس) گوجرانوالہ کے بنیادی فرائض جملہ مالی امور کی ترتیب وتدوین اور تقسیم نیز اضافی اخراجات بارے مناسب تجاویز اور دیگر انتظامات بمطابق پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 متعین ہیں متذکرہ حکمنامہ کی نقل (Annexure B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 09-2008 میں -/1863000 کی رقم مختلف مدوں میں جاری کی گئی جبکہ مالی سال 10-2009 میں مبلغ -/2104000 روپے جاری کی گئی۔ تفصیلی اخراجات کا گوشوارہ (Annexure C & D) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) تفصیلی گوشوارہ جات پر منسلکات E & L ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل حسب ذیل ہے:-

		2008-09 (اخراجات)	2009-10
1	تنخواہ آفیسر	32310/20,2000	168548/244000
2	تنخواہ عملہ	186620/8,37,000	305170/443000
3	ٹی اے/ڈی اے	36520/60000	39740/50000
4	مرمت	1000/50000	49859/50000

سرکاری گاڑیاں

تفصیلی گوشوارہ جات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

ضلع فیصل آباد۔محکمہ تحفظ ماحولیات کا عملہ ودیگر تفصیلات

*9120: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ تحفظ ماحولیات کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے، عہدہ، گریڈ بتائیں، کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ب) اس ضلع کا سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کا بجٹ سال وار بتائیں؟

(ج) ضلع ہذا میں فیکٹریوں، کارخانوں اور دیگر عوامل کی بناء پر پیدا ہونے والے ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران فیصل آباد شہر میں جو منصوبے شروع کئے گئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ہ) کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر التواء ہیں؟

(و) مزید کون کون سے منصوبے حکومت شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ تحفظ ماحولیات کے درج ذیل دو دفاتر ہیں۔

1- دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات، دفتر ہذا میں ملازمین کی تعداد 34 ہے۔ دو اسامیاں سینئر انسپکٹر BS-16 اور سٹینو گرافر BS-12 خالی ہیں تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2- دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر لیبارٹری۔ دفتر ہذا میں اسامیوں کی تعداد 16 ہے جن میں 6 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضلع کا ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات کا سال 09-2008 کا ٹوٹل بجٹ 56,00,446 روپے تھا۔ سال 10-2009 کا ٹوٹل بجٹ 62,65,113 روپے تھا اور 11-2010 کا ٹوٹل بجٹ 64,98,800 روپے تھا اور ڈپٹی ڈائریکٹر لیبارٹری کا 2008 سے 2011 تک کا ٹوٹل بجٹ 27.278 ملین تھا تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فیکٹریوں، کارخانوں اور دیگر عوامل کی بناء پر پیدا ہونے والی آلودگی کی پیمائش اور سد باب کے لئے پنجاب کے بڑے شہروں (بشمول فیصل آباد) کے لئے مندرجہ ذیل دو بڑے منصوبے شروع کئے گئے۔

Sr. No.	Name of Project	Cost of Project	Expenditure during 2008-11 for Faisalabad
1	Establishment of Environmental Laboratories in six major cities of Punjab	Rs. 200.00 millions	Rs. 27.27 millions
2	Provision of Field Monitoring Kits to Inspectors and Establishment of Environmental Mobile Squads in three major District of Punjab	Rs. 41.50 millions	Rs. 9.51 millions

(د) جواب جز (ج) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ہ) مندرجہ بالا منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔

(و) تمام اضلاع (بشمول فیصل آباد) میں غیر سرکاری تنظیموں کو ماحولیاتی تحفظ کے چھوٹے منصوبوں کے لئے اور یونیورسٹیوں کو ماحولیاتی ٹیکنالوجی پر ریسرچ کے لئے مالی امداد دینے کے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز کی تفصیلات

*7445: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈز برائے سال 09-2008 اور 10-2009 کتنے تھے، متذکرہ فنڈز کن کن مقاصد کے لئے خرچ کئے گئے؟

(ب) کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب میں گزشتہ دور حکومت میں صوابدیدی گرانٹ (یا فنڈ) کے علاوہ سیکرٹ سروس فنڈ بھی استعمال کیا جارہا تھا جس کی مد میں مندرجہ ذیل رقوم مختص کی گئی تھیں جن کے خرچ کی کوئی تفصیل ریکارڈ پر موجود نہ ہے۔

گزشتہ دور حکومت میں سیکرٹ فنڈ کی تفصیل

سال	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08
رقوم	40,00,00,000/-	40,00,00,000/-	40,00,00,000/-	10,00,00,000/-	10,00,00,000/-

موجودہ حکومت پنجاب نے اقتدار سنبھالتے ہی سیکرٹ فنڈ کو فی الفور موقوف کر دیا اور اس ضمن میں کوئی فنڈ اب تک نہ لئے گئے ہیں۔جہاں تک وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈ کا تعلق ہے۔مذکورہ سالوں میں درج ذیل رقوم مختص کی گئیں۔

2008-09	2009-10
4,10,00,000/-	6,50,00,000/-

یہ ایک غلط تاثر ہے کہ یہ فنڈ وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر ہے اور وہ اسے جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ اس فنڈ کے استعمال کے لئے باقاعدہ رولز بعنوان "Chief Minister Discretionary Grant Rules 1988" موجود ہیں جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس فنڈ کے تحت مہیا کی جانے والی رقوم اور اخراجات کا باقاعدہ ہر سال آڈٹ ہوتا ہے۔قانون کے مطابق مہیا شدہ رقوم صرف مخصوص مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:-

مقاصد:

1. مفلس، بیواؤں، یتیموں، طلباء، فنکاروں اور صوبے کے علماء کی مالی امداد۔
2. صوبہ کے مفلس افراد کے علاج کے لئے مالی امداد۔
3. کسی گرانقدر خدمت کے صلہ میں انعام۔
4. کسی غیر معمولی نصابی، غیر نصابی یا فنکارانہ کاوش کے صلہ میں انعام۔
5. کوئی بھی اور مقصد جو وزیراعلیٰ مناسب خیال کریں۔

اس فنڈ کے شفاف استعمال کو یقینی بنانے کے لئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مندرجہ ذیل طریق کار وضع کیا گیا ہے اور اس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔

طریق کار:

i. کوئی بھی مالی امداد کی درخواست وصول ہونے پر درخواست کے مندرجات اور مالی حالات متعلقہ ضلع کے ڈی سی او سے تصدیق کئے جاتے ہیں۔درخواست کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ (CNIC) کا منسلک ہونا لازمی ہے۔

ii. اس کے علاوہ علاج معالجہ کی درخواستوں پر مریض کا کسی سرکاری ہسپتال سے علاج پر اٹھنے والی رقم کا تخمینہ حاصل کیا جاتا ہے اور جہاں علاج کے لئے خطیر رقم مطلوب ہو، سپیشل میڈیکل بورڈ کی سفارشات حاصل کی جاتی ہیں۔

iii. صرف انہی درخواستوں پر صوابدیدی فنڈ سے مالی امداد منظور کی جاتی ہے جن کی متعلقہ ڈی سی او نے سفارش کی ہو اور درخواست گزار کو مستحق قرار دیا ہو یا جن پر متعلقہ ہسپتال یا سپیشل میڈیکل بورڈ وغیرہ نے علاج پر اٹھنے والے اخراجات فراہم کرنے کی سفارش کی ہو۔

iv. مذکورہ بالا طریق کار کے تحت مستحق پائے جانے والے افراد کے علاج اور تعلیمی اخراجات براہ راست متعلقہ ہسپتال / تعلیمی ادارے کو ادا کئے جاتے ہیں۔

v. متعلقہ شخص کو ادائیگی کراس چیک کے ذریعے کی جاتی ہے جس پر اس کا شناختی کارڈ نمبر بھی درج ہوتا ہے۔

(ب) موجودہ حکومت سیکرٹ فنڈ جو کسی شفاف ضابطہ کے تحت نہ تھا پہلے ہی ختم کر چکی ہے۔حکومت صوابدیدی گرانٹ کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تاکہ اوپر بیان کئے گئے صاف اور شفاف مقاصد کے لئے حقدار افراد کی مدد جاری رہے۔

فیصل آباد شہر۔دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف چلائی گئی مہم کی تفصیلات

*9121: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف جو مہم چلائی تھی وہ کب شروع کی گئی تھی؟

(ب) ایسی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے پاس سرکاری گاڑیوں کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یکم جنوری 2010 سے آج تک اس شہر میں دھواں چھوڑنے والی کتنی گاڑیوں کے چالان کئے گئے ان سے کتنا جرمانہ حکومت کے خزانہ میں جمع ہوا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دھواں اور شور پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف محکمہ تحفظ ماحولیات، حکومت پنجاب نے جنوری 2009 سے فیصل آباد میں باقاعدہ مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔

(ب) آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کے لئے محکمہ ہذا نے فیصل آباد میں تین انسپکٹر اور دو فیلڈ اسسٹنٹ متعین کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

i. معاذ معروف (انسپکٹر) BS-13

ii. مظہر فرید (انسپکٹر) BS-13

iii. محمد افضل (انسپکٹر) BS-13

iv. محمد اقبال (فیلڈ اسسٹنٹ) BS-6

v. حافظ محمد ادریس (فیلڈ اسسٹنٹ) BS-6

ان ملازمین کے زیر استعمال ایک عدد APV-Van (LEG-09-1563) اور ایک عدد موٹر سائیکل (LEG-09-1541) ہے۔

(ج) یکم جنوری 2010 سے آج تک فیصل آباد میں کل 1996 گاڑیوں کا چالان کیا گیا جو دھواں چھوڑنے والی تھیں اور ان سے 1282000 روپے حکومت کے خزانے میں جمع ہوئے۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7469: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام اور عہدہ جات بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بنیاد پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ج) سال 10–2009 کے دوران کن کن ملازمین کے خلاف کتنی شکایات موصول ہوئیں اور ان شکایات کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اگر ہاں تو یہ تحقیقات کس کس افسر نے کیں اور کتنی شکایات درست ثابت ہوئیں؟

(د) اس دفتر کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے کل اخراجات بتائیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا میں حکومت پنجاب کے 68 جبکہ وفاقی حکومت کے 38 اور کل 106 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت دفتر ہذا کے سابقہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر ملک کرامت حسین اور امتیاز حسین سینئر آڈیٹر محکمہ صحت کے خلاف اینٹی کرپشن سرگودھا میں ہونے والی ایک انکوائری میں شامل تفتیش ہیں جو کہ ابھی تک زیر التواء ہے۔ایف آئی آر کی نقل اور دیگر متعلقہ کاغذات ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) سال 10–2009 کے دوران کسی آفیسر یا اہلکار کے خلاف محکمانہ غفلت کی کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا کے سال 09-2008 کے کل اخراجات -/14052435 روپے ضمیمہ (ج) اور سال 10-2009 کے کل اخراجات -/16109022 روپے ہیں۔ ضمیمہ (د) ضمیمہ (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

راولپنڈی، محکمہ تحفظ ماحولیات کے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9153: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) راولپنڈی میں محکمہ تحفظ ماحولیات کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) اس شہر کا فضائی آلودگی کا لیول کیا ہے؟

(ج) اس شہر میں فضائی آلودگی میں اضافہ کے اسباب کون کون سے ہیں؟

(د) محکمہ ہذا نے اس شہر سے فضائی آلودگی کے خاتمہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) ان اقدامات کی وجہ سے فضائی آلودگی میں کس حد تک کمی واقع ہوئی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات راولپنڈی کے ضلعی دفتر میں 12 افراد اور ماحولیاتی لیبارٹری کے پراجیکٹ میں 14 افراد پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے۔

(ب) لیبارٹری کے تجزیہ کے مطابق شہر کے پرہجوم مقامات پر دھویں، Polluted Matter اور Carbon Monoxide کا لیول قومی ماحولیاتی معیار سے تجاوز کر جاتا ہے تاہم رہائشی علاقوں میں جہاں ٹریفک کی تعداد کم ہوتی ہے وہاں پر Carbon Monoxide کا level قومی ماحولیاتی معیار سے تجاوز نہیں کرتا ہے۔

(ج) فضائی آلودگی میں اضافے کے اہم اسباب میں ٹرانسپورٹ، انڈسٹری اور کوڑے کو آگ لگانا شامل ہیں۔موسمیاتی عوامل کی وجہ سے بھی گردوغبار کے لیول میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(د) محکمہ ماحولیات نے اس شہر سے فضائی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف اقدامات: ٹریفک پولیس کے اشتراک سے سال 2009 میں 5250 گاڑیاں چیک کیں، 937 کا چالان کیا اور مبلغ -/3,41,450 روپے جرمانہ کیا اسی طرح سال 2010 میں 7868 گاڑیاں چیک کیں، 639 کا چالان کیا اور مبلغ -/2,26,000 روپے جرمانہ کیا۔

سٹون کرشرز کے خلاف اقدامات: تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کے مارگلہ پہاڑی پر کام کرنے والے 127 سٹون کرشرز کے مالکان کے خلاف فضائی آلودگی پھیلانے کے جرم میں تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 کے تحت قانونی کارروائی کی اور 103 یونٹوں کے خلاف مقدمات ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے گئے ہیں۔

اینٹوں کے بھٹوں کے خلاف اقدامات: راولپنڈی کے حدود میں آنے والے 38 بھٹوں کے خلاف تحفظ ماحولیات ایکٹ کے تحت کارروائی شروع کر دی ہے۔علاوہ ازیں بھٹوں کے مالکان کو اینٹوں کے پکانے کی ماحولیات دوست ٹیکنالوجی سے بھی آگاہ کیا جا رہا ہے۔

مزید برآں سکول کے بچوں میں ماحولیاتی شعور پیدا کرنے کے لئے ماحولیاتی کلب بنائے گئے ہیں اور ضلعی انتظامیہ راولپنڈی نے جنگلات / درختوں کی کٹائی اور کوڑا کرکٹ جلانے پر پابندی عائد کر دی ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا اقدامات کی وجہ سے فضائی آلودگی میں کافی حد تک کمی ہوئی ہے اور ہوا کی کوالٹی مزید بہتر ہو جائے گی۔

ضلع سرگودھا۔روڈ سیس کی دوسری قسط جاری کرنے کی تفصیلات

*7537: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھٹی نمبری F&C(Food)1-10/2009 مورخہ 5۔اپریل 2010 بحوالہ شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس کرشنگ سیزن 09-2008 میں پنجاب کی 6 شوگر ملوں کو پہلی قسط کے طور پر 2 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار اور 63 روپے جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سرگودھا کو 33 لاکھ 85 ہزار 6 سو 70 روپے روڈ سیس کی مد میں جاری کئے گئے ہیں؟

اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات ہے تو اس کی دوسری قسط کب تک جاری کی جائے گی؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی کوشش ہے کہ دوسری قسط جلد از جلد ادا کر دی جائے تاہم موجودہ مالی مشکلات اور سیلاب زدہ علاقوں کی فوری ضروریات کے پیش نظر اس بابت کوئی حتمی تاریخ دینا ممکن نہ ہو گا البتہ یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ یہ تمام اقساط جلد از جلد ادا کرنے کی کاوشیں کی جارہی ہیں۔

ضلع راولپنڈی، رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*9155: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران محکمہ تحفظ ماحولیات ضلع راولپنڈی کو کتنی رقم سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے خرچ کی گئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے فیکٹریوں/کارخانوں کے wastage کو کنٹرول کرنے کے منصوبہ جات پر رقم خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری دفاتر کی تعمیر اور تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی آفیسر ماحولیات راولپنڈی کے دفتر کو مالی سال 10-2009 میں -/35,94,000 روپے جبکہ سال 11-2010 میں -/36,02,000 روپے تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لئے فراہم کئے گئے۔

(ب) پاکستان کے ماحولیاتی تحفظ کے ایکٹ مجریہ 1997 کے مطابق فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے رقم خرچ کرنے اور آلات (Air Pollution Control Devices) لگانے کی ذمہ داری آلودگی پیدا کرنے والے کی ہے۔ان سالوں کے دوران محکمہ ماحولیات نے ترقیاتی پراجیکٹ کے تحت راولپنڈی اور مری شہر میں ماحولیاتی آلودگی کی جانچ کے لئے ماحولیاتی لیبارٹریاں اور ایک Environmental Squad قائم کیا جن پر تقریباً 28 ملین روپے خرچ ہوئے۔سال 2010 میں 421 فیکٹریوں/سٹون کریشرز/پولٹری فارمز/ہسپتالوں/گھروں اور دیگر آلودگی پیدا کرنے والے یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی قانون کے تحت کارروائی کی گئی۔محکمہ ہذا کے احکامات پر عمل نہ کرنے والے 410 یونٹوں کے خلاف مقدمات ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے جہاں پر یہ زیر سماعت ہیں۔محکمہ کے ماحولیاتی سکواڈ نے سٹی ٹریفک پولیس راولپنڈی کے تعاون سے سال 10-2009 میں 13116 دھواں دینے والی گاڑیاں چیک کیں اور 1576 گاڑیوں کا چالان کیا اور مبلغ -/5,67,450 روپے جرمانہ کیا۔

(ج) ان سالوں کے دوران ضلعی دفتر تحفظ ماحولیات راولپنڈی کو فیکٹریوں/کارخانوں کے فاضل مواد wastage کو کنٹرول کرنے کے منصوبہ جات کے لئے الگ طور پر کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی جس کی وضاحت جز (ب) میں کی گئی ہے۔

(د) سال 10-2009 اور 11-2010 میں ضلعی دفتر ماحولیات راولپنڈی کے جملہ سٹاف کے لئے تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/45,27,259 روپے جبکہ ٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ -/1,81,646 روپے خرچ ہوئے۔اسی طرح ماحولیاتی لیبارٹریوں کی جملہ سٹاف کی

تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/48,62,115 روپے خرچ ہوئے اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ -/31,599 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ضلعی دفتر تحفظ ماحولیات راولپنڈی اور ماحولیاتی لیبارٹری پراجیکٹس دونوں کرائے کی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ان دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے کوئی رقم مختص ہوئی اور نہ ہی خرچ ہوئی۔

ضلع راجن پور۔ سیلاب کی وجہ سے قرضہ جات کی معافی و دیگر تفصیلات

*7613: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راجن پور کو سال 2008 میں سیلاب کی وجہ سے آفت زدہ قرار دے کر ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ معاف کر دیئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فصل خریف 2008 کے لئے مختلف بنکوں سے لئے گئے قرضہ جات کی معافی کے لئے محکمہ خزانہ پنجاب نے فنانس ڈویژن اسلام آباد سے یہ معاملہ اٹھایا لیکن فنانس ڈویژن نے قرضہ جات کی معافی کے لئے وزیراعظم پاکستان سے رابطہ کرنے کو کہا؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اتنی مدت گزرنے کے باوجود مذکورہ علاقہ کے قرضہ جات معاف نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ قرضہ جات کب تک معاف کر دیئے جائیں گے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع راجن پور کے سیلاب سے متاثرہ 139 مواضعات کو آفت زدہ قرار دیا گیا تھا اور ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ کلی طور پر معاف کر دیئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بنکوں اور متعلقہ اداروں سے کہا گیا کہ متاثرین کے زرعی قرضہ جات مؤخر کر دیئے جائیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ پنجاب نے فصل خریف 2008 کے لئے مختلف بنکوں سے لئے گئے قرضہ جات کی معافی کے لئے نومبر 2008 میں فنانس ڈویژن اسلام آباد سے یہ

معاملہ اٹھایا۔تاہم یہ بات درست نہ ہے کہ فنانس ڈویژن نے قرضہ جات کی معافی کے لئے وزیراعظم پاکستان سے رابطہ کرنے کو کہا۔

(ج) ان قرضہ جات کو معاف نہ کرنے کی بنیادی وجہ فنانس ڈویژن اسلام آباد کا وہ خط ہے جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ قاعدہ کے مطابق بنک آفت زدہ علاقوں میں جو سہولیات فراہم کر سکتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ ان قرضہ جات کو reschedule کیا جائے۔وہ بھی اس صورت میں کہ جب متعلقہ بورڈ آف ریونیو ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دے۔

ضلع چنیوٹ، فضائی آلودگی کی تفصیلات

*9399: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ کے کتنے دفاتر ہیں، ان میں کتنے ملازمین گریڈ ایک تا 16 میں کام کر رہے ہیں، کیا یہ ملازمین مذکورہ ضلع کی آبادی کے لئے فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر نہیں تو یہاں پر مزید ملازمین بھرتی کرنے کا کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) ضلع چنیوٹ کے شہری علاقوں میں فضائی آلودگی پھیلانے والی کتنی سٹیل ملز و دیگر فیکٹریاں کام کر رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان فیکٹریوں کو شہری علاقوں سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فی الحال ضلع چنیوٹ میں محکمہ تحفظ ماحولیات کا کوئی باقاعدہ دفتر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ملازم گریڈ ایک تا 16 میں کام کر رہا ہے تاہم محکمہ نے ضلع چنیوٹ میں ماحولیات کا دفتر قائم کرنے کے لئے ایک ریفرنس برائے سکیل ایک تا 17 کی 14 اسامیوں اور اس کے لئے مختص بجٹ مبلغ -/27,60,000 فنانس ڈیپارٹمنٹ (ڈسٹرکٹ گورنمنٹ) کو بھجوایا ہوا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات ضلع جھنگ کو محکمہ تحفظ ماحولیات چنیوٹ کے ضلع کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ کے شہری علاقوں میں فضائی آلودگی پھیلانے والی کوئی سٹیل مل یا بڑی فیکٹری نہ ہے۔گھریلو سطح کے چھوٹے چھوٹے لوہا پگھلانے والے ایک دکان پر مشتمل چند کارخانے ہیں۔اس کے علاوہ چھوٹے بڑے تین چار ہزار لکڑی کے کارخانے ہیں۔

(ج) گھریلو سطح کے چھوٹے چھوٹے کارخانوں سے محکمہ کو عوام کی جانب سے کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔شکایت موصول ہونے کی صورت میں محکمہ قانون کے مطابق کارروائی کرتا ہے۔ ان فیکٹریوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا اختیار محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے۔

صنعتی مزدوروں کی تنخواہ بڑھانے کا معاملہ

*7850:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 11-2010 کے بجٹ میں صنعتی مزدوروں کی کم از کم تنخواہ۔/7000روپے کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک صوبہ میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی تنخواہ۔/7000روپے کا نوٹیفکیشن نہیں کیا،اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ خزانہ ورک چارج ملازمین کے لئے schedule of wage rates کا نوٹیفکیشن جاری کرتا ہے جو کہ محکمہ اریگیشن و پاور، محکمہ کیمونیکیشن اینڈ ورکس، محکمہ لوکل گورنمنٹ، محکمہ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ملازمین پر لاگو ہوتا ہے۔

(ب) محکمہ خزانہ نے 2011 schedule of wage rates کے لئے نوٹیفکیشن بتاریخ 14۔مارچ 2011 کو جاری کر دیا ہے جس کے مطابق صوبہ میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی کم از کم ماہانہ تنخواہ سات ہزار روپے ہو گئی ہے۔

ضلع چنیوٹ،این او سی کے بغیر کام کرنے والے پولٹری فارمز کی تفصیلات

*9400: سید حسن مرتضیٰ:کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں کتنے ایسے پولٹری فارمز ہیں جنہوں نے محکمہ سے این او سی حاصل نہیں کیا؟

(ب) کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے،اگر کی تو کن کن پولٹری فارمز کے خلاف،ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع چنیوٹ میں 10 بڑے پولٹری فارمز ہیں اور ان میں سے 2 عدد بڑے پولٹری فارمز یعنی عامر پروٹین فارم اور عروس پروٹین فارم نے محکمہ سے این او سی حاصل کیا ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے مندرجہ ذیل 5 عدد پولٹری فارموں کے خلاف پاکستان ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی ہے اور نتیجتاً انہوں نے محکمے سے این او سی حاصل کرنے کے لئے درخواست دائر کردی ہے۔

1- رائل ایکر پروٹین فارم
2- اتفاق پولٹری فارم
3- چنیوٹ پولٹری فارم
4- طاہر آباد پروٹین فارم
5- تاج پروٹین فارم

مندرجہ ذیل تین پولٹری فارموں کے خلاف پاکستان ماحولیاتی قانون 1997 کے تحت قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔

1- عاصم علی پروٹین فارم
2- علی رضا پروٹین فارم
3- رانا پروٹین فارم

سرگودھا۔بنک آف پنجاب کے قرضہ جات کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*7851: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بنک ریجنل آفس سرگودھا نے 09-2008 سے اب تک کتنے لوگوں اور اداروں وصنعتکاروں کو قرضہ جات فراہم کئے؟

(ب) ان اداروں اور لوگوں کے نام اور ان کو کتنا کتنا قرضہ جاری کیا گیا، کس شرح سود پر، سال وار مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ قرضہ جات کس اتھارٹی کی اجازت سے منظور کئے گئے، اس کا نام، عہدہ، گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب بنک ریجنل آفس سرگودھا نے 09-2008 سے اب تک 373 افراد/ اداروں وصنعتکاروں کو قرضہ جات فراہم کئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں اور لوگوں کے نام اور ان کو کتنا کتنا قرضہ اور کس شرح سود پر اور کس سال جاری کیا گیا اس کی تفصیل تتمہ (الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے کالم نمبر 3، 6، 7 میں درج ہے۔

(ج) یہ قرضہ جات بنک آف پنجاب کی کریڈٹ کمیٹی نے منظور کیے۔

پنجاب بنک ہیڈ کوارٹر لاہور سے جاری کئے گئے قرضہ جات کی تفصیلات

*7856: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بنک ہیڈ کوارٹر لاہور نے 2008 سے اب تک کن کن لوگوں اور اداروں کو قرضہ جات فراہم کئے؟

(ب) ان اداروں اور لوگوں کے نام اور ان کو کتنا کتنا قرضہ جاری کیا گیا کس شرح سود پر سال وار مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ قرضہ جات کس کس اتھارٹی کی اجازت سے جاری کئے گئے؟

(د) مذکورہ قرضہ جات کی واپسی کتنے کتنے عرصہ کے بعد ہونی ہے، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب بنک نے سال 2008 سے اب تک جن لوگوں اور ادارہ جات کو قرضہ جات فراہم کئے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

سال	تعداد
2008	1790
2009	721
2010	2401

مجموعی طور پر تین سالوں میں 4912 لوگوں اور اداروں کو قرضہ جات فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) صفحہ نمبر 1 اور صفحہ نمبر 2 تا صفحہ نمبر 133 کالم نمبر 3 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن اداروں اور لوگوں کو قرضہ جات فراہم کئے گئے اس کی مکمل تفصیل تتمہ (الف) صفحہ نمبر 2 تا 133 کالم 3، کالم 5 اور کالم 7 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ قرضہ جات جس اتھارٹی کی اجازت سے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) صفحہ نمبر 2 تا 133 کالم 8 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان قرضہ جات کی تاریخ اجراء وتاریخ واپسی مع سال وتاریخ تتمہ (الف) صفحہ نمبر 2تا133 کالم 4اور 6 پر بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبائی ملازمین کو سیکرٹریٹ / پرسنل الاؤنس کی مد میں پنشنری مراعات کی ادائیگی کا معاملہ

*8012: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزارت خزانہ حکومت پاکستان نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلہ مورخہ 25۔مئی 2009 کی روشنی میں اپنے ملازمین کو سیکرٹریٹ / پرسنل الاؤنس کی مد میں پنشن کی مراعات کی ادائیگی کے لئے ایک مراسلہ نمبری 6/2007/1163. F.13(4)-Reg مورخہ 17۔دسمبر 2009 جاری کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی حکومت کے ملازمین کو اس الاؤنس کی مد میں پنشنری مراعات کی ادائیگی شروع کر دی گئی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت نے بھی اپنے ملازمین کو سیکرٹریٹ / پرسنل الاؤنس کی مد میں پنشنری مراعات ادا کرنی شروع کر دی ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(د) کیا صوبائی حکومت مذکورہ مراعات کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) صوبائی حکومت نے اپنے محدود وسائل کے پیش نظر وفاقی حکومت کی پالیسی کو نہیں اپنایا۔ مزید برآں اسی موضوع پر مختلف عدالتوں میں دائر مقدمات کے فیصلے صوبائی حکومت کے حق میں ہوئے ہیں۔ جبکہ کچھ مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر بحث ہیں۔

(د) جواب (ج) میں درج ہے۔

چیف منسٹر مانیٹرنگ فورس برائے صحت وایجوکیشن میں ایم ای اے کی 50 فیصد تنخواہیں بڑھانے کا معاملہ

*8057: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2006 میں چیف منسٹر مانیٹرنگ فورس برائے صحت وایجوکیشن میں ایم ای اے (مانیٹرنگ اینڈ ایلیویشن اسسٹنٹ) کو on contract بھرتی کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 11-2010 کے بجٹ میں حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد تک اضافہ کیا ہے مگر ان ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان ایم ای اے کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت ان کی تنخواہیں بڑھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) مانیٹرنگ اینڈ ایلیویشن اسسٹنٹ کو چیف منسٹر مانیٹرنگ فورس برائے صحت وایجوکیشن میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر فکسڈ پے پیکج پر بھرتی کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ کے سرکلر نمبر FD.PC.2-2/2010 مورخہ 15-07-10 کے مطابق وہ ملازمین جو کسی اسامی کے بنیادی پیمانہ تنخواہ پر تعینات ہوئے تھے ان کے لئے 50 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ وہ ملازمین جو فکسڈ پے پیکج پر بھرتی ہوئے تھے ان کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ نہیں کیا گیا۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کے لئے وفاقی حکومت نے بھی کوئی سہولت نہ دی ہے۔ چونکہ مانیٹرنگ اینڈ ایلیویشن اسسٹنٹ کو بھی فکسڈ پے پیکج پر بھرتی کیا گیا تھا اس لئے وہ پالیسی کے مطابق اضافہ کے مستحق نہ ہیں۔

بنک آف پنجاب سے جاری کئے گئے قرضہ جات کی تفصیلات

*8684: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دی بنک آف پنجاب سے یکم جنوری2002سے30۔جون2008تک جن افراد کو ایک کروڑ یا اس سے زائد مالیت کا قرضہ دیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات اگر کوئی فرم / کمپنی ہے تو اس فرم / کمپنی کا نام اور ان کے مالکان کے نام، پتا جات بتائیں؟

(ب) ان کو یہ قرض دینے کے لئے کس کس چیز کی گارنٹی لی گئی؟

(ج) گارنٹی کی مالیت اور قرض کی مالیت کا فرق بنک قانون کے مطابق کتنا ہونا ضروری ہے؟

(د) کیا ان قرض دہندگان کے معاملات میں بنک قوانین کو ملحوظ خاطر رکھا گیا؟

(ہ) کس کس پارٹی / فرم / فرد کو بنک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کتنا کتنا قرض دیا گیا؟

(و) یہ قرض کن کن افسران نے sanction کیا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ز) آج تک بنک کو کتنا قرض ان سے واپس ملا ہے، کتنا ابھی باقی ہے اور کون کون سی پارٹی / فرم اور افراد defaulter ہیں، حکومت ان سے قرض کی وصولی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) بنک آف پنجاب سے یکم جنوری2002سے30۔جون2008تک جن افراد / فرمز / کمپنیز کو ایک کروڑ یا اس سے زائد مالیت کے قرضے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر2، 3، 4ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد / فرمز / کمپنیز کو قرض دینے کے لئے جس چیز کی گارنٹی لی گئی اس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر7ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گارنٹی کی مالیت اور قرض کی مالیت کا فرق گارنٹی اور قرض کی نوعیت کے مطابق ہوتا ہے۔

(د) جی ہاں! اکثر قرض دہندگان کے معاملات میں بنک قوانین کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ تاہم جن قرضہ جات کے جاری کرنے میں بے قاعدگیاں ہوئیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) کالم9ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میں سنگل (*)asterisk اور ڈبل (**)asterisk لگا کر کر دی گئی ہے۔

(ہ) تمام قرضہ جات بنک قوانین کے مطابق ہی جاری کئے گئے۔ تفصیل تتمہ (الف) کالم10ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم جن قرضہ جات کے جاری کرنے میں بے قاعدگیاں ہوئیں ان کی تفصیل تتمہ (الف)، کالم نمبر10میں سنگل (*)asterisk اور ڈبل (**)asterisk لگا کر کر دی گئی ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) کالم10ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) تمام قرضے بنک آف پنجاب کی کریڈٹ کمیٹی نے منظور کئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 11 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) مورخہ 30۔جون 2008 کی پوزیشن کے مطابق بنک نے جن افراد اور اداروں سے ریکوری کی ہے، اس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 13 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ریکوری کی رقم صرف نادہندہ (کلاسیفائیڈ) قرضہ جات سے متعلق ہے، کیونکہ زیادہ تر قرضہ جات (ریوالونگ) طرز کے ہیں، جن کی اقساط سے واپسی نہیں ہوتی بلکہ سود کی رقم وقت مقررہ پر وصول کی جاتی ہے اور تجدید ہوتی رہتی ہے۔ علاوہ مزید ریکوری کے عمل کو تیز کرنے کے لئے بنک نے ایک مخصوص یونٹ بنایا ہوا ہے جو انتہائی سرعت سے وصولی کے عمل اور مقدمات کی پیروی کر رہا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کے بغیر House کی sense کا فیصلہ نہ لیں، دوسری بات یہ کہ کورم بھی نہیں ہے اور یہ کھلا تضاد ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کورم کی نشاندہی کر رہی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جی،

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے میں گورنر صاحب کے آرڈر پڑھتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(110)/2012/513.Dated 6th February 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. February 06, 2012 (Monday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 3rd February, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"